وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝٤ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ

و آنچہ در زمین است و اوست بر تر بزرگ نزدیکست کہ آسمانہا

اور جو کچھ زمین میں اور وہی بر تر عظمت والا ہے [1] قریب ہے کہ آسمان

يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ

بشگافند از بالاے و فرشتگان تنزیہہ میکنند بحمد

اپنے اوپر سے پھٹ جائے اور فرشتے اپنے رب کے حمد کیساتھ پاکی بیان کرتے ہیں

رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ

پروردگار خود و آمرزش طلب میکنند آنانکہ در زمین است بدانید ہر آئنہ خدای

اپنے رب کی اور مغفرت طلب کرتے ہیں ان لوگوں کیلئے جو زمین میں ہیں' جان لو بیشک اللہ

هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝٥ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ

اوست آمر زندہ مہربان و آنانکہ فرا گرفتند بجز خدای

وہی بخشنے والا مہربان ہے [2] اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کو چھوڑ کر (اور) سرپرست

اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝٦

دوستان خدای نگہبانست بر ایشاں و نیستی تو بر ایشاں متعہد

بنا لئے اللہ انھیں دیکھ رہا ہے اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں [3]

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ

و اینچنیں وحی کردیم ما بسوے تو قرآنے عربے تا بیم کنید اہل

اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف عربی قرآن وحی کی تا کہ آپ ڈرائیں اہل

الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ

دیہہا و ہر کہ گردا گرد آں ہستند و بترساں از روز جمع نیست شبہ

قری کو اور جو اس کے اِرد گرد ہیں اور ڈرائیے جمع ہونے کے دن سے' نہیں ہے کوئی شبہ

[1] یعنی جو کچھ بھی ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق' ملک اور بندے ہیں۔ وہ ہر مخلوق سے بلند و بالا ہے' کبریائی اور عظمت میں منفرد ہے۔(صفوۃ التفاسیر)

[2] یعنی ملائکہ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور ایسی صفات کی نفی کرتے ہیں جو اس کے وصف میں جائز نہیں ہے اور جو اس کے جلال کے لائق نہیں ہے' بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ ملائکہ مشرکین کی جرأت پر تعجب کرتے ہیں پس تعجب کی جگہ تسبیح کا لفظ ذکر کیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ملائکہ کی تسبیح اس پر تعجب کرنا ہے جو لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ ایسے کام کے مرتکب ہوتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ان کی تسبیح خضوع ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت دیکھتے ہیں تو اسکی بارگاہ میں عاجزی کرتے ہیں۔

وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ: حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ زمین پر مؤمنوں میں سے جو بھی ہے ملائکہ ان سب کیلئے استغفار کرتے ہیں۔ سورہ مؤمن میں ارشاد ہے وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا: ''اور وہ سب اہل ایمان کیلئے استغفار کرتے ہیں''۔ ابوالحسن ماوردی کہتے ہیں کہ ملائکہ کے استغفار میں دو اقوال ہیں (۱) گناہوں اور خطا سے استغفار' اور یہ حضرت مقاتل کے قول سے ظاہر ہے (۲) طلب رزق اور اس میں وسعت مراد ہیں اور یہ قول کلبی کا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ قول اظہر ہے اس لئے کہ زمین پر مؤمن اور کافر دونوں ہی رہتے ہیں [اور کافروں کیلئے مغفرت کی دعا ملائکہ کر نہیں سکتے] جب مقاتل کے قول کے مطابق تفسیر ہوگی تو اس وقت کافر اس میں داخل نہیں ہونگے۔ حضرت سلمان کہتے ہیں کہ بندہ جب خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے پھر اس پر تنگی نازل ہوتی ہے تو ملائکہ کمزور انسانوں کی آواز میں کہتے ہیں کہ یہ خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا تھا اور اب اس پر تنگی اتر آئی ہے پھر ملائکہ اس کیلئے استغفار کرتے ہیں۔ بندہ جب خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا اور اس پر تنگی اترتی ہے تو ملائکہ انسان کی منکر آواز میں کہتے ہیں کہ یہ بندہ خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا تھا اب اس پر تنگی آئی ہے پس اس کیلئے استغفار مت کرو۔ یہ آیت دلالت کر رہی ہے کہ انسان کو راحت اور تکلیف ہر دو احوال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہنا چاہیئے۔ اس اعتبار سے ملائکہ کا استغفار کرنا خاص ہے ان لوگوں کیلئے جو مؤمنین ہیں۔ اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ استغفار سے حلم اور غفران کی طلب مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ارشاد ہے اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ۔ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۔ ترجمہ: ''بیشک اللہ روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو کہ جنبش نہ کریں اور اگر وہ ہٹ جائیں تو انھیں کون روکے گا اللہ کے سوا بیشک وہ حلم والا بخشنے والا ہے''۔ دوسری جگہ ارشاد ہے وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۔ ترجمہ: اور تمہارا رب لوگوں کو ان کے ظلم پر معاف فرمانے والا ہے'' مطلب یہ ہے کہ ملائکہ یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اہل زمین کو حلم عطا فرما تا کہ وہ انتقام کی بجائے عفو و درگذر سے کام لیں۔ اس وقت آیت عام ہوگی یعنی اس میں کافر اور مؤمن سب شامل ہونگے۔(القرطبی) [3] یعنی وہ لوگ جو بتوں کو معبود بنا کر اس کی عبادت کرتے ہیں ایسے لوگوں کے اعمال کو اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے تا کہ انھیں ان کے اعمال کے مطابق بدلا عطا فرمائے۔ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ: یہ آیت سیف سے منسوخ ہے۔(القرطبی) مطلب یہ ہے کہ اے محمد ﷺ! ہم نے آپ کو ان پر وکیل بنا کر نہیں بھیجا ہے کہ آپ ان کے اعمال کی نگرانی فرمائیں ہم نے تو آپ کو صرف منذر بنا کر بھیجا ہے۔(صفوۃ التفاسیر)

فِيهِ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ﴿٧﴾ وَلَوْ

دراں گروہی در بہشت باشندہ و گروہی در دوزخ و اگر

اس میں، ایک گروہ جنت میں ہو گا اور ایک گروہ دوزخ میں ۱؎ اور اگر

شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِنْ يُدْخِلُ

خواستی خدای البتہ گرداند ایشانرا یک گروہ و لیکن در آرد

اللہ چاہتا تو ضرور ان سب کو ایک گروہ کرتا لیکن داخل فرماتا ہے

مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ۚ وَالظَّالِمُونَ مَا لَهُمْ مِنْ وَلِيٍّ

ہر کرا خواہد در رحمت خود و ستمگاران نیست ایشانرا ہیچ دوستی

اپنی رحمت میں جسے چاہے اور ظالموں کا نہیں ہے کوئی دوست

وَلَا نَصِيرٍ ﴿٨﴾ أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۖ فَاللَّهُ

و نہ یاری آیا گرفتند بجز او دوستان پس خدا ست

اور نہ مددگار ۲؎ کیا اس کے سوا اور دوست بنا لئے، پس اللہ

هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٩﴾ ع ۱

اوست کار ساز و او زندہ مردگانرا و او بر ہمہ چیز توانا ست

وہی کار ساز ہے اور وہ مُردوں کو زندہ فرمائیگا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۳؎

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمُ

و آنچہ اختلاف کردید دراں از چیزی پس حکم کردن بسوے خدای اینست

اور تم نے اس میں جس چیز کا اختلاف کیا سو اس کا فیصلہ اللہ کی طرف ہے، یہ ہے

اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ﴿١٠﴾ فَاطِرُ

خدای پروردگار من برو توکل کردم و بسوے او ست باز گشت آفرینندہ

اللہ میرا رب، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اس کی جانب رجوع کرتا ہوں ۴؎ پیدا کرنے والا

۱؎ عرب کی اکثر بستیاں مکہ ہی سے نکلی ہیں۔ عرب میں سب سے اول مکہ کی آبادی ہوئی اس لئے مکہ کو ام القریٰ یعنی بستیوں کی ماں کہا جاتا ہے۔ وَمَنْ حَوْلَهَا: یعنی سارے عرب یا سارے عرب کی بستیاں خواہ مکہ سے مشرقی جانب ہوں یا مغربی شمالی سمت میں ہوں یا جنوبی۔ مکہ والوں کو اور مکہ کے گردا گرد سارے عرب کو ڈرانے کا حکم دیا گیا تا کہ اللہ کے دین کا بول بالا کرنے میں سب مل کر مدد کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے پانچ چیزوں میں دوسرے انبیاء پر فضیلت عطا کی گئی (۱) سب لوگوں کیلئے مجھے بھیجا گیا (۲) میری امت کیلئے میری شفاعت جمع رکھی گئی (۳) ایک ماہ کی راہ تک آگے کی طرف اور ایک ماہ کی پیچھے کی طرف میرا رعب ڈال دیا گیا اور اس طرح میری مدد کی گئی (۴) زمین میرے لئے مسجد اور پاک بنادی گئی (۵) میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا مجھ سے پہلے کسی کیلئے حلال نہیں کیا گیا۔ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ: یعنی جمع ہونے والوں میں سے ایک فریق جنتی اور دوسرا دوزخی ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنی مٹھیوں میں دو تحریریں دبائے تشریف لائے اور فرمایا: تم جانتے ہو کہ یہ دونوں تحریریں کیا ہیں۔ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم واقف نہیں۔ آپ نے دائیں ہاتھ والی تحریر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اس میں اہل جنت کے اسماء ہیں۔ یہ رب العالمین کی تحریر ہے، اس وقت سے بھی پہلے کی ہے جب نطفے باپ کی پشتوں اور ماؤں کے رحموں میں ٹھہرے تھے جب لوگ کیچڑ میں پڑے ہوئے تھے ان میں نہ زیادتی ہوسکتی ہے نہ کمی۔ قیامت تک ہونے والے [جنتی] لوگوں کی اللہ کی طرف سے یہ مجمل تحریر ہے۔ پھر بائیں ہاتھ والی تحریر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ رب العالمین کی طرف سے دوزخیوں کے ان کے باپ کے اور انکے قبائل کے ناموں کی تحریر ہے ان کی گنتی ہے یہ اس وقت سے بھی پہلے کی ہے جب نطفے باپ کی پشتوں میں اور ماؤں کے رحموں میں ٹھہرے تھے جب لوگ کیچڑ میں پڑے ہوئے تھے ان میں نہ زیادتی ہوسکتی ہے نہ کمی۔ قیامت تک ہونے والے [دوزخی] لوگوں کی اللہ کی طرف سے یہ مجمل تحریر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا تو ایسی حالت میں عمل کی کیا ضرورت ہے؟ فرمایا: کئے جاؤ سیدھی چال رکھو اور قریب ہوتے چلو جو جنتی ہے اس کا خاتمہ اہل جنت کے عمل پر ہوگا خواہ [زندگی بھر] اس نے کیسے ہی عمل کئے ہوں اور دوزخی کا خاتمہ دوزخیوں کے عمل پر ہوگا خواہ [عمر بھر] اس نے کچھ بھی کیا ہو پھر آپ نے فرمایا: فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ: اللہ کی طرف سے انصاف ہوگا۔ (مظہری) ۲؎ یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمام لوگوں کو ہدایت یافتہ بنا دیتا یعنی دینِ اسلام کا پیروکار بنا دیتا۔ حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ سب کو اہل ہدایت بنا دیتا یا سب کو اہل ضلالت بنا دیتا لیکن اللہ تعالیٰ حکیم ہے ایسا کسی مصلحت کی وجہ سے نہیں کرتا۔ وَالظَّالِمُونَ مَا لَهُمْ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ: یعنی کافروں کیلئے قیامت کے روز کوئی حمایتی نہ ہوگا اور نہ کوئی ایسا مددگار ہوگا جو انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا سکے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۳؎ یعنی مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور معبود بنالئے ان سے مدد طلب کرتے ہیں اور ان سے شفاعت طلب کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جو ولی حق ہے وہ مؤمنوں کی مدد فرمائیگا۔ (صفوۃ التفاسیر) ۴؎ رسول اللہ ﷺ نے جو مؤمنین سے فرمایا تھا وہ اس آیت میں نقل کیا گیا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ مشرکین اور اہل کتاب دین کے معاملے میں تم سے جو اختلاف کریں ان سے کہہ دو کہ فیصلہ اللہ کی طرف سپرد ہے تمہاری طرف نہیں۔ (القرطبی)

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا

آسمانہا و زمین کرد برائے شما از جنس شما

آسمانوں اور زمین کا' تمہارے لئے تمہارے جنس میں سے عورتیں پیدا کیں

وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًاۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِؕ لَيْسَ

زنان و از چہار پایان اقسام چند پراگندہ میکند شما را دراں نیست

اور مختلف قسم کے چوپائے' اس میں پھیلاتا ہے تمہارے لئے (تمہاری نسل کو) نہیں ہے

كَمِثْلِهٖ شَيْءٌۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۱۱﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ

مانند او چیزے و او ست شنوا بینا او را ست کلیدہائے

اس کی مثل کوئی چیز' اور وہی سننے والا ہے [1] اسی کیلئے ہے آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ

آسمانہا و زمین کشادہ کند روزی ہر کرا خواہد و

اور زمین کی چابیاں' جس کیلئے چاہتا ہے روزی کشادہ فرماتا ہے اور

يَقْدِرُؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ

تنگ کند ہر آئنہ او ہمہ چیز دانا ست مقرر کرد برائے شما از دین

تنگ فرماتا ہے' بیشک وہ ہر چیز کو جانتا ہے [2] تمہارے لئے (وہ) دین مقرر کیا

مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ وَمَا

آنچہ امر کردہ بود بآن نوح و آنکہ وحی کردیم ما بسوے تو و آنچہ

جو حکم دیا تھا نوح کو اور جو ہم نے تمہاری جانب وحی کی

وَصَّيْنَا بِهٖۤ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰۤى اَنْ اَقِيْمُوا

وصیت کردیم ما بآن ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ آنکہ بر پادارید

اور ہم نے جس کی وصیت کی ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو کہ قائم رکھو

[1] آیت میں مثل کا لفظ زائد ہے مطلب یہ ہے کہ وہ کسی چیز کی طرح نہیں ہے۔ مثل کے لفظ کی زیادتی مفید تاکید ہے جس طرح ایک اور آیت میں ہے فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ: بعض کہتے ہیں کہ كَمِثْلِهٖ میں کاف زائد ہے یعنی اس کی مثل کوئی شے نہیں جو اسکے ہم پلہ اور اس سے جوڑ کھانے والی ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ بعض نے کہا کہ مثل کا لفظ مبالغہ کیلئے بطور کنایہ آیا ہے۔ (مظہری) وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ: جاننا چاہیئے کہ قرآن کریم میں چند ایسے صفات بیان ہوئے ہیں جو خالق اور مخلوق کے درمیان بظاہر مشترک ہیں [لیکن حقیقت میں ان دونوں کے درمیان بڑا فرق ہے] ان میں سے چند مقامات کی آیتوں کو ہم یہاں پیش کرتے ہیں (۱) اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنے لئے فرمایا: وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ: [اور وہی سننے والا دیکھنے والا ہے] انسان کے بارے میں ارشاد ہوا۔ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ''اور ہم نے انسان کو سننے والا دیکھنے والا بنایا'' (۲) وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ: ''اور تم فرماؤ کام کرو اب تمہارے کام دیکھے گا اللہ اور اس کا رسول'' مخلوق کے بارے میں ارشاد ہوا۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ۔ ''کیا انھوں نے پرندے نہ دیکھے حکم کے باندھے آسمان کی فضا میں'' (۳) وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا: ''اور کشتی بناؤ ہمارے سامنے'' مخلوق کے بارے میں ارشاد ہے تَرٰى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ: ''تو ان کی آنکھیں دیکھو کہ آنسوؤں سے ابل رہی ہیں'' (۴) مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ: ''فرمایا اے ابلیس تجھے کس چیز نے روکا کہ تو اس کیلئے سجدہ نہ کرے جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا'' مخلوق کے بارے میں ارشاد ہے۔ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ: ''یہ اس کا بدلا ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا'' (۵) اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى: ''رحمٰن نے عرش پر استوی فرمایا'' مخلوق کے بارے میں ارشاد ہے لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ۔ ''تا کہ تم ان کی پیٹھ پر سواری کرو'' (۶) اَلْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ۔ ''وہ اللہ عزیز اور جبار ہے'' مخلوق کے حق میں فرمایا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا۔ ''اے عزیز بیشک اس کا ایک بہت بوڑھا باپ ہے'' (۷) مَلِكِ النَّاسِ۔ ''لوگوں کا بادشاہ ہے'' مخلوق کے حق میں ارشاد ہے۔ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ۔ ''اور بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لاؤ'' (۸) اَلْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ۔ ''وہ اللہ جبار اور متکبر ہے'' مخلوق کے حق میں ارشاد ہوا۔ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ: ''اللہ تعالیٰ اسی طرح ہر متکبر سرکش کے دل پر مُہر لگا دیتا ہے''۔ جاننا چاہیئے کہ علمائے توحید نے اس آیت کریمہ سے اللہ تعالیٰ کیلئے جسم کی نفی کی ہے کیونکہ جسم اعضاء اور اجزاء سے مرکب ہوتا ہے اور اس کیلئے مکان اور جہت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں سے پاک ہے' یہ علت بھی عدم جسم پر پیش کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کیلئے جسم ہوگا تو سارے اجسام کی طرح ہوگا اس سے امثال اور اشباہ لازم آئیں گے جو کہ باطل ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ۔ (تفسیر کبیر) [2] کاشفی کہتے ہیں کہ آسمانوں اور زمین کی چابیوں سے مراد رزق ہے۔ آسمان کا خزانہ بارش ہے اور زمین کا خزانہ نباتات ہیں۔ مقالید یہاں خزائن سے کنایہ ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی مکمل قدرت ہے اور وہ اس کی حفاظت فرماتا ہے۔ ابن عطاء کہتے ہیں کہ رزق کی چابی توکل کی صفت ہے' دلوں کی چابی معرفت باللہ کی صفت ہے اور علوم کی چابی بھوک ہے۔ (روح البیان)

الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ

دین و متفرق مشوید دراں دشوار آمد بر مشرکان آنچہ میخوانی ایشانرا

دین کو اور اس میں متفرق نہ ہونا' مشرکوں پر دشوار گذرتی ہے وہ چیز جسکی طرف آپ انہیں بلاتے ہیں اور

اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ وَمَا

بسوے او خدا بر گزیند خود ہر کہ خواہد و راہ نماید بسوے خود ہر کہ باز گشت و

اللہ اپنی طرف چن لیتا ہے جسے چاہے اور اپنی طرف راہ دکھاتا ہے جو رجوع لاتا ہے [۱] اور

تَفَرَّقُوْۤا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ

پراگندہ نشدید مگر از پس آنکہ آمد بدیشاں دانش از روے حسد میان ایشاں

ٹکڑے ٹکڑے نہ ہوئے مگر اس کے بعد کہ ان کے پاس علم آیا اپنے درمیان حسد کے سبب

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى

و اگر نہ کلمہ ایست کہ پیشی گرفتہ است از پروردگار تو تا وقتی شمردہ

اور اگر تمہارے رب کی طرف سے ایک وقت مقررہ تک کا وعدہ نہ ہو چکا ہوتا

لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ

ہر آئنہ حکم کردہ شد میان ایشاں و ہر آئنہ آنانکہ میراث دادند کتاب از پس اایشاں

تو ضرور ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا' اور بیشک وہ لوگ جنہیں انکے بعد کتاب میراث (میں) دی گئی

لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۴﴾ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ

البتہ در شبہ اند از و قوی پس دعوت کن و قایم باش

ضرور اس میں قوی شبہ میں ہیں [۲] پس دعوت دو اور قائم رہو

كَمَاۤ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَاۤ اَنْزَلَ

آنکہ فرمودہ شد ترا و پیروی مکن آرزوہاے ایشاں و بگو گرویدم بآنچہ فرستاد

جسکا تمہیں حکم دیا گیا اور پیروی نہ کرو اپنے آرزوؤں کی اور کہو میں ایمان لایا

تفسیر اظہار العرفان

[۱] یعنی دین اسلام جو امتِ محمدیہ کیلئے مقرر کیا ہے وہ کوئی نیا دین نہیں ہے تمام انبیاء کا دین یہی رہا ہے حق ایک ہی ہوتا ہے اور حق کے بعد سوائے گمراہی کے اور کیا رہ جاتا ہے۔ اہل کتاب نے جو اسلام کا انکار کیا ہے وہ محض دشمنی اور ضد کے زیر اثر کیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے ایک لکیر کھینچی پھر فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے اس کے بعد اس لکیر کے دائیں بائیں کچھ لکیریں اور کھینچیں اور فرمایا: یہ [مختلف] راستے ہیں ان میں سے ہر راہ پر ایک شیطان بیٹھا اپنی طرف بلا رہا ہے اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ الخ ۔ یہ دین اسلام نام ہے ایک اللہ کی ذات و صفات کو' اس کے انبیاء کو' اس کی کتابوں کو' اس کے ملائکہ کو' مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کو اور جو کچھ انبیاء لے کر آئے ان سب کو ماننے کا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنے اور ممنوع باتوں سے باز رہنے کا۔ یہ ایمان و عمل تمام شریعتوں میں مشترک ہے سب شریعتیں اس پر متفق ہیں۔ بعض عملی احکام کا منسوخ ہو جانا دین کے اختلاف پر دلالت نہیں کرتا۔ ایسا نسخ تو ایک ہی نبی کے احکام میں مختلف اوقات میں رہا ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے سولہ مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور کعبہ کی طرف رخ کر کے آپ نماز پڑھنے لگے اس اختلافِ حکم سے دین اسلام کی وحدت پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ اسی طرح مختلف انبیاء کی شریعتوں میں اگر بعض فروع احکام میں اختلاف ہے تو اس سے ادیان کا اختلاف لازم نہیں آتا سب کا مآل ایک ہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے اوامر کا امتثال اور ممنوعات سے اجتناب۔ اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ: اقامتِ دین کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو احکام تم کو دیں بغیر کسی انحراف اور کجروی کے اس پر عمل کرو۔ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ: اور اپنی خواہشات و خیالات کی پیروی کر کے' یا محض تعصب و ضد کے زیر اثر دین میں تفرقہ نہ ڈالو۔ افکار و خیالات اور میلانات نے ہی امتِ محمدیہ کے تہتر ٹکڑے کر دیئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تفرقہ پیدا نہ کرو۔ جماعت رحمت ہے اور جماعت کا پھٹنا عذاب ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے جماعت کو ایک بالشت ترک کیا اس نے اسلام کی رسّی اپنے گلے سے نکال دی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شیطان انسان کیلئے بھیڑیا ہے جیسے بکریوں کیلئے بھیڑیا ہے۔ دور جانے والی اور الگ چلنے والی بکری کو پکڑ لیتا ہے [اسی طرح جماعت سے پھٹ جانے والے آدمی پر شیطان قبضہ کر لیتا ہے شاہراہ سے الگ] گھاٹیوں سے بچو جماعت اور جمہور کے ساتھ رہو۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ جس کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور آدمی بے اختیار اس کی طرف کھینچا چلا آتا ہے تو ایسا آدمی مراد خداوندی ہے یہ گروہ انبیاء اور صدیقین کا ہوتا ہے اور جو شخص اپنے ارادہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے پھر اللہ اس کو اپنی ذات تک رسائی کی توفیق دیتا ہے تو ایسا شخص مرید ہوتا ہے یہ گروہ اولیاء اور اللہ کے نیک بندوں کا ہوتا ہے۔ (مظہری) [۲] یعنی یہود و نصاریٰ میں سے دین کو ٹکڑے ٹکڑے ان لوگوں نے کیا جن پر نبی کی طرف سے دلائل و براہین قائم ہو چکے تھے۔ ان لوگوں نے ایسا ظلم و تعدی اور حسد و عناد کی بناء پر کیا۔ (صفوۃ التفاسیر)

اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَ اُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا

خدای از کتاب و فرموده شدم که انصاف کنم میان شما الله است پروردگار ما

(اس پر) جو کتاب اللہ نے اتاری اور مجھے حکم دیا گیا کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں' اللہ ہمارا رب ہے

وَ رَبُّكُمْ ؕ لَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَ

و پروردگار شما ما را ست کردارہاے ما و شما را ست کردارہاے شما نیست حجت میان ما و

اور تمہارا رب ہے' ہمارے لئے ہمارا کردار اور تمہارے لئے تمہارا کردار' نہیں ہے کوئی حجت ہمارے اور

بَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ؕ ﴿١٥﴾ وَ الَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ

میان شما الله است جمع کند میان ما و بسوے او ست باز گشت و آنانکه حجت گویند

تمہارے درمیان' اللہ ہم سب کو جمع فرمائیگا اور اسی کی طرف لوٹنا ہے[1] اور وہ لوگ جو جھگڑتے ہیں

فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ

در دین خدای از پس آنچہ قبول کرده شد مرا او را حجت ایشاں باطل است

اللہ کے دین کے بارے میں اسکے قبول کر لینے کے بعد ان کی حجت باطل ہے

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ عَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿١٦﴾

نزدیک پروردگار ایشاں و بر ایشاں است خشم و مر ایشانراست عذاب سخت

ان کے رب کے نزدیک اور ان پر غضب ہے اور ان کیلئے سخت عذاب ہے[2]

اَللّٰهُ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَ الْمِيْزَانَ ؕ وَ مَا

الله است آنکہ فرستاد کتاب براستی و ترازو و چہ چیز

اللہ ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب اتاری اور ترازو اور تمہیں کیا

يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ﴿١٧﴾ يَسْتَعْجِلُ بِهَا

دانا کرد ترا شاید آمدن قیامت نزدیک ست زود طلب کنند باں

معلوم شاید قیامت کا آنا قریب ہے[3] اسے جلد طلب کرتے ہیں

[1] یعنی ان کے دین میں تفرقہ ڈالنے کی وجہ سے [ایک دین کی جانب] بلائیے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مخلوق کو قرآن کی طرف بلائیے، اور خود بھی قائم رہیئے۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اللہ کے حکم پر قائم رہیئے۔ حضرت سفیان کہتے ہیں کہ قرآن پر قائم رہیئے۔ حضرت ضحاک یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ تبلیغِ رسالت پر قائم رہیئے۔ جو لوگ آپ کی مخالفت کرتے ہیں ان کی جانب مت دیکھیئے۔ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتَابٍ: یہ ایسا ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ: ''اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں رب العالمین کے حضور گردن جھکاؤں''۔ حضرت ابو العالیہ کہتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ میں تمہارے لئے دین میں عدل کروں اور میں ہر کتاب اور رسول پر ایمان لاؤں۔ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْ ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ یہ خطاب یہود سے ہے مطلب یہ ہے کہ ہمارا دین ہمارے لئے ہے اور تمہارا دین تمہارے لئے ہے پھر یہ حکم اللہ تعالیٰ کے اس قول سے منسوخ ہوگیا۔ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ: ''ان لوگوں سے جہاد کرو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں''۔ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ: یعنی ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہے۔(القرطبی)

[2] حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ جب آیت اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ نازل ہوئی تو مشرکین مکہ نے مکہ میں رہنے والے مسلمانوں سے کہا کہ جب اللہ کے دین میں لوگ فوج در فوج داخل ہو گئے ہیں تو تم کیوں ہمارے درمیان رہ رہے ہو؟ تم بھی یہاں سے چلتے بنو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ آیت میں جن جھگڑنے والے کا ذکر ہے اس سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ہماری کتاب تمہاری کتاب سے پہلے نازل ہوئی اور ہمارے نبی تمہارے نبی سے پہلے مبعوث ہوئے اور ہم تم سے بہتر ہیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) مشرکین کہتے تھے اَیُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّ اَحْسَنُ نَدِيًّا ۔ ترجمہ: ''کون سے گروہ کا مکان اچھا اور مجلس بہتر ہے'' اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (القرطبی)

[3] یعنی اللہ ہی نے قرآن اور دیگر آسمانی کتابیں نازل فرمائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بِالْحَقِّ سے مراد ہے صدق کے ساتھ اور وَالْمِيْزَانِ سے مراد عدل کے ساتھ۔ اکثر مفسرین کرام کی بھی یہی رائے ہے۔ عدل کو میزان کا نام دیا گیا اس لئے کہ میزان عدل اور انصاف کا آلہ ہے۔ بعض نے کہا کہ میزان سے وہ اعمال مراد ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ساری کتابوں میں بیان فرمایا اور اس پر عمل کرنا انسان پر واجب تھا۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ میزان سے وہ اوامر مراد ہیں جن کا حکم دیا گیا اور وہ نواہی مراد ہیں جن سے منع کیا گیا۔ یہ سب اقوال متقارب المعنی ہیں۔ بعض نے کہا کہ میزان سے وہ جزا مراد ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نیک عمل پر عطا فرمائیگا اور وہ سزا مراد ہے جو اللہ تعالیٰ معصیت پر بندوں کو دیگا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں میزان سے نفس میزان یعنی ترازو مراد ہے جس سے اللہ تعالیٰ بندوں کے اعمال کو وزن فرمائیگا تاکہ ان کے درمیان انصاف کے ساتھ معاملہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ: تحقیق ہم نے اپنے رسولوں کو روشن نشانیوں کے ساتھ بھیجا اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اتاری اور میزان تاکہ لوگ انصاف قائم کریں۔ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ: اس جملہ کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو کتاب کے عمل اور عدل و انصاف پر ابھارا جائے اور شریعت کے حکم پر اس سے پہلے عمل کرنا کہ اچانک قیامت آجائے۔ (القرطبی)

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ

آنانکہ نمی گروند و آنانکہ گرویدند ترسانند

وہ لوگ جو اس پر ایمان نہیں رکھتے' اور وہ لوگ جو ایمان لائے ڈرتے ہیں

مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ۗ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ

ازاں و میدانند کہ راست است بدانید ہر آئنہ آنست مکابرہ میکنند

اس سے اور جانتے ہیں کہ وہ حق ہے' جان لو بیشک وہ جو جھگڑا کرتے ہیں

فِى السَّاعَةِ لَفِىْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۞ اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ

در آمدن قیامت ہر آئنہ در گمراہی دور خدای مہربانست

قیامت کے آنے میں ضرور دور کی گمراہی میں ہیں ۱؎ اللہ مہربان ہے

بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِىُّ الْعَزِيْزُ ۞

بہ بندگان خود روزی دہد آنرا کہ خواہد و اوست توانا غالب

اپنے بندوں پر روزی دیتا ہے جسے چاہے اور وہی قوت والا غالب ہے ۲؎

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِىْ حَرْثِهٖ ۚ

ہر کہ باشد میخواہد کشت آخرت بیفزائیم او را در کشت او

جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کیلئے اسکی کھیتی میں اضافہ کریں گے

وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا

و ہر کہ باشد میخواہد کشت دنیا بدہیم او را ازاں و نیست

اور جو کوئی دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس میں سے دیں گے اور نہیں ہے

لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۞ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا

او را در آخرت ہیچ نصیب آیا کافرانرا شریکان ہستند مقرر کردند

اس کیلئے آخرت میں کچھ حصہ ۳؎ کیا کافروں کیلئے شریک ہیں کہ انھوں نے

۱؎ یعنی قیامت کے بارے میں جلدی وہ لوگ کرتے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتے ہیں اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتے۔ان مشرکین کا یہ مطالبہ استہزاء کے طور پر تھا۔ اسکے برعکس جولوگ قیامت پر یقین رکھتے ہیں وہ تو اس سے ڈرتے رہتے ہیں اور انھیں یقین ہے کہ قیامت حق ہے۔ جولوگ قیامت کے بارے میں جھگڑتے ہیں وہ حق سے بہت دور ہو چکے ہیں۔(صفوۃ التفاسیر)

۲؎ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اپنے بندوں کو خوب جانتا ہے اور ان کے ساتھ بھلائی فرماتا ہے' عکرمہ کہتے ہیں کہ اللہ بندوں سے بھلائی کرنے والا ہے' سدی کہتے ہیں کہ اللہ اپنے بندوں کے ساتھ نرمی فرمانے والا ہے' مقاتل کہتے ہیں کہ اللہ نیکوں اور بدوں سب پر مہربانی فرمانے والا ہے کہ بدکاروں کی خطا کاریوں کی وجہ سے کسی کو ہلاک نہیں کرتا' قرطبی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرض اور محاسبہ میں بندوں پر مہربان ہے' جعفر بن محمد یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رزق [عطا کرنے] میں اپنے بندوں پر مہربان ہے اور یہ دو طریقوں سے ہے (۱) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا فرماتا ہے (۲) ایک ہی مرتبہ نہیں بلکہ بار بار رزق عطا فرماتا ہے' حسین بن فضل کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن کے معاملے میں اپنے بندوں پر مہربان ہے اس طرح کہ اس کی تفصیل اور تفسیر القا فرماتا ہے' جنید کہتے ہیں کہ اپنے اولیاء پر مہربان ہے کہ انھیں اپنی معرفت عطا فرماتا ہے اگر اپنے اعداء پر بھی مہربانی فرماتا تو وہ اللہ تعالیٰ کا انکار نہیں کرتا' محمد بن علی الکتانی کہتے ہیں کہ بندوں میں سے جو اس کی جانب عاجزی اور التجا کرتا ہے اس پر مہربان ہے۔ جب بندہ مخلوق سے ناامید ہو کر اس کی جانب رجوع لاتا ہے اور اسی پر بھروسہ کرتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرما کر اس پر مہربانی کرتا ہے' بعض نے لطف کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے مناقب کو ظاہر فرماتا ہے اور اس کے عیبوں کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ اسی بناء پر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے وہ جو اچھائی کو ظاہر فرماتا ہے اور عیب کی پردہ پوشی فرماتا ہے' بعض نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قلیل عبادت قبول کر کے کثیر ثواب عطا فرماتا ہے' یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ اپنے بندوں کو غم اور مصیبت پر نعمت عطا فرماتا ہے اور طاعت پر طاعت کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا: ''اور اگر تم اللہ کی نعمت شمار کرنا چاہو تو اسے شمار نہیں کر سکتے'' ایک اور جگہ ارشاد ہے وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً: ''اور اللہ نے تم پر ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کیں'' ایک اور جگہ ارشاد ہے وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ: ''اور اللہ نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں کی'' (القرطبی)

۳؎ حرث عمل اور کسب کو کہتے ہیں۔ عبد اللہ بن عمر کا قول ہے کہ دنیا میں کھیتی کرو گویا کہ ہمیشہ تمہیں اس میں رہنا ہے اور آخرت کیلئے عمل کرو گویا کہ کل تمہیں مرجانا ہے۔ قشیری کہتے ہیں کہ اس آیت کا ظاہر تو یہ ہے کہ اس دنیا میں کافر کو وسعت دی جاتی ہے لیکن اس وسعت سے دھوکے میں نہیں آنا چاہئے اس لئے کہ دنیا باقی رہنے والی نہیں ہے' حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آخرت کی نیت پر دنیا کے معاملات میں سے بھی جو چاہے عطا فرماتا ہے لیکن دنیا کی نیت پر صرف دنیا ہی میں عطا فرماتا ہے۔ انہی کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو آخرت کیلئے عمل کریگا ہم اس کے عمل میں اضافہ کریں گے اور اسے دنیا بھی عطا کریں گے اور جو دنیا کیلئے عمل کرے گا تو ہم اسے صرف دنیا ہی میں عطا کریں گے آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہ ہوگا۔ (القرطبی)

لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ لَا كَلِمَةُ

برای ایشاں از دین آنچہ نہ فرمودہ است آنرا خدای و اگر کلمہ نیست

ان کیلئے (ایسا) دین مقرر کیا جسکا حکم اللہ نے نہیں دیا ہے اور اگر فیصلہ کرنے کا

الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ

فیصل کردن تا حکم کند میان ایشاں و ہر آئنہ ستمگاران ایشانرا ست عذاب

کلمہ (پہلے ہی سے) نہ ہوتا تو ان کے درمیان حکم فرما چکا ہوتا اور بیشک ظالموں کیلئے سخت عذاب

اَلِيْمٌ ۝٢١ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ

سخت می بینی ستمگارانرا ترسان از آنچہ کسب کردند و او

ہے ا تم ظالموں کو دیکھو گے ڈرتے ہونگے اس سے جو انھوں نے کمایا اور وہ

وَاقِعٌۢ بِهِمْ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ

رسیدہ است بدیشاں و آنانکہ گرویدند و کردند نیکیہا در سبزہ زار

انھیں پہنچنے والا ہے' اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے سبزہ زار

الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ

بوستانہا ایشانراست آنچہ خواہند نزد پروردگار ایشاں اینست آں رستگاری

باغوں میں ہونگے' ان کیلئے ان کے رب کے پاس وہ ہے جو وہ چاہیں' یہ ہے وہ بڑی

الْكَبِيْرُ ۝٢٢ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ

بزرگ اینست آنکہ مژدہ دہد خدا بندگان خود را آنانکہ

کامیابی ٢ یہ ہے وہ جسکی بشارت اللہ دیتا ہے اپنے بندوں کو جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا

گرویدند و کردند نیکیہا بگو نمی پرسم از شما بروی مزدی

ایمان لائے اور اچھے کام کئے' آپ فرما دیجئے میں تم سے اس پر کسی اجر کا سوال نہیں کرتا ٣

تفسیر اظہار العرفان

ا جب اللہ تعالیٰ نے دنیاو آخرت کے بارے میں قانون اعظم بیان فرمالیا تو اب گمراہی اور شقاوت کے باب میں جو اصل ہے اسے بیان فرمارہا ہے۔ شُرَكَاءُهُمْ: اس سے مراد ہیں ان کے شیاطین' جنہوں نے شرک' انکارِ بعث اور دنیاوی عمل کو ان کیلئے مزین کیا' بعض نے کہا کہ اس سے ان کے بت مراد ہیں ان کی جانب اضافت اس لئے کی گئی ہے کہ یہ لوگ ان بتوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے تھے جب یہ بت ان کی گمراہی کا سبب ٹھہرے تو دین ضلالت کیلئے ان کو مقرر کیا۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ: یعنی اے میرے رب ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا۔ (تفسیر کبیر)

٢ سوال: اگر کہا جائے کہ تبلیغ وحی پر اجر طلب کرنا جائز نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے بہت سے رسولوں کے بارے میں فرمایا: وَمَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ یعنی میں تم سے تبلیغِ دین پر کوئی اجر نہیں مانگتا۔ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو ان سب سے افضل ہیں لہذا آپ تبلیغ، دین پر اجر طلب نہ کرنے کے زیادہ حق دار ہیں۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجر طلب نہ کرنے کی تصریح فرمائی ہے قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ: "آپ فرمادیجئے میں تبلیغ اسلام پر تم سے اجر نہیں مانگتا اور میں تکلف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں" ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اجر کا طلب کرنا جائز نہیں ہے اور آیت میں رشتہ داروں کی محبت کا جو مطالبہ کیا گیا ہے وہ اجر کے قائم مقام ہے۔ جواب: یہ اجر نہیں ہے کیونکہ مسلمانوں کی باہمی محبت واجب ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ: "ایمان دار مرد اور ایمان دار عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان ایک عمارت کی طرح ہیں جسکا ایک حصہ دوسرے کی تقویت کا باعث ہوتا ہے" جب مسلمانوں کی باہمی محبت واجب ہوئی تو اشراف المسلمین اور آپ کے اہل بیت کے حق میں بہ طریقِ اولیٰ واجب ہوگی [اور واجب کا مطالبہ کرنا اجر نہیں کہلاتا] دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ استثناء منقطع ہے اَجْرًا پر کلام مکمل ہوگیا ہے پھر فرمایا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى یعنی میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ میرے رشتہ داروں سے محبت کرو۔ صاحبِ کشاف روایت کرتے ہیں کہ جب آیت قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا آپ کے وہ رشتہ دار کون ہیں جن کی محبت ہم پر واجب ہے؟ فرمایا: علیؑ' فاطمہ اور ان کے دونوں صاحبزادے رضی اللہ عنہم۔ جاننا چاہیئے کہ قرآن پاک میں مودّت کا لفظ آیا ہے جس کا معنی ہے محبت پر ثابت قدم رہنا' جسے کسی چیز کی مودّت ہوا سے ہر حال میں محبوب رکھتا ہے اور جب ہر حال میں مودت و محبت حاصل ہو تو اب اگر اہل بیت نے کسی ایک کا حق لے لیا ہو تو مطالبے کا حق رکھنے کے باوجود از راہِ محبت ان سے باز پرس نہیں کی جائے گی اور انھیں اپنے اوپر ترجیح دیگا اپنے آپ کو ان پر ترجیح نہیں دیگا' محبِ صادق نے کہا محبوب کا ہر فعل محبوب ہے۔ مَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً یعنی جو شخص نیکی کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک کی محبت ہے۔ انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو کہ وہ تمہیں روزی عطا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کی محبت کیلئے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کیلئے میرے اہل بیت سے محبت کرو۔ (الشرف المؤبد لآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۗ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ

مگر دوستی در خویشاوندان و ہر کہ بکند نیکی بیفزائیم او را

مگر رشتہ داروں کی محبت' اور جو کوئی نیکی کرے ہم بڑھائیں گے اس کیلئے

فِيهَا حُسْنًا ۗ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٢٣﴾ أَمْ يَقُولُونَ

دراں نیکی ہر آئنہ خدای آمر زندہ سپاسدارندہ آیا میگویند

اس میں بھلائی' بیشک اللہ بخشنے والا تعریف قبول فرمانے والا ہے کیا (یہ لوگ) کہتے ہیں

افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَإِنْ يَّشَإِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ۗ

افترا کردہ است بر خدای دروغی پس اگر خواہد خدای مہرنہد بر دل تو

(اس رسول نے) اللہ پر جھوٹ باندھا ہے پس اگر اللہ چاہے تو آپکے دل پر (صبر کی) مُہر کر دے

وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ۗ إِنَّهٗ عَلِيمٌ ۢ

و نا بود سازد خدای بیہودہ را و اثبات میکند دین راست بسخنہاے خود کہ او دانا ست

اور اللہ مٹاتا ہے باطل کو اور دین حق کو اپنے کلموں سے ثابت فرماتا ہے کہ وہ جانتا ہے

بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٢٤﴾ وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ

بآنچہ در سینہا ست و او ست آنکہ قبول کند توبہ از

جو سینوں میں ہے [1] اور وہی ہے جو توبہ قبول فرماتا ہے

عِبَادِهٖ وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿٢٥﴾

بندگان خود و در میگزرد از بدیہا و میداند آنچہ میکنید

اپنے بندوں سے اور در گذر فرماتا ہے گناہوں سے اور جانتا ہے جو تم کرتے ہو [2]

وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ

و قبول میکند آنانکہ گرویدند و کردند نیکیہا و

اور قبول فرماتا ہے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے اور

تفسیر اظہار العرفان

[1] پیچھے اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ ارشاد فرمایا: وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتَابٍ: ''اور آپ کہہ دیجئے میں ایمان لایا اس پر جو اللہ نے کتاب سے اتارا'' دوسری جگہ ارشاد ہے اَللّٰهُ الَّذِيْ اَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ: ''اللہ وہ ہے جس نے کتاب کو حق کے ساتھ اتارا'' اب اس آیت کریمہ میں ان دونوں بیان کیلئے اتمام ہے یعنی کفار قریش نے کہا کہ محمد ﷺ نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے۔ حضرت مجاہد اور حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو صبر سے مربوط فرمائیگا تا کہ کفار اپنی باتوں سے آپ کو جو اذیت پہنچانا چاہتے ہیں وہ آپ کے دل میں داخل نہ ہونے پائیں۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اگر اللہ چاہے تو ان کافروں کے دل اور ان کی زبانوں پر مُہر لگا دے اور ان کو جلد عذاب دے ایسی صورت میں خطاب آپ سے ہوگا لیکن مراد کفار ہونگے۔ (القرطبی)

[2] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اپنے اولیاء اور اطاعت گذار بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے' بعض علماء نے لکھا ہے کہ توبہ کا معنی ہے دل سے معاصی کو ترک کرنے کا پکا ارادہ کرنا' عملاً گناہ ترک کرنا' دل سے اطاعت کی پختہ نیت کرنا اور عملاً اطاعت کرنا۔ حضرت سہل بن عبداللہ کہتے ہیں توبہ سے مراد ہے برے احوال کو چھوڑ کر اچھے احوال کی طرف منتقل ہو جانا۔ بیضاوی نے لکھا ہے کہ حضرت علی ؓ نے فرمایا: گذشتہ گناہوں سے توبہ کرنے کے چھ معانی ہیں (١) فرائض کے ضائع کر دینے پر پشیمانی (٢) فرائض کو دوبارہ ادا کرنا (٣) حقوق لوٹانا (٤) جس طرح نفس کو گناہوں سے گھلایا ہو اسی طرح نفس کو اطاعت میں پگھلانا (٥) جیسے پہلے نفس کو گناہوں کی لذت چکھائی ہو اسی طرح نفس کو اطاعت کی تلخی چکھانا (٦) جیسے پہلے ہنستا رہا تھا اسی طرح اب رونا۔ حضرت ابن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ ندامت توبہ ہے اور گناہ سے توبہ کرنے والا بے گناہ کی طرح ہو جاتا ہے۔ حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے اگر کوئی ویران بیابان میں ہو اس کی اونٹنی بھی ساتھ ہو جس پر آدمی کا کھانا پینا لدا ہو پھر اونٹنی گم ہو جائے یعنی یہ شخص کہیں اتر کر سو جائے اور اونٹنی کسی طرف چلی جائے وہ ہر چند تلاش کرے مگر اونٹنی نہ ملے آخر ناامید ہو کر کسی درخت کے سائے میں جا کر لیٹ جائے اور جب آنکھ کھلے تو اونٹنی کو اپنے پاس کھڑا پائے۔ اونٹنی کو دیکھتے ہی مُہار پکڑ لے اور شدتِ مسرت میں غلطی سے بول اٹھے اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں [مسرت سے اتنا زیادہ مغلوب ہو جائے کہ اس کو ہوش ہی نہ رہے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں] یہ شخص جتنا اونٹنی کے ملنے سے خوش ہوگا اللہ اپنے بندے کی توبہ سے اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مغرب کی جانب سے سورج برآمد ہونے سے پہلے جو توبہ کریگا اللہ اسکی توبہ قبول فرمائیگا۔ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ: یعنی صغیرہ کبیرہ گناہ سب معاف کر دیتا ہے خواہ گناہگار نے توبہ کی ہو یا نہ کی ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو معاف فرما دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی تھا جس نے کبھی کوئی اچھا کام نہیں کیا تھا جب وہ مرنے لگا تو اس نے گھر والوں کو وصیت کر دی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا پھر آدھی خاک خشکی میں اور آدھی خاک دریا میں اڑا دینا۔ خدا کی قسم اگر اللہ نے مجھ پر قابو پا لیا تو عذاب دیگا غرض جب وہ مر گیا تو اس کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا پھر اللہ نے اس سے فرمایا تو نے ایسا کیوں کیا تھا اس شخص نے عرض کیا اے میرے رب تیرے خوف سے ایسا کیا تھا تو خوب واقف ہے اللہ نے اس کو بخش دیا۔ (مظہری)

يَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِۦ ۚ وَالْكَٰفِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ﴿٢٦﴾

بیفزاید ایشانرا از فضل خود کافرانرا ایشانراست عذاب سخت

ان کیلئے اپنے فضل کو بڑھاتا ہے' اور کافروں کیلئے سخت عذاب ہے [1]

وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِۦ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَ

و اگر فراخ کردی خدای روزی بر بندگان خود فساد میکردند در زمین و

اور اگر اللہ روزی کشادہ فرماتا اپنے (ہر) بندوں پر تو وہ سب زمین میں فساد کرتے

لَٰكِن يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُۥ بِعِبَادِهِۦ خَبِيرٌۢ بَصِيرٌ ﴿٢٧﴾

لیکن فرود می آرد باندازہ آنچہ خواہد کہ او بہ بندگان خود دانا بینا ست

لیکن وہ جو چاہتا ہے اندازہ سے اتارتا ہے کہ وہ اپنے بندوں کو جاننے والا دیکھنے والا ہے [2]

وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنشُرُ

و او ست آنکہ فرستاد باران از پس نا امید شدند و می سازد

اور وہی ہے جو بارش بھیجتا ہے ان کے نا امید ہونے کے بعد اور پھیلاتا ہے

رَحْمَتَهُۥ ۚ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٨﴾ وَمِنْ ءَايَٰتِهِۦ خَلْقُ السَّمَٰوَٰتِ

رحمت خود را و اوست کار ساز ستودہ کار و از آیات او آفریدن آسمانہا

اپنی رحمت کو' اور وہی کام بنانے والا تعریف کیا ہوا ہے [3] اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں

وَالْأَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِن دَآبَّةٍ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ

و زمین و پراگندہ کردہ است دراں از جانوران و او بر گرد آوردن ایشاں

اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور جن جانوروں کو اس میں پھیلایا ہے اور وہ انھیں جمع فرمانے پر

إِذَا يَشَآءُ قَدِيرٌ ﴿٢٩﴾ وَمَآ أَصَٰبَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ

چوں خواہد توانا ست و آنچہ رسید بشما از مصیبت پس بد آنچہ کسب کردند

جب چاہے قادر ہے [4] اور تمہیں جو مصیبت پہنچی پس یہ اسکا بدلا ہے جو

تفسیر اظہار العرفان

[1] یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی دعا کو قبول فرماتا ہے جن کے دل میں اخلاص ہو اور اس کا بدن اطاعت کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ مطلب بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی شفاعت ان کے اپنے بھائیوں کے حق میں قبول فرماتا ہے۔ (القرطبی)

[2] کہا گیا ہے کہ یہ آیت اصحابِ صفہ کے بارے میں نازل ہوئی جب انھوں نے رزق میں وسعت کی تمنا کی۔ خباب بن ارت کہتے ہیں کہ ہمارے متعلق نازل ہوئی ہم نے بنو نضیر' قریظہ اور قینقاع کے اموال دیکھ کر مالوں کی تمنا کی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ زمین میں ان کی بغاوت یہ ہے کہ ایک گھر کے بعد دوسرا گھر' ایک سواری کے بعد دوسری سواری' ایک چوپایہ کے بعد دوسرا چوپایہ اور ایک لباس کے بعد دوسرا لباس طلب کرنا۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اگر انھیں کثیر اموال دے دیئے جائیں تو وہ اس سے بھی زیادہ اموال طلب کرتے ہیں۔ اسی بناء پر کہا گیا ہے کہ اگر ابن آدم کے پاس سونے کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری وادی کی تلاش میں ہوگا' یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ اگر ہم ابن آدم کو مال کے اعتبار سے برابر کرتے تو ایک دوسرے کے کام نہ آتے اور اسی طرح صنعت تعطل کا شکار ہو جاتی۔ بعض نے کہا کہ یہاں رزق سے مراد بارش ہے کیونکہ بارش رزق کا سبب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ہم مسلسل بارش برساتے رہتے تو یہ لوگ دعا کرنا چھوڑ دیتے اس لئے کبھی کبھی اللہ تعالیٰ بارش کو روک لیتا ہے تاکہ بندہ اسکی جانب گریہ وزاری کرے اور کبھی بارش برساتا ہے تاکہ بندہ اس کا شکر ادا کرے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کا یہ فرمان بیان کیا کہ جو میرے کسی ولی کی توہین کرتا ہے وہ مجھ سے جنگ کرنے میں مقابلہ کرتا ہے۔ میں اپنے اولیاء کی حمایت کیلئے ایسا غضب ناک ہوں جیسا کہ غضب ناک شیر غضب میں آجاتا ہے۔ جس کام کو میں کرنیوالا ہوتا ہوں اس کے کرنے میں مجھے ایسا تردد نہیں ہوتا جیسا اپنے مؤمن بندے کی روح قبض کرنے میں ہوتا ہے' اگر وہ مرنے کو نا گوار جانتا ہو تو مجھے اس کو دکھ دینا پسند نہیں ہوتا مگر مرے بغیر اس کے پاس کوئی چارہ نہیں ہوتا اس لئے قبض روح کی تکلیف اسکو دیتا ہوں۔ میرا مؤمن بندہ برابر میرا مقرب ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو پھر میں اس کے کان' آنکھیں اور ہاتھ ہو جاتا ہوں اور اسکا مددگار بن جاتا ہوں اگر وہ مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں اور مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کو دیتا ہوں۔ میرے کچھ مؤمن بندے ایسے ہیں جو مجھ سے باب عبادت کھولنے کی درخواست کرتے ہیں لیکن میں ان کو اس سے روک دیتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے اندر غرور پیدا ہو جائے اور اس سے ان کی حالت بگڑ جائے۔ میرے کچھ بندے ایسے ہیں جن کے ایمان کو صرف مال ہی درست رکھ سکتا ہے اگر میں ان کو غنی کردوں تو مال ان کے ایمان کو خراب کردے۔ میرے کچھ بندے ایسے ہیں کہ ان کے ایمان کو صرف جسمانی تندرستی ہی صحیح رکھ سکتی ہے اگر میں ان کو بیمار کردوں تو بیماری ان کے ایمان کو بگاڑ دے گی الخ۔ (القرطبی) [3] یہ جملہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کر رہا ہے یعنی وہی اللہ ہے جس نے بارش بھیجی اور جس نے تمہاری خشک سالی' خوش حالی میں تبدیل فرمائی بعد اس کے کہ تم مایوس ہو چکے تھے۔ (صفوۃ التفاسیر) [4] یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے اور اس کی حکمت کے عجائب میں سے ہے۔ آسمانوں اور زمین کی خلقت اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ﴿٣٠﴾ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي

دستہاے شما و در گذرند از بسیاری و نیستید شما عاجز کنندہ در

تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت سے تو معاف فرما دیتا ہے [1] اور تم عاجز کرنے والے نہیں ہو

الْأَرْضِ ۖ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٣١﴾

زمین و نیست شما را بجز خدای ہیچ دوستی و نہ یاری

زمین میں اور تمہارے لئے اللہ کے سوا نہ کوئی دوست ہے اور نہ کوئی مددگار [2]

وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿٣٢﴾ إِنْ يَشَأْ

و از آیات او کشتیہا ست در دریا مانند کوہہا اگر خواہد

اور اس کی نشانیوں میں سے دریا میں چلنے والی کشتیاں ہیں پہاڑوں کی مثل [3] اگر چاہتا

يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلَىٰ ظَهْرِهِ ۚ إِنَّ فِي

باز دارد باد را پس ایستادہ شود کشتیہا بر پشت دریا ہر آئنہ در

تو ہوا کو روک لیتا تو کشتیاں دریا کے پشت پر کھڑی رہ جاتیں' بیشک

ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿٣٣﴾ أَوْ يُوبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوا

ایں نشانہا سے مر ہر صبر کنندہ شکر گویندہ یا خواہد ہلاک کند بسبب آنچہ کردند

اس میں نشانیاں ہیں ہر صبر کرنے والے' شکر کرنے والے کیلئے [4] یا چاہتا تو ہلاک کر دیتا اس سبب جو انھوں نے کیا

وَيَعْفُ عَنْ كَثِيرٍ ﴿٣٤﴾ وَيَعْلَمَ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي

و در گذارند از بسیاری و تا بدانند آنانکہ خصومت میکنند در

اور بہت سے تو معاف فرما دیتا ہے [5] اور تا کہ وہ لوگ جان لیں جو جھگڑتے ہیں

آيَاتِنَا مَا لَهُمْ مِنْ مَحِيصٍ ﴿٣٥﴾ فَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ

آیات ما نیست ایشانرا ہیچ مخلص پس آنچہ دادہ شد شما را از چیزی پس بر خورد

ہماری آیتوں میں نہیں ہے ان کیلئے کوئی نکلنے کی جگہ [6] پس جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے پس برتنا ہے

تفسیر اظہار العرفان

[1] حضرت حسن کہتے ہیں کہ یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کسی لکڑی کی چبھن اور کسی قدم کی لغزش اور کسی رگ کی پھڑک بغیر گناہ کے نہیں ہوتی اور بہت سے گناہ تو وہ ہوتے ہیں جن سے اللہ درگذر فرماتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مؤمن کی بیماری اس کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم کو کتاب اللہ کی بہت اچھی آیت بتاؤں جو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان فرمائی تھی وہ آیت وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ہے۔ میں اس کی تفسیر بیان کرتا ہوں مَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ: یعنی کوئی بیماری' یا عذاب' یا کوئی دنیوی بلاء تم پر تمہارے ہاتھوں کے سبب آتی ہے۔ دنیا میں پاداش عمل کے بعد اللہ تعالیٰ آخرت میں دوہری سزا نہیں دیگا۔ اس کی شان اس سے برتر ہے اور جس جرم سے دنیا میں درگذر فرمادیا تو معافی کے بعد لوٹ کر اس کی آخرت میں سزا نہیں دیگا وہ احکم الحاکمین ہے۔ بیضاوی نے لکھا ہے کہ آیت میں خطاب مجرموں کو ہے اور مجرموں ہی کیلئے آیت کا خاص حکم ہے کیونکہ جو گناہ گار نہ ہوں ان پر مصیبت دوسری وجہ سے آتی ہے مثلاً یہ مقصد ہوتا ہے کہ مؤمن صبر کرے تا کہ اجر عظیم کا مستحق ہو جائے۔ حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ بندہ کو جو ذرا سے کھرونچ لگ جاتی ہے وہ یا تو اس وجہ سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بغیر اسکا گناہ معاف کرنے والا نہیں ہوتا' یا کسی مرتبہ پر پہنچانے کیلئے ہوتی ہے کہ بغیر اس دکھ کے اللہ تعالیٰ اس مرتبہ پر اس کو پہنچانے والا نہیں ہوتا یعنی یا اس سے کوئی گناہ معاف کیا جاتا ہے یا ترقی درجہ حاصل ہوتی ہے۔ (مظہری) حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ کوئی شخص قرآن یاد کر کے اگر اسے بھول جاتا ہے تو یہ بھی کسی گناہ کے سبب ہوتا ہے پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی اور کہا کہ قرآن کے بھولنے سے بڑی مصیبت اور کیا ہوسکتی ہے۔ (القرطبی) [2] یعنی اے مشرکو! تم زمین کے کسی خطہ میں بھی رہو میرے قابو سے باہر نہیں رہوگے۔ تم لوگ جن بتوں کی عبادت کرتے ہو ان بتوں کی عبادت سے تمہیں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ نصیر یعنی مددگار اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لئے تم پر لازم ہے کہ اسی اللہ کی عمدہ طریقے سے عبادت کرو۔ (تفسیر کبیر) [3] جاننا چاہیئے کہ اتنی بڑی کشتی کو سمندر کے اوپر ہوا کے ذریعے چلانا یہ بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے۔ جاننا چاہیئے کہ کشتیوں کے ذکر سے دو مقصود ہیں (۱) اس سے بندہ قادر وحکیم کی قدرت پر دلیل قائم کرے (۲) ان نعمتوں کو پہچانے جو اللہ تعالیٰ نے ان کشتیوں میں اپنے بندوں کیلئے رکھیں ہیں۔ (تفسیر کبیر) [4] مصیبت اور سختی پر صبر اور راحت وآرائش کے وقت شکر مؤمن کا شیوہ ہے اس لئے صَبَّارٍ شَكُورٍ سے مؤمن مراد ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایمان کے دو حصے ہیں آدھا صبر میں ہے اور آدھا شکر میں ہے۔ (مظہری) [5] وَيَعْفُ عَنْ كَثِيرٍ: یعنی اگر وہ چاہے تو ہوا کو روک دے کہ جہاز کھڑے رہ جائیں یا طوفان بھیج دے کہ جہاز تباہ ہوجائیں اور آدمی ڈوب جائیں یا موافق ہوائیں چلاتا ہے اور کثیر لوگوں سے درگذر فرمائے۔ (مظہری) [6] وہ کفار جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے ناحق جھگڑتے ہیں انھیں معلوم ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ان کا کوئی ملجا وماوی نہیں ہے۔ قرطبی کہتے ہیں کہ کشتی جب سمندر کے وسط میں جاتی ہے اور ہوا چاروں سمت سے اسے گھیر لیتی ہے تو اس وقت ان کفار کو معلوم ہوجاتا ہے کہ اب اللہ کے سوا انھیں کوئی اس مصیبت سے کوئی بچانے والا نہیں ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى لِلَّذِيْنَ

زندگانی دنیا و آنچه نزد خدا ست بهتر و پاینده تر مر آنانکه

دنیا کی زندگی میں، اور وہ جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے ان لوگوں کیلئے جو

اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ

گرویدند و بر پروردگار خود توکل کنند و آنانکه پرہیز میکنند

ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں ١ اور وہ لوگ جو بچتے ہیں

كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴿٣٧﴾

از گناہان کبیرہ و از بے حیائے ہا و چوں بخشم آیند ایشاں می آمرزند

بڑے گناہوں سے اور بے حیائیوں سے اور جب غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں ٢

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ

و آنانکہ قبول کردند مر پروردگار خود را و بر پادارند نماز را و بفرما ایشانرا

اور وہ لوگ جنھوں نے اپنے رب کیلئے قبول کیا اور نماز قائم رکھی اور ان کا کام

شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِيْنَ

از سر مشورت ایشاں میان آنہا و ازانچہ روزی دادیم ایشانرا نفقہ کنند و آنانکہ

ان کے درمیان باہم مشورہ سے ہے، اور جو روزی ہم نے انھیں دی ہے خرچ کرتے ہیں ٣ اور وہ لوگ کہ

اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿٣٩﴾ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ

چوں برسد بدیشاں تعدی ایشاں انتقام کشند و سزاے بد بدیست

جب انھیں بغاوت پہنچے تو بدلا لیتے ہیں ٤ اور برائی کا بدلا برائی ہے

سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ

بد مانند آں پس ہر کہ در گذر و صلح کند پس مزد او بر خدا ست

اسی برائی کی مثل، پس جو کوئی معاف کر دے اور صلح کرے تو اسکا اجر اللہ پر ہے

١ یعنی دنیا میں غنی ہے اور رزق میں وسعت فرما دیتا ہے۔ دنیا میں جتنے بھی مال ومتاع جمع ہو جائیں وہ سب آخرت کے مقابلے میں قلیل ہیں اس لئے انسان کو اس پر فخر وتکبر نہیں کرنا چاہیئے۔ اس میں خطاب مشرکین سے ہے۔ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى: اس سے ثواب مراد ہیں یعنی اللہ تعالیٰ مؤمنوں کی طاعت پر جو بدلا عطا فرمائیگا وہ دنیا کے مال ومتاع سے بہتر ہے۔ (القرطبی)

٢ سدی کہتے ہیں کہ فواحش سے زنا مراد ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے شرک مراد ہے۔ ایک گروہ کا کہنا ہے کہ کبائر سے وہ گناہ مراد ہیں جو صغائر پر اصرار سے واقع ہوتے ہوں اور اس اصرار سے اجتناب کے وقت مغفور ہے اور فواحش کبائر میں داخل ہیں لیکن کبائر سے افحش واشنع ہیں جیسے قتل وغیرہ۔ بعض نے کہا کہ فواحش اور کبائر کا ایک ہی مفہوم ہے، حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ فواحش وہ گناہ ہیں جن سے حد قائم ہو۔ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ کہا گیا ہے کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جب مکہ میں آپ کو برا کہا گیا۔ بعض کا کہنا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی لوگوں نے آپ کو اس وقت ملامت کی جب آپ نے اسلام کی خاطر اپنے سارے اموال کو خرچ کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے سارے اموال کو جمع کیا اور اسے بھلائی کے راستے میں خرچ کیا اس وقت لوگوں نے آپ کو ملامت کی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (القرطبی)

٣ نبی کریم ﷺ کی آمد سے پہلے انصار جب کوئی کام کرتے تھے تو پہلے مشورہ کر لیتے پھر اس پر عمل کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف فرمائی۔ حضرت حسن کہتے ہیں کہ جب کوئی قوم مشورہ کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان معاملات میں ان لوگوں کی رہنمائی فرماتا ہے۔ حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ جب ان لوگوں نے نبی ﷺ کے ظہور کے بارے میں سنا تو آپس میں مشورہ کیا۔ یہ سب حضرت ابو ایوب انصاری کے گھر میں جمع ہوئے اور اس پر متفق ہوئے کہ ہم سب آپ ﷺ پر ایمان لائیں گے اور آپ کی مدد کریں گے۔ جاننا چاہیئے کہ رسول اللہ ﷺ بھی جنگی معاملات میں اپنے اصحاب سے مشورہ کیا کرتے تھے لیکن احکام کے معاملے میں آپ مشورہ نہیں فرماتے۔ اس لئے کہ جتنے بھی احکام ہیں وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہیں۔ آپ کے پردہ فرمانے کے بعد احکام میں سے اگر کوئی مسئلہ درپیش آتا تو صحابہ اس معاملہ میں مشورہ کیا کرتے تھے اور اس مسئلہ کو قرآن وسنت سے نکالتے تھے۔ صحابہ کرام کی رضوان اللہ علیہم اجمعین سب سے پہلی مشاورت خلافت کے معاملہ میں تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کے مشورہ کے وقت فرمایا کہ ہم اپنے دنیاوی معاملات میں ان سے راضی ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ دینی معاملہ میں راضی تھے۔ پھر صحابہ نے مرتد کے بارے میں باہم مشورہ کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ مرتد کے خلاف جہاد کیا جانا چاہیئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہارے امراء نیکوکار ہوں، تمہارے اغنیاء سخی ہوں اور تمہارا معاملہ باہم مشورہ سے ہو تو زمین کی پیٹھ تمہارے لئے اس کے پیٹ سے بہتر ہے اور جب تمہارے امراء برے ہوں، تمہارے اغنیاء بخیل ہوں اور تمہارے امور تمہاری عورتوں کی جانب سپرد ہوں تو زمین کا پیٹ تمہارے لئے اس کی پیٹھ سے بہتر ہے۔ (القرطبی) ٤ یعنی مشرکین کی جانب سے جب بغاوت پہنچے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مشرکین نے آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب کے خلاف بغاوت کی اور اذیت پہنچائی یہاں تک کہ آپ سب مکہ سے ہجرت کر گئے۔ ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ نے آپکی مدد فرمائی اور اہل مدینہ کے دلوں کو ان حضرات کیلئے کشادہ فرما دیا۔ (القرطبی)

إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝٤٠ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ

ہر آئنہ او دوست ندارد ظالمانرا و ہر آئنہ کسیکہ انتقام کشد از پس ستم کردن او

بیشک وہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا ۱ اور بیشک جس نے اپنے مظلوم ہونے کے بعد بدلا لیا

فَأُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝٤١ إِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى

پس آنگروہ نیست بر ایشاں ہیچ راہی جز ایں نیست راہ بر

تو اس گروہ پر کوئی الزام نہیں ہے ۲ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ الزام

الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ

آنانکہ ستم کردند مردمان و افزونی جوئید در زمین بے

ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور فساد تلاش کرتے ہیں زمین میں

الْحَقِّ ۚ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ۝٤٢ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ

حق آنگروہ ایشانراست عذاب و ہر کہ صبر کند و بیامرزد

نا حق' اسی گروہ کیلئے سخت عذاب ہے ۳ اور جو صبر کرے اور معاف کر دے

إِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ ۝٤٣ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ

ہر آئنہ ایں از کارہائے امور است و ہر کرا گمراہ کند خدای پس نیست او را

بیشک یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے ۴ اور جسے اللہ گمراہ کرے تو نہیں ہے اس کیلئے

مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْ بَعْدِهٖ ۗ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَأَوُا

ہیچ دوستی از پس او و بہ بینی ستمگارانرا آنوقتیکہ دیدند

کوئی دوست اس کے بعد' اور تم ظالموں کو دیکھو گے جب وہ سب عذاب دیکھیں گے

الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ إِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝٤٤ وَ

عذاب میگویند آیا ہست بسوے باز کشتن ہیچ راہی و

تو کہیں گے کیا لوٹنے کیلئے کوئی راستہ ہے ۵ اور

ع ۴ | ۱۴ | ۵

تفسیر اظہار العرفان

۱ ابن زید کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کی دو قسمیں قائم کی ہیں ایک وہ جو ظالموں سے ان کے ظلم کے برابر بدلا لیتے ہیں دوسری قسم ان مؤمنوں کی ہے جو ظالموں کے ظلم کو معاف کر دیتے ہیں۔ آیت میں اول الذکر صنف کا بیان ہے۔ اس آیت کی تشریح میں ابراہیم کہتے ہیں کہ یہ لوگ ذلت کو پسند نہیں کرتے ذلیل ہونے سے ان کو نفرت ہے لیکن اگر ان کو قدرت حاصل ہو جائے اور قابو پالیں تو در گذر کرتے ہیں اور معاف کر دیتے ہیں۔ عطاء کہتے ہیں کہ اس سے وہ مؤمن مراد ہیں جن کو مکہ سے ظلم وزیادتی کر کے نکالا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اقتدار عطا فرمایا یہاں تک کہ ظالموں سے انھوں نے انتقام لے لیا۔ بیضاوی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان مؤمنوں کے تمام اصولی فضائل کا اس جگہ ذکر فرمایا ہے' ذلت کو ناپسند کرنا اور انتقام لینا لیکن اللہ تعالیٰ نے مغفرت وعفو کی صفت سے بھی ان کو موصوف قرار دیا اس سے بیان میں اختلاف وتضاد پیدا نہیں ہوتا کیونکہ عفو کرنا تو بتا رہا ہے کہ جب ان کو قابو حاصل ہو جاتا ہے اور ظالم ان سے مقابلہ میں عاجز ہو جاتا ہے تو وہ معاف کر دیتے ہیں اور انتقام کا لفظ بتا رہا ہے کہ دشمن ان سے مقابلہ کرتا ہے اور یہ اپنے دشمن سے مقابلہ کر کے انتقام لیتے ہیں عاجز سے درگذر کرنا قابلِ ستائش فعل ہے اور مقابلہ کرنے والے سے درگذر کرنا مذموم ہے اس سے تو اس کی جرأت میں اور اضافہ ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ظالم اللہ تعالیٰ کی بھی حق تلفی کرتا ہے اور جمہور اہل اسلام کی بھی تو اس صورت میں افضل بلکہ واجب ہے کہ اس سے بدلا لیا جائے اور فتنہ کا دروازہ بند کر دیا جائے اور اگر کسی خاص شخص پر ظالم ظلم کرتا ہے تو اپنے بقدر ظلم وزیادتی کے انتقام لینا جائز ہے لیکن معاف کر دینا اور صلح کر لینا بہتر ہے برائی کو بھلائی سے دفع کرنا افضل ہے۔ واضح رہے کہ برائی کے بدلہ کو برائی کہنا محض ظاہری مشابہت کی وجہ سے ہے' یا اس وجہ سے سیئہ کہا جاتا ہے کہ انتقام سے ظالم کو ناگواری ہوتی ہے اور برائی محسوس ہوتی ہے' یا یوں کہا جائے کہ عفو سے انتقام برا ہے۔ فَأَجْرُهٗ إِلَى اللّٰهِ: یعنی اللہ اس کو ضرور اجر دیگا۔ حضرت حسن بصری کہتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا کریگا جس کا کوئی ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہو تو وہ کھڑا ہو جائے اس ندا کو سن کر صرف وہی شخص کھڑا ہوگا جس نے اپنی حق تلفی کرنے والے سے درگذر کیا ہوگا۔ یہ بیان کر کے آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ إِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ: یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو دوسروں کو گالی دینے کی ابتدا کرتے ہیں یا انتقام لینے میں برابری کی حد سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یعنی وہ جو ظلم کرنے کی ابتدا کرتے ہیں۔ (مظہری) ۲ یعنی جس نے اس پر ظلم کیا ہو اس سے بدلہ لیتے ہیں بلکہ بدلہ لینے میں حد سے تجاوز نہیں کرتے۔ ایسے انتقام لینے والے پر کوئی عقوبت اور مواخذہ نہیں اس لئے جتنا بدلہ لینا ان کیلئے مباح تھا اس نے اتنا ہی بدلا لیا۔ (صفوة التفاسیر) ۳ یعنی عقوبت اور مواخذہ تو ان لوگوں کیلئے ہے جو بدلہ لینے میں حد سے تجاوز کرتے ہیں اور لوگوں پر ظلم کرتے ہیں ایسے لوگ زمین میں فساد کرتے ہیں۔ تکبر ان کا شیوہ ہے۔ (صفوة التفاسیر) ۴ جو تکلیف اور اذیت پر صبر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے انتقام کو ترک کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایسے لوگوں کی تعریف فرمائی جو مصیبت پر صبر کرتے ہیں۔ (صفوة التفاسیر) ۵ یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو رسوا فرمائیگا جو نبی کریم ﷺ کی دعوت کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے' قربیٰ سے محبت نہیں کرتے اور بعث بعد الموت کی تصدیق نہیں کرتے ہیں۔ (القرطبی)

تفسیر اظہار العرفان

تَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ

بنی ایشانرا کہ پیش آوردہ شوند براں فروتنان از خواری می نگرند

تم انھیں دیکھو گے کہ (دوزخ) پر پیش کئے جائینگے تو ذلت سے جھکے ہوئے ہونگے دیکھ رہے ہونگے

مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۗ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ

بگوشہ چشم نیم کشادہ و گفتند اہل ایمان ہر آئنہ زیانکاران

نیم کشادہ آنکھوں کے کنارے سے اور اہل ایمان کہیں گے بیشک نقصان والے ہیں

الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ اَلَآ اِنَّ

آنانکہ زیاں کردند بر خود و اہل ایشاں روز قیامت بدانید ہر آئنہ

وہ لوگ جنہوں نے خسارے میں ڈالا اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو قیامت کے دن، جان لو بیشک

الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ

ستمگاران در عذاب جاوید باشند و نباشد ایشانرا از کار سازان

ظالمین ہمیشہ کے عذاب میں ہونگے [1] اور ان کیلئے کارساز نہ ہونگے

يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ

نصرت دہند ایشانرا بجز خدای و ہر کرا گمراہ کند خدای پس نیست او را

جو انھیں مدد دینگے اللہ کے سوا، اور جسے اللہ گمراہ کرے تو نہیں ہے اس کیلئے

مِنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۶﴾ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ

ہیچ راہ فرمان قبول کنید مر پروردگار خود را پیش ازانکہ بیاید روز

کوئی راہ [2] اپنے رب کے فرمان کو قبول کرو اس سے پہلے کہ وہ دن آئے

لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۗ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ

باز گشت نیست آنرا از خدای نیست شما را پناہی آنروز و نیست شما را

جسے لوٹنا نہیں ہے اللہ کی طرف سے، نہیں ہے تمہارے لئے اس روز کوئی پناہ اور نہیں ہے تمہارے لئے [3]

[1] یعنی ان کافروں کو جب آپ عذاب میں دیکھیں گے۔ اکثر مفسرین کرام کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام مشرکین کو جمع کر کے جہنم میں ڈال دیگا۔ کہا گیا ہے کہ سیاہ رنگ کے پرندے آل فرعون کی روحوں کو لیکر جہنم میں جاتے ہیں اور یہ عمل روزانہ صبح وشام ہوتا ہے۔ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ: یعنی وہ لوگ اپنی نگاہیں مکمل طور پر نہیں کھول سکیں گے اس لئے کہ شرمندگی سے ان کے سر جھکے ہوئے ہونگے۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ ذلت کی وجہ سے نہیں دیکھ سکیں گے۔ انہی سے منقول ہے کہ ایسے لوگوں کو اندھا کر کے اٹھایا جائیگا۔ دل کی آنکھ سے دبے انداز میں دیکھیں گے۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ شدتِ خوف کی وجہ سے نظر چرا کر دیکھیں گے۔ یونس کہتے ہیں کہ کمزور نظر سے دیکھیں گے۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ: یعنی جنت سے اہل ایمان جب کفار کو عذاب میں دیکھیں گے تو اس وقت کہیں گے کہ یہ ہے حقیقت میں نقصان۔ ان لوگوں نے اپنے آپ کو نقصان میں ڈالا۔ ان کے ساتھ ساتھ ان کے اہل بھی نقصان میں رہے۔ اگر وہ جہنم میں ہوئے تو ایک دوسرے سے نفع حاصل نہیں کر سکتے اور اگر جنت میں ہوئے تو ان کے اور ان کے اہل کے درمیان حجاب ہوگا۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ اگر ان کی بیویاں ایمان دار ہوتیں تو وہ جنت میں حور العین کے ہمراہ ہونگیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس کیلئے دو گھر نہ ہوں۔ ایک گھر جنت میں اور ایک گھر دوزخ میں۔ پس جب وہ مرتا ہے تو جہنم میں داخل ہوتا ہے تو اہل جنت اس کے جنت والے مکان کے مالک ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ: یعنی یہی لوگ وارث ہونے والے ہیں۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں داخل ہونے والا کوئی ایسا نہیں مگر ۷۲ حور العین سے اس کا نکاح کرایا جائیگا۔ ان میں سے ۷۰ حور العین وہ ہونگیں جو اہل نار کی میراث سے حاصل ہونگیں۔ ہشام بن خالد کہتے ہیں کہ جو مرد جہنم میں داخل کئے جائیں گے ان کی عورتوں کو اہل جنت بطور میراث پائیں گے۔ جیسے فرعون کی بیوی۔ (القرطبی) [2] مطلب یہ ہے کہ جن بتوں کی یہ لوگ عبادت کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ بت اللہ کے حضور ہماری سفارش کریں گے آج وہ سفارش ان کے حق میں کیوں نہیں ہو رہی ہے؟ اس سے معلوم ہوا کہ شفاعت کافروں کیلئے نہیں ہے۔ (تفسیر کبیر) [3] جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ اور وعید کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا تو اب اس وعدہ اور وعید کا مقصد بیان ہو رہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے دن کے آنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو جس دن کسی کو بھی اس کے عذاب کو ہٹانے کی طاقت نہ ہوگی۔ اس میں اختلاف ہے کہ یہ کون سا دن ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے وہ دن مراد ہے جس دن اسے موت آئے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے قیامت کا دن مراد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس دن کی صفت بیان فرمائی۔ بِاَنَّهٗ لَا مَرَدَّ لَهٗ ۔ یہ وصف دونوں دنوں کیلئے ثابت ہے۔ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ: یعنی کوئی ایسا نہیں ہوگا جو انھیں اس عذاب سے نجات دلا سکے۔ (تفسیر کبیر) مَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ: یعنی تم نے جو کچھ کیا اس کا انکار نہ ہو سکے گا کیونکہ اعمال ناموں میں اس کا اندراج ہوگا اور تمہاری زبان، ہاتھ اور پاؤں وغیرہ بھی تمہارے اعمال کی شہادت دیں گے۔ یا (نکیر بمعنی منکر) اس وقت مطلب یہ ہوگا کہ جو برائیاں اور بداعمالیاں تمہارے ساتھ ہوں گی ان کے سوا اور کوئی برا سلوک تمہارے ساتھ نہ ہوگا۔ (مظہری)

مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿٤٧﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ

هیچ باخواست کننده پس اگر روی گردانند پس نه فرستادیم ما تو بر ایشاں

ناواقف کرنے والا پس اگر وہ سب منھ پھیریں تو ہم نے تمہیں ان پر

حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ

نگہبان نیست بر تو مگر رسانیدن و ہر آئنہ ما چوں بچشانیم آدمیانرا

نگہبان (بنا کر) نہیں بھیجا تم پر تو نہیں مگر پہنچانا' اور بیشک جب ہم آدمی کو اپنی رحمت چکھاتے ہیں

مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ

از خود رحمت شاد شوند بآن و اگر برسد بدیشاں بدی بآنچہ پیش فرستادہ است

تو خوش ہوتا ہے اور اگر ہم اسے برائی پہنچائیں اس سبب جو آگے بھیجا ہے

اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿٤٨﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

دستہاے ایشاں پس ہر آئنہ آدمی نسپاس است مر خدایرا ست پادشاہی آسمانہا و

ان کے ہاتھوں نے پس بیشک انسان ناشکرا ہے [۱] اللہ کیلئے آسمانوں اور

وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا

زمین می آفریند آنچہ خواہد بدہد ہر کرا خواہد دختران

زمین کی بادشاہت ہے پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے جسے چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے

وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿٤٩﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا

و عطا کند ہر کرا خواہد پسران یا دو تو کند پسران

اور جسے چاہتا ہے بیٹے عطا کرتا ہے [۲] یا جوڑے عطا فرمائے لڑکے

وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿٥٠﴾

و دختران و میسازد ہر کرا خواہد نازائیدہ کہ او دانا ست توانا

اور لڑکیاں' اور جسے چاہے بانجھ بنا دیتا ہے کہ وہ جاننے والا قادر ہے [۳]

[۱] یعنی اگر آپ کے حکم ماننے سے روگرداں ہوں تو روگرداں ہونے دیجئے غم نہ کیجئے کیونکہ ہم نے آپ کو ان کا نگراں ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا کہ ان کی روگردانی اور اعراض کی باز پرس اور مواخذہ آپ سے کیا جائے آپ کا فرض تو احکامِ خدا پہنچانا ہے اور تبلیغِ حکم آپ کر چکے ہیں۔ آیت میں انسان سے مراد جنس انسان ہے اور رَحْمَةً سے دنیوی نعمت مراد ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ دولت اور صحت مراد ہے اور سَيِّئَةٌ سے قحط' مفلسی اور بیماری مراد ہیں۔ كَفُوْرٌ یعنی سخت ناشکرا۔ تھوڑا سا دکھ آ جاتا ہے تو گذشتہ تمام نعمتیں بھول جاتا ہے اور سب کا انکار کرنے لگتا ہے' بار بار مصیبت کا ذکر کرتا ہے اور غور نہیں کرتا کہ اس کا سبب کیا ہے' یہ حکم اگرچہ مجرموں کیلئے مخصوص ہے لیکن سارے مجرم اور گناہ گار بھی انسان جنس میں داخل ہیں اس لئے جنس مراد لینا غلط نہیں ہے۔ (مظہری)

[۲] حضرت ابوعبیدہ وغیرہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے صرف لڑکیاں عطا فرماتا ہے ان لڑکیوں کے ساتھ لڑکے عطا نہیں فرماتا ہے اور جسے چاہے صرف لڑکے ہی لڑکے عطا فرماتا۔ نقاس کہتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ انبیائے کرام علیہم السلام کیلئے خصوصاً نازل ہوئی اگرچہ اس کا حکم عام ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صرف لڑکیاں عطا فرمائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صرف لڑکے عطا ہوئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام کو لڑکا اور لڑکی دونوں عطا کئے گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کو کوئی اولاد عطا نہیں کی گئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت اسحاق بن بشر بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ آیت انبیائے کرام علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی پھر اس کا حکم عام ہوا۔ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ اِنَاثًا یعنی لوط علیہ السلام کو۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں دو بیٹیاں عطا کیں۔ وَيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ الذُّكُوْرَ۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آٹھ لڑکے عطا کئے۔ (القرطبی) [۳] اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا یعنی حضرت محمد ﷺ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار بیٹے اور چار بیٹیاں عطا کیں۔ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاءُ عَقِيْمًا: جیسے حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام۔ ابن عربی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام ذکر نہیں فرمایا۔ حضرت محمد ﷺ کی اولاد میں سے چار لڑکے یہ ہیں۔ قاسم' طیب' طاہر اور عبداللہ۔ لڑکیوں کے نام یہ ہیں۔ زینب' ام کلثوم' رقیہ اور فاطمہ۔ آپ کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہیں سوائے حضرت ابراہیم کے' آپ ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے۔ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے ہمارے زمانہ تک بلکہ قیامت قائم ہونے تک باعتبار نسل کے تقسیم فرمایا۔ اس تقسیم میں اللہ تعالیٰ کی حکمتِ بالغہ اور مشیت نافذہ ہے تا کہ نسل انسانی باقی رہے اور مخلوق کا پھیلاؤ ہو۔ وعدہ نافذ ہو' اللہ تعالیٰ کا حکم ثابت ہو' دنیا آباد رہے اور اس دنیا میں جو کوئی جنتیوں والا عمل کریگا وہ جنتی ہوگا اور جو کوئی جہنمیوں والا عمل کریگا وہ جہنمی ہوگا۔ ابن عربی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابتدا میں مخلوق کو بغیر شے کے پیدا فرمایا پھر اپنے عظیم لطف سے ایک شے کو دوسری شے سے ملا کر پیدا فرمایا یہ اس کی حاجت نہیں تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ حاجتوں سے پاک ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا' حضرت حواء کو حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا فرمایا پھر انسان کو ان دونوں کے ذریعہ پھیلایا۔ (القرطبی) ابن کثیر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو چار حصوں میں تقسیم فرمایا (۱) جسے صرف لڑکیاں دیتا ہے (۲) جسے صرف لڑکے عطا فرماتا ہے (۳) جسے لڑکی اور لڑکا دونوں عطا فرماتا ہے (۴) جسے کوئی اولاد ہی عطا نہیں فرماتا ہے۔ (صفوة التفاسیر)

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ

و ممکن نیست ہیچ آدمیرا کہ سخن گوید با او خدای مگر بشارت یا از

اور ممکن نہیں ہے کسی آدمی کیلئے کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر الہام سے یا

وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ

پس پردہ یا فرستد فرشتہ را پس وحی کند بامر او آنچہ

پردہ کے پیچھے سے یا فرشتہ بھیج کر پس وحی فرماتا ہے اپنے حکم سے جو

اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿۵۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ

خواہد ہر آئنہ او بر تر با حکمت است و اینچنیں وحی کردیم ما بتو قرآنرا

چاہے، بیشک وہ برتر حکمت والا ہے ۱؎ اور اسی طرح ہم نے قرآن تمہاری طرف وحی کی

اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ

از کلام خود نمی دانستی کہ چیست قرآن دعوت کردن بایمان

اپنے کلام سے، تم نہیں جانتے تھے کہ قرآن کیا ہے اور ایمان کی دعوت کرنا

جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ

و لیکن ساختہ ایم او را روشنی راہ نمایم بآں ہر کرا خواہیم از

لیکن ہم نے اسے نور بنایا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں جسے ہم چاہیں

لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي

بندگان ما و ہر آئنہ تو راہ نمای بسوے راہ راست راہ خدا ست آنکہ

اپنے بندوں میں سے، اور بیشک تم سیدھی راہ دکھاتے ہو ۲؎ اللہ کی راہ (یہ) ہے کہ اسی کیلئے ہے

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۳﴾ ع

ع ۵ ۱۰ ۶

مر او را ست آنچہ در آسمانہا و آنچہ در زمین است آگاہ شو بسوے خدا ست باز گشت کارہا

جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے خبردار ہو جاؤ اللہ ہی کی طرف کاموں کا لوٹنا ہے ۳؎

۱؎ عربی میں وحی کا معنی ہے تیزی کے ساتھ اشارہ کرنا اس جگہ وہ پوشیدہ کلام مراد ہے جو بسیط میں ہو حروف مقطعات سے مرکب نہ ہو اور پیغمبر کے دل میں بیداری میں یا خواب میں ڈال دیا جائے [اسی کو پیغمبر کا] الہام بھی کہا جاتا ہے۔ وحی کی دو قسمیں ہیں (۱) رو برو کلام جیسا کہ حدیث معراج میں آیا ہے اور آخرت میں دیدارِ خداوندی کے سلسلے میں بھی اس کا ذکر ہے (۲) غیبی آواز سنائی دے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وادیٔ طوی اور طور پر سنی لیکن آگے مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ آگیا ہے اس لئے اس جگہ وحی سے مراد ہوگی وحی کی اول قسم۔ اور مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ سے مراد ہوگی وحی کی دوسری قسم۔ اس تشریح کی بناء پر کہا جاسکتا ہے کہ آیت سے نفی رویت پر استدلال نہیں کیا جا سکتا ہے بلکہ اس آیت سے ثبوتِ رویت ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں بغوی نے آیت کا جو سببِ نزول لکھا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وحی کے وقت دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف نظر کرنا ناممکن ہے۔ اس صورت میں وَحْيًا سے مراد ہوگا دل میں کلام بسیط کا القاء؛ اور مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ سے مراد ہوگا بغیر فرشتہ کی وساطت کے اور بغیر معائنہ کے سنا جانے والا کلام جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وادیٔ طوی اور طور پر سنا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے؟ ارشاد فرمایا کہ کبھی تو اس طرح آتی ہے جیسے گھنٹی کی جھنجھناہٹ۔ یہ وحی میرے لئے بڑی سخت ہوتی ہے کچھ دیر کے بعد وحی ٹوٹ جاتی ہے اور کبھی فرشتہ آدمی کی شکل میں میرے پاس آتا اور بات کرتا اور جو کچھ کہتا ہے مجھے یاد ہو جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی دن بہت سخت سردی کا تھا وحی ٹوٹی تو میں نے دیکھا کہ آپ کی پیشانی سے پسینہ پھوٹ کر نکل رہا ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ بے چین ہو جاتے تھے اور چہرہ کا رنگ پھیکا پڑ جاتا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ اعلانِ نبوت کے بعد رسول اللہ ﷺ پندرہ برس تک مکہ میں رہے سات برس تک تو آپ آواز سنتے تھے روشنی بھی دیکھتے تھے لیکن کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی تھی اور آٹھ برس آپ کے پاس وحی آتی رہی پھر مدینہ میں دس سال قیام فرما رہے اور وفات کے وقت آپ کی عمر ۶۵ سال تھی [جمہور قول کے مطابق وصال کے وقت آپ کی عمر ۶۳ سال تھی اس اعتبار سے اعلان نبوت کے بعد آپ نے ۱۳ برس تک مکہ میں قیام فرمایا اور دس برس تک مدینہ منورہ میں قیام فرمایا] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کیلئے وحی کا آغاز سچے خوابوں سے ہوا۔ (مظہری) ۲؎ یعنی جس طرح ہم نے آپ سے پہلے انبیاء کی جانب وحی کی اسی طرح آپ کی جانب بھی ہم نے وحی بھیجی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آیت میں روح سے مراد نبوت ہے، حضرت قتادہ اور حضرت حسن کہتے ہیں کہ اس سے مراد رب کی رحمت ہے، سدی کہتے ہیں کہ اس سے مراد وحی ہے، کلبی کہتے ہیں کہ کتاب مراد ہے، ربیع کہتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام مراد ہیں، ضحاک کہتے ہیں کہ قرآن مراد ہے اور یہی قول مالک بن دینار کا بھی ہے۔ قرآن کو روح اس لئے کہا گیا کہ اس میں بنی نوع انسان کیلئے حیات ہے اور اس سے ہٹ کر موت ہے۔ (القرطبی) ۳؎ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صِرَاطِ اللّٰهِ سے مراد قرآن ہے۔ بعض نے کہا کہ اس سے اسلام مراد ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ آسمانوں اور زمین جو کچھ ہے وہ ملکاً، عبداً اور خلقاً اللہ تعالیٰ کی ہے۔ (القرطبی)

سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ زخرف مکی ہے، اس میں ۸۹ آیات اور ۷ رکوع ہیں ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

حٰمٓ ۝۱ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝۲ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ

سوگند بکتاب روشن ہر آئنہ ما گردانیدیم او را قرآن عربی شاید کہ شما

قسم ہے روشن کتاب کی ۲ بیشک ہم نے اسے عربی قرآن کیا شاید کہ تم

تَعْقِلُوْنَ ۝۳ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝۴

میدانید و ہر آئنہ او در اصل کتاب نزدیک ما بر تر است با حکمت

سمجھو ۳ اور بیشک وہ اصل کتاب میں ہمارے نزدیک برتر حکمت والا ہے ۴

اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۝۵

آیا باز دادیم شما را پند اعراض کردہ کہ ہستید گروہی مسرفان

کیا ہم نصیحت کو اعراض کر کے تم سے پھیر دیں کہ تم حد سے بڑھنے والے گروہ ہو ۵

وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۝۶ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ

و بسیار فرستادیم پیغمبرانرا در پیشینان و نیامد بدیشاں ہیچ

اور کتنے ہی پیغمبر ہم نے اگلوں میں بھیجے ۶ اور نہیں آتے ان کے پاس کوئی

نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۷ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ

پیغمبری مگر بودند بآں استہزاء میکردند پس ہلاک کردیم ما سخت تر از ایشاں

پیغمبر مگر وہ انکا استہزاء کرتے تھے ۷ پس ہم نے ان کو ہلاک کیا جو ان سے سخت تھے

۱ اس میں ۳۴۰۰ حروف اور ۸۳۳ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) یہ سورت بھی دیگر مکی سورتوں کی طرح ہے یعنی اس میں بھی اصولِ ایمان، وحدانیت، رسالت اور بعث بعد الموت کا بیان ہے، اس کی ابتدا صدرِ وحی پر ہے، قرآن کی سچائی کا بیان ہے اور اس کا بیان ہے کہ نبی پر افصح لسان کتاب اتاری گئی تا کہ یہ کتاب آپ کیلئے معجزہ ہو جائے، پھر اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت پر دلائل قائم کئے گئے ہیں آسمانوں، زمین، پہاڑوں، نہروں، سمندروں، کشتیوں اور دیگر چوپایوں میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی دلیل موجود ہے۔ اس میں زمانۂ جہالت کی خرافات کا ذکر بھی ہے جو ان کے درمیان رائج تھیں مثلاً بیٹیوں کی پیدائش سے وہ لوگ اپنے منہ چھپاتے پھرتے تھے لیکن ان کی جہالت کی انتہاء دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے بیٹیاں ثابت کرتے تھے اور یہ گمان کرتے تھے کہ ملائکہ [معاذ اللہ] اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ اس سورت میں مختصر طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعوت کا ذکر بھی ہے جو آپ نے مشرکوں کے سامنے پیش کی کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں وغیرہ۔ پھر ان مشرکوں کے شبہات کا جواب دیا گیا جو انھوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر اختراع کئے تھے، مشرکوں کا کہنا تھا کہ یہ قرآن کسی بڑے انسان پر کیوں نہیں نازل ہوا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ دنیوی مال و متاع انسان کی شرافت و کرامت نہیں ہے اللہ تعالیٰ دنیوی مال و متاع تو حقیر انسان کو بھی عطا کرتا ہے، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ بیان ہوا تا کہ حقیقتِ سابقہ کو مؤکد کیا جا سکے، اس سورت کا اختتام بعض احوالِ آخرت اور اس کی ہولناکیوں پر ہے اور مجرموں کے حال پر ہے کہ وہ سب جہنم میں جل رہے ہونگے، اس سورت کا نام زخرف اس لئے ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے دنیوی مال و متاع کا ذکر فرمایا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۲ یعنی جو کتاب گمراہی کے راستہ سے ہدایت کے راستے کو خوب ظاہر کرے اور یہ کتاب بشری احکام کیلئے واضح ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۳ ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں اتارا اس لئے کہ ہر نبی پر جو کتاب اتاری گئی وہ ان کی قوم کی زبان میں اتاری گئی۔ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ قرآن کو عربی زبان میں اس لئے اتارا کہ اہل آسمان کی زبان عربی ہے۔ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ: تا کہ تم اس کتاب کے معانی اور مفہوم کو سمجھ سکو۔ حضرت ابن زید کہتے ہیں کہ قرآن کو عربی زبان میں اس لئے اتارا تا کہ تم اس میں غور و فکر کر سکو۔ (القرطبی) ۴ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں قرآن کے چار اوصاف بیان فرمائے۔ پہلی صفت: ام الکتاب ہر چیز کی اصل اس کی ماں ہوتی ہے قرآن لوح محفوظ میں اللہ تعالیٰ کے پاس ثابت ہے پھر اسے آسمان دنیا کی جانب بھیجا پھر بحسبِ مصلحت تھوڑا تھوڑا کر کے اترتا رہا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا پھر اسے حکم دیا کہ جو وہ پیدا کرنا چاہتا ہے ان سب کو لکھو۔ دوسری صفت: عَلِيٌّ یعنی فساد اور بطلان سے پاک۔ تیسری صفت: لَدَيْنَا اللہ تعالیٰ نے یہ نسبت شرف بخشنے کیلئے کی کیونکہ یہ کتاب جمیع محدثات کے احوال کیلئے جامع ہے۔ چوتھی صفت: حَكِيْمٌ: یعنی بلاغت و فصاحت کے ابواب میں محکم ہے۔ (تفسیر کبیر) ۵ حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ آیت میں ذکر سے مراد قرآن ہے، بعض نے کہا کہ ذکر سے مراد عذاب ہے۔ (القرطبی) ۶ مطلب یہ ہے کہ ہم نے آپ سے پہلے بہت سے نبی بھیجے۔ (القرطبی) ۷ جتنے بھی نبی تشریف لائے ان کی قوم نے ان سے استہزاء کیا۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے رہا ہے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تقویت پہنچا رہا ہے۔ (القرطبی)

الزخرف ۴۳ ۱۱۴۶ الیہ یرد ۲۵

بَطۡشًا وَّ مَضٰی مَثَلُ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۸﴾ وَ لَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ

بگرفتن و مذکور شدند داستان پیشینان و اگر پرسی بدیشاں

پکڑ میں اور اگلوں کی کہانی مذکور ہوئی ۱ اور اگر تم ان سے پوچھو

مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ لَیَقُوۡلُنَّ خَلَقَهُنَّ

چہ کس بیافرید آسمانہا و زمین البتہ گویند بیافرید ایشانرا

کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو تو ضرور کہیں گے اسے پیدا کیا

الۡعَزِیۡزُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۹﴾ الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الۡاَرۡضَ مَهۡدًا

غالب دانا آنکہ بیافرید براے شما زمین گہوارہ

زبردست جاننے والے نے ۲ وہ جس نے تمہارے لئے زمین کو گہوارہ بنایا

وَّ جَعَلَ لَکُمۡ فِیۡهَا سُبُلًا لَّعَلَّکُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۰﴾ وَ الَّذِیۡ

و ساخت براے شما دراں راہ ہا شاید کہ شما راہ یابید و آنکہ

اور تمہارے لئے اس میں راستے بنائے شاید کہ تم راہ پاؤ ۳ اور وہ جس نے

نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنۡشَرۡنَا بِهٖ بَلۡدَةً

فرستاد از آسمان آبے باندازہ پس زندہ کردیم باں شہر

آسمان سے پانی اتارا اندازہ سے، پس ہم نے اس سے زندہ کیا مردہ

مَّیۡتًا ۚ کَذٰلِکَ تُخۡرَجُوۡنَ ﴿۱۱﴾ وَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ

مردہ را ہمچنیں بر آوردہ خواہید شد و آنکہ بیافرید صنفہا

شہر کو اسی طرح تم نکالے جاؤ گے ۴ اور وہ جس نے پیدا کیا ان سب

کُلَّهَا وَ جَعَلَ لَکُمۡ مِّنَ الۡفُلۡکِ وَ الۡاَنۡعَامِ مَا تَرۡکَبُوۡنَ ﴿۱۲﴾

ہمہ آنرا و گردانید براے شما از کشتی و چہار پایان براں سوار شوید

جوڑے کو اور تمہارے لئے کشتی بنائی اور چوپائے جس پر تم سوار ہوتے ہو ۵

منزل ۶

۱ یعنی وہ لوگ جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں وہ لوگ طاقت میں قریش سے زیادہ مضبوط تھے لیکن رسولوں کی تکذیب کے سبب ہم نے ان کو ہلاک کر دیا کفار مکہ بھی کفر اور جھٹلانے میں اپنے سے پہلے والوں کی روش پر چل رہے ہیں اس لئے انھیں ڈرنا چاہیئے کہ ان پر کوئی رسوائی نازل نہ ہو جائے جیسی رسوائی ان سے اگلوں پر اتری تھی۔ (تفسیر کبیر)

۲ یعنی ان مشرکوں سے پوچھیئے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور جو کچھ اس کے درمیان ہے اسے کس نے پیدا کیا؟ تو ضرور کہیں گے اسے اللہ نے پیدا کیا ہے، جو زبردست حکیم ہے۔ اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ ان کفار کی بیوقوفی دیکھو اقرار کرتے ہیں کہ ان سب کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے باوجود اللہ کو چھوڑ کر غیر کی عبادت کرتے ہیں اور اس کی قدرت کا اس طرح انکار کرتے ہیں کہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ ہمیں نہیں اٹھائے گا۔ (تفسیر کبیر)

۳ جاننا چاہیئے کہ اس جگہ اللہ تعالیٰ کے چند صفات بیان کئے گئے ہیں اور یہ تمام صفات دلالت کر رہے ہیں کہ عبادت صرف اللہ کی ہونی چاہیئے (۱) اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا خالق ہے (۲) عزیز یعنی وہ مکمل قدرت والا ہے (۳) علیم یعنی اس کے پاس کمالِ علم ہے (۴) اس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا۔ مطلب یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے زمین ایسی بنائی کہ تم اس پر رہتے ہو چلتے پھرتے ہو مکانات بناتے ہو اور کھیتی باڑی کرتے ہو (۵) اس نے تمہارے لئے زمین میں راستے بنائے۔ مطلب یہ ہے کہ ان راستوں کے ذریعے تم ایک شہر سے دوسرے شہر جاتے ہو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے ہو اگر اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرتا تو تمہارا ایک دوسرے سے نفع حاصل کرنا مشکل تھا [بقیہ تین صفات آگے کی دو آیتوں میں بیان ہوئے] (تفسیر کبیر) ۴ یعنی جس طرح پانی سے زمین کو زندہ فرماتا ہے اسی طرح تم کو بھی قبروں سے نکالا جائیگا۔ حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پہلی مرتبہ صور پھونکنے اور دوسری مرتبہ صور پھونکنے کے درمیان چالیس کی مدت ہوگی۔ لوگوں نے حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے دریافت کیا: کیا چالیس دن کی مدت ہوگی؟ حضرت ابو ہریرہ ﷺ نے کہا میں اس کا اقرار نہیں کرسکتا۔ لوگوں نے کہا پھر کیا چالیس ماہ مراد ہیں حضرت ابو ہریرہ ﷺ نے کہا مجھے اس سے بھی انکار ہے۔ لوگوں نے کہا تو کیا چالیس سال کی مدت ہوگی؟ حضرت ابو ہریرہ ﷺ نے اس کا بھی اقرار نہیں کیا [رسول اللہ ﷺ نے فرمایا] پھر اللہ آسمان سے پانی برسائے گا جس سے مردے [زمین سے] ایسے اگیں گے جیسے سبزہ اگتا ہے۔ آدمی کی ہر چیز سوائے ایک ہڈی کے فنا ہو جاتی ہے اور وہ ہڈی دم گزے کی ہڈی ہے اسی سے جسمانی بناوٹ جوڑی جائیگی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ اصل عرش سے ایک وادی بہہ نکلے گی جس سے روئے زمین پر رینگنے والا ہر جاندار سبزے کی طرح اگے گا پھر روحوں کو حکم ہوگا کہ اڑ کر اپنے اپنے جسموں میں داخل ہو جائیں۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یٰۤاَیَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ: حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو قبروں سے اٹھایا جائیگا اور آسمان سے ان پر ہلکی بارش ہوگی۔ (مظہری) ۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے چیزوں کو جوڑ پیدا فرمایا جیسے سفید و سیاہ، مرد و عورت، بعض محققین کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا ہر چیز زوج یعنی جوڑے میں ہے، جیسے اوپر نیچے دائیں بائیں، آگے پیچھے، ماضی مستقبل ذات وصفات، گرمی وسردی، موسم بہار و موسم خزاں وغیرہ۔ (تفسیر کبیر)

لِتَسۡتَوٗا عَلٰی ظُهُوۡرِهٖ ثُمَّ تَذۡكُرُوۡا نِعۡمَةَ رَبِّكُمۡ اِذَا اسۡتَوَيۡتُمۡ

نشتید بر پشت مرکوب باز یاد کنید نعمت پروردگار شما آنوقتیکہ نشتید

(تاکہ) تم سواری کی پیٹھ پر بیٹھو پھر اپنے رب کی نعمت کو یاد کرو جسوقت تم

عَلَيۡهِ وَتَقُوۡلُوۡا سُبۡحٰنَ الَّذِىۡ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا

براں و بگوئید پاکست آنکہ مسخر کرد ما را ایں و نبودیم ما

اس پر بیٹھ لو اور کہو پاک ہے وہ جس نے ہمارے لئے مسخر کیا اور ہم نہ تھے

لَهٗ مُقۡرِنِيۡنَ ۝١٣ وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ ۝١٤ وَجَعَلُوۡا لَهٗ

او را براں توانا و ہر آئنہ ما بسوے پروردگار خود مقرر کردند و گردانیدند برائے او

ایسے کہ اسے قابو کر سکتے ۱ اور بیشک ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں ۲ اور انھوں نے

مِنۡ عِبَادِهٖ جُزۡءًا ؕ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَكَفُوۡرٌ مُّبِيۡنٌ ۝١٥ اَمِ

از بندگان خود ظاہر است ہر آئنہ آدمی نا سپاس است بیدا آیا

اسکے بندوں میں سے اس کیلئے جزء بنایا بیشک انسان کھلا ناشکرا ہے ۳ کیا

اتَّخَذَ مِمَّا يَخۡلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصۡفٰكُمۡ بِالۡبَنِيۡنَ ۝١٦ وَاِذَا

فرا گرفت خدای ازانچہ می آفرید دختران را و بر گزید شما را بہ پسران و چوں

اللہ نے اپنی مخلوق میں سے بیٹیاں لیں اور تمہارے لئے لڑکے خاص کئے ۴ اور جب

بُشِّرَ اَحَدُهُمۡ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحۡمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجۡهُهٗ

خبر دادہ شو دیکے از ایشاں بآنچہ بیان کردہ است خدای مثلے سیاہ کرد روے او

ان میں سے کسی ایک کو خبر دی جائے اسکی جو اس نے اللہ کیلئے مثل بیان کی تو ان کا چہرہ سیاہ ہوا

مُسۡوَدًّا وَّهُوَ كَظِيۡمٌ ۝١٧ اَوَمَنۡ يُّنَشَّؤُا فِى الۡحِلۡيَةِ وَهُوَ

یعنی بتولد دختر و او پُر است از خشم آیا آنکہ بزرگ شود در پیرایہ و او

یعنی لڑکی کی پیدائش پر اور وہ غصہ سے پُر ہے ۵ کیا وہ (عورت) جو آرائش میں نشو و نما پائے اور وہ

۱ رب کی نعمتوں کے ذکر کا مطلب یہ ہے کہ ان نعمتوں کو اپنے دل میں یاد رکھے اور وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے سمندر، ہوا اور کشتی کو اس انداز سے پیدا فرمایا کہ انسان اس سے نفع حاصل کرتا ہے پس جب انسان اپنے دل میں انکی یاد کو بسالے گا تو ایک وقت آئیگا کہ وہ ان میں غور و فکر کریگا اور ذکر کا یہی مفاد ہے۔ وَتَقُوْلُوْا سُبْحَانَ الَّذِیْ الخ: جاننا چاہیئے کہ کشتی پر سوار ہوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیئے بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا ۔ خشکی کی سواری پر سوار ہوتے وقت یہ دعا پڑھے۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا الخ ۔ گھر میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے۔ رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُبَارَكًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۔ صاحب کشاف نے لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب اپنے قدم مبارک رکھتے تو فرماتے بِسْمِ اللّٰهِ' جب سواری پر بیٹھ جاتے تو کہتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا سے لَمُنْقَلِبُوْنَ تک۔ ایک دوسری روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ جب سفر کیلئے سواری پر بیٹھ جاتے تو تین مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے پھر آپ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا الخ پڑھتے۔ اس کے بعد یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ فِیْ سَفَرِیْ هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ وَاَطْوِ عَلَيْنَا بُعْدَ الْاَرْضِ. اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ، وَالْخَلِيْفَةُ عَلَی الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اَصْحِبْنَا فِیْ سَفَرِنَا وَاَخْلُفْنَا فِیْ اَهْلِنَا. آپ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو یہ کہتے اٰيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ۔ (تفسیر کبیر)

۲ جاننا چاہیئے کہ اس آیت کا ماقبل سے یوں تعلق ہے کہ کشتی پر سوار ہونا خطرہ سے خالی نہیں ہے اس لئے کہ بہت سی کشتیاں ایسی ہیں جو ٹوٹ جاتی ہیں اور اس پر سوار انسان ہلاک ہو جاتے ہیں اسی خشکی کی سواری کا معاملہ ہے ایسی صورت میں کشتی ہو یا چوپائے کی سواری ہر دو پر سوار ہونا ایسا ہے جیسے اپنے آپ کو ہلاک کیلئے پیش کرنا ہے۔ اس لئے راکب کیلئے ضروری ہے کہ موت کے معاملات کو یاد رکھے۔ (تفسیر کبیر) ۳ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ (۱) یہ قول مشہور ہے اور وہ یہ ہے کہ کافروں نے اللہ تعالیٰ کیلئے ولد مانا۔ چونکہ کسی کا ولد اس کا جز ہوتا ہے [اس لئے اس جگہ فرمایا گیا وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءً] رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھی ہے کہ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے (۲) اس کا مطلب یہ ہے کہ کافروں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے۔ اس وقت ان لوگوں نے گمان کیا کہ ان میں سے بعض اللہ کیلئے ہیں اور بعض غیر اللہ ہیں۔ جسے اللہ کیلئے کہا اسے اللہ کے ساتھ عبادت میں شریک کیا۔ (تفسیر کبیر) ۴ مطلب یہ ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کیلئے اجزاء ثابت کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ مخلوق میں سے ایسی اولاد اس کیلئے پسند کی جو ان کافروں کو اپنے لئے پسند نہیں ہے۔ اگر ایسی اولاد یعنی بیٹی ہونے کی ان میں سے کسی کو بشارت دی جاتی ہے تو اس پر غم کی اندھیری چھا جاتی ہے۔ (مظہری) ۵ یعنی جب ان کے یہاں لڑکی کی پیدائش ہو تو ان کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ یہ لوگ جو مثال اللہ تعالیٰ کیلئے دیتے ہیں اس مثال کے بطلان کو اگر ان پر ظاہر کر دیا جائے تو ان کے چہرے سیاہ ہو جاتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ جب انھیں لڑکی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو ان کے چہرے سیاہ ہو جاتے ہیں اس کی دلیل سورہ نمل کی یہ آیت ہے وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰی یعنی اور جب انھیں لڑکی کی خوشخبری دی جائے۔ وَهُوَ كَظِيْمٌ: حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ وہ غمگین ہو جاتے ہیں۔ حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ سن کر کرب زدہ ہو جاتے ہیں۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ سن کر خاموش ہو جاتے ہیں۔ (القرطبی)

فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ ﴿۱۸﴾ وَجَعَلُوا الْمَلَـٰٓئِكَةَ الَّذِينَ

در وقت مجادلہ نہ آشکار و مقرر کردند فرشتگان را آنانکہ

بحث کے وقت واضح طور پر بات نہ کر سکے (اللہ کی بیٹی ہو سکتی ہے) ۱ اور انھوں نے فرشتوں کو لڑکیاں قرار دیں جو کہ

هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَـٰنِ إِنَاثًا ۚ أَشَهِدُوا خَلْقَهُمْ ۚ سَتُكْتَبُ

ایشاں بندگان خداایند دختران آیا حاضر بودند بیافرید ایشانرا کہ نوشتہ شود

اللہ کے بندے ہیں کیا حاضر تھے ان کی پیدائش کے وقت جلد لکھی جائیگی

شَهَادَتُهُمْ وَيُسْأَلُونَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوا لَوْ شَآءَ الرَّحْمَـٰنُ مَا

گواہی ایشاں و پرسیدہ شوند و گفتند اگر خواستی خدا نمی

ان کی گواہی اور ان سے پوچھے جائیگا ۲ اور کہا اگر اللہ چاہتا

عَبَدْنَـٰهُم ۗ مَّا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿۲۰﴾

پرستیدیم ایشانرا نیست ایشانرا بایں ہیچ دانش نیست ایشاں مگر دروغ گویند

تو ہم ان کی پوجا نہ کرتے، نہیں ہے ان کیلئے اس میں کوئی علم، نہیں ہیں وہ سب مگر جھوٹ کہتے ہیں ۳

أَمْ ءَاتَيْنَـٰهُمْ كِتَـٰبًا مِّن قَبْلِهِۦ فَهُم بِهِۦ مُسْتَمْسِكُونَ ﴿۲۱﴾

آیا دادیم ایشانرا کتابے پیش از قرآن پس ایشاں بداں چنگ در زندگانند

کیا ہم نے انھیں اس قرآن سے پہلے کوئی کتاب دی کہ جسے وہ سب مضبوطی سے پکڑنے والے ہیں ۴

بَلْ قَالُوٓا إِنَّا وَجَدْنَآ ءَابَآءَنَا عَلَىٰٓ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰٓ

بلکہ گفتند ہر آئنہ ما یافتیم پدران خود را برسدیری و ہر آئنہ ما بر

بلکہ انھوں نے کہا بیشک ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک روش پر پایا اور بیشک ہم

ءَاثَـٰرِهِم مُّهْتَدُونَ ﴿۲۲﴾ وَكَذَٰلِكَ مَآ أَرْسَلْنَا مِن

آثار ایشاں راہ یافتگانیم و ہمچنیں نہ فرستادیم ما پیش

ان کے نشان پر راہ پائے ہوئے ہیں ۵ اور اسی طرح ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجا

تفسیر اظہار العرفان

۱ اس سے عورتیں مراد ہیں۔ حسن صورت عورت کا طرۂ امتیاز ہے۔ اسی لئے عورت زیور کی ضرورت مند ہے تا کہ اس کے حسن ظاہری میں اضافہ ہو۔ مردوں کا امتیاز اوصاف باطن اور کمالات ذاتی پر موقوف ہے اور یہ زیور سے حاصل نہیں ہوتا اس لئے مردوں کو زیور کی ضرورت نہیں۔ آیت میں در پردہ ایماء ہے کہ ظاہری ٹیپ ٹاپ اور زیور سے آراستگی عیب ہے مردوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہیئے اور لباس تقوی سے آراستہ ہونا چاہیئے۔ اَلْخِصَامِ: مقابلہ خواہ زبان سے ہو یا اسلحہ سے، عورت بہر حال دونوں میں کمزور ہے۔ اس کی سمجھ ناقص بدنی طاقت کمزور اور دل ضعیف ہوتا ہے۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ عورت جب اپنے مدعا کو ثابت کرنے کیلئے کوئی دلیل بیان کرتی ہے تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ دلیل اس کے مدعا کے خلاف پڑتی ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا اپنی مخلوق میں سے لڑکیوں کو اپنی اولاد بنایا ہے جو ان لوگوں کیلئے قابل نفرت ہیں اور جن کی پیدائش کی خبر سن کر ان کے چہرے کالے پڑ جاتے ہیں اور جو زیور اور سجاوٹ میں پرورش پاتی ہیں جن کے دل کمزور، بدنی ساخت ضعیف اور سمجھ بوجھ ناقص ہوتی ہے۔ (مظہری)

۲ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مشرکین کے اس نظریئے کا رد فرمایا ہے کہ ملائکہ بنات اللہ ہیں بلکہ یہ سب اللہ کے بندے ہیں چنانچہ ارشاد ہے بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ: "بلکہ وہ سب اکرام یافتہ بندے ہیں" دوسری جگہ ارشاد ہے اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَاۗءَ "کیا کافروں نے مجھے چھوڑ کر میرے بندوں سے اولیاء یعنی معبود بنا لئے" ایک اور جگہ ارشاد ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ: "بیشک وہ لوگ جو اللہ کو چھوڑ کر اپنے مثل کی عبادت کرتے ہیں"۔ ان آیات کا مقصد یہ ہے کہ ان کے کذب کو خوب واضح کر کے بیان کیا جائے اور انھیں بتایا جائے کہ ملائکہ خود اللہ کے حضور سر بسجود ہوتے ہیں۔ مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان مشرکوں سے پوچھا کہ تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ ملائکہ بنات اللہ ہیں۔ مشرکوں نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے باپ دادا سے سنا ہے اور ہم اس پر گواہ ہیں کہ ہمارے باپ دادا کا یہ قول جھوٹ نہیں ہے۔ (القرطبی) ۳ یعنی مشرکین بطور استہزاء یہ جملہ کہیں گے کہ تمہارے گمان کے مطابق اگر رحمٰن چاہتا تو ہم ان ملائکہ کی عبادت نہ کرتے۔ مشرکوں کا یہ جملہ اگرچہ حق ہے لیکن انھوں نے اس سے باطل ارادہ کیا۔ ایک اور جگہ اسی مضمون کو بیان کیا گیا۔ سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا: "عنقریب کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے" مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ: یہ مشرکین کے اس قول کا رد ہے کہ انھوں نے کہا کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ حضرت مجاہد اور حضرت ابن جریج کہتے ہیں کہ بتوں کی عبادت کے بارے میں رد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بتوں کی عبادت پر ان کے پاس کوئی علم نہیں ہے یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں اس لئے غیر اللہ کی عبادت کے بارے میں ان کا کوئی عذر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قابل قبول نہیں ہے۔ (القرطبی) ۴ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرح ہے اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ "کیا ان کی پیدائش کے وقت وہ سب حاضر تھے؟" مطلب یہ ہے کہ یا تو ان کے پاس پہلے کوئی کتاب اتری کہ اس کتاب سے دلیل قائم کرتے ہیں کہ ملائکہ بنات اللہ ہیں یا ملائکہ کی تخلیق کے وقت یہ لوگ حاضر تھے۔ (القرطبی) ۵ حضرت عمر بن عبدالعزیز کہتے ہیں کہ عَلٰٓی اُمَّةٍ کا مطلب یہ ہے کہ طریقہ اور مذہب پر۔ حضرت مجاہد اور حضرت قطرب کہتے ہیں کہ دین اور ملت مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے دین، ملت، مذہب یا طریقے کی پیروی کرتے ہیں۔ (القرطبی)

قَبۡلِكَ فِیۡ قَرۡیَةٍ مِّنۡ نَّذِیۡرٍ اِلَّا قَالَ مُتۡرَفُوۡهَاۤ ۙ اِنَّا

از تو در دیہی ہیچ بیم کنندہ مگر گفتند منعمان آں ہر آئنہ ما

کسی بستی میں ڈرانے والا مگر اس کے خوش حال لوگوں نے کہا' بیشک ہم نے

وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤی اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰۤی اٰثٰرِهِمۡ مُّقۡتَدُوۡنَ ﴿۲۳﴾

یافتیم پدران خود را بر گروہی و ہر آئنہ ما بر آثار ایشاں اقتدا کنندگانیم

اپنے باپ دادا کو پایا ایک گروہ اور بیشک ہم ان کے نشان پر اقتدا کئے ہوئے ہیں ١

قٰلَ اَوَلَوۡ جِئۡتُكُمۡ بِاَهۡدٰی مِمَّا وَجَدۡتُّمۡ عَلَیۡهِ اٰبَآءَكُمۡ ؕ

گفت اگرچہ آوردہ ام بشما دینی راست ازانچہ یافتیم ما براں پدران خود را

فرمایا (نبی نے) اگرچہ میں تمہارے پاس دین حق لیکر آؤں اس سے جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا

قَالُوۡۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلۡتُمۡ بِهٖ كٰفِرُوۡنَ ﴿۲۴﴾ فَانۡتَقَمۡنَا مِنۡهُمۡ

گفتند ہر آئنہ ما بآنچہ فرستادہ شدید باں کافرانیم پس انتقام کشیدیم از ایشاں

انھوں نے کہا بیشک جو کچھ تم لے کر بھیجے گئے ہو ہم منکر ہیں ٢ پس ہم نے ان سے بدلا لیا

فَانۡظُرۡ كَیۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِیۡنَ ﴿۲۵﴾ ع وَاِذۡ قَالَ

پس بنگر چگونہ بود سر انجام تکذیب کنندگان و چوں گفت

پس دیکھو کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا ٣ اور جب کہا

اِبۡرٰهِیۡمُ لِاَبِیۡهِ وَقَوۡمِهٖۤ اِنَّنِیۡ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۲۶﴾

ابراہیم مر پدران خود را و قوم خود را ہر آئنہ من بیزارم ازانچہ می پرستید

ابراہیم نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے بیشک میں اس سے بیزار ہوں جسکی تم پوجا کرتے ہو ٤

اِلَّا الَّذِیۡ فَطَرَنِیۡ فَاِنَّهٗ سَیَهۡدِیۡنِ ﴿۲۷﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ

مگر آنانکہ بیافرید مرا پس ہر آئنہ او راہ نماید مرا و گردانید آنرا سخنی

مگر وہ جس نے مجھے پیدا کیا پس بیشک وہ مجھے راہ دکھائیگا ٥ اور اسے

١ مُتۡرَفُوۡهَا یعنی مالدار عیش پسند لوگ۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کیلئے پیامِ تسکین ہے کہ ان لوگوں کی گمراہی موروثی چلی آتی ہے ان کے اسلاف کو بھی اپنے مذہب کا کوئی عقلی نقلی علم نہ تھا وہ بھی یہی کہتے تھے۔ مُتۡرَفُوۡهَا کا لفظ اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ عیش پرستی اور تنعم' باطل پرستی کی بنیاد ہے۔ بجائے صحیح نظر و فکر کے اسلاف کی تقلید اور حق سے روگرداں ہونے کا یہی قوی سبب ہے۔ (مظہری) ایسے عیش پرست لوگوں سے اپنے آپ کو بچانا لوازمِ دین میں سے ہے جو اپنے مال و زر کے نشے میں دینِ اسلام کو اپنے نفس کے تابع کرنا چاہتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ ایسے لوگوں کا کیا حال ہوگا جو دولت مند کو صاحب شرف سمجھتے ہیں اور عابدین کو ہلکا جانتے ہیں۔ قرآن کی ان آیات پر عمل کرتے ہیں جو ان کی خواہشات کے موافق ہوں اور قرآن کے ان احکام کو چھوڑ دیتے ہیں جو ان کی خواہشات کے موافق نہیں ہوتے ہیں پس یہ وہ لوگ ہیں جو قرآن کے بعض پر ایمان رکھتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔ ایسے امور کی جانب کوشش کرتے ہیں جو انھیں دنیوی مال و متاع دلا سکے اور ایسے امور کو چھوڑ دیتے ہیں جو آخرت کے اجر کا سبب ہوں پس عاقل پر لازم ہے کہ ایسے لوگوں سے بچے۔ (روح البیان)

٢ یعنی ہر نبی نے اس وقت اپنی قوم سے کہا جب انھوں نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا "کیا تم اپنے باپ دادا کی پیروی کرتے رہو گے اگرچہ میں تمہارے پاس ایسا دین لیکر آیا جس کا صحیح ہونا اور درست ہونا تمہارے دین سے زیادہ واضح ہے" یہ سن کر کافروں نے کہا جو توحید' ایمان' بعث اور نشور آپ لے کر آئے ہیں ہم ان کے منکر ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر) ٣ پس ہم نے جھٹلانے والی قوموں سے مختلف قسم کے عذاب سے بدلہ لیا پس تم سب غور و فکر کرو کہ ان کا کیسا حال ہوا اور ان کے ٹھکانے کیسے تباہ و برباد ہو گئے؟ (صفوۃ التفاسیر) ٤ جاننا چاہیئے کہ یہ کفار ان باطل اقوال کی جانب لوگوں کو نہیں بلاتے مگر اپنے باپ دادا کی باطل پیروی کے ذریعے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے طریق باطل اور عقیدۂ فاسد کو بیان فرمایا کہ دلیل کی جانب رجوع کرنا ان کیلئے باپ دادا کی پیروی سے بہتر ہے۔ اب اس آیت کریمہ میں ان کے قول اور عقائد کے فساد کو بیان کیا جا رہا ہے اور یہ دو طرح سے ہے (١) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کے آباء کا دین بت پرستی ہے تو آپ نے اس دین سے بیزاری کا اعلان کیا آپ نے ہرگز ان لوگوں کی طرح اپنے آباء کے دین کی پیروی نہ کی۔ پس اس جگہ ہم کہتے ہیں کہ باپ دادا کی تقلید حرام ہوگی یا جائز۔ اگر تقلید حرام ہوگی تو باپ دادا کی پیروی کسی صورت بھی جائز نہ ہوگی اور اگر جائز ہوگی تو یہ ان سب کو خوب معلوم ہے کہ آبائے عرب میں اشرف حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور وہ اس طرح کہ ان کیلئے فخر اور شرف حاصل نہیں ہیں۔ مگر اس بناء پر کہ وہ سب ان کی اولاد میں سے ہیں۔ جب معاملہ ایسا ہے تو ان مشرکوں کو چاہیئے کہ اگر تقلید ہی کرنا ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کریں (٢) دین اور دنیا کے معاملات میں تقلید چھوڑ کر دلیل کی جانب رجوع کرنا اولیٰ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے باپ دادا کی تقلید چھوڑ کر دلائل کی جانب رجوع کیا۔ (تفسیر کبیر) ٥ جاننا چاہیئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول اس آیت سے سَیَهۡدِیۡنِ منقول ہوا' جبکہ دوسری آیت میں اس طرح منقول ہے اَلَّذِیۡ خَلَقَنِیۡ فَهُوَ یَهۡدِیۡنِ "وہ جس نے مجھے پیدا کیا وہی مجھے راہ دکھائے گا" ان دونوں کو اگر جمع کریں تو ان کا قول یوں ہوگا فَهُوَ یَهۡدِیۡنِ وَسَیَهۡدِیۡنِ یعنی پس وہی میری رہنمائی فرمائیگا اور بہت جلد رہنمائی فرمائیگا۔ (تفسیر کبیر)

بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٢٨﴾ بَلْ مَتَّعْتُ

پاینده را در ذریت خود شاید که ایشاں باز گردند بلکه بر خور داری دادم

باقی رہنے والا کلام بنائے اپنی ذریت میں شاید کہ وہ باز آ جائیں ۱ بلکہ میں نے برتنے دیا

هٰؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ

ایں گروه را و پدران ایشاں تا چوں بیامد بدیشاں راست و فرستاده

اس گروہ کو اور ان کے باپ دادا کو یہاں تک کہ جب ان کے پاس حق آیا اور کھلا

مُّبِيْنٌ ﴿٢٩﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا

بیدا و آنوقتیکه آمد بدیشاں براستی گفتند ایں جادوئی ست و هر آئنه ما

رسول ۲ اور جس وقت ان کے پاس حق آیا تو انھوں نے کہا یہ جادو ہے اور بیشک ہم

بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى

باں کافرانیم و گفتند چرا نه فرستد شد ایں قرآن بر

اس کے منکر ہیں ۳ اور انھوں نے کہا کیوں نہ اس قرآن کو بھیجا گیا

رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿٣١﴾ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ

مردی ازیں دو دیہہ بزرگ آیا ایشاں قسمت کنند رحمت

ان دو بستیوں میں سے کسی بڑے مرد پر ۴ کیا وہ سب تقسیم کرتے ہیں

رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ

پروردگار خود ما قسمت کردیم میان ایشاں معیشتِ ایشانرا در زندگانی

تمہارے رب کی رحمت، ہم ان کے درمیان ان کی معیشت تقسیم کر دیا دنیا

الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ

دنیا و برداشتیم ما بعضے ایشاں بر بعضے مرتبہا

کی زندگی میں اور ہم نے ان کے بعض کو بعض پر مرتبوں میں بلند کیا

تفسیر اظہار العرفان

۱ یعنی انھوں نے غیر اللہ کی عبادت سے برأت کا جو اعلان کیا اس اعلان کو باقی رکھتے ہوئے ہر ایک دوسرے کو اسکی وصیت کرتے رہے۔ عقب اس کو کہتے ہیں جو اس کے بعد آئے۔ سدی کہتے ہیں کہ اس سے آل محمد ﷺ مراد ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ فِيْ عَقِبِهٖ سے مراد ہے فِيْ خَلْفِهٖ یعنی ان کے بعد۔ ان سے یہ جملہ اس لئے کہا تا کہ وہ لوگ غیر اللہ کی عبادت سے توبہ کرلیں۔ حضرت قتادہ اور حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ كَلِمَةٌ سے مراد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد قیامت تک ایک گروہ ایسا ضرور باقی رہیگا جو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوگا۔ حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ كَلِمَةٌ سے مراد ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ اس سے اسلام مراد ہے کیونکہ ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ ''اس نے تمہارا نام اس سے پہلے مسلمین رکھا'' قرطبی کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ وصیت مراد ہے جو آپ نے اپنے بیٹوں سے کی جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ ''اے میرے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دین کو پسند فرمایا'' ابن زید کہتے ہیں کہ کلمہ سے وہ مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ''میں نے رب العالمین کیلئے گردن جھکائی'' پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ۔ بعض نے کہا کہ کلمہ سے نبوت مراد ہے۔ ابن عربی کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں نبوت باقی رہی۔ (القرطبی)

۲ بلکہ میں نے اہل مکہ اور ان کے باپ دادا کو برتنے دیا۔ یہ سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد ہوئے انھیں جو مہلت دی گئی اس میں کلمۂ توحید کو چھوڑ کر دنیوی لذتوں اور خواہشات کی پیروی میں لگ گئے یہاں تک کہ ان کے پاس قرآن آیا اور وہ رسول تشریف لائے جن کی رسالت ہر زاویئے سے ظاہر ہے اللہ تعالیٰ نے معجزاتِ باہرہ سے تقویت دی۔ امام فخر الدین رازی کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے دین حق کو تسلیم کرنے سے انکار صرف باپ دادا کی تقلید کی وجہ سے کیا اور دلائل میں غور و فکر سے کام نہیں لیا، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو لمبی مہلت دے رکھی تھی جس کے سبب یہ لوگ دنیا کے مال و متاع سے نفع حاصل کر رہے تھے پس اسی بناء پر ان لوگوں نے حق سے منہ پھیرا۔ (صفوۃ التفاسیر) ۳ یعنی جب وہ قرآن آیا جو انھیں غفلت سے بیدار کرتا ہے اور توحید کی جانب رہنمائی کرتا ہے تو ان لوگوں نے اپنی سرکشی میں اضافہ کر دیا اور قرآن کے بارے میں کہا کہ یہ جادو ہے، ہم اس کا انکار کرتے ہیں اور ہم یہ تصدیق نہیں کرتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ ابو السعود کہتے ہیں کہ کافروں نے قرآن کو جادو کہا اور اس سے انکار کیا اور رسول اللہ ﷺ کو حقیر جانا اس لئے ان کے سابق کفر کے ساتھ حق کی عداوت اور رسول اللہ ﷺ کی اہانت کو بھی ملا دیا گیا۔ (صفوۃ التفاسیر) ۴ ان دو شہروں سے مراد مکہ اور طائف ہیں اور دو مردوں سے مراد ولید بن مغیرہ بن عبد اللہ جو ابو جہل کا چچا تھا اور وہ جو طائف میں تھا ابو مسعود عروہ بن مسعود ثقفی ہے۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ طائف سے عمیر بن عبد یالیل ثقفی اور مکہ سے عتبہ بن ربیعہ مراد ہیں۔ (القرطبی) کافروں نے یہ سمجھا کہ رسالت بہت بڑا منصب ہے اور بڑا منصب بڑے آدمی کو ہی ملنا چاہیئے انھوں نے یہ نہ سمجھا کہ نبوت ایک روحانی مرتبہ ہے، جس کا دنیوی وجاہت اور دولت سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ مرتبہ چاہتا ہے کہ جس کو اس درجہ پر فائز کیا جائے وہ فضائل اور کمالاتِ قدسیہ کا حامل ہو ذاتی اور صفاتی تجلیات کی جلوہ گاہ بننے کی اس میں صلاحیت ہو۔ (مظہری)

لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ

تا بگیرد بعضے ایشاں بعض را بسخریہ و رحمت پروردگار تو بہتر است

تا کہ ان میں سے بعض دوسرے کی ہنسی بنائے، اور تمہارے رب کی رحمت بہتر ہے

مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿٣٢﴾ وَلَوْلَآ أَن يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً

ازانکہ جمع کنند و اگر نہ آں باشند مردمان یک گروہ

اس سے جو وہ جمع کرتے ہیں ۱ اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک گروہ ہو جائیں

لَّجَعَلْنَا لِمَن يَكْفُرُ بِالرَّحْمَٰنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِّن

البتہ گردانیدیم ما ہر کرا نگرود مر خانہائے ایشاں سقف ہا از

تو ہم ضرور اللہ کے منکروں کیلئے انکے گھروں کی چھت چاندی کی بنائے

فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ ﴿٣٣﴾ وَلِبُيُوتِهِمْ أَبْوَابًا

سیم و مزد بانہا کہ بداں بر بام خانہا در آیند و مر خانہا ے ایشاں درہا

اور سیڑھیاں کہ جس سے اوپر کے گھر میں آتے ۲ اور ان کے گھروں کیلئے دروازے

وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُونَ ﴿٣٤﴾ وَزُخْرُفًا ۚ وَإِن كُلُّ ذَٰلِكَ

و تختہا براں تکیہ زدہ باشند و طلایم داد می و ہست ہمہ ایں

اور تخت جن پر تکیہ لگائے ۳ اور خالص سونا دیتا، اور یہ سب کچھ

لَمَّا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْآخِرَةُ عِندَ رَبِّكَ

آنچہ بر خور داری زندگانی دنیا و آخرت نزد پروردگار تو

وہ ہے جس سے دنیا میں نفع اٹھانا ہے، اور آخرت تمہارے رب کے پاس

لِلْمُتَّقِينَ ﴿٣٥﴾ وَمَن يَعْشُ عَن ذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ نُقَيِّضْ

مر پرہیزگارانرا و ہر کہ چشم پُرشد از یاد کردن خدای بر گماریم

پرہیزگاروں کیلئے ہے ۴ اور جو شخص اللہ کی یاد سے اندھا بنتا ہے ہم مسلط کریں گے

۱ رحمتِ رب سے مراد ہے نبوت۔ اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ کافروں کی جہالت کا اظہار ہو جائے۔ معیشت وہ رزق ہے جس سے زندگی وابستہ ہے۔ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے دولت اور دنیوی وجاہت میں بعض کو بعض سے اونچا کر دیا۔ کسی کو غنی بنا دیا اور کسی کو محتاج، کسی کو بادشاہ بنایا تو کسی کو غلام۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ بعض لوگ مال کے ذریعے سے دوسرے کو اپنا غلام اور مملوک بنا لیتے ہیں اور کوئی بھی اپنی معاش میں کمی بیشی نہیں کر سکتا اور اللہ معیشت تنگ کر دے تو کوئی اعتراض کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ یعنی نبوت اور لوازمِ نبوت اس بے مقدار حقیر مال سے بہتر ہیں جس کو یہ لوگ جمع کرتے ہیں خلاصہ بیان یہ کہ دنیا میں جب کوئی بزرگی اور برتری خود حاصل کرنے کی قدرت نہیں رکھتا اور کسی کو اس انتخاب میں دخل نہیں تو نبوت میں جو انسانیت کا اعلیٰ مقام ہے اس میں کیسے ان کی مرضی کا دخل ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑا آدمی اسبابِ دنیوی کی کثرت سے نہیں بنتا بلکہ نبوت عظمتِ انسانی کا اعلیٰ مرتبہ ہے۔ دنیوی مال و متاع تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں بے قدر، حقیر اور قابل نفرت چیز ہے۔ (مظہری)

۲ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ان چیزوں کے کمتر اور حقیر ہونے کو بیان فرما رہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر لوگ کافروں کے پاس مال و متاع دیکھ کر کفر کی طرف نہ بڑھیں اور سب کفر میں ایک ملت نہ ہو جائیں تو ہم اس دنیا کو کافروں کیلئے خاص کر دیں اور انھیں اس قدر مال و زر دیں کہ وہ سب اپنے گھروں کی چھتیں خالص چاندی کی بنائیں اور ان چھتوں پر چڑھنے کیلئے سیڑھیاں بھی خالص چاندی کی بنائیں۔ (صفوۃ التفاسیر) ۳ اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت چاندی کے ہوتے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۴ یہ آیت دلالت کر رہی ہے کہ عظیم وہ ہے جو آخرت میں عظیم ہو۔ دنیاوی بڑائی ہیچ ہے۔ در پردہ اشارہ ہے کہ دنیا کی آسائش اور آرائش ساری کی ساری مؤمنوں ہی کو نہیں دی گئی بلکہ اللہ کے دشمنوں کو بھی اس میں حصہ دار بنایا گیا ہے کیونکہ دنیا اللہ تعالیٰ کے یہاں مبغوض ہے اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے یہاں اچھی اور پسندیدہ ہوتی تو کافروں کا ادنیٰ حقیر حصہ بھی اس میں نہ رکھا جاتا۔ حضرت سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر اللہ کے نزدیک دنیا کا وزن مچھر کے پَر کے برابر بھی ہوتا تو کافروں کو ایک گھونٹ پانی اللہ نہ دیتا۔ دوسری روایت میں گھونٹ کی بجائے بوند کا لفظ آیا ہے۔ حضرت مستور بن شداد فہری کا بیان ہے کہ میں ان سواروں میں شامل تھا جو رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب ایک مردہ بکری کے بچہ پر جمع تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم لوگ دیکھ رہے ہو کہ اس کو بے قدر سمجھ کر گھر والوں نے یہاں پھینک دیا ہے۔ حاضرین نے عرض کیا جی ہاں بے قدر سمجھ کر اس کو پھینکا گیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: جتنا یہ گھر والوں کی نظر میں بے قدر ہے اس سے زیادہ اللہ کے نزدیک دنیا بے قدر ہے۔ حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے اس چیز کے جو اللہ کی طرف سے ہے یعنی ہدایت ایمان اسلام، کتب الٰہیہ، ملائکہ وغیرہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا اس کا گھر ہے جس کا آخرت میں بہشت کے اندر کوئی گھر نہیں اور یہ اس کیلئے مال ہے جس کا آخرت میں کوئی مال نہیں، اس کو وہی جمع کرتا ہے جس کے اندر عقل نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا مؤمن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔ (مظہری)

لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿۳۶﴾ وَ اِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ

او را دیو پس آں مرا او را ہمنشیں بود و ہر آئنہ ایشاں تا باز دارند ایشانرا از

اس پر شیطان پس وہ شیطان اس کا ساتھی ہو گا ۱ اور بیشک وہ سب روکتے ہیں

السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۷﴾ حَتّٰۤى اِذَا

راہ و می پندارند کہ ایشاں راہ یابند تا چوں

راہ سے اور سمجھتے ہیں کہ وہ سب راہ یافتہ ہیں ۱ یہاں تک کہ جب

جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ

آمد بما گفت کاشکے بودی میان من و میان تو دوری دو مشرق

ہمارے پاس آئیگا تو (کافر شیاطین سے) کہے گا کاش کہ میرے اور تیرے درمیان دو مشرقوں کی دوری ہوتی

فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ﴿۳۸﴾ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ

پس بدیم ہم ہمنشینی تو و سود نکند شما را امروز چوں ستم کردید

پس تو کیا ہی برا ساتھی ہے ۳ اور آج تمہیں فائدہ نہ ہو گا جب کہ تم نے ظلم کیا

اَنَّكُمْ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ

آنکہ شما در عذاب انبازانید آیا تو میشنوائی

یہ کہ تم سب عذاب میں ساجھی ہو ۴ کیا تم سناتے ہو

الصُّمَّ اَوْ تَهْدِى الْعُمْىَ وَمَنْ كَانَ فِىْ ضَلٰلٍ

کرانرا یا راہ نمائی کورانرا و ہر کہ باشد در گمراہی

بہرے کو یا راہ دکھاتے ہو اندھے کو اور انہیں جو کھلی گمراہی

مُّبِيْنٍ ﴿۴۰﴾ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿۴۱﴾

بیدا پس اگر ببریم ترا پس ہر آئنہ ما از ایشاں انتقام کشیدگانیم

میں ہیں ۵ پس اگر ہم تمہیں لے جائیں تو بیشک ہم ان سب سے بدلا لینے والے ہیں ۶

۱ محمد بن عثمان مخزومی کہتے ہیں کہ قریش نے کہا کہ اصحابِ محمد ﷺ میں سے ہر ایک پر ایک ایک آدمی مسلط کر دو [جو ان سے بحث کرے] قریش نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کیلئے طلحہ کو [جو اس وقت تک کفر پر تھے] مقرر کیا چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پاس آئے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ان سے پوچھا کہ تم مجھے کس طرف بلاتے ہو؟ انھوں نے کہا کہ لات وعزّیٰ کی طرف۔ آپ نے کہا لات کیا ہے؟ طلحہ نے کہا: لات ہمارا رب ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے پوچھا کہ عزّیٰ کیا ہے؟ طلحہ نے جواب دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے پوچھا کہ ان کی ماں کون ہے؟ اس پر طلحہ لاجواب ہو گئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس شخص کو جواب دو' لیکن ان سے بھی کوئی جواب نہیں بن پڑا۔ اور خاموش رہے۔ اس پر طلحہ نے کہا کہ اے ابوبکر! اٹھیئے میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور حضرت محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ ان پر ایسا ساتھی مسلط فرمائیگا جو اسے حلال سے روکے گا اور حرام پر ابھاریگا' طاعت سے منع کریگا اور گناہ کا اسے حکم دیگا۔ حضرت سعید جُریری کہتے ہیں کہ آخرت میں جب قبر سے اٹھے گا تو ان پر ایک ساتھی مسلط فرمادیگا۔ مروی ہے کہ کافر جب اپنی قبر سے نکلے گا تو شیطان کو اس کا قرین بنایا جائیگا اس کے بعد سے شیطان مسلسل اس کے ساتھ رہیگا یہاں تک کہ دونوں کو جہنم میں داخل کیا جائیگا۔ مؤمن جب قبر سے نکلے گا تو فرشتہ کو اس کا ساتھی بنایا جائیگا پھر وہ فرشتہ حساب وکتاب تک اس مؤمن کے ساتھ رہیگا۔ قشیری کہتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ ان کیلئے قرین معین فرمائیگا۔ (القرطبی) ۲ یعنی شیاطین ان گمراہ کفار کو ہدایت کی راہ سے روکتے ہیں۔ اس کے برعکس کفار یہ سمجھتے ہیں کہ وہ سب نور' بصیرت اور ہدایت پر ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر) ۳ یعنی کفار جب ہمارے پاس اس حال میں آئیں گے ایک ہی زنجیر میں اپنے قرین کے ساتھ جکڑے ہوئے ہونگے۔ اس وقت کفار اپنے قرین سے کہیں گے اے کاش! میرے اور تمہارے درمیان مشرق اور مغرب کی دوری ہوتی۔ اس لئے کہ تو بہت ہی برا ساتھی ہے۔ تمہاری ہی وجہ سے ہم برائی کی جانب مائل ہوئے اور تم نے ہی ہمارے لئے باطل کو مزین کیا تھا۔ حضرت ابوسعید خدری ؓ فرماتے ہیں کہ کفار کو جب اٹھایا جائیگا تو شیاطین کے ساتھ ہر کافر کا جوڑ کر دیا جائیگا پھر وہ شیاطین جہنم تک اس کے ساتھ رہیں گے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۴ آج تم سب کا عذاب میں مشترک ہونا تمہیں کوئی فائدہ اور نفع نہ دیگا اور نہ تمہارے ظلم کے سبب تم سے عذاب ہلکا کیا جائیگا پس ہر ایک اپنے حصہ کے عذاب میں پڑے ہونگے۔ تسہیل میں ہے کہ ان سب کا عذاب میں مشترک ہونا انھیں نفع نہ دیگا اور نہ وہ راحت کی بو تک پائیں گے جو دنیا میں ان کے پاس تھی۔ (صفوۃ التفاسیر) ۵ یعنی یہ کافر جب کفر کے خوگر ہو گئے اور گمراہی میں ایسے ڈوب گئے کہ ظلمت کفر کا پردہ ان کی آنکھوں پر پڑ گیا اور ان کے کانوں میں ایسی گرانی آگئی کہ وہ آپ کا کلام گوش حق سے نہیں سنتے اور جو راستہ آپ ان کو دکھا رہے ہیں وہ طریق حق ان کو نہیں سوجھتا تو ایسے بہروں کو آپ کلام حق نہیں سنا سکتے اور نہ ایسے اندھوں کو راہ راست دکھا سکتے ہیں۔ (مظہری) ۶ یعنی آپ فکر نہ کریں ہم تو ان سے انتقام لینے والے ہیں۔ (مظہری)

اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِىْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿۴۲﴾

یا بنمائیم ترا آنکه وعده دادیم ایشانرا هر آئنه ما بر ایشاں اقتدار کنندگانیم

یا تمہیں دکھا دیں وہ جس کا ہم نے انھیں وعدہ دیا بیشک ہم ان پر قابو رکھنے والے ہیں ۱

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِىْٓ اُوْحِىَ اِلَيْكَۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ

پس تو چنگ در زن بآنکه وحی کرده شد بتو هر آئنه تو بر راه

پس تم اسے تھامے رہو جو وحی تمہاری طرف کی گئی بیشک تم سیدھی راہ

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۳﴾ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَۚ وَسَوْفَ

راستی و هر آئنه پندیست ترا و مر قوم ترا و زود

پر ہو ۲ اور بیشک وہ تمہارے لئے ایک نصیحت ہے اور تمہاری قوم کیلئے اور بہت جلد

تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ

پرسیده شوید و پرس که فرستادیم ما پیش از تو از فرستادگان ما

پوچھے جاؤ گے ۳ اور ان سے پوچھو جنہیں ہم نے تم سے پہلے بھیجا ہمارے رسولوں میں سے

اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ

آیا ساختیم ما بجز خدای خدایان می پرستند و

کیا ہم نے اللہ کو چھوڑ کر اور معبود بنائے (جنہیں) وہ سب پوجتے ہیں ۴ اور

لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

هر آئنه فرستادیم ما موسیٰ را بمعجزها بسوے فرعون و گروه او

بیشک ہم نے موسیٰ کو معجزے دیکر فرعون اور اس کی قوم کی جانب بھیجا

فَقَالَ اِنِّىْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَلَمَّا

پس گفت که من فرستاده ام از پروردگار عالمیان پس چوں

پس کہا کہ میں رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں ۵ پس جب

تفسیر اظہار العرفان

۱ روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو خواب میں وہ حوادث دکھا دیئے گئے جوامت کو آپ کے بعد پیش آنے والے تھے۔ اس خواب کے بعد وقتِ وفات تک آپ کو کبھی خنداں وفرحاں نہیں دیکھا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ شاید امام حسین رضی اللہ عنہ کا شہید ہونا اور بنوامیہ کے آئندہ کے کرتوت نبی کریم ﷺ کو خواب میں دکھا دیئے گئے تھے۔ حضرت علی ؓ نے اس آیت کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ نبی ﷺ تو تشریف لے گئے اور اللہ کا عذاب ان کے دشمنوں کیلئے باقی رہ گیا۔ (مظہری)

۲ پس اے محمد ﷺ! آپ کی جانب جو وحی کی جاتی ہے آپ اسے مضبوطی سے تھامے رہیئے اس لئے کہ آپ واضح حق پر ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر)

۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے جب دریافت کیا جاتا کہ آپ کے بعد آپ کی جگہ کون ہوگا؟ تو آپ کوئی جواب نہیں دیتے تھے لیکن اس آیت کے نزول کے بعد آپ سے یہ بات دریافت کی تو فرمایا: یہ جانشینی قریش کو حاصل ہوگی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک دو آدمی بھی باقی ہونگے یہ امر قریش کے ہاتھ میں ہوگا یا جب تک دو شخص یعنی مسلمان باقی ہوں یہ امر خلافت قریش کیلئے ہونا چاہیئے۔ حضرت معاویہ ؓ کا بیان ہے کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ یہ امر قریش میں رہیگا جو کوئی ان سے دشمنی کریگا اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل گرا دیگا۔ جب تک وہ دین کو سیدھا رکھیں گے۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ یہاں قوم سے مراد عرب ہیں قرآن عرب کی زبان میں نازل ہوا۔ عام عربی کو یہ شرف حاصل ہے پھر درجہ بدرجہ جس جس عربی میں خصوصیت بڑھتی گئی اس کیلئے شرف بھی خاص ہوتا گیا یہاں تک کہ یہ خصوصی شرف زیادہ قریش کو اور قریش میں بنوہاشم کو حاصل ہوا۔ آیت کا تفسیری مطلب اس طرح بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ شرف آپ کو اس وجہ سے حاصل ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکمت عطا فرما دی اور آپ کی قوم یعنی مؤمنوں کو یہ شرف اس وجہ سے حاصل ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام کی ہدایت دی۔ (مظہری) ۴ اس میں علماء کے درمیان اختلاف ہے کہ اس آیت میں کن لوگوں سے دریافت کرنے کا حکم دیا گیا ہے نبیوں سے یا ان کے امتیوں سے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب معراج میں رسول اللہ ﷺ کو لے جایا گیا تو حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی نسل میں جو انبیاء ہوئے سب کو رسول اللہ ﷺ سے ملنے کیلئے بھیجا گیا' حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اذان اور اقامت کہی اور کہا کہ اے محمد ﷺ آگے بڑھ کر نماز پڑھایئے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی' نماز سے فراغت کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے کہا: اے محمد ﷺ! سَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنْ رُسُلِنَا۔ اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے پوچھنے کی ضرورت نہیں میرے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ اکثر اہل تفسیر کا خیال ہے کہ مَنْ اَرْسَلْنَا سے پہلے اُمم کا لفظ محذوف ہے یعنی گذشتہ انبیاء کی امتوں کے عالموں سے دریافت کرلو۔ علمائے اُمم سے مراد ہیں وہ اہل کتاب جو ایمان لے آئے تھے۔ واضح رہے کہ سوال کا مطلب اپنے شک کا ازالہ نہیں بلکہ مشرکین قریش کو یہ بتانا اور یقین دلانا مقصود ہے کہ ہر پیغمبر جو اللہ کی طرف سے بندوں کیلئے بھیجا گیا اس نے اللہ کے سوا دوسروں کو معبود بنانے کی ممانعت کی۔ (مظہری) ۵ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہاری جانب اس لئے بھیجا تا کہ میں تمہیں ایک خدا کی عبادت کی جانب بلاؤں۔ (صفوۃ التفاسیر)

جَآءَ هُمۡ بِاٰيٰتِنَاۤ اِذَا هُمۡ مِّنۡهَا يَضۡحَكُوۡنَ ﴿۴۷﴾

آمد بدیشاں بآیات ما چوں ایشاں ازاں

ان کے پاس ہماری نشانیاں لائے تو وہ سب ان معجزات پر

وَمَا نُرِيۡهِمۡ مِّنۡ اٰيَةٍ اِلَّا هِىَ اَكۡبَرُ مِنۡ اُخۡتِهَا

می خندند و نمی نمائیم ایشانرا از نشانہ مگر آں بزرگتر است از

ہنستے تھے ۱ اور ہم انھیں کوئی نشانی نہیں دکھاتے مگر وہ پہلی نشانی سے

وَاَخَذۡنٰهُمۡ بِالۡعَذَابِ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَقَالُوۡا

آں مشرک و گرفتیم ایشانرا بعذاب شاید کہ ایشاں باز گردند

بڑھکر ہے اور ہم نے انھیں عذاب سے پکڑا شاید کہ وہ سب باز آ جائیں ۲

يٰۤاَيُّهَ السّٰحِرُ ادۡعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنۡدَكَ ۚ

و گفتند اے جادو دان بخواں برائے ما پروردگار خود را بآنچہ عہد کرد نزد تو

اورانھوں نے کہا اے جادو جاننے والے ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کرواس کے سبب جو وعدہ کیا تجھ سے

اِنَّنَا لَمُهۡتَدُوۡنَ ﴿۴۹﴾ فَلَمَّا كَشَفۡنَا عَنۡهُمُ الۡعَذَابَ اِذَا هُمۡ

ہر آئنہ ما راہ یافتگانیم پس چوں برداشتیم ما از ایشاں عذاب چوں ایشاں

بیشک ہم راہ پائے ہوئے ہیں ۳ پس جب ہم نے ان سے عذاب اٹھا لیا تو وہ سب

يَنۡكُثُوۡنَ ﴿۵۰﴾ وَنَادٰى فِرۡعَوۡنُ فِىۡ قَوۡمِهٖ قَالَ يٰقَوۡمِ اَلَيۡسَ

بشکستند عہد خود را و آواز داد فرعون در قوم خود گفت اے قوم من آیا نیست

اپنے عہد کو توڑنے لگے ۴ اور فرعون نے اپنی قوم میں آواز دی کہا اے میری قوم کیا نہیں ہے

لِىۡ مُلۡكُ مِصۡرَ وَهٰذِهِ الۡاَنۡهٰرُ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِىۡ ۚ اَفَلَا

مرا سلطنت شہر مصر و ایں جوبہا میرود از زیر قصر من

میرے لئے مصر شہر کی سلطنت اور یہ نہریں جو میرے محل کے نیچے بہتی ہیں ۵

۱ مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا کو زمین پر ڈالا تو سانپ بن گیا پھر جب اٹھایا تو اپنی اصلی حالت پر لوٹ آیا۔ یہ دیکھ کر قوم بطور استہزاء ہنس پڑی، آپ نے جب اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا تو اس میں سے روشنی نکلی پھر اپنی اصلی حالت پر ہاتھ لوٹ آیا قوم اسے بھی دیکھ کر بطور استہزاء ہنس پڑی۔ (تفسیر کبیر)

۲ مِنۡ اٰیَۃٍ: یعنی عذاب کی نشانی جیسے طوفان' ٹڈیاں' مینڈک' خون وغیرہ۔ یہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صداقت کی نشانیاں تھیں۔ مِنۡ اُخۡتِھَا یعنی اپنے ساتھ والی سابق نشانی سے بڑی۔ مطلب یہ ہے کہ ہر معجزہ اعجاز کی چوٹی تک پہنچا ہوا تھا ہر معجزہ کو دیکھنے والا یہی سمجھتا تھا کہ یہ پہلے معجزہ سے بڑا ہے کیونکہ ہر معجزہ انتہائی بڑا تھا۔ (مظہری)

۳ فرعونیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ دعا کر کے ان سے عذاب کو دور کرا دیں اور لالچ یہ دیا کہ ہم آپکی ہدایت پر چلیں گے اور آپ پر ایمان لے آئیں گے لیکن اس مجبوری کی درخواست کے بعد بھی نبی نہیں کہا بلکہ حسب سابق جادوگر ہی کہا کیونکہ ان کے دلوں میں کفر بھرا ہوا تھا اور انتہائی حماقت ان پر مسلط تھی گویا وہ سمجھے ہوئے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑا جادوگر ہے اور ہم مقابلہ سے عاجز ہیں اگر اس نے عذاب کو ہمارے سروں سے دور کر دیا تو ہم اس کا بڑا جادوگر ہونا مان لیں گے اور اسکے بتائے ہوئے راستے پر چلیں گے۔ بعض اہل علم کا قول ہے کہ تعظیم و توقیر کیلئے انھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر کہا تھا کیونکہ ان کے نزدیک جادو ایک عظیم الشان علم تھا گویا کہ انھوں نے یوں کہا کہ اے عالم کامل اور ماہر علم۔ میرے نزدیک یہ تفسیر صحیح نہیں ہے کیونکہ اس سے پہلے انھوں نے معجزات کو سحر قرار دیا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے جواب میں کہا تھا اَتَقُوۡلُوۡنَ لِلۡحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمۡ اَسِحۡرٌ هٰذَا وَلَا يُفۡلِحُ السّٰحِرُوۡنَ: "کیا تم حق کیلئے کہتے ہو جب وہ تمہارے پاس آیا کیا یہ جادو ہے اور جادو کرنے والے فلاح نہیں پاتے"۔ بعض نے کہا کہ يٰۤاَيُّهَا السّٰحِرُ کہنے کا مطلب یہ تھا کہ وہ شخص جو جادو کے ذریعے ہم پر غالب آ گیا ہے' یہ مطلب اول مطلب کے قریب ہے۔ بِمَا عَهِدَ عِنۡدَكَ: یعنی تم نے ہم سے کہا ہے تم اگر دعا کرو گے تو تمہارا رب عذاب کو دور کر دیگا اس نے تم سے اس کا وعدہ کر لیا ہے۔ اِنَّنَا لَمُهۡتَدُوۡنَ: یعنی اگر تمہاری دعا سے عذاب دور ہو گیا تو ہم تمہاری ہدایت پر ضرور چلیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اور عذاب قبطیوں کے سروں سے ٹل گیا۔ (مظہری) ۴ یعنی جب ہم نے موسیٰ کی دعا کے سبب ان سے عذاب اٹھا لیا تو انھوں نے اپنے عہد کو توڑ ڈالا اور کفر و عصیان پر ڈٹے رہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۵ یعنی فرعون نے قبطیوں کے سرداروں اور ان کے عظماء کو پکارا کیونکہ قبطیوں نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے روشن نشانیاں کو دیکھ لیا تو فرعون کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں یہ لوگ ایمان نہ لے آئیں۔ فخر کرتے ہوئے کہا کہ کیا مصر جو کہ ایک وسیع و عریض مملکت ہے میری ملکیت میں نہیں ہے؟ یہ محلات اور مختلف انواع کی نہریں' کیا یہ دریائے نیل میرے محل کے نیچے سے نہیں گزرتا ہے؟ قرطبی کہتے ہیں کہ دریائے نیل سے مزید چار نہریں نکلتی تھیں یعنی نہر ملک' نہر طولون' نہر دمیاط اور نہر تنیس۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اس کیلئے باغات اور نہریں تھیں جو اس کے محل کے نیچے سے جاری ہوتی تھیں۔ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ: یعنی کیا تم لوگ میری عظمت اور ملک کی وسعت کو نہیں دیکھتے۔ موسیٰ کے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ

آیا نمی بینید آیا من بہترم از ایں آنکہ اوست

کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔ کیا میں بہتر (نہیں) ہوں اس سے جو

مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ﴿۵۲﴾ فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ

خوار کنندہ و نمی تواند کہ روشن کند سخن خود را پس چرا نہ القا کردہ شد برو ستونہا

خوار ہے اور اپنی بات کو واضح کرنے کی طاقت بھی نہیں رکھتا ۱ پس کیوں نہ ڈالے گئے

مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ﴿۵۳﴾

از زر آمدند یا او فرشتگان پیوستگان

ان پر سونے کے کنگن یا اس کے ساتھ فرشتے رہنے والے ہوتے ۲

فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۴﴾

پس سبک عقل یافت قوم خود را پس فرمانبردارند او را ایشاں بودند گروہی تباہکاران

پس اس نے اپنی قوم کو کم عقل کیا اور انھوں نے اس کی اطاعت کی وہ سب فاسق لوگ تھے ۳

فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۵﴾

پس چوں در عقب کردند ما را انتقام کشیدیم از ایشاں پس غرق کردیم ایشانرا ہمہ

پس جب انھوں نے ہمیں غضب ناک کیا تو ہم نے ان سے بدلا لیا اور ان سب کو غرق کر دیا ۴

فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ

پس کردیم ایشانرا پیشروی کافران و مثلی مر دیگرانرا و چوں زدہ شد پسر

پس ہم نے انھیں کافروں کیلئے پیشرو کیا اور مثل دوسروں کیلئے ۵ اور جب بیان کی جائے ابن

مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ﴿۵۷﴾ وَقَالُوْٓا

مریم مثلے چوں قوم تو از و بازی داشتہ شوند و گفتند

مریم کی مثال تو تمہاری قوم اس سے کھل کھلا کر ہنستی ہے ۶ اور انھوں نے کہا

۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان صاف نہیں تھی تو تلے تھے آپ نے دعا کی تھی اے اللہ! میری زبان کی گرہ کھول دے کہ لوگ میری بات سمجھیں دعا سے زبان کھل گئی پھر بھی کچھ بندش رہ گئی۔ اسی کو فرعون نے نقص اور عیب قرار دیا۔ (مظہری)

۲ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ اس وقت جب لوگ کسی کو اپنا سردار بناتے تھے تو دو کنگن اور سونے کا ایک طوق اس شخص کو پہنایا جاتا تھا یہ اس شخص کی سرداری کی علامت ہوتی تھی۔ اس لئے فرعون نے کہا کہ اگر موسیٰ کے رب نے اسے سردار بنایا ہے تو سونے کے کنگن ان کے ہاتھ میں کیوں نہیں ہے؟ یا ملائکہ ان کے ساتھ کیوں نہیں ہیں؟ کہ جب موسیٰ چلیں تو ان کے ساتھ ساتھ ملائکہ بھی چلیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ ملائکہ ان کے ساتھ کیوں نہیں ہیں کہ وہ موسیٰ کی ان کے مخالف کے مد مقابل مدد کریں یعنی موسیٰ کو ان کے مخالفین سے بچالیں۔ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تنہا ہونے کے باوجود ان کی حفاظت فرمائی اگرچہ فرعون کے ماننے والے کثرت سے تھے لیکن کوئی بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نقصان نہ پہنچا سکا۔ اللہ تعالیٰ نے عصا اور ید بیضا سے آپ کی مدد فرمائی۔ یہ ملائکہ کی نسبت ابلغ ہے کیونکہ یہ لوگ ملائکہ کو پہچان بھی نہ سکتے تھے جبکہ عصا اور ید بیضا کو آسانی سے پہچان لیتے تھے (القرطبی)

۳ یعنی قبطیوں کو جاہل پایا' یا ان کو سبک سر اور جاہل ہونے پر آمادہ کیا۔ استخفاف رائے یعنی کسی کی رائے کو بیوقوف بنانا اور صحیح راستہ سے ہٹا دینا۔ بعض علماء نے کہا کہ فرعون نے قوم سے اپنی اطاعت میں خفت اور تیزی کی خواہش کی چنانچہ موسیٰ علیہ السلام سے جن لوگوں نے ایمان کا وعدہ کیا تھا فرعون کے حکم کو مان کر اس وعدہ کو توڑ دیا۔ (مظہری) ۴ مفسرین کرام کہتے ہیں کہ فرعون نے لوگوں کو اس نہر کے ذریعے گمراہ کیا تھا جو اس کے محل کے نیچے سے جاری تھی اللہ تعالیٰ نے فرعون کو جس عذاب کے ذریعے ہلاک کیا وہ اسی کی جنس سے ہے یعنی دریا میں اسے غرق کر دیا گیا۔ اس میں اشارہ ہے کہ جو جس چیز پر تکبر کر کے گمراہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اس میں ہلاک کر دیتا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۵ یعنی قوم فرعون کو آنے والے کفار کیلئے مقتدی بنا دیا۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ کفار قریش کیلئے انھیں مقتدی بنایا اور انکے بعد جو لوگ بھی آئیں گے ان کیلئے نصیحت اور عبرت ہوگی۔ (صفوۃ التفاسیر) بعض اہل تفسیر نے یہ مطلب بیان کیا کہ ہم نے ان کو اس امت کے کافروں کیلئے دوزخ کی جانب پیش رو بنا دیا اور جو لوگ انکے بعد باقی رہے ان کیلئے عبرت و نصیحت کر دیا۔ بعض نے کہا کہ مثلاً سے مراد ہے کہ ان کے عجیب واقعہ کو کہاوت بنا دیا کہ کہاوت کی طرح اسکو بیان کیا جاتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے تمہاری حالت ایسی ہے جیسی قوم فرعون کی۔ (مظہری) ۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے فرمایا کہ اللہ کے سوا جس کی بھی عبادت کی جائے اس میں خیر نہیں۔ انھوں نے کہا کیا آپ کے خیال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی اور صالح بندے نہ تھے اور کیا اللہ کے سوا انکی عبادت نہیں کی گئی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ قریش نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں کہ ہم انکی ویسی ہی عبادت کریں جیسی عیسیٰ علیہ السلام کی قوم نے انکی عبادت کی تھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یَصِدُّوْنَ کا مطلب ہے کہ وہ لوگ انبیاء کے پیغام پر ہنستے تھے۔ (القرطبی)

ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ؕ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلْ هُمْ

آیا خدایان ما بهتراند یا عیسیٰ نزدند آں مثل برائے تو مگر برائے جدال بلکہ ایشان

کیا ہمارے بہت سے معبود بہتر ہیں یا عیسیٰ؟ ان لوگوں نے اسکی مثال تمہارے لئے نہیں بیان کی مگر صرف جھگڑنے کو

قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ

گروہی خصومت کردند نیست او مگر بندہ انعام کردیم ما برو و کردیم او را

بلکہ وہ سب جھگڑنے والے لوگ ہیں ۱ نہیں ہیں وہ مگر بندہ ہم نے ان پر انعام کیا اور ہم نے انھیں

مَثَلًا لِّبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ؕ ﴿۵۹﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ

مثلے برائے بنی اسرائیل و اگر خواہیم ہرآئنہ گردانیدیم ما از شما

بنی اسرائیل کیلئے مثال بنائی ۲ اور اگر ہم چاہتے تو ضرور تم میں سے ہی

مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ

فرشتگان در زمین درنہ لی آرند شما را و ہر آئنہ او دانستن قیامت

فرشتے بنا دیتے جو زمین میں تمہارے ساتھ رہا کرتے ۳ اور بیشک وہ قیامت کا علم ہے

فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾

پس شک مکنید باں و پیروی کنید مرا ایں راہ راست است

پس اس میں شک مت کرو اور میری پیروی کرو، یہ ہے سیدھا راستہ ۴

وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۲﴾ وَ

و باز ندارند شما را دیو ہر آئنہ او مر شما را دشمنی است بیدا و

اور شیطان تمہیں نہ روکے، بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ۵ اور

لَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ

آنوقتیکہ آمد عیسیٰ بمعجزہا گفت ہر آئنہ آوردم بشما بحکمت

اس وقت کہ جب عیسیٰ معجزوں کے ساتھ آئے تو کہا بیشک میں تمہارے پاس حکمت لیکر آیا ہوں

۱ سدی کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے کہا ہمارے بہت سے معبود بہتر ہیں یا عیسیٰ؟ مشرکین نے جھگڑتے ہوئے کہا کہ ہر ایک جس کی اللہ کے سوا عبادت کی گئی ہو وہ جہنم میں ہوگا اس پر خوش ہیں کہ ہمارے معبود عیسیٰ، ملائکہ اور عزیر کے ساتھ ہونگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ: ''بیشک وہ لوگ جن کیلئے ہماری طرف سے بھلائی گذری انھیں جہنم سے دور رکھا جائیگا''۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اَمْ هُوَ سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ: یعنی وہ لوگ باطل کے ساتھ جھگڑنے والے ہیں۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی قوم ہدایت کے بعد گمراہ نہیں ہوئی مگر جنہوں نے [دین میں] جھگڑا کیا پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ (القرطبی)

۲ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے ہیں اللہ تعالیٰ نے انھیں نبوت سے سرفراز فرمایا اور بنی اسرائیل کیلئے آپ کی ذات کو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر نشانی بنایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بغیر باپ کے پیدا فرمایا پھر آپ کو مُردہ زندہ کرنے، برص اور کوڑھ والے کو شفایاب کرنے کا معجزہ عطا فرمایا۔ حالانکہ اس زمانے میں بنی اسرائیل خیر خلق اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ تھے۔ بعض نے کہا کہ آیت میں عبد منعم سے حضرت محمد ﷺ مراد ہیں۔ اول قول اظہر ہے۔ (القرطبی)

۳ یعنی اگر ہم چاہیں تو تمہاری جگہ ملائکہ کو زمین میں بسا دیں اور انھیں تمہارا نائب بنا دیں۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ ملائکہ تمہاری جگہ زمین کو آباد کریں گے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۴ حضرت حسن، قتادہ اور سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اس سے مراد قرآن ہے اس لئے کہ قرآن قرب قیامت پر دلالت کرتا ہے یا اس سے قیامت کے اھوال اور احوال مراد ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت مجاہد وغیرہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے اور یہ قیامت کی علامتوں میں سے ہے اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے قیامت کے قریب اتارا جائیگا جیسا کہ دجال کا خروج بھی قیامت کی علامتوں میں سے ہے۔ (القرطبی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب ابن مریم تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم ہی میں ہوگا۔ حضرت حذیفہ بن اسید غفاری کہتے ہیں کہ ہم لوگ باہم گفتگو کر رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا: تم لوگ کیا تذکرہ کر رہے تھے؟ صحابہ نے عرض کیا ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے تھے۔ فرمایا: قیامت سے پہلے جب تک دس نشانیاں نہ دی جائیں گی قیامت نہیں آئیگی اس کے بعد آپ نے [ان دس چیزوں کا] ذکر کیا (۱) دھواں (۲) دجال (۳) دابۃ الارض (۴) مغرب سے آفتاب کا طلوع (۵) عیسیٰ ابن مریم کا نزول (۶) یاجوج ماجوج کا خروج (۷) زمین کا تین جگہ دھنسنا مشرق میں (۸) مغرب میں (۹) جزیرۃ العرب میں (۱۰) ایک آگ کا یمن سے نکلنا جو لوگوں کو ہنکا کر میدان محشر کی طرف لے جائیگی۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ دسویں علامت ایک ہوا ہوگی جو لوگوں کو سمندر میں جا پھینکے گی۔ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا: یعنی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش قیامت برپا ہونے پر دلالت کر رہی ہے تو اب تم کو وجود قیامت میں شک نہیں ہونا چاہئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کا ترجمہ کیا تم لوگ قیامت کی تکذیب نہ کرو۔ (مظہری) ۵ پس شیطان کے وسوسہ سے دھوکے میں مت آؤ اور اس وسوسہ سے بچو کہیں تم کو حق کی پیروی سے نہ روک دے اس لئے کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے تمہارے باپ آدم کو جنت سے نکالا۔ (صفوۃ التفاسیر)

وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِىْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا

و تا بیان کنم برائے شما بعض آنکہ اختلاف کنید دراں پس ترسید

اور تا کہ میں تمہارے لئے بیان کروں بعض وہ جس میں تم اختلاف کرتے ہو' پس ڈرو

اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ

خدایرا و فرمانبرید مر ہر آئنہ خدای اوست پروردگار من و پروردگار شما پس پرستید او را

اللہ سے اور میری اطاعت کرو ۱ بیشک اللہ وہی ہے میرا رب اور تمہارا رب پس اسی

هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۴﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ

ایں است راہ راست پس اختلاف کردند گروہ ہا از

کی عبادت کرو یہ ہے سیدھا راستہ ۲ پس گروہوں نے اختلاف کیا

بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۶۵﴾

میان یکدیگر پس وائے مر آنانکہ ستم کردند از عذاب روز سخت

ایک دوسرے کے درمیان' پس خرابی ہے ان لوگوں کیلئے جنہوں نے ظلم کیا سخت دن کے عذاب سے ۳

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا

آیا می نگرند مگر قیامت آنکہ بیاید بدیشاں ناگہان و ایشاں

کیا دیکھ رہے ہیں مگر قیامت جو ان پر اچانک آئیگی اور وہ سب

يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۶﴾ اَلْاَخِلَّاۗءُ يَوْمَىِٕذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ

نمی دانستند بدانید دوستان آنروز بعضے ایشاں مر بعضے دشمنانند

جان بھی نہ سکیں گے ۴ جان لو اس روز دوست ایک دوسرے کے دشمن ہونگے

اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۷﴾ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ

مگر پرہیزگاران اے بندگان من نیست ترسی بر شما امروز و نہ شما

سوائے پرہیزگاروں کے ۵ اے میرے بندو! آج تم پر کوئی خوف نہیں ہے اور نہ تم

۱ آیت میں البینات سے مراد معجزات ہیں یا انجیل یا واضح احکام۔ اَلَّذِىْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد میل نفسانی کے زیر اثر یہودیوں کے ۷۱ فرقے بن گئے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو غلط عقائد سے روکا اور راہِ حق پر چلنے کی ہدایت کی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہودی ۷۱ فرقوں میں بٹ گئے اور نصاریٰ کے ۷۲ فرقے ہو گئے اور میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائیگی۔ زجاج نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو چیز انجیل میں لیکر آئے وہ یہودیوں کے اختلافی مسائل کا ایک حصہ تھا اور انجیل کے علاوہ جو کچھ آپ نے فرمایا یعنی وعظ کے ذریعے وہ وہی تھا جس کی یہودیوں کو ضرورت تھی۔ (مظہری)

۲ یعنی اللہ تعالیٰ ہی رب معبود ہے اس کے سوا کوئی رب نہیں اس لئے تم سب خالص اسی کی اطاعت اور عبادت کرو۔ ابن کثیر آیت کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اور ہم تم سب اس کے بندے ہیں' اسی کی جانب محتاج ہیں' ہم سب اس کی تنہا عبادت میں مشترک ہیں۔ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ: یعنی یہ توحید اور بندگی کا راستہ ہے یہی راستہ جنت کی جانب لیکر جاتا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۳ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قدم بقدم میری امت پر وہی بات آئیگی جو بنی اسرائیل پر آئی۔ اگر بنی اسرائیل میں سے کسی نے علی الاعلان اپنی ماں سے زنا کیا تو میری امت میں سے بھی کوئی ایسا کریگا۔ بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائیگی سوائے ایک فرقہ کہ سب دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کونسا گروہ ہوگا فرمایا جو اس راستہ پر چلتا ہوگا جس پر میں اور میرے صحابی ہیں۔ (مظہری) حضرت علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ اسماعیل بن ابراہیم فقیہ نے خواب میں حافظ ابو احمد الحاکم کو دیکھا ان کے انتقال کے بعد انھوں نے پوچھا کہ آپ کے نزدیک کس فرقے کے لوگ اکثر نجات پانے والے ہیں؟ آپ نے کہا اہل سنت (شرح الصدور) ۴ یہ جھٹلانے والے مشرکین قیامت کے انتظار میں ہیں قیامت تو ان پر اچانک آ جائیگی۔ یہ لوگ اس سے غافل ہو کر دنیاوی امور میں مشغول ہیں۔ اس وقت تم سب نادم ہو گے تمہاری ندامت بھی تمہیں کوئی فائدہ نہ دیگی۔ (صفوۃ التفاسیر) ۵ بغوی نے اس آیت کے ذیل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کیا ہے آپ نے فرمایا: دو دوست مؤمن اور دو دوست کافر ہوتے ہیں ایک مؤمن مرجاتا ہے وہ عرض کرتا ہے اے میرے رب! فلاں شخص مجھے تیری اور تیرے رسول کی اطاعت کرنے کا مشورہ دیتا تھا اور برے کام سے روکتا تھا وہ مجھ سے کہتا تھا کہ ایک دن مجھے تیرے سامنے آنا ہے۔ اے میرے رب! میرے بعد تو اس کو گمراہ نہ کرنا اور جیسے تو نے مجھے راہِ راست پر چلنے کی توفیق دی ایسے ہی اس کو ہدایت پر قائم رکھنا اور جس طرح تو نے میری عزت افزائی کی اسی طرح اس کی بھی عزت افزائی کرنا جب اس کا دوست مرجاتا ہے تو اللہ دونوں کو یکجا کر کے فرماتا ہے تم دونوں ایک دوسرے کی تعریف کرو چنانچہ ہر ایک دوسرے کے متعلق کہتا ہے یہ اچھا بھائی ہے اچھا دوست ہے اچھا ساتھی ہے۔ اور جب دونوں کافر دوستوں میں سے ایک مرجاتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے اے میرے رب! فلاں شخص مجھے تیری اور تیرے رسول کی اطاعت سے منع کرتا تھا برے کام کرنے کا مشورہ دیتا تھا اور اچھے کام سے روکتا تھا اور مجھ سے کہتا تھا کہ مجھے تیرے پاس آنا نہیں ہے وہ برا بھائی' برا دوست اور برا ساتھی ہے۔ (مظہری)

تَحْزَنُوْنَ ﴿٦٨﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿٦٩﴾

اندوہگین شوید آنانکہ گرویدند بآیات ما و بودند مسلمانان

غمگین ہوگے ۱ وہ لوگ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور مسلمان ہوئے ۲

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿٧٠﴾ يُطَافُ

در آئید بہشت شما و زنان شما شاد گردانیدہ شوید گردانند

جنت میں داخل ہو جاؤ تم اور تمہاری عورتیں تمہیں خوش کیا جائیگا ۳

عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا

بر ایشاں بکاسہا از زر و کوزہا و دراں آنچہ

ان پر سونے کے پیالے اور کوزے کے پھیرے لگائے جائینگے اور اس میں (وہ سب کچھ) ہے جسکی

تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٧١﴾

آرزو برند تنہا و خوش بر آید چشمہا و شما دراں ہمیشہ باشید

(انکے) نفوس آرزو کریں اور (ان کی) آنکھوں کو خوشی پہنچے اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے ۴

وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٧٢﴾

و ایں بہشت است آنکہ میراث دادیم آنرا بآنچہ بودید شما میکردید

اور یہ جنت ہے جسے ہم نے میراث میں دی اس کے سبب جو تم کرتے تھے ۵

لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٧٣﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ

برائے شما دراں میوہائے بسیار و ازاں میخورید ہر آئنہ مجرمان

تمہارے لئے اس میں بہت سے میوے ہیں اور اس سے تم کھاؤ گے ۶ بیشک مجرمین

فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿٧٤﴾ ۚ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ

در عذاب دوزخ ہمیشہ باشند ست نکند از ایشاں و ایشاں دراں

دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے ۷ ان پر ست نہ پڑیگا اور وہ سب اس میں

تفسیر اظہار العرفان

۱ معمر بن سلیمان نے اپنے باپ کی روایت سے بیان کیا کہ معتمر کے باپ نے کہا میں نے سنا ہے کہ جب لوگوں کو قبروں سے اٹھایا جائیگا تو ہر ایک گھبرایا ہوا ہوگا اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی ندا کریگا یٰعِبَادِیْ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ وَلَا اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ: یہ سن کر لوگوں کو کچھ امید بندھے گی لیکن فوراً ہی منادی اس کے بعد کہے گا اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوْا مُسْلِمِیْنَ: یہ سن کر سوائے اطاعت گذار مؤمنوں کے سب مایوس ہو جائیں گے۔ (مظہری)

۲ یعنی وہ لوگ جو قرآن کی تصدیق کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے گردن جھکا دیتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر)

۳ یعنی ان سے کہا جائیگا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ' یا یوں کہا جائیگا اے میرے وہ بندے جو ایمان لائے جنت میں داخل ہو جاؤ اور تمہارے ساتھ دنیا کی وہ بیویاں جو مسلمان تھیں۔ بعض نے کہا کہ یہاں ازواج سے مراد ہیں وہ ساتھی جو ایمانداروں میں سے تھے' بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ اس سے وہ حور العین مراد ہیں جن کے ساتھ اہل جنت کا نکاح ہوگا۔ تُحْبَرُوْنَ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہے کہ تمہیں مکرم کیا جائیگا' حضرت حسن کہتے ہیں کہ اس سے مراد ہے کہ تمہیں خوش کیا جائیگا اور خوشی تمہارے دل میں داخل ہوگی' حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد ہے کہ تمہیں نعمت دی جائیگی اور وہ نعمت تمہارے بدن میں ہوگی' حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ تمہیں خوش کیا جائیگا اور وہ سرور تمہارے آنکھوں میں ہوگا۔ حضرت یحییٰ بن ابی کثیر کہتے ہیں کہ کانوں کو سماعت کے ذریعے لذت دی جائیگی۔ (القرطبی)

۴ یعنی وہ غلمان جو ہمیشہ ہی امرد [بچہ جب بالغ ہونے کے قریب ہوتا ہے تو اسے امرد کہتے ہیں] رہیں گے ان کے گرد چکر لگائیں گے۔ اہل جنت کیلئے بڑے بڑے پیالوں اور کوزوں کا دور کریں گے۔ صحاف صحفۃ کی جمع ہے اور یہ بڑے پیالے کو کہتے ہیں۔ اکواب کوب کی جمع ہے اور یہ کوزہ ایسا گول برتن جس کا گلا مدوّر ہو اور قبضہ نہ ہو۔ جنت میں ہر شخص کو وہ چیز ملے گی جس کا وہ خواستگار ہوگا۔ مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے گھوڑے بہت پسند ہیں کیا جنت میں گھوڑے ملیں گے؟ فرمایا: اگر اللہ تم کو جنت میں داخل کر دے پھر تم چاہو گے سرخ یاقوت کے گھوڑے پر سوار ہو کر اڑ کر جنت کے اندر جہاں جانا چاہوں پہنچ جاؤں تو ایسا کر سکو گے۔ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں اونٹ کو پسند کرتا ہوں کیا جنت میں اونٹ ملیں گے؟ ارشاد فرمایا: اے اعرابی! اگر اللہ تجھے جنت میں داخل کر دیگا تو تجھے وہاں ہر وہ چیز ملے گی جس کو تیرا دل چاہے گا اور آنکھوں کو جس سے فرحت حاصل ہوگی۔ (مظہری) ۵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر دوزخی کو اس کا جنت والا مقام دکھایا جائیگا تا کہ اس کو حسرت ہو اس وقت وہ کہے گا "اگر اللہ مجھے ہدایت یاب فرماتا تو میں متقیوں میں ہو جاتا" اور ہر جنتی کو اس کا دوزخ والا مقام دکھایا جائیگا تا کہ وہ شکر کرے۔ (مظہری) ۶ مطلب یہ ہے کہ جنت میں تمہارے لئے طرح طرح کے پھل ہونگے۔ مفسرین کرام کہتے ہیں کہ اہل جنت پھلوں میں سے بعض کھائیں گے باقی درخت پر قائم و دائم رہیں گے۔ اہل جنت درختوں کو پھلوں سے ایک لحہ کیلئے بھی خالی نہیں پائیں گے' جنت کے درخت ہمیشہ پھلوں سے مزین ہونگے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۷ جب اللہ تعالیٰ نے نیکوکاروں کے حال کو بیان فرمالیا تو اب اس کے بعد فجار اور فساق کا ذکر ہو رہا ہے۔ فرمایا کہ مجرمین جہنم میں دائمی طور پر رہیں گے اور اس عذاب شدید سے نکل نہیں پائیں گے۔ (صفوۃ التفاسیر)

مُبۡلِسُوۡنَ ﴿۷۵﴾ وَمَا ظَلَمۡنٰهُمۡ وَلٰكِنۡ كَانُوۡا هُمُ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۷۶﴾

نا امیدانند و ستم نکردیم ایشانرا و لیکن بودند ایشاں ستمگاران

نا امید ہونگے ۱ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ سب ظلم کرنے والے تھے ۲

وَنَادَوۡا يٰمٰلِكُ لِيَقۡضِ عَلَيۡنَا رَبُّكَ ؕ قَالَ اِنَّكُمۡ مّٰكِثُوۡنَ ﴿۷۷﴾

و ندا کنند اے مالک تا حکم کند بر ما پروردگار تو گفت کہ شما درنگ کنندگانیم

اور وہ سب پکاریں گے اے مالک! چاہئے کہ تیرا رب ہم پر فیصلہ کرے، کہا کہ تم سب ٹھہرنے والے ہو ۳

لَقَدۡ جِئۡنٰكُمۡ بِالۡحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَكُمۡ لِلۡحَقِّ كٰرِهُوۡنَ ﴿۷۸﴾

ہر آئنہ آوردیم بشما براستی و لیکن اکثر شما مر حق را کارہانند

بیشک ہم تمہارے پاس حق لائے لیکن تم میں سے اکثر حق کو ناپسند کرنے والے تھے ۴

اَمۡ اَبۡرَمُوۡۤا اَمۡرًا فَاِنَّا مُبۡرِمُوۡنَ ﴿۷۹﴾ۚ اَمۡ يَحۡسَبُوۡنَ اَنَّا لَا

بلکہ محکم کردند کاری پس ہر آئنہ ما محکم کنندگانیم آیا می پندارند ہر آئنہ ما

بلکہ کام کو مضبوط کیا پس ہم محکم کرنے والے ہیں ۵ کیا وہ سب گمان کرتے ہیں کہ بیشک ہم

نَسۡمَعُ سِرَّهُمۡ وَنَجۡوٰٮهُمۡ ؕ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيۡهِمۡ يَكۡتُبُوۡنَ ﴿۸۰﴾

نمی شویم سخن پنہاں ایشاں و آشکار ایشاں آری پیغمبران ما نزد ایشاں می نویسند

نہیں سنتے ہیں انکے پوشیدہ کلام کو اور انکے ظاہر کلام کو' کیوں نہیں ہمارے پیغمبر یعنی ملائکہ انکے پاس لکھتے ہیں ۶

قُلۡ اِنۡ كَانَ لِلرَّحۡمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الۡعٰبِدِيۡنَ ﴿۸۱﴾

بگو اگر ہست مر خدایرا فرزندے پس من اول پرستندگانیم

آپ فرمادیجئے اگر اللہ کے لئے کوئی فرزند ہوتا تو میں سب سے پہلا اس کی پرستش کرنے والوں میں سے ہوتا ۷

سُبۡحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ رَبِّ الۡعَرۡشِ عَمَّا

پاکست پروردگار آسمانہا و زمین خداوند عرش ازانچہ

آسمانوں اور زمین کے رب عرش کے رب کیلئے پاکی ہے اس سے جو

تفسیر اظہار العرفان

۱ یعنی ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائیگا اس لئے وہ سب رحمت سے مایوس ہو جائیں گے' بعض نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ ایک مایوس شخص کی طرح کھڑا ہو جائیں گے۔ (القرطبی)

۲ ظالموں پر جو یہ عذاب آیا ہے یہ اس سبب سے ہے کہ انھوں نے شرک کر کے اپنے اوپر ظلم کیا۔ (القرطبی)

۳ محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں کہ داروغہ جہنم سے عذاب ہلکا کرنے کی درخواست کریں گے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَقَالَ الَّذِيۡنَ فِى النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادۡعُوۡا رَبَّكُمۡ يُخَفِّفۡ عَنَّا يَوۡمًا مِّنَ الۡعَذَابِ: ''اور وہ لوگ جو جہنم میں ہونگے داروغہ جہنم سے التجا کریں گے کہ تم اپنے رب سے دعا کر کے ایک دن کیلئے عذاب کو ہم سے ہلکا کر دو'' یہ سن کر داروغہ جہنم کہیں گے ''کیا تمہارے پاس تمہارے رسول روشن نشانیاں لیکر نہیں آئے تھے؟ کہیں گے کیوں نہیں۔ کہیں گے پس دعا کرو اور کافروں کیلئے دعا نہیں ہے مگر گمراہی میں'' جب اہل جہنم داروغہ سے مایوس ہو جائیں گے تو اس وقت مالک کو پکاریں گے اور مالک وسط میں بیٹھا ہوگا یہ لوگ دور سے دیکھ کر کہیں گے يٰمٰلِكُ لِيَقۡضِ عَلَيۡنَا رَبُّكَ: اہل جہنم موت کا سوال کریں گے۔ ۸۰ سالوں تک مالک خاموش رہیگا کوئی جواب نہ دیگا۔ ایک سال تین سو ساٹھ دنوں کا ہوگا' ایک مہینہ تیس دنوں کا ہوگا اور ایک دن ہزار برس کے برابر ہوگا پھر ۸۰ سالوں کے مالک اہل جہنم کا جواب دیگا اِنَّكُمۡ مّٰكِثُوۡنَ۔ (القرطبی)

۴ یعنی اے کافرو! ہم تمہارے پاس واضح حق لے کر آئے لیکن تم نے اللہ تعالیٰ کے دین کو ناپسند کیا اور اپنی خواہشات کے پیچھے لگ گئے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۵ یعنی مشرکین نے نبی کریم ﷺ کے خلاف اپنے فیصلے کو محکم کیا کہ ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور محمد ﷺ کے قتل میں ایک دوسرے کے حمایتی رہیں گے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۶ محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں کہ تین آدمی' جس میں سے ایک ثقفی تھا اور دو قریشی تھے یا ایک قریشی اور دو ثقفی تھے کعبہ اور اس کے پردوں کے درمیان کھڑے تھے ان میں سے ایک نے کہا کیا اللہ تعالیٰ ہماری باتیں سنتا ہے؟ دوسرے نے کہا اگر زور سے بولیں تو سنتا ہے اور آہستہ بولیں تو نہیں سنتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) ۷ یعنی تم سے پہلے میں اس کی عبادت کرنے والا ہوں۔ نبی خوب واقف ہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے کون سا وصف زیبا ہے اور کونسی صفت نامناسب ہے اور اس کی تعظیم زیادہ ہے۔ اس کا علم پیغمبر سے زیادہ کسی کو نہیں ہو سکتا پس اگر خدا کو کائی بیٹا ہوتا تو سب سے پہلے پیغمبر اسکی تعظیم کرتا جو شخص والد کی تعظیم کرتا ہے وہ والد کی اولاد کی بھی تعظیم ضرور ہی کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جو چیز اس کو بے چین کرتی ہے مجھے بھی بے چین کر دیتی ہے''۔ دوسری روایت میں آیا ہے کہ جس نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو خدا کے صاحب اولاد ہونے کا انکار کر رہے ہیں تو اس انکار کی بنیاد کوئی ذاتی مخالفت نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی خدازادہ ہوتا تو آپ اس کا اعتراف سب سے پہلے کرتے۔ سدی کہتے ہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمہارے خیال میں اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے [تو ہوا کرے] میں تو تمام مکہ والوں سے پہلے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا اور اس کی توحید کا قائل ہوں یعنی جیسا تم گمان کرتے ہو اس کا میں قائل نہیں ہوں۔ بعض نے کہا کہ عبد کا معنی ہے سخت غصہ یعنی تمہارے عقیدے اور قول سے سخت ناراض ہوں مجھے اس بات پر سخت غصہ آتا ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا جائے۔ قاموس میں عبد کا معنی ہے سخت غصہ' سخت لڑائی' ندامت نفس کی ملامت وغیرہ۔ (مظہری)

يَصِفُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا
صفت میکنند پس بگذار ایشانرا تا سعی کنند و بازی نمایند تا ملاقات کنند
صفت وہ سب بیان کرتے ہیں ا پس انھیں چھوڑ دو تا کہ سعی کریں اور کھیلیں یہاں تک کہ ملاقات کریں

يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿٨٣﴾ وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ
روز ایشاں آنکہ وعدہ دادہ شدند و او ست آنکہ در آسمان
اپنے اس دن سے جسکا وعدہ دیا گیا ٢ اور وہی ہے جو آسمان میں

اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿٨٤﴾ وَتَبٰرَكَ
خدای و در زمین خدای و او ست با حکمت دانا و بزرگست
الہ ہے اور زمین میں الہ ہے اور وہی حکمت والا جاننے والا ہے ٣ اور بزرگ ہے

الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهٗ
آنکہ او را ست پادشاہی آسمانہا و زمین و آنچہ میان ایشاں ست و نزد او
وہ جس کیلئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے اور جو اس کے درمیان ہے، اور اس کے پاس

عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٨٥﴾ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ
دانستن قیامت و بسوے او ست باز گشتید و مالک نشوند آنانکہ
قیامت کا علم ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے ٤ اور مالک نہیں ہونگے وہ جن کو

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ
میخوانند بجز او شفاعت مگر کسیکہ گواہ شد براستی
(یہ لوگ) اسے (اللہ کو) چھوڑ کر بلاتے ہیں شفاعت کا مگر جو حق کے ساتھ گواہ ہو

وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٨٦﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ
و ایشاں میدانند و اگر پرسی ایشانرا کیست کہ بیافرید ایشانرا البتہ گویند
اور وہ سب جانتے ہیں ٥ اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے انھیں پیدا کیا تو ضرور کہیں گے

١ یعنی کافرین جو اللہ تعالیٰ کی جانب اولاد کی نسبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

٢ یعنی کفار مکہ نے جب آخرت کے عذاب کو جھٹلایا تو اس وقت ارشاد ہوا کہ انھیں ان کے ابطال میں چھوڑ دو تا کہ دنیا میں اس باطل عقیدے سے کھیلتے رہیں یہاں تک کہ اس دن کو آملیں جس دن کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا دنیا کے عذاب میں یا آخرت کے عذاب کا۔ یہ آیت، آیتِ سیف سے منسوخ ہے۔ بعض نے کہا یہ آیت محکم ہے۔ (القرطبی)

٣ یہ آیت کریمہ اول دلائل میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں غیر مستقر ہے اس لئے کہ آیت میں جہاں یہ نسبت کی گئی ہے کہ وہ آسمان میں الہ ہے اسی طرح یہ نسبت بھی کی گئی ہے کہ وہ زمین میں الہ ہے۔ (تفسیر کبیر)

٤ جاننا چاہیئے کہ تبارک ثابت اور بقا سے مشتق ہے ہر دو صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے نہیں ہیں۔ اس لئے کہ اگر تبارک سے مراد ثبات اور بقا ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو واجب البقا اور دوام نہیں ہے اس لئے کہ آپکی پیدائش ہوئی اور جو پیدا ہوتا ہے وہ حادث ہوتا ہے۔ پھر نصاریٰ کے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا گیا جسکا معاملہ ایسا ہو اس کے اور دوام و بقا کے درمیان کوئی مشابہت نہیں ہوگی اس لئے محال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہوں۔ اگر تبارک سے برکت اور کثرتِ خیر ہو جیسے آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے کا پیدا کرنیوالا۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ شان نہیں ہے بلکہ آپ تو محتاج الی الطعام ہیں اور نصاریٰ کے نزدیک تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود سے خائف ہوئے لہذا اس سے بھی ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے نہیں ہو سکتے۔

وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ: جب اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمال کی شرح ہوگئی تو ضروری تھا کہ کمالِ علم کی بھی شرح ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کامل فی الذات، علم اور قدرت ہو اس کیلئے محال ہے کہ وہ کسی چیز میں عاجز ہو۔ (تفسیر کبیر) ٥ جب اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نفی پر کلام بیان فرما دیا تو اب شرکاء کی نفی پر کلام بیان فرما رہا ہے۔ مفسرین کرام کے اس میں دو اقوال ہیں (١) مشرکین اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ملائکہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام کی پرستش کرتے تھے اس لئے یہاں مِنْ دُوْنِهٖ سے یہی مراد ہیں۔ مطلب یہ ہوگا کہ ملائکہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام شفاعت نہیں کریں گے مگر ان کی جو حق کے ساتھ گواہ ہو۔ نضر بن حارث اور اس کے ساتھ ایک جماعت کا کہنا ہے کہ محمد ﷺ جو کچھ کہتے ہیں اگر وہ حق ہے تو ہم ملائکہ کی پرستش کرتے ہیں اور ملائکہ شفاعت میں محمد ﷺ سے زیادہ حق رکھتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ جس میں ان مشرکین کو بتایا گیا کہ یہ سب شفاعت کا حق نہیں رکھتے پھر استثناء کر کے بتایا گیا اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ۔ (٢) یہاں مِنْ دُوْنِهٖ سے مراد جس کی یہ لوگ عبادت کرتے ہیں اور اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت عزیر علیہ السلام اور ملائکہ ہیں اب آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ کفار جس کی عبادت کرتے ہیں وہ سب شفاعت کا حق نہیں رکھتے سوائے اس کے جو حق کے ساتھ گواہ ہو اور وہ ملائکہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کیلئے شفاعت ثابت ہے۔ واضح رہے کہ مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ کا مطلب ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ آگے بیان ہوا کہ گواہی اس وقت تک نفع نہ دیگی جب تک کہ اس کے ساتھ علم و یقین نہ ہو۔ (تفسیر کبیر)

هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٦ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

شنوای ست دانا پروردگار آسمانہا و زمین و آنچہ

سننے والا جاننے والا ہے ١ آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور جو کچھ

بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝٧ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ

وقف لازم

میان ایشانست اگر ہستید شما بیگمانان نیست خدای مگر او زندہ کند و بمیراند

ان کے درمیان ہے، اگر تم سب یقین رکھنے والے ہو٢ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے

رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝٨ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ

پروردگار شما و پروردگار آبائے شما پیشینان بلکہ ایشاں در شبہ

تمہارا رب اور تمہارے اگلے باپ دادا کا رب ٣ بلکہ وہ سب شک میں

يَّلْعَبُوْنَ ۝٩ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ

بازی کنند پس منتظر باش روزیکہ بیاید آسمان بدودی

کھیل رہے ہیں ٤ پس تم اس دن کا انتظار کرو کہ آسمان سے روشن

مُّبِيْنٍ ۝١٠ يَّغْشَى النَّاسَ ۭ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝١١ رَبَّنَا

بیدا فرا گیرد مردمانرا اینست عذاب دردناک اے پروردگار ما

دھواں آئے ٥ لوگوں کو ڈھانپ لے گا، یہ ہے دردناک عذاب ٦ اے ہمارے رب!

اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ۝١٢ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى

باز داد از ما عذاب ہر آئنہ ما گرویدگانیم چگونہ باشد ایشانرا پند

ہم سے عذاب ہٹا دے بیشک ہم ایمان لانے والے ہیں ٧ ان کیلئے نصیحت کیسے ہو

وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝١٣ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا

و البتہ آمد بدیشاں فرستادہ بیدا پس باز گردد از وگویند

اور تحقیق ان کے پاس واضح رسول تشریف لائے ٨ پھر اس سے اعراض کیا اور کہنے لگے

تفسیر اظہار العرفان

١ بندوں پر مہربانی اور شفقت کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت بھیجی۔ یہ بتانے کیلئے بھی کہ ربوبیت کا تقاضا ہے کہ مربوبین پر مہربانی کی جائے۔ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ: یعنی وہ اپنے بندوں کے اقوال کو سنتا ہے اور ان کے افعال و احوال کو جانتا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

٢ یعنی جس نے قرآن اتارا وہ آسمانوں اور زمین کا خالق اور ان دونوں کا مالک ہے اور دونوں کے درمیان جو کچھ ہے اس کا بھی خالق و مالک وہی ہے اگر تم اہل ایمان و یقین سے ہو تو ضرور تم اسے تسلیم کرو گے۔ (صفوۃ التفاسیر)

٣ عالم کا خالق وہی ہے اس لئے جائز نہیں ہے کہ تم اس کے ساتھ کسی اور کو شریک کرو۔ وہی مُردوں کو زندہ فرمائیگا اور زندوں کو موت دیتا ہے، وہی تمہارا اور جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں ان سب کا رب ہے اس لئے محمد ﷺ کی تکذیب سے اپنے آپ کو بچاؤ تا کہ وہ رب تم پر کہیں عذاب نازل نہ فرما دے۔ (القرطبی)

٤ یعنی وہ لوگ زبان سے تو یہ اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کا خالق و مالک ہے لیکن اپنے باپ دادا کی تقلید کے پیش نظر اس اقرار پر یقین نہیں رکھتے گویا کہ وہ سب ایسے ہیں کہ اپنے ہی دین سے کھیل رہے ہیں۔ نبی ﷺ کی جانب افترا اور استہزاء کی نسبت کرتے ہیں۔ (القرطبی)

٥ بخاری نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب قریش نے نبی ﷺ کی نافرمانی کی تو آپ نے ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانے جیسی قحط سالی مسلط کرنے کی دعا کی چنانچہ ایسا قحط پڑا کہ لوگ ہڈیاں تک کھانے لگے اور بھوک و کمزوری کی وجہ سے ان کا یہ حال ہو گیا کہ کوئی شخص آسمان کی طرف دیکھتا تو اسے فضا غبار آلود نظر آتی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس دوران میں کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! مُضر کے حق میں بارش کی دعا فرمایئے کیونکہ وہ ہلاک ہو گئے ہیں چنانچہ آپ نے بارش کیلئے دعا مانگی تو بارش ہو گئی اس پر آیت اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ: نازل ہوئی۔ پھر جب وہ آسودہ حال ہو گئے تو اپنی پہلی حالت پر لوٹ آئے اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى تا اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت حسن کا قول ہے کہ یہ دھواں قیامت کی علامت میں سے ایک علامت ہے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے اول [قیامت کی] نشانی دھواں اور عیسیٰ ابن مریم کا نزول اور ایک آگ ہوگی جو عدن کی کسی غار سے نکلے گی اور لوگوں کو میدانِ حشر کی طرف ہنکا کر لے جائیگی۔ دوپہر کو لوگ جہاں ٹھہریں گے آگ بھی ٹھہر جائیگی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ دھواں کیسا ہوگا؟ آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی پھر فرمایا: مشرق سے مغرب تک فضا کو وہ دھواں بھر دیگا اور چالیس شب و روز قائم رہے گا مؤمن پر اس کا اثر صرف اتنا ہوگا جیسے زکام کا ہوتا ہے اور کافر اس کے اثر سے ایسا ہو جائیگا جیسے نشہ سے مدہوش آدمی ہوتا ہے۔ دھواں اس کی ناک کے دونوں نتھنوں، کانوں کے سوراخوں اور دبر سے نکلے گا۔ (مظہری) ٦ یعنی کفار قریش کو وہ دھواں اندھا بنائے رکھے گا اس وقت ان سے کہا جائیگا یہ عذاب الیم ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ٧ پھر کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم سے عذاب ہٹا دے ہم قرآن اور محمد ﷺ پر ایمان لائیں گے۔ (صفوۃ التفاسیر) ٨ یعنی حال یہ ہے کہ ان کے پاس وہ رسول تشریف لائے جن کی رسالت واضح ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ

خدا ست پس چگونہ بر گردند و گفتہ شد او اے خدا ست کہ ایں گروہ قومے اند

اللہ نے، پس کہاں پھرتے ہیں ۱ اور انکے اے اللہ کہنے کی قسم بیشک یہ گروہ

لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ؕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

نمیگروند پس اعراض کن از ایشاں و بگو سلام پس زود بدانند

ایمان لانے والے نہیں ہیں ۲ پس ان سے اعراض کرو اور کہو سلام پس بہت جلد جان لیں گے ۳

سُوْرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ دخان مکی ہے اور اس میں ۵۹ آیات اور ۳ رکوع ہیں ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والامہربان (ہے)

حٰمٓ ﴿۱﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا

سو گند بکتاب ہویدا ہر آئنہ ما فرستادیم قرآن در شب با برکت کہ ما

قسم ہے روشن کتاب کی ۵ بیشک ہم نے قرآن کو با برکت رات میں اتارا کہ ہم

كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ﴿۳﴾ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ﴿۴﴾ اَمْرًا

بودیم بیم کنندگانیم دراں جدا کردہ شود ہر کار با حکمت کار

ڈرانے والے ہیں ۶ اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام ۷ کام

مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۵﴾ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّهٗ

از نزدیک ما ہر آئنہ ما بودیم فرستادہ بخشایشی از پروردگار تو کہ او

ہماری طرف سے، بیشک ہم ہی بھیجنے والے ہیں ۸ تیرے رب کی طرف سے رحمت کہ وہ

۱ مشرکین کو اس کا اقرار تھا کہ انھیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا مگر پھر بھی اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت میں مصروف ہوتے ہیں۔(القرطبی)

۲ یعنی اس کے پاس قیامت کا علم ہے اور آپ کے کہے ہوئے کلام کا علم ہے۔(القرطبی)

۳ یہ آیت' آیت سیف سے منسوخ ہے۔(القرطبی)

۴ ۱۴۴۰ احروف اور ۳۴۰ کلمات ہیں۔(غرائب القرآن) اس سورت میں بھی دیگر مکی صورتوں کی طرح توحید' رسالت اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا ذکر ہے' اس سورت کی ابتدا قرآن عظیم سے ہے جو ابدی معجزہ ہے' قرآن کو جس رات میں نازل فرمایا اس کا ذکر بھی ہے' پھر اس میں مشرکین کا وہ کلام بھی بیان کیا گیا ہے جو انھوں نے قرآن سے متعلق کیا تھا' پھر اس میں قوم فرعون کا ذکر ہے' اس سورت کا اختتام نیکو کار کے ٹھکانے اور برے لوگوں کے ٹھکانے پر ہے' اس سورت کا نام "سورۃ الدخان" اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دھواں کو کفار کی تخویف کیلئے نشانی بتایا۔(صفوۃ التفاسیر)

۵ یعنی وہ کتاب جو ہدایت اور گمراہی کو خوب واضح کر کے بیان کرے۔(صفوۃ التفاسیر)

۶ حضرت قتادہ' ابن زید اور اکثر مفسرین کرام کہتے ہیں کہ اس سے لیلۃ القدر مراد ہے۔ اس کی چند طریقوں سے توجیہ کرتے ہیں (۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ: اس آیت کے مطابق ضروری ہے کہ لیلۃ المبارکہ سے لیلۃ القدر مراد ہو (۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ - آیت میں ارشاد ہو رہا ہے کہ ہم نے قرآن کو لیلۃ المبارکہ میں نازل فرمایا لہذا ضروری ہوا کہ لیلۃ المبارکہ رمضان میں ہو اور رمضان میں لیلۃ القدر ہی ہے ثابت ہوا کہ لیلۃ المبارکہ سے لیلۃ القدر مراد ہے (۳) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ - یہاں ارشاد ہے فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ - حضرت عکرمہ اور ایک گروہ کا کہنا ہے کہ اس سے پندرھویں شعبان کی رات مراد ہے۔ اس کی چند طریقوں سے توجیہ کرتے ہیں (۱) پندرھویں شعبان کی رات کے چار نام ہیں۔ لیلۃ المبارکہ' لیلۃ البرأت، لیلۃ الرحمہ اور لیلۃ الصک۔ (۲) اس رات میں عبادت کی فضیلت بڑھ جاتی ہے۔ مروی ہے کہ جو شخص اس رات میں سو رکعت نماز پڑھے اللہ تعالیٰ اس کیلئے سو فرشتے بھیجے گا۔ ۳۰ جنت کی خوشخبری سنانے کیلئے، ۳۰ جہنم کے عذاب سے امن کیلئے، ۳۰ دنیا کی آفتوں سے بچانے کیلئے اور ۱۰ اسے شیطان کے مکر سے بچانے کیلئے۔ (۳) اس رات اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ اس رات میری امت پر بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر رحم فرماتا ہے (۴) اس رات میں مغفرت حاصل ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رات میں میری تمام امت کو معاف فرما دیتا ہے سوائے کاہن' جادوگر' ہمیشہ شراب پینے والا' ماں باپ کا نافرمان اور زنا پر ڈٹے رہنے والا۔ (۵) اس رات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ان کی تمام امت کی شفاعت ان کے حوالے کی۔ (صاوی) ۷ بغوی نے لکھا ہے کہ محمد بن میسرہ اخفش نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شعبان سے شعبان تک کی ساری اموات کا قطعی فیصلہ کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ بعض نکاح کرتے ہیں ان کے بچے بھی پیدا ہوتے ہیں حالانکہ ان کے نام [زندوں کی فہرست سے] نکل چکے ہوتے ہیں۔ (مظہری) ۸ یعنی ان تمام کو جو ہم نے ان کی تصدیق کا حصہ بنایا ہے اس رات میں ملائکہ کی جانب الہام کر دیا جاتا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

مُعَلَّمٌ مَّجۡنُوۡنٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّا كَاشِفُوا الۡعَذَابِ قَلِيۡلًا اِنَّكُمۡ

آموختہ شدہ است دیوانہ ہر آئنہ ما بردارندگانیم عذاب را اندکے کہ شما

سکھایا ہوا دیوانہ ہے[1] بیشک ہم عذاب کو اٹھا لینے والے ہیں کچھ (دنوں کیلئے) کہ تم

عَآئِدُوۡنَ ﴿۱۵﴾ يَوۡمَ نَبۡطِشُ الۡبَطۡشَةَ الۡكُبۡرٰى ۚ اِنَّا

باز گردند روزیکہ بگیریم گرفتی بزرگتر ہر آئنہ ما

لوٹنے والے ہو جاؤ[2] جس روز ہم پکڑیں گے سب سے بڑی پکڑ' بیشک ہم

مُنۡتَقِمُوۡنَ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدۡ فَتَنَّا قَبۡلَهُمۡ قَوۡمَ فِرۡعَوۡنَ وَجَآءَهُمۡ

انتقام کشیدیم و ہر آئنہ آزمودیم پیش از ایشاں قوم فرعون و آمد بدیشاں

بدلا لینے والے ہیں[3] اور بیشک ان سے پہلے فرعون کی قوم کو ہم نے آزمایا اور ان کے پاس تشریف لائے

رَسُوۡلٌ كَرِيۡمٌ ﴿۱۷﴾ اَنۡ اَدُّوۡۤا اِلَىَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ اِنِّىۡ لَـكُمۡ

فرستادہ نیکو آنکہ ادا کنید بامن بندگان خدای کہ من شما را

ایک شاندار رسول ہے[4] یہ کہ سپرد کرو میری طرف اللہ کے بندوں کو' کہ میں تمہارے لئے

رَسُوۡلٌ اَمِيۡنٌ ﴿۱۸﴾ وَّاَنۡ لَّا تَعۡلُوۡا عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّىۡۤ اٰتِيۡكُمۡ

فرستادہ ام با امانت و آنکہ سرکشی نکنید بر خدای ہر آئنہ من بدہم شما

امانت والا رسول ہوں[5] اور یہ کہ اللہ پر سرکشی نہ کرو' بیشک میں تمہیں

بِسُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۱۹﴾ وَاِنِّىۡ عُذۡتُ بِرَبِّىۡ وَرَبِّكُمۡ اَنۡ

حجتی بیدا و ہر آئنہ پناہ برم پروردگار خود و پروردگار شما آنکہ

واضح دلیل دونگا[6] اور بیشک میں نے اپنے رب کی اور تمہارے رب کی پناہ لی کہ

تَرۡجُمُوۡنِ ﴿۲۰﴾ وَاِنۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا لِىۡ فَاعۡتَزِلُوۡنِ ﴿۲۱﴾ فَدَعَا

مرا سنگسار کنید و اگر نمیگروید مرا پس کرانہ پس بخوانید

تم مجھے سنگسار کرو[7] اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے کنارے ہو جاؤ[8] پس دعا کی

[1] کفار قریش اس جانب التفات نہیں کرتے تھے۔ حضرت محمد ﷺ جب ان کے سامنے قرآن پیش کرتے تو ان کی جانب سے دو اقوال آپ کے بارے میں صادر ہوتے (۱) محمد ﷺ نے ان کلمات کو بعض لوگوں سے سیکھ لیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِىۡ يُلۡحِدُوۡنَ اِلَيۡهِ اَعۡجَمِىٌّ ۔یعنی اس کے سوا کچھ نہیں کہ انھیں کوئی آدمی سکھاتا ہے جسکی طرف ڈھالتے ہیں اسکی زبان عجمی ہے''۔ دوسری جگہ ارشاد ہے وَاَعَانَهٗ عَلَيۡهِ قَوۡمٌ اٰخَرُوۡنَ: ''دوسرے لوگ اس پران کی معاونت کرتے ہیں'' (۳) کچھ لوگ یہ کہتے تھے کہ یہ مجنون ہیں اور حالت غشی میں ان پر یہ کلمات عارض ہوتے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

[2] اللہ تعالیٰ نے قلیل وقت کیلئے ان سے عذاب اٹھانے کا وعدہ فرمایا لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ خبر بھی دے دی گئی کہ وہ سب دوبارہ کفر کی جانب پلٹ جائیں گے۔ نبی کریم ﷺ کی دعا کے صدقے جب ان سے عذاب کو ہٹا دیا گیا تو یہ لوگ دوبارہ حضرت محمد ﷺ کی تکذیب کی جانب پلٹ گے۔ (القرطبی)

[3] سخت پکڑنے کے دن سے مراد ہے قیامت کا دن لیکن حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس تفسیر کا انکار کیا اور فرمایا اس سے بدر کا دن مراد ہے۔ حضرت مسروق کہتے ہیں کہ ایک شخص بنی کندہ کے محلّہ میں بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا کہ قیامت کے دن ایک دھواں آئیگا جو منافقوں کے آنکھوں اور کانوں میں گھس کر ان کے اعضاء کو بیکار کر دیگا اور مؤمنوں پر اسکا اثر اتنا پڑیگا جیسے زکام ہوتا ہے۔ یہ بات سن کر ہم سب خوف زدہ ہو گئے اور میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا آپ اس وقت تکیہ لگائے ہوئے تھے' سنتے ہی غضبناک ہو کر اٹھ بیٹھے اور فرمایا: کسی بات کا آدمی کو علم ہو تو کہے۔ علم نہ ہو تو کہہ دے اَللّٰهُ اَعۡلَمُ ۔ عدم علم کی صورت میں اَللّٰهُ اَعۡلَمُ کہنا ہی علم کی علامت ہے۔ اللہ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا: قُلۡ مَاۤ اَسۡـئَلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُتَكَلِّفِيۡنَ: ''آپ فرما دیجئے میں تم سے اس پر اجر طلب نہیں کرتا اور نہ میں تکلیف میں پڑنے والوں میں سے ہوں'' بات یہ تھی کہ قریش نے مسلمان ہونے میں ایک طویل مدت تک تاخیر کی۔ آپ ﷺ نے ان کے خلاف دعا کی اور کہا اے اللہ! یوسف کے زمانے کی ہفت سالہ قحط کی طرح قحط مسلط کر دے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قریش سخت قحط میں مبتلا ہو گئے مُردار اور ہڈیاں تک کھا گئے آدمی کو آسمان اور زمین کے درمیان ایک دھواں سا دکھائی دیتا تھا۔ مجبور ہو کر ابوسفیان نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے محمد ﷺ! تم قرابت داروں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتے ہو لیکن تمہاری قوم مری جا رہی ہے تم ان کیلئے اللہ سے دعا کرو۔ اس پر آپ نے آیت فَارۡتَقِبۡ يَوۡمَ سے قَلِيۡلًا تک تلاوت فرمائی پھر بارش کیلئے دعا کی لیکن کافر پھر کفر کی طرف لوٹ پڑے جسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بدر کے روز ہم پوری شدت سے پکڑیں گے۔ (مظہری) [4] یعنی ان مشرکوں سے پہلے ہم نے قوم فرعون کو آزمایا ان کے پاس حسب ونسب کے اعتبار سے ایک نبی تشریف لائے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ (صفوۃ التفاسیر) [5] حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: بنی اسرائیل کو میرے حوالے کر دو اور انھیں اپنے ظلم و جبر سے نجات دو۔ (صفوۃ التفاسیر) [6] یعنی اللہ تعالیٰ پر تکبر نہ کرو اور اس کی اطاعت سے روگردانی نہ کرو' میں تمہارے پاس واضح دلیل لے کر آیا ہوں۔ (صفوۃ التفاسیر) [7] قرطبی کہتے ہیں کہ انھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کی دھمکی دی تو آپ نے یہ جملہ کہا۔ (صفوۃ التفاسیر) [8] اگر تم میری تصدیق نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے ہو تو میرا راستہ چھوڑ دو۔ (صفوۃ التفاسیر)

رَبَّهٗٓ اَنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ

پروردگار خود را ہر آئنہ ایں گروہ قومی اند مجرمان پس سیر بندگان خود

اپنے رب سے بیشک یہ گروہ مجرموں کا ہے ۱ پس میرے بندوں کو لے جاؤ

لَیْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ؕ اِنَّهُمْ جُنْدٌ

بشب کہ شما از پے در آمدگانید و بگذار دریا ساکن کہ ایشاں گروہی

رات میں بیشک تمہارا پیچھا کیا جائیگا ۲ اور دریا کو ساکن چھوڑ دو کہ اس گروہ کو

مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿۲۵﴾ وَّزُرُوْعٍ

غرق شدگان بسیار بگذاشتند بوستانہا و چشمہا و کشتہا

ڈبویا جائیگا ۳ کتنے باغات اور چشمے چھوڑ گئے ۴ اور کھیت

وَّمَقَامٍ كَرِیْمٍ ﴿۲۶﴾ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِیْهَا فٰكِهِیْنَ ﴿۲۷﴾ كَذٰلِكَ

و جای نیکو و نعمت بودند دراں شادان اینچنیں است

اور اچھی جگہ ۵ اور وہ نعمت جس میں خوش تھے ۶ ایسا ہی ہے

وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ ﴿۲۸﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَیْهِمُ السَّمَآءُ وَ

میراث دادیم آنرا گروہ دیگران پس نگریست بر ایشاں آسمان و

ہم نے اسے میراث میں دی دوسرے گروہ کو ۷ پس ان پر آسمان اور

الْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِیْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَقَدْ نَجَّیْنَا بَنِیْٓ

نہ زمین و نبودند بینندگان و ہر آئنہ برہانیدیم ما بنی

زمین نہ روئی اور انھیں مہلت نہ دی گئی ۸ اور بیشک ہم نے نجات دی بنی

اِسْرَآءِیْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِیْنِ ﴿۳۰﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ ؕ

اسرائیل از عذاب خوار کنندہ از فرعون

اسرائیل کو خوار کرنے والے عذاب سے ۹ فرعون سے

۱ یعنی ان لوگوں نے بنی اسرائیل کو رہا کرنے سے انکار کر دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے سے بھی انکار کر دیا۔(القرطبی)

۲ یعنی ہم نے موسیٰ کی دعا قبول کی اور ان کی جانب وحی کی کہ میرے ان بندوں کو جو مجھ پر ایمان لائے لیکر نکل جائیں۔ حکم ربی کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو راتوں رات لے کر نکل پڑے۔(القرطبی)

۳ رَهْوًا: حضرت کعب اور حضرت حسن کہتے ہیں کہ اس سے راستہ مراد ہے، حضرت ضحاک اور حضرت ربیع کہتے ہیں کہ اس سے سہل یعنی آسان راستہ مراد ہے، حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ اس سے خشک راستہ مراد ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد ہے کہ گروہ گروہ ہو کر نکل جاؤ۔ (القرطبی)

۴ یعنی بہت سے باغات اور نہریں انھوں نے چھوڑیں۔ (القرطبی)

۵ اور طرح طرح کی کھیتیاں، بیٹھنے کیلئے عمدہ جگہ اور حسین مکانات چھوڑے۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ مَقَامٍ كَرِیْمٍ سے وہ جگہ مراد ہے جہاں وہ لوگ بیٹھا کرتے تھے اور ان کی مجلس لگتی تھی۔(صفوۃ التفاسیر)

۶ یعنی ان کے ساتھ زندگی گذارنے کیلئے طرح طرح کی نعمتیں تھیں۔ امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ فرعون اور فرعونیوں کے غرق ہونے کے بعد یہ پانچ اشیاء بنی اسرائیل کے ہاتھ آئیں۔ باغات، نہریں، کھیت، مقام کریم اور نعمت۔(صفوۃ التفاسیر)

۷ یعنی ہم اسی طرح کرتے ہیں ہم نے اس قوم کو ہلاک کیا اور ان کی جائیداد کو دوسری قوم کی ملکیت میں کر دیا۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس سے بنی اسرائیل مراد ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر) ۸ یعنی کافروں کو ہلاک کر دیا پھر ان پر آسمان رویا نہ زمین۔ آسمان وزمین کے نہ رونے سے مجازاً یہ مراد ہے کہ نہ ان کی زندگی کوئی اہمیت رکھتی تھی نہ ان کے مرنے کی کسی کو پرواہ تھی۔ کوئی فائدہ رساں اہم شخص مرجاتا ہے تو کہتے ہیں اس پر آسمان رو پڑا اور سورج گرہن ہو گیا پس آیت میں فرعون اور فرعونیوں کی موت اور زندگی کا غیر اہم ہونا بیان کیا گیا ہے۔ بعض اہل تفسیر نے کہا کہ نہ رونے سے مراد حقیقی معنی ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب مؤمن مرتا ہے تو اس پر آسمان وزمین روتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر بندے کیلئے آسمان میں دو دروازے ہیں ایک دروازے سے اس کے اعمال چڑھتے ہیں اور دوسرے دروازے سے اسکا رزق اترتا ہے۔ جب آدمی مرجاتا ہے تو دونوں دروازے اس پر روتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَمَا بَكَتْ عَلَیْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ کا مطلب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ہاں ہر شخص کیلئے آسمان میں ایک دروازہ ہے جس سے اسکا رزق اترتا ہے اور اعمال اوپر چڑھتے ہیں پھر جب مؤمن مرجاتا ہے تو وہ آسمانی دروازہ بند کر دیا جاتا ہے اور وہ دروازہ اس پر روتا ہے اور جس مقام پر وہ نماز پڑھتا اور اللہ کا ذکر کرتا تھا جب زمین اس کو اس مقام پر نہیں پاتی تو روتی ہے۔ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مؤمن سفر کی حالت میں مرجاتا ہے کہ اس کے متعلقین اس کے پاس نہیں ہوتے تو آسمان وزمین اس پر نوحہ کرتے ہیں پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ کافر پر آسمان وزمین نہیں روتے۔ (مظہری)

۹ یعنی جب قبطی لوگ فرعون کے حکم کے مطابق ان کے لڑکوں کو قتل کر دیتے تھے اور ان کی لڑکیوں کو چھوڑ دیتے تھے، ان سے مشقت اور تکلیف دہ کام لیتے تھے اور انھیں اچھوتوں کی طرح اپنے سے دور رکھتے تھے یہ سب ان کیلئے عذاب مھین سے کچھ کم نہ تھا۔ (القرطبی)

إِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٣١﴾ وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ

که او بود بر تر از اسراف کنندگان و هر آئنه اختیار دادیم ایشانرا

کہ وہ حد سے بڑھنے والوں میں بڑا تھا ا اور بیشک ہم نے انھیں چن لیا

عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٢﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ

بر دانستگی بر عالمیان و دادیم ایشانرا از نشانها آنچه دراں

عالمین کے علم پر ۲ اور ہم نے انھیں نشانیاں دیں جس میں

بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ﴿٣٣﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿٣٤﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا

آزمایشی بود بیدا هر آئنه ایں گروه البته گویند نیست ایں مگر مردن ما

کھلی آزمائش تھی ۳ بیشک یہ گروہ البتہ کہتے ہیں ۴ نہیں ہے یہ مگر ہمارا مرنا

الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ﴿٣٥﴾ فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ

نخستین و نستیم ما زنده شده بیارید پدران ما اگر هستید شما

ایک مرتبہ اور ہم زندہ نہ کئے جائیں گے ۵ پس ہمارے باپ دادا کو (زندہ کر کے) لاؤ اگر تم

صٰدِقِيْنَ ﴿٣٦﴾ اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

راستگویان آیا ایں بهتر ان یا قوم تبع و آنانکه پیش از ایشاں

سچ کہنے والے ہو ۶ کیا یہ بہتر ہیں یا قوم تبع، اور وہ جو ان سے پہلے تھے

اَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿٣٧﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ

هلاک کردیم ایشاں را ایشاں بودند مجرمان و نیافرید ما آسمانها

ہم نے انھیں ہلاک کر دیا، وہ سب مجرم تھے ۷ اور ہم نے پیدا نہیں کیا آسمانوں

وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿٣٨﴾ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا

و زمین و آنچه میان ایشانست بازی کنان نیافریدیم ما او را مگر

اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر ۸ ہم نے ان دونوں کو پیدا نہیں کیا مگر

ا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اس عذاب اور فرعون سے انھیں نجات دی۔ مشرکین تکبر کرنے والے تھے۔ واضح رہے کہ یہاں علوٗ مقام مدح میں نہیں ہے بلکہ علو فی الاسراف مراد ہے جو قابلِ مذمت ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ایک جگہ ارشاد ہے اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ یعنی بیشک فرعون نے زمین میں تکبر کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں علو سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ کر اپنے آپ کو بلند سمجھ بیٹھنا۔ (القرطبی)

۲ یعنی بنی اسرائیل کو ہم نے اس طرح آزمایا کہ ان میں کثرت سے انبیاء بھیجے اور اس زمانے کے لوگوں پر فضیلت دی۔ آیت میں عَلَى الْعَالَمِيْنَ بمعنی عَلٰى زَمَانِهِمْ ہے یعنی ان کے اپنے زمانے پر۔ اس معنی پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ یعنی تم لوگوں میں بہترین امت نکالے گئے ہو۔ (القرطبی)

۳ یعنی جو معجزات اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائے۔ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہیں بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دینا، دریا میں ان کیلئے راستہ بنانا، بادلوں سے سایہ فرمانا اور من و سلویٰ کا اتارنا۔ بعض نے کہا کہ اس سے عصا اور ید بیضا مراد ہیں ایسی صورت میں یہ خطاب قوم فرعون سے ہوگا، بعض نے کہا کہ اس سے شر مراد ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے ہٹایا اور وہ خیر مراد ہے جس کا حکم انھیں اللہ تعالیٰ نے دیا، ایسی صورت میں یہ خطاب دونوں فریقین یعنی بنی اسرائیل اور قوم فرعون کو ہوگا۔ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ: اس میں چار وجوہ ہیں (۱) حضرت حسن اور قتادہ کہتے ہیں کہ اس سے نعمت ظاہری مراد ہے (۲) فراء کہتے ہیں کہ اس سے عذاب شدید مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً یعنی ہم تمہیں شر اور خیر سے آزمائیں گے۔ (القرطبی) ۴ یعنی کفار قریش ضرور کہیں گے ہم پر صرف ایک مرتبہ ہی موت آئیگی۔ (صفوۃ التفاسیر) ۵ گویا ان کا کہنا یہ تھا کہ جب ہم ایک دفعہ مر جائیں گے تو دوبارہ اٹھائے نہیں جائیں گے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۶ مشرکین نے یہ مطالبہ رسول اللہ ﷺ اور مؤمنین سے کیا کہ اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کر کے ہمارے پاس لاؤ۔ امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ کافروں نے حشر و نشر پر یہ دلیل قائم کی کہ اگر بعث و نشر ممکن ہے اور ذہن میں آنے والی چیز ہے تو ہمارے وہ باپ دادا جو ہم سے پہلے انتقال کر چکے ہیں انھیں زندہ کر کے ہمارے پاس لاؤ تا کہ قیامت میں دوبارہ اٹھائے جانے کے دعوی کی تصدیق ہو جائے۔ قرطبی کہتے ہیں کہ یہ قول ابو جہل کا ہے کہ اس نے کہا کہ اے محمد ﷺ! اگر آپ اپنے دعوی میں سچے ہیں تو ہمارے آباء میں سے دو شخص کو زندہ کر کے لاؤ۔ ان میں سے ایک نام قصی بن کلاب کا آتا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۷ تبع ایک شخص کا نام تھا اس کی پیروی کرنیوالے بہت لوگ تھے اس لئے اس کا نام تبع ہو گیا۔ بعض اہل تاریخ کا خیال ہے کہ تبع نام کے بہت لوگ تھے چونکہ ایک کے بعد ایک آتا رہا اس لئے اس کو تبع کہتے ہیں۔ بعض اہل علم نے کہا کہ آخری تبع اسعد ابو کریب ملیک کرب تھا۔ (مظہری) ۸ مطلب یہ ہے کہ ان کے وجود سے ہماری ذات وصفات پر استدلال کیا جائے اور لوگوں کے اعمال کی جانچ کی جائے۔ (مظہری)

بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٩﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ

براستی و لیکن اکثر ایشاں نمی دانند ہر آئنہ روز فصل

حق کے ساتھ، لیکن ان کے اکثر جانتے نہیں ہیں ۱ بیشک فیصلہ کا دن

مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٤٠﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْئًا

میقات ایشاں ہمہ روزیکہ سود نکند دوستی از دوستی چیزی

ان سب کی میقات ہے ۲ جس روز کوئی دوست کسی دوست کو کچھ بھی نفع نہ دیگا

وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٤١﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ

و نہ ایشاں یاری دادہ شوند مگر کسیکہ برو رحم کند خدای ہر آئنہ اوست عزیز

اور نہ وہ سب مدد کئے جائیں گے ۳ مگر وہ جس پر اللہ رحم کرے، بیشک وہی زبردست

الرَّحِيْمُ ﴿٤٢﴾ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿٤٣﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿٤٤﴾ كَالْمُهْلِ

مہربان ہر آئنہ درخت زقوم خوردنی گناہگار است مانند روے گداختہ

مہربان ہے ۴ بیشک زقوم کا درخت ۵ گناہگار کا کھانا ہے ۶ گلے ہوئے تانبے کی طرح

يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ﴿٤٥﴾ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ﴿٤٦﴾ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ

بجوشد در شکمہا مانند جوشیدن آب گرم بگیرید او را پس بکشندش

پیٹ میں جوش مارتا ۷ جیسے گرم پانی جوش مارتا ہے ۸ اسے پکڑو اور اسے گھسیٹ کر لے جاؤ

اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿٤٧﴾ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ

بسوے راہ دوزخ پس بریزید بر سر او از

دوزخ کی راہ کی طرف ۹ پھر اس کے سر پر ڈالو

عَذَابِ الْحَمِيْمِ ﴿٤٨﴾ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ﴿٤٩﴾

عذاب دوزخ بچش ہر آئنہ توئی غالب نیکو

کھولتے پانی کا عذاب ۱۰ چکھو، بیشک تو ہی زبردست کرم والا ہے ۱۱

۱ یعنی اکثر لوگ طلب دنیا میں غرق ہیں اور غور نہیں کرتے اس لئے ان کو نہیں معلوم کہ اس آسمان اور زمین اور درمیانی کائنات کی تخلیق اللہ تعالیٰ کی ہستی اور توحید کو ثابت کرنے اور انسان کی جانچ کیلئے ہے۔ (مظہری)

۲ قیامت کے دن کو یوم الفصل چند وجوہ سے کہتے ہیں (۱) حضرت حسن کہتے ہیں کہ اس دن اللہ تعالیٰ اہل جنت اور اہل نار کو جدا فرمائیگا (۲) حکم اور قضا میں اپنے بندوں کے درمیان فصل فرمائیگا (۳) یہ دن مؤمن کے حق میں یوم الفصل اس اعتبار سے ہے کہ اس کے اور ہر وہ چیز جسے وہ ناپسند کرتا ہو اس کے درمیان فصل ہوگا اور کافروں کیلئے یوم الفصل اس اعتبار سے ہے کہ کافر جسے چاہتا ہوگا اس کے درمیان فصل ہوگا (۴) ہر ایک کا حال اس پر ظاہر ہو جائیگا پس اسکے حال میں شک وشبہ نہیں ہوگا۔ (تفسیر کبیر)

۳ اس آیت کریمہ میں اس دن کی صفت بیان کی جارہی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس روز قریبی ساتھی بھی ایک دوسرے کی مدد نہیں کریں گے۔ واحدی کہتے ہیں کہ اس سے کفار مراد ہیں۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ آگے اللہ تعالیٰ نے مؤمن کے ذکر کے وقت فرمایا اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ۔ (تفسیر کبیر)

۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ملائکہ اور انبیاء مؤمنین کی شفاعت کریں گے۔ (تفسیر کبیر)

۵ مروی ہے کہ ابوجہل کھجوریں اور ملائی لے آتا اور کہتا کہ لو کھاؤ اسے۔ یہی وہ زقوم ہے جس کا محمد ﷺ تم سے وعدہ کرتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِيْمِ نازل فرمائی ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول)

۶ ابوحیان کہتے ہیں کہ اثیم صفت مبالغہ ہے، جس کا مطلب ہوگا کہ بہت زیادہ گناہ کرنے والا، مفسرین کرام اس کی تفسیر شرک سے کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کھانا مشرک کا ہوگا۔ (صفوۃ التفاسیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگو! اللہ سے ڈرو جتنا ڈرنے کا حق ہے اگر زقوم کی ایک بوند زمین پر ٹپکا دی جائے تو دنیا والوں کی زندگی تلخ کردے پھر کیا حال ہوگا ان لوگوں کا جن کا کھانا ہی زقوم ہوگا؟ زقوم کے سوا ان کا کوئی کھانا نہ ہوگا۔ (مظہری) ۷ یعنی وہ کھانا اتنا برا ہوگا کہ جب انسان اسے کھائیگا تو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح نکلے گا اس کے کھانے سے پیٹ میں سخت تکلیف ہوگی۔ (صفوۃ التفاسیر) ۸ یعنی جیسے سخت گرم پانی جو جوش مارتا ہو۔ (صفوۃ التفاسیر) ۹ یعنی زبانیہ فرشتہ سے کہا جائیگا کہ ان فاجروں کو جہنم کی جانب ہنکا کرلے جاؤ۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۰ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ داروغہ جہنم ابوجہل کے سر پر لوہے کے گرز سے ماریں گے تو وہ گرز دماغ کو چیرتا ہوا جسم تک پہنچ جائیگا پھر اس کے جسم پر گرم پانی ڈالا جائیگا۔ (القرطبی) ۱۱ یعنی عذاب دینے والے کہیں گے اس عذاب کا مزہ چکھ، تو اپنے خیال میں بڑی عزت اور بزرگی والا تھا۔ ابوجہل کہا کرتا تھا کہ میں اس وادی یعنی مکہ کا سب سے عزت والا اور بزرگ شخص ہوں اور توہین وتوبیخ کے طور پر کہا کرتا تھا یہ ہیں دوزخ کے کارندے۔ حضرت عکرمہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابوجہل سے ملے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھ سے کہوں اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى "تیرے لئے ہلاکت وہلاکت ہو" ابوجہل نے اپنے ہاتھ سے کپڑا اتارا اور کہا تو اور تیرا ساتھی میرا کچھ بھی نہیں کرسکتے تو جانتا ہے کہ میں اس بطحاء کے تمام باشندوں سے زیادہ طاقتور ہوں اور میں ہی بزرگ اور عزت والا ہوں آخر بدر میں مارا گیا اور اللہ نے اس کو ذلیل فرمایا۔ (مظہری)

اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ

ہر آئنہ ایں آن ست کہ بودید بداں شک می آرید ہر آئنہ پرہیزگاران در

بیشک یہ وہ ہے جس میں تم شک لاتے تھے ۱ بیشک پرہیزگار

مَقَامٍ اَمِيْنٍ ﴿۵۱﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۲﴾ يَّلْبَسُوْنَ مِنْ

جایگاہ ایمن باشند بوستانہا و چشمہا بپوشند از

امن کی جگہ میں ہونگے ۲ باغوں اور چشموں میں ۳ پہنیں گے

سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۵۳﴾ كَذٰلِكَ وَ

حریر و استبرق رو بروی یکدیگر اینچنیں و

حریر اور استبرق سے (بُنے ہوئے کپڑے) ایک دوسرے کے روبرو ہونگے ۴ اسی طرح، اور ہم

زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿۵۴﴾ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾

قرین سازیم ایشانرا بزنان سفید رو کشادہ چشم میخوانند دراں بہر میوہ در حالتیکہ امن اند

انکا نکاح سفید چہرے بڑی آنکھ والی عورتوں سے کرائیں گے ۵ اس میں ہر طرح کے میوے امن کی حالت میں

لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ۚ وَوَقٰهُمْ

نچشند در آخرت مرگ را مگر نخستین و نگاہدارد ایشانرا

مانگیں گے ۶ آخرت میں موت (کی تلخی) نہ چکھیں گے سوائے پہلی موت کے اور انھیں بچائے گا

عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۵۶﴾ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ

عذاب دوزخ بخشایش از پروردگار تو اینست آں

دوزخ کے عذاب سے ۷ تمہارے رب کی طرف سے فضل، یہ ہے وہ

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۵۷﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ

رستگاری بزرگ پس جز این نیست آسانی کردیم او را بلغت تو شاید کہ ایشاں

بڑی کامیابی ۸ پس اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ ہم نے اسے تمہاری زبان میں آسان کیا شاید کہ وہ سب

۱ یعنی ملائکہ ان سے کہیں گے کہ یہ ہے وہ جس میں تم دنیا میں شک کرتے تھے۔ (القرطبی)

۲ جب اللہ تعالیٰ نے وعید کا ذکر فرما دیا تو اب اس وعدے کا ذکر ہو رہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے متقین سے فرمایا۔ ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ ہر وہ جس نے اپنے آپ کو شرک سے بچایا اس پر متقی کا اسم صادق آئیگا۔ (تفسیر کبیر)

۳ اللہ تعالیٰ چار طرح کی نعمتوں کا ذکر متقین کے بارے میں فرما رہا ہے (۱) ان کے ٹھکانے کا ذکر یعنی فِیُ مَقَامٍ اَمِیۡنٍ۔ مطلب یہ ہے کہ متقین ایسی جگہ رہیں گے جہاں کوئی خوف نہ ہوگا اور وہ جگہ پاکیزہ ہوگی۔ فِیُ جَنّٰتٍ وَّعُیُوۡنٍ میں اس پاکیزگی کو اللہ تعالیٰ بیان فرما رہا ہے۔ (تفسیر کبیر)

۴ اس آیت میں دوسری نعمت یعنی ملبوسات کا ذکر ہے (۳) وہ سب ایک دوسرے کے سامنے ٹیک لگائے بیٹھے ہونگے۔ (تفسیر کبیر)

۵ (۴) اس آیت میں چوتھی نعمت کا ذکر ہے اور وہ ازواج ہیں۔ (تفسیر کبیر) زَوَّجۡنٰهُمۡ سے نکاح کرانا مراد نہیں ہے بلکہ جوڑا لگا دینا مراد ہے۔ حور العین: یعنی صاف گوری عورتیں جن کے رنگ کی صفائی اور گوراپن کو دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہو جائیں۔ حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حور عین کو زعفران سے بنایا گیا۔ زید بن اسلم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حوروں کو مٹی سے نہیں بنایا بلکہ ان کا تخلیقی قوام مشک کافور اور زعفران کا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر حور سمندر میں تھوک دے تو اس کے لعاب دہن کی شیرنی سے سمندر میٹھا ہو جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اگر حور اپنی ہتھیلی زمین و آسمان کے درمیان باہر نکال دے تو اس کے حسن کی وجہ سے دنیا دیوانی ہو جائے اور اگر حور اپنی اوڑھنی نکال دے تو سورج اس کے سامنے ایسا ہو جائے جیسے سورج کے سامنے ایک بے نور بتی اور اگر حور اپنا چہرہ نمودار کر دے تو اس کے حسن سے زمین و آسمان کے درمیان کی ساری فضا روشن ہو جائے۔ حبان بن احیلہ کہتے ہیں کہ دنیا کی عورتیں جب جنت میں جائیں گی تو حسن میں حور عین سے بڑھ کر ہونگیں۔ (مظہری) بِكُلِّ فَاكِهَةٍ یعنی جس پھل کو پسند کریں گے طلب کریں گے۔ اٰمِنِیۡنَ یعنی مطلوبہ پھلوں کے ختم ہونے کا اندیشہ ہوگا نہ کسی نقصان کا خطرہ ہوگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ دنیا میں کوئی پھل میٹھا ہو یا کڑوا ایسا نہیں جو جنت میں نہ ہو یہاں تک کہ حنظل بھی [جنت میں ہوگا] آپ ہی کا قول ہے کہ جو چیزیں دنیا میں ہیں بس ان کے نام ہی نام ہیں۔ (مظہری) ۶ یعنی جنت میں ہمیشہ زندہ رہیں گے کبھی نہیں مریں گے۔ آخرت میں تو پہلی موت بھی نہیں آئے گی اس لئے مجازی معنی مراد ہے کیونکہ مرتے ہی قیامت کے احوال شروع ہو جاتے ہیں۔ (مظہری) جاننا چاہیئے کہ انسان جب نیکیوں کے ساتھ کامیاب ہو جاتا ہے تو اس دنیا میں بھی جنت میں ہے اور آخرت میں بھی جنت میں ہوگا جب معاملہ ایسا ہوگا تو اس پر موت اس وقت طاری ہوگی جب وہ جنت حقیقیہ یعنی معرفت باللہ اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں ہوگا۔ اسی بناء پر انبیاء علیہم السلام کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ سب مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ (تفسیر کبیر) ۷ یعنی اہل تقوی کو جو کچھ ملے گا اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ملیگا اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے ان کو عطا فرمائیگا حق کسی کا اللہ پر نہیں ہوگا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی کو اس کا عمل جنت میں نہیں لے جائیگا اور نہ دوزخ سے پناہ دیگا یہاں تک کہ مجھے بھی مگر اللہ کے فضل سے۔ (مظہری)

يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٥٨﴾ فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ﴿٥٩﴾

پند گیرند پس چشم دارند ایشاں نیز منتظراند

نصیحت حاصل کریں ۱ پس انتظار کرو وہ سب بھی انتظار کرنے والے ہیں ۲

سُوْرَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ جاثیہ مکی ہے اور اس میں ۳۷ آیات اور ۴ رکوع ہیں ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

حٰمٓ ﴿١﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿٢﴾ اِنَّ فِي

فرود آمدن قرآن از خدای غالب با حکمت ہر آئنہ در

قرآن کا اتارنا اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے ہے ۴ بیشک

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٣﴾ وَفِيْ خَلْقِكُمْ

آسمانہا و زمین است نشانہا است مر مؤمنانرا و در آفریدن شما

آسمانوں اور زمین میں نشانیاں ہیں مؤمنوں کیلئے ۵ اور تمہارے پیدا کرنے میں

وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿٤﴾ وَاخْتِلَافِ

و آنچہ پراگندہ ساز از جنبدگان نشانہا مر قومیرا کہ بیگمان باشند و در اختلاف

اور جو چلنے والوں میں سے پھیلاتا ہے نشانیاں ہیں یقین رکھنے والی قوم کیلئے ۶ اور رات

الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ

شب و روز و آنچہ فرستاد خدای از آسمان از روزی

و دن کے اختلاف میں اور جو اللہ نے آسمان سے روزی اتاری

۱ یعنی ہم نے اس قرآن کو اس طرح آسان کیا کہ اسے آپ کی زبان میں اتارا اور وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں تاکہ نصیحت حاصل کریں۔ قرآن میں ایک جگہ ارشاد ہے وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ یعنی ہم نے اس قرآن کو ذکر کیلئے آسان بنایا پس ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔ (القرطبی)

۲ ہم نے آپ سے جو نصرت کا وعدہ کیا ہے اس کا انتظار کریں وہ سب آپ کے وصال کا انتظار کریں گے، بعض نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ آپ اپنے رب کی طرف سے فتح کا انتظار کریں وہ سب اپنے گمان کے مطابق آپ کے قہر کا انتظار کریں گے، بعض نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ آپ انتظار کیجئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اور ان کے درمیان فیصلہ فرمائے اور وہ سب آپ پر زمانے کے حوادث کا انتظار کریں گے، یہ سب تقریباً قریب المعنی ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ اس ثواب کا انتظار کریں جو آپ کے رب نے آپ سے وعدہ کیا ہے اور وہ سب اس انتظار کرنے والوں کی طرح ہیں جسے اللہ نے عذاب کا وعدہ دیا ہو۔ (القرطبی)

۳ ۲۱۶۱ حروف اور ۴۸۸ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) سورہ جاثیہ میں بھی دیگر مکی سورتوں کی طرح عقائد اسلامیہ کا بیان ہے یعنی ایمان باللہ اس کی وحدانیت، ایمان بالقرآن، حضرت محمد ﷺ کی نبوت پر ایمان، ایمان بالآخرت اور بعث وجزا۔ اس سورت کی ابتدا قرآن کے بیان سے متعلق ہے، پھر ایسی نشانیوں کا بیان ہے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے وجود پر دلالت کرتی ہیں مثلاً آسمانوں میں نشانیاں ہیں، زمین میں نشانیاں ہیں، انسان اور دیگر حیوانات کی پیدائش میں نشانیاں ہیں، رات اور دن کے تعاقب، ہوا اور بارش کی تسخیر میں۔ ان میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اسکی وحدانیت کی گواہی دے رہی ہے، پھر ان لوگوں کا بیان ہے کہ جنھوں نے قرآن کریم کو جھٹلایا، ان کے سامنے جب قرآن کی آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کے تکبر اور سرکشی میں اور اضافہ ہوتا ہے، اس میں مختلف نعمتوں کا ذکر بھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عطا فرمائیں، ان نعمتوں میں غور وفکر کی دعوت دی گئی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو پہچان سکیں۔ ان نعمتوں میں جب یہ لوگ غور وفکر کریں گے تو ان پر خوب ظاہر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق اور رزاق نہیں ہے، اس سورت میں بنی اسرائیل کے اکرام کا ذکر بھی ہے، اس کا اختتام قیامت کے اس بیان پر ہے کہ وہ عادل ہر ایک کو اس کے کئے کا بدلا دیگا، اس اعتبار سے انسان کی دو قسمیں ہوگئیں ایک جنتی گروہ اور ایک جہنمی گروہ، اس سورت کا نام جاثیہ اس لئے ہے کہ قیامت کے روز انسان جن ہولناکیوں کا سامنا کریگا ان کا بیان ہے۔ (صفوة التفاسیر) ۴ یعنی یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کردہ ہے جو اپنی بادشاہت میں زبردست ہے اور اپنی صنعت میں حکیم ہے کہ اس کے بغیر حکمت اور مصلحت کا کوئی کام صادر ہی نہیں ہوتا ہے۔ (صفوة التفاسیر) ۵ اب اللہ تعالیٰ توحید اور قدرت کے دلائل بیان فرمارہا ہے۔ ارشاد ہورہا ہے کہ آسمانوں، زمین اور ان دونوں کے درمیان مخلوقات عجیبہ، احوال غریبہ اور امور بدیعہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اس کی حکمت پر دلالت کررہے ہیں۔ (صفوة التفاسیر) ۶ یعنی تم میں سے ہر ایک کی پیدائش میں قدرت ووحدانیت کی نشانیاں ہیں ہر انسان کی تخلیق نطفہ سے ہوئی، نطفہ جم کر لوتھڑا بنا پھر لوتھڑا بوٹی بنا یہاں تک کہ انسان بن گیا۔ اسی طرح جانوروں کی پیدائش پر بھی غور وفکر کرو تو تم پر واضح ہوگا کہ وہ صانع کس قدر قدرت کا مالک ہے اور اسکی صنعت کیسی عجیب ہے۔ (مظہری)

فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ

پس زندہ گردانیدہ اند بداں زمین از پس مرگ آں ر در گردانیدن باد را نشانہا

پس اس سے زمین کو زندہ کیا اس کے مرنے کے بعد اور ہواؤں کے پھیرنے میں نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۵ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ

مر قومیرا کہ میدانند ایں آیاتہاے خدا ست بخوانیم آنرا بر تو براستی

جاننے والی قوم کیلئے ۱ یہ اللہ کی آیتیں ہیں ہم پڑھتے ہیں اسے تم پر حق کے ساتھ

فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَ اللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝۶ وَيْلٌ

پس کدام سخن بعد از حدیث خدای و آیات او ایمان آرند ویل

پس کونسی بات پر اللہ اور اس کی آیتوں کے بعد ایمان لائیں گے ۲ خرابی ہے

لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝۷ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ

مر ہر دروغگوی بزکار می شنوند آیاتہاے خدای خواندہ شود بر و پس اصرار کند

ہر جھوٹ کہنے والے گناہگار کیلئے ۳ اللہ کی آیتوں کو سنتا ہے (جو) اس پر پڑھی جاتی ہے پھر اصرار کرتا ہے

مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۸ وَاِذَا

در حالتیکہ کرد سرکشی است گویا کہ نشنیدہ است او را پس مژدہ دہ او را بعذاب سخت و چوں

سرکشی کی حالت میں گویا کہ اسے سنا ہی نہیں پس اسے سخت عذاب کی خوشخبری دو ۴ اور جب

عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْـًٔا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

بشناسند از آیات ما چیزیرا فرا گیرد آنرا بہزویہ آنگروہ ایشانست عذاب

ہماری آیتوں میں سے کسی چیز کو پہچان لیتا ہے تو اسکی ہنسی بناتا ہے وہی گروہ ہے جس کیلئے

مُّهِيْنٌ ۝۹ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا

ترسناک از پس ایشاں دوزخ و سود نکند از ایشاں آنچہ

خوفناک عذاب ہے ۵ ان کے پیچھے دوزخ ہے اور انھیں نفع نہ دیگا جو

۱ یعنی رات و دن کی آمد و رفت اور گرمی و سردی کے موسم میں گھٹاؤ بڑھاؤ میں نشانیاں ہیں۔ مِنْ رِّزْقٍ: رزق سے مراد ہے بارش کیونکہ بارش پیدائشِ رزق کا سبب ہے۔ زمین کے خشک ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو بارش سے سرسبز کر دیتا ہے۔ اٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ: ان لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں جو دلائل کو سمجھتے اور ایمان لاتے ہیں یاقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ سے اہل عقل مراد ہیں کیونکہ کافر تو بے عقل جانور ہیں بلکہ جانوروں سے بھی زیادہ گم کردہ راہ۔ بیضاوی نے لکھا ہے کہ تینوں آیات میں جو نشانیاں ذکر کی گئی ہیں وہ ظہور اور وقت کے لحاظ سے مختلف ہیں کوئی بالکل ظاہر ہے کوئی دقتِ نظر اور غور کی محتاج ہیں۔ اسی لئے تینوں آیتوں کے مقاطع میں تین مختلف لفظ [مؤمنین، قوم یعقلون، قوم یوقنون] آیا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ مقاطع میں اختلاف محض عبارت کی نیرنگی کی غرض سے کیا گیا [معنی اور مضمون میں کوئی اختلاف نہیں ہے] کیونکہ ایمان و ایقان تو ہم معنی لفظ ہیں اور دونوں سمجھنے کا نتیجہ ہیں۔ عقل سلیم کا تقاضا ہے کہ خالق جہاں کو مانا جائے اور اس پر یقین کیا جائے۔ (مظہری)

۲ بِالْحَقِّ کا مطلب یہ ہے کہ ان نشانیوں کی صحت دلائل عقلیہ سے معلوم ہیں۔ پس اگر کوئی ان نشانیوں سے منتفع نہ ہو تو اس کے بعد جائز نہیں ہے کہ وہ اس سے نفع حاصل کرے۔ (تفسیر کبیر)

۳ ویل جہنم میں ایک وادی ہے جو لوگ ان استدلال کو چھوڑ دیتے ہیں ان کیلئے اس وادی کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اَفَّاکٍ: یعنی بہت جھوٹا۔ اَثِیْمٍ: یعنی گناہ کا ارتکاب کرنیوالا، اس سے نضر بن حارث مراد ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے حارث بن کلدہ مراد ہے۔ ثعلبی کہتے ہیں کہ اس سے ابو جہل اور اس کے ساتھی مراد ہیں۔ (القرطبی) ۴ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جب کفار کیلئے نشانیوں کو بیان فرمایا اور اس کے بعد یہ ارشاد ہوا کہ اب اس کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے۔ ان دلائل کے اتنے ظاہر ہونے کے باوجود بھی اگر ایمان نہیں لاتے تو ان کیلئے وعید عظیم ہے۔ اثیم کیلئے دو مقام ہیں (۱) وہ انکار اور استکبار پر ڈٹا رہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یَسْمَعُ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰی عَلَیْهِ ثُمَّ یُصِرُّ مُسْتَکْبِرًا یعنی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو سنتے ہیں پھر بھی تکبر یعنی نہ ماننے پر ڈٹے رہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ایمان کو چھوڑ کر کفر پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ شخص عجمیوں کی کہانیاں خرید کر لاتا اور لوگوں کو قرآن کی سماعت سے ہٹا کر ان عجمی کہانیوں میں مشغول کرتا تھا۔ آیت عام ہے ہر اس جگہ کیلئے جہاں یہ بات پائی جائے۔ (تفسیر کبیر) ۵ (۲) اس آیت کریمہ میں اَثِیْمٍ کا دوسرا مقام بیان کیا جا رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسا شخص اصرار اور استکبار کے مقام سے نکل کر استہزاء کے مقام کی طرف بڑھ جاتا ہے اسی بناء پر ارشاد ہوا کہ جب ہماری آیتوں کو پہچان لیتے ہیں کہ یہ حق ہے اس کے بعد بھی ان آیتوں کا استہزاء کرتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ جب یہ لوگ محسوس کرتے ہیں کہ ان نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمائی پھر بھی استہزاء کرتے ہیں۔ اُولٰٓئِکَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ: یعنی ہر وہ جو جھٹلانے والا گناہگار ہو اس کیلئے ذلت والا عذاب ہے۔ (تفسیر کبیر) یعنی زقوم کے بارے میں معلوم جانے کے باوجود استہزاء کے طور پر کہا کہ یہ پنیر اور کھجور ہے، اسی طرح جب یہ معلوم ہوا کہ جہنم میں داروغہ ۱۹ ہونگے تو استہزاء کے طور پر کہا کہ ان ۱۹ کیلئے تنہا ہی کافی ہوں ایسے شخص کیلئے ذلت والا عذاب ہے۔ (القرطبی)

كَسَبُوْا شَيْـًٔا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ

کردند چیزیرا و نه فرا گرفتند بجز خدای دوستان

انھوں نے کمایا اور نہ وہ جسے اللہ کے سوا دوست بنایا ہو

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٠﴾ هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

و ایشانرا ست عذاب بزرگ ایں قرآن راہ نمایندہ است و آنانکہ نگرویدند

اور ان کیلئے بڑا عذاب ہے[1] یہ قرآن راہ دکھانے والا ہے، اور وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا

بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ﴿١١﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ

بآیات پروردگار خود ایشانرا ست عذاب از سخت ترین دردناک اللہ است آنکہ

اپنے رب کی آیتوں کا ان کیلئے سخت ترین دردناک عذاب ہے[2] اللہ وہ ہے جس نے

سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا

مسخر کرد برائے شما دریا تا می رود کشتی دراں بامر او و تا بجوئید

تمہارے لئے دریا کو مسخر کیا تا کہ اس میں اس کے حکم سے کشتی چلے اور تا کہ تم تلاش کرو

مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿١٢﴾ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي

از فضل او و شاید کہ شما شکر گوئید و رام کرد برائے شما آنچہ در

اس کے فضل کو اور شاید کہ تم شکر ادا کرو[3] اور تمہارے لئے مسخر کیا جو کچھ

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

آسمانہا و آنچہ در زمین است ہمہ از و ہر آئنہ دریں

آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے ان سب کو اپنی طرف سے، بیشک اس میں

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿١٣﴾ قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا

ہر آئنہ نشانہا ست مر قومیرا کہ فکر کنند بگو مر آنانرا کہ گرویدند در گذارند

ضرور نشانیاں ہیں فکر کرنے والی قوم کیلئے[4] آپ فرما دیجئے ان لوگوں سے جو ایمان لائے درگذر کریں

تفسیر اظہار العرفان

[1] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہے اس کے آگے جہنم ہے اس کی نظیر اس آیت میں ہے مِنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ۔ ترجمہ: ''جہنم اس کے آگے ہوگی اور اسے پیپ پلایا جائیگا'' یہاں وَرَآئِهٖ بمعنی اَمَامِهٖ ہے یعنی اس کے آگے۔ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْـًٔا: یعنی مال اور اولاد۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا: یعنی ان کی اولاد اور ان کے مال ہرگز عذاب سے انھیں نہ بچائیں گے۔ (القرطبی)

[2] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہر وہ جسے حضرت محمد ﷺ لیکر آئے وہ هُدًى ہے، بعض نے کہا کہ یہاں هُدًى سے مراد قرآن کریم ہے۔ وہ لوگ جو اپنے رب کے دلائل کو جھٹلاتے ہیں ان کیلئے عذاب ہے مطلب یہ ہے کہ ان کیلئے عذاب الیم میں سے عذاب ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ: یعنی ہم نے ظالموں کیلئے آسمان سے عذاب اتارا۔ یہاں رجز بمعنی عذاب کے ہے۔ بعض نے کہا کہ رجز ایسی پلیدی کو کہتے ہیں جو رجس کی مثل ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ: اور انھیں پیپ کا پانی پلایا جائیگا۔ (القرطبی)

[3] جاننا چاہیئے کہ کشتیوں کا سمندر میں چلنا بھی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور یہ نشانی حاصل نہیں ہوتی مگر تین چیزوں کی تسخیر کے سبب (١) ہوا جو موافق ہو تا کہ کشتی پر سوار منزل مقصود کی طرف جا سکے (٢) پانی کے اوپر حصے کو اللہ تعالیٰ نے اس حیثیت سے پیدا فرمایا کہ کشتی اس کے اوپر رواں دواں ہو سکے (٣) لکڑی کی پیدائش بھی کشتی کی تعمیر کیلئے معاون ہے۔ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ: یعنی تجارت کے سبب سفر کرو، یا لؤلؤ یا مرجان کے نکالنے کی غرض سے، یا مچھلی کے شکار کی غرض سے سفر کرو۔ (تفسیر کبیر) وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ: یعنی تم ان نعمتوں کے عوض اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاؤ اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرو۔ اس آیت میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو مسخر کیا تا کہ انسان اس پر کشتی چلا سکے اور یہ تسخیر انسان کے ساتھ خاص ہے نہ کہ کشتی کے ساتھ، بلکہ کشتی اور سمندر دونوں کو اللہ تعالیٰ نے انسان کیلئے مسخر فرمایا۔ یہ تسخیر انسان کیلئے اس لئے فرمایا کہ انسان اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا مظہر ہے۔ اس لئے انسان پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر صدق دل سے بجالائے۔ (روح البیان) [4] یعنی جو موجودات ہیں ان سب کو انسان کے منافع کیلئے مسخر کیا۔ انسان کو چاہیئے کہ غور وفکر سے کام لے۔ مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک قوم کے پاس سے گذرے جو قوم غور وفکر کر رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: خلق میں غور وفکر کرو خالق میں غور وفکر نہ کرو۔ حدیث شریف میں ہے کہ شیطان تم میں سے کسی ایک کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ بندہ کہتا ہے اللہ نے۔ پھر کہتا ہے زمین کو کس نے پیدا کیا؟ بندہ کہتا ہے اللہ نے۔ پھر کہتا ہے اللہ کو کس نے پیدا؟ اس وقت جب بندہ فتنہ میں پڑ جائے تو چاہیئے کہ کہہ دے کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ جاننا چاہیئے کہ تفکر عبادات سے افضل ہے اس لئے کہ تفکر قلب کا عمل ہے جو نفس کے عمل سے اعلیٰ اور اجل ہے۔ اسی بناء پر نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک ساعت کا تفکر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے، دوسری روایت میں ہے کہ ساٹھ سالوں کی عبادت سے بہتر ہے، ایک اور روایت میں ہے کہ ستر سالوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ موت کے بارے میں تمہارا تفکر کرنا اور اس کی ہولناکیوں کے بارے میں تمہارا تفکر کرنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جہنم کے بارے میں تفکر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (روح البیان)

لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا

مر آنانرا که امید نمی دارند از عذاب خدای تا جزا دہد قومیرا بآنچه بودند

ان سے جو اللہ کے عذاب کی امید نہیں رکھتے تا کہ اللہ تعالیٰ ایک قوم کا بدلا دے جو

يَكْسِبُوْنَ ﴿١٤﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ

کسب میکردند ہر که بکند نیکی پس مر او را ست و ہر که بد کند

وہ سب کماتے تھے ۱؎ جو کوئی نیکی کرے پس اسی کیلئے ہے اور جو کوئی گناہ کرے

فَعَلَيْهَا ۫ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿١٥﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ

پس براں ست وبال باز بسوے پروردگار شما باز گردیده خواہید شد وہر آئنه دادیم ما بنی

پس اس کا وبال اسی پر ہے پھر تم سب اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے ۲؎ اور بیشک ہم نے بنی

اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ

اسرائیل را کتاب و حکم و نبوت و روزی دادیم ایشانرا از

اسرائیل کو کتاب اور حکم اور نبوت دی اور ہم نے انھیں پاکیزہ روزی دی

الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦﴾ ۚ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ

پاکیزہا و فضیلت دادیم ایشانرا بر عالمیان و دادیم ایشانرا معجزہا

اور ہم نے انھیں عالمین پر فضیلت دی ۳؎ اور ہم نے انھیں روشن دلیلیں دیں

مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ

از کار دین در آنچه اختلاف نکردند مگر از پس آنچه آمد بدیشاں

دین کے کام میں سے، پس اس میں اختلاف نہیں کیا مگر بعد اس کے کہ ان کے پاس

الْعِلْمُ ۙ بَغْيًا ۢ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

دانش بحسد میان ایشاں ہر آئنه پروردگار تو حکم کند میان ایشاں روز قیامت

علم آیا آپس کے حسد سے، بیشک تمہارا رب ان کے درمیان قیامت کے روز فیصلہ فرمائیگا ۴؎

۱؎ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے بندوں کو توحید، قدرت اور حکمت کے دلائل دے دیئے تو اپنے بندوں کو اخلاقِ فاضلہ اور افعالِ حمیدہ کی تعلیم دے رہا ہے۔ اس آیتِ کریمہ کے شانِ نزول میں اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا: سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ: سے عبداللہ بن ابی مراد ہے اور وہ اس طرح کہ غزوہ بنی مصطلق میں یہ سب ایک کنواں جس کا نام مریسیع تھا اترے۔ عبداللہ بن ابی نے اپنے غلام کو پانی لانے کیلئے بھیجا لیکن وہ غلام بغیر پانی کے واپس آیا تو ابن ابی نے پوچھا کہ تمہیں کس نے پانی لینے سے روکا؟ جواب دیا کہ عمر کے غلام نے ہمیں پانی لینے سے روکا وہ راستہ میں بیٹھا ہے اور کسی ایک کو آگے نہیں جانے دیتا اور کہتا ہے کہ جب نبی ﷺ کا مشکیزہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مشکیزہ اور دیگر سرداروں کا مشکیزہ بھر جائیگا تو میں دوسرے لوگوں کو پانی کیلئے چھوڑونگا۔ یہ سن کر ابن ابی نے کہا کہ ہمارے اور ان لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسی تمہارا موٹا کتا جوان لوگوں کو کھا جائے۔ ابن ابی کی یہ بات جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ تلوار لیکر اس کی جانب متوجہ ہوئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت فرمائی۔ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ کفار قریش میں سے ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالی دی آپ نے اس گالی دینے والے کو پکڑ لیا پس اللہ تعالیٰ نے عفو و درگزر کی غرض سے یہ آیت نازل فرمائی۔ میمون بن مہران کہتے ہیں کہ جب آیت مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا نازل ہوئی تو فنحاص نامی یہودی نے کہا کہ محمد ﷺ کا رب محتاج ہوگیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب اس کی یہ بات سنی تو تلوار لے کر اس کی تلاش میں نکلے۔ ادھر نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو واپس بلانے کی غرض سے قاصد بھیجا یہاں تک کہ آپ واپس لوٹ آئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ کا مطلب یہ ہے کہ وہ سب اللہ کے ثواب کی امید نہیں رکھتے اور نہ اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ (تفسیر کبیر) ۲؎ یعنی جو کوئی اس دنیا میں بھلائی کریگا اسکا نفع اسی کے نفس کو ملیگا اور جو کوئی شرک کا مرتکب ہوگا اسکا نقصان بھی اسی کو ملیگا۔ تم سب قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کئے جاؤ گے پھر وہ تمہیں ہر ایک کام کا بدلہ انصاف کے ساتھ دیگا۔ نیکوکار کو اس کی نیکی کا بدلہ دیگا اور گناہگار کو اس کے گناہ کا بدلہ دیگا۔ (صفوۃ التفاسیر) ۳؎ یعنی ہم نے توریت اور کتاب کی فہم بنی اسرائیل کو عطا کی۔ واضح رہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے تک بنی اسرائیل میں نبی ہوتے رہے۔ یہاں رزق سے مراد ہے اللہ تعالیٰ نے انھیں ملک شام میں طرح طرح کی کھانے پینے کی اشیاء عطا کیں۔ بعض نے کہا کہ یہاں رزق سے مراد ہے من اور سلویٰ۔ (القرطبی) ۴؎ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ: امر دین کی کھلی دلیل، اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان تمام امور کا علم عطا فرمایا تھا جن کو جاننا اور ان پر عقیدہ رکھنا ضروری تھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت اور بعثت کی نشانیاں بھی بتا دی گئی تھیں وہ رسول اللہ ﷺ کو اتنا ہی یقینی طور پر جانتے پہچانتے تھے جتنا اپنی اولاد کو پہچانتے تھے۔ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا: یعنی امور دین میں یا رسول اللہ ﷺ کے سلسلے میں ان کا باہمی اختلاف اسی وقت ہوا جب ان کو حقیقت کا علم ہوگیا اور یہ اختلاف محض آپس کی عداوت، حسد اور نفسانی خواہشات کی وجہ سے ہوا کسی محکم دلیل کی روشنی میں یہ اختلاف نہیں ہوا تھا۔ (مظہری)

فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ⑰ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيعَةٍ

در آنچه بودند دراں اختلاف کردند پس گردانیدیم ترا بر راہی روشن

جس میں وہ سب اختلاف کرتے تھے، پھر ہم نے تمہیں ایک روشن راہ پر کیا

مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ⑱

از کار دین پس پیروی کن آنرا و مپیروی کن آرزوہاے آنانکہ نمیدانند

دین کے کام میں پس اسی کی پیروی کرو اور ان لوگوں کی خواہش کی پیروی نہ کرو جو جانتے نہیں ہیں[۱]

اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ

ہر آئنہ ایشاں دفع نکنند از تو از خدای چیزیرا و ہر آئنہ ستمگاران

بیشک وہ تم سے نہیں ہٹا سکیں گے اللہ کے مقابلے میں کچھ بھی اور بیشک ظالم

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ⑲ هٰذَا

بعضے ایشاں دوستان بعض اند و خدای دوست پرہیزگارانست ایں

ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور اللہ پرہیزگاروں کا دوست ہے[۲] یہ

بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ⑳

بینا نہا ست براے مردمان و راہ نماینده و رحمت مر قومیرا کہ بیگمانند

لوگوں کے واسطے دانشمندیاں ہیں اور رہنما اور رحمت یقین رکھنے والی قوم کیلئے[۳]

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ

بلکہ پنداشتند آنانکہ کسب کردند بدیہا آنکہ گردانیدیم ایشانرا

بلکہ ان لوگوں نے گمان کیا جنھوں نے برائی کمائی یہ کہ ہم انھیں ان لوگوں کی طرح کر دینگے

كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ

مانند آنانکہ گرویدند و کردند نیکیہا برابر است زندگی ایشاں و مرگ ایشاں

جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے، برابر ہے ان کی زندگی اور ان کی موت

[۱] دین میں سے جن کاموں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے مشروع فرمایا ہوا سے شریعت کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عَلٰی شَرِیْعَۃٍ کا مطلب ہے کہ امر میں سے ہدایت پر تمہیں کیا' حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ امر نہی' حدود اور فرائض کو شریعت کہتے ہیں' حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ بالکل واضح راستہ کو شریعت کہتے ہیں اس لئے کہ وہ راستہ حق کی جانب لے جاتا ہے' کلبی کہتے ہیں کہ سنت کو شریعت کہتے ہیں اس لئے کہ یہ وہ طریقہ ہے جو آپ سے پہلے انبیاء کا بھی طریقہ رہا ہے' ابن زید کہتے ہیں کہ دین کو شریعت کہتے ہیں اس لئے کہ دین نجات کا راستہ ہے۔ اَلْاَمْـرُ: لغت میں اس کے دو معانی ہیں (۱) بمعنی شاء: جیسے قرآن میں ارشاد ہوا فَـاتَّبَـعُوْٓا اَمْـرَ فِرْعَوْنَ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ۔ ترجمہ ''تو وہ فرعون کے کہنے پر چلے اور فرعون کا کام راستی نہ تھا'' (۲) کلام کی اقسام میں سے ایک وہ ہے جو نہی کے مقابل ہے۔ اس جگہ امر سے ان دونوں معنی کو لینا بھی درست ہے۔ (القرطبی) وَلَا تَتَّبِـعْ اَهْـوَآءَ: بظاہر رسول اللہ ﷺ کو خطاب ہے لیکن خطاب کا اصل رخ امت کی طرف ہے [کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق تو اتباع خواہشات کا احتمال ہی نہیں تھا] یعنی آپکی امت ان لوگوں کا اتباع نہ کرے جو کتاب اللہ سے ناواقف ہیں جیسے فلاسفہ' یا اس طور پر کہ کسی سے انھوں نے کچھ سیکھا ہی نہیں کسی نے کتاب کی بات ان کو پہلے بتائی نہیں جیسے سردارِ قریش تھے [اول گروہ جہل مرکب میں مبتلا ہے اور دوسرا گروہ جہل بسیط کا مریض ہے] سردارِ قریش رسول اللہ ﷺ سے کہتے تھے کہ اپنے باپ دادا کے مذہب کی جانب لوٹ آؤ وہ تم سے افضل تھے' یا یہ مطلب ہے کہ علم تو انکو تھا لیکن قصداً انھوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل ترک کر دیا تھا اور آیات کتاب کی غلط تاویلیں کرتے تھے تو گویا وہ علم ہی سے محروم تھے جیسے علمائے یہود تھے اسی طرح مسلمانوں میں سے وہ فرقے بھی جو راہ حق سے بھٹکے ہوئے ہوں اور اپنی خواہشات کے تابع ہوں۔ (مظہری)

[۲] یعنی ظالم لوگ دنیا میں ایک دوسرے کے دوست ہیں لیکن آخرت میں ان کی دوستی باقی نہیں رہے گی۔ (صفوۃ التفاسیر) [۳] یعنی اس قرآن میں دین کے معالم ہیں جو قرآن کے ان دلائل سے کورا ہوگا وہ میت اور جمادات کی طرح ہے جس میں نہ کوئی حس ہے اور نہ کوئی حیات۔ ایک دوسری جگہ ارشاد ہے فَقَـدْ جَـآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ یعنی تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے قرآن آیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو نو نشانیاں عطا فرمائی اس کے بارے میں ارشاد ہے قَالَ لَقَدْ عَـلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ۔ ترجمہ: ''کہا یقیناً تو خوب جانتا ہے کہ انھیں نہ اتارا مگر آسمانوں اور زمین کے مالک نے دل کی آنکھیں کھولوانے والیاں''۔ بصائر بصیرہ کی جمع ہے اور بصیرت اس نور کو کہتے ہیں جس سے نفس معقولات کو دیکھتا ہے جیسے بصر وہ نور ہے جس سے آنکھ محسوسات کو دیکھتی ہے۔ جاننا چاہیئے کہ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ قرآن تمہارے لئے تمہاری بیماری اور تمہاری دوا دونوں پر دلالت کرتا ہے پس تمہاری بیماری تمہارے گناہ ہیں اور تمہاری دوا استغفار ہے' گناہوں میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے اور اسکا علاج توحید ہے اور توحید کا درجہ ذات' افعال اور صفات کے اعتبار سے ہے توحید کے پہلے درجہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور اللہ ہی پر مؤمنوں کو چاہیئے کہ بھروسہ کریں'' [یقین بھی توحید کے درجہ میں سے ایک درجہ ہے جسکا بیان آیتِ کریمہ میں موجود ہے] (روح البیان)

سَاۤءَ مَا یَحۡکُمُوۡنَ ﴿۲۱﴾ وَخَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ

بد است آنچہ حکم کنند و بیافرید خدای آسمانہا و زمین

برا ہے جو حکم وہ سب لگاتے ہیں برا ہے ۱ اور اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا

بِالۡحَقِّ وَلِتُجۡزٰی کُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا کَسَبَتۡ وَہُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ ﴿۲۲﴾

براستی و تا پاداش دادہ شود ہرتنی بآنچہ کسب کردند و ایشاں ستم دیدہ نشود

حق کے ساتھ اور تا کہ بدلا دیا جائے ہر نفس کو جو اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ کیا جائیگا ۲

اَفَرَءَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـہَہٗ ہَوٰىہُ وَاَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلٰی

آیا بینی آنرا ہر کہ فرا گرفت خدای ہوای او و گمراہ کرد او را خدای بر

کیا آپ نے اسے دیکھا جس نے اپنی خواہش کو خدا بنایا اور اللہ نے باوصف علم گمراہ کیا

عِلۡمٍ وَّخَتَمَ عَلٰی سَمۡعِہٖ وَقَلۡبِہٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِہٖ

دانشی و مہر نہاد بر گوشہاے او و دل او و کرد بر چشم او

اور مُہر لگا دی ان کی کانوں پر اور اس کے دل پر اور اس کی آنکھ پر

غِشٰوَۃً ؕ فَمَنۡ یَّہۡدِیۡہِ مِنۡۢ بَعۡدِ اللّٰہِ ؕ اَفَلَا تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۲۳﴾

پوششی پس کیست راہ نماید اورا از پس خدای آیا پند نمی گیرید

پردہ کیا پس کون ہے جو اسے اللہ کے بعد راہ دکھائے، کیا تم سب نصیحت نہیں پکڑتے ۳

وَقَالُوۡا مَا ہِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنۡیَا نَمُوۡتُ وَنَحۡیَا وَمَا

و گفتند نیست این مگر زندگانی ما دنیا بمیریم و زندہ شویم و

اور انھوں نے کہا نہیں ہے یہ مگر ہماری دنیا کی زندگی ہم مرتے ہیں اور زندہ ہوتے ہیں اور

یُہۡلِکُنَاۤ اِلَّا الدَّہۡرُ ۚ وَمَا لَہُمۡ بِذٰلِکَ مِنۡ عِلۡمٍ ۚ اِنۡ ہُمۡ

ہلاک نمی کند ما را مگر دہر و نیست ایشانرا بدیں ہیچ دانش نیست ایشاں مگر

ہمیں ہلاک نہیں کرتا ہے مگر زمانہ، اور انھیں اسکا کچھ علم نہیں، نہیں ہیں وہ سب مگر ۴

۱ کلبی کہتے ہیں کہ اَلَّذِیۡنَ اجۡتَرَحُوۡا سے عتبہ، شیبہ، اس کے دونوں بیٹے ربیعہ اور ولید بن عتبہ مراد ہیں۔ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا سے حضرت علی، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم مراد ہیں۔ جب بدر کے روز یہ لوگ ان کے سامنے ظاہر ہوئے تو انھیں قتل کیا۔ بعض نے کہا کہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی۔ مشرکین نے کہا کہ آخرت میں مؤمن سے بہتر عطا کیا جائیگا جیسا کہ ایک جگہ ارشاد ہوا وَلَئِنۡ رُّجِعۡتُ اِلٰی رَبِّیۡۤ اِنَّ لِیۡ عِنۡدَہٗ لَلۡحُسۡنٰی: یعنی اگر میں اپنے رب کی طرف لوٹایا بھی گیا تو میرے لئے اسکے پاس بھلائی ہے۔ سَوَآءً مَّحۡیَاہُمۡ وَمَمَاتُہُمۡ: یہ کافروں سے متعلق ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان کافروں کی زندگی اور موت کو برابر کیا۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ مؤمن جب مرتا ہے تو مؤمن ہوتا ہے اور جب اسے قبر سے اٹھایا جائیگا اس وقت بھی وہ مؤمن رہے گا، اور کافر جب مرتا ہے تو کافر ہی ہوتا ہے اور جب اسے اٹھایا جائیگا تو وہ کافر ہی ہوگا۔ (القرطبی)

۲ جب اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ سنا دیا کہ مؤمن سعادت مندی میں کافر کے برابر نہیں ہے تو اب اللہ تعالیٰ اس کی صحت پر دلیل قائم فرما رہا ہے۔ (تفسیر کبیر) یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو حکمت کے ساتھ پیدا کیا تا کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی اس کی قدرت اور کامل صفات پر اس کی تخلیق سے استدلال کیا جا سکے مطلب یہ ہے کہ یہ ساری پیدائش بیکار اور بے سود نہیں ہے بلکہ اس کے اندر اللہ تعالیٰ کی حکمت پوشیدہ ہے۔ نیک اور بد میں امتیاز اور مظلوم کا ظالم سے انتقام دلوانا مقصود ہے اگر یہ امتیاز اور انتقام اس زندگی میں نہ ہو تو مرنے کے بعد بہر حال ہونا ضروری ہے۔ وَلِتُجۡزٰی: اللہ تعالیٰ کی ہستی، اس کی قدرت تامہ اور صفات کاملہ پر استدلال اس کائنات کا مقصد ہے اور یہ بھی غرض ہے کہ ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ مل جائے کسی پر ظلم نہ ہو۔ نکتہ: اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل ظلم نہیں، بے گناہ کو عذاب اور نیک کو ثواب سے محروم کر دینا بھی اس کے لئے ظلم نہیں لیکن غیر مجرم کو سزا یا نیک کو ثواب سے محروم کر دینا بندوں کیلئے ظلم ہے اور جو مخلوق ایسا کرے وہ ظالم ہے اور چونکہ ظاہری طور پر اللہ اگر یہ فعل کرے تو اسکا فعل ظلم کا ہم شکل ہوگا اس لئے اس کو بھی ظلم کہہ دیا گیا۔ (مظہری) ۳ حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ قریش ایک مدت سے پتھروں کی عبادت کرتے چلے آ رہے تھے جب وہ ایک پتھر کو دوسرے سے خوبصورت پاتے تو پہلے کی عبادت چھوڑ کر دوسرے کو پوجنے لگتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) ۴ یعنی زندگی تو بس یہی زندگی ہے کسی زمانے میں ہم جیتے ہیں تو کسی زمانے میں ہم مرتے ہیں۔ اِلَّا الدَّہۡرُ: یعنی مرور زمانہ ہی موت کا سبب ہے، گردش زمانہ سے آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے پھر مر جاتا ہے یعنی مرور زمانہ کے علاوہ کوئی اور صانع قادر نہیں ہے۔ دھر اصل میں اس عالم کی پوری عمر کو کہا جاتا ہے یعنی اس جہان کے آغاز آفرینش سے ختم عالم کی درمیانی پوری مدت کا نام دھر ہے۔ اس کے بعد ہر طویل مدت پر لفظ دھر کا اطلاق ہونے لگا۔ لفظ زمانہ کی وضع مدت کیلئے ہے خواہ کوتاہ ہو یا طویل۔ اِنۡ ہُمۡ اِلَّا یَظُنُّوۡنَ: یعنی بغیر علم و دلیل کے یہ لوگ زمانہ کے مؤثر حقیقی ہونے کا حکم لگا رہے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دھر کو برا نہ کہو کیونکہ حقیقت میں اللہ ہی دھر (زمانے کو پھرنے والا) ہے۔ (مظہری)

إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿٢٤﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ
گمانبرند و چوں خوانده شود بر ایشاں آیات ما روشن نباشد برهان ایشاں
گمان کرتے ہیں۔ اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں پڑھی جائیں تو ان کی دلیل نہیں ہوتی ہے

إِلَّا أَن قَالُوا ائْتُوا بِآبَائِنَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٥﴾
مگر آنکه گفتند بیارید پدران ما اگر هستید راستگویان
مگر یہ کہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا کو لاؤ اگر تم سچ کہنے والے ہو ۱

قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ
بگو خدای زنده کند شما را باز میراند شما را پس جمع کند شما را تا روز
آپ فرما دیجئے اللہ تمہیں زندہ کریگا پھر تمہیں مارے گا پھر تم سب کو جمع کریگا قیامت کے

الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾
قیامت نیست شبه دراں و لیکن اکثر مردماں نمیدانند
روز جس میں کوئی شبہ نہیں لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں ۲

وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَيَوْمَ تَقُومُ
و مر خدا راست پادشاہی آسمانها و زمین و روزیکه برپا شود
اور اللہ کیلئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت' اور جس دن قائم ہو گی

السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَخْسَرُ الْمُبْطِلُونَ ﴿٢٧﴾ وَتَرَىٰ كُلَّ
قیامت آنروز زیاں کننده تباہکاراں و بینی هر
قیامت اس روز تباہکار نقصان اٹھائیں گے ۳ اور تم دیکھو گے ہر

أُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَىٰ إِلَىٰ كِتَابِهَا ۖ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ
گروہی را بزانو در آمده هر گروہی خوانده شود بکتابہاے ایشاں امروز جزا داده شوید
گروہ کو زانو کے بل گرا پڑا ہوا گا ہر گروہ کو ان کے نامۂ اعمال کے ساتھ بلایا جائیگا آج تمہیں بدلا دیا جائیگا ۴

تفسیر اظہار العرفان

۱ یعنی جب ان مشرکین پر ہماری آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے جن کا حق ہونا ان پر خوب واضح ہو چکا ہے اور ان آیتوں کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں بن سکا تو صرف یہ کہہ کر ان آیتوں کا انکار کرتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا کو زندہ کر کے ہمارے پاس لاؤ۔ (صفوۃ التفاسیر)

۲ یعنی اے محمد ﷺ! آپ ان لوگوں سے فرما دیجئے کہ اللہ وہ ہے جس نے ابتدأ تمہیں نطفہ سے پیدا فرمایا' پھر جب تمہاری عمر پوری ہو جائیگی تو وہی تمہیں موت دیگا دہر تمہیں موت وحیات نہیں دیتا ہے جیسا کہ تم نے گمان کر رکھا ہے پھر مرنے کے بعد وہی تمہیں حساب وکتاب کیلئے زندہ فرمائیگا جیسا کہ تمہیں دنیا میں زندہ کیا پس ذرا سوچو جو اللہ تمہیں پہلی بار پیدا فرما سکتا ہے وہ تمہیں دوبارہ زندہ کرنے پر کیا قدرت نہیں رکھے گا؟ لیکن اکثر لوگ اپنی جہالت اور کم نظری کے پیش نظر اس میں غور وفکر نہیں کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو نہیں جانتے ہیں اور بعث وجزا کا انکار کر دیتے ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر)

۳ سابقہ آیات میں زندہ رکھنے' مردہ کرنے اور قیامت کے دن سب کے جمع کرنے پر اللہ تعالیٰ کے قادر ہونے کو بیان کیا گیا ہے اس آیت میں عمومی قدرت کا اظہار فرمایا ہے۔ يَخْسَرُ الْمُبْطِلُونَ یعنی قیامت کے دن اہل باطل کی خسران مالی سامنے آئیگی سب کو دوزخ میں بھیج دیا جائیگا۔ (مظہری)

۴ جاثیہ کے بارے میں پانچ تاویلات ہیں (۱) حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ اس سے مراد ہے مستوفزہ' حضرت سفیان کہتے ہیں کہ مستوفزہ اس شخص کو کہتے ہیں جس کے دونوں گھٹنے اور انگلیوں کے پورے زمین سے لگے ہوں۔ حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ یہ حساب کے وقت ہوگا (۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد مجتمعہ ہے یعنی ہر اہل دین کو تم وہاں جمع ہوتے دیکھو گے (۳) حضرت عکرمہ اسکا مطلب بیان کرتے ہیں کہ متمیزہ یعنی ہر گروہ دوسرے سے جدا ہوگا (۴) مؤرخ کہتے ہیں کہ قریش کی زبان میں جاثیہ عاجزی کرنیوالے کو کہتے ہیں (۵) حضرت حسن کہتے ہیں کہ سواری پر بیٹھنے والے کو جاثیہ کہتے ہیں۔ پھر اس بارے میں یحییٰ بن سلام کہتے ہیں کہ یہ کفار کے ساتھ خاص ہے' یہ بھی کہا گیا ہے کہ مؤمن اور کافر ہر ایک کیلئے ہے جب وہ حساب کے انتظار میں ہونگے (القرطبی) بغوی نے لکھا ہے کہ جاثیہ دوزانو بیٹھنے والا فریق معاملہ ہے جب حاکم کے سامنے اپنا معاملہ پیش کرتا ہے تو دوزانو بیٹھ کر پیش کرتا ہے اور فیصلے کا انتظار کرتا ہے۔ حضرت علی ﷛ فرماتے ہیں کہ میں ہی سب سے پہلا شخص ہونگا جو دوزانو ہو کر اللہ کے روبرو اپنا جھگڑا پیش کرونگا۔ حضرت سلمان فارسی ﷛ نے فرمایا: قیامت کے روز ایک ایسی ساعت ہوگی جو دس سال کی ہوگی جب سب لوگ اس مدت کے دوران دوزانو پڑے ہونگے یہاں تک کہ حضرت ابراہیم ؑ بھی پکار اٹھیں گے کہ اے اللہ۔ میں صرف اپنے نفس کے بچاؤ کی تجھ سے درخواست کرتا ہوں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ قیامت کے دن لوگ جماعت بن کے اپنے نبی کے پیچھے جائیں گے۔ عبداللہ بن ثانیہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ منظر میرے سامنے ہے کہ میں جہنم سے ورے' کرم [کے مقام] میں تم کو مجتمع دیکھ رہا ہوں اس کے بعد سفیان نے یہ آیت تلاوت کی۔ شیخ ابن حجر نے لکھا ہے کہ کرم سے مراد اونچی جگہ جہاں امت محمدیہ جمع ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سارے اعمال نامے عرش کے نیچے جمع ہونگے جب میدان میں لوگوں کو کھڑا کیا جائیگا تو ایک آیت ہوا میں اڑ کر اعمال ناموں میں داخل ہوگی وہ یہ آیت ہوگی اِقْرَأْ كِتَابَكَ الخ۔ (مظہری)

مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٨﴾ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ

آنچہ بودید کہ میکردید اینست کتاب ما سخن گوید بر شما براستی

جو تم کرتے تھے۔ یہ ہماری کتاب ہے جو تم پر بات کہتی ہے حق کے ساتھ

اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٩﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ہر آئنہ ما نسخہ گرفتیم آنچہ بودید میکردید پس اما آنانکہ گرویدند

بیشک ہم لکھتے تھے جو تم کرتے تھے ۱؎ پس وہ لوگ جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ

و کردند نیکیہا پس در آرد ایشانرا پروردگار ایشاں در رحمت خود

اور اچھے کام کئے پس انکا رب انھیں اپنی رحمت میں داخل فرمائیگا

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿٣٠﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَفَلَمْ

اینست آں رستگاری بیدا و اما آنانکہ نگرویدند آیا

یہ ہے وہ کھلی کامیابی ۲؎ اور وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا' کیا

تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا

نبود آیات من کواند شود بر شما پس تکبر کردید و بودید شما گروہی

(ایسا) نہ تھا کہ تم پر میری آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو تم نے تکبر کیا اور تم سب مجرم

مُّجْرِمِيْنَ ﴿٣١﴾ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ

مجرمان و چوں گفتہ شد ہر آئنہ وعدہ خدای راست است و قیامت

گروہ تھے ۳؎ اور جب کہا جائے بیشک اللہ کا وعدہ حق ہے اور قیامت

لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ اِنْ نَّظُنُّ

نیست شبہ دراں میگفتید نمیدانیم چیست قیامت گمان نمی بریم

اس میں کوئی شک نہیں تو تم کہتے تھے کہ ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے' ہم گمان نہیں کرتے ۴؎

۱؎ حضرت علی ﷺ فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ کے فرشتے روزانہ اس چیز کو لے کر اترتے ہیں جس میں بنی آدم کے اعمال لکھے جاتے ہیں' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ مطہرین کو بندوں کے اعمال لکھنے پر مامور فرمایا ہے پس یہ ملائکہ بندوں کے اعمال لکھ کر ہر جمعرات کو پیش کرتے ہیں۔ بندے وہی کام کرتے ہیں جو ملائکہ نے ام الکتاب میں ان کے اعمال لکھے ہوتے ہیں۔ان لکھے ہوئے اعمال میں نہ اضافہ ہوگا اور نہ کمی ہوگی' حضرت حسن کہتے ہیں کہ آیت میں لکھنے سے مراد وہ اعمال ہیں جو ملائکہ روزانہ بندوں کے اعمال لکھتے ہیں' یہ بھی مروی ہے کہ ملائکہ روزانہ لکھ کر اعمال پیش کرتے ہیں (القرطبی) ایک روایت میں ہے کہ صبح اور شام ملائکہ اعمال لکھنے کیلئے اترتے ہیں اور ان اعمال کو لکھتے ہیں جو بندہ کررہا ہو۔ (روح البیان)

۲؎ یعنی مؤمن صالح متقی کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائیگا۔ جنت کو رحمت اس لئے کہتے ہیں کہ اس جگہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوگی۔ مؤمن کیلئے یہ ایک ایسی کامیابی ہے جو بالکل واضح ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۳؎ یعنی کافروں سے توبیخ کے طور پر کہا جائیگا کہ کیا تمہارے پاس رسول تشریف نہیں لائے؟ جنہوں نے تم پر اللہ کی آیتوں کی تلاوت کی لیکن تم لوگوں نے تکبر کیا اور ایمان سے منہ پھیرا۔ (صفوۃ التفاسیر)

۴؎ یعنی یہ لوگ قیامت کے بارے میں یقین نہیں رکھتے تھے اس لئے ان کا عمل شریعت کے موافق نہ تھا۔ ایک عاقل شخص پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ جو اسے خبر دے اس پر یقین رکھے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان پر ذرا برابر بھی شک نہ کرے پس اللہ تعالیٰ نے مؤمنین موقنین کے بارے میں وعدہ فرمایا کہ انھیں خوشیوں کا وارث بنائیگا اور انھیں قیامت کی ہولنا کیوں سے بچائیگا۔ اہل ایمان اس وعدہ کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔ انھیں یہ خبر بھی ہے کہ وہ رحمت جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وقوع قیامت کے بعد ہی اسے ملے گی پس وقوع قیامت کے بعد اہل ایمان جنت میں داخل ہونگے۔ جاننا چاہیئے کہ یقین کا پہلا درجہ علم الیقین ہے اور یہ ادراک باطنی اور غور وفکر سے حاصل ہوتا ہے اور یہ ان علماء کیلئے حاصل ہے جو غیب پر یقین رکھتے ہیں۔ اس جگہ علمیہ میں اضافہ نہیں ہوتا ہے مگر ارواح قدسیہ کی مناسبت سے۔ یقین کا دوسرا درجہ عین الیقین کا ہے اور یہ درجہ حاصل نہیں ہوتا مگر اس مشاہدہ سے جو پہلے سے معلوم ہو۔ یقین کا تیسرا درجہ حق الیقین کا ہے اور یہ درجہ اس وقت ثابت ہوگا جب عین کا حق ہونا ثابت ہو جائے۔ واضح رہے کہ عین الیقین کا درجہ اولیاء کے لئے ثابت ہے جبکہ انبیاء علیہم السلام کیلئے حق الیقین کا درجہ ثابت ہے۔ ان تینوں سے ہٹ کر باطن حق الیقین کا ہے اسے حقیقت الیقین کہتے ہیں اور یہ مرتبہ ہمارے نبی ﷺ کیلئے ہے۔ جن مراتب کا ذکر کیا گیا ہے وہ مراتب حاصل نہیں ہوتے مگر مجاہدہ سے جیسے وضو پر دوام' کم کھانا' کثرتِ ذکر' آسمانوں اور زمین میں فکر کے سبب سکوت' سنتوں کو ادا کرنا' فرائض کو ادا کرنا' حق کے سوا ہر چیز کو ترک کرنا' کم سونا' حلال کھانا' سچ کہنا اور اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف مراقبہ کرنا۔ یہ سب معائنہ اور مشاہدہ کے مفاتیح ہیں اور ان میں سے ہر ایک شریعتِ نبویہ میں سے ہے اس لئے مسلمان پر لازم ہے کہ ان کی پیروی کرے۔ (روح البیان) علامہ بیضاوی کہتے ہیں کہ ان کافروں کا یہ کہنا کہ ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا ہے' یہ دراصل انکار قیامت میں مبالغہ ہے۔ یہ لوگ قیامت کے بارے میں انکار کرتے تھے کہ ہم اس بارے میں وہم میں مبتلا ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر)

إِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿٣٢﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا

مگر گمانی نیستیم ما بیگمانان و ظاہر شود ایشانرا بدیہا

مگر ایک گمان اور ہم یقین کرنیوالے نہیں۔ اور ان کیلئے برائیاں ظاہر ہو گئیں

وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَقِيْلَ الْيَوْمَ

آنچہ کردند و فرود آمد بدیشاں آنچہ بودند بداں استہزاء کردند و

جو انھوں نے کیا اور انھیں گھیر لیا جس کی وہ سب استہزاء کرتے تھے ۱ اور

نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ

گویند امروز فرو گذاریم را چنانچہ شما دست باز داشتید دیدن ایں روز را و

کہا جائیگا آج ہم تمہیں چھوڑ دیں گے جیسا کہ تم نے اس دن کی ملاقات کو بھلایا اور

وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٣٤﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ

جای شما آتش است و نیست شما ہیچ یارانی ایں بسبب آنست شما

تمہارا ٹھکانا جہنم ہے اور تمہارے لئے کوئی مددگار نہیں ۲ یہ اس سبب کہ تم نے اللہ کی آیتوں کا

هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ

فرا گرفتند آیات خدای بہزایہ و فریفت داد شما را زندگانی دنیا پس امروز بیروں آوردہ نشوند از آتش

مذاق بنایا اور دنیا کی زندگی نے تمہیں دھوکا دیا پس آج اس آگ سے نکالے نہ جائیں گے

يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٣٥﴾ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ

و نہ ایشاں طلب خوشنودی کنند پس خدایراست حمد پروردگار آسمانہا

اور نہ وہ سب خوشنودی طلب کرسکیں گے ۳ پس اللہ کیلئے ہے حمد جو آسمانوں کا رب اور زمین کا رب

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٦﴾ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٣٧﴾

و پروردگار زمین پروردگار عالمیان و مر او راست بزرگواری در آسمانہا و زمین و اوست غالب با حکمت

سارے جہان کا رب ہے ۴ اور اسی کیلئے ہے کبریائی آسمانوں اور زمین میں اور وہی غالب حکمت والا ہے ۵

تفسیر اظہار العرفان

۱ یعنی آخرت میں انکے اعمال کی قباحت ان پر خوب ظاہر ہو جائیگی اور یہ سب عذاب میں گھر جائیں گے اس لئے کہ دنیا میں دین کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۲ مطلب یہ ہے کہ آج تم کو عذاب میں داخل کر کے چھوڑ دیں گے [جیسے کوئی شخص بھولی ہوئی چیز کو چھوڑے رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نسیان سے پاک ہے اس لئے نسیان سے مراد اس جگہ ترک کر دینا ہے] كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا: یعنی جس طرح تم نے آج کی ملاقات کی تیاری ترک کر دی تھی اور اس کی پرواہ بھی نہیں کی تھی۔ (مظہری) کافروں کیلئے تین چیزیں عذاب شدید ہیں (۱) اللہ تعالیٰ کی رحمت بالکلیہ منقطع ہو جائیگی (۲) ان کا ٹھکانا جہنم ہے (۳) ان کے اپنے مددگاروں کی جانب سے کوئی معاونت نہ ہوگی (تفسیر کبیر)

۳ هُزُوًا: یعنی مذاق بنا رکھا تھا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق اڑایا تھا اور ان پر غور نہیں کیا تھا انھوں نے یہ خیال کر رکھا تھا کہ اس دنیوی زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی نہ ہوگی اور اعمال کا حساب نہ ہوگا۔ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ: یعنی ان سے اس بات کی طلب نہیں کی جائیگی کہ توبہ کر کے اللہ کو راضی کر لو کیونکہ توبہ کا وقت گذر چکا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: موت کے بعد رضا الٰہی کی گنجائش نہ ہوگی کیونکہ رضا الٰہی کا حصول اعمال پر موقوف ہے اور اعمال کا وقت [مرنے کے بعد] گذر چکا ہے۔ (مظہری) اللہ تعالیٰ نے اعمالِ قبیحہ میں سے ایسے اعمال کا ذکر فرمایا ہے جو عذاب شدید کیلئے سبب ہیں (۱) دین حق کے انکار پر وہ سب ڈٹے رہے (۲) دین حق کا یہ سب مذاق کرتے رہے (۳) دنیا کی محبت میں یہ لوگ مسلسل غرق رہے اور آخرت سے بالکلیہ اعراض کیا۔ (تفسیر کبیر) ۴ یعنی حمد اللہ تعالیٰ کیلئے خاص ہے پس اس کے سوا کوئی ایک اسکا مستحق نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جمیع کائنات کا خالق و مالک ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۵ یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت و بزرگی کے آثار آسمانوں اور زمین میں ظاہر ہیں وہ ایسا زبردست ہے جس پر کوئی غالب نہ آسکے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بڑائی میری چادر ہے اور بزرگی میری تہ بند [عظمت و کبریائی کی وجہ سے میں مخلوق کی نظر سے پوشیدہ ہوں] ان دونوں میں سے کسی ایک کو بھی اگر کوئی مجھ سے چھیننے کی کوشش کریگا میں اس کو دوزخ میں داخل کر دونگا۔ دوسری روایت میں آیا ہے کہ میں اس کو دوزخ میں پھینک دونگا۔ (مظہری) جاننا چاہیئے کہ جو تکبر کریگا گویا کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے منازعت کی اور جو اللہ تعالیٰ سے منازعت کریگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنت ایسے شخص کیلئے مناسب نہیں ہے۔ یہاں یہ نکتہ بھی ذہن میں رہے کہ حدیث شریف میں اِزار اور رِدا یعنی چادر اور تہ بند کا ذکر آیا ہے قمیض اور شلوار کا ذکر نہیں آیا ہے چونکہ قمیض اور شلوار سلے ہوئے ہوتے ہیں گویا کہ یہ دونوں مرکب ہیں جبکہ اِزار اور رِدا دونوں غیر سلے ہوئے ہوتے ہیں گویا کہ یہ دونوں بسیط ہیں۔ اسی بناء پر حج کی حالت میں انسان غیر سلا ہوا کپڑا پہنتا ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔ آیت میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا بیان ہے جبکہ اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ کی حمد کا ذکر ہے۔ یہ اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرنیوالے والوں پر لازم ہے کہ وہ اس کا اعلیٰ اور اکبر ہونا پہچانیں۔ یعنی عارفین کہتے ہیں کہ تکبر قید جہالت اور قید تعینات سے اللہ تعالیٰ کو پاک مان کر اس کی تعریف کرنے کا نام ہے۔ (روح البیان)

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ احقاف مکی ہے اور اس میں ۳۵ آیات اور ۴ رکوع ہیں ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

حٰمٓ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ②

فرو فرستادن کتاب از خدای غالب با حکمت

اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے کتاب کا اتارنا ہے ۲

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ

نیافریدیم آسمانہا و زمین و آنچہ میان ایشانست مگر براستی

آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اس کے درمیان ہے ہم نے نہ بنایا مگر حق کے ساتھ

وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ③

و وقتی شمردہ و آنانکہ نگرویدند از آنچہ بیم داشتہ شوند رو گردانندگان

اور وقت مقررہ کیلئے، اور وہ لوگ جنہوں نے اس کا انکار کیا جس سے ڈرائے گئے منہ پھیرنے والے ہیں ۳

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ

بگو خبر دہید ترا آنچہ می خوانید بجز خدای بنمائید مرا

آپ فرما دیجئے یہ تو بتاؤ اللہ کو چھوڑ کر جسے تم پکارتے ہو مجھے دکھاؤ

مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِى السَّمٰوٰتِ ۭ

چہ چیز آفریدہ اند از زمین یا ایشانرا ست شرکتی در آسمانہا

انھوں نے زمین میں کیا چیز بنائی یا اس کیلئے آسمانوں میں کوئی ساجھا ہے

۱ سورہ احقاف مکی ہے سوائے اس آیت کے قُلْ اَرَءَيْتُمْ الخ یہ آیت حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس میں ۲۳۰۰ حروف اور ۳۴۴ کلمات ہیں (غرائب القرآن) اس سورت کا ہدف بھی دیگر مکی سورتوں کی طرح عقیدہ ہے۔ عقیدے کا اصولِ کبریٰ وحدانیت، رسالت، بعث اور جزاء ہیں، اس سورت کا محور رسالت اور رسول ہے، اس کی ابتدا اس پر ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہے، پھر ان بتوں کا بیان ہے، جنہیں مشرکین نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرایا اور گمان کیا کہ یہ بت اللہ تعالیٰ کے حضور ان کی شفاعت کریں گے ان کی گمراہی اور خطا کو خوب ظاہر کر کے بیان کیا گیا کہ ایسے بتوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کے کلام کو سن سکتے ہیں اور نہ انھیں کوئی نفع دے سکتے ہیں، پھر بشریت کی مثالوں میں سے چند مثالیں ہدایت کیلئے دی گئی، ولد صالح کا تذکرہ کیا گیا کہ جو اپنی فطرت پر قائم و دائم رہے اور اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرے، پھر ولد شقی کا تذکرہ کیا گیا جو فطرت سے منحرف ہو جائے اور والدین کی نافرمانی کرے اور ایمان کا استہزاء کرے، پھر حضرت ہود علیہ السلام کا قصہ بیان ہوا، اس قوم پر اللہ تعالیٰ نے جو عذاب نازل فرمایا اس کا بھی تذکرہ کیا گیا تا کہ کفار قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب سے باز آ جائیں، اس سورت کا اختتام جنات کے اس گروہ کے بیان پر ہے، جس نے قرآن کریم کو سنا اور اس پر ایمان لا کر اپنی قوم کی جانب لوٹا اور اپنی قوم کو بھی ایمان کی جانب بلایا، اس سورت کا نام احقاف اس لئے ہے کہ عاد کے لوگ جہاں رہتے تھے اس جگہ کا نام احقاف تھا۔ (صفوۃ التفاسیر)

۲ یعنی یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کردہ ہے جو اپنی بادشاہت میں زبردست اور اپنی صنعت میں حکیم ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۳ یہ آیت دلالت کر رہی ہے کہ اس عالم کا کوئی الٰہ ہے اور مزید اس پر بھی دلالت ہے کہ وہ الٰہ عادل اور رحیم ہے اس طرح قیامت کے حق ہونے پر بھی اس کی دلالت ہے۔ اس عالم پر الٰہ کی دلالت یوں ہے کہ خلق عبارت ہے تقدیر سے، اور آسمان و زمین کے آثار ظاہر کر رہے ہیں کہ اسے کوئی نہ کوئی پیدا کرنیوالا ہے۔ آیت کی دوسری دلالت یہ ہے کہ وہ معبود عادل اور رحیم ہے اس کی دلالت اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ہے اِلَّا بِالْحَقِّ۔ اس لئے کہ اس کا معنی ہے فضل، رحمت اور احسان کیلئے۔ اور الٰہ کیلئے ضروری ہے کہ اس کا فضل زائد ہو اور اسکا احسان راجح ہو اور اس کی طرف سے محتاجوں تک منافع پہنچتے ہوں۔ آیت کریمہ سے تیسری بات یہ ظاہر ہو رہی ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھانے اور قیامت کا قول حق ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوگا تو ظالموں سے ظلم کا بدلا لیا جانا معطل ہو جائیگا اسی طرح جو لوگ نیک کام کرتے ہیں ان کے نیک اعمال کا صلہ بھی معطل ہو جائیگا اور برے لوگوں کی سزا بھی معطل ہو جائیگی اس لئے ضروری ہے کہ انسان کو دوبارہ زندہ کیا جائے اور قیامت بھی برپا ہو تا کہ ہر ایک کو اس کے کئے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے۔ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى: مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان اشیاء کو پیدا نہیں کیا مگر حق کے ساتھ اور وقت مقررہ کیلئے۔ یہ حصہ دلالت کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو ہمیشہ رہنے کیلئے پیدا نہیں کیا بلکہ اس دنیا کو دار العمل کے طور پر پیدا فرمایا اور آخرت کو باقی رہنے والا گھر قرار دیا۔ (تفسیر کبیر)

اِیۡتُوۡنِیۡ بِکِتٰبٍ مِّنۡ قَبۡلِ ہٰذَاۤ اَوۡ اَثٰرَۃٍ مِّنۡ عِلۡمٍ

بیارید بمن کتابے پیش ازیں یا بقیہ از دانش

میرے پاس اس سے پہلے کی کوئی کتاب لاؤ یا کچھ بچا علم

اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۴﴾ وَ مَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ یَّدۡعُوۡا

اگر ہستید شما راستگویان و کیست گمراہ تر ازانکہ بخواند

اگر تم سچ کہنے والے ہو[1] اور اس سے بڑا گمراہ کون ہے جو

مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَنۡ لَّا یَسۡتَجِیۡبُ لَہٗۤ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ

بجز خدای آنرا کہ اجابت نکند مر او را تا روز قیامت

اللہ کو چھوڑ کر (ایسے کو) پکارے جو اسے قیامت تک جواب نہ دے سکے

وَ ہُمۡ عَنۡ دُعَآئِہِمۡ غٰفِلُوۡنَ ﴿۵﴾ وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ

و ایشاں از خواندن ایشاں بے خبرانند و چوں حشر کردہ شوند مردمان

اور وہ سب ان کی پکار سے بے خبر ہیں[2] اور جب لوگ جمع کئے جائیں گے

کَانُوۡا لَہُمۡ اَعۡدَآءً وَّ کَانُوۡا بِعِبَادَتِہِمۡ کٰفِرِیۡنَ ﴿۶﴾ وَ اِذَا

بودند ایشانرا دشمنان و بودند پرستش ایشاں کافران و چوں

تو وہ سب انکے دشمن ہونگے اور ان کی عبادت کے منکر ہونگے[3] اور جب

تُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا

خواندہ شود بر ایشاں آیات ما روشن گویند آنانکہ نگرویدند

ان پر ہماری روشن آیتیں پڑھی جائیں تو کہتے ہیں وہ لوگ جنھوں نے حق کا انکار کیا

لِلۡحَقِّ لَمَّا جَآءَہُمۡ ۙ ہٰذَا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ ؕ﴿۷﴾ اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ

مر حق را آنوقتیکہ آمد بدیشاں ایں جادوئیست بیدا آیا میگویند

جب ان کے پاس آئے یہ کھلا جادو ہے[4] کیا وہ سب کہتے ہیں کہ

[1] مطلب یہ ہے کہ غور کرنے کے بعد مجھے بتاؤ کہ جن معبودوں کو تم پوجتے ہو کیا انھوں نے اس ساری دنیا کی کوئی چیز بھی پیدا کی ہے؟ یا تخلیقی عالم میں ان کی شرکت کا تصور بھی کیا جاسکتا ہے؟ جب ان کی شرکت کی تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے تو پھر ان کو معبود ہونے کا استحقاق کیسے حاصل ہو سکتا ہے اور کس وجہ سے تم ان کو معبود قرار دیتے ہو اور پوجتے ہو؟ ایک گمان کیا جاسکتا ہے کہ عالم سفلی یعنی کائنات عنصری میں جو حوادث و واقعات ہوتے ہیں ان کی تخلیق میں عالم علوی یعنی کائنات سماوی کی شرکت ہے اس گمان کو زائل کرنے کیلئے فرمایا کہ تخلیق سماوات میں کیا تمہارے معبودوں کا کوئی دخل ہے یا ان کی شرکت کا تصور بھی کیا جا سکتا ہے؟ (مظہری) واحدی اور اہل لغت اثارۃ کے تین معانی بیان کرتے ہیں (۱) بمعنی بقیہ [مخدوم پاک علیہ الرحمہ نے یہی ترجمہ کیا ہے] (۲) بمعنی روایت (۳) بمعنی علامت، یہ معنی صاحب کشاف نے بیان کیا ہے۔ ان تینوں معانی کے علاوہ ایک معنی وہ ہے جسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے یعنی اثارۃ بمعنی خط۔ اس اعتبار سے آیت کا مطلب یہ ہو کہ اے مشرکو! اگر تمہارے مذہب پر کوئی تحریر ہو تو لاؤ۔ (تفسیر کبیر)

[2] جاننا چاہیئے کہ بتوں کی عبادت پر مشرکین کے قول کو جب باطل کر دیا گیا اس اعتبار سے کہ ان کے پاس خلق، فضل، ایجاد، اعدام، نفع اور ضرر کی قدرت نہیں ہے تو اب اس کے بعد دوسرے طریقے سے ان کے مذہب کے بطلان پر ایک اور دلیل قائم کی جارہی ہے اور وہ اس طرح کہ یہ بت جمادات ہیں پکارنے والے کی پکار کو نہیں سن سکتے ہیں اور نہ محتاجوں کی کسی حاجت کی انھیں خبر ہے۔ بالجملہ پہلی دلیل ہر اعتبار سے علم کی نفی ہے اور جب علم و قدرت کی ہر جانب سے نفی کر دی جائے تو عبادت معلومہ خود بخود باقی نہیں رہتی ہے۔ اسی بناء پر آیت میں کہا گیا کہ اس سے بڑا گمراہ کون ہوسکتا ہے جو ایسے معبودوں کی عبادت کرے جو پکار کو نہ سن سکتے ہوں اور حال یہ ہے کہ قیامت تک نہیں سن سکیں گے۔ (تفسیر کبیر) [3] وہ معبودان پجاریوں کے دشمن ہو جائیں گے۔ فائدہ پہنچانے کی جگہ ضرر دینے کا ذریعہ بن جائیں گے اور ان پجاریوں کی پوجا کی تکذیب کریں گے اور کہیں گے اے اللہ! ہم ان سے بیزار ہیں جو یہ ہمیں پوجتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کے معبود نہ دنیا میں ان کے کام آسکتے ہیں اور نہ آخرت میں بلکہ آخرت میں تو ضرر رساں ہو جائیں گے لہذا ایسے معبودوں کی پوجا کرنے والوں اور اللہ سمیع و بصیر، خبیر، قادر اور مجیب کی عبادت کو ترک کرنے والوں سے زیادہ اور کون گمراہ ہوسکتا ہے۔ (مظہری) [4] جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جب توحید کو مقرر فرما دیا اور جو توحید کے منافی تھے ان کا رد فرما دیا تو اب نبوت کے بارے میں کلام کیا جارہا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے جب ان کے سامنے طرح طرح کے معجزات پیش کئے تو ان کے معجزات کو دیکھ کر مشرکوں نے کہا کہ یہ جادو ہے۔ (تفسیر کبیر) یعنی ان مشرکون پر جب قرآن کی آیتیں تلاوت کی جاتیں جن کا کلام اللہ ہونا ہر جانب سے ظاہر ہوتا تو یہ لوگ اسے ماننے کی بجائے انکار کر دیتے اور کہتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسا جادو ہے جس کے جادو ہونے میں کسی کو شک نہیں۔ صاحب بحر کہتے ہیں کہ ان کافروں کے سامنے جب آیات تلاوت کی جاتی تو یہ لوگ بغیر غور و فکر کے محض بغض و حسد کی بناء پر انکار کر دیتے تھے۔ (صفوۃ التفاسیر)

تفسیر اظہار العرفان

ائْتُونِي بِكِتَابٍ مِّن قَبْلِ هَٰذَا أَوْ أَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ

بیارید بمن کتابے پیش ازیں یا بقیہ از دانش

میرے پاس اس سے پہلے کی کوئی کتاب لاؤ یا کچھ بچا علم

إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ④ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو

اگر ہستید شما راستگویان و کیست گمراہ تر ازانکہ بخواند

اگر تم سچ کہنے والے ہو ۱ اور اس سے بڑا گمراہ کون ہے جو

مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

بجز خدای آنرا کہ اجابت نکند مر او را تا روز قیامت

اللہ کو چھوڑ کر (ایسے کو) پکارے جو اسے قیامت تک جواب نہ دے سکے

وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ⑤ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ

و ایشاں از خواندن ایشاں بے خبرانند و چوں حشر کردہ شوند مردمان

اور وہ سب ان کی پکار سے بے خبر ہیں ۲ اور جب لوگ جمع کئے جائیں گے

كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ⑥ وَإِذَا

بودند ایشانرا دشمنان و بودند پرستش ایشاں کافران و چوں

تو وہ سب انکے دشمن ہونگے اور ان کی عبادت کے منکر ہونگے ۳ اور جب

تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

خواندہ شود بر ایشاں آیات ما روشن گویند آنانکہ نگرویدند

ان پر ہماری روشن آیتیں پڑھی جائیں تو کہتے ہیں وہ لوگ جنھوں نے حق کا انکار کیا

لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ⑦ أَمْ يَقُولُونَ

مر حق را آنوقتیکہ آمد بدیشاں ایں جادوییست بیدا آیا میگویند

جب ان کے پاس آئے یہ کھلا جادو ہے ۴ کیا وہ سب کہتے ہیں کہ

۱ مطلب یہ ہے کہ غور کرنے کے بعد مجھے بتاؤ کہ جن معبودوں کو تم پوجتے ہو کیا انھوں نے اس ساری دنیا کی کوئی چیز بھی پیدا کی ہے؟ یا تخلیقی عالم میں ان کی شرکت کا تصور بھی کیا جاسکتا ہے؟ جب ان کی شرکت کی تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے تو پھر ان کو معبود ہونے کا استحقاق کیسے حاصل ہو سکتا ہے اور کس وجہ سے تم ان کو معبود قرار دیتے ہو اور پوجتے ہو؟ ایک گمان کیا جاسکتا ہے کہ عالم سفلی یعنی کائنات عنصری میں جو حوادث و واقعات ہوتے ہیں ان کی تخلیق میں عالم علوی یعنی کائنات سماوی کی شرکت ہے اس گمان کو زائل کرنے کیلئے فرمایا کہ تخلیق سماوات میں کیا تمہارے معبودوں کا کوئی دخل ہے یا ان کی شرکت کا تصور بھی کیا جا سکتا ہے؟ (مظہری) واحدی اور اہل لغت اثارۃ کے تین معانی بیان کرتے ہیں (۱) بمعنی بقیہ [مخدوم پاک علیہ الرحمہ نے یہی ترجمہ کیا ہے] (۲) بمعنی روایت (۳) بمعنی علامت، یہ معنی صاحب کشاف نے بیان کیا ہے۔ ان تینوں معانی کے علاوہ ایک معنی وہ ہے جسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے یعنی اثارۃ بمعنی خط۔ اس اعتبار سے آیت کا مطلب یہ ہو کہ اے مشرکو! اگر تمہارے مذہب پر کوئی تحریر ہو تو لاؤ۔ (تفسیر کبیر)

۲ جاننا چاہیئے کہ بتوں کی عبادت پر مشرکین کے قول کو جب باطل کر دیا گیا اس اعتبار سے کہ ان کے پاس خلق، فضل، ایجاد، اعدام، نفع اور ضرر کی قدرت نہیں ہے تو اب اس کے بعد دوسرے طریقے سے ان کے مذہب کے بطلان پر ایک اور دلیل قائم کی جارہی ہے اور وہ اس طرح کہ یہ بت جمادات ہیں پکارنے والے کی پکار کو نہیں سن سکتے ہیں اور نہ محتاجوں کی کسی حاجت کی انھیں خبر ہے۔ بالجملہ پہلی دلیل ہر اعتبار سے علم کی نفی ہے اور جب علم وقدرت کی ہر جانب سے نفی کردی جائے تو عبادت معلومہ خود بخود باقی نہیں رہتی ہے۔ اسی بناء پر آیت میں کہا گیا کہ اس سے بڑا گمراہ کون ہوسکتا ہے جو ایسے معبودوں کی عبادت کرے جو پکار کو نہ سن سکتے ہوں اور حال یہ ہے کہ قیامت تک نہیں سن سکیں گے۔ (تفسیر کبیر) ۳ وہ معبودان پجاریوں کے دشمن ہوجائیں گے۔ فائدہ پہنچانے کی جگہ ضرر دینے کا ذریعہ بن جائیں گے اور ان پجاریوں کی پوجا کی تکذیب کریں گے اور کہیں گے اے اللہ! ہم ان سے بیزار ہیں جو یہ ہمیں پوجتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کے معبود نہ دنیا میں ان کے کام آسکتے ہیں اور نہ آخرت میں بلکہ آخرت میں تو ضرر رساں ہوجائیں گے لہذا ایسے معبودوں کی پوجا کرنے والوں اور اللہ سمیع وبصیر، خبیر، قادر اور مجیب کی عبادت کو ترک کرنے والوں سے زیادہ اور کون گمراہ ہوسکتا ہے۔ (مظہری) ۴ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جب توحید کو مقرر فرمادیا اور جو توحید کے منافی تھے ان کا رد فرمادیا تو اب نبوت کے بارے میں کلام کیا جارہا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے جب ان کے سامنے طرح طرح کے معجزات پیش کئے تو ان کے معجزات کو دیکھ کر مشرکوں نے کہا کہ یہ جادو ہے۔ (تفسیر کبیر) یعنی ان مشرکون پر جب قرآن کی آیتیں تلاوت کی جاتیں جن کا کلام اللہ ہونا ہر جانب سے ظاہر ہوتا تو یہ لوگ اسے ماننے کی بجائے انکار کردیتے اور کہتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسا جادو ہے جس کے جادو ہونے میں کسی کو شک نہیں۔ صاحب بحر کہتے ہیں کہ ان کافروں کے سامنے جب آیات تلاوت کی جاتی تو یہ لوگ بغیر غور وفکر کے محض بغض وحسد کی بناء پر انکار کردیتے تھے۔ (صفوۃ التفاسیر)

افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ

بر بستہ است آنرا بگو اگر بستہ باشم آنرا پس نتوانید مرا از

(آپ نے) اسے افترا کیا ہے' آپ فرما دیجئے اگر میں نے اسے افترا کیا ہو تو تم اللہ کے حضور میرے

اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ كَفٰى بِهٖ

خدای چیزیرا او دانا تر است بآنچہ شما حوض کنید دراں بس است بآں

کچھ بھی کام نہ آؤ گے وہی دانا تر ہے جس میں تم سب مشغول ہو' اس پر

شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ⑧

گواہ میان من و میان شما و او ست آمر زندہ مہربان بگو

میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے ۱ آپ فرما دیجئے

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا

نیستم من نو در آمدہ از پیغمبران و نمیدانم چہ خواہند

میں رسولوں میں سے نیا آنے والا نہیں ہوں اور میں نہیں جانتا کیا کیا جائیگا میرے ساتھ

يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ۭ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ

کرد بمن و نہ بشما پیروی نمی کنم مگر آنچہ وحی کردہ شود بسوے من و

اور تمہارے ساتھ' میں پیروی نہیں کرتا ہوں مگر اس کی جو وحی میری جانب کی جاتی ہے اور

اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ⑨ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ

نیستم من مگر بیم کنندہ بیدا بگو خبر دہید ترا اگر باشد از

میں نہیں ہوں مگر کھلا ڈرانے والا ۲ آپ فرما دیجئے یہ تو بتاؤ اگر (وہ قرآن)

عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ

نزدیک خدای و کافر شدید بداں و گواہی داد گواہی از بنی

اللہ کی طرف سے ہو اور تم نے اس کا انکار کیا اور بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ

۱ کفار کہتے کہ اس قرآن کو محمد ﷺ نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے اور کہتے ہیں کہ اسے اللہ نے نہیں اتارا ہے۔ اس کے جواب میں کہا گیا کہ اے محمد ﷺ! آپ ان کفار سے کہہ دیجئے کہ اگر میں نے اس قرآن کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے تو اس معاملے میں میرا رب ہی مجھے کافی ہے اور وہی اس افترا پر میرا محاسبہ فرمائیگا وہ خوب جانتا ہے کہ تم لوگ اس قرآن سے کھیل رہے ہو۔ کبھی کہتے ہو کہ یہ شعر ہے' کبھی کہتے ہو کہ یہ جادو ہے اور کبھی کہتے ہو کہ یہ افترا ہے۔ سنو! اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے درمیان گواہ ہے وہ میری گواہی اور تبلیغ کی گواہی دیگا اور تمہارے انکار اور تکذیب پر وہی گواہ ہے۔ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ: یعنی جو توبہ کر کے اس کی جانب رجوع لائے اللہ تعالیٰ اس کیلئے غفور ہے اور مؤمنین بندوں کیلئے رحیم ہے۔ ابوحیان کہتے ہیں کہ اس میں وعدہ ہے کہ ان میں سے جو کفر سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع لائیگا۔ اس کے گناہوں کو معاف کر کے اس پر مہربانی فرمائیگا' اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی جانب بھی اشارہ ہے کہ وہ عذاب بھیجنے میں جلدی نہیں کرتا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۲ یعنی اس روئے زمین پر بھیجے جانے والا میں پہلا رسول نہیں ہوں [بلکہ مجھ سے پہلے بھی بہت سے رسول تشریف لائے ان کے اور میرے دعوی میں کوئی فرق نہیں ہے ان سب رسولوں نے بھی تمہیں ایک خدا کی دعوت دی میں بھی تمہیں ایک خدا کی دعوت دے رہا ہوں] جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرکین' یہود اور منافقین خوش ہو گئے اور کہا کہ ہم ایسے نبی کی پیروی کیسے کریں جنہیں یہ نہیں معلوم کہ ان کے ساتھ کیا کیا جائیگا اور یہ بھی نہیں معلوم کہ ہمارے ساتھ کیا کیا جائیگا اور یہ کہ انھیں ہم پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ اگر یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہوتا تو ضرور اس میں خبر دی جاتی جو ان کے ساتھ معاملہ ہونے والا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ نازل فرمائی اور یہ آیت منسوخ ہو گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے کفار کو ذلیل و رسوا فرمایا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔ کاش کہ یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ ہمارے ساتھ کیا کیا جائیگا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ: اور وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا نازل فرمائی۔ (القرطبی) یہ آیت اوائل اسلام میں نازل ہوئی ورنہ نبی ﷺ اس دنیا سے تشریف نہیں لے گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں آپ کو سب کچھ بتا دیا۔ اسی میں سے یہ بیان بھی ہے کہ اہل ایمان اور کافروں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائیگا۔ اجمالاً بھی اور تفصیلاً بھی۔ (صاوی) اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ: یعنی قرآن پر چلوں گا اس کو کبھی ترک نہیں کرونگا۔ بیضاوی نے لکھا ہے کہ کافروں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ غیبی باتیں جن کے متعلق کوئی وحی نہیں آئی تھی دریافت کی تھیں۔ یہ ان کی درخواست کا جواب ہے' یا یوں کہا جائے کہ مسلمانوں نے درخواست کی تھی کہ کافروں کی طرف سے جو اذیتیں ان کو پہنچ رہی ہیں ان سے جلد از جلد رہائی مل جائے' اس خواہش کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ وَمَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ: یعنی میں تم سب کو زبردستی ایمان پر مجبور نہیں کرتا ہوں بلکہ واضح طور پر تمہارے سامنے دلائل پیش کرتا ہوں۔ (مظہری)

إِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اسرائیل بر قرآن پس ایمان آورد و تکبر کردید ہر آئنہ خدای

اسکے مثل (یعنی قرآن) کی گواہی دے چکا اور وہ ایمان بھی لا چکا اور تم نے تکبر کیا بیشک اللہ

لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

راہ نماید قوم ستمگارانرا و گفتند آنانکہ نگرویدند

ظالم قوم کو راہ نہیں دکھاتا ہے ۱ اور کہا ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ؕ وَاِذْ

مر آنانرا کہ گرویدند اگر بودی نیکوئی پیشی نگرفتندے بسوے آں و چوں

ان لوگوں سے جو ایمان لائے اگر کوئی بھلائی ہوتی تو اسکی جانب یہ لوگ ہم سے سبقت نہ لے جاتے اور جب

لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَ

راہ نیافتند بقرآن پس زود باشد کہی گویند ایں دروغی کہنہ است و

قرآن سے راہ نہ پائی تو جلد کہیں گے کہ یہ پرانا جھوٹ ہے ۲ اور

مِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ وَهٰذَا كِتٰبٌ

پیش از و کتاب موسیٰ پیشوا و رحمت و ایں کتاب

اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب پیشوا اور رحمت (تھی) اور یہ کتاب

مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ وَ

باور دارندہ بزبان عربی تا بیم کند آنانرا ستم کردند و

تصدیق کرنے والی عربی زبان میں تا کہ ان لوگوں کو ڈرائے جنہوں نے ظلم کیا اور

بُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ

مژدہ دہندہ مر نیکوکارانرا ہر آئنہ آنانکہ گفتند پروردگار ما اللہ است پس

نیکوکار کیلئے بشارت دینے والی ۳ بیشک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر

۱ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی، ابن جریر نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) حضرت مسروق کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! یہ آیت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل نہیں ہوئی کیونکہ اس آیت کا نزول مکے میں ہوا اور عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مدینہ میں اسلام لائے۔ واضح رہے کہ اس آیت کے مکی یا مدنی ہونے میں اختلاف ہے۔ اسے مکی قرار دینے والوں کا کہنا یہ ہے کہ سورہ احقاف پوری کی پوری مکی ہے اور اس آیت کے سیاق وسباق میں سارا خطاب بھی مشرکین مکہ ہی سے ہے لہذا سلسلۂ کلام میں ایک مدنی آیت کا آ جانا نا قابل تصور ہے۔ اس کے برعکس جو اس آیت کو مدنی قرار دیتے ہیں ان کا انحصار حضرت سعد بن ابی وقاص کی روایت پر ہے۔ جس میں عبداللہ بن سلام خود کہتے ہیں کہ یہ آیت میرے بارے میں ہوئی (حاشیہ لباب النزول)

۲ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ بعض مشرکین کہتے تھے کہ ہم عزت والے ہیں، ہم یہ ہیں اور ہم یہ ہیں وغیرہ۔ اگر دین اسلام اچھا ہوتا تو اسے قبول کرنے میں فلاں، فلاں اور فلاں [جو ادنی لوگ ہیں] ہم پر سبقت نہ کرتے۔ اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حضرت عون بن شداد سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی نے جس کا نام زنین تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عمر اسے اس جرم میں اتنا مارتے کہ مارتے مارتے تھک جاتے تو دم لیتے۔ اس پر قریش کہتے کہ اگر یہ دین اچھا ہوتا تو زنین اسلام قبول کرنے میں ہم پر سبقت نہ کرتی۔ اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی (لباب النقول فی اسباب النزول) اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں چھ اقوال ہیں [ان چھ اقوال میں مفسرین رحم اللہ علیہم نے پانچ اقوال ذکر کیے] (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر غفاری کو اسلام کی دعوت دی جسے آپ نے قبول کر لیا پھر آپ نے اپنے پڑوس کو اسلام کی دعوت دی جسے اس نے بھی قبول کر لیا پھر لوگوں نے سرداروں کو دعوت دی۔ جب یہ بات قریش تک پہنچی تو کہا کہ اگر اسلام بہتر ہوتا تو ہم ان سے پہلے اسے قبول کر لیتے (۲) زنیرہ نامی عورت نے اسلام قبول کیا تو مشرکین نے اسکی آنکھیں نکال ڈالیں اور کہا کہ تیری آنکھیں لات وعزی کے لئے چلی گئیں اللہ تعالی نے اس عورت کی آنکھیں لوٹا دیں تو عظمائے قریش نے کہا کہ جس دین کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیش کر رہے ہیں اگر وہ دین بہتر ہوتا تو ہم زنیرہ سے پہلے اس پر ایمان نہ لے آتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی (۳) حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ مشرکینِ قریش کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (۴) حضرت بلال، حضرت صہیب، حضرت عمار اور فلاں فلاں ایمان لائے تو مشرکین نے کہا کہ اگر اسلام بہتر ہوتا تو ہم ان سے پہلے ایمان لے آتے (۵) یہ آیت حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ (القرطبی) ۳ یعنی اس قرآن سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت اتاری گئی جس کی پیروی کی جاتی تھی اور جو اللہ تعالی کی طرف سے رحمت تھی پھر تم نے اسکی پیروی کیوں نہیں کی؟ اس توریت میں نبی آخر الزماں کی صفات موجود تھیں اور ان پر ایمان لانے کا حکم بھی دیا گیا تھا پھر بھی انھوں نے اسے چھوڑ دیا۔ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ: یعنی یہ قرآن توریت اور اس سے پہلے جو آسمانی کتابیں گزر چکیں ان کی تصدیق کرتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن آپ کے نبی آخر الزماں ہونے کی تصدیق کرتا ہے۔ (القرطبی)

اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۳﴾

بایستادند پس نیست ترسی بر ایشاں و نہ ایشاں اندوہ خورند

قائم رہے پس ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ سب غمگین ہونگے ۱

أُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا جَزَآءًۢ بِمَا

آنگروہ یاران بہشت است ہمیشہ باشند دراں پاداش بآنچہ

وہی گروہ جنت والے ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے، بدلا (اسکا) جو

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱٤﴾ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا

بودند میکروند و وصیت کردیم آدمیرا پدر و مادر خود نیکوئی

وہ سب کرتے تھے ۲ اور ہم نے انسان کو حکم دیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی (کرے)

حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ

بر داشت او را مادر او برنج و بنہاد او را بمحنت و مدت حمل او و از شیر باز گرفتن او

اسکی ماں نے اسے تکلیف کیساتھ پیٹ میں رکھا اور اسے تکلیف سے جنی اور اسکے حمل کی مدت اور اسکا دودھ چھڑانا

ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ

سی ماہ تا آنکہ بدانند برسد بقوت خود و برسد چہل

تیس مہینے میں یہاں تک کہ جب اپنی قوت کو پہنچ جائے اور پہنچ جائے چالیس

سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ

سال گفت اے پروردگار من الہام دہ مرا آنکہ شکر گویم نعمت ترا

سال کو عرض کی اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکر بجا لاؤں

الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا

آنکہ انعام کردی بر من و بر پدر و مادر و آنکہ بکنم نیکی

جو تو نے مجھ پر انعام کیا اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ میں نیکی کروں ۳

۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کے بارے میں نازل ہوئی۔ (القرطبی)

۲ یعنی وہ اہل ایمان جو اپنے دین پر ثابت قدم رہے جنت میں ہمیشہ رہیں گے (صفوۃ التفاسیر)

۳ حضرت علی ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کے بارے میں نازل ہوئی۔ آپ کے ماں باپ بھی مسلمان ہوگئے آپ کے سوا کوئی ایسا مہاجر نہیں ہوا جس کے ماں باپ دونوں اسلام میں داخل ہوگئے ہوں۔ حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت سعد بن ابی وقاص کے حق میں نازل ہوئی۔ بعض اہل تفسیر کا قول ہے کہ انسان سے عام انسان مراد ہے ایسی صورت میں حضرت ابوبکر صدیق اور سعد بن ابی وقاص ﷺ بھی اس میں داخل ہونگے۔ بِوَالِدَیْهِ: یعنی [حکم دیا ہے] اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ حضرت ابوبکر ﷺ کے والد ابوقحافہ عثمان بن عمر تھے اور والدہ کا نام ام الخیر بنت الخیر بن صخر بن عمر تھا۔ کُرْهًا: یہ اچھا سلوک کرنے کی وجہ بتائی ہے۔ کـــرہ کا معنی مشقت یعنی مشقت والا بوجھ۔ آیت میں اس امر کی جانب اشارہ ہے کہ ماں حسن سلوک کی زیادہ مستحق ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے ماں سے حسن سلوک کر پھر اپنی ماں سے پھر اپنی ماں سے پھر اپنے باپ سے پھر درجہ بدرجہ اپنے قرابتداروں سے۔ وَفِصٰلُهٗ: فصال بمعنی فطام دودھ چھڑانا' مراد دودھ پلانا۔ ملزوم کو لازم کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے کہ کم سے کم حمل کی مدت چھ ماں ہے کیونکہ دوسری آیت میں آیا ہے وَفِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اس سے دودھ چھڑانا دو سال میں ہے اور اس جگہ حمل اور فصال کی مجموعی مدت ۳۰ ماہ بیان کی گئی ہے۔ جب دو سال فصال کے مجرا کر دیئے گئے تو حمل کی مدت چھ ماہ رہ گئی۔ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ: اس جملہ کا تعلق ایک محذوف فعل سے ہے کلام اس طرح تھا اور ماں باپ نے اس کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ جوانی کی عمر کو پہنچ گیا اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا یعنی عقل پوری ہوگئی۔ حضرت ابوبکر ﷺ کی عمر ۱۸ سال تھی یہ جوانی تک پہنچنے کا وقت تھا رسول اللہ ﷺ کی عمر اس وقت ۲۰ سال تھی۔ ملک شام کو تجارتی سفر میں دونوں کا ساتھ ہوگیا [اور اس وقت سے برابر ساتھ رہے] پھر چالیس سال کی عمر کو پہنچے تو ایمان لے آئے۔ شاید [یہ راوی کا سہو بیان یا فروگذاشت ہے] راوی نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر ﷺ کی عمر کا جو تفاوت بتایا ہے اس کے حساب لانے کے وقت حضرت ابوبکر ﷺ کی عمر ۳۸ سال یا چھ ماہ زائد ہونی چاہیئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت ۴۰ سال چھ ماہ کی عمر میں ہوئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر ﷺ کی دعا قبول فرمائی۔ اللہ نے ایسی توفیق دی کہ نو مسلمان [باندی و غلام] جو اللہ کی راہ میں طرح طرح سے ستائے جا رہے تھے خرید کر آزاد کیا اور جس کار خیر کرنے کا آپ نے ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس کو پورا کرنے میں مدد فرمائی۔ دوسری دعا اولاد کے صالح ہونے کی آپ نے کی تھی وہ بھی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور آپ کی سب اولاد اسلام کے حلقہ بگوش ہوئی۔ اس طرح ماں باپ اولاد سب کے سب مسلمان ہوگئے۔ یہ شرف آپ کے سوا کسی صحابی کو حاصل نہ ہوا۔ اِنِّیْ تُبْتُ: یعنی میں نے کفر سے یا تیری ناراضگی کے ہر عمل سے توبہ کی۔ (مظہری)

تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ

تو پسندی آنرا و بصلاح آر برائے من در فرزندے من ہر آئنہ من باز گشتم بسوے تو

جسے تو پسند کرے اور میرے لئے میرے فرزند میں اصلاح فرما بیشک میں تیری طرف رجوع لایا

وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ

و ہر آئنہ من از مسلمانم آنگروہ آنانند کہ قبول کنیم از ایشاں

اور بیشک میں مسلمان ہوں۔ وہی گروہ ہے کہ ہم قبول کرتے ہیں ان کے

اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ فِیْٓ اَصْحٰبِ

نیکو ترین آنچہ کردند و در گذرانیم از بدیہاے ایشاں دریاران

نیک ترین عمل کو اور ہم ان کے گناہوں سے درگذر فرمائیں گے جنت

الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

بہشت وعدہ راست داد آنکہ وعدہ دادہ شدند

والوں میں (یہ) سچا وعدہ (ہے) جو انھیں وعدہ دیا گیا تھا ا

وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِیْٓ اَنْ

و آنکسیکہ گفت پدر و مادر خود کراہت مر شما را آیا وعدہ دہید مرا آنکہ

اور وہ جس نے اپنے ماں باپ سے کہا تمہارا برا ہو کیا تم مجھے وعدہ دیتے ہو کہ میں

اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ ۚ وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ

بیروں آوردہ شوم و ہر آئنہ گذشتہ قرنہا پیش از من و ایشاں فریاد کردند

دوبارہ زندہ کیا جاؤ گا اور بیشک مجھ سے پہلے بستیاں گذر چکیں اور دونوں فریاد کر رہے تھے

اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ ۖ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَیَقُوْلُ مَا

بخدای وائے بر تو ایمان آر ہر آئنہ وعدہ خدا راست پس گویند نیست

اللہ سے کہ تیری خرابی ہو تو ایمان لا۔ بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے پس کہتا ہے نہیں ہے ۲

تفسیر اظہار العرفان

ا اگر پچھلی آیت میں الانسان سے عام انسان مراد ہونگے تو اُولٰئِکَ سے ان تمام انسانوں کی طرف اشارہ ہوگا جو صفات مذکورہ کے حامل ہوں' اور اگر حضرت ابو بکر صدیق ﷛ یا حضرت سعد بن ابی وقاص ﷛ ہوں تو اشارہ ان لوگوں کی طرف عموماً ہوگا جو حضرت ابو بکر ﷛ اور حضرت سعد ﷛ جیسی صفات رکھتے ہوں اس عموم میں حضرت ابو بکر ﷛ اور سعد ﷛ بطور کنایہ آجائیں گے اور کلام نہایت بلیغ ہوجائیگا۔ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا: فعل مباح تو حسن ضرور ہوتا ہے لیکن اس سے ثواب نہیں ملتا اور آیت میں وہ اعمال مراد ہیں جن کا ثواب دیا جائیگا اس لئے ان اعمال کو احسن یعنی بہت اچھے فرمایا' یا دوسروں کے اعمال سے ان کے اعمال کو بہتر قرار دیکر قبول کرنے کا وعدہ فرمایا۔ مطلب یہ ہے کہ ہم ان کے وہ اعمال قبول کرتے ہیں جو دوسروں کے کئے ہوئے اعمال سے بہتر ہوتے ہیں۔ (مظہری)

۲ سدی کہتے ہیں کہ یہ آیت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی۔ ان کے والدین نے اسلام قبول کرلیا لیکن یہ کفر پر رہے۔ جب حضرت ابو بکر ﷛ انھیں اسلام کی دعوت دیتے تو یہ الٹا انکو جھٹلاتے اور کہتے کہ فلاں کہاں ہیں اور فلاں کہاں ہیں؟ قریش [جو مر کھپ گئے] کہاں ہیں؟ بعد میں یہ سچے دل سے مسلمان ہو گئے تو ان کی توبہ کے طور پر آیت وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا۔ نازل ہوئی [حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما جنگِ بدر اور جنگِ احد میں قریش مکہ کے ہمراہ مسلمانوں کے خلاف لڑے تھے۔ یہ صلح حدیبیہ کے ایام میں مسلمان ہوئے] امام بخاری نے بطریق یوسف بن ماہان سے روایت کی ہے کہ مروان نے کہا کہ یہ آیت عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے بارے میں سوائے میری براٴت کے قرآن میں کوئی شے نازل نہیں فرمائی۔ عبدالرزاق نے بطریق مکی روایت کی ہے کہ انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس بات سے انکار کرتے ہوئے سنا کہ یہ آیت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی بلکہ انھوں نے فرمایا کہ یہ آیت فلاں آدمی کے بارے میں نازل ہوئی۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے انکار والی حدیث بلحاظ اسناد صحیح تر ہے اور قابل قبول ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) حضرت حسن اور حضرت قتادہ بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ آیت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے متعلق نازل نہیں ہوئی بلکہ یہ کسی کافر کی صفت ہے جس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی۔ زجاج کہتے ہیں کہ یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ آپ کے ایمان لانے سے پہلے کے بارے میں آیت نازل ہوئی ہو۔ کیونکہ اگلی آیت کی دلالت اس کے خلاف ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن ﷛ تو افاضلِ مؤمنین میں سے ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ یہ آیت کافر شخص کے بارے میں نازل ہوئی جس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی۔ (القرطبی) حضرت مالک روایت کرتے ہیں کہ مروان حجاز کا حاکم تھا جسے حضرت معاویہ ﷛ نے مقرر کیا تھا اس نے خطبہ پڑھا تو امیر معاویہ ﷛ کے بعد یزید کی بیعت کا ذکر کرنے لگا۔ اس پر عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کوئی بات کہہ دی۔ مروان نے کہا کہ پکڑ واسے' لیکن وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر گھس گئے اور لوگ انھیں پکڑ نہ سکے اس پر مروان نے کہا یہی وہ شخص ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آیت وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ نازل فرمائی۔ حضرت عائشہ نے پردے کے پیچھے سے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے بارے میں سوائے میری براٴت کے اور کوئی آیت نازل نہیں فرمائی۔ (بخاری)

هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّ

ایں مگر افسانہا پیشینان آنگروہ آنانند کہ واجب شد

یہ مگر اگلوں کے افسانے۔ گروہوں میں سے یہی گروہ ہے کہ ان پر

عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ

بر ایشاں گفتار در گروہی چند گذشتہ اند پیش از ایشاں از دیوان

(عذاب کا) قول واجب ہوا جو ان سے پہلے گذر چکے جنوں میں سے

وَالْاِنْسِ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا

و آدمیان ایشاں بودند و مر ہر یکے را مرتبہا ازانچہ

اور انسانوں میں سے، وہ سب نقصان والے تھے ۱؎ اور ہر ایک کیلئے درجے ہیں اس سے

عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَيَوْمَ

کردند و تا تمام دہد ایشانرا کردارہاے ایشاں و ایشاں ستمدیدہ نشوند و روزیکہ

جو اس نے کیا اور تا کہ ان کے کردار کا بدلا پورا دے اور ان پر ظلم نہ کیا جائیگا ۲؎ اور جس روز

يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۭ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ

عرض کردہ شوند آنانکہ نگرویدند بر آتش ببردید با کارہاے لذیذ خود

آگ پر پیش کئے جائیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا (اور کہا جائیگا) تم اپنی لذت کی چیزیں

فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ

در زندگانی دنیا و بر خورداری یافتید بآں پس امروز جزا دہید

دنیا کی زندگی میں لے چکے اور اسے خوب برت چکے پس آج کے روز تمہیں بدلا دیا جائیگا

عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ

عذاب خواری بآنچہ بودید شما تکبر کردید در زمین

خوار کرنے والے عذاب سے اس سبب جو تم زمین میں تکبر کرتے تھے ۳؎

تفسیر اظہار العرفان

۱؎ یعنی وہ مجرمین جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول ثابت ہو چکا کہ اہل جہنم ہونگے۔ علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ ان پر عذاب کا کلمہ واجب ہو گیا جیسے حدیث شریف میں ہے کہ یہ لوگ جہنم میں ہونگے مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ (صفوۃ التفاسیر)

۲؎ یعنی اہل ایمان اور کافروں میں سے ہر ایک کیلئے ان کے اعمال کے مطابق مراتب ہونگے پس اہل ایمان کیلئے جنت میں اعلیٰ مرتبہ ہوگا اور کافروں کیلئے جہنم میں سافل مرتبہ ہوگا گویا کہ اعمال کے اعتبار سے مؤمنین کیلئے درجات ہونگے اور کافرین کیلئے درکات' اہل ایمان کیلئے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی اور نہ کافروں کیلئے ان کے اعمال سے زیادہ سزا ہوگی۔ (صفوۃ التفاسیر)

۳؎ بغوی نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیوی لذت اندوزی اور عیش کوشی پر تنبیہ وزجر کی اس لئے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام نے دنیوی لذتوں سے اجتناب کیا اور ثواب و آخرت کے امیدوار رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ننگی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے چٹائی پر کوئی کپڑا نہ تھا آپ ﷺ کے پہلو مبارک پر نشان پڑ گئے، سر کے نیچے چمڑے کا ایک تکیہ تھا جس کے اندر کھجور کے ریشے بھرے ہوئے تھے یہ حالت دیکھ کر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ آپکی امت کو کشائش عطا فرما دے۔ فارس اور روم والے باوجودیکہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے لیکن اللہ نے ان کو [دنیوی] کشائش عطا کی ہے۔ فرمایا: ارے ابن خطاب! کیا تم اس خیال میں ہو' ان قوموں کو تو دنیوی زندگی میں ہی لذت وعیش کی چیزیں دے دی گئی ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ ان کیلئے صرف دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ محمد ﷺ کے گھر والوں نے آپ ﷺ کی وفات تک کبھی دو روز متواتر جَو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔ امام بخاری نے بروایت ابوسعید مقبری بیان کیا کہ کچھ لوگوں کے سامنے بھنا ہوا بکری کا گوشت رکھا تھا اُدھر سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ گذرے ان لوگوں نے آپ کو بھی کھانے کیلئے بلایا آپ نے کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے اس حال میں کہ جَو کی روٹی بھی کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے، ہم پر ایک مہینہ گذر جاتا تھا کہ [ہمارے گھر میں] آگ نہیں جلتی تھی صرف پانی اور چھوارے ہوتے تھے۔ ہاں اللہ انصار کی عورتوں کو جزائے خیر دے وہ کبھی بطور ہدیہ دودھ بھیج دیا کرتی تھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اللہ کی راہ میں جتنا ڈرایا گیا اتنا اور کسی کو نہیں ڈرایا گیا اور جتنی مجھے ایذائیں دی گئیں اتنی کسی اور کو نہیں دی گئیں مجھ پر تیس دن' رات ایسے گذرے کہ میرے پاس نہ بلال کے پاس ایسا کھانا تھا جو کوئی زندہ شخص کھاتا ہے۔ ہاں بلال نے اپنی بغل میں کچھ چھپا لیا تھا [وہی کھانا ہم کھایا کرتے تھے] ترمذی نے کہا یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب رسول اللہ ﷺ بلال کو ساتھ لے کر مکہ سے چلے گئے تھے بلال کے پاس بھی اتنا کھانا تھا کہ انھوں نے بغل کے اندر چھپا لیا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مسلسل راتیں ایسی گذرتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ بھوکے رہتے تھے [کچھ کھانے کو نہیں ہوتا تھا] گھر والوں کو بھی شام کا کھانا نہیں ملتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں کی روٹی اکثر جَو کی ہوتی تھی۔ (مظہری)

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ
بناحق و بآنچہ بودید فسق میکردید و یاد کن برادر عاد را
ناحق اور اس سبب جو تم فسق کرتے تھے۔ اور یاد کرو عاد کے برادر کو

اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ
چوں بیم کرد قوم خود را بموضع احقاف و ہر آئنہ گذشتند پیغمبران
جب اس نے احقاف کی سر زمین میں اپنی قوم کو ڈرایا اور بیشک گذر چکے پیغمبر

مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ
از پیش ایشاں و از پس ایشاں آنکہ نمی پرستید مگر خدایرا
اس سے پہلے اور ان کے بعد یہ کہ عبادت نہ کرو مگر اللہ کی

اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿٢١﴾ قَالُوْٓا
ہر آئنہ من می ترسم بر شما از عذاب روز بزرگ گفتند
بیشک مجھے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے ۱؎ انھوں نے کہا

اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ
آیا آمد بما تا بگردانی ما را از پرستش ما پس بیار بما بآنچہ وعدہ کنی ما را اگر
کیاتم ہمارے پاس اس لئے آئے تا کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے پھیر دو پس ہمارے پاس لاؤ جسکا وعدہ دیتے ہو

كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٢٢﴾ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ
ہستی تو از راستگویان گفت جز ایں نیست دانستن نزد خدای
اگر تم سچ کہنے والوں میں سے ہو ۲؎ فرمایا: اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ علم اللہ کے پاس ہے

وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّیْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا
و میرسانم بشما آنچہ فرستادہ شدم بآں و لیکن من می بینم شما را گروہی
اور میں تمہیں وہ پہنچاتا ہوں جو دیکر بھیجا گیا ہوں لیکن میں تمہیں دیکھ رہا ہوں ۳؎

۱؎ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ احقاف کا مقام عمان اور مہرہ کے درمیان تھا' حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ قوم عاد کی بستیاں حضرموت علاقہ یمن میں بمقام مہرہ واقع تھیں' مہرہ وہی مقام جس کی طرف مہری اونٹوں کی نسبت کی جاتی ہے۔ یہ لوگ قبیلہ ارم کے تھے' حضرت قتادہ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ عاد یمن میں ایک قبیلہ تھا جو سمندر کے ساحل پر ریگستان میں اس سرزمین میں رہتا تھا جس کو شجر کہا جاتا ہے۔ احقاف حقف کی جمع ہے اور حقف اس ریگستان کو کہتے ہیں جو مستطیل اور خم درخم ہو۔ ابن زید نے کہا کہ حقف وہ مستطیل ریگستان ہے جو پہاڑی نما اونچا ہو لیکن پہاڑ کی حد تک نہ پہنچا ہو۔ (مظہری) جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جب توحید اور نبوت کے بارے میں مختلف قسم کے دلائل دے دیئے لیکن اس کے باوجود اہل مکہ نے دنیوی لذتوں میں غرق ہونے کی وجہ سے ان دلائل سے اعراض کیا اور ان دلائل کی جانب توجہ نہیں کی۔ اسی بناء پر اب یہ بیان ہو رہا ہے کہ قوم عاد مال' قوت اور جاہ میں اہل مکہ سے کہیں زیادہ تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کے سبب ان پر عذاب مسلط فرمایا [یہ اہل مکہ ان کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہیں اس لئے انھیں ہلاک کرنا کوئی بڑی بات نہیں ہے] اس جگہ قوم عاد کے قصہ کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اہل مکہ ان کے قصہ سے عبرت حاصل کریں' دنیوی مال و زر جو کچھ ان کے پاس ہے اس سے دھوکا نہ کھائیں بلکہ انھیں چاہیئے کہ طلب دین کی جانب متوجہ ہوں۔ یہی مقصد ہے اس جگہ قصہ بیان کرنے کا۔ بنابریں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محبوب! اہل مکہ کو ھود کا قصہ سنائیے کہ جب انھوں نے اپنی قوم کو ڈرایا کہ اگر تم ایمان نہیں لاؤ گے تو اللہ تعالیٰ اپنا عذاب تم پر مسلط فرمادیگا۔ (تفسیر کبیر)
اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ: یعنی قوم عاد عبادت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتی تھی اس لئے اے محبوب! آپ اہل مکہ کو بھی بتادیجئے کہ شرک کا انجام کیا ہوتا ہے۔ حضرت ھود علیہ السلام نے اپنی قوم کو باور کرایا تھا کہ اگر تم لوگ شرک سے باز نہ آئے تو مجھے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔ (روح البیان) ۲؎ اب اس آیت میں اللہ تعالیٰ کفار کے جواب کو بیان فرمارہا ہے۔ حضرت ھود علیہ السلام کے ڈرانے پر قوم عاد کے لوگوں نے کہا اے ھود! کیا آپ ہمیں ہمارے معبودوں کی عبادت سے ہٹانا چاہتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ اگر ہم سب شرک سے باز نہ آئے تو ہمارے شرک کے سبب ہم پر عذاب آجائیگا کہاں ہے آپ کا وعدۂ عذاب؟ اگر آپ اپنے وعدہ میں سچے ہیں تو جلدی ہم پر عذاب لائیے۔ (تفسیر کبیر) ۳؎ اس وقت حضرت ھود علیہ السلام نے اپنی قوم کو جواب دیا کہ عذاب کس وقت آئیگا اس کا علم اللہ کے پاس ہے۔ واضح رہے کہ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا کے جواب میں اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ کہا گیا جو حقیقت میں عمدہ جواب ہے۔ وَلٰكِنِّیْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ: اس میں چند احتمالات ہیں (۱) تمہیں نہیں معلوم کہ رسول ایسے سوالات کے جوابات کیلئے نہیں بھیجے جاتے جن کی انھیں اجازت نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کیلئے بھیجے جاتے ہیں (۲) میں تم کو اپنے کفر اور جہالت میں باقی رہتا ہوا دیکھ رہا ہوں اس لئے ظن غالب ہے کہ عذاب کا وقت اب قریب آچکا ہے (۳) تم لوگ مجھ سے طلب عذاب کے بارے میں اصرار کررہے ہو۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ جب تم مجھے صادق مانتے ہی نہیں ہو تو عذاب کیوں طلب کررہے ہو؟ ایسی صورت میں کہ ایک طرف مجھے جھٹلاتے بھی ہو اور دوسری طرف عذاب کا مطالبہ بھی کررہے ہو یہ جہل عظیم ہے۔ (تفسیر کبیر)

تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ

نادان پس آنوقت کہ دیدند آنرا ابرے پہن شدہ روے نہادہ بوادیہاے ایشاں

نادان گروہ۔ پس جب انھوں نے اس بادل کو دیکھا (جو) پھیلتا ہوا ان کی وادیوں کی جانب آ رہا تھا

قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ

گفتند ایں ابریست باران دہندہ ما را بلکہ آں چیزیست کہ شتاب میکردند باں

تو کہا یہ ایک بادل ہے ہمیں بارش دینے والا بلکہ وہ ایک (ایسی) چیز ہے جسکی تم جلدی کرتے تھے

رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا

باد دراں عذاب سخت است ہلاک کند ہر چیز را بامر پروردگار آں

ہوا جس میں سخت عذاب ہے [1] اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو ہلاک کریگی

فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰۤى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي

پس گشت بحالی دیدہ نشد مگر جایگاہ ایشاں اینچنیں جزا دہیم

پس وہ ایسے ہو گئے کہ دکھائی نہ دیتا تھا مگر ان کے مکانات' اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں

الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَاۤ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ

قوم گناہگاران و ہر آئنہ جای دادیم ایشانرا در آنچہ ممکن نساختیم شما را

گناہگار قوم کو [2] اور بیشک ہم نے انھیں اس میں طاقت دی تھی جس میں ہم نے تمہیں

فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۖؗ فَمَاۤ اَغْنٰى

دراں و گردانیدیم ما ایشانرا گوش و بینانہا و دلہا پس سود نکند

طاقت نہیں دی اور ہم نے ان کیلیۓ کان اور آنکھ اور دل بنائے پس انکے کام نہ

عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَاۤ اَبْصَارُهُمْ وَلَاۤ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ

از ایشاں گوش ایشاں و نہ دیدہاے ایشاں و نہ دلہاے ایشاں از

آئی ان کی کان اور نہ ان کی آنکھیں اور نہ ان کے دل

تفسیر اظہار العرفان

[1] سب سے پہلے عذاب نازل ہونے کی شناخت ان کو اس وقت ہوئی جب بستی کے باہر کی چیزیں انھوں نے ہوا میں اڑتی ہوئی دیکھیں یہ سماں کو دیکھ کر وہ اپنے گھروں میں گھس گئے اور دروازے بند کر لئے لیکن طوفان نے ان کے دروازے توڑ دیئے اور سب لوگوں کو زمین پر دے پٹکا پھر بحکم خدا طوفان ریت ان پر آپڑا اور سب ریت کے نیچے دب گئے۔ یہ آندھی سات رات اور آٹھ دن چلتی رہی' ایک ہفتہ کے بعد طوفانی ریت اڑ گئی اور ان کی لاشوں کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا۔ روایت میں آیا ہے کہ حضرت ھود علیہ السلام کو جب طوفان کا احساس ہوا تو فوراً مؤمنوں کو لیکر ایک حصار میں داخل ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کبھی ایسے بھر پور ہنسے ہوں کہ آپ کے حلق کا کوّا مجھے نظر آیا ہو' آپ صرف مسکرا دیا کرتے تھے۔ جب آپ کوئی بادل اور تیز ہوا دیکھ لیتے تو اس کا اثر آپ کے چہرہ سے ظاہر ہو جاتا تھا اور پہچان لیا جاتا تھا۔ بغوی کی روایت میں آیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ لوگ بادل کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور بارش کی امید رکھتے ہیں لیکن آپ بادل کو دیکھتے ہیں تو [آپ متفکر ہو جاتے ہیں] اس کی ناگواری چہرے سے پہچان لی جاتی ہے۔ فرمایا: عائشہ! مجھے اس کا خطرہ ہوتا ہے کہ شاید اس میں عذاب ہو' ایک قوم پر طوفان کا عذاب آیا تھا لیکن انھوں نے بادل کو دیکھ کر یہی کہا تھا کہ یہ بادل ہے اس سے بارش ہوگی۔ یہ بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب ہوا تیز چلتی تو رسول اللہ ﷺ کہتے تھے اے اللہ میں تجھ سے خواستگار ہوں اس کی خیر کا اور اس کے اندر جو کچھ بھی ہے اس کی خیر کا اور جس چیز کا حامل بنا کر اس کو بھیجا گیا ہے اس کی خیر کا اور میں تیری پناہ لیتا ہوں اس کے شر سے اور اس کے اندر جو کچھ ہے اس کے شر سے اور جس چیز کا حامل بنا کر اس کو بھیجا گیا ہے اس کے شر سے۔ اور جب آسمان پر بادل آتا تو حضور ﷺ کا رنگ بدل جاتا باہر جاتے اندر آتے، یوں ہی آتے جاتے رہتے پھر جب بارش ہونے لگتی تو حضور ﷺ کی یہ کیفیت دور جاتی۔ میں نے یہ حالت پہچان کر وجہ دریافت کی تو فرمایا: عائشہ! ہوسکتا ہے کہ یہ ایسا ہی ہو جیسے عاد نے کہا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ بارش دیکھ کر فرماتے میں رحمت کا خواستگار ہوں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب آسمان پر کوئی بادل یا آندھی اٹھتی ہوئی دیکھتے تو اپنا کام چھوڑ کر اس کی طرف رخ کر کے کہتے' میں تیری پناہ لیتا ہوں اس چیز کے شر سے جو اس کے شر سے جو اس کے اندر ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ جب کبھی آندھی چلتی تو رسول اللہ ﷺ دوزانو ہو جاتے اور کہتے اے اللہ! اس کو رحمت کر دے اس کو عذاب نہ بنا۔ (مظہری) [2] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ طوفان نے ان تمام چیزوں کو ہلاک کر دیا جن کی جانب اسے بھیجا گیا تھا۔ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بادصبا سے میری مدد کی گئی جبکہ باد دبور [دبور اس ہوا کو کہتے ہیں جو بادصبا کے مخالف سمت سے آئے] سے عاد کو ہلاک کیا گیا۔ واضح رہے کہ قوم عاد کی ہلاکت کے بعد حضرت ھود علیہ السلام اپنی بقیہ قوم میں مزید ۱۵۰ برس تک بقید حیات رہے۔ قوم عاد کے جن لوگوں کو ہلاک کیا گیا وہ لوگ دنیا کے عیش و عشرت میں مبتلا ہو کر حضرت ھود علیہ السلام کی نافرمانی کرتے تھے۔ (القرطبی)

شَیْءٍ اِذْ کَانُوْا یَجْحَدُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ

چیزی چوں بودند منکر شدند بآیات خدای و فرود آمد

کچھ بھی جب وہ سب اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور گھیر لیا

بِهِمْ مَّا کَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَلَقَدْ اَهْلَکْنَا مَا حَوْلَکُمْ مِّنَ

بدیشاں آنچہ بودند بداں استہزاء کردند و ہر آئنہ ہلاک کردیم ما از

انھیں جو وہ سب استہزاء کرتے تھے ۱ اور بیشک ہم نے ہلاک کیا

الْقُرٰی وَصَرَّفْنَا الْاٰیٰتِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿٢٧﴾ فَلَوْلَا

دیہہ ہا و تکرار کردیم نشانہا شاید کہ ایشاں باز کردند پس چرا

تمہارے اردگرد کی بستیوں کو اور ہم نے نشانیوں کو مکرر کیا تا کہ وہ سب رجوع لائیں ۲ پس کیوں

نَصَرَهُمُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا

نصرت نداوند ایشاں آنانکہ فراگرفتند بجز خدای برائے تقرب

نہ ان کی مدد کی انھوں نے جن کو اللہ کا قرب حاصل کرنے کیلئے

اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا

خدایان بلکہ گم شدند از ایشاں و ایں دروغ ایشانست و آنچہ ہستند

خدا ٹھہرایا بلکہ وہ سب ان سے گم ہو گئے اور یہ انکا جھوٹ ہے اور جو وہ سب

یَفْتَرُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ

کہ بر می بافتند و چوں بگردانیدیم بسوے تو گروہی از دیوان

افترا کرتے تھے ۳ اور جب ہم نے تمہاری جانب جنوں میں سے ایک گروہ کو پھیرا

یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ

می شنوند قرآنرا پس آنوقت کہ حاضر شدند گفتند خاموش باشید

جو قرآن سنتے ہیں پس جب وہ وہاں حاضر ہوئے تو کہا خاموش ہو جاؤ

تفسیر اظہار العرفان

۱ یعنی عاد کی قوم کو وسعت، جسمانی طاقت اور لمبی عمر عطا کی گئی۔ واضح رہے کہ اس آیت میں اہل مکہ کو ڈرایا گیا ہے اور انھیں بتایا گیا کہ تم لوگ قوم عاد کے قصہ سے عبرت حاصل کرو۔ اس آیت میں اس جانب بھی اشارہ ہے کہ کان، آنکھ اور دل یہ وہ آلات ہیں جو حصول توحید کے اسباب ہیں اس لئے عاقل پر لازم ہے کہ وہ ان آلات کے ذریعے توحید کی معرفت حاصل کرے اور اپنے تمام اعضاء کو اس کی بندگی میں لگا دے، اپنے کانوں کو ان آوازوں کی سماعت سے بچائے جو محرمات یا مکروہات میں سے ہوں، اپنی آنکھوں سے ایسی چیزوں کو نہ دیکھے جن کا دیکھنا شرع میں جائز نہ ہو اور اپنے دلوں میں محرمات کا خیال تک نہ گذرنے دے۔ اپنے دل کو ان چیزوں کی فکر میں لگائے جن سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ قیامت کے روز ہر عضو سے سوال کیا جائیگا۔ اس لئے انسان آج ہی اپنے اعضاء کا محاسبہ کرے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا اقرار کرتا ہوگا اس کے اندر یہ جرأت کیسے پیدا ہو سکتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا استہزاء کرے۔ (روح البیان)

۲ یعنی اے اہل مکہ وہ بستیاں جو تمہارے اردگرد تھیں ہم نے انھیں ہلاک کر دیا جیسے اصحابِ حجر، قوم ثمود اور قوم لوط وغیرہ [اس لئے تم ان ہلاک شدہ بستیوں سے عبرت حاصل کرو] لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ: تا کہ یہ لوگ کفر اور معاصی سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع لائیں۔ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب رہنمائی نہ فرمائی ہو اس کے باوجود وہ سب اپنے کفر اور گناہوں کے کام پر اڑے رہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جن و انس کو پیدا ہی اس لئے کیا تھا کہ اس کی عبادت کریں لیکن جن و انس کے گروہ میں سے بہت کم نے اس کی بندگی کی (روح البیان) ۳ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں نے جب ان بتوں کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بنایا تو ان بتوں نے انھیں اللہ کے قریب کیوں نہ کیا؟ مشرکین بتوں کے بارے میں کہتے هٰٓؤُلَاءِ شُفَعَاءُ نَا عِنْدَ اللّٰهِ یعنی یہ بت اللہ کے پاس ہماری سفارش کریں گے۔ ایک اور جگہ ہے مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَا اِلَی اللّٰهِ زُلْفٰی یعنی ہم ان بتوں کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دینگے۔ بتانے کا مقصد یہ ہے کہ ان بت کے پجاریوں کو جب اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا تو بتوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی؟ یا ان کے گمان کے مطابق ہلاکت کے وقت انھیں بچانے کیلئے اللہ تعالیٰ کے پاس سفارش کیوں نہ کی؟ بلکہ یہ سب پجاریوں سے گم ہو گئے گویا کہ یہ ان کی عبادت کرتے ہی نہ تھے۔ اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ ان کے معبودانِ باطلہ کسی بھی صورت میں ان کی مدد نہیں کر سکتے ہیں بلکہ ان کی جانب سے مدد کرنا امر ممتنع ہے۔ وَذٰلِکَ اِفْکُهُمْ: یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان بتوں کو شریک کرنا اور پھر یہ نظریہ رکھنا کہ ان بتوں کی عبادت ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیگی یہ سب جھوٹ ہے ان کے پاس اس نظریئے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ (تفسیر کبیر) جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے اسباب اور وسائل دو طرح کے ہیں (۱) وہ اسباب و وسائل جس کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہو اور بندہ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہو جیسے انبیاء اور اولیاء، وحی اور الہام کے ذریعے بندوں تک جو احکام پہنچتے ہوں۔ اسی کے بارے میں ارشاد ہے وسیلہ تلاش کرو (۲) بتوں کی عبادت کرنا چونکہ اس کی اجازت نہیں ہے اس لئے بندہ ان کی عبادت کرنے سے اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا ہے اور قرآن میں اس کی مذمت کی گئی ہے۔ (روح البیان)

فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿٢٩﴾ قَالُوْا

پس چوں گذاردہ شد باز گشتند بسوے قوم خود بیم کنندہ گفتند

پس جب (تلاوت) پوری ہو گئی تو اپنی قوم کی طرف ڈر سناتے لوٹے ۱؎ کہا

يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى

اے قوم ما ہر آئنہ ما شنودیم کتابے فرستادہ شد از پس موسیٰ

اے میری قوم! بیشک ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد اتاری گئی

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى

باور دارندہ مر آنچیز یرا کہ پیش از وی است راہ نماید مرا بسوے حق و بسوے

ان چیزوں کی تصدیق کرنے والی جو اس سے پہلے ہے حق کی جانب راہ دکھانے والی اور

طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٣٠﴾ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا

راہ راست اے قوم ما اجابت کنید خوانندہ خدایرا و بگروید

سیدھی راہ کی جانب ۲؎ اے ہماری قوم! اللہ کے داعی کی بات مان لو اور ایمان لے آؤ

بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٣١﴾

بآں بیامرزد شما را از گناہان شما و نگہدارد شما را از عذاب سخت

اس پر تمہارے گناہوں کو معاف فرما دیگا اور تمہیں سخت عذاب سے بچائے گا ۳؎

وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ

و ہر کہ اجابت نکند رسول خدایرا پس نیست عاجز کنندہ در زمین

اور جو اللہ کے رسول کی بات قبول نہ کرے پس وہ نہیں ہے زمین میں عاجز کرنے والا

وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰۗئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٢﴾

و نیست او را بجز او دوستان آنگروہ در گمراہی بیدا

اور نہیں ہے اس کیلئے اسکے سوا دوست' یہی گروہ کھلی گمراہی میں (ہے) ۴؎

تفسیر اظہار العرفان

۱؎ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ وادیٔ نخلہ میں تلاوت قرآن فرما رہے تھے کہ وہاں سے جنّوں کا گذر ہوا جو تعداد میں نو تھے اور جن میں سے ایک کا نام زَوبعہ تھا۔ جب ان کے کانوں میں قرآن کی آواز پڑی تو ایک دوسرے سے کہا کہ خاموش ہو جاؤ [اور اس کلام کو غور سے سنو] اس پر اللہ تعالیٰ نے وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ تا ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ نازل فرمائیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) اس آیت کریمہ میں مشرکین کیلئے توبیخ ہے اور وہ اس طرح کہ اے مشرکو! جنّوں نے جب قرآن کی تلاوت سنی تو اس پر ایمان لے آئے اور ایک تم ہو کہ قرآن سننے کے باوجود اس سے منہ پھیرتے ہو اور اپنے کفر پر ڈٹے رہتے ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نصیبین کے جنّوں میں سے سات جن تھے پس نبی ﷺ نے ان جنّوں کو ان کی قوم کی جانب قاصد بنا کر بھیجا' زِرّ بن حُبیش کہتے ہیں کہ ان جنّوں کی تعداد نو تھی ان میں سے ایک کا نام زَوبعہ تھا' حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ یہ سب اہل نینوی میں سے تھے' حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ اہل حیران میں سے تھے' حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ جزیرہ موصل میں سے تھے' ایک قول یہ بھی ہے کہ ان میں سے سات اہل نجران سے تھے اور چار اہل نصیبین میں سے تھے۔ سہیلی کہتے ہیں کہ یہ ساتوں جن یہودی تھے اس لئے ایمان لانے کے بعد اپنی قوم سے کہا: اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى۔ (القرطبی)

۲؎ حضرت عطاء کہتے ہیں کہ وہ جنات یہودی مذہب پر تھے۔ میں کہتا ہوں کہ كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى کا مطلب یہ ہے کہ وہ کتاب شریعتِ موسیٰ کو منسوخ کرنی والی ہے۔ انجیل' زبور اور توریت کے بیشتر احکام ناسخ نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق فرمایا: وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ: ''اور وہ سکھاتا ہے اسے کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل''۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی یہی قول نقل کیا ہے وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ: ''اور تا کہ میں تمہارے لئے بعض ان چیزوں کو حلال کروں جو تم پر حرام تھیں''۔ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ سے مراد ہیں صحیح عقائد اور طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ سے مراد ہیں عملی احکام۔ (مظہری) ۳؎ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے ان گناہوں کو معاف فرما دیگا جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہوگا۔ حقوق العباد ایمان لانے سے معاف نہیں ہوتے۔ جنات کی اس تبلیغ سے ستر جن مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت بطحاء میں تھے آپ نے ان کو قرآن پڑھ کر سنایا۔ فرائض ادا کرنے کا حکم دیا اور ممنوعات سے باز داشت کی۔ اس واقعہ میں اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جن وانس دونوں کیلئے بھیجا گیا ہے۔ (مظہری) یہ آیت دلالت کر رہی ہے کہ جنات امر' نہی' ثواب اور عقاب میں انسان کی طرح ہیں' حضرت حسن کہتے ہیں کہ مؤمن جنات کیلئے ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں جہنم سے نجات دیگا پھر ان سے کہا جائیگا تم سب مٹی ہو جاؤ جیسا کہ جانوروں سے کہا جائیگا۔ دوسرے گروہ کا کہنا ہے کہ جنات کو جس طرح برائی پر سزا دی جائیگی اسی طرح انسانوں کی طرح بھلائی پر بدلا دیا جائیگا۔ یہ نظریہ امام مالک اور امام شافعی کا ہے۔ (القرطبی) ۴؎ یعنی کسی صورت بھی اللہ تعالیٰ سے بھاگ نہیں سکتے۔ (القرطبی)

اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ

آیا ندیدند ہر آئنہ خدائی آنست کہ بیافرید آسمانہا و زمین

کیا انھوں نے نہ دیکھا بیشک اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا

وَلَمۡ يَعۡىَ بِخَلۡقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنۡ يُّحۡیِۦَ الۡمَوۡتٰىؕ

و ماندہ نشد بآفریدن آنہا باندازہ بر آنکہ زندہ کند مردگانرا

اور ان سب کے بنانے میں نہ تھکا وہ مردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے

بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۝٣٣ وَيَوۡمَ يُعۡرَضُ الَّذِيۡنَ

البتہ کہ او بر ہمہ چیز توانا ست و روزیکہ عرض کردہ شوند آنانکہ

کیوں نہیں وہ تو ہر چیز پر قادر ہے ۱ اور جس روز ان لوگوں کو آگ پر پیش کیا جائے گا

كَفَرُوۡا عَلَى النَّارِؕ اَلَيۡسَ هٰذَا بِالۡحَـقِّؕ قَالُوۡا بَلٰى وَ

نگرویدند بر آتش آیا نیست این براستی گفتند آری و

جنھوں نے کفر کیا (تو کہا جائیگا) کیا یہ حق نہیں ہے؟ کہیں گے کیوں نہیں اور

رَبِّنَاؕ قَالَ فَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَكۡفُرُوۡنَ‏ ۝٣٤

سو گند پروردگار ما ست گوید خدا پس بچشید عذاب بدانچہ بودید کافر شدید

ہمارے رب کی قسم ہے' اللہ فرمائیگا پس عذاب چکھو اس سبب جو کفر تم سب کرتے تھے ۲

فَاصۡبِرۡ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الۡعَزۡمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسۡتَعۡجِلْ

پس صبر کن ہمچنانکہ صبر کردند خداوند باب از پیغمبران و شتاب مکن

پس صبر کرو جیسا کہ اولو العزم پیغمبروں نے صبر کیا اور ان کیلئے جلدی نہ کرو

لَّهُمۡؕ كَاَنَّهُمۡ يَوۡمَ يَرَوۡنَ مَا يُوۡعَدُوۡنَ ۙ لَمۡ يَلۡبَثُوۡۤا اِلَّا سَاعَةً

ایشانرا گویا کہ ایشاں روزایکہ بینند آنچہ وعدہ دادہ شد درنگ نکردند مگر ساعتی

گویا کہ وہ سب جس دن دیکھیں گے جو وعدہ دیا گیا (تو ان کو معلوم ہو گا کہ) نہ ٹھہرے مگر ۳

۱ کیا ان مشرکین کو معلوم نہیں ہے کہ اللہ جس نے بغیر سابق مثال کے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا تو کیا وہ اللہ مردے کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہ ہوگا؟ کیوں نہیں وہ ضرور ایسا کرسکتا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۲ یعنی اے محمد ﷺ ان کفار کے سامنے آخرت کی ہولنا کیوں کو بیان فرمایئے اور انھیں اس دن کی یاد دلایئے جس روز انھیں جہنم میں ڈالا جائیگا اور کہا جائیگا ''کیا یہ حق نہیں ہے؟'' امام رازی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں کفار کیلئے توبیخ ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۳ مطلب یہ ہے کہ جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ کافروں کو دوزخ کا مزہ چکھنا ہوگا تو آپ صبر کیجئے انتقام کا ارادہ نہ کیجئے۔ ابن زید کہتے ہیں کہ ہر نبی صاحب عزم تھا کوئی نبی اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں پیدا کیا جو عزم و دانش اور عقل سلیم نہ رکھتا ہو اس صورت میں مِنَ الرُّسُلِ میں مِنْ بیانیہ ہوگا۔ بعض علماء کا قول ہے کہ سوائے حضرت یونس علیہ السلام کے تمام پیغمبر صاحب عزم تھے۔ حضرت یونس علیہ السلام [وحی کا انتظار کئے بغیر] عجلت کر بیٹھے تھے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ یعنی آپ یونس کی طرح عجلت پسند نہ ہو جانا۔ بعض لوگوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو بھی اولو العزم پیغمبروں کی فہرست سے خارج مانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے متعلق فرمایا ہے وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ہم نے ان کیلئے عزم نہیں پایا۔ بعض نے کہا کہ اولو العزم وہ منتخب پیغمبر تھے جن کا ذکر سورہ انعام میں آیا ہے۔ یہ سب ۱۸ تھے۔ ابراہیم' اسحاق' یعقوب' نوح' داؤد' سلیمان' ایوب' یوسف' موسیٰ' ہارون' زکریا' یحییٰ' عیسیٰ' الیاس' اسماعیل' الیسع' یونس اور لوط علیہم السلام۔ کلبی کہتے ہیں اولو العزم وہ ہیں جن کو جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ بعض نے کہا کہ صاحبان عزم چھ پیغمبر ہیں نوح' ہود' صالح' شعیب' لوط اور موسیٰ علیہم السلام۔ مقاتل کہتے ہیں کہ اولو العزم یہ چھ پیغمبر ہیں (۱) نوح علیہ السلام' آپ نے قوم کی طرف سے پہنچنے والی اذیتوں پر صبر کیا (۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام' آپ نے آگ پر صبر قائم رکھا (۳) حضرت اسحاق علیہ السلام' آپ نے ذبح کئے جانے پر صبر قائم رکھا [مقاتل کے نزدیک اس روایت کے بموجب ذبیح اللہ حضرت اسحاق تھے اسماعیل علیہ السلام نہیں لیکن یہ قول جمہور کے قول کے خلاف ہے] (۴) حضرت یعقوب علیہ السلام' آپ نے اپنے بیٹے کے گم ہو جانے اور اپنے نابینا ہو جانے پر صبر کیا (۵) حضرت یوسف علیہ السلام' آپ نے کنویں کے اندر اور قید خانہ میں صبر کیا (۶) حضرت ایوب علیہ السلام' آپ نے جسمانی دکھوں پر صبر کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اولو العزم پانچ پیغمبر تھے جن میں سے ہر ایک کو الگ الگ شریعت دی گئی تھی یعنی حضرت نوح' حضرت ابراہیم' حضرت موسیٰ' حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد علیہم السلام۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گویا وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے رسول اللہ ﷺ ایک نبی کا واقعہ بیان فرمارہے تھے جن کو ان کی قوم نے مار مار کر لہولہان کر دیا تھا لیکن وہ اپنے چہرے سے خون پونچھتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے اے اللہ! میری قوم کو معاف کر دے یہ لوگ نادان ہیں [غالبًا نبی سے مراد خود نبی کریم ﷺ کی اپنی ذات مبارک تھی آپ نے اپنی ذات کو مبہم الفاظ میں فرمایا] وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ یعنی کفار قریش پر جلد عذاب نازل ہونے کی آپ دعا نہ کریں۔ (مظہری)

مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۳۵﴾

از روز کفایت است پس آیا ہلاک کردہ شوند مگر قوم تباہکاران

دن کی ایک ساعت کافی ہے (پیام پہنچانا) پس کون ہلاک کئے جائیں گے مگر فاسق قوم

سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَّدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ محمد ﷺ مدنی ہے اور اس میں ۳۸ آیات اور ۴ رکوع ہیں [۱]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ

آنانکہ کافر شدند و باز داشتند از راہ خدای تباہ کرد

وہ لوگ جو کافر ہوئے اور اللہ کے راستہ سے روکا انکے کردار

اَعْمَالَهُمْ ﴿۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا

کردارہاے ایشاں و آنانکہ گرویدند و کردند نیکیہا و گرویدند

برباد کر دیئے [۲] اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور ایمان لائے

بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ

بآنچہ منزل شد بر محمد و قرآن راست است از پروردگار ایشاں ظلذارد از ایشاں

اس پر جو محمد ﷺ پر اتارا گیا اور قرآن ان کے رب کی طرف سے حق ہے، ان سے انکی

سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ﴿۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا

بدیہاے ایشاں و بصلاح آرد حال ایشانرا ایں بسبب آنست آنانکہ نگرویدند

برائیوں کو مٹا دی اور ان کے حال کی اصلاح فرمائی [۳] یہ سب اس سبب ہے کہ انھوں نے کفر کیا

[۱] اس میں ۲۳۴۹ حروف اور ۵۴۰ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) یہ سورت مدنی سورتوں میں سے ایک سورت ہے، اس میں احکام شرع کا بیان ہے جس طرح دیگر مدنی سورتوں میں ہے، یہ سورت جہاد، قیدی اور غنائم کے احکام پر مشتمل ہے، اس میں منافقین کے احوال کا بیان بھی ہے، اس سورت میں مؤمنین کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ کافروں سے جہاد کریں اور روئے زمین کو ان ناپاک لوگوں سے پاک کریں، اس کے بعد عزت اور نصرت کے طریقے بیان کئے گئے ہیں۔ مؤمنین سے شرط نصرت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کو مضبوطی سے تھامے رہیں گے اور اس کی سربلندی کیلئے کام کرتے رہیں گے، پھر کفار مکہ جو سرکشی اور طغیانی میں بھٹک رہے تھے ان کیلئے امم سابقہ کی مثال دی گئی اور ان سے کہا گیا کہ کیا یہ لوگ ان کے تباہ شدہ مکانات کے پاس سے نہیں گذرتے؟ اس کے بعد منافقین کے کچھ صفات بیان کئے گئے جن سے اسلام اور مسلمانوں کو خطرہ لاحق تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر کو بیان فرما دیا تا کہ مسلمان ایسے لوگوں سے اپنے آپ کو بچائیں، اس سورت کا اختتام اس دعوت پر ہے جس میں اہل ایمان کو عزت و نصرت کے راستے پر چلنے کو کہا گیا ہے جیسے جہاد فی سبیل اللہ۔ کمزوری اور سُستی اسی طرح اپنی جانب سے صلح پیش کرنے سے منع کیا گیا ہے، دنیا کے حرص سے بچنے کو کہا گیا کیونکہ دنیا کی زندگی فانی اور زائل ہو جانے والی ہے، اس سورت کا اختتام بھی جہاد فی سبیل اللہ کی دعوت پر ہے گویا کہ اس کی ابتدا بھی اسی حکم پر ہے اور انتہا بھی اسی حکم پر ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

[۲] یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو اکارت اور نابود کر دیا۔ اعمال سے مراد ہیں وہ اعمال جو بظاہر بہت اچھے دکھائی دیتے ہیں جیسے غریبوں کو کھانا کھلانا، قرابت داروں کے رشتۂ قرابت کو جوڑنا اور ان سے حسن سلوک کرنا اور قیدیوں کو رہا کرانا اور ہمسایہ کے حقوق کی نگہداشت کرنا چونکہ کافروں کے اچھے اعمال کا مقصود خوشنودی خدا کا حصول نہیں ہوتا اس لئے آخرت میں اللہ تعالیٰ ان کو کوئی ثواب نہیں دیگا۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے دنیا میں ان کا اچھا بدلہ مل سکتا ہے، حضرت ضحاک نے اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ کا ترجمہ کیا ہے کہ اللہ نے ان کی خفیہ تدبیروں کو اکارت کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف ان کی سیہ کاریوں کو نابود کر دیا اور ان کی مکاریوں کو انہی پر الٹ دیا۔ (مظہری) [۳] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ اہل مکہ کے بارے میں نازل ہوئی اور وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ انصار کے بارے میں نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ پر جو نازل ہوا ان سب کی تصدیق کرتے ہیں، یا یہ مطلب ہے کہ انکا ایمان ان کے رب کی طرف سے حق ہے، بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ یہ قرآن ان کے رب کی طرف سے حق ہے۔ كَفَّرَ عَنْهُمْ السَّيِّاٰتِهِمْ: یعنی ایمان لانے سے پہلے ان کے جو گناہ گذر چکے ہیں اللہ تعالیٰ اسے مٹا دیگا اور ان کی حالت کو بہتر بنا دیگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے معاملات کو بہتر بنا دیگا۔ (القرطبی) وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ: یعنی دنیا میں ان کے حالات درست رکھے گا، دشمنوں پر فتح عنایت کریگا، گناہوں سے بچنے اور شیطان کے تسلط سے محفوظ رہنے کی اور اطاعت الٰہیہ کی توفیق عطا فرمائیگا پھر آخرت میں دوامی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مرحمت کریگا۔ (مظہری)

اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ

پیروی کردند باطل را و ہر آئنہ آنانکہ گرویدند پیروی کردند حق را از

باطل کی پیروی کی اور بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے حق کی پیروی کی

رَّبِّهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝٣ فَاِذَا

پروردگار ایشاں اینچنیں بیان کند خدای برائے مردمان مثلہائے ایشاں پس چوں

جو ان کے رب کی طرف سے ہے' اللہ اسی طرح اللہ بیان فرماتا ہے لوگوں کیلئے ان کی مثالیں ۱ پس جب

لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ

بہ بینید آنانکہ نگرویدند پس بزنید گردنہائے ایشاں تا چوں

تم دیکھو ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا تو ان کی گردنیں مارو' یہاں تک کہ جب

اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا

بسیار کشتید ایشانرا پس استوار کنید بندہانرا پس بعد از سیری منت نہید و اگر

انھیں خوب قتل کر لو تو بندھنوں کو مضبوط باندھو' پس قیدی بنانے کے بعد احسان کرو اور اگر

فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۛ ۚ ذٰلِكَ ۛ ؕ وَلَوْ يَشَآءُ

با فدای گیرید تا بنہد آتش حرب سلاح را ایں است و اگر خواستی

(چاہو تو) فدیہ لے لو یہاں تک کہ جنگ کی آگ اسلحہ رکھ دے' یہ ہے اور اگر اللہ چاہتا

اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ؕ

خدای البتہ انتقام کشد از ایشاں و لیکن تا بیازمزد بعضے شما بعضے

تو ضرور ان سے بدلا لیتا لیکن (بدلا اس لئے نہیں لیا) تا کہ تم میں سے ایک دوسرے کو آزمائے

وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝٤

و آنانکہ کشتہ شوند در راہ خدای پس ضایع نگرداند کردارہائے ایشاں

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں تو ان کے اعمال کو ہرگز ضائع نہیں کریگا ۲

وقد یبتدأ بقولہ ذٰلک ولکن حسن اتصالہ بما قبلہ ویوقف علی ذٰلک ١٢

۱ یعنی ان کی یہ گمراہی اس وجہ سے ہے کہ انھوں نے حق کے مقابلے میں گمراہی کو پسند کیا۔ (صفوۃ التفاسیر)

۲ بغوی نے لکھا ہے کہ اس آیت کے حکم کے متعلق علماء کے اقوال مختلف ہیں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہو چکی ہے اور اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ اور آیت فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ اس کی ناسخ ہے۔ دوسرے علماء کے نزدیک آیت محکم ہے اگر قیدی کافر ہوں مرد ہوں دیوانے نہ ہوں تو خلیفہ کو اختیار ہے چاہے قتل کرا دے یا غلام بنالے یا ان پر احسان کر کے بغیر معاوضہ لئے آزاد کر دے یا مال معاوضہ لیکر چھوڑ دے یا مسلمان قیدیوں سے ان کا مبادلہ کر لے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور اکثر صحابہ کا یہی قول ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ اور ان کی حکومت مضبوط ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے آیت فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً نازل فرما دی۔ زیادہ صحیح قول یہی ہے امام کو اختیار حاصل ہونے کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس پر عمل کیا اور آپ کے بعد خلفاء نے بھی۔ حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا: اللہ تعالیٰ نے ضرب یا قید یا بلا معاوضہ رہائی اور معاوضہ لیکر رہائی یا ان تمام احکام کا اجتماعی نتیجہ انقطاع جنگ کو قرار دیا گویا یہ احکام اس لئے جاری کئے گئے کہ لڑائی کا سلسلہ ختم ہو جائے اور مشرکوں کا زور ٹوٹ جائے تو جنگ ہی کا خاتمہ ہو جائے اور ایسا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ہو جائیگا۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر جنگ کرتا رہے گا اپنے مدمقابل پر غالب رہے گا یہاں تک کہ ان کا آخری شخص دجال مسیح سے جنگ کریگا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شہید تین ہیں ایک شخص وہ ہے جو اللہ کی راہ میں اپنے جان و مال کے ساتھ باُمید ثواب لڑنے کیلئے اور مسلمانوں کے گروہ کی تعداد بڑھانے کیلئے نکلتا ہے اور چاہتا ہے کہ راہ خدا میں مارا جائے یہ شخص اگر مر جائیگا یا مارا جائیگا تو اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اس کو عذاب قبر سے محفوظ رکھا جائیگا اور بڑی گھبراہٹ سے امن میں رہیگا' بڑی آنکھوں والی حوروں سے اس کا جوڑا لگایا جائے گا' عزت کا لباس اس کو پہنایا جائیگا اور اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائیگا۔ دوسرا وہ شخص ہے جو باُمید ثواب اپنے جان و مال کے ساتھ نکلتا ہے اور قتل کرنا چاہتا ہے لیکن مارا جانا نہیں چاہتا یہ شخص اگر مر جائیگا یا مارا جائیگا تو ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ اللہ کے سامنے اپنے باقتدار بادشاہ کی مجلس صدق کے ساتھ ہوگا۔ تیسرا شخص وہ ہے جو اپنے جان و مال کے ساتھ باُمید ثواب نکلا وہ چاہتا ہے کہ قتل کرے اور خود بھی مارا جائیگا یہ شخص اگر مر جائیگا یا مارا جائیگا تو قیامت کے روز تلوار سونتے ہوئے کندھے پر رکھے ہوئے آئیگا سب لوگ دوزانو بیٹھے ہونگے اور یہ شہداء کہیں گے ہم نے راہ خدا میں اپنا خون اور مال خرچ کیا ہے ہمارے لئے جگہ کشادہ چھوڑ دو چنانچہ یہ سب عرش کے نیچے پہنچ کر نور کے منبروں پر بیٹھ جائیں گے اور لوگوں کے فیصلے ہوتے ہوئے دیکھیں گے' نہ ان کو مرنے کا غم ہوگا نہ برزخی فتنہ میں مبتلا ہونگے' نہ ان کو گھبراہٹ ہوگی' نہ حساب اور پل صراط کی فکر ہوگی۔ جو کچھ مانگیں ان کو دیا جائیگا جس معاملے میں سفارش کریں ان کی سفارش مان لی جائیگی۔ جنت کا جو حصہ پسند کریں گے ان کو دیا جائیگا۔ جنت میں جہاں چاہیں گے رہیں گے۔ (مظہری)

سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝٥ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا

زود راه نماید ایشانرا و بصلاح آرد کارہاے ایشانرا و در آرد ایشانرا بوستان تعریف

جلد انھیں راہ دکھائیگا اور ان کے کاموں کی اصلاح فرما دیگا ۱ اور انھیں داخل فرمائیگا جنت میں جسکی پہچان

لَهُمْ ۝٦ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ

براے ایشاں اے مسلمانان اگر یاری کنید خدایرا یاری کند شما را و

انھیں کرا دیگا ۲ اے مسلمانو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کریگا اور

وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝٧ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ

ثابت دارد قدمہاے شما و آنانکہ نگرویدند پس خواری مر ایشانرا و گم شد

تمہارے قدموں کو ثابت قدم رکھے گا ۳ اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا پس ان کیلئے خواری ہے اور

اَعْمَالَهُمْ ۝٨ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ

کردارہاے ایشاں این بسبب آنست ایشاں کراہت داشتند آنچہ فرستاد خدای پس باطل کرد

ان کے کردار گم ہوئے ۴ یہ اس سبب کہ انھوں نے (اسے) ناپسند کیا جو اللہ نے بھیجا پس

اَعْمَالَهُمْ ۝٩ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ

کردارہاے ایشاں آیا سیر نکردند در زمین پس بنگریدند چگونہ

ان کے کردار کو ضائع کیا ۵ کیا انھوں نے زمین میں سیر نہ کی کہ دیکھتے کیسا

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۡ وَ

بود سر انجام آنانکہ پیش از ایشاں بودند ہلاک کرد خدای بر ایشاں

انجام ہوا ان کا جو ان سے پہلے تھے' اللہ نے ان پر تباہی ڈالی اور

لِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝١٠ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ

مر کافرانرا مثلہا ایشاں این بسبب آنست خدای دوست آنانست

کافروں کیلئے ان کی مثالیں ہیں ۶ یہ اس سبب ہے کہ اللہ ان لوگوں کا ودست ہے

۱ دنیا میں تو ان کے حالات کی درستی یہ ہوگی کہ جو مجاہد شہید نہیں ہوئے ان کو بھی شہداء کی فہرست میں شامل کر لیا جائیگا اور شہداء کا ثواب ان کو دیا جائیگا کیونکہ وہ بھی لڑنے اور شہید ہونے کیلئے گھروں سے نکلے تھے اور آخرت میں ان کی اصلاح احوال یہ ہوگی کہ شہید ہوئے یا شہید نہ ہوئے سب کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیگا اور نیکیاں قبول فرمائیگا اور جن لوگوں کے حقوق ان کے ذمے ہونگے اللہ ان کو راضی کر دیگا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز جب مخلوق جمع ہوگی اور جنتیوں کو جنت میں اور دوزخیوں کو دوزخ میں داخل کرنے کا فیصلہ ہو چکے گا تو ایک منادی پکاریگا اے اہل جماعت! آپس کے حقوق سے دستبردار ہو جاؤ اسکا ثواب اللہ کے ذمہ ہے۔ (مظہری)

۲ یعنی جنت کے اندر ان کو ان کے مکان بتا دیگا کہ بغیر کسی راہ نما کے سیدھے وہ اپنے مکانوں میں پہنچ جائیں گے ایسا معلوم ہوگا کہ روزِ پیدائش سے وہ ان مکانوں میں رہتے چلے آئے ہیں جس طرح لوگ دنیا میں اپنے مکانوں' اپنی بیویوں' اپنے خادموں اور گھر والوں تک براہ راست کسی کی راہ نمائی کے پہنچ جاتے ہیں اس سے بھی زیادہ شناخت جنتیوں کو جنت کے اندر اپنے مکان اور اپنے درجہ کی ہوگی اور وہ براہ راست اپنے مکانوں اور گھر والوں تک پہنچ جائیں گے۔ اکثر اہل تفسیر نے آیت کی یہی تشریح کی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے قسم اس کی جس نے مجھے دین حق دیکر بھیجا ہے تم لوگ دنیا میں اپنی بیویوں اور اپنے گھروں کو اس سے زیادہ شناخت نہیں کرتے جتنی شناخت اہل جنت اپنی بیویوں اور اپنے گھروں کی رکھتے ہونگے۔ (مظہری)

۳ یعنی اگر تم لوگ اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ کفار پر تمہاری مدد کریگا۔ قطرب یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اگر تم لوگ اللہ کے نبی ﷺ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کریگا۔ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ: یعنی لڑائی کے وقت تمہارے قدموں کو ثابت قدم رکھے گا' بعض نے کہا کہ اسلام پر ثابت قدم رکھے گا' بعض لوگوں نے یہ مطلب بیان کیا کہ پل صراط پر تمہارے قدموں کو ثابت رکھے گا' ایک قول یہ ہے کہ تمہارے دلوں کو امن پر ثابت رکھے گا پس ایسی صورت میں ثابت قدمی سے مراد نصرت و مدد ہوگی کہ اللہ تعالیٰ جنگ کی جگہ تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ یاد کیجئے جب تمہارے رب نے ملائکہ کی جانب وحی کی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں پس اہل ایمان کو ثابت قدم رکھو۔ (القرطبی) ۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فَتَعْسًا لَّهُمْ کا ترجمہ کیا اللہ کی رحمت سے دور ہونگے' سدی کہتے ہیں کہ ان کیلئے غم ہوگا' ابن زید کہتے ہیں کہ ان کیلئے شقاوت ہوگی' حضرت حسن کہتے ہیں کہ ان کیلئے برائی ہوگی' ثعلب کہتے ہیں ان کیلئے ہلاکت ہوگی' حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ ان کیلئے ناکامی ہوگی' نقاش کہتے ہیں کہ ان کیلئے خرابی ہوگی (القرطبی) ۵ یعنی یہ رحمت سے دوری اس سبب سے ہے کہ ان لوگوں نے کتب اور شرائع کو ناپسند کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے ان تمام اعمال کو ضائع فرما دیا جو اعمال بظاہر بھلائی پر مشتمل تھے جیسے مسجدوں کی تعمیر' مسافر خانے بنانا اور مہمانوں کی مہمان نوازی وغیرہ۔ ان جیسے نیک اعمال کو اللہ تعالیٰ صرف مؤمن کی جانب سے قبول فرمائیگا۔ (القرطبی) ۶ مؤمن اور کافر کے احوال بیان کرنے کے بعد ارشاد ہو رہا ہے کہ یہ لوگ اپنی آنکھوں سے قوم عاد اور ثمود وغیرہ کے کھنڈرات کو دیکھتے ہیں۔ (القرطبی)

اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ﴿۱۱﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ

که گرویدند و هر آئنه کافران نیست دوست ایشانرا هر آئنه خدای در آرد

جو ایمان لائے اور بیشک کافرین ان کیلئے کوئی ودست نہیں ہے ۱ بیشک اللہ داخل فرمائیگا

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

آنانکه گرویدند و کردند نیکیہا بوستانہا میرود از زیر آن

ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے (ایسے) باغوں میں جنکے نیچے نہریں جاری ہونگیں

الْاَنْهٰرُ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا

جوبہا و آنانکه نگرویدند بر خورند و می خورند ہمچنانکه

اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا نفع حاصل کرتے ہیں اور کھاتے ہیں جیسے

تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ﴿۱۲﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ

می خورند چہار پایان و آتش جای ایشانرا و چند از

چوپائے کھاتے ہیں اور آگ ان کا ٹھکانا ہے ۲ اور کتنے ہیں

قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ

اہل دیہا آن سخت تر است از روے قوت از دیہہ آنکه بیروں کردند ترا

اہل شہر اس بستی والوں سے قوت میں زیادہ تھے جس سے تجھے نکال دیا

اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿۱۳﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ

ہلاک کردیم ایشانرا پس یاری ندہد ایشانرا آیا ہر که باشد بر حجتی

ہم نے انھیں ہلاک کیا پس کوئی ان کی مدد نہیں کرتا ۳ کیا وہ جو اپنے رب کی طرف سے کوئی دلیل پر ہو

مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۴﴾

از پروردگار خود ہمچنانکه آراسته شد براے او بدی کردار او و پیروی کنند آرزوہاے ایشانرا

اس جیسا ہوگا کہ جسکے برے کردار کو اس کیلئے آراستہ کیا گیا ہو اور جنہوں نے اپنی خواہشوں کی پیروی کی ۴

۱ یعنی کافروں کیلئے کوئی ولی اور کوئی ناصر نہیں ہے۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جنگ احد کے دوران نازل ہوئی جبکہ رسول اللہ ﷺ شعب میں تھے اور مسلمان زخموں سے چور تھے۔ مشرکین نعرہ لگا رہے تھے کہ ہبل اعلیٰ ہے اور مسلمان پکار رہے تھے کہ اللہ بزرگ و بالا ہے۔ مشرکین نے کہا کہ ہمارا عزی ہے تمہارا کوئی عزی نہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ کہو اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں۔ (القرطبی)

۲ جب اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان اور اہل کفر کے دنیوی حال کو بیان فرما دیا تو اب ان دونوں کے اخروی حال بیان ہو رہے ہیں۔ فرمایا کہ مؤمن کو جنت میں داخل کیا جائیگا اور کافر کو جہنم میں داخل کیا جائیگا۔ واضح رہے کہ اکثر مقامات پر اللہ تعالیٰ نے جنت کے ساتھ نہروں کے بیان پر اکتفا فرمایا۔ اس لئے کہ جہاں نہریں ہونگیں وہاں درخت ضرور ہونگے اور جہاں درخت ہونگے وہاں پھل ہونگے گویا کہ نہریں حیاتِ عالم کے اسباب میں سے ہیں جبکہ آگ سبب اعدام ہے اس لئے جنت کے بیان کے ساتھ اکثر جگہوں پر نہروں کا ذکر آتا ہے اور جہنم کے ذکر کے ساتھ اکثر مقامات پر آگ کے ذکر پر اکتفا کیا گیا ہے۔ سوال: دنیا کی پاکیزہ چیزوں سے اہل ایمان بھی نفع حاصل کرتے ہیں جبکہ آیت میں حصول نفع کے باب میں خصوصیت کے ساتھ کفار کا ذکر کیا گیا ہے ایسا کیوں؟ جواب: جس کیلئے ملک عظیم ہو ایسا شخص چھوٹی چیزوں کا اگر مالک ہو جاتا ہے تو ان چھوٹی چیز کا تذکرہ نہیں کیا جاتا ہے پس مؤمن کو اللہ تعالیٰ آخرت میں جنت کا مالک بنائیگا پس ایسی صورت میں دنیا مؤمن کیلئے کوئی حیثیت نہیں رکھتی اور نہ مؤمن اس کی جانب متوجہ ہوتا ہے۔ جبکہ کافر کیلئے دنیا ہی سب کچھ ہے۔
اس کا جواب دوسرے انداز میں یوں بھی دیا جا سکتا ہے کہ دنیا مؤمن کیلئے قید خانہ ہے اور جو قید خانے میں ہوتا ہے اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جاتا ہے کہ وہ نفع حاصل کر رہا ہے۔ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ: اس میں چند احتمالات ہیں (۱) چوپائے سوائے کھانے کے اور کسی مہم میں نہیں لگتے کافر کا حال بھی ایسا ہی ہے کہ وہ اس دنیا میں صرف کھانے پینے ہی کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھ بیٹھا ہے۔ اس کے برعکس مؤمن کھانا اس لئے کھاتا ہے تا کہ صحیح طور پر عبادت کر سکے (۲) چوپائے کھانے کی چیزوں سے اپنے خالق و مالک کی معرفت حاصل نہیں کر سکتے ہیں یہی حال کافروں کا بھی ہے (۳) چوپائے چارہ اس لئے کھاتے ہیں کہ تا کہ فربہ ہو جائیں دیگر معاملات سے یہ غافل ہوتے ہیں ان چوپایوں کو یہ بھی نہیں معلوم کہ فربہ ہو جانے کے بعد انھیں ذبح کر دیا جائیگا۔ یہی حال کافروں کا بھی ہے کہ ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ (تفسیر کبیر) ۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ غار سے باہر تشریف لائے تو مکے کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ اے مکہ! اللہ کے شہروں میں تو مجھے عزیز ترین شہر ہے اگر تیرے رہنے والے مجھے یہاں سے نہ نکالتے تو میں تجھے چھوڑ کر کہیں نہ جاتا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) ۴ یعنی دونوں فریق ایک جیسے نہیں ہو سکتے مؤمن کا کارساز اللہ ہے اور کافر کا کوئی کارساز نہیں۔ مؤمن کا یقین یعنی ایمان دلیل یعنی قرآن پر مبنی ہے جو اس کے رب کی طرف سے آیا ہے اور کافر کی نظر کے سامنے شرک اور بد اعمال خوبصورت شکل میں شیطان لے کر آتا ہے لہذا یہ دونوں فریق برابر نہیں ہو سکتے۔ (مظہری)

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِیْهَاۤ اَنْهٰرٌ مِّنْ

داستان بہشت است کہ وعدہ دادہ است پرہیزگارانرا دراں جوبہا ست از

اس جنت کی مثال جس کا وعدہ پرہیز گاروں کو دیا گیا' اس میں نہریں ہیں

مَّآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَ

آبے غیر متغیر و جوبہا از شیر ہر کہ نگشتہ است طعم او و

پانی کی جو کبھی نہ بدلے' اور دودھ کی نہریں جس کا ذائقہ نہ بدلا اور

اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ ۚ۬ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ

جوبہا از خمر بالذت مر آشامنگانرا و جوبہا از شہد

شراب کی نہریں پینے والوں کیلئے لذت والی' اور نہریں صاف

مُّصَفًّى ؕ وَ لَهُمْ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ مَغْفِرَةٌ

صاف و ایشانرا دراں از ہر میوہا و آمرزش

شہد کی' اور ان کیلئے اس میں ہر قسم کے پھل ہیں اور مغفرت

مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِی النَّارِ وَ سُقُوْا مَآءً

از پروردگار ایشاں مانند کسیکہ جاوید است در آتش چشانیدہ شوند آبے

ان کے رب کی طرف سے' اس کی طرح ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ آگ میں ہونگے انکو کھولتا

حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْكَ ۚ

گرم پس پارہ کنند رودہاے ایشاں و از ایشاں کیست بشنود بتو

پانی پلایا جائیگا جو ان کی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو آپکی بات سنتے ہیں

حَتّٰۤى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِیْنَ اُوْتُوا

تا چوں بیروں روند از نزد تو گویند مر آنانرا کہ دارند

یہاں تک کہ جب تمہارے پاس سے نکل کر جائیں تو کہتے ہیں ان لوگوں سے جنہیں

۱ آسِنٍ: وہ چیز جس کا نہ مزہ خراب ہو نہ بُو۔ دنیا کا پانی اگر کچھ مدت ٹھہرا رہے تو اس کا مزہ بھی خراب ہو جاتا ہے اور بدبودار بھی ہو جاتا ہے مگر جنت کی نہروں کا پانی ایسا نہیں ہو گا اسی طرح دنیا میں معمولاً جو دودھ ہوتا ہے اسکا مختلف اسباب کے زیر اثر مزہ خراب ہو جاتا ہے' ترشی پیدا ہو جاتی ہے مگر جنت کی نہروں کا دودھ ہر بگاڑ سے پاک ہوگا۔ عَسَلٍ مُّصَفًّى: نہایت صاف شہد جس کے اندر نہ موم کی آمیزش ہوگی نہ مکھیوں کے فضلہ کی۔ حضرت معاویہ بن حیدہ نے بیان کیا کہ میں نے خود سنا رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے کہ جنت کے اندر پانی کا دریا ہے اور شہد کا دریا ہے اور دودھ کا دریا ہے اور شراب کا دریا ہے پھر ہر ایک سے نہریں نکالی گئی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کی نہریں مشک کے پہاڑ سے پھوٹ کر نکلتی ہیں۔ مسروق کا بیان ہے کہ جنت کی نہریں بغیر گڑھوں کے [ہموار سطح پر] بہتی ہیں۔ حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شاید تم خیال کرتے ہو کہ جنت کی نہریں زمین کے نالوں میں بہتی ہوں گی۔ نہیں خدا کی قسم۔ وہ روئے زمین پر رواں ہونگی اس کے دونوں کنارے موتیوں کے خیمے ہونگے اور اس کی مٹی خالص مشک کی ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سیحون اور جیحون اور فرات اور نیل سب جنت کی نہروں میں سے ہیں۔ حضرت عمرو بن عوف ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار [دریا] جنت کی نہریں ہیں۔ نیل' فرات' سیحون اور جیحون اور چار پہاڑ جنت کے پہاڑ ہیں احد' طور' لبنان اور درقان۔ حضرت کعب احبار نے کہا جنت کے اندر دریائے نیل شہد کا دریا ہے اور دریائے دجلہ دودھ کا دریا ہے اور دریائے فرات شراب کا اور دریائے سیحون پانی کا دریا ہے۔ امام بغوی نے کعب احبار کا قول اس طرح بیان کیا ہے کہ دریائے دجلہ [جو جنت میں ہے] جنتیوں کے پانی کا دریا ہے اور فرات نام کا دریا دودھ کا دریا ہے اور مصر کا دریا یعنی دریائے نیل جنتیوں کی شراب کا دریا ہے اور دریائے سیحون ان کے شہد کا دریا ہے اور یہ چاروں جنتی دریا حوضِ کوثر سے نکلتے ہیں۔ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ دنیا میں کوئی پھل ایسا نہیں ہے جو جنت میں نہ ہوگا میٹھا ہو یا کڑوا یہاں تک حنظل بھی۔ دوسری روایت میں ہے کہ جنت میں جتنے بھی پھل ہیں دنیا میں ان کے صرف نام ہیں۔ حضرت ثوبان ؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جنتی آدمی جوں ہی جنت کا کوئی پھل توڑے گا فوراً اس کی جگہ ویسا ہی دوسرا پھل لگ جائیگا۔ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ: یعنی کیا وہ شخص جو اس جنت میں ہمیشہ رہے گا اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو ہمیشہ دوزخ میں رہے گا؟ اہل جنت وہ ہونگے کہ ان کا رب کبھی ان سے ناراض نہیں ہوگا اور اہل جہنم وہ ہونگے کہ اللہ تعالیٰ ان سے کبھی راضی نہیں ہوگا۔ دنیوی آقاؤں کی طرح معاملہ نہ ہوگا کہ کبھی وہ اپنے غلام سے راضی ہوتے ہیں اور کبھی ناراض ہوتے ہیں [لہٰذا ان دونوں گروہوں کو برابر کیسے کہا جا سکتا ہے؟] فَقَطَّعَ اَمْعَاءَهُمْ: یعنی کھولتے پانی کی انتہائی حرارت کی وجہ سے انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دبر سے نکل جائیں گی۔ (مظہری)

اَلْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۣ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى

دانستی چہ چیز گفت پیغمبر اکنوں آنگروہ آنانند کہ مہر نہاد خدای بر

علم دیا گیا ابھی پیغمبر نے کیا کہا تھا وہی گروہ ہے جنکے دلوں پر اللہ نے مُہر لگا دی

قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ⑯ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ

دلہاے ایشاں و پیروی کنند آرزوہاے ایشاں و آنانکہ راہ یافتند بیفزد ایشانرا

اور انھوں نے اپنی خواہشوں کی پیروی کی ۱ اور وہ جنہوں نے راہ پائی ان کیلئے زیادہ کی

هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ⑰ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ

ہدایت و بداد ایشانرا ازدیاد تقوی پس آیا نگرند مگر قیامت

ہدایت اور انھیں تقوی کی زیادتی عطا کی ۲ پس کیا انتظار کر رہے ہیں مگر قیامت کا

اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا

آنکہ بیاید بدیشاں نا گہان پس ہر آئنہ آمد علامتہاے آن پس چگونہ باشد ایشانرا چوں

جو ان کے پاس اچانک آئیگی پس بیشک ان کی علامتیں تو آ چکی ہیں پس کیسا حال ہوگا ان کا جب

جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ⑱ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ

آمد بدیشاں پند گرفتن پس بداں کہ اوست نیست معبودی مگر خدای و آمرزش خواں

انکے پاس آ جائیگی تو نصیحت پکڑنا (کہاں مفید ہوگا) ۳ پس تو جان کہ وہی ہے نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور

لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

مر ذنب خود را و مر مؤمنانرا و زن مؤمنہ و خدای میداند

اپنے ذنب کی اور مؤمن مرد اور مؤمن عورت کیلئے بخشش طلب کرو اور اللہ جانتا ہے

مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ⑲ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا

جای گرویدن شما و آرام گاہ شما و میگویند آنانکہ گرویدند چرا نہ

تمہارے پھرنے کی جگہ اور تمہارے آرام کی جگہ ۴ اور کہتے ہیں وہ لوگ جو ایمان لائے کیوں نہ

۱ ابن جریج سے روایت ہے کہ مؤمن ومنافق سبھی لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو کر آپ کے ارشادات سنتے تھے۔ مؤمنین تو آپ کی باتیں کان لگا کر سنتے تھے لیکن منافقین لاپرواہی اور بے توجہی سے سنتے تھے۔ جب لوگ رسول اللہ ﷺ کی مجلس سے اٹھ کر باہر آتے تو منافقین مسلمانوں سے پوچھتے کہ ابھی ابھی حضور کیا فرما رہے تھے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) یعنی وہ لوگ جو دنیا سے نفع حاصل کرتے ہیں اور جانوروں کی طرح کھاتے ہیں اور جن کیلئے ان کے برے اعمال کو مزین کر دیا گیا ہے ایسے لوگ آپ کے کلام کو بے توجہی کے ساتھ سنتے ہیں اور وہ لوگ منافقین تھے یعنی عبداللہ بن ابی بن سلول، رفاعہ بن التابوت، زید بن لصلت، حارث بن عمر اور مالک بن دخشم۔ یہ لوگ جمعہ کے روز حاضر ہوتے جب دوران خطبہ منافقین کا تذکرہ سنتے تو اعراض کرتے پھر جب مسلمان مسجد سے باہر نکلتے تو ان سے پوچھتے کہ آج حضور نے کیا فرمایا ہے؟ بعض نے کہا کہ منافقین اہل ایمان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے اور آپ کے کلام کو سنتے تھے۔ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ: حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ اس سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مراد ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ان میں سے ایک ہوں جس سے پوچھا جاتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں کہ اس سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مراد ہیں، قاسم بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ مراد ہیں، ابن زید کہتے ہیں کہ اس سے عام صحابہ مراد ہیں۔ (القرطبی)

۲ یعنی ایمان کیلئے پس اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت میں اور اضافہ فرما دیا۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ ان میں سے جو قرآن کو غور سے سنتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی ہدایت میں اضافہ فرماتا ہے۔ فراء کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے اعراض اور استہزاء کو اور بڑھا دیا۔ واضح رہے کہ آیت میں وہ ہدایت جس کے اضافہ کا ذکر ہے اس میں چار اقوال ہیں (۱) حضرت ربیع بن انس کہتے ہیں کہ ان کے علم میں اضافہ کیا (۲) حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ انھوں نے جو کچھ سنا اسے سمجھ لیا اور جو کچھ سمجھ لیا اس پر عمل کیا (۳) کلبی کہتے ہیں کہ ان کے دین کی بصیرت میں اور نبی ﷺ کی تصدیق میں اضافہ فرمایا (۴) ایمان کے بارے میں ان کے سینوں کو کھول دیا۔ وَاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ: اس میں پانچ اقوال ہیں (۱) اللہ تعالیٰ نے خشیت عطا کی (۲) اللہ تعالیٰ انھیں آخرت میں تقویٰ کا بدلہ عطا فرمائیگا (۳) جو اعمال فرائض میں سے ہیں ان کے بجالانے کی توفیق عطا فرمائیگا (۴) ان کیلئے ان چیزوں کو بیان فرمائیگا جو تقویٰ کیلئے لازم ہیں (۵) ترک منسوخ اور ناسخ پر عمل کی توفیق دیگا (القرطبی) ۳ اس آیت میں کفار کیلئے وعید ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں قیامت کے ساتھ ان دونوں [انگلیوں] کی طرح متصل بھیجا گیا ہوں۔ (القرطبی) ۴ اس میں تین وجوہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو باوجود عالم باللہ ہونے کے فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فرمایا (۱) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بتایا کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں (۲) اللہ تعالیٰ نے خبر یقینی کے ساتھ آپ کو بتایا کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں (۳) آپ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ذکر کیجئے۔ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ: یعنی آپ ﷺ اللہ سے استغفار کرتے رہیئے تا کہ وہ اللہ آپ ﷺ کو ذنب سے بچائے رکھے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ یعنی تمہارے اعمال اور پھرنے کو اللہ جانتا ہے۔ (القرطبی)

نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ

فرستادہ شد سورہ پس فرستادہ شود سورہ محکمہ و یاد کردہ شود

کوئی سورت اتاری گئی جب محکم سورت اتاری گئی اور

فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

دراں سورہ جنگ می بینی آنانکہ در دلہاے ایشاں بیماریست

اس سورت میں جہاد کا ذکر کیا گیا تو تم دیکھو گے ان لوگوں کو جن کے دلوں میں بیماری ہے

يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ؕ

می نگرند بسوے نظر کسیکہ فرود آمدہ باشد برو از مرگ

آپ کی طرف (اسطرح) دیکھتے ہیں (جیسے) کسی پر موت کی غشی طاری ہوئی ہو

فَاَوْلٰى لَهُمْ ﴿۲۰﴾ طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۫ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ ۫

پس واے مر ایشاں کار ایشاں و سخنی نیکو پس چوں لازم شد امر

پس خرابی ہو ان کیلئے ا ان کیلئے (اچھا) کام فرمانبرداری اور نیک بات ہے پس جب حکم لازم ہوا

فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿۲۱﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ

پس اگر راست گفتندے با خدای ہر آئنہ بہتر ایشانرا پس آیا شاید از شما اگر

اور یہ لوگ اگر اللہ سے سچ کہتے تو بیشک ان کیلئے بہتر ہوتا ۲ پس (اے منافقو) کیا تم عنقریب اگر

تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾

بر گردید آنکہ فساد کنید در زمین و ببرید رحمہاے خود را

حاکم بن گئے تو زمین میں فساد کرو گے اور آپس کی رشتہ داری کاٹو گے ۳

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾

انگروہ آنانند کہ لعنت کرد ایشانرا خدای پس کرا کرد ایشانرا و کور کرد دیدہاے ایشانرا

وہی گروہ ہے جن پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں بہرا کیا اور انکی آنکھوں کو اندھا کیا ۴

تفسیر اظہار العرفان

۱ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ کے بارے میں دواقوال ہیں(۱) ایسی سورت جومنسوخ نہ ہو(۲) ایسی سورت جس میں ایسے الفاظ آئے ہوں جس کے ظاہر معنی حقائق کے برعکس ہوں جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى وغیرہ۔(تفسیر کبیر) حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ ایسی سورت کو کہتے ہیں جس میں جہاد کا ذکر کیا گیا ہواور یہ منافقین پر قرآنی احکام میں سے سب سے زیادہ سخت ہے۔ (القرطبی)

۲ یعنی اگر ان کی نیتوں میں اخلاص ہواور صدق ویقین کے ساتھ جہاد کریں تو یہ ان کیلئے بہتر ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۳ یعنی اے بزدلو اور ڈر پوک لوگو! اگر تم نے رسول کی اتباع سے روگردانی کی تو کیا تم سے یہ توقع کی جائے کہ تم کفر اور معاصی کی وجہ سے ملک میں تباہی پھیلاؤ گے اور اپنی قرابت داریاں منقطع کردو گے یعنی اپنے مؤمن مجاہد رشتہ داروں کی مخالفت کرو گے یعنی ایسا نہ ہونا چاہیئے کہ ملک میں فساد پھیلانے اور رشتہ داریاں منقطع کرنے کی توقع کی جانے لگے۔ حضرت بریدہ ﷛ کا بیان ہے کہ میں حضرت عمر ﷛ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ نے کسی کی چیخ کی آواز سنی۔ فرمایا: یرفا! دیکھ تو یہ کیسی آواز ہے۔ یرفا نے کہا ایک لڑکی ہے جس کی ماں کو فروخت کیا جارہا ہے۔ فرمایا: مہاجرین وانصار کو بلا کر لا۔ تھوڑی ہی دیر میں سب آگئے اور حجرہ بھر گیا۔ حضرت عمر ﷛ نے اول اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ جو شریعت رسول اللہ ﷺ لائے تھے اس میں رشتہ داریاں منقطع کرنے کا حکم ہے؟ حاضرین نے کہا نہیں ہے۔ فرمایا: تو تمہارے اندر قطع قرابت پیدا ہوگیا ہے پھر آپ نے آیت فَهَلْ عَسَيْتُمْ الخ تلاوت فرمائی۔ قطع قرابت اور اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ تمہارے اندر کسی شخص کی ماں فروخت کی جائے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس فروخت کے علاوہ دوسری گنجائش عطا فرمادی ہے۔ حاضرین نے کہا۔ پھر آپ کی جورائے ہو کیجئے۔ اس کے بعد حضرت عمر ﷛ نے اطراف ملک میں لکھ بھیجا کہ کسی آزاد شخص کی ماں فروخت نہ کی جائے۔ یہ قطع رحمی ہے جو جائز نہیں ہے۔ (مظہری و حاشیہ مظہری) حضرت ابوالعالیہ یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اگر تم روئے زمین پر والی ہوگئے تو کیا رشوت لیکر زمین میں فساد کرو گے۔ کلبی یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اگر تم اس امت پر حاکم ہوگئے تو کیا ان پر ظلم کرو گے۔ ابن جریج یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ کیا تم طاعت سے منہ موڑ کر زمین میں فساد کرو گے' گناہوں اور قطع رحمی کو فروغ دو گے، کعب یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اگر تم زمین میں والی مقرر ہوگئے تو کیا ایک دوسرے کو قتل کرو گے، حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کی کتاب سے منہ موڑ کر زمین میں خون بہانے اور حرام کاموں کو فروغ دو گے۔ بکر مزنی کہتے ہیں کہ یہ آیت حروریہ اور خوارج کے بارے میں نازل ہوئی، لیکن اس میں بُعد ہے اظہر یہ ہے کہ یہ آیت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی۔ (القرطبی) ۴ صالح بن احمد بن حنبل کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد سے کہا: ابا جان! لوگ کہتے ہیں کہ ہم یزید بن معاویہ سے محبت کرتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا: بیٹے جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے۔ کیا اس کیلئے یزید بن معاویہ سے محبت رکھنے کا کوئی جواز ہوسکتا ہے۔ کیا اس شخص پر کسی طرح لعنت نہ کی جائے جس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہو میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کس جگہ یزید پر لعنت کی ہے۔ امام احمد بن حنبل نے یہی آیت تلاوت فرمائی یعنی اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ الخ ''وہی گروہ ہے جن پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں بہرا کیا اور انکی آنکھوں کو اندھا کیا''۔ (مظہری)

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْاٰنَ أَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ أَقْفَالُهَا ﴿٢٤﴾ إِنَّ

آیا پند نمی گیرند قرآن بلکہ بر دلہاے ایشاں قفلہا آں ہر آئنہ

کیا وہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے بلکہ ان کے دلوں پر ان کے تالے ہیں ١ بیشک

الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰى أَدْبَارِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ

آنانکہ بر گشتند برادبار خود از پس آنکہ روشن مر ایشانرا

وہ لوگ جو اپنے پیچھے پلٹ گئے بعد اسکے کہ ان کیلئے نبوت کا بیان خوب روشن ہوا

الْهُدَى الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ۗ وَأَمْلٰى لَهُمْ ﴿٢٥﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ

بیان نبوت دیو لعین آسان کرد براے ایشاں و مہلت داد ایشانرا ایں بسبب آنست کہ ایشاں

شیطان لعین نے ان کیلئے آسان کیا اور انھیں مہلت دی ٢ یہ اس سبب ہے کہ انھوں نے

قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ

گفتند مر آنانرا کہ کراہت داشتند آنچہ فرستاد خدای زود باشد کہ فرمانبرداریم در بعضی

کہا ان لوگوں سے جنھوں نے اللہ کے اتارے ہوئے کو ناپسند کیا جلد ہم اطاعت کرینگے بعض

الْأَمْرِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ﴿٢٦﴾ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

کارہا و خدای میداند پنہاں ایشاں پس چگونہ چوں قبض کند فرشتگان

کام میں؛ اور اللہ ان کے پوشیدہ کو جانتا ہے ٣ پس کیسا ہو گا جب فرشتے ان کی روح قبض کرینگے

يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ﴿٢٧﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ

میزنند رویہاے ایشاں و پشتہاے ایشاں ایں بسبب آنست ایشاں پیروی کردند

ان کے چہرے اور ان کی پیٹھ پر مارتے ہوئے ٤ یہ اس سبب ہے کہ انھوں نے اسکی پیروی کی

أَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ﴿٢٨﴾ أَمْ

آنچہ خشم آورد خدایرا و کراہت داشتند خوشنودی او پس باطل شد کردار ہاے ایشاں

جو اللہ کی ناراضگی لائے اور اس کی خوشنودی کو ناپسند کیا پس ان کے کردار باطل ہوئے ٥

٣ ع ٩ ٧

١ اللہ کے رسول ﷺ نے جب اسی آیت کی تلاوت فرمائی تو ایک یمنی نوجوان نے یہ آیت سن کر کہا کیوں نہیں بلاشبہ دلوں پر تالے پڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ان کو کھولنے والا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ ان کو دور نہ کرے یہ تالے دلوں پر پڑے رہیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات کھپ گئی اور آپ کے دل میں جم گئی۔ جب آپ خلیفہ ہوئے تو اس کو اپنا مددگار مقرر کیا[لیکن ایک دوسری روایت اس کے برعکس ہے]حضرت سہل بن سعدی راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اس آیت کی تلاوت فرمائی تو ایک جوان بولا کیوں نہیں بلاشبہ دلوں پر تالے پڑے ہیں اللہ ہی ان کو دور کرنے والا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو کوئی ملازمت دینے کیلئے اس جوان کی بابت دریافت کیا لیکن اطلاع ملی کہ اسکا انتقال ہو چکا ہے۔ (مظہری و حاشیہ مظہری)

٢ حضرت قتادہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وہ اہل کتاب کے کفار ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کی نعت پہچاننے کے بعد بھی کفر کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ضحاک اور حضرت سدی کہتے ہیں کہ اس سے منافقین مراد ہیں جو قرآن کریم میں جہاد کا حکم آ جانے کے بعد بیٹھے رہے۔ وَاَمْلٰی لَهُمْ: یعنی شیطان نے لمبی عمر اور وعدوں کی خواہش ان کے دلوں میں ڈال دی۔ (القرطبی)

٣ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں نے آپس میں کہا کہ ہم اس بات پر ایک دوسرے کے موافق رہیں گے کہ محمد ﷺ مرسل نہیں ہیں وہ تو[معاذ اللہ] جھوٹے ہیں۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ. اکثر مفسرین کرام کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے یہ بات خفیہ طور پر کہی تھی جسے اللہ تعالیٰ نے پھیلا دی اور اپنے نبی ﷺ پر ظاہر فرما دی۔ اظہر قول یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے صدق کے بارے میں جو کچھ ان کے دلوں میں ہے اللہ تعالیٰ نے اسے ظاہر فرما دیا۔ یہ لوگ آپ کی رسالت سے صرف دشمنی کی بناء پر انکار کررہے ہیں ورنہ یہ لوگ تو رسول اللہ ﷺ کو اس طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ (تفسیر کبیر) ٤ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کسی کو معصیت پر موت نہیں آتی مگر اس کے چہرے اور گدی پر شدید مار پڑتی ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ قتال کے وقت ہوتا ہے تا کہ رسول اللہ ﷺ کیلئے باعثِ نصرت ہو جائے۔ بعض نے کہا کہ قیامت کے روز انھیں اسی طرح مار کر جہنم کی جانب لے جایا جائیگا۔ (القرطبی) ٥ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلی آیت میں دو امور بیان کئے یعنی ضرب وجہ اور ضرب ادبار۔ اب اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ مزید دو امور بیان فرما رہا ہے ایک تو یہ کہ یہ لوگ ایسے امور کی پیروی کرتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہوتی ہے۔ دوم یہ کہ یہ لوگ ان چیزوں کو ناپسند کرتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتی ہے۔ مَا اَسْخَطَ اللّٰهَ! اس میں چند احتمالات ہیں (١) رسول اللہ ﷺ کی رسالت سے انکار مَا اَسْخَطَ اللّٰهَ ہے اور آپکی رسالت کا اقرار اور اسلام کا اقرار رِضْوَانَهٗ ہے (٢) کفر وہ فعل ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور ایمان وہ فعل ہے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے (٣) برے کاموں کو شیطان جب بندوں کیلئے مزین کرتا ہے اور لوگ اسے اپنا لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے لیکن جب قرآن اور دلائل کے ذریعے اس برے کاموں کی علت بیان کر کے مذمت کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتا ہے۔ فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ: یعنی ان کافروں کا کوئی کام اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ شیطان اور بتوں کی رضا چاہتے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ

آیا پندارند آنانکه در دلہاے ایشاں بیماریست آنکہ ظاہر نگرداند

کیا ان لوگوں نے گمان کیا جن کے دلوں میں بیماری ہے یہ کہ اللہ ظاہر نہ فرمائیگا

اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ

خدای کینہاے ایشاں را و اگر خواستیم ہر آئنہ بنمایم ایشانرا پس تو بشناسی ایشانرا

ان کے کینوں کو ۱ اور اگر ہم چاہیں تو ضرور انھیں دکھائیں پس تم انھیں پہچان لو گے

بِسِيْمٰهُمْ ؕ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

بعلامت ایشاں و ہر آئنہ بشناسی ایشانرا در گذاریدن سخن و خدای میداند

انکی علامت سے، اور ضرور تم انھیں بات کے انداز سے پہچانتے ہو اور اللہ جانتا ہے

اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۰﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ

کردارہاے شما و بیازمائیم شما را تا بدانیم مجاہدانرا از شما

ان کے کردار کو ۲ اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے تا کہ ہم ظاہر کریں تم میں سے مجاہدوں کو

وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

و صبر کنندگان و بیازمائیم خبرہاے ایشاں ہر آئنہ آنانکہ نگرویدند

اور صبر کرنے والوں کو اور ہم ان کی خبروں کو آزمائیں گے ۳ بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا

وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْ

و باز داشتند از راہ خدای و مخالفت کردند با رسول از

اور اللہ کی راہ سے روکا اور رسول کی مخالفت کی

بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ؕ وَ

پس آنچہ بیان کرد براے ایشاں ہدایت زیاں نتواند خدای چیزے را و

بعد اس کے کہ انکے واسطے ہدایت خوب واضح ہوئی اللہ کا کچھ نقصان نہیں کرینگے اور ۴

تفسیر اظہار العرفان

۱ یہاں مرض سے مراد نفاق اور شک ہے۔ اَضْغَانَ: اس کے معنی میں اہل تفسیر کا اختلاف ہے۔ سدی کہتے ہیں کہ اس سے ان کی ملاوٹ مراد ہے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے ان کا حسد مراد ہے' قطرب کہتے ہیں کہ ان کی عداوت مراد ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہو گا کہ کیا ان لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی عداوت اور کینے کو جو اہل اسلام کیلئے ہے ظاہر نہیں فرمائیگا؟ (القرطبی)

۲ حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کے بعد منافقین میں سے کوئی ایک بھی نبی ﷺ سے پوشیدہ نہیں رہا۔ آپ ان کی حرکتوں سے انھیں پہچان لیتے تھے۔ حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم سب ایک غزوہ میں تھے اس غزوہ میں سات منافقین بھی تھے جن کے بارے میں لوگوں کو شک ہو رہا تھا بس ایک صبح ایسا ہوا کہ ان میں سے ہر ایک کی پیشانی پر لکھا ہوا تھا ھٰذَا مُنَافِقٌ یعنی یہ منافق ہے۔ یہ ہے ان کی علامت۔ حضرت ابن زید کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان منافقوں کی علامت کس قدر ظاہر فرمائی پھر حکم ہوا کہ انھیں مسجد سے نکال دیا جائے لیکن منافقوں نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو ڈھال بنا کر مسجد سے نکلنے سے انکار کر دیا۔ کلبی کہتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کے بعد منافقین میں سے کوئی ایک بھی آپ ﷺ کے پاس کلام کرتا تو آپ اُسے پہچان لیتے تھے۔ بعض نے کہا کہ منافقین نبی ﷺ سے جب کلام کرتے تو تواضع کے الفاظ استعمال کرتے تھے آپ ﷺ اس کلام کے ظاہر معنی کو ہی لیتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے کلام پر متنبہ فرمایا اس لئے منافقین جب بھی کلام کرتے آپ ان کے کلام کرنے سے انھیں پہچان لیتے تھے۔ (القرطبی) ۳ یعنی ہم اپنے علم غیب سے علم شہادت میں ان مجاہدین کو لائیں جو تم میں سے جہاد کرنے والے ہیں۔ وَنَبْلُوَ اَخْبَارَكُمْ میں چند احتمالات ہیں (۱) اٰمَنَّا کہنے کے بعد جہاد کا حکم اس لئے نازل فرمایا تا کہ صادق اور کاذب کو الگ کیا جائے چنانچہ جہاد کا حکم آنے سے مؤمنین کو خوشی محسوس ہوئی اور منافقین اس حکم سے غمزدہ اور افسردہ ہو گئے۔ یہی مفہوم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ یعنی یہی لوگ سچوں میں سے ہیں (۲) یعنی یہ اس بات کی آزمائش ہے کہ اہل ایمان جو راسخ العقیدہ ہونگے وہ کبھی پیٹھ دیکر نہیں بھاگیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ یعنی وہ لوگ جنہوں نے اس سے پہلے اللہ سے وعدہ کیا پیٹھ دیکر نہیں پھریں گے۔ لہذا مؤمن اپنے عہد کے مطابق جہاد کیلئے تیار ہو گئے۔ اور منافقین پیٹھ دیکر بھاگ نکلے۔ (تفسیر کبیر) ۴ ایک قول تو یہ ہے کہ اس سے قریظہ اور بنی نضیر کے اہل کتاب مراد ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے کفار قریش مراد ہیں۔ اول قول پر اس ٹکڑے سے دلالت قائم کی جاسکتی ہے مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى۔ کہا گیا ہے کہ اہل کتاب پر حضرت محمد ﷺ کی نبوت کی سچائی خوب ظاہر ہو چکی تھی۔ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا: یعنی وہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ ان کی یہ عداوت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہے بلکہ ان کی یہ عداوت تو درحقیقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا۔ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ: سوال: اس سورت کی ابتدا میں ماضی کے صیغہ کے ساتھ کہا گیا ہے کہ ان کے اعمال ضائع ہو گئے اور اب مستقبل کے صیغے کے ساتھ کہا جا رہا ہے کہ عنقریب ان کے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جن کے اعمال پہلے ضائع ہو چکے ہوں اب مستقبل میں ان کے اعمال ضائع ہونگے؟ جواب: آیت کے شروع میں ماضی کے صیغہ کے ساتھ جن لوگوں کے اعمال ضائع ہونے کی بات کی گئی تھی وہ مشرکین تھے اور اب اہل کتاب کے اعمال ضائع ہونے کی بات کی جا رہی ہے۔ (تفسیر کبیر)

سَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ﴿۳۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ

زود حبط سازد کردارہاے ایشانرا اے مسلمانان فرمانبردید خدایرا و

جلد ان کے اعمال ضائع کردیگا۔ اے مسلمانو! اللہ کی اطاعت کرو اور

اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

فرمانبرید پیغمبر را و باطل مکنید کردارہاے شما ہرآئنہ آنانکہ

رسول کی پیروی کرو اور اپنے اعمال کو باطل نہ کرو ۱ بیشک وہ لوگ جنہوں نے

كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ

نگرویدند و باز داشتند از راہ خدای پس بمردند و ایشاں نگرویدند

کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اور اس حال میں مرے کہ وہ کافر ہی رہے

فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴿۳۴﴾ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۖ

پس ہر گز نیامرزد خدای ایشانرا پس سستی مکنید و نخوانید بصلح

پس اللہ انھیں ہرگز معاف نہیں فرمائیگا ۲ پس سستی نہ کرو اور صلح کی طرف نہ بلاؤ

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۵﴾

و شما برترانید و خدای با شما ست و ضایع نکند شما را کردارہاے شما

اورتم ہی غالب رہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے لئے اعمال (کے ثواب) میں کمی نہ کریگا ۳

اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَ

جز ایں نیست زندگانی دنیا بازی است و بیہودہ و اگر بگروید و

اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ دنیا کی زندگی کھیل کود ہے، اور اگر ایمان لاؤ اور

تَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔــلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ﴿۳۶﴾ اِنْ

پرہیزید بدہد شما را مزدہاے شما و نخواہد از شما ماہاے شما اگر

پرہیزگاری کرو تو تمھیں تمہارا اجر دیگا اور تم سے تمہارے اموال نہ طلب کریگا ۴ اگر

۱ حضرت ابوالعالیہ روایت کرتے ہیں کہ اصحاب رسول ﷺ سمجھتے تھے کہ جس طرح شرک کرنے کے ساتھ کوئی نیک عمل فائدہ مند نہیں اسی طرح لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ پڑھ لینے کے بعد کوئی بھی گناہ کا کام کرنا نقصان دہ نہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ پھر لوگ خوف کھانے لگے کہ کہیں گناہ ہمارے نیک کاموں کو باطل نہ کردیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) جب اللہ تعالیٰ نے کفار کی حالت بیان فرمادی تو اب مؤمنین کو حکم دے رہا ہے کہ اوامر میں رسول اللہ ﷺ کو لازم پکڑو۔ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ: حضرت حسن کہتے ہیں کہ گناہوں کے ذریعے اپنے نیکیوں کو برباد نہ کرو، زہری کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہوں کے ذریعے اپنی نیکیوں کو برباد نہ کرو، ابن جریج کہتے ہیں کہ ریاکاری کے ذریعے اپنے اعمال باطل نہ کرو، مقاتل کہتے ہیں کہ جب تم رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرو گے تو تمہارے اعمال باطل ہو جائیں گے۔ (القرطبی) اس آیت میں اشارہ ہے کہ حصولِ علم کے بعد انسان کو عمل کی جانب بڑھنا چاہیئے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد یوں ہے اے ایمان والو! جب تم نے حق کو جان لیا تو اب بھلائی کرو۔ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ: اس میں چند احتمالات ہیں (۱) جس توحید پر تم ہو اس پر قائم رہو، شرک کر کے اپنے اعمال کو باطل نہ کرو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ یعنی اگر تم نے شرک کیا تو ضرور تمہارا عمل باطل ہو جائیگا (۲) اہل کتاب نے جس طرح رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر اپنے اعمال کو باطل کردیا تم بھی رسول کی اطاعت چھوڑ کر اپنے اعمال باطل نہ کرو۔ اس کی تائید اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ الخ یعنی اے ایمان والو! اپنی آوزوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو اور ان سے اس طرح جہر سے بات مت کرو جس طرح تم ایک دوسرے سے کرتے ہو کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تمہیں شعور بھی نہ ہو (۳) یعنی احسان اور تکلیف کے ذریعے اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ یعنی آپ پر احسان جتاتے ہیں کہ اسلام لائے آپ فرمادیجئے کہ تم اپنے اسلام کا مجھ پر احسان مت جتاؤ۔ (تفسیر کبیر) ۲ اس آیت کا تعلق سابق الذکر اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے ہے اور ان کافروں سے مراد وہ کافر ہیں جو بدر میں مارے گئے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی نعشوں کو ایک گڑھے میں جمع کرادیا تھا لیکن [الفاظ میں عموم ہے اس لئے] آیت کا حکم ان تمام کافروں کیلئے عام ہے جو کفر پر مرے ہوں۔ (مظہری) ۳ یعنی اول کافروں کو صلح کی طرف نہ بلاؤ گویا کہ آیت میں کافروں سے صلح کی درخواست کرنے کی ممانعت فرمادی کیونکہ اس سے اپنی کمزوری اور بزدلی کا اظہار ہوتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا اہل ایمان کیلئے وعدہ ہے کہ غالب تم ہی ہوگے۔ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ: اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معیت بے کیف ہے یعنی نہ زمانی نہ مکانی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ اس وجہ سے ہے کہ تم مؤمن ہو اور ایمان کا تقاضا ہے کہ اللہ سے محبت ہو اور جس سے محبت ہوتی ہے آدمی اسی کے ساتھ ہوتا ہے۔ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر مفسرین نے تفسیری ترجمہ اس طرح کیا: اللہ تمہارے نیک اعمال کی حق تلفی نہیں کریگا ان کو اکارت نہیں کریگا۔ (مظہری) ۴ ابن عیینہ یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں زکوۃ میں کل مال نکالنے کا حکم نہیں دیتا بلکہ بعض مال نکالنے کا حکم دیتا ہے۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ اپنے لئے یا اپنی حاجت کیلئے تمہیں مال نکالنے کا حکم نہیں دیتا بلکہ یہ حکم دین کی راہ میں خرچ کرنے کا اس لئے دیتا ہے تا کہ اس کا ثواب تمہاری جانب لوٹائے۔ (القرطبی)

يَسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ﴿۳۷﴾

بخواہد از شما پس مبالغہ کند بخیلی کنید و ظاہر گرداند کینہاے شما

تم سے اسے طلب کرے اور (طلب میں) تم سے مبالغہ کرے تو تم بخل کرو گے اور تمہارے کینوں کو ظاہر کر دیگا۱

هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ

اے گروہ مخاطبان خواندہ شوید تا نفقہ کنید در راہ خدای

اے گروہِ مخاطبین! تم بلائے جاتے ہو تا کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو

فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ

پس از شما کیست کہ بخیلی کند و ہر کہ بخل کند پس جز ایں نیست کہ بخل کند از نفس او

پس تم میں سے کوئی وہ ہے جو بخل کرتا ہے اور جو بخل کرے پس اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ بخل اپنے نفس کیلئے کرتا ہے

وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ

و خدا غنی است و شما محتاجانید و اگر بر گردید بدل کند

اور اللہ غنی ہے اور تم محتاج ہو اور اگر تم پھر جاؤ تو بدل دیگا

قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾ ع

گروہی بجز شما پس نباشند مانند شما

تمہارے سوا اور گروہ، پھر وہ تمہاری طرح نہ ہونگے ۲

سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ فتح مدنی ہے اور اس میں ۲۹ آیات اور ۴ رکوع ہیں ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

۱ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ مال کے سوال پر کینے سامنے آجائیں گے۔ (القرطبی)

۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ "تلاوت فرمائی تو صحابہ عرض گذار ہوئے وہ کون لوگ ہونگے کہ اگر ہم روگردانی کریں تو اللہ تعالیٰ ہماری جگہ انھیں لے آئیگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان کے کاندھے پر ہاتھ مارا پھر فرمایا: یہ اور ان کی قوم، ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہونگے جنہیں اللہ تعالیٰ ہماری جگہ لے آتا اگر ہم نافرمانی کرتے پھر ہم میں کوئی بھی ان کی مثل نہ ہوتا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جانب حضرت سلمان بیٹھے تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی ران پر ہاتھ مارا اور فرمایا: یہ اور ان کے ساتھی۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا میں بھی چلا جاتا تو فارس کے لوگ اسے پا لیتے۔ حضرت حسن کہتے ہیں کہ اس سے عجم کے لوگ مراد ہیں، حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ اس سے اہل فارس اور اہل روم مراد ہیں، محاسبی کہتے ہیں کہ عرب کے بعد عجم میں سے کوئی ایک بھی از روئے دین کے ان کے اچھا نہیں ہو سکتا اور نہ اہل فارس کے علماء سے بہتر ہو سکتے ہیں، بعض نے کہا کہ اس سے مراد اہل یمن ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے انصار مراد ہیں ان ہی سے دوسرا قول یہ مروی ہے کہ ملائکہ مراد ہیں، ان ہی کا تیسرا قول ہے کہ جماعتِ تابعین مراد ہے۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ تمام لوگوں میں سے جسے چاہتا اللہ تعالیٰ انکی جگہ لے آتا، ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ: طبری کہتے ہیں کہ پھر وہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے میں تمہاری طرح بخل نہیں کرینگے۔ (القرطبی) ۳ اس میں ۲۴۳۸ حروف ۵۶۰ کلمات ہیں (غرائب القرآن) اس سورت مبارکہ میں دیگر مدنی سورتوں کی طرح احکامِ شرع کا بیان ہے، اس میں معاملات، عبادات، اخلاق اور توجیہ خاص طور پر بیان کئے گئے ہیں، صلح حدیبیہ پر بھی اس میں کلام کیا گیا ہے جو سن ۶ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے درمیان ہوئی تھی یہی صلح فتح مکہ کیلئے سبب بنی، اس میں مؤمنین کیلئے عزت، نصرت اور تمکین ہے۔ لوگ اسی فتح مبین کی بدولت فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے، اس سورت مبارکہ میں جہاد پر بھی کلام کیا گیا ہے اور اس بیعت رضوان کا تذکرہ بھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد سے متعلق صحابہ لے رہے تھے، یہ بہت بڑی بیعت تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس میں برکت رکھی اور بیعت کرنے والے سے راضی ہونے کا اعلان فرمایا، اس میں ان منافقین کا تذکرہ بھی ہے جو گرد و نواح میں رہتے تھے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں نکلنے سے پیچھے رہ گئے تھے، اس سورت مبارکہ میں اس خواب کا بھی تذکرہ ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں دیکھا تھا اور اپنے اصحاب کو اس خواب کی بشارت دی تھی اللہ تعالیٰ نے اس خواب کو بھی سچ کر دکھایا، اس سورت کا اختتام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اور آپ کے اصحاب اطہار کی تعریف پر ہے، اس سورت کا نام "سورة الفتح" اس لئے ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو فتح مبین کی بشارت دی ہے۔ واضح رہے کہ یہ سورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت نازل ہوئی جب آپ حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تھے۔ جب یہ سورت آپ پر نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا: آج کی رات مجھ پر جو سورت نازل ہوئی ہے وہ مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔ (صفوة التفاسیر)

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ① لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ

هر آئنه ما حکم کردیم ترا فتحی تا بیامرزد ترا خدای آنچه گذشت

بیشک ہم نے تمہارے لئے فتح مبین کا فیصلہ کیا ا تا کہ اللہ بخش دے تمہیں جو گذر چکا

مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ

از ذنب تو و آنچه مانده است و تمام کند نعمت خود بر تو و راه نماید ترا

تمہارا ذنب اور جو باقی ہے اور تم پر اپنی نعمت تمام کرے اور تمہیں

صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ② وَيَنصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا ③

راه راست و یاری کند ترا خدای یاری کردنے غالب اوست

سیدھی راہ دکھائے ۲ اور (تاکہ) اللہ تمہاری غالب مدد فرمائے ۳ وہی ہے

هُوَ الَّذِي أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ

آنکه فرستاد آرامش در دلہاے مؤمنان

جس نے مؤمنوں کے دلوں میں سکون اتارا

لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَّعَ إِيمَانِهِمْ وَلِلَّهِ جُنُودُ

تا زیاده کردند ایمان با ایمان ایشاں و خدا راست لشکرہاے آسمانہا

تا کہ ان کے ایمان کے ساتھ ایمان بڑھائے اور اللہ کیلئے ہیں آسمانوں اور

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ④ لِّيُدْخِلَ

و زمین و ہست خدای دانا با حکمت تا در آرد

زمین کے لشکر، اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ۴ تا کہ داخل فرمائے

الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا

مردان و زنان مومنه بوستانها میرود از زیر آں

مؤمن مرد او مؤمن عورتوں کو (ایسے) باغوں میں جن کے نیچے نہریں جاری ہونگیں

تفسیر اظہار العرفان

ا حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ فتح مبین [کی بشارت تو ہمیں] حدیبیہ کے روز ہی مل گئی تھی، رسول اللہ ﷺ نے جب صحابہ کے درمیان اس آیت کی تلاوت فرمائی تو حضرت عمر ﷺ عرض گذار ہوئے یارسول اللہ ﷺ! کیاوہ یعنی صلح حدیبیہ فتح ہے؟ آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے بیشک وہ ضرور فتح ہے۔(القرطبی)

۲ [جاننا چاہیئے کہ پورے قرآن میں تین ایسی آیتیں ہیں جن میں ذنب کی اضافت نبی کریم ﷺ کی طرف کی گئی ہے۔ایک سورۃ المؤمن آیت ۵۵، دوم سورہ محمد ﷺ آیت ۱۹، سوم سورۃ الفتح آیت ۲۔ ان تینوں آیتوں میں حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمہ نے لفظِ ذنب کا ترجمہ نہیں کیا جبکہ ان تینوں کے علاوہ قرآن کریم میں جہاں بھی ذنب کا لفظ آیا ہے وہاں اسکا ترجمہ گناہ یا سیاق وسباق کی مناسبت سے کیا ہے۔ متذکرہ تینوں آیتوں میں ذنب کا ترجمہ نہ کرنے سے بندۂ ناچیز نے جو کچھ سمجھا ہے وہ سپردِ قلم ہے۔انبیائے کرام علیہم السلام چونکہ معصوم ہوتے ہیں اس لئے ان ذواتِ مقدسہ کی جانب گناہ کی اضافت نہیں کی جا سکتی ہے۔ بایں سبب قرآن کریم میں یا احادیثِ کریمہ میں جہاں کہیں ایسا جملہ آیا ہو جس میں ذنب کی اضافت ان کی جانب کی گئی ہو تو مفسرین کرام اور شارحین حدیث نے اس کی مختلف تاویلیں پیش کی ہیں مثلاً آپ اسی آیت کے مختلف تراجم اور تفاسیر کو دیکھیئے تو ہر ایک مترجم اور مفسر نبی کریم ﷺ کے معصوم ہونے کی بناء پر "مِـــــنْ ذَنْبِکَ" کی مختلف تاویلات اور ترجمے پیش کرتے ہیں جن کے پیشِ نظر صرف اور صرف یہ نکتۂ نظر ہے کہ کوئی ایسا ترجمہ یا تاویل نہ ہو جائے جو دربارِ رسالت مآب ﷺ کی شایانِ شان نہ ہو اور جس کے پیشِ نظر ایمان وعمل کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ پیدا ہو جائے چنانچہ اسی نظریئے کے تحت چودھویں صدی ہجری کے مجدد مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ کرتے وقت ایک لفظ مقدر نکالا تا کہ شانِ معصومیت کا دفاع ہو جائے۔آپ نے مِنْ ذَنْبِکَ کا ترجمہ مِنْ ذَنْبِ اُمَّتِکَ کے مطابق کیا۔آپکا ترجمہ یہ ہے" تا کہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے" آپ کے اس ترجمہ پر کوئی اعتراض نہیں ہے بلکہ آپ کیلئے آفرین ہے کہ تفاسیر اور شروحات میں بکھرے ہوئے نظریات کو کوزے میں بند کر دیا۔ حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمہ نے بھی اسی شانِ معصومیت کا دفاع کرتے ہوئے ترجمہ کیا تمہارا ذنب۔ یہاں اور دیگر دو آیتوں میں بھی لفظِ ذنب کا ترجمہ نہ کرنا اس جانب اشارہ ہے کہ ان تینوں آیتوں میں لفظِ ذنب قرآنی متشابہات میں سے ہے۔ جسکا ترجمہ تو معلوم ہے لیکن یہاں ذنب سے کیا مراد ہے وہ غیر معلوم ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے بارے میں ارشاد ہے ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ (سورہ یونس آیت ۳) اس آیت میں لفظ اِسْتَوٰی جو اللہ تعالیٰ کیلئے آیا ہے اسکا معنی تو معلوم ہے لیکن یہاں اِسْتَوٰی سے کیا مراد ہے وہ غیر معلوم ہے کیونکہ اِسْتَوٰی کا جو معنی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہے اسی بناء پر مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے لفظِ اِسْتَوٰی کا ترجمہ کئے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف فعل کی اضافت کر دی۔ آپکا ترجمہ یہ ہے "پھر عرش پر استوی فرمایا" اس لئے کہ اس کو متشابہ مان لیا گیا تا کہ شانِ الوہیت کے خلاف نہ ہو جائے۔ بس اسی طرح حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمہ نے مِــنْ ذَنْبِکَ میں لفظِ ذنب کو متشابہ مان کر اسکا ترجمہ نہیں کیا اور اس کے معنی ومفہوم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا تا کہ کوئی ایسا نظریہ صادر نہ ہو جائے جو شانِ رسالت کے خلاف ہو۔ علمائے مفسرین کے نزدیک وہ طریقہ اسلم ہے جسے حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمہ نے اپنایا ہے۔ خلاصۂ کلام یہ نکلا کہ آپ کے ترجمہ پر کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ آپ نے لفظِ ذنب کا ترجمہ کئے بغیر اسکی اضافت نبی کریم ﷺ کی طرف کی ہے جو کہ قرآن کریم کا اصل ترجمہ ہے] ۳ یعنی تمہارے دشمنوں پر۔(صفوۃ التفاسیر) ۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قرآن میں جہاں جہاں لفظ سکینہ آیا ہے وہ طمانیت کے معنی میں ہے ہاں سورہ بقرہ میں ایک جگہ ہے جہاں لفظِ سکینہ زیادت کے معنی میں آیا ہے۔(القرطبی)

الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا وَیُکَفِّرَ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ ؕ وَکَانَ

جوبہا ہمیشہ باشند دراں و بپوشد از ایشاں بدیہاے ایشاں و ہست

اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ان سے ان کے گناہوں کو چھپائیگا اور

ذٰلِکَ عِنْدَ اللّٰہِ فَوْزًا عَظِیْمًا ۙ﴿۵﴾ وَّیُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ

ایں نزد خدای رستگاری بزرگ و عذاب کند منافقاں

یہ اللہ کے حضور بڑی کامیابی ہے [۱] اور (تاکہ) عذاب دے منافق مرد

وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِکِیْنَ وَالْمُشْرِکٰتِ الظَّآنِّیْنَ بِاللّٰہِ

و زنان منافقہ و مردنان و زنان مشرکہ گمانبردند بخدای

اور منافقہ عورتوں کو اور شرک کرنے والے مرد اور شرک کرنے والی عورتوں کو جو اللہ پر

ظَنَّ السَّوْءِ ؕ عَلَیْھِمْ دَآئِرَۃُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰہُ

گمان بد بر ایشاں گردش بد و خشم گرفت خدای

برا گمان رکھتے ہیں ان پر بری گردش ہے، اور ان پر اللہ کا غضب ہوا

عَلَیْھِمْ وَلَعَنَھُمْ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَھَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ﴿۶﴾

بر ایشاں و براند ایشانرا و آمادہ کردہ است برائے ایشاں دوزخ و بد جای ست

اور انھیں لعنت کی اور ان کیلئے دوزخ تیار کیا ہے اور وہ بری جگہ ہے [۲]

وَلِلّٰہِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا

و مر خدایراست لشکرہاے آسمانہا و زمین و ہست خدای غالب

اور اللہ کیلئے ہیں آسمانوں اور زمین کے لشکر اور اللہ زبردست

حَکِیْمًا ﴿۷﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ﴿۸﴾

با حکمت ہر آئنہ ما فرستادیم ترا گواہ و مژدہ دہند و بیم کنندہ

حکمت والا ہے [۳] بیشک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ بنا کر اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا (بنا کر) [۴]

تفسیر اظہار العرفان

[۱] حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ پر آیت لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ حدیبیہ سے واپسی پر نازل ہوئی۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے زمین پر موجود تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی تو لوگوں نے کہا مبارک ہو یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو اللہ تعالیٰ نے بتادیا ہے کہ آخرت میں آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا لیکن [ہم کو نہیں معلوم کہ] ہمارا کیا انجام ہوگا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول)

[۲] جب مؤمنوں نے صلح حدیبیہ اور دوسرے امور میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی تو منافقوں اور مشرکوں نے اہل ایمان کے دین پر طنز کیا اور مسلمانوں کو غضب ناک کردیا اور اللہ تعالیٰ کے متعلق بدگمانی کی۔ ان پر اللہ تعالیٰ کے عذاب نازل ہونے کا یہی سبب ہوگیا۔ اَلظَّآنِّیْنَ ظَنَّ السَّوْءِ: یعنی وہ گمان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ اور اہل ایمان کی مدد نہیں فرمائیگا اور رسول اللہ ﷺ مدینے کو صحیح سلامت نہیں لوٹیں گے۔ یا بدگمانی کا یہ مطلب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کے شریک ہونے کا گمان رکھتے تھے۔ عَلَیْھِمْ دَآئِرَۃُ السَّوْءِ: یعنی اللہ تعالیٰ انھیں پر ہلاکت، تباہی اور عذاب کا چکر ڈالے گا۔ یا یہ مطلب ہے کہ مسلمانوں سے متعلق جو ان کا گمان ہے اور مسلمانوں کے تباہی کے وہ منتظر ہیں اس بدگمانی اور امید ہلاکت کا چکر انھیں پر پڑیگا۔ (مظہری)

[۳] مروی ہے کہ جب صلح حدیبیہ واقع ہوئی تو ابن ابی نے کہا: کیا محمد ﷺ یہ گمان کرتے ہیں کہ جب اہل مکہ سے صلح کرلی جائے یا مکہ فتح کرلیا جائے تو ان کا کوئی دشمن باقی نہ رہیگا؟ پس اہل فارس اور اہل روم کی دشمنی کہاں چلی جائیگی؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے واضح کیا کہ آسمانوں اور زمین کے لشکر اہل فارس اور اہل روم سے زیادہ ہیں، بعض نے کہا کہ اس میں یعنی آسمانوں اور زمین کے لشکر میں جمیع مخلوقات شامل ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آسمانوں کے لشکر سے مراد ملائکہ ہیں اور زمین کے لشکر سے مراد اہل ایمان ہیں۔ پہلی جگہ مشرکین قریش کے بعد اس کا ذکر ہوا تھا اور اب منافقین اور تمام مشرکین کے ذکر کے بعد اس کا تذکرہ ہورہا ہے۔ دونوں جگہ آسمانوں اور زمین کے لشکر سے مراد تخویف اور تہدید ہے پس اگر اللہ تعالیٰ منافقین اور مشرکین کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمائے تو کوئی نہیں جو اسے اس کام سے روک سکے، لیکن ایک مصلحت کے تحت اللہ تعالیٰ ان سب کی ہلاکتوں کو وقت مقررہ تک کیلئے مؤخر فرمادیتا ہے۔ (القرطبی) [۴] مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو امت کے اعمال پر گواہ بناکر بھیجا جیسا کہ ارشاد ہے وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا ''اور یہ رسول تم پر نگہبان ہیں'' اولیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی وحدانیت پر گواہ بناکر بھیجا جیسا کہ ایک جگہ ارشاد ہے شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ: ''اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور صاحب علم نے''۔ یہاں اُولُوا الْعِلْمِ سے انبیائے کرام علیہم السلام مراد ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے علم عطا فرمایا اور اس گروہ کو وہ کچھ سکھایا جو یہ سب نہیں جانتے تھے۔ اسی بناء پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وَمُبَشِّرًا: یعنی جس نے اس گواہی کو قبول کیا، اس کے مطابق عمل کیا اور اپنے عمل کو اس گواہی کے موافق کرنے میں لگا رہا آپ ایسے شخص کیلئے مُبشر ہیں۔ وَنَذِیْرًا: یعنی جس نے اس گواہی کو قبول کرنے سے انکار کیا اور اس کے خلاف عمل کیا آپ ایسے شخص کیلئے نذیر بناکر بھیجے گئے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ

تا بگروید بخدا و رسول او و تقویت دہید او را و بزرگ دارید او را و بپاکی یاد کنید او را

تا کہ تم سب اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور انھیں تقویت دو اور ان کی تعظیم کرو اور اسکو پاکی کیساتھ یاد کرو

بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ

بامداد و شبانگاہ ہر آئنہ آنانکہ بیعت کروند با تو جز ایں نیست بیعت کروند

صبح اور شام[۱] بیشک وہ لوگ جو آپ سے بیعت کرتے ہیں اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ وہ بیعت کرتے ہیں

اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ

با خدای دست خدای بردستہاے ایشانرا ست پس ہر کہ بشکند عہد پس جز ایں نیست کہ بشکند عہد

اللہ سے' اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے پس جس نے عہد توڑا تو اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ وہ

عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ

بر نفس خود و ہر کہ وفا کند بآنچہ عہدیست با خدای

اپنے نقصان کیلئے عہد توڑتا ہے اور جو کوئی (اسکی) وفا کرے جو اس نے اللہ سے (وعدہ) کیا

فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٠﴾ ع سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ

(ع ١٠/٩)

پس زود بدہد او را مزد بزرگ زود باشد کہ گویند ترا باز پس ماندگان

تو جلد اسے بڑا اجر دے گا [۲] جلد تم سے کہیں گے پیچھے رہ جانے والے

مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ

از بادیہ نشینان مشغول کرد ما را مالہاے ما و فرزندان ما پس آمرزش خواہ

دیہات میں رہنے والوں میں سے ہمیں مشغول کیا ہمارے اموال نے اور ہمارے فرزند نے پس آپ مغفرت طلب

يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلْ

برائے ما میگویند بزبانہاے خود آنچہ نیست در دلہاے ایشاں بگو

کریں ہمارے لئے، اپنی زبانوں سے (وہ کچھ) کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے آپ فرما دیجئے

[۱] تینوں جگہ "ہ" کی ضمیریں اللہ تعالیٰ کی جانب راجع ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی مدد کرنے سے مراد ہے اللہ کے نازل کردہ دین اور اللہ کے رسول ﷺ کی مدد کرنا۔ بغوی نے لکھا ہے کہ تُعَزِّرُوْهُ اور تُوَقِّرُوْهُ کی [مفعولی] ضمیریں رسول اللہ ﷺ کی طرف راجع ہیں اور تُسَبِّحُوْهُ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے اس تفسیر پر ضمیروں میں انتشار ہو جائیگا اس لئے زمخشری نے اس تفسیر کو بعید از سیاق قرار دیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جب قرینہ موجود ہو اور مطلب میں اشتباہ ہو تو انتشار ضمائر میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مظہری)

[۲] حضرت سلمہ بن اکوع ؓ فرماتے ہیں کہ ہم دوپہر کو لیٹے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے منادی نے ندا کی: لوگو! روح القدس نازل ہو گیا بیعت کرو' اللہ کا نام لے کر نکل کھڑے ہوئے۔ صحیح مسلم میں حضرت سلمہ ؓ کا قول نقل کیا ہے کہ سب لوگوں سے پہلے میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی' پھر دوسرے نے پھر تیسرے نے یہاں تک کہ جب آدھے آدمی بیعت کر چکے تو نبی ﷺ نے فرمایا: سلمہ آ بیعت کر۔ میں نے کہا: میں تو بیعت کر چکا ہوں۔ فرمایا اور بیعت کرو۔ میں نے دوبارہ بیعت کر لی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اور لوگوں سے بیعت لی۔ جب آخری آدمی بھی بیعت کر چکا تو فرمایا: کیا تو بیعت نہیں کریگا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں تو سب سے پہلے اور درمیان میں بیعت کر چکا ہوں۔ فرمایا: اور سہی۔ چنانچہ میں نے تیسری بار بھی بیعت کر لی۔ صحیح بخاری میں ہے کہ دریافت کیا گیا کہ تم کس بات پر بیعت کرتے تھے؟ حضرت سلمہ نے کہا موت پر۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو جب بیعت کیلئے طلب فرمایا تو سب سے پہلا شخص جو بیعت کرنے کیلئے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا ابو سنان اسدی تھا۔ ابو سنان نے عرض کیا ہاتھ پھیلایئے میں آپ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم اس بات پر بیعت کرو جو تمہارے دل میں ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں آیا ہے کہ ابو سنان نے کہا: میرے دل میں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تمہارے دل میں یہ ہے کہ تلوار سے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اتنا لڑونگا کہ یا اللہ غالب کر دے' یا میں مارا جاؤں۔ ابو سنان نے بیعت کر لی اور ابو سنان کے موافق دوسرے لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیعت رضوان کا اس وقت حکم دیا جب حضرت عثمان قاصد رسول اللہ ﷺ کی حیثیت سے مکہ والوں کے پاس گئے ہوئے تھے جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کر لی تو آپ نے فرمایا: اے اللہ! عثمان تیرے اور تیرے رسول کے کام سے گیا ہوا ہے۔ یہ فرما کر آپ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا اور فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ حضور ﷺ کا دست مبارک عثمان کیلئے ان کے اپنے ہاتھوں سے بہتر تھا۔ مروی ہے کہ حدیبیہ کو روانگی سے پہلے مدینہ میں رسول اللہ ﷺ نے خواب دیکھا کہ آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ امن کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔ کچھ لوگوں کے سر منڈھے ہوئے ہیں اور کچھ لوگوں نے بال کتروائے ہیں' اسی حالت میں آپ نے کعبہ کی کنجی لے لی اور بیت اللہ میں داخل ہو گئے۔ ایک دوسری روایت جو حضرت مجاہد سے منقول ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب اس وقت دیکھا تھا جب آپ حدیبیہ میں تھے۔ ابن سعد اور محمد بن عمرو وغیرہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آس پاس کے صحرا نشین لوگوں کو اور دوسرے عربوں کو اپنے ساتھ نکل چلنے کی ترغیب دی لیکن آپ کو اندیشہ لگا ہوا تھا کہ قریش ضرور تعریض کریں گے اور کعبہ تک پہنچنے میں رکاوٹ ڈالیں گے۔ بکثرت بادیہ نشین لوگ نہیں آئے۔ اَجْرًا عَظِيْمًا: یعنی جنت میں' اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کا دیدار نصیب ہوگا۔ (مظہری)

فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا

پس کیست کہ مالک شود مر شما را از خدای چیزی اگر خواہد بشما ضرر

پس اللہ کے سامنے (مقابل) تمہارے لئے کون ہے جو مالک ہو اگر تمہیں نقصان پہنچانا چاہے

اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ؕ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۱﴾

یا خواہد بشما سودے بلکہ ہست خدای بآنچہ میکنید دانا ست

یا تمہیں نفع پہنچانا چاہے بلکہ اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو [1]

بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى

بلکہ گمانبردید آنکہ باز نگردد پیغمبر و مومنان بسوے

بلکہ تم نے گمان کیا کہ رسول اور اہل ایمان ہرگز نہ لوٹیں گے

اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ

اہالی خود ہر گز و بیاریست ایں در دلہاے شما و گمانبردید شما

اپنے گھروں کو اور اسے تمہارے دلوں میں مزین کیا گیا اور تم نے

ظَنَّ السَّوْءِ ۚۖ وَكُنْتُمْ قَوْمًا ۢ بُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ

گمان بد و بودید شما گروہی ہلاک شدہ و ہر کہ نگرود

برا گمان کیا (تھا) اور تم ہلاک شدہ قوم تھے [2] اور جو ایمان نہ لائے

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۳﴾ وَلِلّٰهِ

بخدای و پیغمبر او پس ہر آئنہ ما آمادہ کردیم براے کافران آتش و مر خدایراست

اللہ اور اس کے رسول پر تو بیشک ہم نے کافروں کے واسطے آگ تیار کی ہے [3] اور اللہ کیلئے ہے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ

پادشاہی آسمانہا و زمین بیامرزد ہر کرا خواہد و

آسمانوں اور زمین کی بادشاہت معاف فرماتا ہے جسے چاہے اور [4]

[1] حضرت مجاہد اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہاں اعراب سے مراد غِفار، مُزَینہ، جُہینہ، اسلم، اشجع اور دیل قبائل ہیں یہ قبائل مدینہ کے اردگرد واقع تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے عام الفتح میں مکہ کی جانب سفر کا ارادہ کیا تو یہ لوگ [اس خیال سے] پیچھے رہ گئے تھے کہ مسلمانوں کی تعداد کم ہے اہل قریش ان پر حاوی ہو جائیں گے اور مسلمانوں کا واپس لوٹنا مشکل ہو جائیگا۔ اِدھر رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کا احرام باندھا تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ہم جہاد کیلئے نہیں جا رہے ہیں۔ واضح رہے کہ پیچھے رہ جانے والوں کو قرآن نے اَلْمُخَلِّفُوْنَ [اسم فاعل کے ساتھ] نہیں کہا بلکہ اسمِ مفعول کے صیغہ کے ساتھ فرمایا اَلْـمُـخَلَّفُوْنَ ۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اپنے نبی ﷺ کی صحبت سے پیچھے رکھا۔ ایسے لوگ مغفرت کے خواہاں ہو کر آئے لیکن ان کا اعتقاد ان کے ظاہر کے خلاف تھا۔ (القرطبی) مَا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ: اس میں دو احتمال ہیں (۱) تکذیب ان کے اپنے قول فَاسْتَغْفِرْ لَنَا کی طرف راجع ہے لیکن تحقیق سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ نہ جانے کی وجہ سے انہیں جو نقصان ہوا تھا اس کا یہ لوگ اقرار کرتے تھے اس لئے ان کے اعتقاد کے خلاف یہ تکذیب نہیں ہو سکتی بلکہ ان کا اعتقاد یہ تھا کہ ہم سب بلا وجہ بھلائی سے پیچھے رہ گئے (۲) ان لوگوں نے بہانا بنایا تھا کہ ہمارے اموال نے ہمیں پیچھے رکھا حالانکہ معاملہ ایسا نہیں تھا (تفسیر کبیر)

[2] یعنی تم لوگوں نے یہ گمان کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان ہرگز واپس نہ پلٹیں گے، تمہارے اس گمان کو شیطان نے تمہارے دلوں میں مزین کیا پھر تم نے اس گمان کو قطعیت کا درجہ دیدیا۔ اس لئے کہ کبھی شیطان شبہ کو مزین کرتا ہے پھر غافل انسان اس شبہ کو حتمی شکل دیدیتا ہے اگرچہ عاقل انسان شک میں نہیں پڑتا ہے۔ وَظَنَّ السَّوْءِ: ایک مطلب تو اس کا یہ ہو سکتا ہے کہ تم لوگوں نے گمان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے صحیح وعدہ نہیں کیا، یا رسول اللہ ﷺ نے معاذ اللہ ان سے جھوٹ بولا۔ دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ تم نے یہ برا گمان کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان اب کبھی واپس نہیں آئیں گے۔ تمہارے یہ دونوں گمان فاسد ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان دونوں واپس آگئے ہیں۔ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُوْرًا: یعنی تم اپنے اس گمان بد کی وجہ سے ہلاک ہونے والے ہوگئے، یا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ حقیقت میں تم سب ہلاک ہونے والے ہی تھے۔ (تفسیر کبیر) [3] مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے یہ بدگمانی کی تھی کہ اللہ تعالیٰ وعدہ کے خلاف کریگا یا یہ بدگمانی کی تھی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے معاذ اللہ ان سے جھوٹ کہا تھا ایسے لوگ چونکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان نہیں رکھتے ہیں اس لئے بھڑکتی ہوئی آگ ہم نے ان کیلئے تیار کر رکھی ہے۔ واضح رہے کہ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کہنے کے بعد پھر لِلْكَافِرِيْنَ کہنا تعمیم پر دلالت ہے یعنی جو بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتا ہے وہ کافر ہے اور ہم نے کافروں کیلئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ (تفسیر کبیر) [4] پہلے دو گروہوں کا ذکر ہوا ان میں سے پہلے گروہ کیلئے جنہوں نے بیعت کی اجر عظیم کا وعدہ ہے اور دوسرے گروہ کیلئے جنہوں نے بدگمانی کی عذاب الیم کا وعدہ ہے۔ یہ اس جانب اشارہ ہے کہ اول گروہ کیلئے مغفرت اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہے اور دوسرے گروہ کو عذاب دینا بھی اسکی مشیت سے ہے۔ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یہ جملہ بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دو معاملے میں یعنی مغفرت عطا کرنے اور عذاب دینے میں زبردست ہے اس لئے کہ جس کی سلطنت اتنی عظیم ہو اس کے اجر اور عنایت کا عالم کیا ہوگا اسی طرح جب وہ کسی کو سزا دینے کا ارادہ کرے تو اس کی عقوبت اور عذاب کا کیا عالم ہوگا۔ (تفسیر کبیر)

يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٤﴾

عذاب کند ہر کرا خواہد و ہست خدای آمرزندہ مہربان

عذاب دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا

زود باشد کہ گویند باز پس ماندگان چوں روید بسوے غنیمتہا تا فرا گیرید او را

جب تم مال غنیمت کی جانب چلو تا کہ تم اسے لو تو پیچھے رہ جانے والے عنقریب کہیں گے

ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ۭ قُلْ

بگذارید ما را پیروی کنیم شما را میخوہند آنکہ تغیر دہند سخنان خدایرا بگو

ہمیں بھی اپنے ساتھ چلنے دو کہ ہم تمہارے پیچھے آئیں چاہتے ہیں کہ اللہ کے کلام میں تغیر پیدا کریں آپ فرما دیجئے

لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ

پیروی نخواہید کرد ما را ہمچنیں گفت خدای پیش ازیں پس زود گویند

تم ہمارے ساتھ نہ آؤ اللہ نے اس سے پہلے ہی ایسا فرما دیا ہے پس جلد کہیں گے

بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ۭ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٥﴾

بلکہ حسد بردید بر ما بلکہ ہستند در نمی یابند مگر اندکی

بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو بلکہ وہ کلام سمجھتے نہیں تھے مگر تھوڑا[1]

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى

بگو مر باز پس ماندگان از بادیہ نشینان زود خواندہ شوند بسوے

آپ فرما دیجئے اہل بادیہ میں سے پیچھے رہ جانے والوں سے جلد تم بلائے جاؤ گے

قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ

گروہی خداوند کار و زار سخت کار و زار کنید با ایشاں یا مسلمان شوید

سخت جنگجو قوم کی طرف تم ان سے لڑو یا وہ سب مسلمان ہو جائیں

تفسیر اظہار العرفان

[1] بعض اہل تفسیر کا قول ہے کہ مغانم سے مراد صرف خیبر کا مال غنیمت ہے۔ محمد بن عمر کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو جہاد پر یعنی خیبر کی جانب چلنے کا حکم دیا۔ حضور ﷺ کے گرداگرد جولوگ تھے انھوں نے اس کی کوشش کی اور جولوگ حدیبیہ میں شریک تھے وہ جہاد کیلئے تیار ہو گئے اور جولوگ حدیبیہ میں جانے سے رہ گئے تھے وہ بھی مال غنیمت کے لالچ میں خیبر کو جانے کیلئے آ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ لوگ میرے ساتھ صرف جہاد کی خواہش سے تو جا سکتے ہیں مال غنیمت میں حصہ دار بننے کیلئے نہیں۔ آیت کا صاف مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے مسلمانوں کی تعداد کو کم اور اہل ایمان کی کمزوری دیکھ کر خیال کیا تھا کہ مسلمانوں کو شکست ہو جائیگی اسی لئے وہ حدیبیہ نہیں گئے۔ جب وہ مسلمانوں میں طاقت محسوس کریں گے اور مسلمانوں کو مال غنیمت حاصل کرنے کیلئے جہاد میں جاتا دیکھیں گے تو کہیں گے ہم کو اپنے ساتھ چلنے کی اجازت دو۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو بدل ڈالیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا تھا کہ ان میں سے کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہ جائے چنانچہ دوسری آیت میں بھی یہی مفہوم آیا ہے فرمایا: فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا الخ ۔ حضرت قتادہ نے بھی یہی مطلب بیان کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جولوگ حدیبیہ نہیں گئے تھے انھوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کو جہاد کی شدید رغبت ہے اور بیعت رضوان کا حال وہ سن ہی چکے تھے اور یہ بھی جان لیا تھا کہ وادی مکہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مشرکوں پر فتح عنایت کر دی کہ مشرکین صلح پر راضی ہو گئے اور مسلمانوں کو اہل مکہ کی طرف سے اطمینان حاصل ہو گیا ہے اور اب وہ دوسرے قبائل عرب سے جہاد کرنے کیلئے فارغ ہو گئے ہیں۔ تو حدیبیہ نہ جانے پر ان کو پشیمانی ہوئی اور ان کو یقین ہو گیا کہ آئندہ مسلمان غالب آئیں گے اور مال غنیمت ان کو حاصل ہوگا۔ یہ بات ان لوگوں نے اس وقت کہی تھی جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر والوں سے جہاد کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا باوجودیکہ خیبر والے مکہ والوں سے زیادہ طاقتور تھے۔ دس ہزار جنگجو بہادر ان میں موجود تھے۔ رہی یہ بات کہ جب مسلمان اتنے بہادر تھے تو مکہ میں زبردستی کیوں نہ داخل ہوئے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ قریش پر اللہ نے رحم فرمایا کہ اپنے رسول کو اور مسلمانوں کو داخل ہونے سے منع فرما دیا جیسے قریش پر رحم فرمانے کے سبب ہاتھی والے حبشیوں کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا پھر اللہ کو یہ بھی علم تھا کہ قریش کے اکثر آدمی مسلمان ہو جائیں گے اور ان کی نسل سے بہت سی مؤمن روحیں پیدا ہوں گی۔ ایک بات یہ بھی تھی کہ مسلمان مکہ میں زبردستی گھستے اور جنگ ہوتی تو وہاں کچھ مسلمان مرد اور عورتیں بھی پوشیدہ تھیں اور حملہ کرنے والوں کو معلوم نہیں تھا اس لئے نادانستگی میں ممکن تھا وہ روندے جاتے یہی وجوہ تھیں کہ مسلمانوں نے زبردستی داخل ہونے کی کوشش نہیں کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو حدیبیہ میں روک دیا۔ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا: اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور معجزہ یہ ایک پیشگوئی ہے کہ باوجودیکہ وہ اعراب مال غنیمت کے لالچ میں مخلص مؤمنوں کے ساتھ جانے کا پختہ ارادہ کر چکے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے پہلے سے خبر دیدی کہ یہ ساتھ نہیں جائیں گے گویا دو مرتبہ پیشگوئی فرمائی کہ ایک بار یہ کہ وہ تمہارے ساتھ جانے کو کہیں گے اور دوسری بار یہ کہ وہ تمہارے ساتھ ہرگز نہیں نکلیں گے۔ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا: یعنی اللہ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ ہم سے حسد کیا جاتا ہے کہ ہم مال غنیمت میں تمہارے شریک ہو جائیں گے۔ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ: یعنی یہ بات نہیں ہے جو اعراب کہتے ہیں بلکہ ان کو معلوم ہی نہیں کہ اللہ کی طرف سے ان کیلئے کیا مفید ہے اور کیا ضرر رساں۔ (مظہری)

فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا

پس اگر فرمانبرید بدہد شما را خدای مزدی نیکو و اگر بر گردید

پس اگر تم سب پیروی کرو تو اللہ تمہیں اچھا اجر عطا فرمائیگا اور اگر پھر جاؤ گے

كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶﴾ لَيْسَ

چنانکہ روگردانیدید پیش ازیں عذاب کند شما را عذابے سخت نیست

جیسے تم اس سے پہلے پھر گئے تھے تو تمہیں سخت عذاب دیگا ۱ نہیں ہے

عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى

بر نابینا تنگی و نہ بر لنگ تنگی و نہ بر

نابینا پر کوئی تنگی اور نہ لنگڑے پر کوئی تنگی اور نہ

الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ

بیمار تنگی و حرج کہ فرمانبرد خدایرا و پیغمبر او در آرد او را

بیمار پر کوئی تنگی اور جو اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کریگا اللہ اسے داخل فرمائیگا

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ

بوستانہا میرود از زیر آں جوبہا و ہر کہ روگرداند عذاب کند او را

(ایسے) باغوں میں جن کے نیچے نہریں جاری ہونگیں اور جو کوئی منہ پھیرے گا تو اسے

عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۷﴾ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ

عذابے سخت ہر آئنہ خوشنود گشت خدای از مؤمنان

سخت عذاب دیگا ۲ بیشک اللہ راضی ہوا مؤمنوں سے

اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

چوں بیعت کردند ترا زیر درخت پس میداند آنچہ در دلہاے ایشانست

جب وہ سب درخت کے نیچے آپ سے بیعت کرتے تھے پس معلوم ہے جو ان کے دلوں میں ہے

۱ جاننا چاہیئے کہ دوبار مخلفین کا لفظ صراحت کے ساتھ ذکر کرنے سے مذمت میں قوت پیدا کرنا اور تخلف کی سخت ترین قباحت ظاہر کرنا مقصود ہے۔ حضرت کعب کہتے ہیں کہ یہاں قوم سے مراد ہیں رومی یعنی غزوۂ تبوک میں شریک ہونے کی تم کو دعوت دی جائیگی۔ میں کہتا ہوں کہ آگے اس قوم کی صفت تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ذکر کی گئی ہے۔ اس لئے قوم سے رومی مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ قوم ایسی ہونی چاہیئے جس سے اس وقت تک قتال جاری رکھنا لازم ہے جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں لیکن تبوک میں نہ جنگ ہوئی نہ اسلام انھوں نے قبول کیا کچھ اوپر دس روز رسول اللہ ﷺ نے تبوک میں قیام فرمایا لیکن ہرقل نے اپنی جگہ سے جنبش نہیں کی نہ مقابلے کیلئے کسی کو بھیجا آخر رسول اللہ ﷺ جنگ کئے بغیر واپس آ گئے۔ حضرت سعید بن جبیر اور حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ قبائل ہوازن' ثقیف اور غطفان مراد ہیں۔ حنین میں انہیں سے لڑائی ہوئی تھی۔ میں کہتا ہوں یہ بھی صحیح نہیں ہے کسی صحیح روایت میں نہیں آیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اعراب کو جنگ میں شریک ہونے کی دعوت دی ہو اس کے علاوہ قوم سے جو لوگ مراد ہوں ان کا بڑا طاقتور اور جنگجو ہونا ضروری ہے اور قبائل ہوازن وغیرہ اسلامی لشکر کے مقابلے میں طاقتور نہ تھے ان کی تعداد بھی کم تھی جبکہ اسلامی لشکر کی تعداد زیادہ تھی۔ زہری اور مقاتل کا قول ہے کہ بنی حنیفہ یعنی اہل یمامہ جو مسیلمہ کذاب کے ساتھی تھے مراد ہیں۔ حضرت رافع بن خدیج فرماتے ہیں کہ ہم یہ آیت پڑھتے تھے اور یہ نہیں جانتے تھے کہ قوم سے کون لوگ مراد ہیں یہاں تک کہ بنی حنیفہ سے لڑنے کیلئے حضرت ابوبکر ﷛ نے لوگوں کو دعوت دی اس وقت ہم سمجھے کہ قوم سے مراد بنی حنیفہ ہیں۔ اکثر اہل تفسیر کا یہی قول ہے اور بیضاوی نے اسی کو ترجیح دی ہے۔

تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ: یعنی دونوں باتوں میں سے ایک ہوگی قتال یا اسلام' مراد یہ ہے کہ دونوں میں سے ایک بات ہونی ضروری ہے یا تو ان سے جنگ کرتے رہو یا وہ اسلام لے آئیں تیسری بات نہیں ہو سکتی ان سے جزیہ نہیں لیا جا سکتا۔ یہ حکم صرف عرب کے مشرکوں اور مرتد ہو جانے والے مسلمانوں کیلئے خاص ہے۔ یہ آیت حضرت ابوبکر ﷛ کی خلافت پر دلالت کر رہی ہے کیونکہ مرتدوں کیساتھ جنگ کرنے کی آپ ہی نے مسلمانوں کو دعوت دی تھی لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت مجاہد' حضرت عطاء اور حضرت ابن جریج کے نزدیک قوم سے مراد اہل فارس ہیں اس آیت میں حضرت عمر ﷛ کی خلافت [جو حضرت ابوبکر ﷛ کی خلافت پر مبنی تھی] کی طرف اشارہ ہو جائیگا کیونکہ آپ ہی نے اہل فارس سے جہاد کیا۔ لیکن اس تفسیر پر يُسْلِمُوْنَ کا معنی ہوگا يَنْقَادُوْنَ یعنی تم ان سے لڑو یہاں تک کہ وہ تمہارے مطیع ہو جائیں اور جزیہ ادا کرنا قبول کر لیں۔ (مظہری) ۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب آیت وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا نازل ہوئی تو اہل معذور نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ آیت میں حرج سے مراد گناہ ہے یعنی ان معذورین پر جہاد سے پیچھے رہ جانے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ عرج اس آفت کو کہتے ہیں جو انسان کے کسی ایک پیر میں پہنچے۔ (القرطبی) آیت میں تین ایسے اصناف بیان کئے گئے ہیں جن کے جہاد سے پیچھے رہ جانے پر کوئی تنگی نہیں ہے ایک نابینا' یہ دشمن پر پیش قدمی کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے' اسی طرح لنگڑا اور بیمار شخص بھی ہیں کہ پیش قدمی کی صلاحیت ان میں مفقود ہوتی ہے۔ (تفسیر کبیر)

فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝١٨

پس فرستاد آرامش بر ایشاں و پاداش داد ایشانرا فتحی نزدیک

پس اللہ نے ان پر سکون اتارا اور انھیں قریب کے فتح سے بدلا دیا ١

وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا

و غنیمتہا بسیار فرا گیرند آنرا و ہست خدای غالب

اور بہت سی غنیمتیں (بھی) جسے وہ سب لیں گے اور اللہ زبردست

حَكِيْمًا ۝١٩ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا

با حکمت وعدہ داد شما را خدای غنیمتہا بسیار فرا گیرند آنرا

حکمت والا ہے ٢ اللہ نے تمہیں بہت سی غنیمتوں کا وعدہ دیا جسے تم لیتے ہو

فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ

پس تعجیل کرد برائے شما ایں و باز داشت دستہاے مردمان از شما

پس اسے تمہیں جلدی دیدی اور تم سے لوگوں کے ہاتھ روک دیئے

وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا

و تا باشد نشانہ مر مومنانرا و راہ نماید شما را راہ

اور تا کہ مومنوں کیلئے نشانی ہو جائے اور تمہیں سیدھی

مُّسْتَقِيْمًا ۝٢٠ ۙ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ

راست و دیگر قادر نشدید براں ہر آئنہ احاطہ کرد

راہ دکھائے ٣ اور دوسری (غنیمتیں بھی) جن پر تم قادر نہ تھے بیشک اللہ نے اسے

اللّٰهُ بِهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝٢١ وَلَوْ

خدای باں و ہست خدای بر ہمہ چیز توانا و اگر

گھیر لیا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ٤ اور اگر

١ اسی آیت کی وجہ سے اس بیعت کو بیعتِ رضوان کہا جاتا ہے۔ اس آیت سے مقصود اہل ایمان کی تعریف و مدح ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم حدیبیہ کے روز ایک ہزار چار سو تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم زمین والوں میں سب سے بہتر ہو۔ حضرت ام بشر رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ جو کوئی اس درخت کے نیچے بیعت کر چکا وہ دوزخ میں نہیں جائیگا۔ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ یعنی ان کے دلوں میں اطمینان پیدا کر دیا کہ حضور قلب کے ساتھ وہ ذکر خدا میں مشغول ہو گئے اور نفسانی پسندیدگی کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی ہوئے۔ فَتْحًا قَرِيْبًا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حدیبیہ سے واپس آ کر دس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں قیام فرمایا' سلیمان تیمی نے پندرہ روز قیام بتایا' زہری نے بیس روز قیام بتایا پھر خیبر کی طرف کُوچ فرمایا۔ (مظہری)

٢ بخاری نے لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا خیبر فتح ہو گیا تو ہم نے کہا اب ہم پیٹ بھر کر کھجوریں کھائیں گے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب تک خیبر کی فتح نہ ہوئی تھی ہم نے کبھی پیٹ بھر کر چھوہارے نہ کھائے۔ حافظ محمد بن یوسف صالحی نے کہا خیبر زمین کا ایک ایسا قطعہ تھا جس میں قلعے تھے' کھیت تھے اور بکثرت نخلستان تھے۔ حدیبیہ سے تین روز کی مسافت پر شامی حاجیوں کے راستے کے بائیں ہاتھ کو واقع تھا۔ (مظہری)

٣ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ یہاں مغانم سے وہ تمام مالِ غنیمت مراد ہیں جو قیامت تک اس امت کو حاصل ہونگے' حضرت ابن زید کہتے ہیں کہ یہاں مغانم سے خیبر کے مالِ غنیمت مراد ہیں۔ فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ: حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ اس سے خیبر مراد ہے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے صلح حدیبیہ مراد ہے۔ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ: یعنی صلح کے ذریعے اہل مکہ کے ہاتھ کو تم سے روکا۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب تم لوگ حدیبیہ اور خیبر کی جانب گئے تھے تو مدینہ کے یہود کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا۔ اس قول کو طبری نے اختیار کیا۔ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ: یعنی ان مشرکین کے بھگا دینے اور تمہیں سلامتی کے ساتھ رکھنے میں اہل ایمان کیلئے نشانی ہے' بعض نے کہا کہ ان کے ہاتھوں کو تم سے روک دینے میں مؤمنین کیلئے نشانی ہے' بعض نے یہ مطلب بھی بیان کیا ہے کہ اس عجلت میں مؤمنین کیلئے نشانی ہے۔ (القرطبی) ٤ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے وہ فتوحات مراد ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر کھول دیا جیسے روم اور فارس اور دیگر فتوحات۔ حضرت ابن زید اور حضرت اسحاق کہتے ہیں کہ اس سے خیبر مراد ہے اللہ تعالیٰ نے خیبر کے فتح ہونے سے پہلے اس کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی' حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اس سے فتح مکہ مراد ہے' حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ اس سے حنین مراد ہے اس لئے کہ آگے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا یہ ٹکڑا دلالت کر رہا ہے کہ اس سے حنین مراد ہے۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ قیامت تک ہونے والی فتوحات مراد ہیں۔ قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا: یعنی تمہارے لئے ان فتوحات کو اللہ تعالیٰ نے تیار کیا ہے۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ عنقریب تمہارے لئے بہت ساری فتوحات ہونے والی ہیں جیسا کہ ایک جگہ ارشاد ہو وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا یعنی اور بیشک اللہ از روئے علم کے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دشمنوں سے تمہاری حفاظت فرمائی تا کہ تمہارے لئے فتوحات کے دروازے کھول دے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ (القرطبی)

قَاتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا

کار زار کروند با شما آنانکه نگرویدند ہر آئنہ گردانند پشتہا پس

تم سے لڑیں وہ لوگ جو ایمان نہ لائے تو ضرور پیٹھ پھیریں گے پھر

يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٢٢﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ

نیابند کار سازی و نہ یاری سنت نہاد خدای آنکہ ہر آئنہ

نہ کوئی حمایتی پائیں گے اور نہ مددگار [1] اللہ کا قانون ہے جو بیشک

خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿٢٣﴾

گذشت پیش ازیں و نیابی مر سنت خدایرا تغیری

اس سے پہلے گذر چکا اور تم اللہ کے قانون میں کوئی تغیر نہ پاؤ گے [2]

وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ

و اوست آنکہ باز داشت دستہائے ایشاں از شما و دستہائے شما از ایشاں

اور وہی ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تمہارے ہاتھ ان سے

بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ

در وادی مکہ از پس آنکہ ظفر داد شما را بر ایشاں و ہست

وادی مکہ میں بعد اس کے کہ تمہیں ان پر کامیابی دی' اور

اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿٢٤﴾ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ

خدای بآنچہ میکنید بینا ست ایشاں آنانند کہ کافر شدند و باز داشتند شما را

اللہ دیکھ رہا ہے جو تم کرتے ہو [3] وہ سب وہی ہیں جو کافر ہوئے اور تمہیں روکا

عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ وَ

از مسجد حرام و ہدی باز داشتہ شدہ آنکہ برسد بجای او

مسجد حرام سے اور قربانی کے جانوروں کو (بھی) کہ وہ اپنی جگہ پہنچنے سے رُکے رہیں

[1] اللہ تعالیٰ انھیں دوسری نعمت یاد دلا رہا ہے اگر تمہارے اور اہل مکہ کے درمیان جنگ واقع ہوتو وہ تمہارے سامنے ثابت قدم نہ رہ سکیں گے اور تم انھیں بھگا دو گے پھر وہ سب کسی ایسے کو نہیں پائیں گے جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے میں ان کی مدد کرے۔(صفوۃ التفاسیر)

[2] یعنی اللہ تعالیٰ کا یہ دستور چلا آرہا ہے کہ کافروں کو بھگا دیتا ہے اور مؤمنین کی نصرت فرماتا ہے۔صاحب بحر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ دستور انبیاء اور اس کے رسولوں کیلئے ہے جس میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔(صفوۃ التفاسیر)

[3] حضرت انس ﷛ فرماتے ہیں کہ جبلِ تنعیم سے ۸۰ اسلحہ بردار اس ارادے سے اترے کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب کو شہید کردیں لیکن وہ سب گرفتار کر لئے گئے پھر انھیں رہا بھی کر دیا گیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔حضرت عبداللہ مغفل المزنی کہتے ہیں کہ ہم سب حدیبیہ میں اس درخت کے نیچے تھے جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے اسی دوران ۳۰ نوجوان اسلحہ لے کر ہمارے سامنے ظاہر ہوئے۔نبی کریم ﷺ نے ان کے خلاف دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان سب کو اندھا کر دیا۔پھر انھیں اللہ کے رسول ﷺ نے قید کرنے کے بعد آزاد کر دیا۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔حضرت وکیع کہتے ہیں کہ قریش میں سے ستر یا اسی افراد مسلمانوں کو ایذا پہنچانے کی نیت سے آئے لیکن مسلمانوں نے ان سب پکڑ کر قید کر دیا۔رسول اللہ ﷺ نے ان سب کو رہا فرما دیا۔اس لئے ان سب کا نام عتقا پڑ گیا۔حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عمرہ کے ارادے سے تشریف لائے۔اصحابِ رسول ﷺ نے حرم میں سے کچھ لوگوں کو گرفتار کر لیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان سب کو چھوڑ دیا۔یہ ہے وہ کامیابی جو بطن مکہ میں حاصل ہوئی۔حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول ﷺ میں سے ایک شخص تھے جن کا نام زُنیم تھا۔حدیبیہ میں جب یہ مقام ثُنیہ میں تھے کہ مشرکوں نے تیر مار کر انھیں شہید کر دیا۔رسول اللہ ﷺ نے کچھ گھوڑسواران مشرکین کو پکڑنے کیلئے بھیجے چنانچہ فارس کے کفار میں سے بارہ کافروں کو گرفتار کر کے لایا گیا۔پس نبی ﷺ نے ان سب سے پوچھا کیا تم سب کا ذمہ مجھ پر ہے؟ سب نے کہا نہیں۔پھر آپ نے ان سب کو رہا کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ابن ابزی اور کلبی کہتے ہیں کہ یہ اہل حدیبیہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ہاتھ ان سے روک دیئے۔مروی ہے کہ حضرت خالد بن ولید ﷛ اس وقت نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور صلح کے معاملات میں مصروف تھے پس اچانک وادی سے کچھ لوگ اسلحہ سمیت اترے۔حضرت عمر ﷛ نے راستے میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ہم ایک جنگجو قوم کی جانب جا رہے ہیں اور ہمارے پاس اسلحہ نہیں ہے۔رسول اللہ ﷺ نے راستے سے ہی کچھ لوگوں کو بھیجا کہ مدینہ منورہ سے اسلحہ لے کر آئیں۔اِدھر رسول اللہ ﷺ کو خبر دی گئی کہ عکرمہ بن ابی جہل پندرہ سو فارسیوں کو لیکر ان کے خلاف نکل چکا ہے۔یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید سے فرمایا: یہ تمہارے چچا کے بیٹے ہیں جو پندرہ سو افراد کو لیکر آرہے ہیں۔حضرت خالد بن ولید نے کہا: اَنَا سَيْفُ اللّٰهِ وَ سَيْفُ رَسُوْلِهٖ یعنی میں اللہ کی تلوار اور اس کے رسول ﷺ کی تلوار ہوں۔پس اسی دن سے ان کو سیف اللہ کہا جانے لگا۔پس خالد بن ولید اپنے ساتھ کچھ لوگوں کو لے کر نکلے اور کافروں کو مکہ تک واپس بھگا دیا۔بِبَطْنِ مَكَّةَ: اس میں دو اقوال ہیں (۱) اس سے مکہ مراد ہے (۲) اس سے حدیبیہ مراد ہے اس لئے کہ اس کا بعض حصہ حرم سے ملتا ہے۔واضح رہے کہ اس آیت کے بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ حدیبیہ کے مقام میں فتح مکہ سے قبل نازل ہوئی ہے۔(القرطبی)

لَوۡلَا رِجَالٌ مُّؤۡمِنُوۡنَ وَنِسَآءٌ مُّؤۡمِنٰتٌ لَّمۡ تَعۡلَمُوۡهُمۡ

و اگر نبودی مردان گرویده و زنان گرویده ندانستید ایشانرا

اور اگر ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں نہ ہوتیں جن کا تمہیں علم نہیں تھا

اَنۡ تَطَـُٔوۡهُمۡ فَتُصِيۡبَكُمۡ مِّنۡهُمۡ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ ۚ لِيُدۡخِلَ

آنکہ ہلاک میکردید ایشانرا پس میرسد شما را از ایشاں گروہی ضرر بنا دانش تا در آرد

کہ تم انھیں ہلاک کر دیتے تو تمہیں اس گروہ سے نادانی میں نقصان پہنچتا' تا کہ

اللّٰهُ فِىۡ رَحۡمَتِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ۚ لَوۡ تَزَيَّلُوۡا لَعَذَّبۡنَا الَّذِيۡنَ

خدای در رحمت خود ہر کرا خواہد اگر جدا شدندی البتہ عذاب کردیم ما آنکہ

اللہ اپنی رحمت میں داخل فرمائے جسے چاہے' اگر (ایماندار کافر سے) الگ ہوجاتے تو ضرور ہم عذاب کرتے

كَفَرُوۡا مِنۡهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ﴿۲۵﴾ اِذۡ جَعَلَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا

نگرویدند از ایشاں عذاب درد ناک چوں کردند آنانکہ نگرویدند

ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب ۱ جب ان لوگوں نے جو ایمان نہ لائے

فِىۡ قُلُوۡبِهِمُ الۡحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الۡجَاهِلِيَّةِ فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ

در دلہائے ایشاں تعصب تعصب جاہلیت پس فرستاد خدای

اپنے دلوں میں تعصب کیا (اور تعصب بھی) جاہلیت کا تعصب تو اللہ نے

سَكِيۡنَتَهٗ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ وَعَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَاَلۡزَمَهُمۡ

آرام خود را بر رسول او و بر مؤمنان و ثابت داشت ایشانرا

اپنے اطمینان اپنے رسول پر اور مؤمنوں پر اتارا اور انھیں ثابت رکھا

كَلِمَةَ التَّقۡوٰى وَكَانُوۡۤا اَحَقَّ بِهَا وَاَهۡلَهَا ؕ وَكَانَ

کلمۂ تقوی و بودند سزاوار بداں و اہل آں و ہست

تقوی کے کلمہ (پر) اور وہ سب اسکے سزاوار اور اسکے اہل تھے اور ۲

۱ یعنی اہل قریش نے حدیبیہ کے سال نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب کو احرام باندھنے کے بعد مسجد حرام میں داخل ہونے سے روکا' اور ہدی کو اس کے قربان ہونے کی جگہ جانے سے روکا۔ وَلَوۡلَا رِجَالٌ مُّؤۡمِنُوۡنَ: یعنی مکہ میں وہ مسلمان جو کمزور ہیں اور کافروں کے درمیان رہتے ہیں جیسے سلمہ بن ہشام' عیاش بن ابی ربیعہ' ابی جندل بن سہیل اور ان کی مثل۔ (القرطبی) طبرانی اور ابی یعلی نے ابی جمعہ جنبذ بن سبیع سے روایت کی ہے کہ میں نے دن کے اول حصہ میں' جبکہ میں کافر تھا رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ میں حصہ لیا تھا اور دن کے آخر حصہ میں' جبکہ میں مسلمان ہوگیا تھا آپ کے ہمراہ کفار سے لڑا۔ ہم تین مرد اور سات عورتیں تھیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) دراصل صلح حدیبیہ کے وقت مکے میں بہت سے ایسے مسلمان موجود تھے جو نئے مسلمان ہوئے تھے یا کمزور تھے انھوں نے کفار کے خوف سے اپنا ایمان چھپایا ہوا تھا لہٰذا ان کو کفار سے الگ پہچاننا مشکل تھا اس صورت میں اگر جنگ ہو جاتی تو تو نادانستگی میں یہ نو مسلم بھی مسلمانوں کے ہاتھوں مارے جاتے اور خفت اٹھانے کے علاوہ مسلمان مشرکین کی طعنہ زنی سے نہ بچتے کہ دیکھو مسلمانوں نے اپنے آدمیوں کو بھی قتل کر دیا ہے۔ حدیبیہ کے روز اللہ تعالیٰ نے جن مصلحتوں کی بنا پر جنگ کو ٹال دیا ان میں سے ایک مصلحت یہ بھی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر مکہ میں ایسے مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں نہ ہوتیں جن کے ایمان کا تمہیں علم نہ تھا اور خطرہ یہ تھا کہ تم نادانستگی میں انھیں بھی پامال کر دو گے اور اس سے تم پر حرف آئیگا اور اس لئے بھی کہ اللہ جسکو چاہے اپنی رحمت میں داخل کرے اگر ایسے وقت میں لوگ چھٹ کر علیحدہ ہو جاتے تو ہم کفار کو سخت سزا دیتے۔ (حاشیہ لباب النقول)

۲ یعنی اس وقت کو یاد کرو جب کافروں نے اپنے دلوں میں جاہلیت کی حمیت کو جمالیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو طواف سے روک دیا تھا اور معاہدہ کے کاغذ پر بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ اور محمد رسول اللہ ﷺ لکھنے سے انکار کر دیا تھا۔ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ اہل مکہ نے کہا تھا انھوں نے ہمارے بیٹوں اور بھائیوں کو قتل کیا اب ہم پر چڑھ کر آنا چاہتے ہیں۔ تو عرب کہیں گے کہ یہ ہم کو ذلیل کر کے اندر گھس آئے ہیں۔ لات وعزی کی قسم یہ لوگ اس سال مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے حمیت جاہلیت سے یہی مراد ہے۔ فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ: یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اور مؤمنوں کو اطمینان خاطر عطا فرمایا انھوں نے اللہ کے حکم کی تعمیل کی اور جنگ پر قدرت رکھنے کے باوجود لڑائی سے باز رہے۔ كَلِمَةَ التَّقۡوٰى: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اکثر مفسرین کا قول ہے کہ اس سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكۡبَرُ مراد ہے۔ حضرت عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ لَهُ الۡمُلۡكُ وَلَهُ الۡحَمۡدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ: مراد ہے۔ عطاء خراسانی کے نزدیک لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ مراد ہے۔ زہری کہتے ہیں کہ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ مراد ہے۔ واضح رہے کہ ان تمام مفسرین کرام کا مآل ایک ہی ہے یعنی کلمۂ توحید ہر تقوی کی بنیاد اور سبب ہے۔ کلمۃ التقوی سے مراد ہے اہل تقوی کا کلمہ۔ اَلۡزَمَهُمۡ سے مراد یہ ہے کہ ان کو کلمۂ تقوی پر جمائے رکھا اور حمیت جاہلیت کو ان سے دور کر دیا۔ وَاَهۡلَهَا یعنی اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ کلمۂ تقوی کے اہل تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی مدد کرنے اور اپنے رسول کا صحابی بنانے کیلئے ان کا انتخاب کرلیا۔ اللہ تعالیٰ صحابہ کے دلوں میں جو ایمان اور رسول اللہ ﷺ کی محبت مخفی تھی اس کو جانتا ہے۔ (مظہری)

اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿۲٦﴾ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُولَهُ

خدای بہمہ چیز دانا ہر آئنہ راست کرد خدای بر فرستادۂ خود

اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ بیشک اللہ نے سچ کیا اپنے رسول پر

الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ

خواب براستی در آئید بمسجد حرام اگر خواہد

سچے خواب کو کہ تم مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر اللہ نے چاہا

اللّٰهُ اٰمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ

خدای ایمن باشند تراشندگان سرہاے خود را و چنندگان موی سر نترسید

تو امن کے ساتھ، اپنے سر کے بال منڈوانے والے یا سر کے بال ترشوانے والے، نہ ڈرتے ہوئے

فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذٰلِكَ فَتْحًا

پس داند آنچہ ندانید شما پس کرد خدا بجز این فتحی نزدیک

پس اسے معلوم ہے جو تمہیں نہیں معلوم پس اس کے علاوہ اللہ نے ایک قریبی فتح رکھی [1]

قَرِيبًا ﴿۲۷﴾ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَدِينِ

اوست آنکہ فرستاد رسول خود را براہ نمودن و دین

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ بھیجا اور دین

الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

راست تا غالب گرداند آنرا بر ہمہ دینہا و بس است بخدای

حق کے ساتھ تا کہ اسے تمام دینوں پر غالب کرے اور کافی ہے اللہ

شَهِيدًا ﴿۲۸﴾ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ

گواہ محمد فرستادۂ خدا ست و آنانکہ با اوند سخت تر اند

گواہی کو [2] محمد اللہ کے رسول ہیں، اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں سخت تر ہیں

[1] حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں نبی ﷺ نے خواب دیکھا کہ آپ اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین مکے میں پورے امن وامان کے ساتھ داخل ہونگے اور اپنے سر منڈوائیں گے اور بال ترشوائیں گے لیکن جب قربانی کے جانور حدیبیہ ہی میں ذبح کر دیئے گئے تو صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! اَیْنَ رُؤْیَاکَ! آپ کا خواب کہاں ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) ابن کیسان کہتے ہیں کہ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ یہ وہ واقعہ ہے جو خواب میں نبی ﷺ سے کہا گیا تھا۔ عادت کے مطابق آپ سے خطاب کیا گیا۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ سے استثناء کے ساتھ خطاب فرمایا۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذَالِکَ غَدًا اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ یعنی تم ہرگز یہ نہ کہنا کہ میں آئندہ کل یہ کام کرونگا مگر اس کے ساتھ ان شاء اللہ کہہ لیا کرو۔ بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں سے ایسے کلام کے ساتھ خطاب فرمایا جسے وہ اپنے بندوں کیلئے پسند فرماتا ہے۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کا استثناء اسی میں ہے جسے وہ جانتا ہے اور مخلوق کا استثناء اس میں ہوتا ہے جسے وہ نہیں جانتا ہے۔ حضرت حسین بن فضل کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات تھی کہ حدیبیہ میں جو لوگ ساتھ ہیں ان میں سے بعض داخل ہونے سے پہلے وفات پا چکے ہونگے پس اس جگہ استثناء اس معنی کے اعتبار سے ہے۔ بعض نے کہا کہ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بمعنی اِنْ اَمَرَکُمُ اللّٰہُ بِالدُّخُوْلُ یعنی اگر اللہ تمہیں داخل ہونے کا حکم دیگا [تو تم سب داخل ہوگے] بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بمعنی اِنْ سَهَّلَ اللّٰہُ یعنی اگر اللہ [مکہ میں تمہارے داخلہ کو] آسان کردے۔ بعض نے کہا کہ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بمعنی کَمَا شَاءَ اللّٰہُ ہے۔ حضرت ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ میں اِنْ بمعنی اِذْ ہے ایسی صورت میں یہ مطلب ہوگا کہ جب اللہ چاہے تم مکہ میں داخل ہو جاؤ گے۔ قرآن کریم میں اس کی مثال موجود ہے کہ اِنْ بمعنی اِذْ آیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان اِتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبَا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ یعنی اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی ہے اسے چھوڑ دو جب تم مؤمن ہو چکے ہو۔ فَتْحًا قَرِیْبًا: حضرت ابن زید کہتے ہیں کہ فتح قریب سے فتح خیبر مراد ہے، حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ اس سے فتح مکہ مراد ہے، حضرت مجاہد اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے صلح حدیبیہ مراد ہے، زہری کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں صلح حدیبیہ سے بڑی فتح کوئی نہیں دی۔ (القرطبی) [2] وَدِیْنِ الْحَقِّ: اس میں چند احتمالات ہیں (۱) حق اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے ایسی صورت میں یہ مطلب ہوگا کہ ہدایت اور دین اللہ نے دیکر بھیجا (۲) یہاں حق باطل کی نقیض ہے اس وقت آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ کو ایسا دین دیکر بھیجا جس میں حق کا حکم ہے (۳) یہاں یہ مراد ہے کہ حق کی جانب جھکنا اور اسے اپنے اوپر لازم پکڑنا۔ لِیُظْهِرَهُ اللّٰہُ عَلَى الدِّیْنِ کُلِّهٖ: یعنی ایسا دین دے کر بھیجا جو سارے ادیان منسوخ کر کے خود اس پر غالب آجائے۔ واضح رہے کہ لِیُظْهِرَهٗ کی ضمیر کے مرجع کے بارے میں دو اقوال ہیں ایک تو یہ ہے کہ رسول کی جانب راجع ہے لیکن اظہر یہ ہے کہ دین حق کی جانب راجع ہے مطلب یہ ہے کہ رسول کو ایسا دین حق دیکر بھیجا جو سارے ادیان پر غالب ہے۔ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَهِیْدًا: اس میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کیونکہ کفار کی جانب سے آپ کو اذیت پہنچ رہی تھی۔ کافروں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اس لئے تحریر میں محمد رسول اللہ کی بجائے محمد بن عبداللہ لکھو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ اس گواہی کو کافی ہے کہ آپ اس کے رسول ہیں گویا کہ آپ کو تسلی دی جارہی ہے۔ (تفسیر کبیر)

عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا

بر کفار مہربان بیکدیگر بنی ایشانرا رکوع آرندگان سجدہ کنان

کافروں پر ایک ودسرے کے ساتھ مہربان ہیں تو انھیں رکوع سجدہ کرتے ہوئے دیکھے گا

يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ

افزونی از خدای و خوشنودی علامت ایشاں در رویہاے ایشاں

اللہ کا فضل اور خوشنودی چاہتے ہوئے، ان کی علامت ان کے چہروں میں

وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ

از اثر سجدہ کردن ایں صفت ایشانست در توریت و

سجدہ کرنے کے نشان سے، ان کی یہ صفت توریت میں اور

وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ

صفت ایشاں در انجیل مانند کِشت بیروں آرد شاخ خود پس تعجب کند او را

ان کی یہ صفت انجیل میں ہے جیسے کھیتی اپنی شاخ لیکر آئے پھر اسے قوی کرے

فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ

پس سطر شود پس بایستد بر شاخ خود شگفت آرد مزارع را

پھر وہ اور موٹی ہو پھر وہ اپنے تنہ پر سیدھی کھڑی ہو گئی کسانوں کو خوش کرتی ہے

لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

تا خشم گیرد بیاران پیغمبر کافران وعدہ دادہ است خدای آنانکہ گرویدند

تا کہ ان سے اصحاب پیغمبر کافروں کو جلائیں' اللہ نے وعدہ دیا ان لوگوں کو جو ان میں سے ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾

و کردند نیکیہا از ایشاں آمرزش و مزد بزرگ

اور اچھے کام کئے ان میں سے بخشش اور بڑے اجر کا ؎

؎ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو تنہا مبعوث فرمایا جیسے کاشتکار بیج زمین میں بوتا ہے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر' حضرت علی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ ان حضرات کے بعد حضرت عثمان' حضرت طلحہ' حضرت زبیر' حضرت سعید' حضرت حمزہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرات مسلمان ہوئے یہاں تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ چالیسویں نمبر پر ایمان لائے۔ شروع میں اسلام بے وطن یعنی بے مددگار تھا۔ اسلام کو مٹانے کی ہر طرف سے کوششیں کی جا رہی تھیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی حمایت نہ ہوتی تو ابتدائی پودے کی بالیدگی ہی نہیں ہوتی۔ لیکن مہاجرین و انصار کی کوششوں سے اللہ تعالیٰ نے اس پودے کو قوی کر دیا۔ صحابہ نے اس نونہال کو رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہی میں اپنے خون سے سینچا اور یہ سینچائی رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بھی جاری رہی۔ خصوصاً حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں سینچائی مسلسل جاری رہی یہاں تک کہ اسلام کا پودا قوی مستحکم اور اپنے تنہ پر سیدھا کھڑا ہو گیا اور تمام مذاہب پر غالب آ گیا اور کسی کی حمایت کا محتاج نہ رہا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ الخ نازل فرما دی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کبھی گمراہی پر اتفاق نہیں کریگی۔ حضور ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حکم کو قائم رکھے گا کسی کی مدد نہ کرنا اور کسی کی مخالفت کرنا اس کو ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔ اسی خصوصیت کی وجہ سے صحابہ کرام میدانِ فضیلت میں سب سے آگے بڑھ گئے۔ کسی بڑے سے بڑے آدمی کو ان کے کسی مرتبہ تک رسائی حاصل نہ ہو سکی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے ساتھیوں کو برا نہ کہو کیونکہ اگر تم میں سے کوئی شخص احد کے برابر سونا راہِ خدا میں صرف کریگا تو صحابی کے ایک سیر سونا راہِ خدا میں صرف کرنے کے برابر نہ ہوگا۔ بغوی نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انجیل میں صحابہ کی ایک مثال بیان کی ہے کہ شروع میں وہ تھوڑے اور کمزور ہونگے پھر بڑھتے جائیں گے۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اصحابِ محمد ﷺ کی تمثیل انجیل میں اس طرح بیان کی گئی ہے کہ ان لوگوں کی روئیدگی کھیتی کے پودے کی طرح ہوگی۔ وہ بھلائی کا حکم دیں گے اور بری باتوں سے روکیں گے۔ بعض لوگوں کے نزدیک کھیتی سے مراد ہے رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارک اور پودے کی کونپلیں صحابہ کرام اور دوسرے مؤمن ہیں۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں' اَلَّذِيْنَ مَعَهٗ 'ابوبکر ہیں' اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ عمر بن خطاب ہیں' رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ عثمان بن عفان ہیں' تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا علی بن ابی طالب ہیں اور يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا باقی عشرہ مبشرہ ہیں۔ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ: یعنی کافروں کو جلانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو کافروں کیلئے سخت اور آپس میں مہربان و نرم دل بنا دیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا صحابہ کے خلاف جس کے دل میں کوئی جلن اور غیظ ہو وہ اس آیت کا مصداق ہے۔ حضرت عبداللہ بن مغفل المزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو' خدا کا خوف کرو' میرے بعد ان کو ہدف نہ بنانا جو ان سے محبت کریگا وہ مجھ سے محبت رکھنے کی وجہ سے ان سے محبت کریگا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ حقیقت میں مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھے گا جس نے ان کو دکھ پہنچایا اس نے حقیقت میں مجھ کو دکھ پہنچایا۔ (مظہری)

سُوۡرَةُ الۡحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانِيَ عَشۡرَةَ اٰيَةً وَّفِيۡهَا رُكُوۡعَانِ

سورہ حجرات مدنی ہے اس میں ۱۸ آیات اور دو رکوع ہیں [1]

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُقَدِّمُوۡا بَيۡنَ يَدَيِ اللّٰهِ

اے مسلمانان پیش مبرید اقوال خود را پیش از اقوال خدای

اے مسلمانو! آگے نہ بڑھو اپنے اقوال میں اللہ کے اقوال سے پہلے

وَرَسُوۡلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ① يٰۤاَيُّهَا

و رسول او بترسید از خدای ہر آئنہ خدای شنواست دانا اے

اور اس کے رسول سے اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے [2] اے

الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ

مسلمانان بلند مکنید آوازہائے خود را بالای آواز

مسلمانو! بلند نہ کرو اپنی آوازوں کو پیغمبر کی آواز

النَّبِيِّ وَلَا تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ

پیغمبر و آشکار مسازید او را بسخن ہمچو آشکار بعض شما بعض را

کے اوپر اور چلا کر نہ کرو ان کے سامنے اپنی گفتگو جس طرح تم ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو

اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ ② اِنَّ الَّذِيۡنَ

تا باطل شود کردارہائے شما و شما نمی دانستید ہر آئنہ آنانکہ

کہیں ضائع نہ ہو جائیں تمہارے اعمال اور تمہیں خبر بھی نہ ہو [3] بیشک وہ لوگ جو

[1] اس میں ۱۴۷۶ حروف اور ۳۴۰ کلمات ہیں (غرائب القرآن) اس سورت میں تربیت کے حقائق بیان کئے گئے ہیں یہاں تک کہ بعض مفسرین اس سورت کو "سورۃ الاخلاق" کہتے ہیں اس سورت کی ابتدا اس ادب رفیع سے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو سکھایا اس ادب کے بعد یہ سکھایا گیا کہ رسول کی بارگاہ میں کیسے کلام کیا جائے۔ بوقتِ کلام رسول کی آواز پر کوئی اپنی آواز کو بلند نہ کرے پھر ادب خاص سے ادبِ عام کی طرف کلام منتقل ہوا اس سورت میں دو لڑنے والوں کے درمیان صلح کا ذکر بھی ہے ایک دوسرے کا مذاق اڑانے سے منع کیا گیا ہے غیبت اور تجسس وظن سوء سے منع کیا گیا ہے اس سورت کا اختتام اعراب کے اس گمان پر ہے جو انھوں نے سمجھ رکھا تھا ان اعراب کا خیال تھا کہ ایمان فقط زبان سے کلمہ کہنے کا نام ہے اس سورت کو حجرات اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں بیوت النبی ﷺ کی حرمت کا ذکر فرمایا ہے اور یہ حجرات وہ ہیں جن میں امہات المؤمنین سکونت پذیر تھیں۔ (صفوۃ التفاسیر)

[2] حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بنی تمیم کے چند سوار آئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ وفد قعقاع بن معبد کی امارت میں ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں، یہ اقرع بن حابس کی امارت میں ہے۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے یہ بات مجھ سے اختلاف کرنے کی نیت سے کہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے یہ بات آپ سے اختلاف کرنے کی نیت سے نہیں کی۔ اس پر دونوں جھگڑنے لگے۔ حتی کہ آوازیں بلند ہو گئیں اس پر اللہ تعالیٰ نے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُقَدِّمُوۡا سے وَلَوۡ اَنَّهُمۡ صَبَرُوۡا تک نازل فرمائیں۔ حضرت حسن کہتے ہیں کہ قربانی کے دن بعض لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے پہلے قربانی کے جانور ذبح کر دیئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے انھیں دوبارہ قربانی دینے کا حکم فرمایا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بعض لوگ ماہِ رمضان کو مقدم کر کے یعنی شعبان کو ماہِ رمضان کا نام دیکر نبی ﷺ سے پہلے روزے رکھ لیتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ لوگ کہتے تھے کاش فلاں بارے میں آیت نازل ہوتی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) [3] مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو قیس بن شماس نے راستے پر کھڑے ہو کر رونا شروع کر دیا۔ ان کے پاس سے عاصم بن عدی بن عجلان گذرے تو پوچھا کہ کیوں روتے ہو؟ قیس نے کہا کہ میں اس آیت کی وجہ سے روتا ہوں، ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ میرے ہی بارے میں نازل نہ ہوئی ہو اور کہیں یہ نافرمانی مجھی سے نہ سرزد ہوئی ہو۔ عاصم نے یہ معاملہ رسول اللہ ﷺ کے گوش گذار کر دیا۔ آپ نے قیس کو بلا کر فرمایا: کیا تم اس پر راضی ہو کہ نیک زندگی بسر کرو، شہادت کی موت پاؤ اور جنت میں داخل ہو؟ قیس نے کہا کہ میں راضی ہوں اور آئندہ کبھی رسول کے سامنے بلند آواز سے نہ بولوں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے باتیں کرتے وقت اونچا بولتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) اکثر مفسرین کرام کہتے ہیں کہ یہ آیت ان بعض اعراب کے بارے میں نازل ہوئی جو رسول اللہ ﷺ کو نام لیکر پکارا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی توقیر نہیں پہچانتے تھے۔ اس لئے ان سے کہا گیا کہ تم رسول کو ادب اور تعظیم کے ساتھ پکارو، مثلاً یا نبی اللہ، یا رسول اللہ ﷺ وغیرہ۔ (صفوۃ التفاسیر)

يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ

فرو میدارند آوازہائے خود را نزد پیغمبر خدای آنگروہ

اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اللہ کے رسول کے سامنے وہی

الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ

آنانند کہ امتحان کرد خدای دلہائے ایشاں برائے تقوی مر ایشانرا ست آمرزش

لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں کا تقوی کیلئے پرکھ لیا ان کیلئے بخشش

وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ③ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ

و مزد بزرگ ہر آئنہ آنانکہ ندا کنند از پس

اور بڑا اجر ہے ۱ بیشک وہ لوگ جو پکارتے ہیں حجرہ کے

الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ④ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا

حجرہا بیشتر ایشاں نمی دانند و اگر ایشاں صبر کردندے

پیچھے سے ان میں سے بیشتر جانتے نہیں ہیں ۲ اور اگر وہ سب صبر کرتے

حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

تا آنکہ بیروں آی بدیشاں ہر آئنہ بودی بہتر ایشاں را و خدای آمر زندہ

یہاں تک کہ آپ ان کے پاس آتے تو بیشک یہ ان کیلئے بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ⑤ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ

مہربان اے مسلمانان اگر بیاید بشما دروغگوی بخبری

مہربان ہے ۳ اے مسلمانو! اگر تمہارے پاس کوئی جھوٹا کوئی خبر لائے

فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى

پس تفحص کنید تا نرساید بگروہی بنادانی پس گردید بر

تو تحقیق کر لیا کرو کہیں تم نادانی میں کسی گروہ کو تکلیف نہ پہنچا دو پھر تم

تفسیر اظہار العرفان

۱ یعنی وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے حضور بوقتِ کلام اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آیت لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں اب اپنی آواز بلند نہیں کرونگا' میں تو اب آپ سے ایک راز دار کی طرح بات کرونگا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آیت کے نزول کے بعد نبی ﷺ کے پاس انتہائی رازداری کے انداز میں کلام کیا کرتے تھے۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کے بارے میں آیت نازل ہوئی۔ اِمْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ہر قسم کی قبیح چیزوں سے پاک فرما دیا اور ان کے دلوں میں اللہ کی طرف سے خوف اور تقوی ڈال دیا گیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں سے شہوات لے گیا۔(القرطبی)

۲ مروی ہے کہ عرب سے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور حجروں کے باہر سے پکارنے لگے کہ اے محمد ﷺ! اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حضرت قتادہ کی روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے محمد ﷺ! میری مدح باعثِ عزت وتوقیر ہے اور میری بدگوئی باعث ذلت ورسوائی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ایسا تو اللہ تعالیٰ ہے [عزت وذلت تو خدا کے ہاتھ میں ہے یہ شخص بمعہ اپنے اصحاب کے رسول اللہ ﷺ کے پاس مفاخرت کی نیت سے آیا تھا۔ اس نے تمہیداً کہا کہ میں جس کا قصیدہ کہوں اسکی عظمت بڑھ جاتی ہے اور جس کی ہجو کروں وہ دنیا میں ذلیل ورسوا ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ عزت وذلت خدا کے اختیار میں ہے تمہارا اس پر کوئی زور نہیں وہ جسے چاہتا ہے عزت بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل ورسوا کر دیتا ہے یہ شخص اقرع بن حابس تھا] اقرع بن حابس سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجروں کے باہر سے آواز دی تو آپ نے جواب نہ دیا۔ اس پر میں نے کہا کہ اے محمد ﷺ! میری مدح وستائش باعث عظمت ہے اور میری مذمت باعثِ رسوائی وذلت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے [اقرع بن حابس تمیمی بنی تمیم کے رئیس اور عرب کے حکم تھے۔ فتح مکہ کے بعد ۹ ہجری میں وفد تمیم کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر مشرف بہ اسلام ہوئے] (لباب النقول فی اسباب النزول) حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ یہ آیت بنی تمیم کے ان اعراب کے بارے میں نازل ہوئی جو وفد کی شکل میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مسجد میں حاضر ہوکر حجرہ کے پیچھے سے نبی ﷺ کو آواز دی کہ آپ ہماری جانب تشریف لائیے۔ ہم جس کی مدح کردیں اس کے لئے باعث عزت ہے اور جس کی مذمت کردیں وہ اس کیلئے باعث مذمت ہے۔ یہ لوگ تعداد میں ستر تھے۔ اس وقت نبی ﷺ قیلولہ فرمارہے تھے۔ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ یہ لوگ تعداد میں ۱۹ تھے۔(القرطبی) ۳ یعنی اگر یہ لوگ انتظار کرتے یہاں تک کہ آپ خود باہر تشریف لے آتے تو یہ ان کیلئے دین ودنیا میں بہتر تھا۔ واضح رہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں سے اجتناب نہ فرماتے تھے مگر اسی وقت جب آپ اپنے کسی کام میں مصروف ہوتے تھے۔ اس لئے ایسے وقت میں آپ کو باہر سے آواز دینا سوئے ادب تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ لوگ بنی عنبر کے قیدیوں کے بارے میں سفارش لیکر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے نصف کو آزاد فرمادیا اور باقی نصف کو قیدی بنائے رکھا۔ اس پر ان سے کہا گیا کہ اگر وہ لوگ صبر کرتے تو رسول اللہ ﷺ باقی نصف کو بھی آزاد فرمادیتے لیکن ان لوگوں نے بے صبری کا مظاہرہ کیا۔(القرطبی)

مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝٦ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ

آنچہ کردید پشیمانان و بدانید آنکہ در شما فرستادۂ خدا ست اگر

اس پر جو تم نے کیا پشیمان ہو جاؤ [۱] اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں اگر

لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ

فرمان کند شما را در بسیاری از کار ہر آئنہ در رنج افتد و لیکن خدا دوست گردانید

بہت سے کاموں میں تمہارا (کہا) مان لیں تو ضرور (تم ہی) مشقت میں پڑ جاؤ لیکن اللہ نے

اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ

بسوے شما ایمان را و بیارا ست در دلہاے شما و مکروہ بسوے شما

تمہیں ایمان کی محبت دیدی اور اسے تمہارے دلوں میں مزین کر دیا اور ناپسند کر دیا تمہارے لئے

الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝٧

کفر و بیروں رفتن راہ راست نافرمانی آنگروہ ایشاں راہ یافتگان

کفر اور حد سے گذرنے اور نافرمانی کو وہی گروہ راہ پائے ہوئے ہیں [۲]

فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝٨ وَاِنْ

فضلے است از خدای و نعمت و خدای دانا ست با حکمت و اگر

فضل ہے اللہ کی طرف سے اور نعمت' اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے [۳] اور اگر

طَاۗىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ

دو گروہ از مؤمنان کار زار کنند پس صلح کنید میان ایشاں

مؤمنوں میں سے دو گروہ لڑ جائیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو

فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ

پس اگر خشم گیرد یکی از ایشاں بر دیگرے پس قتال کنید آنکہ

پھر اگر ان میں سے کوئی ایک دوسرے پر بغاوت کرے تو قتال کرو اس سے جو

تفسیر اظہار العرفان

[۱] مروی ہے کہ حارث بن ضرار خزاعی کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی میں یہ دعوت قبول کر کے اسلام میں داخل ہو گیا پھر آپ نے مجھے زکوۃ کی دعوت دی تو میں نے اس کا بھی اقرار کرلیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں واپس جا کر اپنی قوم کو اسلام اور زکوۃ کی دعوت دونگا۔ جس جس نے میری دعوت قبول کر لی میں ان سے زکوۃ وصول کر لونگا۔ آپ فلاں وقت میرے پاس اپنا آدمی بھیج دیں تا کہ جمع شدہ رقم لے آئے۔ حارث نے زکوۃ جمع کر لی اور مقررہ وقت بھی آ گیا لیکن آپ کا کوئی ایلچی نہ آیا۔ حارث نے اسے رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی پر محمول کیا چنانچہ اس نے اپنی قوم کے سرداروں کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ وقت طے فرمایا تھا لیکن آپ کا آدمی مقررہ وقت پر نہیں آیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کبھی وعدہ سے نہیں چوکتے اس لئے میرا گمان یہ ہے کہ قاصد کا نہ آنا حضور کی کسی ناراضگی کے سبب سے ہے لہذا میں چاہتا ہوں کہ خود ہی آپ کی خدمت میں پہنچ جاؤں۔ اِدھر رسول اللہ ﷺ نے جمع شدہ زکوۃ کی وصولی کیلئے ولید بن عقبہ کو بھیج دیا تھا لیکن وہ راستے سے ہی پلٹ آئے اور رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ حارث نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا ہے اور وہ مجھے قتل کرنے پر بھی آمادہ تھا اس پر رسول اللہ ﷺ نے اسکی سرکوبی کیلئے ایک لشکر روانہ فرما دیا لیکن حارث تو اپنے آدمیوں سمیت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ رہا تھا اس لئے راستے ہی میں ان کا ٹکراؤ ہو گیا۔ حارث نے پوچھا کہ کدھر کا ارادہ ہے؟ لشکریوں نے کہا کہ تمہاری طرف۔ حارث نے پوچھا کس لئے؟ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ کو زکوۃ کی وصولی کیلئے تمہارے پاس بھیجا تھا لیکن اس کے خیال میں تم نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا اور اسے قتل کرنے کا ارادہ بھی رکھتے تھے۔ حارث نے کہا ہرگز نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے تو اسے دیکھا تک نہیں ہے اور نہ ہی وہ میرے پاس آیا ہے۔ جب حارث رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ کیا تم نے زکوۃ دینے سے انکار کیا ہے؟ اور میرے ایلچی کو قتل کرنے لگے تھے؟ اس نے کہا نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اس پر آیت یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآءَ کُمْ فَاسِقٌ تاوَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ"۔ نازل ہوئیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) آیت کی رفتار بتا رہی ہے کہ کچھ مسلمانوں نے ولید کو سچا جان کر رسول اللہ ﷺ کو بنی مصطلق پر حملہ کرنے کا مشورہ دیا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کا مشورہ نہیں مانا اور خالد بن ولید کو تحقیق واقعہ کیلئے بھیجا۔ اللہ تعالی نے انھیں لوگوں کو خطاب کر کے تحقیق حال کرنے کا حکم دیا ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کہا۔ اس لئے حکم دیا کہ آخر میں ندامت اٹھانی نہ پڑے۔ اللہ تعالی نے یہ بھی بیان فرما دیا کہ ان کیلئے اپنی خواہشات نفس اور میلانِ خاطر کی طرف رسول اللہ ﷺ کو ترغیب دینا جائز نہیں بلکہ ان پر فرمانِ رسول ﷺ کی اطاعت واجب ہے خواہ ان کے دلوں کو پسند ہو یا ناگوار۔ اس مضمون پر آئندہ جملہ دلالت کر رہا ہے۔ (مظہری) [۲] یعنی اے مؤمنو! تمہارے درمیان رسول معظم اور نبی مکرم موجود ہیں اس لئے خواہشات کی پیروی سے بچو۔ ابن کثیر یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ تمہارے درمیان رسول اللہ ﷺ موجود ہیں اس لئے ان کی تعظیم وتوقیر بجالاؤ۔ (صفوۃ التفاسیر) [۳] یعنی یہ عطیہ اللہ تعالی کی جانب سے تمہارے لئے فضل وانعام ہے۔ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ: اللہ جانتا ہے کہ کون عبادت کا مستحق ہے اور وہ اپنی خلقت وصفت میں حکیم ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ۞ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ

آنچہ کردید پشیمانان و بدانید آنکہ در شما فرستادهٔ خدا ست اگر

اس پر جو تم نے کیا پشیمان ہو جاؤ [1] اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں اگر

لَوْ یُطِیْعُكُمْ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ

فرمان کند شما را در بسیاری از کار ہر آئنہ در رنج افتد و لیکن خدا دوست گردانید

بہت سے کاموں میں تمہارا (کہا) مان لیں تو ضرور (تم ہی) مشقت میں پڑ جاؤ لیکن اللہ نے

اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَیْكُمُ

بسوے شما ایمان را و بیارا ست در دلهاے شما و مکروه بسوے شما

تمہیں ایمان کی محبت دیدی اور اسے تمہارے دلوں میں مزین کر دیا اور ناپسند کر دیا تمہارے لئے

الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۞

کفر و بیروں رفتن راه راست نافرمانی آنگروه ایشاں راه یافتگان

کفر اور حد سے گذرنے اور نافرمانی کو' وہی گروہ راہ پائے ہوئے ہیں [2]

فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۞ وَاِنْ

فضلے است از خدای و نعمت و خدای دانا ست با حکمت و اگر

فضل ہے اللہ کی طرف سے اور نعمت' اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے [3] اور اگر

طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا ۚ

دو گروه از مؤمنان کار زار کنند پس صلح کنید میان ایشاں

مؤمنوں میں سے دو گروہ لڑ جائیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو

فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ

پس اگر خشم گیرد یکی از ایشاں بر دیگرے پس قتال کنید آنکہ

پھر اگر ان میں سے کوئی ایک دوسرے پر بغاوت کرے تو قتال کرو اس سے جو

[1] مروی ہے کہ حارث بن ضرار خزاعی کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی میں یہ دعوت قبول کر کے اسلام میں داخل ہوگیا پھر آپ نے مجھے زکوۃ کی دعوت دی تو میں نے اس کا بھی اقرار کرلیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں واپس جا کر اپنی قوم کو اسلام اور زکوۃ کی دعوت دونگا۔ جس جس نے میری دعوت قبول کر لی میں ان سے زکوۃ وصول کر لونگا۔ آپ فلاں وقت میرے پاس اپنا آدمی بھیج دیں تا کہ جمع شدہ رقم لے آئے۔ حارث نے زکوۃ جمع کر لی اور مقررہ وقت بھی آ گیا لیکن آپ کا کوئی ایلچی نہ آیا۔ حارث نے اسے رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی پر محمول کیا چنانچہ اس نے اپنی قوم کے سرداروں کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ وقت طے فرمایا تھا لیکن آپ کا آدمی مقررہ وقت پر نہیں آیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کبھی وعدہ سے نہیں چوکتے اس لئے میرا گمان یہ ہے کہ قاصد کا نہ آنا حضور کی کسی ناراضگی کے سبب سے ہے لہذا میں چاہتا ہوں کہ خود ہی آپ کی خدمت میں پہنچ جاؤں۔ ادھر رسول اللہ ﷺ نے جمع شدہ زکوۃ کی وصولی کیلئے ولید بن عقبہ کو بھیج دیا تھا لیکن وہ راستے سے ہی پلٹ آئے اور رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ حارث نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا ہے اور وہ مجھے قتل کرنے پر بھی آمادہ تھا اس پر رسول اللہ ﷺ نے اسکی سرکوبی کیلئے ایک لشکر روانہ فرمادیا لیکن حارث تو اپنے آدمیوں سمیت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ رہا تھا اس لئے راستے ہی میں ان کا ٹکراؤ ہوگیا۔ حارث نے پوچھا کہ کدھر کا ارادہ ہے؟ لشکریوں نے کہا کہ تمہاری طرف۔ حارث نے پوچھا کس لئے؟ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ کو زکوۃ کی وصولی کیلئے تمہارے پاس بھیجا تھا لیکن اس کے خیال میں تم نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا اور اسے قتل کرنے کا ارادہ بھی رکھتے تھے۔ حارث نے کہا ہر گز نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے تو اسے دیکھا تک نہیں ہے اور نہ ہی وہ میرے پاس آیا ہے۔ جب حارث رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ کیا تم نے زکوۃ دینے سے انکار کیا ہے؟ اور میرے ایلچی کو قتل کرنے لگے تھے؟ اس نے کہا نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اس پر آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ تا وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ"۔ نازل ہوئیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) آیت کی رفتار بتا رہی ہے کہ کچھ مسلمانوں نے ولید کو سچا جان کر رسول اللہ ﷺ کو بنی مصطلق پر حملہ کرنے کا مشورہ دیا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کا مشورہ نہیں مانا اور خالد بن ولید کو تحقیق واقعہ کیلئے بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں لوگوں کو خطاب کر کے تحقیق حال کرنے کا حکم دیا ہے، جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کہا۔ اس لئے حکم دیا کہ آخر میں ندامت اٹھانی نہ پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان فرمادیا کہ ان کیلئے اپنی خواہشات نفس اور میلانِ خاطر کی طرف رسول اللہ ﷺ کو ترغیب دینا جائز نہیں بلکہ ان پر فرمانِ رسول ﷺ کی اطاعت واجب ہے خواہ ان کے دلوں کو پسند ہو یا ناگوار۔ اس مضمون پر آئندہ جملہ دلالت کر رہا ہے۔ (مظہری) [2] یعنی اے مؤمنو! تمہارے درمیان رسول معظم اور نبی مکرم موجود ہیں اس لئے خواہشات کی پیروی سے بچو۔ ابن کثیر یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ تمہارے درمیان رسول اللہ ﷺ موجود ہیں اس لئے ان کی تعظیم وتوقیر بجالاؤ۔ (صفوۃ التفاسیر) [3] یعنی یہ عطیہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے تمہارے لئے فضل وانعام ہے۔ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ: اللہ جانتا ہے کہ کون عبادت کا مستحق ہے اور وہ اپنی خلقت وصفت میں حکیم ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

تَبۡغِیۡ حَتّٰی تَفِیۡٓءَ اِلٰۤی اَمۡرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنۡ فَآءَتۡ فَاَصۡلِحُوۡا

بغی کند تا باز گردد بسوے خدای پس اگر باز گردند پس صلح کنید

بغاوت کرتا ہو یہاں تک کہ لوٹ آئے اللہ کے فرمان کی طرف' پھر اگر پلٹ آئے تو صلح کرا دو

بَیۡنَهُمَا بِالۡعَدۡلِ وَ اَقۡسِطُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ ۞

میان ایشاں براستی داد کنید ہر آئنہ خدای دوست دارد داد گراز

انکے درمیان انصاف کے ساتھ اور انصاف کرو' بیشک اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو [1]

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَةٌ فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَ اَخَوَیۡکُمۡ وَ اتَّقُوا

جز ایں نیست مومنان برادرانند پس صلح کنید میان برادران خود و ترسید

اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ مؤمن ایک دوسرے کے بھائی ہیں پس صلح کراؤ اپنے دو بھائیوں کے درمیان اور

اللّٰهَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ۞ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا یَسۡخَرۡ

از خدای شاید کہ شما رحمت کردہ شوید اے مسلمانان افسوس نکند

اللہ سے ڈرو شاید کہ تم پر رحم کیا جائے [2] اے مسلمانو! تمسخر نہ کرے

قَوۡمٌ مِّنۡ قَوۡمٍ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنُوۡا خَیۡرًا مِّنۡهُمۡ وَ لَا نِسَآءٌ

گروہی از گروہی شاید کہ باشند بہتر از ایشاں و نہ زنان

ایک گروہ ودسرے گروہ کا شاید کہ وہ ان سے بہتر ہو اور نہ عورتیں

مِّنۡ نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُنَّ خَیۡرًا مِّنۡهُنَّ ۚ وَ لَا تَلۡمِزُوۡۤا

از زنان دیگر شاید کہ باشند بہتر از ایشاں و عیب مکنید

دوسری عورتوں کا شاید کہ وہ ان سے بہتر ہو اور عیب نہ لگاؤ

اَنۡفُسَکُمۡ وَ لَا تَنَابَزُوۡا بِالۡاَلۡقَابِ ؕ بِئۡسَ الِاسۡمُ

نفسہاے خود را و مخوانید یکدیگرا بلقبہا بد نامی است

آپس میں اور ایک دوسرے کو (برے) لقبوں سے نہ پکارو' کیا ہی برا نام ہے

تفسیر اظہار العرفان

[1] شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ گدھے پر سوار ہو کر عبداللہ بن ابی کے پاس گئے تو اس نے کہا مجھ سے دور ہو۔ تمہارے گدھے کی بدبو سے مجھے تکلیف پہنچی ہے۔ ایک انصاری نے اسے کہا کہ خدا کی قسم! حضور ﷺ کے گدھے کی ریح تم سے بدرجہا پاک و طیب ہے۔ اس پر عبداللہ اور انصاری دونوں کے طرفدار غضبناک ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے چھریوں' ہاتھوں اور جوتوں سے ایک دوسرے کی پٹائی کی۔ انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ابو مالک سے روایت ہے کہ دو مسلمان آپس میں لڑ پڑے اور بدکلامی تک نوبت پہنچ گئی۔ اس پر دونوں طرف سے حمایتی تلملا اٹھے اور ایک دوسرے سے خوب لڑائی کی اس پر اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی۔ سدی کی روایت ہے کہ عمران نامی ایک انصاری کے نکاح میں ایک عورت تھی جو ام زید کہلاتی تھی وہ میکے جانا چاہتی تھی لیکن عمران نے اسے اپنے بالاخانے میں بند کر کے میکے جانے سے روک رکھا تھا۔ کسی طرح ام زید نے اپنے میکے والوں کو یہ پیغام بھیج دیا اور وہ اسے اپنے ساتھ لے جانے کیلئے آ گئے۔ اِدھر عمران نے بھی اپنے آدمیوں کو بلا لیا اور اس کے عم زاد اسکی حمایت کیلئے پہنچ گئے چنانچہ جھگڑے کے دوران ان میں جوتے چل گئے۔ یہ آیت انہی کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان صلح کرا دی اور انھوں نے اللہ تعالٰی کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ حضرت حسن کی روایت ہے کہ جب دو قبیلے آپس میں لڑ پڑتے اور انھیں منصف کی طرف بلایا جاتا تو وہ انکار کر دیتے تھے۔ اس پر اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ ہم کو بتایا گیا کہ دو انصاریوں کے بارے میں نازل ہوئی جن کا آپس میں کوئی جھگڑا تھا ان میں سے ایک نے' جس کا قبیلہ بڑا تھا کہا کہ میں اپنا حق زبردستی وصول کر لونگا۔ دوسرے نے کہا کہ ہم یہ معاملہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلیں لیکن اس نے انکار کر دیا۔ یہ جھگڑا چلتا رہا حتی کہ وہ ایک دوسرے سے لڑ پڑے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ جوتوں سے پٹائی ہو گئی البتہ ان میں تلوار نہ چلی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) [2] یعنی سب کی مشترک اصل ایمان ہے حیاتِ ابدی کا موجب ہے اس لئے تمام اہل ایمان بھائی بھائی ہیں اور چونکہ اس اصل کی پیدائش گاہ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے اس لئے آپ ﷺ تمام مؤمنوں کے باپ اور آپ کی بیویاں تمام مسلمانوں کی مائیں قرار پائیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ اس کی حق تلفی نہ کرے نہ گالی دے۔ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا رہتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی سختی دور کرتا ہے اللہ قیامت کے روز کی سختیوں میں سے کوئی سختی دور کر دیگا۔ جو شخص مسلمان کی پردہ پوشی کریگا اللہ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کریگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس پر ظلم نہ کرے اس کو بے مدد نہ چھوڑے اور اس کی تحقیر نہ کرے' سینہ کی جانب رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا تقوی یہاں ہوتا ہے۔ آدمی کا یہ شر کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔ مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے۔ اسکا خون بھی اسکا مال بھی اور اس کی آبرو بھی۔ واضح رہے کہ دونوں آیتیں دلالت کر رہی ہیں کہ باغی گروہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا اس پر مؤمن کا اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ (مظہری)

الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ

بفسق بعد از گرویدن و ہر کہ توبہ نکند پس آنگروہ

فسق ایمان لانے کے بعد، اور جو کوئی توبہ نہ کرے پس وہی گروہ

هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿١١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا

ایشانند ستمگاران اے مسلمانان پرہیزید بسیاری

ظلم کرنے والے ہیں [1] اے مسلمانو! بچو بہت زیادہ

مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا

از گمانہا ہرآئنہ بعضے گمانہا گناہست و تجسس مکنید و

گمانوں سے بیشک گمانوں میں سے بعض گمان گناہ ہے اور عیب تلاش نہ کرو اور

يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ

باید کہ غیبت نکند بعضے از شما بعضے را آیا دوست دارد یکی را از آنکہ بخورد

چاہیئے کہ تمہارے بعض بعض کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی ایک پسند کریگا کہ وہ

لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ

گوشت برادر خود کہ مردہ باشد پس مکروہ دارید آنرا و بترسید از خدای ہر آئنہ خدای

اپنے اس بھائی کا گوشت کھائے جو مر چکا ہو پس تم اسے ناپسند رکھو گے، اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ

تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ

توبہ پذیرندہ مہربانست اے مردمان کہ ما بیافریدیم شما را از مردے

توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے [2] اے لوگو! ہم نے تمہیں پیدا کیا ایک مرد

وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ

و زنے و گردانیدیم شما را جماعتہا و قبیلہا تا بشناسید یکدیگر را

اور ایک عورت سے اور ہم نے تمہیں جماعتوں اور قبیلوں میں کیا تا کہ تم ایک دوسرے کی پہچان کر سکو

[1] سنن اربعہ نے ابوجبیر بن ضحاک سے روایت کی ہے کہ ہم میں سے بعض آدمیوں کے دو یا تین نام ہوتے تھے۔ ان میں سے بعض ایسے نام ہوتے تھے کہ اس نام سے آدمی چڑتا تھا اس پر آیت وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ نازل ہوئی۔ حاکم وغیرہ نے بھی روایت کی ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں القاب وغیرہ کا رواج تھا۔ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو اس کے لقب سے پکارا تو آپ کو بتایا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ آدمی اس لقب سے چڑتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس اونچا سنتے تھے جب رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوتے اور پہلے سے لوگ وہاں بیٹھے ہوئے ہوتے اور جگہ تنگ ہوتی تو لوگ آپ کو جگہ دے دیتے تھے تا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے فرمان عالی شان کو سن سکیں۔ ایک روز آپ فجر کی نماز میں اس وقت آئے جب ایک رکعت ہو چکی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز ختم کی تو صحابہ کرام جگہ کی تنگی کی وجہ سے اپنے اپنے مقام پر جم کر بیٹھے رہے مجلس اتنی تنگ تھی کہ کوئی خود سمٹ کر دوسرے کیلئے گنجائش نکال نہیں سکتا تھا۔ آنے والے کو جب بیٹھنے کی جگہ نہیں ملتی تو وہ کھڑا رہتا تھا۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی طرف بڑھے اور لوگوں سے فرمایا جگہ دو، گنجائش کرو، لوگ آپ کو دیکھ کر سمٹنے اور گنجائش دینے لگے۔ اس طرح آپ ﷺ کے قریب پہنچ گئے۔ آپ کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صرف ایک آدمی رہ گیا حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے اس سے بھی فرمایا مجھے جگہ دو۔ اس شخص نے کہا آپ کو جگہ تو مل گئی ہے یہیں بیٹھ جائیں۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اس آدمی کے پیچھے غصہ کے ساتھ بیٹھ گئے۔ یہ بات آپ کو کھلی، جب تاریکی چھٹ گئی اور روشنی ہوگئی تو قتادہ نے اس شخص کو دبایا اور پوچھا۔ تو کون شخص ہے؟ اس نے کہا میں فلاں شخص ہوں۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا فلاں عورت کا بیٹا۔ حضرت ثابت نے اس شخص کے وہ عیوب بیان کئے جو جاہلیت کے زمانے میں طنز کے طور پر اس کیلئے کہے جاتے تھے۔ اس شخص نے شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ یہ آیت وفد تمیم کے بارے میں نازل ہوئی جس کا ذکر پہلے ہوا۔ اس وفد کے لوگوں نے فقراء صحابہ کا مذاق اڑایا تھا۔ بعض نے کہا کہ یہ آیت عکرمہ بن ابی جہل کے بارے میں نازل ہوئی جب آپ مسلمان ہو کر مکہ مکرمہ آئے تو وہاں کے مسلمانوں نے انہیں دیکھ کر کہا کہ یہ اس امت کے فرعون کا بیٹا ہے۔ حضرت عکرمہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ من جملہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی کسی کا مذاق نہ اڑائے۔ (القرطبی) [2] ابن جریج کی روایت میں ہے کہ گمان کیا جاتا ہے کہ یہ آیت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ آپ نے کھانا کھایا اور سو گئے اور پھر خراٹے لینے لگے۔ ایک آدمی نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کھانا کھا کر سو جانے کا ذکر کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بدگمانی سے پرہیز رکھو، بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ کسی کے عیوب کی ٹوہ میں نہ لگو، باہم نفرت نہ کرو، آپس میں بغض و حسد مت کرو، ایک دوسرے کی طرف پشت نہ موڑو یعنی عداوت اور نفرت کی وجہ سے ایک دوسرے کی روگردانی نہ کرو۔ اور سب اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ۔ (مظہری) ہمارے علماء کہتے ہیں کہ یہاں ظن سے تہمت مراد ہے۔ (القرطبی)

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿١٣﴾

هر آئنہ بزرگترین شما نزد خدای پرہیزگار ترین شما هر آئنہ خدای دانا ست خبردار

بیشک تم میں سے اللہ کے نزدیک بزرگ ترین وہ ہے جوتم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہو‘بیشک اللہ جاننے والا خبردار

قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا ۖ قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا وَلَٰكِن قُولُوا

گفتند اہل بادیہ گرویدیم ما بگو نگروید و لیکن بگوئید

ہے ۱ دیہاتی نے کہا: ہم ایمان لائے۔ آپ فرما دیجئے تم (ابھی) ایمان نہیں لائے لیکن (یہ) کہو

أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ ۖ وَإِن

اسلام آوردیم و در نیامد ایمان در دلہاے شما و اگر

ہم اسلام لائے اور ایمان (اب تک) تمہارے دلوں میں داخل نہ ہوا اور اگر

تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُم مِّنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا ۚ

فرمانبرید خدایرا و پیغمبر او کہ نگرداند شما را از کردار ہائے شما چیزیرا

اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو تو کم نہ کریگا تمہارے لئے تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی

إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٤﴾ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ

هر آئنہ خدای آمرزندہ مہربان ست جز ایں نیست مومنان آنانکہ

بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۲ اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ مؤمن وہ لوگ ہیں جو

آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا

گرویدند بخدای و پیغمبر او پس شک نکردند و جہاد کردند

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک نہ کیا اور جہاد کیا

بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ

بمالہاے ایشاں و نفسہاے خود در راہ خدای آنگروہ ایشانند

اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں‘ وہی گروہ

۱ ابوملیکہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز حضرت بلال ﷜ نے کعبہ پر چڑھ کر اذان دی تو بعض لوگوں نے کہا کہ دیکھو یہ کالا کلوٹا غلام اذان دینے کیلئے کعبے پر چڑھ گیا ہے بعض دوسروں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی اپنا غضب نازل کر رکھا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ دوسری روایت میں ہے کہ یہ آیت ابو ہند کے بارے میں نازل ہوئی رسول اللہ ﷺ نے بنی بیاضہ کو حکم دیا کہ تم اپنی قوم کی ایک عورت کو بیاہ دو۔ اس پر انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہماری بیٹیاں غلاموں سے بیاہتے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت ثابت بن قیس ﷜ کے بارے میں نازل ہوئی اور ان کی قوم کے بارے میں۔ حضرت ثابت ﷜ کو آگے بڑھنے کا موقع ایک شخص نے نہیں دیا حضرت ثابت نے اس سے فرمایا: تو فلاں عورت کا بیٹا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ فلاں عورت کا نام کس نے لیا؟ اور کس نے اس شخص کو اسکی ماں کا نام لیکر عار دلائی؟ ثابت بن قیس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے عورت کا ذکر کیا تھا۔ فرمایا قوم کے چہروں کو غور سے دیکھو‘ حضرت ثابت نے حکم کی تعمیل کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے کیا دیکھا۔ ثابت نے عرض کیا۔ کسی کو گورا دیکھا‘ کسی کو کالا اور کسی کو لال۔ فرمایا: تم صرف دین اور تقویٰ کی وجہ سے ان پر فضیلت رکھتے ہو۔ نسبی برتری ہیچ ہے یہ معیارِ فضیلت نہیں۔ اس پر حضرت ثابت ﷜ کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور جس شخص نے حضرت ثابت کو جگہ نہیں دی تھی اس کے حق میں آیت يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا نازل ہوئی۔ حضرت سمرہ ﷜ سے روایت ہے کہ حسب مال ہے اور عزت تقوی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ دنیا کی عزت دولت مندی ہے اور آخرت کی عزت تقوی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن اونٹنی پر سوار ہو کر طواف کیا اور اپنی نوک دار چھری سے ارکان کا استلام کیا جب باہر تشریف لائے تو اونٹنی کو بٹھا کر اترنے کی جگہ نہیں ملی۔ اس لئے لوگوں کے ہاتھوں پر اترے پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا کہ شکر ہے اللہ کا جس نے تم سے جاہلیت کی نخوت وغرور کو دور کر دیا۔ آدمی دو طرح کے ہوتے ہیں (۱) ایک پرہیزگار اللہ کے نزدیک باعزت (۲) بدکار بدبخت اللہ کے نزدیک ذلیل۔ پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا: میں اپنی یہ بات کہے دے رہا ہوں اور اپنے لئے اور تمہارے لئے اللہ سے معافی کا طلبگار رہوں۔ حضرت ابو ہریرہ ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کا دن ہوگا تو اللہ کے حکم سے ایک ندا دینے والا ندا دیگا‘ خوب سن لو میں نے ایک نسب مقرر کیا تھا اور تم نے بھی ایک نسب مقرر کیا تھا۔ میں نے تو سب سے بڑے متقی کو سب سے زیادہ عزت والا قرار دیا تھا‘ پر تم نے اس کو نہیں مانا بلکہ تم کہتے رہے فلاں بن فلاں‘ فلاں بن فلاں اس سے بہتر ہے۔ سو آج میں اپنے قائم کئے ہوئے نسب کو سر بلند کرتا ہوں اور تمہارے قائم کردہ نسب کو نیچے گراتا ہوں۔ کہاں ہیں اہل تقویٰ۔ (مظہری) ۲ یہ آیت بنی اسد بن خزیمہ کے دیہاتی کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ لوگ قحط کے سال رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے اور اپنی طرف سے شہادتین کا اظہار کیا کرتے حالانکہ اندر سے یہ لوگ مؤمن نہیں تھے۔ مدینہ منورہ کے راستے کو غلاظتوں کے ذریعے خراب کیا‘ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے اپنی تنگدستی اور بدحالی کے بارے میں کہتے تھے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے اسلام لانے کا احسان جتاتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (القرطبی)

الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ

راستگویان بگو آیا میدانید خدایرا بدین خود و خدای

سچ کہنے والے ہیں ۱ آپ فرما دیجئے کیا تم اللہ کو اپنا دین بتاتے ہو اور اللہ

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَاللّٰهُ بِكُلِّ

میداند آنچه در آسمانها و آنچه در زمین است و خدا همه

جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہر

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ۚ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا

چیز دانا ست منت نهند بر تو آنکه اسلام آوردند بگو منت منهید

چیز کو جانتا ہے ۲ آپ پر احسان جتاتے ہیں کہ وہ سب اسلام لائے، آپ فرما دیجئے احسان نہ جتاؤ

عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ

بر من باسلام خود بلکه خدای منت نهد بر شما بانکه راه نمود شما را

مجھ پر اپنے اسلام کا بلکہ اللہ نے تم پر احسان کیا کہ تمہیں راہ دکھائی

لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ

بسوے ایمان اگر هستید شما راستگویان هر آئنه خدای میداند

ایمان کی جانب اگر تم سچ کہنے والے ہو ۳ بیشک اللہ جانتا ہے

غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾

پوشیده آسمانها و زمین و خدای بینا ست بانچه میکنید

آسمانوں اور زمین کا غیب، اور اللہ دیکھ رہا ہے جو تم کرتے ہو

سُوْرَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ ق مکی ہے، اس میں ۴۵ آیات اور تین رکوع ہیں ۵

۱ اس آیت میں ان اعراب کی رہنمائی فرمائی گئی ہے جو ایمان کی حقیقت سے ناآشنا تھے اور اپنے اسلام لانے کا احسان جتا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم ایمان لانے کا ارادہ رکھتے ہو تو مؤمن وہ ہے جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لائے پھر اس میں ذرہ برابر بھی شک نہ لائے۔ اللہ کے رسول ﷺ حشر ونشر کے بارے میں جو کچھ ارشاد فرمائیں اس میں شک نہ کرو۔ (تفسیر کبیر)

۲ یعنی اٰمَنَّا کہہ کر جس دین کا تم نے اظہار کیا وہ دین تم مجھے بتا رہے ہو حالانکہ زمین وآسمان کی ساری چیزوں کا علم ہے وہ ہر چیز سے واقف ہے وہ تمہاری حقیقتِ اسلام کو جانتا ہے اس کو تمہارے اظہار کی ضرورت نہیں تم اپنی اندرونی حالت کو درست کرلو۔ (مظہری)

۳ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عرب کے بعض لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! ہم نے آپ کے خلاف کسی جنگ میں حصہ نہیں لیا اور بغیر لڑے ایمان لے آئے ہیں جبکہ فلاں فلاں نے آپ کے خلاف جنگیں لڑیں ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حضرت حسن کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ یہ واقعہ فتح مکہ کے دوران کا ہے۔ محمد بن کعب القرظی کہتے ہیں کہ ۹ ہجری میں بنی اسد کے دس آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اس وقت آپ صحابہ کرام کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے ان آدمیوں میں طلیحہ بن خویلد بھی تھا۔ سلام کرنے کے بعد ان کے نمائندے نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا اور کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور یہ کہ وہ ایک ہے اور یہ کہ اسکا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ آپ اس کے بندے اور اسکے رسول ہیں۔ یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ کے پاس بغیر اس کے کہ آپ نے ہم پر فوج کشی کی ہو از خود آئے ہیں اور جو لوگ ہمارے پیچھے ہیں ان پر بھی ہمارا اختیار ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) ۴ یہ اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تمہارے اسرار پوشیدہ نہیں ہیں اور تمہارے دلوں کے خفیہ اعمال بھی اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ (تفسیر کبیر) ۵ اس میں ۱۴۷۷ حروف اور ۳۷۵ کلمات ہیں (غرائب القرآن) اس سورت میں دیگر مکی سورتوں کی طرح عقائدِ اسلامیہ یعنی وحدانیت، رسالت اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے سے متعلق اصول بیان کئے گئے ہیں لیکن اس سورت مبارکہ میں زیادہ تر بحث بعث ونشور پر ہے، اس کی ابتدا اس قضیہ سے ہے جس کا انکار کفار قریش کیا کرتے تھے اور اس میں بہت زیادہ تعجب کرتے تھے اور وہ قضیہ ہے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جانا اور فنا کے بعد اٹھانا، پھر اس سورت میں ان لوگوں کیلئے مثالیں پیش کی گئی ہیں جو لوگ دوبارہ اٹھائے جانے کے منکر تھے اور یہ مثال اللہ تعالیٰ کی قدرت کو دکھا کر دی گئی ہے مثلاً آسمان وزمین، پانی وسبزہ، پھل اور ٹہنی، کھجور کا درخت اور کھیتی ان میں سے ہر ایک میں اللہ تعالیٰ کی بڑی قدرت موجود ہے اس لئے انھیں فکر کی دعوت دی گئی، پھر کلام کو اس جانب موڑا گیا کہ ان سے پہلے جن لوگوں نے اسکا انکار کیا اللہ تعالیٰ نے انھیں طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کیا یہ بیان اس لئے فرمایا تاکہ کفار مکہ کے دل میں خوف پیدا ہو، پھر کلام کو موت کے سکرات، حشر کی ہولناکیوں، حساب کی سختی اور قیامت کے روز مجرمین کو جو کچھ ملنے والا ہے پھیرا گیا، اس سورت کا اختتام صیحہ حق کے کلام پر ہے اور یہ وہ آواز ہے کہ جسے سن کر لوگ قبروں سے اس طرح نکلیں گے جیسے منتشر ٹڈیاں۔ ان سب کو حساب اور جزا کیلئے لے جایا جائیگا ان میں سے کسی ایک کی حالت بھی اللہ تعالیٰ پر پوشیدہ نہ ہوگی۔ اس میں مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا اثبات ہے اور مشرکوں کے نظریہ کی تکذیب ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

بنام خدائی بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

قٓ ۚ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِيۡدِ ۚ ﴿۱﴾ بَلۡ عَجِبُوۡۤا اَنۡ جَآءَهُمۡ مُّنۡذِرٌ

بحق قرآن بزرگوار بلکہ عجائب داشتند آنکہ آمد بدیشاں بیم کنندہ

بزرگ قرآن کی قسم ۱ بلکہ انھیں تعجب ہوا کہ ان کے پاس ڈرانے والا آیا

مِّنۡهُمۡ فَقَالَ الۡكٰفِرُوۡنَ هٰذَا شَىۡءٌ عَجِيۡبٌ ۚ ﴿۲﴾

از ایشاں پس گفتند کافران ایں چیزے عجیب است

انہی میں سے پس کافروں نے کہا یہ عجیب شے ہے ۲

ءَاِذَا مِتۡنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجۡعٌۢ بَعِيۡدٌ ﴿۳﴾ قَدۡ عَلِمۡنَا

آیا چوں بمیریم و بودیم خاک ایں باز گشتن دور است ہرآئنہ میدانیم

کیا جب ہم مر جائیں اور مٹی ہو جائیں (تو پھر) یہ پلٹنا دور ہے ۳ بیشک ہمیں معلوم ہے

مَا تَنۡقُصُ الۡاَرۡضُ مِنۡهُمۡ ۚ وَعِنۡدَنَا كِتٰبٌ حَفِيۡظٌ ﴿۴﴾

آنچہ کم کردہ اند زمین از ایشاں و نزدیک ما کتابیست نگہبان

زمین جو ان میں سے کم کرتی ہے اور ہمارے پاس ایک نگہبان کتاب ہے ۴

بَلۡ كَذَّبُوۡا بِالۡحَـقِّ لَمَّا جَآءَهُمۡ فَهُمۡ فِىۡۤ اَمۡرٍ مَّرِيۡجٍ ﴿۵﴾ اَفَلَمۡ

بلکہ تکذیب کردند براستی آنوقتیکہ آمد بدیشاں پس ایشاں در کار شوریدہ اند آیا

بلکہ انھوں نے حق کو جھٹلایا جب وہ ان کے پاس آیا پس وہ سب ایک مضطرب کام میں ہیں ۵ کیا

يَنۡظُرُوۡۤا اِلَى السَّمَآءِ فَوۡقَهُمۡ كَيۡفَ بَنَيۡنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا

نمی نگرند بسوے آسمان بالاے ایشاں چگونہ بنا کردیم آنرا و بیاراستیم آنرا و نیست

انھوں نے آسمان کی جانب نہ دیکھا ہم نے انکے اوپر اسے کیسا بنایا اور ہم نے اسے مزین کیا اور

۱ یعنی وہ قرآن جسے سارے کتابوں پر شرف و بزرگی حاصل ہے۔ قرآن کو مجید کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ جوکوئی اس قرآن کے علوم کو حاصل کریگا اور جو احکام اس میں ہیں اس پر عمل کریگا تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور لوگوں کے نزدیک بزرگ ہوگا۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ مجید اس شریف کو کہتے ہیں جس کی ذات جمیل اور افعال جزیل ہوں۔ (روح البیان)

۲ یعنی انھیں تعجب ہوا کہ ان ہی میں سے ایک ڈرانے والا آیا۔ یہاں مُـنۡـذِرٌ سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ ضمیر کفار کی جانب راجع ہے۔ بعض نے کہا کہ کفار اور مؤمنین دونوں کی جانب راجع ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان سے مؤمنین کو کفار سے جدا کیا یعنی فَـقَـالَ الۡـكٰـفِرُوۡنَ۔ کافروں نے کہا جس شے کا یہ حکم دے رہے ہیں یہ عجیب شے ہے۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ ایک معبود کی جانب انھیں بلایا جانا عجیب لگا۔ بعض نے کہا دوبارہ اٹھائے جانے اور پھر حساب و کتاب سے ڈرایا جانا ان کو عجیب لگا۔ (القرطبی) یہ امر تعجب آفرین نہ ہونا چاہیئے کہ انھیں میں کا ایک شخص جس کو وہ سب سچا جانتے تھے اور اس کی سچائی کا اقرار کرتے تھے ان کی خیر خواہی کرتا ہے۔ اسکو اندیشہ ہے کہ کہیں ان لوگوں کو دکھ نہ پہنچ جائے، ایسے ہی خواہ قوم، سچے مخلص آدمی کو تو کسی خوفناک امر سے قوم کو ڈرانا ہی چاہیئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ قبائل قریش جب رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا دیکھو اگر میں تم کو اطلاع دوں کہ کچھ سوار گھاٹی سے نکل کر وادی میں آ کر تم پر حملہ کرنا اور تم کو لوٹنا چاہتے ہیں تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے؟ قریش نے کہا ہاں، ہم کو تجربہ کے بعد ہمیشہ آپ کی سچائی ہی ثابت ہوئی ہے کبھی آپ کو دروغ گو نہیں پایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو میں سامنے آنے والے عذاب سے پہلے ہی تم کو ڈرا رہا ہوں۔ (مظہری) ۳ پہلے تو انھوں نے آپ ﷺ کی رسالت پر تعجب کا اظہار کیا اب اس آیت میں کلام پر تعجب کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ (تفسیر کبیر) ۴ یعنی زمین جو کچھ کھاتی ہے وہ ہم سے غائب نہیں ہے کہ میں اسے لوٹا نہیں سکوں گا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے قَالَ فَمَا بَالُ الۡقُرُوۡنِ الۡاُوۡلٰى. قَالَ عِلۡمُهَا عِنۡدَ رَبِّىۡ فِىۡ كِتٰبٍ لَا يَضِلُّ رَبِّىۡ وَلَا يَنۡسَى ۔ ترجمہ: ''کہا اگلی بستیوں کا کیا حال ہے کہا ان کا علم میرے رب کے پاس ایک کتاب میں ہے میرا رب نہ بہکے نہ بھولے''۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہر ابن آدم اسے مٹی کھائے گی الخ۔ یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ انبیاء، اولیاء اور شہداء کے جسموں کو زمین نہیں کھاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے جسم کا کھانا زمین پر حرام کیا ہے۔ سدی کہتے ہیں کہ آیت میں نقص سے موت مراد ہے اب ایسی صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ ہمیں معلوم ہے کہ کون مرتا ہے اور کون باقی رہتا ہے۔ جسے دفن کیا جاتا ہے گویا کہ زمین لوگوں میں سے ایک کو کم کر دیتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ مطلب بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کو معلوم ہے کہ مشرکوں میں سے کون ایمان لاتا ہے۔ وَعِنۡدَنَا كِتٰبٌ حَفِيۡظٌ: یعنی ان کے نام اور ان کی مدت ہمارے پاس ہے۔ بعض نے کہا کہ اس سے لوح محفوظ مراد ہے اس لئے کہ وہ شیاطین سے محفوظ ہے یا اس لئے کہ اس میں ہر شے محفوظ ہے۔ بعض نے کہا کہ یہاں کتاب سے علم اور گنتی مراد ہیں۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ ابن آدم کا ہر عمل ہمارے پاس محفوظ ہے تا کہ ہم اس کا محاسبہ کریں۔ (القرطبی) ۵ آیت میں حق سے مراد قرآن ہے، بعض نے کہا کہ اسلام ہے اور بعض نے کہا کہ اس سے حضرت محمد ﷺ مراد ہیں۔ (القرطبی)

لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۞ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا

ایشانرا ہیچ شگافے و زمین باز کشیدیم آنرا و افگندیم دراں

اس میں کوئی شگاف نہیں ہے ۱ اور زمین ہم نے اسے پھیلایا اور ہم نے اس میں

رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۞ تَبْصِرَةً

کوہ ہا و برویانیدم دراں از ہر نباتی پوستہ برائے بینائی

پہاڑ کو (بطورِ لنگر) ڈالا اور ہم نے اس میں ہر سبزہ اگایا ۲ دیکھنے کیلئے

وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۞ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ

و پند مر ہر بندہ باز گرندہ و فرستادیم از آسمان

اور نصیحت کے واسطے ہر رجوع لانے والے بندے کیلئے ۳ اور ہم نے آسمان سے

مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۞

آبے با برکت پس برویانیدیم ما بآں بوستانہا و دانہ بدروند

برکت والا پانی اتارا پس ہم نے اس پانی سے باغات اگائے اور دانہ کہ کاٹا جاتا ہے ۴

وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۞ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ

و درخت خرما بزرگ مر آنرا غلاف درہم بستہ روزی برائے بندگان

اور کھجور کے لمبے درخت جن کیلئے ملے ہوئے غلاف ہیں ۵ بندوں کیلئے روزی

وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۞ كَذَّبَتْ

و زندہ کردیم ما بآں شہر مردہ ہمچنیں است بیروں آمدن تکذیب کردند

اور ہم نے اس سے مردہ شہر کو زندہ کیا اسی طرح (قبروں سے) باہر آنا ہے ۶

قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۞ وَعَادٌ

پیش از ایشاں قوم نوح و یاران رس و ثمود و عاد

اس سے پہلے قوم نوح نے اور اصحاب رس نے اور ثمود نے جھٹلایا ۷ اور عاد نے

۱ کیا انھوں نے غور وفکر کی نظر سے آسمان کی جانب نہیں دیکھا تا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو جان سکتے پھر انھیں یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ وہ اللہ جو اتنی بڑی قدرت کا مالک ہے انسان کو موت کے بعد دوبارہ پیدا کرنے پر کیوں قادر نہ ہوگا؟ (صفوۃ التفاسیر)

۲ یعنی ہم نے زمین کو بچھانے کے بعد اسے ثابت رکھنے کیلئے پہاڑوں کے لنگر ڈالے اور اس زمین پر طرح طرح کے سبزے اگائے جو دیکھنے والوں کو اچھا لگتا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۳ یہ سب ہم نے اس لئے کیا تا کہ تم ہمارے کمالِ قدرت سے نصیحت حاصل کرو۔ (صفوۃ التفاسیر)

۴ یعنی ہم نے آسمان سے کثیر البرکت پانی اتارا۔ (القرطبی)

۵ یعنی ہم نے کھجور کے لمبے درخت نکالے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۶ یعنی جس طرح ہم زمین سے سبزہ اگاتے ہیں اسی طرح ہم قبروں سے مردوں کو زندہ کر کے نکالیں گے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز لوگوں کو قبروں سے اٹھایا جائیگا اور آسمان سے پانی کا ایک جھالا ان پر پڑے گا۔ (مظہری)

۷ صاحب قاموس نے لکھا ہے کہ رس کسی چیز کی ابتدا' وہ کنواں جس کی مَن یعنی گھیرا پتھروں سے بنایا گیا ہو' وہ کنواں جو بقیہ نسل ثمود نے بنایا تھا ان لوگوں نے اپنے زمانے کے پیغمبروں کی تکذیب کی اور پیغمبر کو اس کنویں میں پاٹ دیا۔ اصحاب رس کون تھے بعض علماء کے نزدیک یہ وہی لوگ تھے جن کا ذکر صاحب قاموس نے کیا ہے یعنی نسل ثمود کے بقیہ لوگ۔ حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ حضر موت کے شہر میں جس کو حاصورا کہا جاتا تھا ایک کنواں تھا۔ حضرت صالح علیہ السلام پر جو لوگ ایمان لے آئے تھے وہ چار ہزار تھے جو عذاب سے محفوظ رہے تھے۔ یہ لوگ حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ مقام حضر موت میں آ کر آباد ہو گئے۔ یہاں پہنچنے کے بعد حضرت صالح علیہ السلام کی وفات ہو گئی اس لئے اس مقام کا نام حضر موت ہو گیا یعنی حضرت صالح علیہ السلام کی اس جگہ حاضری ہو گئی۔ لوگوں نے اس مقام پر ایک حصار بنا دیا اور کنویں کے آس پاس مقیم ہو گئے اور اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو اپنا سردار بنا لیا۔ ایک طویل مدت اسی طرح گذر گئی۔ نسلوں کی تعداد بھی بہت بڑھ گئی۔ رفتہ رفتہ یہ لوگ بتوں کی پوجا کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کیلئے ایک پیغمبر کو مبعوث فرمایا جن کا نام حنظلہ بن صفوان تھا۔ اعلان نبوت سے پہلے یہ نبی بوجھ اٹھانے والے ایک قلی تھے۔ بت پرستوں نے بازار میں حضرت حنظلہ کو شہید کر دیا جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے پوری قوم کو ہلاک کر دیا' کنواں بھی بیکار ہو گیا اور محلات بھی ویرانے میں تبدیل ہو گئے۔ حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اصحابِ رس میں ایک پیغمبر تھے جن کو حنظلہ بن صفوان کہا جاتا تھا اصحاب رس نے اس پیغمبر کو شہید کر دیا جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا۔ وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ اصحاب رس ایک کنویں کے مالک تھے' مویشی بھی ان کے پاس تھے یعنی مویشی پالتے تھے بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کیلئے حضرت شعیب علیہ السلام کو بھیجا۔ شعیب علیہ السلام نے ان کو اسلام کی دعوت دی لیکن ان کی سرکشی بڑھتی ہی گئی۔ ایک روز جبکہ کنویں کے آس پاس لوگ اپنے اپنے گھروں میں تھے کنواں ڈھے گیا اور اللہ تعالیٰ نے سب کو مع مکانوں کے زمین میں دھنسا دیا۔ قتادہ اور کلبی کہتے ہیں کہ رس یمامہ میں ایک کنواں تھا ان لوگوں نے اپنے نبی کو قتل کر دیا اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ کعب' مقاتل اور سدی کہتے ہیں کہ انطاکیہ میں ایک کنواں تھا جس میں حبیب نجار کو لوگوں نے پھینک کر شہید کر دیا تھا انہی لوگوں کا ذکر سورہ یٰسین میں آیا ہے۔ (مظہری)

وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۝١٣ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ

و فرعون و برادران لوط و یاران ایکہ و قوم

اور فرعون نے اور لوط کی قوم نے [1] اور اصحاب ایکہ نے اور قوم

تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝١٤ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ

تبع ہر یک تکذیب کردند پیغمبرانرا پس لازم شد عذاب آیا عاجز شدیم بآفرینش

تبع نے، ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا پس عذاب لازم ہوا [2] تو کیا ہم پہلی

الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝١٥ وَلَقَدْ

اول بلکہ ایشاں در شک اند از آفرینش نو و ہر آئنہ

پیدائش (کے بعد ہی) تھک گئے بلکہ وہ سب نئی پیدائش کے بارے میں شک میں ہیں [3] اور بیشک

خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚۖ

بیافریدیم آدمیرا و میدانیم آنچہ وسوسہ کند او را نفس او

ہم نے آدمی کو پیدا کیا اور ہم اس وسوسہ کو بھی جانتے ہیں جو اسکا نفس ڈالتا ہے

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝١٦ اِذْ يَتَلَقَّى

و ما نزدیک تریم با و از رگ جان چوں فرا گیرند

اور ہم اس سے جان کی رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں [4] جب لیتے ہیں

الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ۝١٧ مَا يَلْفِظُ

دو فرشتہ گیرندہ از راست و از چپ نگاہبانی کنند بیروں نیامد

دو فرشتے لینے والے دائیں اور بائیں سے حفاظت کرتے ہوئے [5] نہیں کہتا

مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝١٨ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ

ہیچ سخنی مگر نزدیک او نگاہبانی بود آمادہ و بیامد بے ہوشی

کوئی بات مگر اسکے پاس ایک محافظ حاضر رہتا ہے [6] اور موت کی

تفسیر اظہار العرفان

[1] یعنی اس قوم نے بھی پیغمبروں کی تکذیب کی۔ حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے کہا تم اللہ سے کیوں نہیں ڈرتے؟ میں تمہاری ہدایت کیلئے امانتدار پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ میرا کہا مانو اور اللہ سے ڈرو۔ کہنے لگے تیرے اوپر جادو کر دیا گیا ہے تو ہم جیسا بشر ہے پیغمبر نہیں ہے اگر تو سچا ہے تو کوئی نشانی پیش کر۔ حضرت صالح علیہ السلام کی دعا سے ایک ماہ کی گابھن اونٹنی ایک پتھر سے برآمد ہوگئی اور اسکا بچہ بھی اسی جیسا پیدا ہوگیا۔ وَعَاءٌ: اس قوم نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا۔ حضرت ھود علیہ السلام نے کہا تم اللہ کے عذاب سے نہیں ڈرتے ہو؟ میں امانتدار پیغمبر ہوں، تمہاری ہدایت کیلئے آیا ہوں، اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ غرض اللہ تعالیٰ نے ایک تیز طوفان بھیج کر ان کو ہلاک کر دیا۔ طوفان ان پر سات رات اور آٹھ دن مسلط رہا۔ جس نے اس قوم کو اکھاڑ کر پھینک دیا۔ لمبے لمبے زمین پر ایسے پڑتے تھے جیسے درخت کھجور کے کھوکھلے تنے۔ وَفِرْعَوْنُ: یعنی فرعون اور اسکی قوم عمالقہ نے بھی تکذیب کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو اس کے پاس بھیجا اور فرمایا: فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش ہو گیا ہے اس سے کہو کہ کیا تو پاک ہونے کا خواہشمند ہے اور کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھے تیرے رب تک پہنچنے کا راستہ بتاؤں اور تیرے اندر خشیت پیدا ہو جائے لیکن فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منہ پھیر کر اپنے درباریوں سے کہا میں تم سب کا رب اعلیٰ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کے لشکر کو ہلاک کر دیا۔ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ: یعنی حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے بھی جھٹلایا۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا: کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو میں امانتدار پیغمبر ہوں تمہارے پاس مجھے بھیجا گیا ہے اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ قوم نے جب آپ کی باتوں پر بھی عمل نہیں کیا اور آپکی نصیحت کو ماننے سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا عذاب اتارا۔ (مظہری) [2] حضرت شعیب علیہ السلام نے جھاڑی والوں سے کہا: کیا تم اللہ کے عذاب سے ڈرتے نہیں ہو میں امانتدار پیغمبر ہوں مجھے تمہارے لئے بھیجا گیا ہے اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو، ناپ پورا پورا دیا کرو۔ قوم نے جب آپکی نصیحت کو ماننے سے انکار کر دیا اور برائی سے باز نہ آئی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا عذاب اتارا۔ وَقَوْمُ تُبَّعٍ: حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ تبع یمن کے بادشاہوں میں سے ایک حمیری بادشاہ تھا یہ اپنے فوجیں لے کر حیرہ اور سمرقند تک گیا تھا اس کے تابع بہت زیادہ لوگ تھے اسی لئے اس کو تبع کہا جاتا تھا۔ تبع بادشاہ بھی بہت تھے اور چونکہ ایک و دوسرے کے پیچھے بغیر فصل کے بادشاہ ہوتا تھا اس لئے ان میں سے ہر ایک کو تبع کہا جاتا ہے۔ تبع پہلے آتش پرست تھا پھر اسلام لے آیا اور اپنی قوم کو بھی اسلام کی دعوت دی۔ (مظہری) [3] یعنی ہم نے جنس انسان کو پیدا کیا اور ہم خوب جانتے ہیں جو اس کے دل میں گذرتا ہے۔ (القرطبی) [4] ابوحیان کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ علم کے اعتبار سے شہ رگ سے زیادہ قریب ہے اس لئے اس سے کوئی چیز بھی مخفی نہیں ہے۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس سے مراد ہے کہ ہمارے ملائکہ تمہارے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر) [5] حضرت حسن، حضرت مجاہد اور حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ ان دو فرشتوں میں سے ایک تمہارے دائیں طرف ہوتا ہے جو تمہاری نیکیاں لکھتا ہے اور دوسرا تمہارے بائیں جانب جو تمہارے گناہوں کو لکھتا ہے۔ (القرطبی) [6] حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ لکھنے والے بیمار کے کراہنے کو بھی لکھتے ہیں، حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ ان باتوں یا عمل کو لکھا جاتا ہے جن پر اجر دیا جائیگا یا جسے میزان پر تولا جائیگا۔ (القرطبی)

الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ﴿۱۹﴾ وَنُفِخَ

مرگ براستی اینست بآنچہ بودی ازاں میگریختی و دمیدہ شود

بے ہوشی حق کے ساتھ آئی یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا ۱ اور پھونکا جائیگا

فِي الصُّوْرِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ﴿۲۰﴾ وَجَآءَتْ كُلُّ

در صور ایں روزیست کہ مردم را وعید کند و آمد ہر

صور میں، یہ وہ دن ہے کہ لوگوں کیلئے وعید لائیگا ۲ اور ہر

نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ﴿۲۱﴾ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ

تنی با او رانندن و گواہی ہر آئنہ بودی تو در

جان آئی (اور) اس کے ساتھ ہانکنے والا اور ایک گواہ (بھی ہوگا) ۳ بیشک تو

مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ

بے خبری از ایں پس برداشتیم ما از تو پوشش پس دیدہ تو

اس سے بے خبری میں تھا پس ہم نے تجھ سے پردہ اٹھایا تو تیری نگاہ

الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿۲۲﴾ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ

امروز تیز است و گفت ہمنشیں او اینست آنچہ نزدیک من

آج تیز ہے ۴ اور اس کے ہمنشیں نے کہا یہ ہے جو میرے پاس

عَتِيْدٌ ﴿۲۳﴾ ؕ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۲۴﴾ ۙ مَّنَّاعٍ

حاضر است بیفگنید در دوزخ ہر کافرے ستیزندہ منع کنندہ

حاضر ہے ۵ ڈال دو دوزخ میں ہر کافر جھگڑالو کو ۶ روکنے والے

لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ﴿۲۵﴾ ۙ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ

مر خیر را در گذرندہ شک آرندہ آنانکہ گردانید با خدای خدایان دیگر

بھلائی سے حد سے بڑھنے والے شک لانے والے ۷ جس نے اللہ کے ساتھ بہت سے دوسرے معبود ٹھرائے

۱ جب تک انسان زندہ ہوتا ہے اس کے اقوال وافعال لکھے جاتے ہیں تا کہ اس کا محاسبہ کیا جا سکے۔ پھر اس کے پاس موت آتی ہے اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور وعید کا معائنہ کرتا ہے یہ ہے وہ حق جس کا آیت میں ذکر ہے، بعض نے کہا کہ یہاں آیت میں حق سے مراد موت ہے موت کو حق اس لئے کہا گیا کہ انسان اس دار فانی سے دار حق کی جانب منتقل ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے حواریوں کے گروہ! اللہ کی عبادت کرو تا کہ وہ تم پر موت کی سختی آسان کردے۔ مروی ہے کہ موت کی سختی تلوار کی ضرب، آرے کی چیر اور قینچی کی کاٹ سے زیادہ سخت ہوتی ہے۔ (القرطبی)

۲ حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ جو لوگ سمندر میں ڈوب جاتے ہیں، لاشوں کا گوشت مچھلیاں بانٹ لیتی ہیں صرف ہڈیاں رہ جاتی ہیں، سمندر کی لہریں ہڈیوں کو خشکی پر ڈال دیتی ہیں پھر ہڈیاں خشک ہوکر اتنی بوسیدہ ہو جاتی ہیں کہ ان کو اونٹ چبا جاتے ہیں اور اونٹ پیٹ کے اندر لیکر ان کی مینگنیاں کر دیتا ہے، مینگنیوں کے مقام پر کوئی مسافر آکر اترتا ہے وہ مسافر مینگنیاں لیکر ان کو بطورِ ایندھن استعمال کرتا ہے مینگنیاں دھکنے لگتی ہیں۔ پھر آگ بجھ جاتی ہے اور مینگنیاں راکھ بن جاتی ہیں پھر اس خاک کو ہوا زمین پر پھیلا دیتی ہے اور منتشر کر دیتی ہے جب صور پھونکا جائیگا تو وہ لوگ جو اتنے مراحل طے کرنے کے بعد منتشر ہو کر خاک بن گئے ہونگے پھر زندہ ہو کر نکل کھڑے ہونگے۔ (مظہری)

۳ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک ہنکانے والا ہر شخص کو اللہ کے حکم کی طرف ہنکا کر لے جائیگا اور ایک شاہد اس کے اعمال کی شہادت دیگا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہنکانے والا فرشتہ ہوگا اور شاہد آدمی کا عمل، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قیامت بر پا ہو گی تو نیکیاں لکھنے والا فرشتہ اور گناہ لکھنے والا فرشتہ آدمی پر ٹوٹ پڑیں گے اور چستی کیساتھ اس تحریر پر قبضہ کر لینگے جو آدمی کے گلے میں بندھی ہوگی پھر دونوں اس کے ساتھ میدانِ حساب میں آئیں گے ایک ہنکانے والا ہوگا دوسرا گواہ۔ حضرت ضحاک فرماتے ہیں کہ ہنکانے والا فرشتہ ہوگا اور گواہ آدمی کے ہاتھ پاؤں۔ (مظہری) ۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ضحاک فرماتے ہیں کہ اس سے مشرکین مراد ہیں یعنی وہ لوگ اپنے کام کے انجام سے غافل تھے۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اے انسان تو ہنکانے والے اور گواہ سے غافل تھا۔ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ: اس میں چار وجوہ ہیں (۱) سدی کہتے ہیں کہ جب وہ ماں کے پیٹ میں تھا تو اسکی پیدائش ہوئی۔ (۲) جب انسان قبر میں تھا تو اسے دوبارہ زندہ کیا گیا (۳) حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ قیامت کے دن پیشی کے وقت (۴) ابن زید کہتے ہیں کہ نزول وحی کے وقت۔ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ: کہا گیا ہے کہ اس سے مراد دل کی آنکھ ہے۔ بعض نے کہا کہ یہی سر کی آنکھ مراد ہے لیکن اس روز اس میں روشنی تیز ہوگی۔ (القرطبی) ۵ یعنی ملک مؤکل کہے گا کہ یہ ہے میرے پاس تمہارے اعمال کی فہرست۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ یہ عذاب میرے پاس حاضر ہے۔ (القرطبی) ۶ دونوں سے مراد ہیں سائق اور شہید، یا دوزخ پر مامور فرشتوں میں سے دو فرشتے، یا مخاطب، حقیقت میں کوئی ایک ہے لیکن بصیغہ تثنیہ ذکر کرنے سے تکرارِ فعل مراد ہے اور تکرارِ فعل برائے تاکید ہوتا ہے لہذا یہاں تاکید مراد ہے۔ (مظہری) ۷ یعنی وہ زکوۃ جسے اللہ تعالیٰ نے فرض فرمایا ہے اس سے روکتے ہیں اسی طرح ہر وہ حق جو ان پر واجب ہے اس سے بھی روکتے ہیں۔ مُعْتَدٍ: یعنی اپنے معاملات میں حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ مُرِيْبٍ! توحید میں شک کرنے والے ہیں۔ (القرطبی)

فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ﴿۲۶﴾ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا

پس افگنید او را در عذاب سخت گفت ہمنشیں او اے پروردگار ما

پس ڈال دو اسے سخت عذاب میں ۱؎ اس کے ہمنشیں نے کہا اے ہمارے رب

مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۲۷﴾ قَالَ

گمراہ نکردم او را و لیکن ہست در گمراہی دور گفت

ہم نے اسے گمراہ نہ کیا لیکن یہ (خود ہی) دور کی گمراہی میں تھا ۲؎ فرمایا

لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ﴿۲۸﴾

خصومت مکنید نزدیک من و ہرآئنہ فرستادم بشما وعید خود را

میرے پاس نہ جھگڑو اور بیشک میں نے پہلے ہی تمہارے پاس اپنے وعید کا حکم بھیج دیا تھا ۳؎

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۲۹﴾

تغیر دادہ نشود سخن را نزدیک من و نیستم من ستم کنندہ مر بندہ را

میرے پاس بات بدلی نہیں جائیگی اور نہ میں بندہ پر ظلم کرنے والا ہوں ۴؎

يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ

روزیکہ گوئیم مر دوزخ را آیا پرشدی و گوید آیا

جس روز ہم جہنم سے کہیں گے کہ کیا تو بھر گئی اور وہ عرض کریگی کیا

مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿۳۰﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ﴿۳۱﴾

ہیچ زیادتی ہست و نزدیک آمد بہشت مر پرہیزگارانرا نہ دور بود

کچھ اور زیادہ ہے ۵؎ اور جنت قریب کی جائیگی پرہیزگاروں کیلئے دور نہ ہوگی ۶؎

هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿۳۲﴾ مَنْ خَشِيَ

اینست آنچہ وعدہ دادہ شد برائے ہر باز گردندہ نگاہدارندہ ہر کہ بترسید

یہ ہے وہ جس کا وعدہ دیا گیا ہر رجوع لانے حفاظت کرنے والے کیلئے ۷؎ جو ڈرا

۱؎ کہا گیا ہے کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔(القرطبی)

۲؎ حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ فرشتہ یہ بات اس وقت کہے گا جب کافر یہ کہے گا کہ فرشتے نے مجھ پر زیادتی کردی ہے۔ مَآ اَطْغَيْتُهٗ: یعنی اپنی طرف سے میں نے اس کی طرف کفر اور طغیان کی نسبت نہیں کی یعنی اپنی طرف سے غلط طور پر اس کو کافر اور طاغی نہیں لکھا اور نہ لکھنے میں کوئی زیادتی کی ہے۔ بعض اہل تفسیر کا قول ہے کہ قرین سے اس جگہ وہ شیطان مراد ہے جو اس کافر پر مسلط کیا گیا تھا یعنی کافر کہے گا میرے شیطان نے مجھے سرکش بنا دیا تھا۔ شیطان کہے گا میں نے اس کو نہ گمراہ کیا نہ سرکش بنایا بلکہ یہ خود پرلے درجے کی گمراہی میں پڑا ہوا تھا تو میں نے اس کی مدد کردی۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ شیطان کا اغوا اسی وقت انسان پر اثر انداز ہوتا ہے جب آدمی کا عقیدہ خود ہی غلط ہو اور گناہ کی طرف اسکا طبعی میلان ہو یہی وجہ ہے کہ شیطان کہے گا کہ میری تیرے اوپر کوئی زبردستی نہیں تھی۔ میں نے تو گناہ کی طرف تم لوگوں کو بلایا تھا تم نے میری دعوت کو قبول کرلیا اس لئے مجھے برا نہ کہو اپنی جانوں کو ملامت کرو۔ بعض متاخرین کے نزدیک دونوں جگہ قرین سے مراد شیطان ہے جو کافر پر مسلط ہوتا ہے۔ شیطان کافر کا ساتھی ہوتا ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ شیطان کہے گا یہ شخص جو میرے پاس ہے اور میرے زیر تسلط رہا ہے دوزخ کیلئے حاضر ہے میں نے اغوا کر کے دوزخ کیلئے تیار کیا ہے لیکن میں نے اس کو زبردستی طاغی نہیں بنایا یہ خود ہی پرلے درجے کی گمراہی میں تھا۔ اپنے اختیار سے اس نے میری پیروی کی اور میری دعوت کو قبول کیا اور فرشتے کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔(مظہری)

۳؎ پس اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائیگا اے کافرو! اور ان کے شیاطین ساتھیو! میرے پاس لڑائی نہ کرو۔ قشیری کہتے ہیں کہ یہ آیت دلالت کررہی ہے کہ قرین سے مراد شیطان ہے۔ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ: یعنی میں نے تمہارے پاس ہدایت کیلئے رسول بنا کر بھیجا۔ کہا گیا ہے کہ یہ خطاب ہر اس سے ہے جو جھگڑا کریگا۔(القرطبی) ۴؎ بعض نے کہا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول مراد ہے "جو ایک نیکی لائیگا پس اس کیلئے اس کی مثل دس نیکیاں ہونگیں اور جو ایک برائی لائیگا پس اسکا بدلہ اسی کی مثل ہے"۔ بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ مراد ہے "میں ضرور بالضرور جہنم کو جنوں اور انسانوں سے بھردونگا"۔(القرطبی) ۵؎ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم کے اندر برابر مسلسل مخلوق ڈالی جاتی رہے گی اور وہ کہتی رہے گی هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ۔ آخر اللہ تعالیٰ اپنا قدم اس میں رکھ دیگا اللہ کے قدم رکھتے ہی دوزخ سمٹنے لگے گی۔ اس کے اجزاء باہم سکڑنے لگیں گے اور وہ کہے گی بس بس تیری عزت اور کرم کی قسم میں بھر گئی اور جنت کے اندر برابر ایک حصہ خالی رہیگا اس کے اندر کوئی رہنے والا نہ ہوگا آخر اللہ ایک اور مخلوق پیدا کریگا جس کو اس خالی حصہ میں آباد کریگا۔ ہمارے علماء کہتے ہیں کہ حدیث میں قدم سے مراد وہ قوم ہے جسے اللہ تعالیٰ جہنم کی جانب بڑھائے گا۔(القرطبی) ۶؎ یعنی جنت متقین مؤمنین سے قریب کردی جائیگی۔(صفوۃ التفاسیر) ۷؎ حضرت سعید بن میسب کہتے ہیں کہ اوّاب وہ شخص ہے جو گناہ کرے پھر توبہ کرلے، شعبی اور مجاہد کہتے ہیں کہ اوّاب وہ شخص ہے جو خلوت میں اپنے گناہوں کو یاد کر کے معافی کا طلبگار ہو، ضحاک کہتے ہیں کہ اوّاب کا معنی تواب ہے یعنی بکثرت توبہ کرنے والا۔ حَفِيْظٌ: ہر وقت حضور قلب رکھنے والا کسی لمحہ اللہ سے غافل نہ ہونے والا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کے احکام کو نگاہ میں رکھنے والا۔(مظہری)

الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِۨ ۝۳۳ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ

از خدای پوشیده و بیارد دلے باز گشته در آئید بآں

اللہ سے بے دیکھے اور رجوع کیا ہوا دل لیکر آیا ۱ داخل ہو جاؤ اس میں

ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ۝۳۴ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا

بسلامتی ایں روز جاوید است ایشانرا آنچہ خواہند دراں و نزدیک ما

سلامتی کے ساتھ، یہ ہمیشگی کا دن ہے ۲ ان کیلئے ہے جو اس میں چاہیں اور ہمارے پاس

مَزِيْدٌ ۝۳۵ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ

زیادہ است و بسیار ہلاک کردیم ما پیش از ایشاں از اہل قرن ایشاں سخت تر بودند

زیادہ ہے ۳ اور ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی بستیوں کو ہلاک کیں وہ سب قوت میں ان

مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ؕ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ۝۳۶ اِنَّ

از ایشاں از روے قوت پس راہ بریدند در شہرہا ہیچ گریزگاہی بود ہر آئنہ

سے زیادہ تھے پس وہ لوگ شہروں میں راستہ ڈھونڈتے پھرے، بھاگنے کی کوئی جگہ نہ تھی ۴ بیشک

فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى

دریں البتہ پندیست ہر کرا باشد مر او را دلے ہر کہ القا کند

اس میں ضرور نصیحت ہے ہر اس شخص کیلئے جس کے پاس دل ہو یا

السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ۝۳۷ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

گوش و او حاضر بود و ہر آئنہ آفریدیم آسمانہا و زمین

جو کان لگا کر سُنے اور وہ (ذہنی طور پر) حاضر ہو ۵ اور بیشک ہم نے آسمانوں اور زمین کو

وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۝۳۸

و آنچہ میان ایشانست در شش روز و نرسد ما را ہیچ رنجی

اور جو کچھ اس کے درمیان ہے چھ روز میں بنایا اور ہمیں کوئی تھکان نہ پہنچی ۶

۱ جاننا چاہیئے کہ اہل لغت کے نزدیک خشیت اور خوف کا ایک ہی معنی ہے یعنی ڈرنا۔ لیکن [دیگر کے نزدیک] ان دونوں میں فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ مخشی [جس سے ڈرتا ہو] کی عظمت سے ڈرنا خشیت ہے اس لئے کہ یہ جن حروف سے مرکب ہے اگر انہیں الٹا کیا جائے تو اس میں ہیبت کا معنی پایا جاتا ہے' اور خوف خاشی [ڈرنے والے کی] کمزوری سے ہے اس لئے یہ جن حروف سے مرکب ہے اگر انہیں الٹا کیا جائے تو وہ ضعف پر دلالت کرتے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

۲ یعنی جو مذکورہ صفات کے متحمل ہونگے ان سے کہا جائیگا کہ عذاب سے محفوظ ہو کر جنت میں داخل ہو جاؤ۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ملائکہ ان کی سلامتی کیلئے تیار ہونگے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ کہ جو نعمت تمہیں دی جا رہی ہے زائل نہیں ہوگی۔ (القرطبی)

۳ یعنی اس میں ہر وہ چیز ہے جسے تم چاہو گے اور جن سے تمہاری آنکھیں لذت حاصل کرینگیں۔ وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ: یعنی اس میں ایسی نعمت بھی ہوگی جس کا خیال کسی کے دل میں بھی نہ گذرا ہوگا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مزید سے مراد ہے' جنتی اللہ تعالیٰ کی جانب بلا کیف نظر کریگا۔ حدیث شریف میں بھی اس کے دیکھنے کا تذکرہ موجود ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جمعہ کیلئے جلدی جایا کرو' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کیلئے اپنا جلوہ ہر جمعہ کے دن سفید کافور کے ٹیلہ پر فرمائیگا پس اہل جنت اس ٹیلہ سے قریب ہونگے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک اہل جنت ہر جمعہ کے روز کافور کے ٹیلہ پر اپنے رب کو دیکھیں گے۔ بعض نے مزید کے بارے میں کہا کہ اس سے مراد وہ حور العین ہے جو اللہ تعالیٰ اہل جنت کو عطا فرمائیگا۔ (القرطبی) ۴ اب اللہ تعالیٰ کفار مکہ کو خوف دلانے کیلئے پہلی امتوں کی یاد دلا رہا ہے کہ کفار قریش سے پہلے ہم نے کتنی بستیوں کو ہلاک کیا وہاں کے رہنے والے ان سے زیادہ طاقتور تھے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۵ یعنی جب ظالم بستیوں کی ہلاکت کا ذکر کیا گیا ہے تو اس میں عقلمندوں کیلئے نصیحت ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چند یہودی آئے اور آپ سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو اتوار اور سوموار کو پیدا کیا' منگل کے روز پہاڑوں اور ان کے فوائد کو پیدا کیا' بدھ کے روز درخت' پانی' شہر اور آبادیاں اور خرابے پیدا کئے' جمعرات کو آسمان پیدا کیا اور جمعہ کے روز چاند' سورج' ستارے اور ملائکہ پیدا کئے، اس کی تکمیل پر جمعہ کے روز میں سے ابھی تین ساعات باقی بچ رہیں۔ اس میں سے پہلی ساعت میں اللہ تعالیٰ نے آجال کو پیدا کیا کہ مرنے والا کب مریگا۔ دوسری ساعت میں تمام اشیاء کے خواص کو پیدا کیا جن سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے اور تیسری ساعت میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور انھیں جنت میں ٹھرایا اور ابلیس کو حکم دیا کہ اسے سجدہ کرو' اور پھر آخری وقت میں اسے جنت سے نکال دیا۔ یہود نے کہا: یا محمد (ﷺ)! اس کے بعد؟ آپ نے فرمایا کہ اس کے بعد عرش پر جلوہ فرما ہو گیا۔ انھوں نے کہا کہ کاش آپ بات مکمل کرتے یعنی ساتویں روز کا ذکر بھی کرتے اور پھر یہود نے خود ہی کہا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آرام فرمایا: اس پر رسول اللہ ﷺ سخت ناراض ہوئے۔ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول)

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ

پس صبر کن بر آنچہ میگویند و تنزیہہ کن بحمد پروردگار تو پیش

پس آپ صبر کیجئے اس پر جو وہ سب کہتے ہیں اور پاکی بیان کیجئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ

طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۝٣٩ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ

از بر آمدن آفتاب و پیش از فرو شدن وے و از شب پس نماز گذار

سورج کے نکلنے سے پہلے اور اسکے غروب ہونے سے پہلے ۱ اور رات کے کچھ حصے میں نماز پڑھیئے

وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝٤٠ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ

و پس از سجدہا و بشنو روزیکہ آواز دہد آواز دہندہ از جای

اور کچھ سجدوں کے بعد ۲ اور سنو جس روز آواز دینے والا آواز دیگا ایک قریب کی

قَرِيْبٍ ۝٤١ يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ يَوْمُ

نزدیک روزیکہ بشنوند صیحۂ بعث براستی ایں است روز

جگہ سے ۳ جس روز دوبارہ اٹھائے جانے کی آواز حق کے ساتھ سنیں گے یہ ہے

الْخُرُوْجِ ۝٤٢ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ۝٤٣

بیروں آمدن ہر آئنہ ما زندہ کنیم و بمیرانیم و بسوے ما ست باز گشت

باہر آنے کا دن ۴ بیشک ہم زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی موت دیتے ہیں اور ہماری جانب ہی لوٹنا ہے ۵

يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ذٰلِكَ حَشْرٌ

روزیکہ شگافتہ شود در زمین از ایشاں شتابندہ ایں حشر گردانست

جس روز زمین ان سے پھٹے گی تو جلدی کرتے ہوئے نکلیں گے، یہ حشر برپا کرنا

عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ۝٤٤ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ

بر ما آسان ما دانا ترنم بآنچہ میگویند و نیستی تو

ہم پر آسان ہے ۶ ہم خوب جانتے ہیں جو وہ سب کہتے ہیں اور آپ نہیں ہیں

۱ خطاب نبی ﷺ سے ہے آپ کو حکم دیا گیا کہ یہ لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں آپ اس پر صبر کیجئے، اور یہ صبر ہم نے آپ پر آسان کر دیا ہے۔ یہ آیت جہاد کا حکم نازل ہونے سے پہلے اتری۔ اس لئے منسوخ ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ حکم نبی ﷺ اور آپ کی امت کیلئے اب بھی ثابت ہے۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ یہود کے اس قول پر کہ ''اللہ تعالیٰ نے سنیچر کے روز آرام فرمایا'' صبر کیجئے۔ وَسَبِّحْ بِحَمْدِكَ رَبِّكَ الخ: کہا گیا ہے کہ اس سے پانچوں نماز مراد ہیں۔ ابوصالح کہتے ہیں کہ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ سے فجر کی نماز مراد ہے اور قَبْلَ الْغُرُوْبِ سے نماز عصر مراد ہے۔ (القرطبی)

۲ اس میں چار اقوال ہیں (۱) ابوالاحوص کہتے ہیں کہ اس سے وہ تسبیح مراد ہے جو انسان رات میں پڑھتا ہے (۲) حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ اس سے صلاۃ اللیل یعنی تہجد مراد ہے (۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے فجر کی دو رکعت مراد ہیں (۴) ابن زید کہتے ہیں کہ اس سے صلوۃ العشاء مراد ہے۔ (القرطبی)

۳ یہ بات کر کے قیامت کے روز کی ہولناکی اور عظمت کا اظہار کرنا اور متنبہ کرنا مقصود ہے۔ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ قیامت کے روز حضرت اسرافیل پکار کر کہیں گے اے بوسیدہ ہڈیو! اے الگ الگ کٹے ہوئے جوڑو! اے پارہ پارہ گوشت! اے پراگندہ بالو! اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ فیصلۂ الٰہی کیلئے باہم اکٹھے ہو جاؤ۔ زید بن جابر شافعی اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے دن حضرت اسرافیل علیہ السلام صخرہ بیت المقدس پر کھڑے ہو کر کہیں گے۔ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ: یعنی صخرۂ بیت المقدس سے۔ صخرہ قبروں کے قریب ہوگا دونوں وسط زمین میں ہونگے۔ کلبی کہتے ہیں کہ زمین کے دوسرے حصے آسمان سے جتنے فاصلے پر ہیں ان سب سے اٹھارہ میل زائد صخرہ آسمان کے قریب ہے۔ (مظہری) ۴ یعنی اس روز بحکم خدا مردے سنیں گے، مردے ہوں یا جمادات، پتھر وغیرہ بحکم خدا سننے کے معاملہ میں زندوں کی طرح ہیں۔ تمام موجودات کو خواہ بے حس، بے شعور اور غیر نامی ہوں یا نامی، باحس یا باشعور کسی نہ کسی طرح کی زندگی تو حاصل ہی ہے۔ علمائے اہلسنت کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ عذابِ قبر روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے۔ شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مقتولین بدر کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا: جو وعدہ تم سے تمہارے رب نے کیا تھا کیا تم نے اس کو صحیح پایا؟ ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ [فتح و نصرت کا] کیا تھا ہم نے تو اس کو صحیح پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ بے جان جسموں کو کس طرح خطاب فرما رہے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: میں جو کچھ کہہ رہا ہوں تم اس کو ان سے زیادہ نہیں سنتے لیکن وہ مجھے جواب نہیں دے سکتے۔ قرطبی نے کہا کہ صور کی آواز جس سے مُردے زندہ ہو جائیں گے، پھیلتی اور بڑھتی جائے گی اور ابتدائی آواز زندہ کرنے کیلئے ہوگی اور اس کے بعد کی آواز قبروں سے باہر نکالنے کیلئے ہوگی، جو آواز زندہ کرنے والی ہے اسے وہ مردے نہیں سنیں گے لیکن قبروں سے نکالنے کی آواز کو سنیں گے۔ علامہ سیوطی کہتے ہیں کہ احتمال ہے کہ جو روحیں صور اسرافیل میں ہوں وہ شروع ہی سے سن لیں۔ علامہ بیضاوی کہتے ہیں کہ دوبارہ زندہ کرنے کیلئے خطاب شاید ایسا ہی ہو جیسا ابتدائی تخلیق کیلئے لفظ کن فرمایا تھا۔ (مظہری) ۵ یعنی جمیع خلائق کو ہم ہی زندگی دیتے ہیں اور ہم ہی دنیا میں انھیں موت دیتے ہیں اور ہماری ہی طرف آخرت کی جزا کیلئے لوٹنا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۶ یعنی جب زمین پھٹے گی اور وہ سب قبروں سے نکل کر تیزی کے ساتھ حساب کی جگہ کی طرف جائیں گے یہ سب ہمارے لئے آسان ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۫ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿۴۵﴾

بر ایشاں مسلط بجبر پس پند ده بقرآن هر که بترسد از وعید من

ان پر جبر کرنے والے پس قرآن سے نصیحت کیجئے اسے جو میرے وعید سے ڈرتا ہو [1]

سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتُّوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ ذاریات مکی ہے اس میں ۶۰ آیات اور تین رکوع ہیں [2]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ﴿۱﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ﴿۲﴾ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ﴿۳﴾

قسم پراگندگان خاک پرا گندنے پس بردارندگان بار گراں و بکشتی ہا میروند

قسم ہے (ان ہواؤں کی) جو مٹی کو بکھیر دیتی ہیں [3] پھر بوجھ اٹھاتی ہیں (پانی کا) [4] اور کشتیوں کو چلاتی ہیں [5] پھر کام

فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ﴿۴﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ﴿۵﴾ وَّاِنَّ

پس بخش کنندگان کار را جز ایں نیست وعدہ دادہ شدید البتہ راست است و ہر آئنہ

کو تقسیم کرتی ہیں [6] اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ تمہیں جو وعدہ دیا جاتا ہے وہ ضرور سچ ہے [7] اور بیشک انصاف ضرور ہونا

الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ﴿۶﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ﴿۷﴾ اِنَّكُمْ لَفِيْ

دین البتہ بود نیست سوگند بآسمان خداوند شدت ہر آئنہ شما در

ہے [8] قسم ہے مضبوط آسمان کی [9] بیشک تم سب

قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ﴿۸﴾ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ﴿۹﴾ قُتِلَ

گفتار مختلفید گردانیده از و ہر که گردانیده شد لعنت کرد شدند

قول میں مختلف ہو [10] اس سے اسی کو پھیرا جاتا جو پھیرا گیا ہو [11] لعنت کی گئی

تفسیر اظہار العرفان

[1] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کاش آپ ہم کو کوئی ڈر سناتے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول)

[2] اس میں ۱۲۸۶ حروف اور ۳۷۰ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) یہ سورت بھی دیگر مکی سورتوں کی طرح ایمان پر قائم رہنے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کو دیکھنے پر مشتمل ہے، عقائد راسخہ کی بنیاد تقوی اور ایمان پر ہے، اس سورت کی ابتدا اس ہوا کے کلام سے ہے جو غبار اٹھا کر چلتی ہے، سمندر میں جو کشتیاں چلتی ہیں اور جو بارش برستی ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہیں، پھر کلام کو کفار مکہ کی جانب پھیرا گیا جو قرآن کو جھٹلاتے ہیں اور دار آخرت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کیلئے دنیا کے حال بیان کئے گئے اور ان کے آخرت کے حال کو بیان کیا گیا اور بتایا گیا کہ لوگ بہت جلد جہنم کی آگ میں پہنچنے والے ہیں، پھر کلام کو مؤمنین متقین کی جانب پھیرا گیا اور ان نعمتوں کو بیان کیا گیا جو اللہ تعالیٰ نے آخرت میں ان کیلئے تیار کی ہیں اس لئے کہ یہ لوگ دنیا میں نیکی کرنے والے تھے، قرآن کریم کے مطابق خوف اور امید رکھتے تھے، اس کے بعد کلام کو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی وحدانیت کے دلائل کی جانب پھیرا گیا آسمان، زمین، پہاڑوں اور خود انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلائل موجود ہیں، پھر رسولوں کے قصص کی جانب کلام کو پھیرا، اور یہ بتایا گیا کہ جن لوگوں نے نافرمانی کی ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا، حضرت ابراہیم، حضرت لوط اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا گیا اور نافرمان قوم میں سے قوم عاد، ثمود اور قوم نوح کا تذکرہ کیا گیا، واضح رہے کہ ان انبیائے کرام علیہم السلام اور نافرمان لوگوں کے بار بار تذکرہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کو تسلی دی جائے اور عقل رکھنے والوں کو فکر کی دعوت دی جائے، اس سورت کا اختتام انسان اور جنات کی پیدائش کا مقصد بیان کرنے پر ہے اور وہ مقصد اللہ تعالیٰ کی معرفت، اس کی عبادت اور اسے ایک جاننا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) [3] اللہ تعالیٰ نے اس ہوا کی قسم فرمائی جو ہوا مٹی کو اڑاتی ہے اور کسی چیز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ اٹھا لے جاتی ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) [4] یعنی قسم ہے ان بادلوں کی جو پانی کے بوجھ کو اٹھاتے ہیں۔ جس میں بشر کی حیات ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) [5] یعنی ان کشتیوں کی قسم جو پانی کے اوپر ابن آدم کو لیکر آسانی سے چلتی ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر) [6] یعنی ان ملائکہ کی قسم جو بندوں کے درمیان رزق اور بارش تقسیم کرتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر فرشتہ کو کسی نہ کسی کام کے ساتھ خاص کر دیا ہے پس حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذمہ نبیوں کے پاس وحی لے کر جانا ہے، حضرت میکائیل علیہ السلام کو رزق اور رحمت کی تقسیم پر مامور فرمایا، حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے پر اور حضرت عزرائیل علیہ السلام کو قبض روح پر مامور فرمایا۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان اشیاء کو ان کے شرف کی بناء پر تقسیم فرمایا کیونکہ ان اشیاء میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور صنعت پر خاص دلائل موجود ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر) [7] اب اللہ تعالیٰ جوابِ قسم ذکر فرما رہا ہے کہ ثواب وعقاب اور حشر ونشر ضرور صدق ہیں اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) [8] یعنی حساب وکتاب کا معاملہ ضرور ہونا ہے اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) [9] اس جگہ آسمان سے وہ بادل مراد ہے جو زمین پر سایہ پھیلاتا ہے۔ (القرطبی) [10] یعنی حضرت محمد ﷺ اور قرآن کے بارے میں۔ (القرطبی) [11] جو قرآن اور محمد ﷺ سے پھرا اسے ہی پھیرا جاتا ہے۔ (القرطبی)

الخَرّٰصُوْنَ ۝١٠ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۝١١ يَسْـَٔلُوْنَ

دروغگویان آنانکہ ایشاں در جہالت بے خبرانند پرسند ترا

جھوٹ کہنے والوں پر ۱ وہ لوگ جو جہالت میں بے خبر ہیں ۲ پوچھتے ہیں آپ سے

اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ۝١٢ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ۝١٣ ذُوْقُوْا

کے بود روز جزا روزیکہ ایشاں بر آتش سوختہ شوند بچشید

کب جزا کا دن ہو گا ۳ جس روز وہ سب آگ پر جلائے جائیں گے ۴ (کہا جائیگا) چکھو

فِتْنَتَكُمْ ۭ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝١٤ اِنَّ

عذاب خود را ایں آنست بودید شما بداں شتاب میکردید ہر آئنہ

اپنے عذاب کو یہ وہ ہے جس کی تم جلدی کرتے تھے ۵

الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝١٥ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ

پرہیزگاران در بوستانہا و چشمہا فرا گیرندگان آنچہ داد ایشانرا

بیشک پرہیزگار باغوں اور چشموں میں ہونگے ۶ لینے والے ہونگے جو انھیں

رَبُّهُمْ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ۝١٦ كَانُوْا

پروردگار ایشاں بودند پیش ازیں نیکوکاران بودند

انکے رب نے دیا وہ سب اس سے پہلے نیکوکار تھے ۷

قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝١٧ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ

اندکی از شب خواب کردندنے و بسحرہا ایشاں

وہ رات میں کم سویا کرتے تھے ۸ اور سحری کے وقت وہ سب

يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝١٨ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَ

طلب آمرزش کردند و در مالہاے ایشاں بہرہ مر خواہندہ را و

مغفرت طلب کرتے تھے ۹ اور ان کے مالوں میں حصہ تھا مانگنے والے کیلئے اور

۱ یعنی ان جھوٹوں پر لعنت کی گئی ہے جنہوں نے کہا کہ محمد ﷺ جادوگر، کاذب اور شاعر ہیں۔ ابن الانباری کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جب قتل کی خبر دی جائے تو وہ لعنت کے معنی میں ہوتا ہے اس لئے کہ جس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو وہ بمنزلہ مقتول اور ہلاک ہونے والے کے ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۲ یعنی یہ لوگ آخرت کے معاملات سے غافل ہیں۔ (القرطبی)

۳ کب حساب کا دن آیگا وہ لوگ استہزاء اور شک کے طور پر یہ کہتے تھے۔ (القرطبی)

۴ یعنی جزا کا یہ دن اس وقت ہوگا جب یہ لوگ جہنم میں داخل ہونگے اور ان پر آگ پیش کی جائیگی اور جہنم کا داروغہ ان سے کہے گا اب تم اپنے عذاب اور بدلہ کو چکھو۔ (صفوۃ التفاسیر)

۵ جب اللہ تعالیٰ نے مجرمین کے حال کو بیان فرمالیا تو اب متقین کے حال کو بیان فرما رہا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ متقی کیلئے چند مقامات ہیں ان میں سے ادنیٰ یہ ہے کہ شرک سے بچے اور ان میں سے اعلیٰ تقوی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کو اپنے دل سے نکال دے۔ متقی کیلئے ادنیٰ درجہ جنت ہے۔ (تفسیر کبیر)

۶ حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ جو ثواب اور کرامات اللہ تعالیٰ انھیں عطا فرمائیگا وہ اسے لینے والے ہونگے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ وہ سب فرائض پر عمل کرنے والے تھے۔ (القرطبی)

۷ یعنی رات کے تھوڑے وقت وہ سوتے ہیں یا رات کے کچھ حصے میں وہ تھوڑی سی نیند لے لیتے ہیں اور رات کے زیادہ حصے میں وہ نماز پڑھتے رہتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آیت کی تشریح اس طرح کرتے ہیں کہ بہت کم رات ایسی گذرتی ہے کہ وہ اس کے کسی حصے میں نماز نہ پڑھتے ہوں شروع رات میں پڑھتے ہیں یا درمیانی شب میں پڑھتے ہیں یا آخر رات میں یعنی رات میں کم ہی سوتے ہیں۔ (مظہری) ۸ مطلب یہ ہے کہ رات کو کم سونے اور بیشتر وقت میں نماز پڑھتے رہنے کے باوجود وہ اپنے اس عمل کو ادائے حق سے کم سمجھتے ہیں اور سحر کو معافی کے طلبگار ہوتے ہیں گویا وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم سے کوئی بڑا جرم سرزد ہوگیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں قصور ہوگیا ہے۔ جس کی تلافی توبہ سے کرنا ضروری ہے۔ ۹ حضرت حسن کہتے ہیں کہ وہ رات میں کم سوتے ہیں اکثر چستی کے ساتھ سحر تک عبادت میں مشغول رہتے ہیں پھر استغفار کرتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر رات کو جب رات کا ایک تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ آسمان دنیا کی طرف نزول اجلال فرماتا ہے۔ اور فرماتا ہے میں ہی بادشاہ ہوں کا بادشاہ ہوں کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اس کو عطا کروں، کون ہے جو مجھ سے گناہوں کی معافی کا طلبگار ہو اور میں اس کے گناہوں کو معاف کردوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات میں اٹھ کر تہجد پڑھتے، استغفار کرتے اور کہتے تھے اے اللہ! تیرے ہی لئے ستائش زیبا ہے آسمانوں اور زمین کا اور کائنات کا تو ہی مدبر ہے تیری لئے ہی حمد ہے آسمانوں کا زمین کا اور ان کی موجودات کا تو ہی حاکم ہے تیرے لئے ہی تعریف زیبا ہے الخ [پوری دعا بخاری شریف میں موجود ہے] مسلم کی روایت میں ہے کہ رات کا تہائی حصہ رہ جاتا ہے تو اللہ اپنے دونوں ہاتھ پھیلاتا ہے اور فرماتا ہے "کون ہے جو روک سکتا ہو ایسی ذات کو جو نہ نادار ہے نہ ظالم"، یہاں تک کہ فجر نکل آتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیدار ہوتے تو کہتے لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِيْ وَاَسْئَلُكَ رَحْمَتَكَ اللّٰهُمَّ زِدْنِيْ عِلْمًا وَلَا تُزِغْ قَلْبِيْ بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنِيْ وَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ (مظہری)

الْمَحْرُوْمِ ﴿۱۹﴾ وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿۲۰﴾

بے بہرہ را و در زمین نشانہا است مر بیگمانانرا

محروم کیلئے ۱ اور زمین میں یقین رکھنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں ۲

وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَفِي السَّمَاۗءِ

و در تنہاے شما آیا نمی بینید و در آسمان

اور تمہارے نفوس میں، کیا تم دیکھتے نہیں ہو ۳ اور آسمان میں

رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَوَرَبِّ السَّمَاۗءِ

روزی دادیم شما را و آنچہ وعدہ داد پس قسم پروردگار آسمان

ہم نے تمہاری روزی رکھی اور اسے جسکا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ۴ پس قسم ہے آسمان

وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ

و زمین کہ او حق مانند آنچہ شما

اور زمین کے رب کی کہ وہ حق ہے ویسے ہی جیسی

تَنْطِقُوْنَ ﴿۲۳﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ

سخن گوئید آیا آمد بتو سخن مہمانان

بات تم بولتے ہو ۵ کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز

اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِذْ دَخَلُوْا

ابراہیم گرامی شدہ چوں در آمدند

مہمانوں کی خبرآئی ۶ جب وہ سب ان کے پاس آئے

عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ ۚ

برو پس گفتند سلام گفت سلام بر تو کردیم

تو کہا سلام، ابراہیم نے کہا تم پر بھی سلام ہو

۱ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ پر لشکر روانہ فرمایا جب وہ مال غنیمت لیکر واپس آئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) محروم سے کون لوگ مراد ہیں اس میں اختلاف ہے (۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں تھا (۲) حضرت قتادہ اور حضرت زہری کہتے ہیں کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو لوگوں سے گڑگڑا کر سوال نہیں کرتے ہیں جس کی وجہ سے لوگوں کو ان کی حاجت کی خبر نہیں ہوتی ہے (۳) حضرت حسن اور حضرت محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جن کا مالِ غنیمت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا ہے (۴) حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جن کے پاس کوئی مال باقی نہیں رہتا ہے۔ (القرطبی) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بناء پانچ چیزوں پر ہے (۱) گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اسکے بندے اور اسکے رسول ہیں (۲) نماز قائم رکھنا (۳) زکوۃ ادا کرنا (۴) بیت اللہ کا حج کرنا (۵) رمضان کا روزہ رکھنا۔ حضرت ابو درداء ﷛ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ایمان کے ساتھ پانچ کو لیکر آئیگا جنت میں داخل ہوگا (۱) جو پانچوں نماز کی حفاظت کرتا ہو رکوع، سجود، وضو اور اسکے اوقات کی۔ (۲) جس نے رمضان کا روزہ رکھا (۳) اگر بیت اللہ کے حج کی استطاعت رکھتا ہو تو بیت اللہ کا حج کیا ہو (۴) خوش دلی کے ساتھ اس نے زکوۃ ادا کی ہو [پانچواں غالبًا ایمان ہی ہے] حضرت حسن ﷛ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زکوۃ کے ذریعے اپنے اموال کی حفاظت کرو اور صدقہ کے ذریعے اپنے بیماروں کا علاج کرو اور دعا وگریہ زاری کے ذریعے بلاؤں کے موجوں کا استقبال کرو۔ حضرت علقمہ ﷛ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اسلام کی تکمیل یہ ہے کہ تم اپنے اموال کی زکوۃ ادا کرو۔ (الترغیب والترہیب) ۲ اب یہ بیان ہو رہا ہے کہ زمین میں بہت ساری علامتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور بعث ونشر پر دلالت کرتی ہیں (القرطبی) ۳ حضرت قتادہ یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ جس نے زمین کی سیر کی ہوگی اس نے نشانیاں دیکھی ہونگیں اور جس نے اپنے آپ پر غور وفکر کیا ہوگا اسے معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عبادت کیلئے پیدا کیا۔ (القرطبی) ۴ یہاں رزق سے وہ بارش اور اولے مراد ہیں جو سبزہ کیلئے سبب ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے زندگی بخشتا ہے۔ (القرطبی) ۵ بغوی نے لکھا ہے کہ یہ بات حق ہے جیسے تم بولتے ہو اور لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ کہتے ہو گویا نطق سے مراد بغوی کے نزدیک منطوق یعنی بولا ہوا کلام مراد ہے۔ اس صورت میں اگر مخاطب صرف اہل ایمان کو قرار دیا جائے تو اہل ایمان عام طور پر اکثر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا ہی کرتے ہیں اور اگر خطاب عام کو مانا جائے تو جس طرح عام آدمی کا بات کرنا اور بولنا بدیہی ہے اسی طرح اس کی طرف سے جو کچھ کہا گیا ہے وہ حق اور ناقابل شک ہے جیسے عام طور پر کہا جاتا ہے یہ بات اتنی ہی سچ ہے جیسے اس وقت تمہارا میرے سامنے موجود ہونا یا تمہارا بولنا۔ (مظہری) ۶ ان مہمانوں کی تعداد میں اختلاف ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء کہتے ہیں کہ تین فرشتے تھے جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام۔ محمد بن کعب کہتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے علاوہ مزید سات فرشتے تھے ضحاک کہتے ہیں کہ نو فرشتے تھے، مقاتل کہتے ہیں کہ بارہ فرشتے تھے۔ (مظہری)

قَوۡمٌ مُّنۡكَرُوۡنَ ﴿۲۵﴾ فَرَاغَ اِلٰۤى اَهۡلِهٖ

گروہی منکران پس باز گشت بسوے کسان خود

نا آشنا لوگوں کو دیکھتے ہیں ۱؎ پھر اپنے اہل خانہ کی طرف گئے

فَجَآءَ بِعِجۡلٍ سَمِيۡنٍ ﴿۲۶﴾ فَقَرَّبَهٗۤ اِلَيۡهِمۡ

پس آورد گو سالہ فربہ پس نزدیک کرد بدیشاں

اور ایک فربہ بچھڑا لے آئے ۲؎ پھر اسے انکے قریب کیا

قَالَ اَلَا تَاۡكُلُوۡنَ ﴿۲۷﴾ فَاَوۡجَسَ مِنۡهُمۡ

گفت نمی خورید پس در خاطر گرفت از ایشاں

کہا کیا تم سب کھاتے نہیں ہو ۳؎ پس دل میں ان سے

خِيۡفَةً ؕ قَالُوۡا لَا تَخَفۡ ؕ وَبَشَّرُوۡهُ بِغُلٰمٍ عَلِيۡمٍ ﴿۲۸﴾

ترس گفتند مترس و مژدہ دادند او را پسر دانا

ڈرے انھوں نے کہا ڈریئے نہیں اور بشارت دی انھیں علم والے لڑکے کی ۴؎

فَاَقۡبَلَتِ امۡرَاَتُهٗ فِىۡ صَرَّةٍ فَصَكَّتۡ

پس رو بخانہ نہاد زن او در صیحہ

پس انکی زوجہ چلاتی ہوئی آئی اپنے چہرے پر

وَجۡهَهَا وَقَالَتۡ عَجُوۡزٌ عَقِيۡمٌ ﴿۲۹﴾ قَالُوۡا

پس طمانچہ زد روے خود را و گفت بزاید پیرہ زنی نازاینده گفتند

تھپکی ماری اور کہا کیا بڑھیا بانجھ (بچہ) جنے گی ۵؎ کہا

كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡحَكِيۡمُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۳۰﴾

ہمچنیں است گفت پروردگار تو کہ اوست با حکمت دانا

اسی طرح تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ وہ حکمت والا جاننے ہے ۶؎

تفسیر اظہار العرفان

۱؎ یعنی تم اجنبی لوگ ہو ہم تم کو نہیں پہچانتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دل میں کہا تھا کہ یہ اجنبی لوگ ہیں ہم انھیں نہیں پہچانتے۔ حضرت ابو العالیہ نے کہا اس شہر میں سلام کا دستور نہ تھا اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سلام میں غیریت محسوس کی۔ سلام تو اسلام کی علامت ہے۔ (مظہری) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کونسا اسلام بہتر ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: کھانا کھلانا، جسے تو پہچانتا ہو اور جسے تو نہ پہچانتا ہو، ہر ایک کو سلام کرنا۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم جنت میں داخل نہیں ہو گے جب تک ایمان نہ لاؤ اور تم اسوقت تک مؤمن نہ ہو گے جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرو، کیا تمہیں ایک ایسا کام نہ بتا دوں کہ جب تک اسے کرتے رہو گے تو ایک دوسرے سے محبت کرو گے۔ اپنے درمیان سلام کو عام کرو۔ حضرت ابو یوسف عبداللہ بن سلام ؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے اے لوگو! سلام کو عام کرو [بھوکوں کو] کھانا کھلاؤ اور جب لوگ سو رہے ہوں تو تم رات کو اٹھ کر نماز پڑھو، جنت میں سلامتی کیساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ حضرت ابو شُریح ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسی چیز بتایئے جو میرے لئے جنت کا موجب ہو آپ نے فرمایا: عمدہ کلام، سلام کا جواب اور کھانا کھلانا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: بیشک مغفرت کے موجبات میں سے سلام کا جواب دینا عمدہ کلام ہے۔ حضرت ابو درداء ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلندی کیلئے سلام عام کرو۔ حضرت ابو امامہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو سلام میں پہل کرے۔ حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے اور پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے اور دو پیدل چلنے والوں میں سے جو پہل کریگا وہ افضل ہے۔ حضرت سہل بن حُنیف ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے السلام علیکم کہا۔ اس کیلئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ جس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ اس کیلئے بیس نیکیاں لکھی جائیں گی اور جس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔ اس کیلئے تیس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (الترغیب والترہیب) ۲؎ پھر آپ تیزی کے ساتھ اپنی اہلیہ کے پاس پہنچے اس لئے کہ میزبان کے دستور میں تھا کہ مہمانوں کے سامنے کچھ پیش کیا جاتا چنانچہ آپ ایک بھنا ہوا بچھڑا لیکران کے پاس آئے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۳؎ اور ان کے قریب کرتے ہوئے سامنے رکھ دیا لیکن مہمانوں نے نہیں کھایا۔ اس پر آپ نے پوچھا کیا تم سب یہ کھانا نہیں کھاؤ گے؟ (صفوۃ التفاسیر) ۴؎ یعنی جب مہمانوں نے کھانا نہیں کھایا تو اپنے دل میں خوف محسوس کیا۔ (صفوۃ التفاسیر) ۵؎ حضرت سارہ کے بطن سے ایک علم والے لڑکے کی بشارت دی تو حضرت سارہ اپنے منہ پر تھپکی لگاتے ہوئے اور چیختے ہوئے آئیں کہ کیا اس عمر میں مجھے کوئی اولاد ہوگی؟ (القرطبی) ۶؎ یعنی جیسا ہم کہہ رہے ہیں ویسا ہی ہوگا پس تو اس میں کوئی شک نہ کر۔ بشارت اور ولادت کے درمیان صرف ایک سال کا وقفہ رہا اس کے بعد بشارت کے مطابق لڑکے کی ولادت ہوگئی۔ (القرطبی)

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ

گفت پس چیست کار شما اے فرستادہ شدگان گفتند ہر آئنہ ما فرستادہ شدیم بسوے گروہی

فرمایا: اے فرشتو! تمہارا کیا کام ہے ۱ کہا ہم بھیجے گئے ہیں گناہگار

اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿۳۳﴾

گناہگاران ما فرستیم بر ایشاں سنگے از گلِ

قوم کی طرف ۲ (تا کہ) ہم ان پر مٹی سے (بنے ہوئے) پتھر برسائیں ۳

مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۴﴾ فَاَخْرَجْنَا مَنْ

نشانمند کردہ شدہ است نزدیک پروردگار تو براے مسرفان پس بیروں کردیم ما

تمہارے رب کے پاس حد سے گذرنے والوں کیلئے نشان لگے ہوئے ہیں ۴ پس ہم نے نکالا

كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ

باشد دراں از مؤمنان پس نیافتیم ما دراں بجز

جو اس میں اہل ایمان تھے ۵ پس ہم نے اس میں نہیں پایا (ہاں) صرف

بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ

یک خانہ از مسلمانان و بگذاشتیم ما دراں نشانہ مر آنانرا کہ بترسند

ایک گھر مسلمان کا ۶ اور ہم نے اس میں نشانی چھوڑی ان لوگوں کیلئے جو ڈرتے ہیں

الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۳۷﴾ وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى

از عذاب سخت و در قصہ موسیٰ چوں فرستادیم او را بسوے

سخت عذاب سے ۷ اور موسیٰ کے قصہ میں (بھی نشانی ہے) جب ہم نے انھیں

فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ

فرعون بحجتی بیدا پس بر گشت بقوت خود و گفت

فرعون کی جانب کھلی نشانی کے ساتھ بھیجا ۸ پس وہ پھر گیا اپنے لشکر سمیت اور کہا

تفسیر اظہار العرفان

۱ جب بچھڑا کے زندہ کرنے اور بشارت دینے کے سبب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یقین ہوگیا کہ یہ سب ملائکہ ہیں تو ان سے پوچھا کہ تم سب کس کام کیلئے آئے ہو؟ (القرطبی)

۲ یعنی ایسی قوم کی جانب ہم بھیجے گئے ہیں جو گناہ اور نافرمانی میں اڑی ہوئی ہے۔ اس سے مراد قوم لوط ہے۔ (روح البیان)

۳ سوال: ان بھیجے ہوئے ملائکہ میں سے صرف ایک فرشتہ اپنے پَر سے مدائن کو الٹ سکتا تھا پھر اتنی تعداد میں ملائکہ بھیجنے کا کیا مقصد ہے؟ جواب: اللہ تعالیٰ جو قادر مطلق ہے کبھی وہ حقیر کو حکم دیتا ہے کہ مرد خطیر کو ہلاک کر دے اور کبھی مرد خطیر کو حکم دیتا ہے کہ شخص حقیر کی خدمت بجالائے۔ یہ سب کچھ اپنے حکم کے نفاذ کے اظہار کیلئے کرتا ہے پس ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خلق کثیر کو جیسے ٹڈی اور مچھر وغیرہ اس ہوا سے بھی ہلاک کرتا ہے جو ہوا انسان کیلئے حیات ہے۔ اسی بناء پر اہل بدر کو کئی ہزار ملائکہ کے ذریعے ہلاک فرمایا حالانکہ ملائکہ کے آنے کے بعد بدر میں کافروں کی تعداد کم ہوگئی تھی ان سب میں اس کی قدرت کا اظہار ہے۔ دوسرا جواب یا دوسرا فائدہ یہ ہوسکتا ہے کہ اگر کوئی بڑے بادشاہ کی اطاعت میں ہو اور کوئی شخص اس سے دشمنی کر کے نقصان پہنچانا چاہتا ہو تو بادشاہ اپنے تابعدار کی مدد کیلئے اپنے بڑے لشکر کو لگا دیگا ایسا وہ اس لئے کریگا تا کہ بڑے بادشاہ کی بڑائی ظاہر ہو۔ جب جب اس کے دشمنوں کی تعداد بڑھے گی تو اسکی مدد بھی بڑھے گی اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کی مدد دس ملائکہ سے فرمائی اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد پانچ ہزار ملائکہ سے فرمائی (تفسیر کبیر)

۴ اس میں چند احتمالات ہیں (۱) جس پتھر سے جسے قتل کرنا تھا اس کا نام اس پتھر پر لکھا تھا (۲) اس پتھر کو نام کے ساتھ ہی بنایا گیا تھا اور ان پتھروں کو صرف اور صرف عذاب کیلئے پیدا کیا گیا تھا بخلاف دیگر پتھروں کے کہ انسان اسے مکانات بنانے اور دیگر منافع کیلئے استعمال کرتا ہے (۳) ان پتھروں کو مجرموں کیلئے خاص کیا گیا تھا (تفسیر کبیر) ۵ یعنی ملائکہ نے کہا: اے لوط! ہم تمہارے رب کے بھیجے ہوئے ہیں۔ ان کی دسترس تم تک نہ ہوسکے گی۔ تم کچھ رات رہ جائے تو اپنے گھر والوں کو لیکر بستی سے نکل جاؤ تم میں سے کوئی منہ پھیر کر نہ دیکھے ہاں تمہاری بیوی منہ پھیر کر دیکھے گی اس لئے جو پتھر اوروں پر گریں گے اس پر بھی ویسا ہی پتھر آپڑیگا۔ (مظہری) ۶ اس آیت میں اشارہ ہے کہ جب کفر غالب ہو جائے اور فسق ہر جانب عام ہو تو ایسے ماحول میں مؤمنین کی عبادت سے معاشرہ کو نفع نہیں پہنچتا بخلاف اس کے کہ اکثر لوگ صراط مستقیم پر ہوں اور ان میں سے کچھ لوگ چوری، زنا وغیرہ میں ملوث ہوں تو نیک لوگوں کی برکت سے ایسے لوگ بچ جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ عالم بمنزلہ بدن کے ہے اور صالحین کا وجود اس غذا کی طرح ہے جو بدن کیلئے مفید ہو۔ کفار و فساق کا وجود اس غذا کی طرح ہے جو بدن کیلئے مضر ہو، اگر مؤمنین اور کفار دونوں پائے جاتے ہوں تو غلبہ کا اعتبار کیا جاتا ہے [قوم لوط میں غلبہ کفار کا تھا اس لئے ان کا وجود پوری قوم کی تباہی کا سبب بنا اور اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو ہلاک فرمادیا] (تفسیر کبیر) ۷ یعنی ہم نے اس ہلاک شدہ بستی میں نشانی باقی رکھی تا کہ ظالمین عبرت حاصل کریں (صفوۃ التفاسیر) ۸ یعنی ہم نے موسیٰ کے قصہ میں بھی نشانی اور عبرت رکھی جب ہم نے انھیں فرعون کے پاس واضح حجت اور روشن دلیل دیکر بھیجا۔ (صفوۃ التفاسیر)

سِحْرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ

جادو نیست یا دیوانہ پس بگرفت او را و لشکر او را پس بیفگندیم ایشانرا

(یہ) جادو گر ہے یا دیوانہ ۱ پس ہم نے اسے اور اسکے لشکر کو پکڑا اور ہم نے ڈال دیا اسے

فِی الْیَمِّ وَهُوَ مُلِیْمٌ ﴿۴۰﴾ وَفِیْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الرِّیْحَ

در دریا و او ملامت کردہ شدہ بود و در قصہ عاد چوں فرستادیم ما بر ایشاں باد

دریا میں اور وہ ملامت کیا ہوا تھا ۲ اور عاد کے قصہ میں (بھی نشانی ہے) جب ہم نے ان پر

الْعَقِیْمَ ﴿۴۱﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَیْءٍ اَتَتْ عَلَیْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ

نازایندہ نگذاشت ہیچ چیزیرا بگذشت براں مگر گردانید آنرا

خشک ہوا بھیجی ۳ جس پر آتی (ان میں سے) کسی چیز کو بھی نہیں چھوڑتی مگر اسے بوسیدہ ہڈی

كَالرَّمِیْمِ ﴿۴۲﴾ وَفِیْ ثَمُوْدَ اِذْ قِیْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰی حِیْنٍ ﴿۴۳﴾

مانند استخوان بوسیدہ و در قصہ ثمود چوں گفت ایشانرا برخورید تا ہنگامی

کی طرح بنا دیتی ۴ اور ثمود کے قصہ میں (بھی نشانی ہے) جب ان سے کہا گیا ایک وقت تک برت لو ۵

فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ

پس سر کشیدند از فرمان پروردگار خود پس بگرفت ایشانرا صاعقہ و ایشاں

پس انھوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی تو انھیں صاعقہ نے پکڑ لیا اور وہ سب

یَنْظُرُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِیَامٍ وَّمَا كَانُوْا

می نگرند پس نتوانستند از برخواستن و نبودند

دیکھ رہے تھے ۶ پس کھڑے ہونے کی طاقت نہ رکھ سکے اور نہ وہ سب

مُنْتَصِرِیْنَ ﴿۴۵﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا

انتقام کشندگان و قوم نوح پیش از ایشاں بودند گروہی

بدلا لینے کی طاقت رکھنے والے تھے ۷ اور ان سے پہلے قوم نوح کہ وہ سب

۱ اس میں چند احتمالات ہیں (۱) بِرُكْنِهٖ میں "با" مصاحبت کے معنی میں ہے اور رکن سے قوم کی جانب اشارہ کیا گیا گویا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد یوں ہے کہ فرعون نے اپنی قوم کے ساتھ موسیٰ کی لائی ہوئی دلیل سے اعراض کیا (۲) فَتَوَلّٰی بِرُكْنِهٖ بمعنی اِتَّخَذَ وَلِیًّا ہے یعنی اس نے اپنے حمایتی بنائے تا کہ اس کے لشکر کو تقویت پہنچائیں (۳) فرعون اپنی قوت کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے پیغام سے منحرف ہوا۔ گویا کہ فرعون نے اپنی قوم سے کہا کہ میں موسیٰ کو قتل کردونگا تا کہ وہ تمہارا دین نہ بدل پائے اور زمین میں فساد ظاہر نہ ہو۔ یہ احتمال بھی ہے کہ یہاں رکن سے مراد ھامان ہو کیونکہ یہ اسکا وزیر تھا۔ فرعون نے اسکے بعد اپنی قوم سے کہا کہ یہ جادوگر ہے اپنے جادو کے ذریعے جنوں کو اپنے پاس بلا لیتا ہے یا یہ جنّوں کے قریب ہو جاتا ہے (تفسیر کبیر)

۲ یعنی اس نے جو حمایتی اپنے لئے بنائے ہم نے اسے بھی فرعون کے ساتھ پکڑ لیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کے لشکر کو دریا میں ڈبو دیا واقعہ بڑا مشہور ہے۔ وَهُوَ مُلِیْمٌ: اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے شرف کا بیان ہے اور مؤمنین کیلئے بشارت ہے۔ (تفسیر کبیر)

۳ جاننا چاہیئے کہ ان واقعات کا مقصد یہ ہے کہ نبی ﷺ کے قلب کو تسلی دی جائے اور انبیائے کرام علیہم السلام کا تذکرہ آپ کے سامنے کیا جائے۔ واضح رہے کہ عاد اور ثمود کے ذکر میں ان کے نبی کا ذکر نہیں ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سورت میں چھ حکایات بیان کی گئی ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حکایت' حضرت لوط علیہ السلام کی حکایت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حکایت' ان تینوں حکایتوں میں رسولوں اور مؤمنین دونوں کا ذکر ہے اس لئے کہ ان میں نجات پانیوالے کثیر ہیں۔ قوم لوط میں اگرچہ نجات پانے والا صرف ایک تھا لیکن ہلاک ہونے والے بھی صرف ایک خطہ کے تھے۔ باقی تین حکایات یعنی عاد' ثمود اور قوم نوح ان میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد زیادہ تھی اور نجات پانے والوں کی تعداد کم تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اول کی تین حکایات تسلیہ بالنجاۃ کیلئے بیان کیں اور آخر کی تین اس تسلی کیلئے بیان کیں کہ دشمن کو ہلاک کیا جائیگا گویا کہ یہ تمام حکایات نبی ﷺ کی تسلی کیلئے بیان کی گئی ہیں (تفسیر کبیر) اَلرِّیْحُ الْعَقِیْمَ: یعنی وہ ہوا جو نہ بادل اٹھا لائے' نہ درخت کو ہرا بھرا کرے' اور اس میں رحمت' برکت اور منفعت نہ ہو اسی بناء پر جو عورت نہ حاملہ ہو اور نہ بچہ جنے اسے امرۃ عقیم کہتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ اس سے جنوب کی ہوا مراد ہے۔ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ دبور یعنی پچھوا ہوا کو کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ باد صبا یعنی پروا ہوا سے میری مدد کی گئی دبور ہوا سے قوم عاد کو ہلاک کیا گیا۔ (القرطبی) ۴ ابو العالیہ اور سدی کہتے ہیں کہ رمیم کا مطلب ہے کہ باریک مٹی کی طرح انھیں کردیا' قطرب کہتے ہیں کہ انہیں راکھ کی طرح کردیا۔ (القرطبی) ۵ یعنی اس میں بھی نشانی اور عبرت ہے جب ان سے کہا گیا کہ دنیا کی زندگی سے وقت مقررہ تک نفع حاصل کرلو۔ حَتّٰی حِیْنٍ: اس سے وہ تین دن مراد ہیں جن میں انھیں مہلت دی گئی۔ تین دنوں کے بعد انھیں ہلاک کردیا گیا۔ (القرطبی) ۶ یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کو ماننے سے انکار کیا اور تکبر سے کام لیا۔ (صفوۃ التفاسیر) ۷ یعنی یہ لوگ بھاگ نہ سکے' آواز اتنی سخت تھی کہ گر پڑے اور صبح یہ لوگ اوندھے منہ پڑے تھے۔ (صفوۃ التفاسیر)

قال فما خطبکم ۲۷ ۱۲۳۳ الطور ۵۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشنده مهربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

وَالطُّوْرِ ﴿١﴾ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ﴿٢﴾ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ﴿٣﴾ وَّالْبَيْتِ

سو گند بطور سینا و بکتاب نوشته در صحیفه کشاده شده و بخانه

طور سینا کی قسم ۱ اور اس کتاب کی جو کھلے ہوئے ۲ صحیفہ میں لکھی ہوئی ہے ۳ اور بیت

الْمَعْمُوْرِ ﴿٤﴾ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ﴿٥﴾ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ﴿٦﴾ اِنَّ

آباد و بسقف بلند شده و بدریای بر آمده هر آئنه

معمور کی ۴ اور بلند چھت کی ۵ اور نکالے ہوئے دریا کی ۶ بیشک

عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ﴿٧﴾ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ﴿٨﴾ يَّوْمَ تَمُوْرُ

عذاب پروردگار تو البته بودنست نیست او را هیچ دفع کننده روزیکه بگردد

تیرے رب کا عذاب ضرور ہونا ہے ۷ نہیں ہے کوئی اسے ہٹانے والا ۸ جس روز

السَّمَآءُ مَوْرًا ﴿٩﴾ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ﴿١٠﴾ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

آسمان گرویدنی و رواں کردند کوه ها رفتنی پس ویل آنروز

آسمان تھر تھرائے گا ۹ اور پہاڑ چلیں گے ۱۰ پس خرابی ہے اس روز

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١١﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ﴿١٢﴾ يَوْمَ

مر تکذیب کنندگانرا آنانکه ایشاں در شروع کردار باشند بازی کنان روزیکه

جھٹلانے والوں کیلئے ۱۱ وہ لوگ جو مشغلہ میں بیہودگی کے ساتھ لگ رہے ہیں ۱۲ جس روز

يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿١٣﴾ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ

افگنند کافران بسوے آتش دوزخ رشیدنی ایں آتشی است که بودید

کافروں کو دوزخ کی آگ میں ڈالا جائیگا ۱۳ (تو کہا جائیگا) یہ ہے وہ آگ جسے تم

منزل ۷

۱ طور کے بارے میں اہل تفسیر کے تین اقوال ہیں (۱) طور وہ معروف پہاڑ ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا (۲) طور سے وہ پہاڑ مراد ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں طور سینین فرمایا ہے (۳) طور یہاں اسم جنس ہے اور اس سے کوئی خاص پہاڑ مراد نہیں ہے۔ (تفسیر کبیر)

۲ کتاب مسطور کے بارے میں چار اقوال ہیں (۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب مراد ہے (۲) وہ کتاب مراد ہے جو آسمان میں ہے (۳) مخلوق کے اعمال کے صحائف مراد ہیں (۴) قرآن مراد ہے (تفسیر کبیر)

۳ رَقٍّ ہرن وغیرہ کی کھال جس پر لکھا جاتا ہے مجازاً ہر وہ چیز جس پر کچھ تحریر کی جائے۔ مَنْشُوْرٍ: پڑھنے کیلئے پھیلائی ہوئی۔ (تفسیر کبیر)

۴ بیت معمور کے بارے میں دو اقوال ہیں (۱) آسمان کا وہ گھر مراد ہے جو عرش کے قریب ہے اور جسے کثیر ملائکہ نے مل کر بنایا (۲) بیت اللہ مراد ہے جس گھر کے طواف کیلئے حاجی معمور ہیں (تفسیر کبیر)

۵ اس سے مراد آسمان ہے' آسمان کو چھت اس لئے کہا گیا کہ زمین کیلئے بمنزلہ چھت کے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے عرش مراد ہے اس لئے کہ عرش جنت کی چھت ہوگی۔ (القرطبی)

۶ محمد بن کعب اور ضحاک کہتے ہیں کہ وہ سمندر جس کو آگ کی طرح بھڑکایا اور گرم کیا جائیگا جیسے گرم کیا ہوا تنور۔ حضرت ابن عباس کی ایک روایت میں آیا ہے کہ قیامت کے دن تمام سمندروں کو آگ بنا دیا جائیگا جس سے دوزخ کی آگ میں مزید اضافہ ہو جائیگا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوائے مجاہدین اور حج کرنے والوں اور عمرہ کرنے والوں کے اور کوئی شخص سمندر میں سفر نہ کرے کیونکہ سمندر کے نیچے آگ ہے یا [فرمایا] آگ کے نیچے سمندر ہے۔ حضرت یعلی بن امیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سمندر جہنم ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے فلاں شخص سے زیادہ سچا کسی یہودی کو نہیں دیکھا اس نے کہا تھا کہ اللہ کی عظیم ترین آگ سمندر ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ اس میں سورج اور چاند اور ستاروں کو جمع کر دیگا پھر پچھوا ہوا بھیج کر اس کو بھڑکا دیگا اس طرح سارا سمندر جہنم کی آگ بن جائیگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت ہے کہ بحر مسجور عرش کے نیچے ایک سمندر ہے اس کی گہرائی اتنی ہے جتنا سات آسمانوں کا سات زمینوں سے فاصلہ۔ اس میں گاڑھا پانی بھرا ہوا ہے اس سمندر کو بحر حیوان کہا جاتا ہے۔ پہلا صور پھونکا جانے کے بعد چالیس صبح اس سے مخلوق پر بارش ہوگی جس سے لوگ اپنی اپنی قبروں میں غلّے کے دانوں کی طرح اگیں گے۔ (مظہری) ۷ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں بدر کے قیدیوں کے متعلق بات چیت کرنے کیلئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ آیا جس وقت آپ کے پاس لے جایا گیا اس وقت آپ مغرب کی نماز پڑھ رہے تھے اور آواز مسجد سے باہر آ رہی تھی میں نے سنا آپ نے سورہ طور مَا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ تک پڑھی جونہی آپ نے مَا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ پڑھا میرا دل خوف سے پھٹنے لگا اسوقت تک میں مسلمان نہیں ہوا تھا آیت سنتے ہی نزولِ عذاب کے خوف سے فوراً مسلمان ہو گیا۔ (مظہری) ۸ یعنی کوئی ان سے عذاب ہٹانے والا نہ ہوگا (صفوۃ التفاسیر) ۹ جس دن آسمان قیامت کی ہولناکیوں سے تھر تھرا اٹھے گا۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۰ ریزہ ریزہ ہو کر اڑ جائیگا۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۱ ویل ہالک کیلئے کہا جاتا ہے۔ (القرطبی) ۱۲ جو باطل تردد میں پڑے تھے (القرطبی) ۱۳ یعنی سختی کے ساتھ کافروں کو جہنم میں لے جایا جائیگا۔ (القرطبی)

بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿۱۴﴾ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۱۵﴾

بداں تکذیب میکردید آیا سحر است ایں یا شما نمی بینید

جھٹلاتے تھے ۱ پس کیا یہ جادو ہے یا تم دیکھتے نہیں ہو ۲

اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ؕ

در آئید بدوزخ پس صبر کنید یا صبر مکنید برابر است بر شما

دوزخ میں داخل ہو جاؤ پس صبر کرو یا صبر نہ کرو برابر ہے تمہارے لئے

اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ

جز ایں نیست کہ جزا دادہ خواہد شد آنچہ بودید میکردید ہر آئنہ پرہیزگاران در

اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ بدلا دیا جائیگا جو تم کرتے تھے ۳ بیشک پرہیزگار

جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ﴿۱۷﴾ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰهُمْ

بوستانہا و با نعمتہا شادمان شدہ بآنچہ داد ایشانرا پروردگار ایشاں و نگاہداشت ایشانرا

باغوں اور نعمتوں میں ہونگے ۴ خوش ہونگے جو کچھ انھیں انکے رب نے دیا اور انھیں

رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۱۸﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا ۢبِمَا كُنْتُمْ

آفرید کار ایشاں از عذاب دوزخ بخورید و بیاشامید گوار بسبب آنکہ بودید

ان کے رب نے دوزخ کے عذاب سے بچایا ۵ کھاؤ اور پیو مزاج کے موافق اس سبب جو

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ

میکردید تکیہ زدہ باشند بر تختہا بزر بافتہ و جفت گردانیدیم ایشانرا

تم کرتے تھے ۶ تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے جو جڑائی کئے ہوئے ہیں اور ہم انھیں جوڑا بنائیں گے

بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ

بزنان سفید رو کشادہ چشم و آنانکہ گرویدند و پیروی کرد ایشانرا فرزندان ایشاں

سفید چہرہ کشادہ آنکھوں والی عورتوں سے ۷ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انکی پیروی کی انکے فرزندوں نے

۱ یہ ہے جہنم کی وہ آگ جسے تم دنیا میں جھٹلاتے تھے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۲ یعنی کیا تم جس عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو یہ جادو ہے؟ تم اندھے تھے دنیا میں خیر و ایمان کو نہیں پہچانتے تھے۔ ابوالسعود کہتے ہیں کہ یہ لوگ جب دنیا میں قرآن سنتے تھے تو کہتے تھے کہ یہ جادو ہے۔ اب ان سے کہا جائیگا کہ دنیا میں جب قرآن سنتے تھے تو کہتے کہ یہ جادو ہے تو کیا یہ عذاب جسے تم دیکھ رہے ہو یہ عذاب ہے یا تمہاری آنکھیں آج اسی طرح بند کر دی گئیں ہیں جس طرض دنیا میں بند کر دی گئیں تھیں۔ (صفوۃ التفاسیر)

۳ یعنی آج جب کہ تم انکار کرنے پر قدرت نہیں رکھتے ہو اور تم پر متحقق ہو گیا کہ جادو نہیں ہے اور نہ تمہاری آنکھوں میں کوئی خلل ہے تو بس اب جہنم میں داخل ہو جاؤ۔ فَاصْبِرُوْا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا سے دو فائدے حاصل ہو رہے ہیں (۱) یہ لوگ جہنم سے کبھی بھی نہ نکل سکیں گے۔ عام طور پر ہوتا یہ ہے کہ انسان جب کسی چیز پر صبر نہیں کر سکتا ہے تو اسے اپنے سے ہٹا دیتا ہے لیکن یہ لوگ اپنے پاس سے عذاب نہیں ہٹا سکیں گے اس لئے ان سے کہا گیا کہ صبر کرو یا صبر نہ کرو تم پر برابر ہے۔ (۲) آخرت اور دنیا کے عذاب کے فرق کو بیان کیا جا رہا ہے کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دنیا میں اگر بندہ صبر کرتا ہے تو کبھی اسے صبر سے نفع حاصل ہوتا ہے اور اس صبر کرنے کے پیشِ نظر اس کی تعریف کی جاتی ہے لیکن آخرت کے اس عذاب پر صبر کرنے کا اسے کوئی صلہ نہیں دیا جائیگا اور نہ ہی اس صبر پر اسکی تعریف کی جائیگی۔ (تفسیر کبیر)

۴ قرآن کریم کا یہ طریقہ ہے کہ جب اہل نار کے حال کو بیان کرتا ہے تو اسکے بعد اہل جنت کے حال کو بھی بیان کرتا ہے۔ اسی طرح اگر اہل جنت کے حال کو بیان کرتا ہے تو اس کے بعد اہل نار کے حال کو بیان کرتا ہے اسی اسلوب کے تحت کافر کے حال کے بیان کے بعد اب مؤمن کے حال کو بیان کر رہا ہے۔ عقاب کے ذکر کے بعد ثواب کا ذکر فرما رہا ہے تا کہ ترھیب اور ترغیب کا حکم مکمل ہو جائے۔ (تفسیر کبیر) ۵ متقین کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ نعمت ہے کہ ان کا رب انھیں جہنم کے عذاب سے بچالیگا۔ (تفسیر کبیر) ۶ جاننا چاہیئے کہ یہاں ترتیب وار نعمتوں کو بیان کیا جا رہا ہے۔ پہلی نعمت رہائش کی ہوگی اور وہ جنت ہے' پھر کھانا پینا' پھر بچھونا' پھر بیویاں۔ پس یہ چند امور ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ترتیب وار بیان فرمایا' اور ہر ایک کو اس انداز سے بیان فرمایا کہ نعمت کے کمال پر اسکی دلالت ہوگئی۔ واضح رہے کہ کفار کے حق میں فرمایا اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ جبکہ مؤمن کے حق میں فرمایا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ ان دونوں کے بیان میں بڑا فرق ہے کافروں کیلئے بدلہ جہنم کے سوا کچھ نہ ہوگا اس سے کلمۂ حصر اِنَّمَا کے ساتھ بیان کیا گیا جبکہ اہل ایمان کو اس کے عمل سے کہیں زیادہ بدلہ عطا کیا جائیگا اس لئے بغیر کلمۂ حصر کے بیان ہوا۔ (تفسیر کبیر) ۷ اس آیت کریمہ میں بھی جس نعمت کا ذکر ہو رہا ہے اس نعمت کی دلالت بھی کمالِ حال پر ہے۔ اللہ تعالیٰ مزوج ہے اور اپنے بندوں کا نکاح حورعین سے کرائے گا۔ اس نکاح کا فائدہ یہ ہے کہ بندہ راحت و سکون حاصل کرے۔ آیت میں اس تزویج کا بیان زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ہے زَوَّجْنٰهُمْ حُوْرًا نہیں ہے اس لئے اس جانب اشارہ مقصود ہے کہ یہ نکاح اہل جنت کی لذتوں کیلئے ہوگا حورعین کی لذتوں کیلئے نہیں۔ یہاں یہ خیال بھی رہے کہ نکاح کے باب میں صرف تزویج کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ اس کے ساتھ اس کی خوبصورتی کا ذکر فرمایا جو حال کے کمال پر ایک اور دلالت ہے۔ (تفسیر کبیر)

بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُم مِّنْ عَمَلِهِم

بایمان در رسانیم ایشانرا فرزندان ایشاں و کم نکنیم ایشانرا از کردارہاے ایشاں

ایمان کے ساتھ ہم نے انکی اولاد ان تک پہنچا دینگے اور ہم ان کیلئے کمی نہ کرینگے انکے اعمال سے

مِّن شَيْءٍ ۚ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ ﴿٢١﴾ وَأَمْدَدْنَاهُم

از چیزی ہر مردے بآنچہ کردہ باشد در گرو است و مدد دادیم ایشانرا

کچھ بھی ہر شخص جو اس نے کیا (اسکے بدلے) گروی میں ہے ۱ اور ہم نے انھیں بڑھا کر دیا

بِفَاكِهَةٍ وَلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٢٢﴾ يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا

بمیوہا و گوشت ازانچہ آرزو برند بایکدیگر داد کنند دراں جامہا

میوے اور گوشت کو اس میں جو وہ آرزو کریں ۲ ایک دوسرے کو دیتے ہیں اس جام سے جس میں نہ

لَّا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ﴿٢٣﴾ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ

سخن بے ہودہ نباشد دراں و نہ بزہ مند کردند و طواف کنند بر ایشاں خادمان چند ایشانرا

کوئی بے ہودہ بات ہے اور نہ (وہ جو اسے) گناہگار کرے ۳ اور ان پر انکے ایسے خادم چکر لگائیں گے

كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ﴿٢٤﴾ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ

گویا کہ ایشاں مروارید در پردہ پوشیدہ و رو آرند بعضی ایشاں بر بعضے

گویا کہ پردہ میں چھپائے ہوئے مروارید ہیں ۴ اور ایک دوسرے کی طرف رُخ کر کے

يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٥﴾ قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ﴿٢٦﴾

می پرسند گویند ہر آئنہ ما بودیم پیش ازیں در کسان خود ترسان بود

پوچھتے ہوئے ۵ کہیں گے بیشک ہم اس سے پہلے اپنی قوم میں ڈرے ہوئے تھے ۶

فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ ﴿٢٧﴾ إِنَّا كُنَّا

پس منت نہاد خدای بر ما و نگاہداشت ما را از عذاب آتش گرم ہر آئنہ ما بودیم

پس اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں گرم آگ کے عذاب سے بچایا ۷ بیشک ہم

۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ مؤمنوں کی آنکھیں ٹھنڈی کرنے کیلئے انکی اولاد کا درجہ اونچا کردیگا خواہ ان کی اولاد درجہ میں ان سے کم ہو پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ حضرت علی ﷛ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے دونوں بچوں کے متعلق دریافت کیا جو جاہلیت کے زمانے میں مر چکے تھے۔ فرمایا: وہ دونوں دوزخ میں ہونگے۔ جب اس بات سے حضرت خدیجہ کے چہرے پر ناگواری کے آثار آپ نے ملاحظہ فرمائے تو ارشاد فرمایا اگر تم بھی انکی جگہ دیکھ لوگی تو ان سے نفرت کروگی۔ حضرت خدیجہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میری جو اولاد آپ سے تھی اسکا کیا ہوگا؟ فرمایا وہ جنت میں ہوگی پھر فرمایا مؤمن مرد اور انکی اولاد جنت میں ہوگی اور مشرک مرد اور ان کی اولاد دوزخ میں۔ اسکے بعد آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ (مظہری) علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ مشرکین کے بچے کہاں ہونگے [تفسیر مظہری کے پیش کردہ حدیث میں صراحت تو موجود ہے کہ مشرکین کے بچے دوزخ میں ہونگے لیکن اس حدیث میں انقطاع ہے اور کئی راوی مجہول ہیں اس لئے اسے حتمی شکل نہیں دی جاسکتی ہے] (۱) ان بچوں کو ماں باپ کے تابع کرتے ہوئے جہنم میں ڈالا جائیگا (۲) اصلِ فطرت کا اعتبار کرتے ہوئے بطور خادمین داخل کئے جائیں گے (۳) ان بچوں کو جنت اور جہنم کے درمیان ایسی جگہ دی جائیگی جہاں جنت کی طرح نعمت ہوگی نہ جہنم کی طرح عذاب ہوگا (۴) اصلِ فطرت کا اعتبار کرتے ہوئے ان سب کو جنت میں داخل کیا جائیگا (۵) جو بچے علمِ الٰہی کے مطابق بڑے ہوکر مؤمن ہو جاتے انھیں جنت میں داخل کیا جائیگا اور جو بچے علمِ الٰہی کے مطابق بڑے ہو کر بھی کافر ہی رہتے انھیں جہنم میں داخل کیا جائیگا (۶) ان کے معاملات میں توقف کیا جائے یعنی ان کے جنتی یا جہنمی ہونے کے بارے میں' اکثر اہلسنت کا مذہب توقیف ہے۔ (مرقاۃ) ۲ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی جانب سے انھیں اور زیادہ عطا فرمائیگا (القرطبی) ۳ یعنی اہل جنت ایک دوسرے کو دے رہے ہونگے' شوہر اپنی بیوی اور خادم کو دے رہا ہوگا۔ ان پیالوں کا دینا چونکہ ان کیلئے مباح ہوگا اس لئے گناہگار نہیں ہونگے۔ وَلَا تَأْثِيمٌ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس میں جھوٹ نہیں ہوگا' حضرت ضحاک یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ ایک دوسرے سے نہیں کہیں گے۔ (القرطبی) ۴ کہا گیا ہے کہ یہ لڑکے جو اہل جنت کی خدمت کیلئے کمربستہ ہونگے مشرکین کی اولاد ہونگے۔ جاننا چاہیئے کہ جنت میں تکلیف ہوگی نہ کسی کی خدمت کی حاجت ہوگی لیکن اس کے باوجود خدمت گاروں کے بارے میں خبر دینا اہل جنت کیلئے نعمت کی انتہا بیان کرنا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہل جنت میں ادنیٰ جنتی اپنی جگہ سے جب خادم کو پکارے گا تو ستر ہزار خدام اسکی پکار پر لبیک کہیں گے۔ حضرت حسن کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اہل جنت کے خادم موتیوں کی طرح ہونگے تو مخدوم کیسے ہونگے؟ آپ نے فرمایا: ان دونوں کے درمیان ایسا ہی فرق ہوگا جیسے چودھویں کا پورا چاند اور سب سے چھوٹے ستارے کے درمیان فرق ہوتا ہے۔ (القرطبی) ۵ یعنی اہل جنت ایک دوسرے سے دنیا کے احوال اور اعمال دریافت کرینگے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۶ یعنی دنیا کی زندگی میں ہم اپنے رب سے ڈرتے رہتے تھے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۷ پس اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور جنت عطا کرکے ہم پر احسان کیا اور ہمیں اسکی اجرت عطا فرمائی جو خوف ہمارے دلوں میں تھا۔ (صفوۃ التفاسیر)

أَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوقِنُونَ ﴿٣٦﴾ أَمْ

یا آفریده شدند آسمانها و زمین بلکه یقین در گمانند آیا

یا انھوں نے آسمانوں اور زمین کو بنایا بلکہ بلا شبہ ان کو یقین نہیں ہیں ١ کیا

عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ﴿٣٧﴾ أَمْ لَهُمْ

نزدیک ایشانست خزینهاے پروردگار تو یا ایشانند عالمان چیده ست آیا ایشانرا ست

ان کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں یا وہ سب متولی ہیں ٢ کیا ان کیلئے

سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُونَ فِيهِ ۚ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ

نردبانی می شنوند در کلام ملایکہ پس بیارد شنوندهٔ ایشاں بحجتی

کوئی زینہ ہے کہ جس پر چڑھکر ملائکہ کے کلام کو سن لیتے پس انکے سننے پر کوئی دلیل لائے ٣

مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾ أَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُونَ ﴿٣٩﴾ أَمْ تَسْـَٔلُهُمْ

بیدا آیا مر خدایرا دختران و مر شما را پسران آیا میخواہی ایشانرا

کیا اللہ کیلئے بیٹیاں ہیں اور تمہارے لئے بیٹے ٤ یا تم ان سے (تبلیغ رسالت کی) اجرت مانگتے ہو

أَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ﴿٤٠﴾ أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ

مزدے پس ایشاں از تاوان گرانبارنند آیا نزدیک ایشاں علم پوشیده

پھر تو وہ سب تاوان کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں ٥ کیا ان کے پاس پوشیده علم ہے

فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٤١﴾ أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا

پس ایشاں می نویسند بلکہ می خواہند مکرے پس آنانکہ نگرویدند

کہ وہ سب لکھتے ہیں ٦ بلکہ وہ سب کوئی مکر چاہتے ہیں، پس وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا

هُمُ الْمَكِيدُونَ ﴿٤٢﴾ أَمْ لَهُمْ إِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ

ایشاں کید کرده شدگانند آیا ایشانراست خدای بجز خدای پاکست خدای

وہی مکر کئے ہوئے ہیں ٧ کیا ان کیلئے اللہ کے سوا کوئی اور خدا ہے، پاک ہے اللہ

تفسیر اظہار العرفان

١ یعنی واضح اور قطعی برہان موجود ہے کہ یہ خود آسمان و زمین کے خالق نہیں ہیں بلکہ اللہ نے ان کو بھی پیدا کیا اور آسمان و زمین کو بھی۔ پس لازم تھا کہ یہ ایمان لے آتے لیکن ان کو یقین ہی نہیں ہے اگر یقین ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے اعراض نہ کرتے۔ (القرطبی)

٢ یعنی کیا ان کے پاس خزانے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے بے پرواہ ہو بیٹھے ہیں اور اس کے حکم سے منہ پھیرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رب کے خزانے سے مراد بارش اور رزق ہے۔ بعض نے کہا کہ رحمت کی چابیاں مراد ہیں، حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ اس سے نبوت مراد ہے یعنی کیا انکے ہاتھوں میں رسالت کی چابیاں ہیں کہ یہ جسے چاہیں عطا کریں۔ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے سرکش قوم مراد ہے، حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ اس سے اہل باطل مراد ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دوسری روایت ہے کہ اس سے متولین مراد ہیں، حضرت عطاء کہتے ہیں کہ اس سے اربابِ قاہرین مراد ہیں۔ (القرطبی)

٣ کیا وہ سب یہ دعوی کرتے ہیں کہ ان کیلئے کوئی سیڑھی ہے کہ جس کے ذریعے آسمان پر چڑھ جائیں اور وہاں سے علم غیب اس طرح حاصل کر لیں جس طرح حضرت محمد ﷺ تک بطریقِ وحی پہنچ رہا ہے۔ (القرطبی)

٤ اب اللہ تعالیٰ یہ بیان فرما رہا ہے کہ یہ لوگ اپنے لئے لڑکیوں کی پیدائش کو برا سمجھتے ہیں لیکن اپنے باطل زعم میں بنات کو اللہ تعالیٰ کی جانب کرتے ہیں گویا کہ جس چیز کو اپنے لئے ناپسند کرتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ کیلئے پسندیدہ ٹھہرا رہے ہیں کیا یہی ان کی منطق اور انصاف ہے؟ علامہ قرطبی فرماتے ہیں یہ ان کی بیوقوفی ہے۔ (صفوة التفاسیر)

٥ یعنی اے محمد ﷺ! کیا آپ تبلیغِ رسالت اور احکامِ دین کی تعلیم پر ان سے اجر طلب فرما رہے ہیں اگر ایسا ہوا تو یہ سب بوجھ تلے دب جائیں گے۔ (صفوة التفاسیر) ٦ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہاں غیب سے لوح محفوظ مراد ہے جس کے اندر تمام مغیبات مندرج ہے۔ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ یعنی لوح محفوظ میں لکھ لیا کرتے ہیں۔ یعنی علماء نے یہ مطلب بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جو حشر، قیامت اور اخری عذاب وثواب کا عقیدہ لے کر آئے ہیں اور ان غیبی امور کا ذکر کر رہے ہیں جن کا وقوع ممکن بلکہ برہان ودلیل کی روشنی میں واجب ضروری ہے تو کیا ان منکروں کو علم غیب ہے کہ غائب امور کا ذکر جو رسول اللہ ﷺ کر رہے ہیں ان کو اسکا سلب ہونا معلوم ہے اسی لئے یہ ان امور کا انکار کر رہے ہیں۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ یہ کافروں کے قول کا جواب ہے۔ کافروں نے کہا تھا نَتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ: اللہ تعالیٰ نے اسکا جواب دیا کیا ان کو علم غیب ہے کہ محمد (ﷺ) ان سے پہلے انتقال فرمائیں گے اور ان کا کوئی نشان بھی باقی نہیں رہیگا۔ اس تفسیر پر فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ کا ترجمہ ہوگا کہ وہ حکم لگا رہے ہیں۔ کتاب بمعنی حکم آتا ہے۔ (مظہری) ٧ یعنی کیا یہ لوگ کوئی سازش کر رہے ہیں کہ آپ کو ہلاک کر دیں۔ دار الندوہ میں بیٹھ کر کافروں نے رسول اللہ ﷺ کو شہید کر دینے کی سازش کی تھی اس سازش کے متعلق اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ محبوب اس وقت کو یاد کیجئے جب کافر آپ کے خلاف مکر کر رہے تھے کہ آپ کو قید کر لیا جائے یا آپ کو شہید کر دیا جائے یا آپ کو ملک بدر کیا جائے۔ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ: یعنی سازش کرنے والوں کی سازش انھیں پر لوٹ پڑے گی اور سازش کی سزا انھیں کو بھگتنی ہوگی چنانچہ بدر کے روز ان کو سامنا کرنا پڑا۔ (مظہری)

عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ﴿۴۳﴾ وَاِنۡ يَّرَوۡا كِسۡفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا

ازانچہ انبار گیرند و اگر بہ بینند پارہ را از آسمان فرود آید

اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں ۱؎ اور اگر کوئی ٹکڑا آسمان سے گرتا دیکھیں

يَّقُوۡلُوۡا سَحَابٌ مَّرۡكُوۡمٌ ﴿۴۴﴾ فَذَرۡهُمۡ حَتّٰى يُلٰقُوۡا يَوۡمَهُمُ

گویند ایں ابر ایست بر ہم پس گذارد تا آنکہ بہ بینند روزیکہ

تو کہیں گے تہ بتہ بادل ہے ۲؎ پس انکو انکی حالت پر چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ دن آئے

الَّذِىۡ فِيۡهِ يُصۡعَقُوۡنَ ﴿۴۵﴾ يَوۡمَ لَا يُغۡنِىۡ عَنۡهُمۡ كَيۡدُهُمۡ

درانروز ہلاک کردہ شوند روزیکہ سود نکند از ایشاں مکر ایشاں

جس میں ہلاک کئے جائیں گے ۳؎ جس روز ان کا مکر انھیں فائدہ نہیں دیگا

شَيۡـئًا وَّلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ ﴿۴۶﴾ وَاِنَّ لِلَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا

چیزیرا و نہ ایشاں یاری دادہ شوند مر آنانکہ کہ ستم کردند

کچھ بھی اور نہ انھیں مدد دی جائیگی ۴؎ اور بیشک ان لوگوں کیلئے جنہوں نے ظلم کیا

عَذَابًا دُوۡنَ ذٰلِكَ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۷﴾ وَ

عذابے جز ایں و لیکن اکثر نمیدانند و

ایک عذاب اس کے علاوہ (بھی ہے) لیکن انکے اکثر جانتے نہیں ہیں ۵؎ اور

اصۡبِرۡ لِحُكۡمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعۡيُنِنَا وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ

صبر کن حکم پروردگار خود ہرآئنہ بدید او را تسبیح کن بحمد

صبر کیجئے اپنے رب کے حکم پر بیشک آپ ہماری نگہداشت میں ہیں اور حمد کے ساتھ پاکی بیان کیجئے

رَبِّكَ حِيۡنَ تَقُوۡمُ ﴿۴۸﴾ وَمِنَ الَّيۡلِ فَسَبِّحۡهُ وَاِدۡبَارَ النُّجُوۡمِ ﴿۴۹﴾

پروردگار خود تا آنکہ بر خیزے و از شب پس نماز گذارو در عقب و گشتن ستارہ

اپنے رب کی جب آپ کھڑے ہوں ۶؎ اور رات کے کچھ حصہ میں نماز پڑھیئے اور ستاروں کے پیچھے ہونے میں ۷؎

۱؎ جب بہت سارے دلائل بیان کر دیئے گئے تو اب توحید کا اعادہ ہو رہا ہے تا کہ فائدہ میں مزید اضافہ ہو جائے۔ سُبۡحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ: یعنی اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک ہے' یا یہ مطلب ہے کہ جو شرک یہ لوگ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ یہاں یہ احتمال بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ولد سے پاک ہے کیونکہ پیچھے ذکر ہوا کہ یہ لوگ اپنے لئے لڑکا اور اللہ تعالیٰ کیلئے لڑکی ثابت کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ لڑکا اور لڑکی دونوں ہی سے پاک ہے۔ (تفسیر کبیر)

۲؎ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے اقوال کے فساد کو بیان فرمایا تو اب اس جانب اشارہ ہو رہا ہے کہ اب وہ کونسی شے رہ جاتی ہے جس کی بناء پر یہ عذر پیش کرینگے۔ ان کے واسطے آیات ظاہر ہوئیں اور حجت قائم ہوئی اس کے باوجود یہ لوگ مشرف با اسلام نہ ہوئے۔ (تفسیر کبیر) كِسۡفًا یعنی ایک ٹکڑا۔ مشرکوں نے کہا تھا کہ ہم پر آسمان سے عذاب کا ایک ٹکڑا گرادو اگر سچے ہو' اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اگر ان کے اوپر سے عذاب کا کوئی ٹکڑا بھی آجائے تو اس کو تہ در تہ بادل قرار دینگے' جیسے قوم عاد نے جب سامنے بادل آتا دیکھا تھا تو کہا تھا کہ یہ ابر باراں ہے اس سے ہم پر بارش ہوگی۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ اگر اوپر سے ہم عذاب کا کوئی ٹکڑا بشکلِ ابر گرا بھی دیں تب بھی یہ کفر سے باز نہیں آئیں گے آخر ہلاک کر دیئے جائیں گے لیکن مصلحت الٰہی نہیں چاہتی کہ ان کا استیصال کر دیا جائے اس لئے آسمان سے عذاب نازل نہیں کیا گیا۔ (مظہری)

۳؎ تا کہ یہ اپنی گمراہی میں پڑے رہیں یہاں تک کہ قیامت آپہنچے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۴؎ یعنی قیامت کے روز ان کا مکر انہیں کوئی نفع نہ دیگا اور نہ ان سے عذاب کو ہٹا سکے گا۔ (صفوۃ التفاسیر)

۵؎ یعنی کافروں کیلئے آخرت کے عذاب سے پہلے سخت عذاب ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے عذابِ قبر مراد ہے' حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ اس سے قحط کے وہ سات سال مراد ہیں جس میں انہیں بھوکا رہنا پڑا' اکثر لوگ اس اترنے والے عذاب کو جانتے نہیں ہیں (صفوۃ التفاسیر) ۶؎ یعنی اے محمد ﷺ! آپ اپنے رب کی قضا اور اس کے حکم پر صبر کیجئے۔ آپ ہماری حفاظت میں ہیں (صفوۃ التفاسیر) وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ حِيۡنَ تَقُوۡمُ: حضرت سعید بن جبیر اور حضرت عطاء کہتے ہیں کہ اس سے مراد مجلس سے اٹھنے کا وقت ہے یعنی جب آپ اپنی مجلس سے اٹھیں تو اسوقت پڑھا کریں سُبۡحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمۡدِكَ. حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی شور و شر کی جگہ بیٹھا ہو پھر اٹھنے سے پہلے کہے سُبۡحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمۡدِكَ اَشۡهَدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنۡتَ اَسۡتَغۡفِرُكَ وَاَتُوۡبُ اِلَيۡكَ: تو جو کچھ مجلس میں ہوا ہوگا یہ دعا اس کا کفارہ ہو جائے گی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو لوگ کسی ایسی مجلس میں بیٹھیں جس میں نہ اللہ کا ذکر کریں نہ نبی پر درود پڑھیں تو یہ بیٹھنا ان کیلئے گناہ ہوگا اللہ چاہے گا عذاب دیگا اور چاہے گا معاف کر دیگا۔ ابوداؤد کی روایت میں آیا ہے کہ جو شخص کسی جگہ بیٹھے اور اس میں اللہ کا ذکر نہ کرے تو اللہ کی طرف سے یہ بیٹھک موجب انتقام ہوگی اور جو کسی جگہ لیٹے اور اللہ کی یاد نہ کرے تو یہ لیٹنا اللہ کی طرف سے باعث انتقام ہوگا اور جو شخص ایسے راستے میں چلے جس میں اللہ کی یاد نہ کرے تو یہ چلنا اللہ کی طرف سے موجب انتقام ہوگا (مظہری) ۷؎ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے نمازوں کے آخر کی تسبیحات مراد ہیں۔ (القرطبی)

سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ نجم مکی ہے، اس میں ۶۲ آیات اور ۳ رکوع ہیں ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ﴿۱﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ﴿۲﴾

قسم ستارہ چوں طلوع کند گمراہ نشد صاحب شما و خطا کرد

قسم ہے ستارہ کی جب طلوع ہو ۲ تمہارے صاحب نہ راہ سے بھٹکے اور نہ خطا کی

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿۳﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿۴﴾

و سخن نگوید از ہوائے نفس نیست ایں مگر کہ وحی فرود آید

اور بات نفس کی خواہش سے نہیں فرماتے ۴ نہیں ہے یہ مگر جو وحی کی جاتی ہے ۵

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ﴿۵﴾ ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ﴿۶﴾ وَهُوَ

بیاموزانید او را فرشتہ سخت قوت خداوند صورت نیکو پس راست ایستاد و او

سکھایا انھیں سخت قوتوں والے فرشتہ نے ۶ اچھی صورت والا پھر سیدھا کھڑا ہوا ۷ اور وہ

بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ﴿۷﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿۸﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ

بکنارہ بلند بود پس نزدیک آمد پس سر فروس آورد پس بود بمسافت دو کمان

بلند کنارہ پر تھا ۸ پھر قریب ہوا پھر خوب اتر آیا ۹ پس ان کے درمیان دو کمان کا فاصلہ تھا

اَوْ اَدْنٰى ﴿۹﴾ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ﴿۱۰﴾ مَا كَذَبَ

بلکہ کم ازآں پس وحی کرد بسوے بندۂ خود آنچہ وحی کرد دروغ نگفت

بلکہ اس سے بھی کم ۱۰ پس وحی فرمائی اپنے بندے کی طرف جو وحی فرمانی (تھی) ۱۱ جھوٹ نہ کہا

تفسیر اظہار العرفان

۱ اس میں ۱۴۰۵ حروف اور ۳۶۰ کلمات ہیں (غرائب القرآن) اس سورت کا موضوع ایمان بالبعث اور والنشور ہے جس طرح دیگر مکی سورتوں کا موضوع رہا ہے، اس کی ابتدا معراج کے کلام سے ہے جو رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے، پھر گفتگو کو بتوں کی جانب پھیرا گیا جس کی مشرکین عبادت کرتے تھے، اسکے بعد قیامت کے دن کے حساب و کتاب کا بیان ہے، اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آثار بیان کئے گئے ہیں جیسے زندگی اور موت دینا، بعث بعد الفنا، غنی و فقیر کرنا اور مذکر و مونث پیدا کرنا وغیرہ۔ اس کا اختتام ان سرکش قوموں پر ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے عذاب دیکر ہلاک کیا جیسے قوم عاد، ثمود قوم نوح ولوط وغیرہ۔ (صفوۃ التفاسیر)

۲ عرب ثریا کو نجم کہتے ہیں، حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ آسمان کے سب ستارے مراد ہیں، ابوحمزہ کہتے ہیں کہ وہ ستارے مراد ہیں جو قیامت کے دن جھڑ جائیں گے بکھر جائیں گے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ النجم سے قرآن مراد ہے کیونکہ ۲۳ برس میں قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا گیا، امام جعفر صادق کہتے ہیں کہ آیت میں رسول اللہ ﷺ مراد ہیں جب شب معراج میں آسمان سے نیچے اترے تھے، بعض علماء کہتے ہیں کہ النجم سے مراد ہے مسلمان اور ھَوٰی سے مراد ہے اسکا قبر میں دفن ہونا۔ جاننا چاہیئے کہ اگر نجم سے رسول اللہ ﷺ کی مبارک شخصیت اور ھوٰی سے مراد شب معراج میں آپ کا آسمان سے نیچے اترنا ہو تو نا قابلِ شک ہے کہ یہ حقیقت ہے کہ عروج کے بعد آپکا ہدایتِ خلق کیلئے نیچے اترنا اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان اور انعام ہے جس کی کوئی مثال نہیں۔ (مظہری)

۳ صاحب سے رسول اللہ ﷺ مراد ہیں یعنی ہدایت کے راستے سے نہ بھٹکے اور نہ باطل کے راستے پر چل کر کج راہ ہوئے۔ (مظہری) ۴ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ قرآن اپنی خواہش سے نہیں کہتے۔ (القرطبی) ۵ یعنی یہ قرآن آپ کی جانب وحی کی جاتی ہے۔ (القرطبی) ۶ تمام مفسرین کے قول کے مطابق اس سے جبرائیل علیہ السلام مراد ہیں، صرف حضرت حسن کا قول ہے کہ اللہ عزوجل مراد ہے۔ (القرطبی) ۷ یعنی قوت والا۔ (القرطبی) ۸ یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ نے استوا فرمایا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے جبرائیل میں تمہیں اصلی حالت میں دیکھنا چاہتا ہوں چنانچہ ایک مرتبہ زمین میں انھوں نے اپنی اصلی حالت دکھائی اور دوسری مرتبہ آسمان پر۔ زمین پر اسوقت جب آپ غارِ حرا میں تشریف فرما تھے اور آسمان میں سدرۃ المنتہیٰ کے قریب۔ حضرت محمد ﷺ کے سوا کسی نبی نے بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام کو انکی اصلی حالت میں نہیں دیکھا۔ آپ کے چھ سو پَر تھے جو مشرق اور مغرب کے درمیان پھیلے ہوئے تھے۔ (القرطبی) ۹ یعنی جبرائیل افق پر استوا فرمانے کے بعد حضرت محمد ﷺ کے قریب ہوئے۔ پھر آدمی کی صورت میں وحی لے کر آئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کے قریب ہوا۔ (القرطبی) ۱۰ قصۂ معراج میں شریک بن عبداللہ بن انس کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ قریب ہوا پھر اور قریب ہوا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ سے اتنا قریب ہو گیا جیسے دو کمانوں کے برابر فاصلہ بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب۔ (مظہری) ۱۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اور اکثر اہل تفسیر نے اسی کو اختیار کیا کہ شَدِيْدُ الْقُوٰى سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں اور فَاسْتَوٰى کی ضمیر بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرف راجع ہے، اَوْحٰى اور عَبْدِهٖ کی ضمیریں شَدِيْدُ الْقُوٰى کی طرف راجع ہیں۔ حضرت ابن عباس اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہی قول مروی ہے۔ (مظہری)

الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿١١﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ﴿١٢﴾ وَلَقَدْ
دل محمد آنچه دید آیا مجادله میکنید بر آنچه دید و هر آئنه
محمد کے دل نے جو دیکھا ۱ کیا تم مجادلہ کرتے ہو اس پر جو انھوں نے دیکھا ۲ اور بیشک
رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿١٣﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿١٤﴾ عِنْدَهَا
دید او را یکبار دیگر نزدیک سدرة المنتهی است نزدیک آں
اسے دوسری بار دیکھا ۳ سدرۃ المنتہی کے قریب ۴ اسکے قریب
جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿١٥﴾ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ﴿١٦﴾
بہشتی آرامگاه متقیان آنوقتیکه پوشیده سدره را آنچه پوشیده
متقیوں کی بہشتی آرامگاہ ہے ۵ جب سدرہ کو ڈھانپ دیا جو ڈھانپنا (تھا) ۶
مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿١٧﴾ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ
میل نکرد چشم محمد و از حد نگذشت بخدا که دید از آیات
چشم محمد نہ پھری اور نہ حد سے گذری ۷ بخدا کہ اپنے رب
رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿١٨﴾ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿١٩﴾ وَمَنٰوةَ
پروردگار خود بزرگتر آیا خبر دہید لات و عزی را و منات
کی بڑی نشانیاں دیکھیں ۸ کیا تمہیں لات و عزی کی خبر ہے ۹ اور منات
الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿٢٠﴾ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿٢١﴾ تِلْكَ
سیوم را دیگر آیا شما فرزند نرانند و مر خدایرا ست ماده ایں
دیگر تیسرے کی ۱۰ کیا تمہارے لئے بیٹا اور اللہ کیلئے بیٹی ہے ۱۱ یہ
اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿٢٢﴾ اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ
آنوقت قسمتی شما را ست نیست ایں مگر نامی چند نام نهادید آنرا
تو بڑی بے ڈھنگی تمہاری تقسیم ہے ۱۲ نہیں ہیں یہ مگر چند نام، اسکے نام رکھ لئے

تفسیر اظہار العرفان

۱ یعنی شب معراج قلب محمد ﷺ نے جھوٹ نہ کہا۔ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں آنکھ پیدا کر دی یہاں تک کہ آپ نے اپنے رب کو دیکھا۔ دوسرا قول ہے کہ آپ کو رؤیت سر کی آنکھوں سے حاصل ہوئی۔ اول قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ آپ نے اپنے رب کو دل کی آنکھوں سے دیکھا۔ یہی نظریہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ اور صحابہ کی ایک جماعت کا ہے۔ دوسرا قول حضرت انس رضی اللہ عنہ اور صحابہ کی ایک جماعت کا ہے۔ (القرطبی)

۲ یوں تو کفار بار بار آپ سے جھگڑتے تھے لیکن واقعہ معراج شریف پر ایک نیا جھگڑا کھڑا کر دیا اور کہا کہ آپ ہمیں بیت المقدس کے بارے میں بتایئے اور ہمارے اس قافلہ کے بارے میں خبر دیجئے جو شام کے راستے میں ہے (القرطبی)

۳ یعنی آپ نماز کی تعداد کم کرانے گئے تو دوسری بار زیارت ہوئی۔ حضرت ابن مسعود اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آپ نے دوسری بار جبرائیل کو ان کی اصل ہیئت میں سدرۃ المنتہی کے پاس دیکھا۔ (القرطبی)

۴ سدرۃ المنتہی جو ساتویں آسمان میں ہے اور عرش کے قریب ہے۔ مفسرین کرام کہتے ہیں کہ یہ ایک بیری کا درخت ہے جس کی جڑ کے پاس سے نہریں بہتی ہیں اور یہ عرش کی سیدھی جانب واقع ہے۔ اسے سدرۃ المنتہی اس لئے کہتے ہیں کہ یہاں خلائق اور جمیع ملائکہ کا علم انتہا کو پہنچ جاتا ہے اس کے بعد کیا کچھ ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (صفوۃ التفاسیر)

۵ یعنی سدرۃ المنتہی کے پاس جو جنت ہے وہاں ملائکہ، شھداء کی روحیں اور متقین ٹھکانا پکڑتے ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر) ۶ یعنی سدرہ پر وہ چیز چھائی ہوئی تھی کہ اس کی خوبصورتی، کثرت اور حقیقت نہ پانے کی وجہ سے کوئی اس کی پوری کیفیت بیان نہیں کر سکتا۔ بغوی نے حضرت حسن کا قول بیان کیا ہے کہ رب العزت کا نور اس پر چھا گیا جس کی وجہ سے وہ جگمگانے لگا جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ کی محبت کی وجہ سے کوؤں کی طرح ملائکہ اس پر چھا گئے۔ نور کا چھا جانا نورانی جلوہ پاشیوں کی ایک قسم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس کے ہر پتہ پر ایک فرشتہ کو کھڑا دیکھا جو اللہ کی پاکی بیان کر رہا تھا۔ (مظہری) ۷ یعنی رسول اللہ ﷺ کی نظر دائیں بائیں نہیں بھٹکی نہ آپ کی نگاہ چونکی۔ بعض علماء نے مَا طَغٰی کا یہ مطلب بیان کیا کہ جن عجائباتِ قدرت کو دیکھنے کا حکم دیا گیا تھا ان سے نگاہ دوسری طرف نہیں مڑی۔ (مظہری) ۸ آیاتِ کبری سے مراد ہیں عجائباتِ ملکوتی جن کی سیر رسول اللہ ﷺ نے شب معراج میں دورانِ آمد و رفت کی تھی براق، آسمان، انبیاء، ملائکہ، سدرۃ المنتہی سب کا شمار عجائباتِ ملکوتی سے ہے۔ (مظہری) ۹ لات قبیلہ ثقیف کیلئے تھا اور عزیٰ قریش اور بنی کنانہ کیلئے تھا۔ (القرطبی) ۱۰ منات بنی ہلال کیلئے تھا۔ ہشام کہتے ہیں منات خزاعہ اور ھذیل کیلئے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فتح کے سال اسے توڑنے کیلئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ منات ایک چکور پتھر کا بنا ہوا بت تھا۔ قریش اور تمام عرب اس کی تعظیم کرتے تھے۔ طائف میں جس جگہ لات تھا وہاں آج کل طائف یسریٰ مسجد کا منارہ ہے۔ (القرطبی) ۱۱ یعنی اے گروہِ مشرکین! کیا اولاد میں سے نوع محبوب تمہارے لئے ہے اور نوعِ مذموم تمہارے اپنے زعم کے مطابق اللہ کیلئے ہے؟ (صفوۃ التفاسیر) ۱۲ تمہاری یہ تقسیم تو عدل سے دور ہے اور ٹیڑھی تقسیم ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ ۚ

شما و پدران شما آنچه نفرستاد خدای بآں ہیچ حجتی

تم اور تمہارے باپ دادا نے، اللہ نے انکی کوئی دلیل نہیں اتاری

إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنفُسُ ۖ وَ

پیروی نمی کنند مگر گمانرا و آنچه آرزو برند تنہا و

پیروی نہیں کرتے مگر گمان کی اور نفس کی خواہشوں کی اور

لَقَدْ جَاءَهُم مِّن رَّبِّهِمُ الْهُدَىٰ ﴿٢٣﴾ أَمْ لِلْإِنسَانِ مَا

ہر آئنہ آمد بدیشاں از پروردگار ایشاں راہ نمودنی آیا ہست مر آدمیرا آنچہ

بیشک ان کے پاس انکے رب کی طرف سے ہدایت آئی ۱ کیا انسان کیلیئے (وہی) ہے جو

تَمَنَّىٰ ﴿٢٤﴾ فَلِلَّهِ الْآخِرَةُ وَالْأُولَىٰ ﴿٢٥﴾ وَكَم مِّن مَّلَكٍ فِي

آرزو برند مر خدا راست مملکت آخرت و دنیا بسیاری از فرشتگان

وہ آرزو کرے ۲ پس اللہ کیلیئے ہے آخرت اور دنیا کی مملکت ۳ اور کتنے ہی فرشتے ہیں

السَّمَاوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِن بَعْدِ

در آسمانہا سود نکند شفاعتِ ایشاں چیزیرا مگر از پس

آسمانوں میں کہ انکی سفارش کچھ فائدہ نہ دیگی مگر بعد اسکے

أَن يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَن يَشَاءُ وَيَرْضَىٰ ﴿٢٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ

آنکہ اذن دہد خدای ہر کرا خواہد و پسندد ہر آئنہ آنانکہ

کہ اللہ اجازت دیدے جس کیلیئے چاہے اور پسند کرے ۴ بیشک وہ لوگ جو

لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ لَيُسَمُّونَ الْمَلَائِكَةَ تَسْمِيَةَ الْأُنثَىٰ ﴿٢٧﴾

نمیگروند بآخرت ہرآئنہ نام نہند فرشتگانرا نام نہادن مادگان

آخرت پر ایمان نہیں لاتے تحقیق فرشتوں کا نام عورتوں جیسا رکھ دیتے ہیں ۵

ع ۵ ۲۵

تفسیر اظہار العرفان

۱ یعنی یہ اصنام محض پتھری اجسام ہیں کسی طرح بھی الوہیت کے قابل نہیں۔ تم اور تمہارے باپ دادا نے ان کو الٰہ یعنی معبود کا نام بغیر وجہ کے دے رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِن کیلئے الوہیت اور استحقاقِ معبودیت کی کوئی دلیل قائم نہیں کی۔ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ تم نے جوان اصنام کو اللہ کی بیٹیاں اور اپنا سفارشی سمجھ رکھا ہے حقیقت میں یہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ یہ تمہاری محض خیال آفرینی ہے کہ تم نے ان کو یہ نام دے رکھے ہیں کسی کو لات اور کسی کو عزیٰ کہتے ہو اور ان کو خدا کی بیٹیاں اور اپنا سفارشی اور ملائکہ کا مظہر قرار دیتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ یہ ممکن ہے کہ هِیَ کی ضمیر اسماء کی طرف راجع ہو یعنی یہ لات وعزیٰ جو تم نے ان پتھروں کے نام دے رکھے ہیں اور استحقاقِ الوہیت کی وجہ سے ایک کو لات اور معزز ہونے کی وجہ سے دوسرے کو عزیٰ اور قربانیوں کی وجہ سے تیسرے کو مستحق تقرب جان کر منات کہتے ہو، واقع میں یہ اوصاف ان کے اندر نہیں ہیں۔ صرف تمہارے تراشیدہ ہیں نہ لات میں استحقاق معبودیت ہے نہ عزیٰ میں کوئی عزت نہ منات میں کوئی قابلیت تقرب۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر کوئی وصف ایسا نہیں پیدا کیا جسے انکی وجہ تسمیہ کی دلیل قرار دیا جاسکے۔ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ: یعنی باپ دادا کی پیروی کی وجہ سے ان کو ظن پیدا ہوگیا ہے جس کی کوئی صحیح دلیل نہیں ہے بس اسی گمان کی یہ پیروی کرتے ہیں یا ظن سے مراد ہے باطل توہم یعنی یہ لوگ محض اپنے باطل توہمات کے پیچھے چلتے ہیں۔ حالانکہ رب کی طرف سے ان کے پاس رسول اور قرآن مجید آچکا ہے جو یقینی راہ حق بتاتا ہے لیکن انھوں نے اس کی پیروی نہیں کی۔ (مظہری)

۲ یعنی [کافر] انسان کو وہ نہیں مل سکتا جس کی وہ تمنا کئے ہوئے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ مشرک انسان جو بتوں کی شفاعت کا امیدوار بنا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ اگر مجھے رب کے پاس لوٹ کر جانا پڑا تو وہاں میرے لئے بھلائی ہوگی۔ اور یہ بھی کہتا ہے کہ قرآن دونوں بستیوں یعنی مکہ اور طائف کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں اتارا گیا۔ یہ باتیں صرف ان کی تمنا ہی تمنا ہے جو ان کو حاصل نہیں ہوگی۔ (مظہری) ۳ یعنی دنیا و آخرت دونوں جہان اللہ ہی کے ہیں وہ جس کو جو کچھ چاہے دے نہ چاہے نہ دے۔ اس کے دینے نہ دینے میں نہ کسی کی تمنا کو دخل ہے نہ سوائے اس کے ارادے کے کسی اور کے ارادے پر اسکی بناء ہے۔ (مظہری) ۴ سوال: آسمان میں جتنے بھی ملائکہ ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر شفاعت کا مالک نہیں ہے پھر یہ کہنا کہ آسمان میں کتنے ہی ملائکہ ہیں، کیا معنی رکھتا ہے؟ جواب: اس جملہ سے مقصود ان لوگوں کا رد ہے جن کا یہ دعوی تھا کہ یہ بت ہماری شفاعت کرینگے حالانکہ ملائکہ میں سے کوئی فرشتہ بھی ایسا نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کسی کی شفاعت کرے چہ جائیکہ یہ اصنام شفاعت کریں۔ پس یہاں ہر کثیر ملائکہ کے ذکر ہی پر اکتفا کیا کیونکہ یہ طریقہ منازعت کے زیادہ قریب ہے۔ اسکا دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں کثیر کہہ کر کل ملائکہ مراد ہیں۔ (تفسیر کبیر) ۵ یعنی وہ لوگ جو رسول پر ایمان نہیں لاتے ہیں اور نہ شریعت کی پیروی کرتے ہیں یہ تو صرف ان چیزوں کی پیروی کرتے ہیں جو انکا ذہن کہتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں نے ملائکہ کو بنات اللہ کہا۔ حالانکہ اس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی اللہ نے ان پر کوئی کتاب اتاری۔ (تفسیر کبیر)

تفسیر اظہار العرفان

النجم ۵۳ ۱۲۴۲ قال فما خطبکم ۲۷

وَمَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنَّ
و نیست ایشانرا بداں ہیچ دانشی پیروی نمی کنند مگر گمانرا و ہر آئنہ
اور نہیں ہے اس کیلئے اسکا کچھ علم، پیروی نہیں کرتے مگر گمان کی اور بیشک
الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ﴿٢٨﴾ فَأَعْرِضْ عَن مَّن
گمان دفع نکند از حق چیزیرا پس روگرداں از کسیکہ
گمان حق کو کچھ بھی نہیں ہٹا سکتا ۱؎ پس اعراض کیجئے اس سے جس نے
تَوَلَّىٰ عَن ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿٢٩﴾ ذَٰلِكَ
برگرداند از یاد کردن ما و نخواہد مگر زندگانی دنیا این
ہماری یاد سے منہ پھیرا، اور نہ چاہی مگر دنیا کی زندگی ۲؎ یہ
مَبْلَغُهُم مِّنَ الْعِلْمِ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن
غایت رسید کی ایشانست از دانش ہر آئنہ پروردگار تو او دانا تر است بہر کہ گمراہ شد از
انکے علم کی پہنچ کی انتہا ہے، بیشک تمہارا رب وہی سب سے زیادہ جانتا ہے جو گمراہ ہوا
سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدَىٰ ﴿٣٠﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ
راہ او و او دانا تر است بہر کہ راہ یافتہ مر خدایراست آنچہ در آسمانہا
اسکی راہ سے، اور وہی دانا تر ہے کہ کون ہدایت یافتہ ہے ۳؎ اور اللہ ہی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں
وَمَا فِي الْأَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا
و آنچہ در زمین است تا جزا دہد آنانکہ بد کردند بآنچہ نمودند
اور جو کچھ زمین میں ہے تا کہ اسے بدلا دے جس نے برائی کی
وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى ﴿٣١﴾ الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ
و جزا دہد آنانکہ نیکوئی کردند پاداش نیکو آنانکہ پرہیز کردند
اور بدلا دے جس نے نیکی کی اچھا بدلا ۴؎ وہ لوگ جو بچتے ہیں
منزل ۷

۱؎ حق سے مراد ہے علم۔ اصطلاح شرع میں علم کا معنی ہے ایسا عقیدہ جو پختہ، نا قابل شک اور واقعہ کے مطابق ہو۔ اور امر واقعی کو ہی حق کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ غالب گمان صحیح علم کیلئے مفید نہیں ہوتا۔ سوال: اکثر مسائل فقہیہ کا استنباط ظنی دلائل ہی سے کیا جاتا ہے نیز احادیث آحاد وغیرہ سے گذشتہ اقوام و انبیاء کے قصے، جنت کی نعمتوں، دوزخ کی تکلیفوں کا بیان اور واقعات حشر کی تفصیلیں بتائی گئی ہیں اگر ظن کو مفید علم نہ مانا جائے تو اکثر فقہی استنباط، اوہام پارینہ کا بیان اور واقعات قیامت کا اظہار بیکار ہو جائیگا اور نہ ان کا سیکھنا سکھانا جائز ہوگا نہ ان پر عمل کرنا، نہ ان کو بیان کرنا اور نہ ان پر عقیدہ رکھنا۔ جواب: اتباع ظن جائز نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ظن اس علم کے خلاف ہو جو دلیل قطعی یقینی سے حاصل ہوا ہو تو ایسے ظن کا اتباع ناجائز ہے۔ اس قسم کا ظن مفید علم نہیں ہوسکتا۔ علم قوی ہے اور ظن کا درجہ کمزور۔ باہم تقابل کے وقت ضعیف پر قوی کی ترجیح ضروری ہے۔ آیت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ جن یقینی قطعی عقائد کا ثبوت صحیح عقلی براہین، یا آیاتِ محکمات، یا متواتر احادیث سے ہو رہا ہو ان کو ترک کرنا ان کے مخالف ظنیات کے پیچھے پڑ جانا جائز نہیں۔ (مظہری)

۲؎ یعنی جب ان مشرکوں کی جہالت، خفتِ دانش اور سبک سری معلوم ہوگئی اور یہ امر ظاہر ہوگیا کہ یہ اپنے بے اصل خیالات پر چل رہے ہیں اور رب کی طرف سے عطا کردہ ہدایت کی پرواہ نہیں کرتے اور ان پتھروں کو پوجتے ہیں جو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان۔ اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے روگرداں اور گریزاں ہیں۔ تو اب آپ بھی انکو ہدایت کرنے کی پرواہ نہ کیجئے، ان کو سمجھانا اور حق کو قبول کرنے کی دعوت دینا بیکار ہے کیونکہ یہ لوگ چوپایوں کی طرح بے عقل بلکہ ان سے بھی زیادہ گم کردہ راہ ہیں لیکن دنیوی مفاد حاصل کرنے کیلئے ان کی کچھ حرکات، سکنات اور کوششیں یہ خیال پیدا کرتی ہیں کہ ان کو بھی عقل وفہم اور بصیرت کا کچھ حصہ ملا ہوا ہے۔ اس خیال کو اگلی آیت میں دور کیا گیا ہے۔ (مظہری) ۳؎ یعنی ان کی علمی رسائی پس دنیوی امور تک ہے۔ معاشیات کی سمجھ سے آگے ان کی عقل نارسا اور دانش وعلم ناکارہ ہے۔ یہاں یہ بات سمجھنی ضروری ہے کہ علم ہو یا عقل دونوں اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت وارادہ کے ماتحت ان کو پیدا کیا ہے۔ رہے اسباب تو وہ حقیقی اسباب نہیں ہیں صرف ظاہری اسباب ہیں اگر چہ فلاسفہ ان اسباب کو حقیقی اسباب جانتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اسباب کے ذریعے سے علم پیدا کردے اور نہیں چاہے تو باوجود علمی اسباب کے علم عطا نہیں فرماتا۔ اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعْلَمُ: یعنی کون گمراہ اور بھٹکا ہوا ہے اور کون ہدایت یاب اور برسر راہ ہے اس کو اللہ ہی خوب جانتا ہے پس وہی گمراہی اور ہدایت یابی کے مطابق سزا دیگا۔ (مظہری) ۴؎ گویا کہ یہ بیان ہو رہا ہے کہ وہی اللہ مالک ہے وہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے تا کہ نیکوکار کو اس کی نیکی کا صلہ عطا فرمائے اور گناہگار کو اس کے گناہ کا بدلہ دے۔ (القرطبی) حدیث قدسی میں ہے کہ جنت بنائی گئی اور جنت کیلئے اس کے اہل بھی پیدا کئے گئے اور دوزخ بنائی گئی اور دوزخ کیلئے اس کے اہل بھی پیدا کئے گئے پس اسے بشارت ہے جسے جنت کے اہل میں کیا گیا اور اس کیلئے ویل ہے جسے جہنم کیلئے بنایا گیا۔ آیت میں الحسنیٰ سے مراد اچھا بدلہ یعنی جنت ہے۔ (روح البیان)

كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ

از کبیرہ گناہ و بدیہا مگر گناہ خورد ہر آئنہ پروردگار تو بسیار

کبیرہ گناہ سے اور برائی سے سوائے چھوٹے گناہ کے' بیشک تمہارا رب بہت

الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ

آمرزش او دانا تر است بشما چوں بیافرید شما را از زمین و چوں

بخشنے والا ہے' وہی تمہیں سب سے زیادہ جانتا ہے جب اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور جب

اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِىْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ

شما خورید بودید در شکمہائے مادران خود پس ستائش مکنید تنہائے خود را

تم چھوٹے تھے اپنے ماؤں کے شکموں میں' پس اپنے آپ کی تعریف نہ کرو

هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾ ع اَفَرَءَيْتَ الَّذِىْ تَوَلّٰى ﴿۳۳﴾ وَاَعْطٰى

او دانا تر است بہر کہ تقوی و رزد آیا دیدے آنکسیرا کہ رو گرداند و بداد

وہ خوب جانتا ہے کہ کسے تقوی حاصل ہے ١ کیا تم نے اسے دیکھا جس نے منہ پھیرا ٢ اور

قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۵﴾ اَمْ

اندکی و باز داشت آیا نزدیک او دانستن غیب است پس او می بیند آیا

تھوڑا سا دیااور روک لیا ٣ کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے کہ وہ دیکھتا ہے ٤ کیا

لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِىْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِىْ وَفّٰٓى ﴿۳۷﴾

خبر کردہ نشد بآنچہ در صحیفہائے موسیٰ و ابراہیم است آنکہ پاداش تمام

اسکی خبر نہ ہوئی جو موسیٰ کے صحیفوں میں ہے ٥ اور ابراہیم (کے صحیفوں میں) جس نے (حق) پورا کیا ٦

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ

آنکہ بر ندارد بر دارندہ بار دیگریرا و آنکہ نیست مر آدمیرا

یہ کہ بوجھ نہ اٹھائے گا (کوئی) بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا ٧ اور یہ کہ نہیں ہے انسان کیلئے

١ گناہ کی مقدار کی جانب کبائر کہہ کر اشارہ فرمایا اور قباحت کی صفت کی جانب فواحش کہہ کر اشارہ فرمایا۔ کبائر اور فواحش کے بارے میں بہت سے اقوال ہیں بعض کہتے ہیں کہ کبائر وہ گناہ جن پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کا وعدہ کیا ہے اور وہ وعدہ صراحتًا اور ظاہرًا ہو۔ فواحش اس گناہ کو کہتے ہیں جس پر دنیا میں حد واجب ہو' بعض نے کہا کہ کبائر اسے کہتے ہیں جن کے سبب اس پر کفر کا حکم لگے' معتزلہ کے مذہب کے مطابق کبائر ان گناہوں کو کہتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ بغیر توبہ کے معاف نہیں فرماتا ہے۔ اللمم کے بارے میں چند اقوال ہیں (١) مؤمن جس گناہ کا ارادہ کرے اسے کر نہ سکے (٢) مؤمن گناہ کرے اور اس کے فوراً بعد نادم ہو جائے (٣) صغیرہ گناہ کو کہتے ہیں (تفسیر کبیر) حضرت ثابت بن حارث انصاری سے روایت ہے کہ جب یہودیوں کا کوئی چھوٹا بچہ مرجاتا تو کہتے کہ یہ صدیق ہے۔ یہ خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ یہود غلط کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ماں کے پیٹ میں جب نسمہ کی صورت پیدا فرماتا ہے اس وقت بھی وہ شقی وسعید ہوتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول)

٢ حضرت عکرمہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ پر روانہ ہوئے تو ایک شخص نے آپ کے پاس آ کر سواری کا جانور مانگا لیکن رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کو دینے کیلئے کوئی سواری کا جانور موجود نہ تھا پھر وہ اپنے ایک دوست سے ملا اور اس سے کہا کہ مجھے سواری کیلئے کوئی شے دو۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں اپنا نوجوان اونٹ اس شرط پر دیتا ہوں کہ اس کے معاوضہ میں تم میرے گناہوں کا بوجھ اٹھالو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیات اَفَرَءَيْتَ الَّذِىْ تَوَلّٰى الـخ نازل فرمائیں۔ حضرت ابن زید کہتے ہیں کہ ایک شخص مسلمان ہوگیا تو ایک نصیحت کرنے والا اس سے ملا اور شرم دلائی کہ تم نے اپنے بزرگوں کے دین کو چھوڑا' ان کو گمراہ ٹھہرایا اور سمجھتے ہو کہ وہ آگ میں جھونکے جائیں گے اس نے کہا کہ میں تو اللہ کے عذاب سے ڈر کر مسلمان ہوا ہوں۔ ناصح نے کہا کہ تم مجھے اپنا کچھ مال دیدو' اور میں تمہارے تمام عذابوں کا بوجھ اٹھاؤنگا چنانچہ اس نے کچھ مال دیدیا لیکن اس نے زیادہ مال کا تقاضا کیا۔ اس سودے بازی میں انھوں نے خوب تکرار کی اور بالآخر معاملہ طے کر کے اس نے اسے کچھ اور مال دیدیا۔ انھوں نے اس معاملہ کا اقرار نامہ لکھا اور اس پر شہادتیں قائم کیں اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) ٣ حضرت مجاہد کہتے ہیں آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس نے اس شخص کو تھوڑا مال دیا جس نے اس پر عیب لگایا پھر باقی مال میں بخالت کی۔ (صفوۃ التفاسیر) ٤ یعنی جو عذاب ان سے غائب ہے کیا اس کا علم ان کے پاس ہے۔ (القرطبی) ٥ یعنی توریت جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی اس میں بھی کوئی ایسی خبر نہیں ہے [کہ کوئی کسی کا بوجھ اٹھائے گا] (صفوۃ التفاسیر) ٦ اسی طرح ابراہیم پر جو صحائف اتارے گئے ان میں بھی کوئی ایسا حکم نہیں تھا حالانکہ ابراہیم علیہ السلام وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں جس طاعت کا حکم دیا انھوں نے پورا کر دکھایا۔ (صفوۃ التفاسیر) ٧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے لوگوں کے یہاں رائج تھا کہ ایک ولی کو دوسرے ولی کے بدلے پکڑ لیا جاتا پھر پہلے شخص کے جرم کے تحت دوسرے شخص کو قتل کر دیا جاتا مثلاً باپ کے بدلے بیٹا' بھائی' چچا یا اس کے قریبی رشتہ دار کو سزا دی جاتی تھی۔ (القرطبی)

إِلَّا مَا سَعٰى ۝٣٩ وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرٰى ۝٤٠ ثُمَّ يُجْزٰهُ

مگر آنچه سعی کرد و آنکه سعی خود را زود باشد به بیند پس پاداش دہد او را

مگر جو اس نے کوشش کی ۱ اور یہ کہ اسکی کوشش بہت جلد دیکھی جائیگی ۲ پھر اسے

الْجَزَآءَ الْأَوْفٰى ۝٤١ وَأَنَّ إِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ۝٤٢ وَأَنَّهُ

پاداش تمام و آنکه بسوے پروردگار تو راست نہایت و آنکه او

پورا بدلا دیا جائیگا ۳ اور یہ کہ تمہارے رب کی طرف انتہا ہے ۴ اور یہ کہ اسی نے

هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكٰى ۝٤٣ وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتَ وَأَحْيَا ۝٤٤ وَ

خنداند و گریاند و ہر آئنه او می میراند و زنده گرداند و

ہنسایا اور رلایا ۵ اور بیشک اسی نے موت دی اور زندہ کیا ۶ اور

أَنَّهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى ۝٤٥ مِنْ نُطْفَةٍ

او بیافریند دو صنف نر و ماده از آب منی

اسی نے دو جوڑے پیدا کئے نر اور مادہ ۷ منی کے پانی سے

إِذَا تُمْنٰى ۝٤٦ وَأَنَّ عَلَيْهِ النَّشْأَةَ الْأُخْرٰى ۝٤٧ وَأَنَّهُ هُوَ

چوں ریخته شود و آنکه بر خدایست آفریدن دیگر و آنکه او

جب گرایا جائے ۸ اور یہ کہ اللہ کیلئے ہی ہے دوسری بار پیدا کرنا ۹ اور یہ کہ اسی نے

أَغْنٰى وَأَقْنٰى ۝٤٨ وَأَنَّهُ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ۝٤٩ وَأَنَّهُ

توانگر گرداند و سرمایه دہد و آنکه او آفرید کار شعرایان و آنکه او

تونگری دی اور سرمایہ دیا ۱۰ اور یہ کہ وہی (ستارہ) شِعریٰ کا رب ہے ۱۱ اور یہ کہ اسی نے

أَهْلَكَ عَادًا الْأُولٰى ۝٥٠ وَثَمُودَا فَمَا أَبْقٰى ۝٥١ وَقَوْمَ نُوحٍ

ہلاک گرداند قوم عاد را اول و ثمود را پس باقی نگذشت و قوم نوح

پہلی قوم عاد کو ہلاک کیا ۱۲ اور ثمود کو پس باقی نہ چھوڑا ۱۳ اور قوم نوح کو

۱ شیخ تقی الدین ابوالعباس احمد بن تیمیہ کہتے ہیں کہ جس نے یہ اعتقاد رکھا کہ انسان کو صرف اپنے عمل سے ہی نفع پہنچتا ہے تو اسنے اجماع کو توڑا اور اس کا یہ قول چند وجوہ سے باطل ہے (۱) انسان کو دوسرے کی دعا سے نفع حاصل ہوتا ہے اور یہ نفع غیر کے عمل سے ہے (۲) نبی ﷺ حساب میں اہل موقف، بوقت دخول اہل جنت اور اہل کبائر کو جہنم سے نکالنے کیلئے شفاعت فرمائیں گے (۳) ملائکہ ان کیلئے دعا اور استغفار کرتے ہیں جو [اہل ایمان] زمین پر ہیں (۴) اللہ تعالیٰ اس [اہل ایمان کو بھی] محض اپنی رحمت سے جہنم سے نکالے گا جس نے کبھی نیکی نہ کی ہو۔ یہ بھی بغیر عمل کے انتفاع کی صورت ہے (۵) مؤمنین کی اولاد اپنے آباء کے عمل کے سبب جنت میں داخل ہونگے (۶) اللہ تعالیٰ نے [سورہ کہف میں] دو یتیم لڑکوں کا ذکر فرمایا جن کے والدین نیک تھے [اور ان کی نیکی کے سبب یتیم کے مال کی حفاظت ہوئی] (۷) میت کو صدقہ اور غلام وغیرہ آزاد کرنے سے نفع حاصل ہوتا ہے یہ سنت اور اجماع سے ثابت ہے (۸) جو حج میت پر فرض ہوا تھا وہ اس کے ولی کے ادا کرنے سے ساقط ہو جاتا ہے یہ بھی سنت سے ثابت ہے (۹) حج منذور یا صوم منذور میت سے ساقط ہو جاتا ہے اسکے غیر کے عمل کی وجہ سے۔ یہ بھی سنت سے ثابت ہے اور یہ بھی غیر کے عمل سے انتفاع ہے (۱۰) جس کے ذمہ قرض ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اسکی نماز جنازہ پڑھانے سے اپنے آپ کو روک لیتے یہاں تک کہ کوئی اس کی طرف سے قرض ادا کر دیتا۔ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسرے کا قرض ادا کیا (۱۱) رسول اللہ ﷺ کے نمازِ جنازہ پڑھانے سے میت کو نفع پہنچتا تھا۔ جاننا چاہیئے کہ اس آیت کا جواب چند طریقوں سے دیا جاتا ہے۔ (۱) یہ آیت منسوخ ہے (۲) آیت میں انسان سے مراد کافر ہے (۳) آیت میں جو حکم ہے وہ صحفِ موسیٰ اور ابراہیم میں تھا ہماری شریعت میں یہ حکم نہیں ہے۔ (صاوی) ۲ یعنی اس کا عمل بہت جلد قیامت کے روز اس پر پیش کیا جائیگا اور وہ اسے میزان میں دیکھے گا (صفوة التفاسیر) ۳ یعنی اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا اس میں کافروں کیلئے وعید ہے اور مؤمنین کیلئے وعدہ ہے۔ (صفوة التفاسیر) ۴ یعنی تم سب کو بالآخر اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے پس وہی عذاب و ثواب دیگا۔ (صفوة التفاسیر) ۵ اب اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے آثار بیان فرما رہا ہے یعنی وہی ہے جس نے خوشی اور غم پیدا کئے پس وہی دنیا میں ہنساتا اور رلاتا ہے۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ اہل جنت کو ہنساتا ہے اور اہل نار کو رلاتا ہے (صفوة التفاسیر) ۶ یعنی اسی نے موت وحیات کے اسباب پیدا کئے، بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ اسی نے موت وحیات پیدا کئے۔ (القرطبی) ۷ یعنی اولادِ آدم، یہاں آدم اور حوا مراد نہیں ہیں اس لئے کہ انھیں نطفہ سے پیدا نہیں کیا گیا (القرطبی) ۸ یعنی مرد اور عورت کو نطفہ سے پیدا کیا گیا (صفوة التفاسیر) ۹ یعنی روحوں کو دوبارہ ان کے اجسام میں لوٹانا ہے (القرطبی) ۱۰ ابن زید کہتے ہیں کہ اس نے جس کو چاہا غنی کیا اور جسے چاہا فقیر بنایا (القرطبی) ۱۱ شعری ایک ستارہ ہے جو سخت گرمی میں طلوع ہوتا ہے (القرطبی) ۱۲ اسے اُولیٰ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ قوم ثمود سے پہلے تھی۔ ابن زید کہتے ہیں کہ اسے اولیٰ اس لئے کہا جاتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد یہ پہلی قوم ہے جسے ہلاک کیا گیا (القرطبی) ۱۳ اور قوم ثمود کو بھی ہلاک کیا کہ ان میں سے کوئی ایک بھی باقی نہ رہا۔ (صفوة التفاسیر)

مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَ اَطْغٰى ﴿۵۲﴾ وَ الْمُؤْتَفِكَةَ

پیش از ایشاں بودند ایشاں ستمگار تر و نافرمان تر و بشہر قوم لوط

ان سے پہلے وہ سب بہت زیادہ ظلم کرنے والے اور نافرمان تھے ۱ اور قوم لوط کے شہر کو

اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ هٰذَا

بیفکند بعد ازانکہ برداشت آنچہ پوشانید پس شما بکدام از نعمتہائے پروردگار خود شک آری

الٹ دیا ۲ بعد اسکے کہ اٹھایا جو کچھ چھپایا ۳ پس اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس (نعمت میں) شک لاؤ گے ۴

نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ

ایں پیغمبریست بیم کنندہ از بیم کنندگان نخستین نزدیک شد نزدیک شوندہ نیست

یہ ایک پیغمبر ہیں ڈرانے والے اگلے ڈرانے والوں کی طرح ۵ قریب ہوئی قریب ہونے والی ۶ نہیں ہے

اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ تَضْحَكُوْنَ

آنرا بجز خدای ظاہر کنندہ آیا ازیں سخن

اسکا اللہ کے سوا کوئی ظاہر کرنے والا ۷ کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو ۸

وَ لَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَ اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَ اعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾ السجدة

تعجب کنید و می خندید و نمی گرنید و شما بازی کنندگانید پس سجدہ کن مرا خدایرا او پرستید او را

اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو ۹ اور تم کھیل کرنے والے ہو ۱۰ پس سجدہ کرو اللہ کیلئے اور اسی کی عبادت کرو ۱۱

سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ وَّ هِيَ خَمْسٌ وَّ خَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّ ثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ قمر مکی ہے اس میں ۵۵ آیات اور ۳ رکوع ہیں ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

۱ عاد اور ثمود سے پہلے ہم نے قوم نوح کو ہلاک کیا۔ یہ ان دونوں قوموں سے زیادہ ظالم قوم تھی اور ان سے پہلے جو قوم گذری ان سے بھی زیادہ سرکش قوم تھی۔ صاحب بحر محیط کہتے ہیں کہ یہ قوم حضرت نوح علیہ السلام کو انتہا درجے کی اذیت پہنچاتی تھی، آپ کو اس قدر زدوکوب کرتی کہ آپ بیہوش ہو جاتے۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم میں ساڑھے نو سو برس تک تبلیغ کرتے رہے جب ایک نسل ختم ہو جاتی تو دوسری نسل نافرمانی پر اتر آتی یہاں تک کہ اس قوم کے بڑے لوگ کفر پر مرے اور چھوٹے حضرت نوح علیہ السلام کے بغض پر۔ (صفوۃ التفاسیر)

۲ حضرت لوط علیہ السلام کی بستی کو الٹ دیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس بستی کو آسمان کی جانب اٹھایا اور زمین پر گرا دیا یہاں تک کہ بستی کے اوپر کا حصہ نیچے ہو گیا اور نیچے کا حصہ اوپر ہو گیا۔ (صفوۃ التفاسیر)

۳ یعنی اس بستی کو عذاب کی مختلف قسموں نے گھیر لیا۔ اس آیت میں عذاب کی ہولناکیوں کو بیان کیا گیا ہے۔ صاحب بحر محیط کہتے ہیں اَلْمُؤْتَفِكَةُ سے مراد حضرت لوط علیہ السلام کا شہر مدائن ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۴ یعنی تم اپنے رب کی کس نعمت میں شک کرو گے۔ یہ خطاب اس انسان سے ہے جو جھٹلانے والا ہے (القرطبی)

۵ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی تمہیں ان چیزوں سے ڈراتے ہیں جن سے ان سے پہلے انبیاء ڈرا گئے اگر تم ان کی پیروی کرو گے تو فلاح پا جاؤ گے ورنہ تمہارے لئے بھی وہ سزائیں حلال ہو جائینگی جو تم سے پہلے رسولوں کو جھٹلانے والوں کیلئے حلال ہوئی تھیں۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ آیت میں نذیر سے مراد قرآن ہے مطلب یہ ہے کہ قرآن بھی تمہیں اسی طرح ڈراتا ہے جس طرح پہلی کتابیں ڈراتی تھیں۔ (القرطبی) ۶ یعنی قیامت قریب ہوئی (القرطبی) ۷ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جو قیامت کو مؤخر یا مقدم کر دے، بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جو قیامت کو ظاہر کر دے، بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جو اسے لوٹا دے۔ یہ لوگ جن بتوں کی عبادت کرتے ہیں ان کے اندر یہ قوت کہاں ہے کہ قیامت کو آنے سے روک سکیں۔ (القرطبی) ۸ یعنی قرآن سے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس آیت کے نزول کے بعد اصحاب صفہ نے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ تلاوت کی پھر رو پڑے اس کے بعد آنکھوں سے آنسو بہانا عبادت بن گیا یہاں تک کہ ان کے رخساروں پر آنسو بہہ گئے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے رونے کی آواز سنی تو آپ بھی رو پڑے اور فرمایا: وہ شخص جہنم میں داخل نہ ہوگا جو اللہ کی خشیت کے سبب روئے اور وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر اصرار کرے اور اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں لے جائیگا اور تمہاری جگہ ایسی قوم کو لائیگا جو گناہ کرے گی پس اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائیگا اور ان پر رحم فرمائیگا اس لئے کہ وہ غفور رحیم ہے (القرطبی) ۹ یعنی قرآن سننے کے وقت ہنستے ہیں روتے نہیں ہیں (صفوۃ التفاسیر) ۱۰ یعنی تم کھیل کود کے سبب غافل رہتے ہو۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۱ اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے تمہیں پیدا کیا (صفوۃ التفاسیر) ۱۲ اس میں ۱۴۲۳ حروف اور ۳۴۲ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) اس سورت میں بھی دیگر مکی سورتوں کی طرح اصول عقائد اسلامیہ بیان کئے گئے ہیں، اس کی ابتدا معجزہ انشقاق قمر سے ہے، اس کے بعد قیامت کی ہالناکیوں کی جانب کلام کو پھیرا گیا ہے، پھر کفار مکہ کی جانب کلام کو پھیرا گیا، اس سورت کا اختتام نیک اور متقین کے ٹھکانے کے بیان پر ہے اس سے پہلے اشقیاء اور مجرمین کے ٹھکانوں کا بیان ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ① وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً

نزدیک آمد قیامت و شگافتہ شد ماہ و اگر بہ بینند نشانہ

قیامت قریب آگئی اور چاند شق ہو گیا ۱ اور اگر کوئی نشانی دیکھیں

يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ② وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا

روگردانند و می گویند جادوئیست دادیم و تکذیب کردند و پیروی کردند

تو منہ پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں جادو ہے ہمیشہ (کی طرح) ۲ اور انھوں نے جھٹلایا اور

اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ③ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ

آرزوہائے ایشاں و ہر کاری مقرر کردہ شد و بدرستیکہ آمد بدیشاں از

اپنے خواہشوں کی پیروی کی اور ہر کام مقرر ہو چکا ہے ۳ اور بیشک ان کے پاس خبریں آئیں

الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ④ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ⑤

خبرہا آنچہ دراں باز داشتن بود آں حکمت است رسندہ پس سود نرساند ایشانرا بیم کردن

جن میں تنبیہ تھی ۴ وہ حکمت ہے پہنچنے والی پس انھیں فائدہ نہ پہنچائے گا ڈرانا ۵

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ⑥ خُشَّعًا

پس روگرداں از ایشاں روزیکہ بخواند خوانندہ بچیزے صعب فراہم رفتہ

پس آپ ان سے منہ پھیر لیجئے، جس روز بلانے والا بلائیگا ایک سخت چیخ کی طرف ۶ نیچی کئے ہوئے

اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ

دیدہائے ایشاں بیروں آیند از گورہا گویا کہ ایشاں ملخ

اپنی آنکھوں کو اپنی قبروں سے نکلیں گے گویا کہ وہ سب

مُّنْتَشِرٌ ⑦ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ۭ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ

پرا گندہ شتاب کنندہ بسوے خوانندہ میگویند کافران

پھیلی ہوئی ٹڈی ہیں ۷ جلدی کرنے والے بلانے والے کی طرف، کافر کہیں گے

وقف لازم

۱ حضرت ابن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی ہجرت سے پہلے چاند کو دو ٹکڑوں میں پھٹا ہوا دیکھا۔ مشرکین نے کہا کہ اس نے چاند پر جادو کر دیا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ اہل مکہ نے نبی ﷺ سے معجزہ طلب کیا تو مکہ میں چاند دو مرتبہ پھٹا۔ اس پر آیات اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ تا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ نازل ہوئیں (لباب النقول فی اسباب النزول) جاننا چاہیئے کہ حضرت انس بن مالک ؓ نبی کریم ﷺ کے خادم تھے جو ہجرت کے بعد ۱ھ ہجری میں دس سال کی عمر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے تھے۔ واقعۂ شق القمر کے وقت ان کی عمر پانچ سال کے لگ بھگ تھی۔ شق القمر کے بارے میں ان سے جو حدیثیں مروی ہیں ان میں سے کسی میں آپ فرماتے ہیں فَانْشَقَّ الْقَمَرُ بِمَكَّةَ مَرَّتَيْنِ یعنی چاند مکہ میں دو مرتبہ پھٹا اور کسی میں فرماتے ہیں اِنْشَقَّ الْقَمَرُ فِرْقَتَيْنِ یعنی چاند دو ٹکڑے ہو گیا جیسا کہ امام بخاری نے صحیح بخاری کتاب التفسیر باب شق القمر میں روایت کی ہے۔ علاوہ اس کے حضرت انس ؓ کے سوا کسی بھی دوسرے صحابی نے چاند کے دو مرتبہ پھٹنے کا ذکر نہیں کیا لہٰذا جمہور علماء کا قول ہے کہ چاند صرف ایک مرتبہ پھٹا تھا (حاشیہ لباب النقول)

۲ المستمر میں چند احتمالات ہیں (۱) بمعنی دائم یعنی محمد ﷺ ہر زمانے میں معجزہ کا اظہار فرماتے رہتے ہیں قولی، فعلی، ارضی اور سماوی وغیرہ۔ اس لئے انھوں نے کہا هٰذَا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ۔ (۲) بمعنی قوی یعنی ایسی مضبوط رسی کی طرح جو ٹوٹنے نہ پائے (۳) بمعنی بار بار (۴) بمعنی جانے والا یعنی یہ جادو ہے جس کیلئے بقا نہیں ہے (تفسیر کبیر) ۳ یعنی ہر امر اپنی انتہا پر ٹھہرا ہوا ہے دنیا میں ناکامی اور کامیابی اور آخرت میں بدبختی اور خوش نصیبی اپنی انتہا پر پہنچی ہوئی ہے۔ استقرار سے مراد ہے انتہا پر پہنچنا۔ ہر چیز اپنی انتہا پر پہنچ کر ٹھہر جاتی ہے۔ بعض علماء نے اس جملہ کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ ہر مقدر امر جو ہونے والا ہے ہو کر رہے گا۔ جس بات کا اللہ نے وعدہ کر لیا ہے وہ ضرور واقع ہوگی۔ کلبی کہتے ہیں کہ ہر امر ایک حقیقت ہے دنیا میں لوگوں کی طرف سے جو بات ہوگی اس کا ظہور ہو جائیگا اور آخرت میں اللہ کی طرف سے جو کچھ ہوگا وہ معلوم ہو جائیگا۔ حضرت قتادہ یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ جس امر کا استقرار خیر میں ہے وہ اہل خیر کے ساتھ رہے گا اور جس امر کا استقرار شر میں ہے وہ شر کے ساتھ رہے گا۔ بعض نے کہا کہ خیر ہو یا شر ہر امر کا استقرار اس کے مقام پر ہوگا۔ (مظہری) ۴ یعنی کفار مکہ کے پاس قرآن میں اقوام گذشتہ کی خبریں اور دوسری زندگی کی اطلاعات آچکی ہیں جو نافرمانیوں سے باز داشت کیلئے کافی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن میں بری باتوں سے روکا گیا ہے اور نصیحت کر دی گئی ہے اور گذشتہ نافرمان امتوں کی ہلاکت کا بیان کر دیا گیا ہے۔ نصیحت اندوزی اور نافرمانیوں سے باز داشت کیلئے یہ کافی ہے۔ (مظہری) ۵ یعنی یہ قرآن حکمت بالغہ ہے پس ڈرانا ان کو نہیں بچا سکے گا اس لئے کہ اللہ نے ان کیلئے شقاوت لکھ دی ہے (صفوۃ التفاسیر) ۶ پس اے محمد ﷺ! آپ ان مجرموں سے منہ پھیر لیجئے اور اس دن کا انتظار کیجئے جس روز اسرافیل صور پھونکیں گے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۷ یہ لوگ گردن اوپر اٹھائے بلانے والے کی طرف دوڑ رہے ہونگے اور اس میں ذرہ بھر بھی تاخیر نہیں کریں گے۔ (صفوۃ التفاسیر)

هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ⑧ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا

ایں روزیست دشوار تکذیب کردند پیش از ایشاں قوم نوح پس تکذیب کردند

یہ دن دشوار ہے ۱ ان سے پہلے قوم نوح نے جھٹلایا پس انھوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا

عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَّازْدُجِرَ ⑨ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ

بندۂ ما را و گفتند دیوانہ است و باز داشتہ شدہ پس بخواند پروردگار خود را بآنکہ من

اور کہا یہ دیوانہ ہے اور دھمکی دی گئی ۲ پس انھوں نے اپنے رب کو پکارا یہ کہ میں

مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرْ ⑩ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ

مغلوب قوم شدم پس یاری دہ مرا پس کشادیم درہاے آسمان بآبے

قوم میں مغلوب ہوں پس تو میری مدد فرما ۳ پس ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیئے بہتے

مُّنْهَمِرٍ ⑪ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ

ریزان و رواں کردیم زمین را چشمہا پس تلاقی کشتند آب ہمانرا بر کاری

پانی کے ساتھ ۴ اور ہم نے زمین کو چشمے کر کے بہا دیئے پس دونوں پانی مل گئے ایک کام پر

قَدْ قُدِرَ ⑫ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ⑬ تَجْرِيْ

قضا شدہ و برداشتیم او را بر خداوند تختہا و میخہا میرود

جسکا فیصلہ ہو چکا تھا ۵ اور ہم نے انکو ایک کشتی پر جو تختوں اور کیلوں سے (تیار کی گئی تھی) سوار کیا چل رہی تھی

بِاَعْيُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ⑭ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ

بنگاہداشت ما پاداش مر کسیکہ کہ باشد نگرود و ہر آئنہ بگذاشتیم او را نشانہ پس آیا

ہماری حفاظت میں اس شخص کے بدلہ میں جنکا انکار کیا گیا تھا ۶ اور بیشک ہم نے اسے نشانی چھوڑی کیا

مِنْ مُّدَّكِرٍ ⑮ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ⑯ وَلَقَدْ

ہست ہیچ پند گیرندہ پس چگونی من وبیم کردن من و ہر آئنہ

ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا ۷ پس کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا ۹ اور بیشک

۱ یعنی جب قبر سے نکلیں گے تو جزع فزع کرتے ہوئے ایک دوسرے کی جانب بڑھیں گے۔(القرطبی)

۲ اس آیت میں حضرت محمد ﷺ کے قلب کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ کو بھی یہ لوگ اسی طرح جھٹلا رہے ہیں جس طرح آپ سے پہلے نوح کو جھٹلا چکے ہیں۔سوال: جب كَذَّبَتْ کہہ دیا گیا تو اس کے بعد فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا کہنے کی کیا ضرورت تھی؟ جواب: كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ سے مراد ہے کہ قوم نوح نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا' مکہ کے کفار بھی شق قمر کو جھٹلا رہے ہیں۔اس لئے الگ سے فَكَذَّبُوا بھی ذکر کیا گیا (تفسیر کبیر)

۳ یہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا ہے۔علمائے تفسیر مغلوب کی چند تفسیر پیش کرتے ہیں (۱) مجھ پر کفار غالب آ گئے اس لئے تو میری مدد فرما۔(۲) میرا نفس مجھ پر غالب آ گیا اور اس نے مجھے دعا پر ابھارا پس تو نفس کے معاملے میں میری مدد فرما۔ یہ ابن عطیہ کی توجیہ ہے اور ضعیف ہے (۳) مغلوب دونوں سے مرکب ہے یعنی کفار اور نفس کے غلبہ سے۔ یہ توجیہ اوپر کی دونوں توجیہ سے احسن ہے (تفسیر کبیر)

۴ یعنی ہم نے نوح کی دعا قبول کی اور ہم نے انھیں ایک کشتی بنانے کا حکم دیا اور آسمان سے کثیر پانی کے دروازے کھول دیئے۔(القرطبی)

۵ حضرت عبید بن عمیر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کی جانب وحی کی کہ اپنے پانی کو نکالے پس زمین نے نہروں کے ذریعے اپنے پانی کو نکالا۔ایک نہر نے پانی نکالنے میں تاخیر کی تو اس پر غصے کا اظہار کیا پس اس نہر کا پانی قیامت تک کیلئے کھارا ہو گیا۔ فَالْتَقَى الْمَآءُ یعنی آسمان اور زمین کا پانی آپس میں مل گیا۔ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ آسمان اور زمین کا پانی مقدار میں برابر تھا۔حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمادیا تھا کہ جو کفر کریگا وہ اس پانی میں غرق ہو جائے گا۔محمد بن کعب کہتے ہیں کہ اقوات اجساد سے پہلے تھیں اور تقدیر بلاء سے پہلے۔پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔بعض نے کہا کہ آسمان کا پانی برف کی طرح ٹھنڈا تھا اور زمین کا پانی کھولتے ہوئے پانی کی طرح گرم تھا۔(القرطبی) ۶ یعنی نوح کو ہم نے ایک کشتی میں سوار کر دیا جو ہماری نگرانی میں چل رہی تھی۔جس میں تختے اور میخیں یعنی کیلیں ٹھوک دی گئی تھیں۔(مظہری) ۷ ہر نبی اپنی امت کیلئے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نصیحت ہوتا ہے۔حضرت نوح علیہ السلام بھی اپنی قوم کیلئے اللہ تعالیٰ کی نعمت تھے لیکن اس نعمت کا قوم کی طرف سے کفران کیا گیا پس اس نعمت کو جو بصورت حضرت نوح علیہ السلام عطا کی تھی' ناشکری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قوم کو طوفان میں غرق کر دیا اور نوح علیہ السلام کو کشتی میں سوار کر کے بچالیا۔بعض اہل تفسیر نے مَنْ کو بمعنی مَا قرار دیا ہے اور مطلب اس طرح بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری کی پاداش میں قوم نوح کو ہم نے غرق کر دیا' یا یہ مطلب ہے کہ نوح اور ان کی امت سے جو سلوک کیا گیا یعنی قوم کو عذاب میں مبتلا کیا گیا اور نوح علیہ السلام کو مع ان کے ساتھیوں کے بچالیا گیا۔یہ سلوک بدلہ تھا نوح علیہ السلام کیلئے۔(مظہری) ۸ یعنی اس واقعہ کو اپنی قدرت اور انبیاء کی صداقت کی نشانی بنا دیا کہ نصیحت حاصل کرنے والے اس سے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔حضرت قتادہ نے تَرَكْنٰهَا کی ضمیر سفینہ کی طرف راجع کی ہے۔اس وقت مطلب یہ ہوگا کہ کشتی کو ہم نے عبرت دلانے کیلئے باقی رکھا چنانچہ جزیرہ میں یا کوہ جودی پر وہ کشتی مدتِ دراز تک موجود رہی یہاں تک کہ اس امت کے دورِ اول کے بعض لوگوں نے بھی اس کو دیکھا تھا۔(مظہری) ۹ یعنی میرا عذاب اور میرا ڈرانا ان لوگوں کیلئے کیسا رہا جنہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا۔(صفوۃ التفاسیر)

يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿١٧﴾ كَذَّبَتْ عَادٌ

آسان کردیم قرآن برائے یاد کردن پس آیا ہست پند گیرندہ تکذیب کردند عاد

ہم نے قرآن کو یاد کرنے کیلئے آسان کیا تو کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا ۱ عاد نے جھٹلایا

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿١٨﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ

پس چگونہ بود عذاب من و بیم کردن من ہر آئنہ ما فرستادیم بر ایشاں

پس کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا ۲ بیشک ہم نے ان پر

رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿١٩﴾ تَنْزِعُ النَّاسَ

بادی جہند در روزِ شوم استحکام بافتہ بر کند قوم را

تیز ہوا بھیجی نحوست کے روز جو ان پر قائم رہی ۳ قوم کو اکھاڑتی ہے

كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴿٢٠﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿٢١﴾

گویا کہ ایشاں اعظم اجسام درخت خرما پس چگونہ بود عذاب من وبیم کردند من

گویا کہ وہ اکھڑے ہوئے کھجور کے تنے ہیں ۴ پس کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا ۵

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿٢٢﴾

و ہر آئنہ آسان کردیم قرآنرا برائے یاد کردن پس آیا ہست ہیچ پند گیرندہ

اور بیشک ہم نے قرآن کو یاد کرنے کیلئے آسان کیا تو کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا ٦

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿٢٣﴾ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا

تکذیب کرد ثمود بے بیم کردند من پس گفتند آیا آدمی از ما یگانہ

ثمود نے جھٹلایا میرے ڈرانے والے کو ۷ پس انھوں نے کہا کیا اپنے میں سے ایک آدمی کی

نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿٢٤﴾ ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ

پیروی کنیم او را ہر آئنہ ما آنوقت در گمراہی و جنوں آیا القا شد پند بر و

ہم پیروی کریں بیشک ہم اسوقت گمراہی اور جنون میں ہونگے ۸ کیا ان پر نصیحت القا کی گئی

۱ اس میں چند احتمالات ہیں (۱) قرآن کو حفظ کرنے کیلئے آسان کردیا۔ قرآن کے علاوہ کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جو مکمل طور پر یاد ہوجاتی ہو۔ اس وقت فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ کا معنی ہوگا ''ہے کوئی جو اس قرآن کو حفظ کرے اور اسے تلاوت کرے'' (۲) ہم نے نصیحت کیلئے اس قرآن کو آسان بنادیا اس حیثیت سے کہ اس میں ہر ایک حکمت موجود ہے (۳) ہم نے اس قرآن میں وہ خوبی رکھی ہے جس سے دل خود بخود معلق ہوجاتا ہے اور اس کی سماعت سے کانوں کو لذت حاصل ہوتی ہے (۴) اور یہ اظہر ہے نبی کریم ﷺ نے جب حضرت نوح علیہ السلام کے حال کا تذکرہ فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ یہ ان کا معجزہ تھا۔ اس کے جواب میں آپ سے کہا گیا کہ یہ قرآن آپ کا معجزہ ہے جسے ہم نے ہر ایک کیلئے آسان نصیحت بنایا جو ہر زمانے میں باطل کا معارضہ کرتا رہے گا۔ اس معجزہ کا کوئی ایک بھی انکار نہیں کر سکے گا جس طرح بعض لوگوں نے انشقاقِ قمر کا انکار کیا۔ (تفسیر کبیر)

۲ یعنی قوم ھود نے اپنے پیغمبر کو جھٹلایا (القرطبی)

۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس دن ان پر عذاب آیا جسے وہ لوگ منحوس سمجھتے تھے۔ زجاج کہتے ہیں کہ وہ بدھ کا دن تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مہینے کا آخری بدھ تھا جس میں ان کے چھوٹے اور بڑے سب کو ہلاک کردیا گیا (القرطبی)

۴ یعنی طوفان ان لوگوں کو ان کے گھروں سے اکھاڑ کر باہر لا کر سر کے بل پٹخ دیتا تھا کہ گردنیں ٹوٹ جاتی تھیں۔ بیضاوی نے لکھا ہے کہ لوگ پہاڑوں کی گھاٹیوں میں اور غاروں میں گھس گئے اور باہم چمٹ گئے لیکن طوفان ان کو وہاں سے بھی اکھاڑ لایا اور باہر لا کر زمین پر پٹک دیا کہ سب مر گئے۔ بغوی نے لکھا ہے کہ روایت میں آیا ہے کہ طوفان مُردوں کو قبروں سے اکھاڑ لایا تھا۔ (مظہری) کہا گیا ہے کہ لوگوں نے گڑھا کھودا اور پناہ کی غرض سے اس میں داخل ہوگئے لیکن ہوا نے ان لوگوں کو بھی وہاں سے نکال کر زمین پر اتنے زور سے پٹخا کہ انکی ہڈیاں چور چور ہوگئیں۔ پھر وہ گڑھا ایسے ہی رہ گیا جیسے کھجور کے درخت کی جڑ۔ (القرطبی) ۵ جو عذاب اس قوم پر اترا تھا اس کی ہولناکیوں کو بیان کرنے کی غرض سے فرمایا پس میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا؟ (صفوۃ التفاسیر) ٦ مؤمنین پر اللہ تعالیٰ کا جو فضل ہے اس کی تنبیہ کی غرض سے آیت کو دوبارہ بیان کیا۔ قرآن کریم کا آسانی سے حفظ ہوجانا اللہ تعالیٰ کے فضل میں سے ایک فضل ہے (صفوۃ التفاسیر) ۷ یعنی ثمود نے ان انذارات اور نصیحتوں کو جھٹلایا جس کے ذریعے ان کے نبی حضرت صالح علیہ السلام نے انھیں ڈرایا۔ (صفوۃ التفاسیر) ۸ یعنی ہم اپنی ہی جنس کے ایک بشر کی پیروی کریں جو فرشتہ نہیں ہے یا اپنی جماعت ہی کے ایک معمولی آدمی کی جس کو نہ مال پر ہم پر برتری حاصل ہے نہ مرتبہ میں۔ حضرت وہب نے سُعُر کا ترجمہ کیا ہے حق سے دوری، فراء نے اس کا ترجمہ کیا ہے جنون [حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمہ نے بھی اسکا ترجمہ جنون کیا ہے] حضرت قتادہ نے اسکا ترجمہ کیا ہے دکھ، دشواری اور عذاب۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کا ترجمہ کیا ہے عذاب۔ حضرت حسن نے شدتِ عذاب اس کا ترجمہ کیا ہے، بعض اہل لغت نے سعر کو سعیر کی جمع کہا ہے گویا ان کافروں نے حضرت صالح علیہ السلام کے قول کو الٹ دیا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے فرمایا تھا کہ اگر میری پیروی نہ کرو گے تو سیدھے راستے سے بھٹکتے رہو گے اور تم دہکتی عذاب میں جا پڑو گے انھوں نے اسی بات کو الٹ دیا اور کہا کہ اگر ہم تمہاری پیروی کریں گے تو گمراہی اور بھڑکتی آگ میں جا پڑیں گے۔ (مظہری)

مِنۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿٢٥﴾ سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا

از میان ما بلکه او دروغگو ستیزنده زود بدانید فردا

ہمارے درمیان میں سے بلکہ وہ جھوٹ کہنے والا لڑنے والا ہے ۱ کل بہت جلد جان لیں گے

مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿٢٦﴾ اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً

که دروغگو ستیزنده هر آئنه ما فرستادیم ناقه برای آزمایش

جھوٹ کہنے والا لڑنے والا (کون) ہے ۲ بیشک ہم نے اونٹنی بھیجی ان کی آزمائش

لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿٢٧﴾ وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌ

مر ایشانرا پس نگاهبان و صبر کن و خبر ده ایشانرا هر آئنه آب قسمت کرده

کیلئے پس ان کی نگہبانی کرو اور صبر کرو ۳ اور انھیں خبر دو کہ بیشک پانی تقسیم شدہ ہے

بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿٢٨﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى

میان ایشان هر نصیبی از آب حاضر کرده شده پس آواز داد یار خود را پس گرفتند

ان کے درمیان، ہر حصہ پانی میں سے (باری والے کیلئے) حاضر کیا ہوا ہے ۴ پس اپنے ساتھی کو آواز دی تو پکڑ کر

فَعَقَرَ ﴿٢٩﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿٣٠﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا

پس پے کشید او را پس چگونه عذاب من و بیم کردن من هر آئنه ما فرستادیم ما

اس کی کوچیں کاٹ دیئے ۵ پس کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا ۶ بیشک ہم نے

عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿٣١﴾ وَلَقَدْ

بر ایشاں یک صیحه پس بودند مانند گیاه درهم شکسته و هر آئنه

ان پر ایک چیخ بھیجی سو ہو گئے وہ سب ٹوٹی ہوئی گھاس کی طرح ۷ اور بیشک

يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿٣٢﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ

آسان کردیم قرآن برای یاد کردن پس آیا هست هیچ پند گیرنده دروغداشت قوم

ہم نے قرآن کو یاد کرنے کیلئے آسان کیا تو کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا ۸ جھٹلایا قوم

۱ یعنی وحی اور رسالت کیلئے تنہا ان کو ہی ہمارے درمیان خاص کیا حالانکہ ہم میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو ازروئے مال اور ازروئے حال ان سے بہتر ہیں۔ امام فخر الدین فرماتے ہیں کہ آیت میں اس جانب اشارہ ہے کہ وہ لوگ بطریقِ مبالغہ حضرت صالح علیہ السلام کو جھٹلاتے تھے۔ بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ: بلکہ وہ دعویٰ نبوت میں جھوٹے ہیں۔ کذب میں حد سے تجاوز کرنے والے ہیں، تکبر کرنے والے جو ہم پر بلندی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں نے کذاب کے ساتھ اشر کا لفظ اس لئے لگایا تا کہ ان کے دعویٰ نبوت کے چھوڑنے میں مبالغہ پیدا ہو جائے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۲ یعنی آخرت میں بہت جلد معلوم ہو جائیگا کہ کون الکذاب الاشر ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام یا ان کی وہ قوم جو مکذبین اور مجرمین ہیں۔ علامہ آلوسی آیت کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ بہت جلد معلوم ہو جائیگا کہ یہی لوگ جھوٹے اور اشر ہیں (صفوۃ التفاسیر)

۳ یعنی وہ اونٹنی جو پہاڑ کے پتھر سے برآمد ہوئی۔ مروی ہے کہ قوم نے جب حضرت صالح علیہ السلام سے نشانی کا مطالبہ کیا تو آپ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور دعا کی تو وہ پتھر جوان کی آنکھوں کے سامنے تھا پھٹنے لگا اور اس میں سے ایک حاملہ اونٹنی برآمد ہوگئی (القرطبی)

۴ یعنی یہ تقسیم آل ثمود اور ناقہ کے درمیان تھی۔ ایک دن پانی قوم کیلئے ہوتا اور ایک دن اس ناقہ کیلئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس روز پانی میں قوم کی باری ہوتی اس روز ناقہ اس میں پانی نہیں پیتی تھی اور جس روز اونٹنی کی باری ہوتی اس روز قوم اونٹنی کے دودھ کو پیتی گویا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک نعمت تھی جو اس قوم کو حاصل تھی۔ بَيْنَهُمْ: عرب کا قاعدہ تھا کہ جب وہ بنی آدم کی خبر بہائم کے ساتھ دیتے تو بنی آدم کے غلبہ کا اعتبار کرتے تھے اسی بناء پر بَيْنَهُمْ کہا گیا۔ مُحْتَضَرٌ: یعنی ناقہ اپنی باری کے روز پانی کی جگہ حاضر ہوتی اور جس روز پانی کی باری نہ ہوتی اس روز غائب رہتی۔ (القرطبی) ۵ پس قذار نے تلوار لے کر اونٹنی کو آلیا اور اس کو قتل کر دیا۔ (مظہری) ۶ یعنی کیا میرا عذاب سخت نہیں تھا۔ (صفوۃ التفاسیر) ۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ محتظر اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنی بکریوں کیلئے درختوں اور کانٹوں کا باڑہ بنالیتا ہے تا کہ درندوں سے بکریوں کی حفاظت ہو جائے اگر کوئی اس کا حصہ گر جاتا ہے اور بکریاں اسکو پامال کر دیتی اور روند ڈالتی ہیں اور اس کا چورا ہو جاتا ہے تو اس کو ھشیم کہتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ خشک درخت جس کا حظیرہ بنایا جاتا ہے ھشیم کہلاتا ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ خشک بھوسہ جو موسم سرما میں چوپایوں کے کھانے کیلئے لوگ جمع کر رکھتے ہیں ھشیم کہتے ہیں۔ حضرت قتادہ نے كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ کا معنی کیا ہے کھوکھلی، بوسیدہ، سوختہ ہڈیاں۔ حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ جو مٹی دیواروں سے جھڑ جاتی ہے یعنی نونی اس کو ھشیم کہتے ہیں۔ صَيْحَةً وَّاحِدَةً یعنی ایک چیخ جو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نکالی تھی۔ (مظہری) ابن زید کہتے ہیں کہ عرب ہر اس چیز کو جو تر ہو پھر خشک ہو جائے اسے ھشیم کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ سب ریزہ ریزہ ہو کر جوئی کی مثل ہو گئے تھے اس لئے ھشیم سے تشبیہ دی گئی۔ (القرطبی) ۸ یعنی قرآن کو حفظ اور نصیحت کیلئے آسان کر دیا پس ہے کوئی جو اس سے نصیحت حاصل کرے؟ (صفوۃ التفاسیر)

لُوْطٍ بِالنُّذُرِ ﴿٣٣﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ
لوط به بیم کردن من هر آئنه فرستادیم ما بر ایشاں بارانی تنگ مگر کسان
لوط نے میرے ڈرانے والوں کو ۱؎ بیشک ہم نے ان پر پتھر بھیجے سوائے لوط

لُوْطٍ ؕ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴿٣٤﴾ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ
لوط برہانیدیم ایشانرا بوقت سحر بانعامی از نزدیک ما اینچنیں جزا دہیم
کے گھر والوں کے، ہم نے انھیں سحر کے وقت نجات دی ۲؎ اپنے پاس کی نعمت سے، اسی طرح ہم بدلا دیتے ہیں

مَنْ شَكَرَ ﴿٣٥﴾ وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا
کسیکه شکر کرد و هر آئنه بیم کرد ایشانرا از گرفتن ما پس شک کردند
اسے جس نے شکر کیا ۳؎ اور بیشک ہم نے انھیں اپنی پکڑ سے ڈرایا تو انھوں نے شک کیا

بِالنُّذُرِ ﴿٣٦﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ
به بیم کردن من و هر آئنه غفلت دہند لوط را از مہمانان او پس کور کردیم
میرے ڈرانے میں ۴؎ اور بیشک انھوں نے لوط کو ان کے مہمانوں سے غافل کرنا چاہا تو ہم نے مسخ کر دیں

اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ
چشمہائے ایشاں پس بچشید عذاب من و بیم کردن من و هر آئنه بامداد کرد
انکی آنکھیں پس چکھو میرا عذاب اور میرا ڈرانا ۵؎ اور بیشک ان پر صبح

بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴿٣٨﴾ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿٣٩﴾
از اول روز عذاب قرار گرفته پس بچشید عذاب من و بیم کردن من
تڑکے، باقی رہنے والا عذاب آیا ۶؎ پس چکھو میرا عذاب اور میرا ڈرانا ۷؎

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿٤٠﴾ ع ٢ ١٨ ٩
و هر آئنه آسان کردیم قرآن برائے یاد کردن پس آیا هست هیچ پند گیرنده
اور بیشک ہم نے قرآن کو یاد کرنے کیلئے آسان کیا تو کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا ۸؎

۱؎ اب اللہ تعالیٰ دوسری قوم کے حال کو بیان کر رہا ہے اور وہ قوم لوط ہے (تفسیر کبیر)

۲؎ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا پس آپ نے اس قوم کے شہروں کو آسمان کی جانب اٹھا کر الٹ کر چھوڑ دیا جس سے سب کے سب ختم ہو گئے سوائے ان کے جو حضرت لوط علیہ السلام پر ایمان لائے (صفوۃ التفاسیر)

۳؎ یعنی لوط علیہ السلام پر جو ایمان لائے ان پر ہمارا یہ احسان رہا کہ ہم نے انھیں عذاب سے نجات دی۔ ہم اسی طرح ہر اس شخص کو بدلہ دیتے ہیں جو میری نعمتوں پر ایمان لاتا ہے اور میری اطاعت کرتا ہے (صفوۃ التفاسیر)

۴؎ یعنی حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو ہمارے عذاب سے ڈرایا تو قوم نے ان کے ڈرانے پر شک کیا (القرطبی)

۵؎ یعنی قوم والوں نے ان مہمانوں سے جو حقیقت میں فرشتے تھے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی ان میں شامل تھے لیکن لڑکوں کی شکل میں متشکل ہو کر آئے تھے، بدکاری کرنے کا ارادہ کیا حضرت لوط علیہ السلام سے کہا کہ تم ان مہمانوں کے معاملے میں کوئی تصرف نہ کرو ان کو ہمارے سپرد کر دو۔ اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کو قوم لوط پر کنکر یلے پتھر برسانے کیلئے بھیجا اور ہر پتھر کو ایک کافر کیلئے نامزد کر دیا جب قوم والوں نے نہ مانا اور حضرت لوط علیہ السلام کے گھر میں دروازہ توڑ کر گھس جانا چاہا تو فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے کہا ان کو اندر آنے دیجئے ہم آپ کے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں یہ لوگ ہم تک نہیں پہنچ پائیں گے چنانچہ وہ لوگ گھر کے اندر گھس آئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ لوط علیہ السلام نے مہمانوں سے آگے بڑھ کر دروازہ بند کر لیا اور دروازے کے اندر سے قوم سے جھگڑنے لگے تو وہ لوگ دیوار پھلانگ کر اندر آ گئے۔ ملائکہ نے جب لوط علیہ السلام کی حالت دیکھی تو کہا آپ پریشان نہ ہوں ہم آپ کے رب کے فرستادہ ہیں آپ تک ان کی رسائی نہیں ہو پائے گی چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام نے اپنے ایک پر کی پھچٹ ماری جب وہ اندھے ہو گئے ہر چند ادھر ادھر چکر کاٹتے اور گھومتے تھے لیکن دروازے کا راستہ نہیں ملتا تھا آخر حضرت لوط علیہ السلام نے خود ان کو اسی نابینائی کی حالت میں نکال کر باہر کر دیا آیت میں فَطَمَسْنَا اَعْيُنَهُمْ سے یہی مراد ہے فَطَمَسْنَا کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان کی آنکھوں کو بھی چہرے کی طرح سپاٹ کر دیا آنکھ کا شگاف بھی باقی نہ رہا۔ حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نگاہوں کو سلب کر لیا آنکھوں کے شگاف باقی تھے لیکن ان سے فرشتے دکھائی نہیں دیتے تھے کہنے لگے جس وقت گھر میں آئے تھے تو لڑکوں کو دیکھا تھا اب وہ کہاں غائب ہو گئے کہ دکھائی نہیں دیتے اسی حالت میں واپس چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی زبانی فرمایا کہ میرے اس عذاب کا جس سے میں نے لوط کی زبانی تم کو ڈرایا تھا اب اس کا مزہ چکھو۔ (مظہری) ۶؎ مستقر میں چند احتمالات ہیں (۱) ایسا عذاب جو ہٹنے والا نہیں اور نہ کوئی اس کو ہٹا سکتا ہے گویا کہ وہ عذاب اس میں قرار پا گیا (۲) بمعنی دائم پس جب وہ سب اس عذاب کے ذریعے ہلاک ہو گئے تو اب اس ہلاکت کے بعد جہنم کی طرف نقل کر دیا جائیگا گویا کہ وہ عذاب جو ان پر آیا وہ باقی رہا (۳) یعنی وہ عذاب جو ان کیلئے آیا غیر کی جانب نہیں بڑھا گویا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہاں ہی قرار پایا جہاں کیلئے اس کو بھیجا گیا تھا (تفسیر کبیر) ۷؎ یہ دوبارہ اس لئے فرمایا کہ عذاب بھی ان پر دو مرتبہ آیا ایک مرتبہ جب لوط علیہ السلام کے گھر میں گھس گئے تھے اور دوسری مرتبہ عام عذاب۔ (تفسیر کبیر) ۸؎ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اس آیت کا تکرار تنبیہ پر دلالت کر رہا ہے کہ ان واقعات میں نصیحت پنہاں ہے (صفوۃ التفاسیر)

وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا

و هر آئنه آمدند کسان فرعون و بیم کردن تکذیب کردند بآیات ما همه آنرا

اور بیشک آل فرعون کے پاس ڈرانے والے آئے ۱ انھوں نے ہماری تمام آیتوں کو جھٹلایا

فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ

پس گرفتیم ایشانرا گرفتن غالب توانا آیا کافران شما بهتر اند از

پس ہم نے انھیں پکڑا مضبوط توانا گرفت ۲ کیا تمہارے کافر بہتر ہیں

اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِى الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ

دوستان شما یا شما را براتی در کتابها آیا میگویند ما

تمہارے (ان) دوستوں سے یا کتابوں میں تمہارے لئے برأت (لکھا) ہے ۳ کیا وہ سب کہتے ہیں کہ ہم

جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾

همه یاری دهنده ایم زود هزیمت دهند همه و بر گردانند پشتها

سب مدد دیئے ہوئے ہیں ۴ بہت جلد سب کو بھگا دیا جائیگا اور پیٹھ پھیر دینگے ۵

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ﴿۴۶﴾

بلکه قیامت وعده گاه ایشانست و قیامت سخت باهوا تر و ملخ تر

بلکہ قیامت ان کی وعدہ گاہ ہے اور قیامت بہت ناگوار اور کڑوی چیز ہے ۶

اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِىْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِى

هر آئنه مجرمان در گمراهی اند و در عناد روزیکه کشیده شوند در

بیشک مجرمین گمراہی اور عناد میں ہیں ۷ جس روز گھسیٹے جائیں گے

النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَىْءٍ

آتش بر روزیهائے خود بچشید سوزن دوزخ هر آئنه ما همه چیز

اپنے چہرے پر آگ میں، (تو کہا جائیگا) چکھو دوزخ کا جلنا ۸ بیشک ہم نے ہر چیز

۱ آل فرعون سے قبطی مراد ہیں اور النذر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام مراد ہیں۔ (القرطبی)

۲ آیات سے مراد ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ احکام۔ حضرت صفان بن عسال رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا چلو اس نبی کے پاس چلیں۔ ساتھی نے کہا نبی نہ کہو اگر وہ سن لیگا کہ تم نے ان کو نبی کہا ہے تو ان کی چار آنکھیں ہو جائینگی۔ غرض دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نو واضح احکامات کے متعلق سوال کیا کہ وہ نو احکام کون سے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [نو احکام یہ تھے] کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ قرار دو، چوری نہ کرو، زنا نہ کرو، جس کو قتل کرنا اللہ نے حرام کیا اس کو ناحق قتل نہ کرو، کسی بے قصور کو حاکم کے پاس قتل کرانے کیلئے نہ لے جاؤ، جادو نہ کرو، سود نہ کھاؤ، کسی پاک دامن عورت پر تہمت نہ لگاؤ، جہاد کے معرکہ سے بھاگنے کیلئے پشت نہ پھیرو، اور اے یہودیو! ایک حکم تمہارے لئے خاص طور پر یہ تھا ہفتہ کے دن کی حرمت میں حد سے تجاوز نہ کرو۔ یہ سن کر دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چوم لئے اور بولے ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے نبی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر میری اتباع کرنے سے کیا چیز مانع ہے؟ کہنے لگے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ اے میرے رب! میری ہی نسل میں سے ہمیشہ نبی ہوتا رہے اور حضرت داؤد علیہ السلام کی دعا کا قبول ہونا یقینی ہے اور ہم کو یہ ڈر ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں گے تو یہودی ہم کو مار ڈالیں گے۔ (مظہری)

۳ یہ خطاب اہل مکہ سے ہے اور انھیں تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ تم سے پہلے جو کفار تھے وہ سب ہماری ہلاکت سے نہ بچ سکے تو تم میرے عذاب سے کیسے بچ سکتے ہو؟ آیت میں کفار کے حق میں جو خیر کا لفظ آیا ہے یہ ان کے زعم کے مطابق ہے ورنہ کفار کیلئے خیر کہاں! یا خیر سے مراد ہے وہ سب قوت میں تم سے زیادہ تھے اس کے باوجود میرے عذاب سے نہ بچ سکے (تفسیر کبیر) ۴ یعنی مضبوط محفوظ ہیں کوئی ہم تک پہنچنے کا ارادہ بھی نہیں کر سکتا، یا دشمنوں سے ہم انتقام لیتے اور غالب آتے ہیں کوئی ہم پر غالب نہیں آ سکتا۔ یا یہ مذہب ہے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کافروں نے بدر کے روز نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ کہا تھا (مظہری) ۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بدر کے روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ میں تھا آپ نے دعا کی اور کہا اے اللہ میں تجھے تیرے عہد اور وعدے کا واسطہ دیتا ہوں اگر تیری مشیت یہی ہے [کہ تیری عبادت نہ کی جائے تو] آج کے بعد تیری عبادت نہیں کی جائیگی [اگر مسلمانوں کو شکست ہوگئی تو تیری عبادت کرنے والا باقی ہی نہیں رہے گا] حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اپنے رب سے مانگنے پر بہت اصرار کر لیا اب بس کیجئے۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زرہ پہنے ہوئے اچھلتے ہوئے سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ کہتے ہوئے خیمہ سے باہر برآمد ہوئے مجھے اس وقت معلوم نہ ہوا کہ اس سے مراد آپکی کونسی جماعت تھی (بخاری) ۶ اس سے مراد قیامت کا دن ہے (القرطبی) ۷ بیشک مجرمین دنیا میں مخبوط الحواس اور حیرت میں ہیں اور آخرت میں بھڑکتی ہوئی آگ میں ہونگے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ بیشک مجرمین نقصان اور جنون میں ہیں (صفوۃ التفاسیر) ۸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مشرکین تقدیر کے مسئلہ پر جھگڑتے ہوئے آئے تو اللہ تعالیٰ نے آیات يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ تا بِقَدَرٍ نازل فرمائیں۔ (القرطبی)

خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ﴿٥٠﴾

بیا فریدیم او را باندازه و نیست فرمان ما مگر یک کلمه مانند نگریستن چشم

اسے اندازہ کے ساتھ پیدا کی ١ اور نہیں ہے میرا فرمان مگر ایک کلمہ جیسے آنکھ کا جھپکانا ٢

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿٥١﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ

و هر آئنه هلاک کردیم ما اشباه شما را پس آیا هست هیچ پند گیرنده و هر

اور بیشک ہم نے تمہارے ہم مشرب ہلاک کئے تو کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا ٣ اور ہر

فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ﴿٥٢﴾ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿٥٣﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ

چیزے که کردند در کتابها و هر خوردے و بزرگی نوشته شد

کام جو انھوں نے کیا کتابوں میں ہے ٤ اور ہر چھوٹی اور بڑی چیز لکھی ہوئی ہے ٥

فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ﴿٥٤﴾ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿٥٥﴾

هر آئنه پرهیزگاران در بوستانها و جوبها در جای پسندیده باشند نزدیک پادشاه توانا

بیشک پرہیزگار باغوں اور نہروں میں ہونگے ٦ پسندیدہ جگہ میں ہونگے زبردست بادشاہ کے حضور ٧

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ رحمٰن مکی ہے، اس میں ٧٨ آیات اور ٣ رکوع ہیں ٨

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

اَلرَّحْمٰنُ ﴿١﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ﴿٢﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ﴿٣﴾ عَلَّمَهُ

خداوند بخشایش بیاموخت قرآن بیافرید آدمیرا بیاموخت او را

رحمت والے نے ٩ قرآن سکھایا ١٠ انسان کو پیدا کیا ١١ اسے سکھایا

١ حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک اس امت کے مجوسی وہ لوگ ہیں جو اللہ کے اقتدار کو جھٹلاتے ہیں اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کیلئے مت جاؤ اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازہ پر حاضر نہ ہو اور اگر تمہاری ان سے ملاقات ہو جائے تو انھیں سلام نہ کرو۔ حضرت ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سے دو صنف ایسی ہیں کہ اسلام میں ان کیلئے کوئی حصہ نہیں ہے اہل رجاء اور قدریہ۔ حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قدریہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ خیر و شر ہمارے ہاتھوں میں ہیں میری شفاعت میں سے کوئی حصہ ان کیلئے نہیں ہے نہ میں ان میں سے ہوں اور نہ وہ مجھ سے ہیں (القرطبی)

٢ یعنی میرا فیصلہ مخلوق میں اس سرعت کے ساتھ ہے۔ (القرطبی)

٣ مطلب یہ ہے کہ اپنے جیسے گذشتہ کافروں کے حالات سے عبرت حاصل کرو اور نصیحت اندوز ہو جاؤ (مظہری)

٤ یعنی اہل مکلف جو کچھ کرتے ہیں اسکا اندراج کراماً کاتبین کے لکھے ہوئے اعمالناموں میں ہوتا ہے کوئی چھوٹی بڑی حرکت تحریر ہونے سے نہیں رہ جاتی اعمال ناموں میں سب کچھ لکھ دیا جاتا ہے اور قیامت کے دن اسی کے مطابق سزا جزا ہوگی (مظہری)

٥ یہ جملہ سابق جملہ کی تاکید و تائید ہے یا اول جملہ میں ملائکہ کے اعمال ناموں میں مندرج ہونا اور اس جملہ میں لوح محفوظ میں مکتوب ہونا مراد ہے۔ (مظہری)

٦ یعنی پانی، شراب، شہد اور دودھ کی نہریں۔ (القرطبی)

٧ یعنی ایسی مجلس جہاں نہ لغو ہو اور نہ گناہ اور جنت وہ ہے، یا مَقْعَدِ صِدْقٍ سے پسندیدہ مقام مراد ہے۔ امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے مقام کی صفت صدق کے لفظ سے کی ہے پس اس مقام پر اہل صدق ہی بیٹھیں گے۔ (مظہری) یہ سورت مکی ہے سوائے آیت یَسْئَلُهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے۔ اس میں ١٦٣٦ حروف اور ٣٥١ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) ٨ یہ سورت بھی دیگر مکی سورتوں کی طرح عقائد اسلامیہ کے اصول کے علاج کو بیان کر رہی ہے، یہ تمام سورتوں کے درمیان دلہن کی طرح ہے اسی بناء پر حدیث شریف میں وارد ہے کہ ہر شے کیلئے دلہن ہوتی ہے اور قرآن کی دلہن سورہ رحمٰن ہے، اس سورت کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی نعمت باہرہ سے، اس کے بعد کلام کو اس جانب پھیرا گیا کہ کائنات میں بہت ساری ایسی چیزیں موجود ہیں جو اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلالت کرتی ہیں، پھر قدرت باہرہ کی جانب کلام کو پھیرا گیا اس کے بعد یہ بتایا گیا کہ کائنات کی تمام چیزوں کو فنا ہے باقی رہنے والی ذات صرف اللہ کی ہے، پھر قیامت کی ہولناکیوں کو بیان کیا گیا اور مجرموں کے حالات بیان کئے گئے، پھر مؤمنین کے انعام و اکرام کا ذکر کیا گیا، اس سورت کا اختتام اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اکرام پر ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ٩ جب یہ کہا گیا کہ اُسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ یعنی رحمٰن کو سجدہ کرو تو کفار مکہ نے رحمٰن کا انکار کیا اور کہا کہ ہم یمامہ کے رحمٰن کے علاوہ کسی اور رحمٰن کو نہیں جانتے ہیں پس ان کے رد کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور انھیں بتایا کہ رحمٰن تو وہ ہے جس نے انسان کو علم سکھایا اور انسان کو پیدا کیا۔ واضح رہے کہ اس سورت میں فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ٣١ مرتبہ ہے۔ (صاوی) ١٠ یعنی قرآن سمجھایا۔ (صاوی) ١١ آیت میں انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت ہے۔ بعض نے کہا کہ اس سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں کیونکہ انسانِ کامل آپ ہی ہیں۔ (صاوی)

اَلْبَيَانَ ﴿٤﴾ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴿٥﴾ وَّالنَّجْمُ وَ

بیان کردن آں آفتاب و ماہ میروند بحساب مقرر و گیاہ بے ساق و

بیان کرنا ۱ سورج اور چاند مقرر حساب میں چلتے ہیں ۲ اور سبزہ بے تنا والا اور

الشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ﴿٦﴾ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ﴿٧﴾

گیاہ با ساق سجدہ میکنند و آسمان بلند کرد آنرا و بیافرید ترازو

سبزہ تنا والا سجدہ کرتے ہیں ۳ اور آسمان جسے بلند کیا اور ترازو بنائی ۴

اَلَّا تَطْغَوْا فِى الْمِيْزَانِ ﴿٨﴾ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ

آنکہ حد مگذرید در ترازو و برپا دارید سنجیدن را بعدل

یہ کہ ترازو میں حد سے نہ گذرو ۵ اور تول انصاف کے ساتھ قائم رکھو

وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ﴿٩﴾ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ﴿١٠﴾

و کم مکنید ترازو را و زمین بنا نہاد آنرا برائے مردمان

اور ترازو کو کم نہ کرو ۶ اور زمین اسے لوگوں کیلئے بنائی ۷

فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ﴿١١﴾ وَالْحَبُّ ذُو

دراں میوہا و خرمانیان خداوند غلافہا و دانہ خداوند

اس میں میوے اور کھجور غلاف والے ۸ اور دانہ

الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ﴿١٢﴾ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿١٣﴾

برگ خشک و ریحان پس بکدام از نعمتہائے پروردگار خود تکذیب میکنید

خشک پتے والے اور ریحان ۹ پس اپنے رب کی نعمتوں میں سے کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ۱۰

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿١٤﴾ وَخَلَقَ الْجَآنَّ

بیافرید آدمیرا از گل خشک مانند سفال پختہ و بیافرید جان

انسان کو خشک مٹی سے پیدا کیا جیسے پختہ ٹھیکری ۱۱ اور جن کو پیدا کیا

۱ یعنی ہر شے کا نام سکھایا' بعض نے کہا کہ تمام زبانیں سکھائیں' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن کیسان کہتے ہیں کہ یہاں انسان سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں اور بیان سے مراد حرام سے حلال اور ضلال سے ہدایت ہیں' بعض نے کہا کہ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ ہے اس لئے اولین وآخرین اور قیامت تک کا بیان ہے' حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ اس سے خیر شر کا بیان مراد ہے' ربیع بن انس کہتے ہیں کہ نفع نقصان کا بیان مراد ہے۔ (القرطبی)

۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سورج اور چاند حساب سے اپنے منازل میں چل رہے ہیں نافرمانی نہیں کرتے ہیں۔ (القرطبی)

۳ النجم سبیل والا پودا جو زمین میں پھیلتا ہے اور اس کا کھڑا ہونے والا تنہ نہیں ہوتا۔ الشجر تنے والا درخت جو موسم سرما میں بھی باقی رہتا ہے۔ مطلب یہ ہے یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور حکم کے تابع ہیں جیسے مکلّف انسان بالارادہ سجدہ کرتا ہے اسی طرح یہ بھی حکم کے تابع ہیں' بعض نے کہا کہ ان کے سجدہ کرنے سے مراد ہے ان کے سایہ کا سجدہ کرنا۔ (مظہری)

۴ یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمان کو اونچا بنایا۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ اس جگہ میزان سے عدل مراد ہے یعنی اللہ نے عدل قائم رکھنے کا حکم دیا اور سب کو عدل کا ذمہ دار بنایا اس طرح اس ساری کائنات کا انتظام ٹھیک ہو گیا۔ حضرت قتادہ اور حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ مقدار معلوم کرنے کا آلہ مراد ہے خواہ وزن کرنے کی ترازو ہو' یا ناپنے کا گز' یا مقدار پہچاننے کا کوئی اور آلہ۔ تعیین مقدار کے آلہ سے ہی لین دین میں انصاف کیا جاتا ہے۔ وزن کا لغوی معنی ہے اندازہ کرنا۔ (مظہری)

۵ یعنی اللہ تعالیٰ نے میزان قائم کردی تا کہ تم لوگ حق سے تجاوز نہ کرو۔ میزان کو قائم رکھو تا کہ کوئی کسی کی حق تلفی نہ کرے۔ (مظہری) ۶ یعنی ترازو سیدھی رکھو' حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زبان کے میزان کو عدل وانصاف کے ساتھ قائم رکھو' ابن عینیہ کہتے ہیں کہ اقامت کا تعلق ہاتھ سے ہے اور قسط کا تعلق دل سے' حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ رومی زبان میں قسط عدل کو کہتے ہیں' بعض نے کہا کہ یہ اقامتِ صلوٰۃ کی طرح ہے یعنی جس طرح نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنے کا حکم ہے اسی طرح بازاروں میں لوگوں کو ان کا تول وقت پر دینے کا حکم ہے۔ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ: یعنی ناپ تول میں کمی نہ کرو۔ حضرت قتادہ اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم! انصاف کرو جس طرح تم اپنے لئے انصاف کو پسند کرتے ہو اور تول پورا دو جس طرح تم اپنے لئے پورا تول لینا پسند کرتے ہو' بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ قیامت کے روز تمہاری نیکیوں کے تول میں کمی نہیں کی جائیگی اگر ایسا ہوا تو اس روز تمہیں حسرت ہوگی۔ (القرطبی) ۷ جاننا چاہیئے کہ زمین ہر اس کیلئے بچھائی گئی ہے جو اسپر ہے لیکن ذکر میں انسان کو خاص اس لئے فرمایا کہ انسان زمین سے زیادہ نفع حاصل کرتا ہے۔ انسان کی شان تو یہ ہے کہ یہ زمین سے نفع حاصل کرتا ہے' زمین کے اندر سے نفع حاصل کرتا ہے اور جو زمین کے اوپر ہے اس سے بھی نفع حاصل کرتا ہے (تفسیر کبیر) ۸ میوہ کی مختلف قسمیں ہیں جن کے رنگ' ذائقہ اور خوشبو الگ الگ ہیں (صفوۃ التفاسیر) ۹ اس میں دونوں کی بھی مختلف انواع ہیں جیسے گندم جَو وغیرہ۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۰ اس سورت میں جن وانس کو خطاب ہے کیونکہ پہلے للانام فرمایا تھا اسکے علاوہ ایها الثقلان بھی فرمایا ہے۔ بعض اہل علم نے فرمایا کہ صیغہ اگرچہ تثنیہ کا آیا ہے لیکن خطاب صرف انسانوں سے ہے (مظہری) ۱۱ صلصال: خشک مٹی جو کھن کھن بجتی ہو۔ الفخار: ٹھیکری آگ میں پکائی ہوئی کیچڑ یا گارا۔ (مظہری)

مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝۱۵ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۱۶

از زبانہ بے دود از آتش بکدام از نعمتہائے پروردگار خود تکذیب میکنید

بھڑکتی ہوئی بے دھواں آگ سے ۱ پس اپنے رب کی نعمتوں میں سے کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ۲

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۝۱۷ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا

پروردگار دو مشرق و پروردگار دو مغرب پس بکدام از نعمتہائے پروردگار خود

دو مشرق کا رب اور دو مغرب کا رب ۳ پس اپنے رب کی نعمتوں میں سے کونسی (نعمت کو)

تُكَذِّبٰنِ ۝۱۸ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۝۱۹ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ

تکذیب میکنید راہ داد دو دریا را بیکدیگر میان ایشاں فرزنی

جھٹلاؤ گے ۴ دو دریا کو راہ دی ایک دوسرے کے ساتھ ۵ ان کے درمیان ایک حجاب

لَّا يَبْغِيٰنِ ۝۲۰ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۲۱ يَخْرُجُ

نجویند بر یکدیگر پس بکدام از نعمتہائے پروردگار خود تکذیب میکنید بیروں آرد

کہ ایک دوسرے کی طرف نہیں بڑھ سکتے ۶ پس اپنے رب کی نعمتوں میں سے کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ۷ نکلتے ہیں

مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۝۲۲ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۲۳

از ایشاں مروارید و مرجان پس بکدام از نعمتہائے پروردگار خود تکذیب میکنید

ان میں سے مروارید اور مرجان ۸ پس اپنے رب کی نعمتوں میں سے کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ۹

وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝۲۴ فَبِاَيِّ

و مر او را راندن کشتیہا ست در دریا مانند کوہ ہا پس بکدام

اور اسی کیلئے ہے دریا میں پہاڑ جیسے کشتیوں کا چلانا ۱۰ پس اپنے

اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۲۵ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝۲۶ وَّ

از نعمتہائے پروردگار خود تکذیب میکنید ہر کہ بر روے زمین است فانی است و

رب کی نعمتوں میں سے کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ۱۱ جو بھی زمین پر ہے (سب) فانی ہے ۱۲ اور

تفسیر اظہار العرفان

۱ جنس جن کو' بعض نے کہا کہ جنات کا جو پدر اعلیٰ تھا اسکا نام الجان تھا' حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ ابلیس مراد ہے۔ مِنْ مَّارِجٍ: بھڑکتی ہوئی خالص بے دھواں آگ۔ (مظہری)

۲ ابو حیان کہتے ہیں کہ اس آیت میں تکرار تاکید وتنبیہ اور تحریک کی غرض سے ہے۔ ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ اختلافِ نعمت کی وجہ سے آیت میں تکرار ہے پس جب ایک نعمت کا بیان ہو جاتا ہے تو آیت کو دوبارہ ذکر کیا جاتا ہے (صفوۃ التفاسیر)

۳ یعنی ایک موسم گرما کا مطلع اور دوسرا موسم سرما کا۔ اسی طرح سردی گرمی دونوں موسموں کے دو مغرب۔ جاننا چاہیئے کہ اختلافِ مشارق ومغارب اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ اس سے ہوا میں اعتدال' فصلوں اور موسموں کا اختلاف اور ہر موسم کے مناسب مختلف احوال پیدا ہوتے ہیں۔ تفصیلی فوائد نا قابل بیان ہیں۔ (مظہری)

۴ یعنی اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت جو انسانی حصار سے باہر ہے کیونکر انکار کرو گے (صفوۃ التفاسیر)

۵ ایک شیریں اور دوسرا نمکین۔ (مظہری)

۶ دونوں میں سے کوئی اپنی حد سے آگے بڑھ کر دوسرے کی حد میں داخل ہو کر مخلوط نہیں ہو جاتا اور نہ وہ اپنی خاصیت وخصوصیت کو چھوڑتا ہے۔ حضرت قتادہ نے یہ مطلب بیان کیا کہ آدمیوں پر چڑھ نہیں آتے کہ ان کو غرق کر دیں' حضرت حسن کے نزدیک دو سمندروں سے مراد ہیں بحر روم اور بحر ہند حضرت قتادہ کے نزدیک بحر فارس اور بحر روم مراد ہیں اور برزخ سے مراد ہیں جزائر۔ حضرت مجاہد اور حضرت ضحاک کے نزدیک آسمانی اور زمینی سمندر مراد ہیں جو دونوں ہر سال آپس میں ملتے ہیں۔ (مظہری)

۷ پس تم کس نعمت کی بات کو جھٹلاؤ گے (صفوۃ التفاسیر)

۸ یعنی تمہارے لئے پانی سے لؤلؤ اور مرجان نکلتے ہیں جیسے مٹی سے دانے وغیرہ نکلتے ہیں۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ میٹھے پانی سے لؤلؤ نکلتا ہے' بعض نے کہا کہ دو سمندر ہیں ان میں ایک سے لؤلؤ اور دوسرے سے مرجان نکلتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ان میں سے ایک سمندر آسمان میں ہے اور ایک زمین میں ہے جب آسمان کا پانی زمین کے صدف پر پڑتا ہے تو اس سے لؤلؤ پیدا ہوتا ہے' بعض نے کہا کہ لؤلؤ وہاں سے نکلتا ہے جہاں میٹھے اور کھارے پانی کا ملاپ ہوتا ہے' حضرت ضحاک وغیرہ کہتے ہیں کہ لؤلؤ کا کبار لؤلؤ کہلاتا ہے اور اس کا صغار مرجان کہلاتا ہے۔ (القرطبی) ۹ پس اللہ کی نعمتوں میں سے کسے جھٹلاؤ گے (صفوۃ التفاسیر) ۱۰ حضرت قتادہ نے مُنْشَئٰت کا ترجمہ کیا ہے مخلوقات' وہ اس کلمہ کو انشاء سے ماخوذ مانتے ہیں۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ اس سے ابھری ہوئی کشتی مراد ہے' اخفش کہتے ہیں کہ اس سے وہ کشتی مراد ہے جو سمندر میں چل رہی ہو۔ روایت میں ہے کہ حضرت علی ؓ نے ایک چلتی ہوئی کشتی کو سمندر میں دیکھا تو کہا اس چلتی ہوئی کشتی کے رب کی قسم! میں نے عثمان کو قتل نہیں کیا اور نہ میں ان کے قتل کی جانب ذرہ برابر بھی مائل رہا۔ (القرطبی) ۱۱ اللہ کی نعمتوں میں سے کس نعمت کو جھٹلاؤ گے (صفوۃ التفاسیر) ۱۲ اس میں دو احتمال ہیں (۱) صحیح یہ ہے کہ عَلَيْهَا کی ضمیر ارض یعنی زمین کی جانب لوٹ رہی ہے (۲) یہ ضمیر جاریہ کی جانب لوٹ رہی ہے۔ سوال: ہر چیز کے فانی ہونے کے بیان سے کیا فائدہ حاصل ہو رہا ہے؟ جواب: پہلا فائدہ تو یہ ہے کہ انسان کو عبادت کی جانب رغبت دلانا۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ صبر کا حکم دیا جا رہا ہے' تیسرا فائدہ یہ ہے کہ جب اللہ کے سوا سب کچھ فانی ہے تو اس کے سوا کسی کو معبود نہیں بنانا چاہیئے۔ چوتھا فائدہ یہ ہے کہ انسان توحید میں حسن پیدا کرے اور شرک جلی وخفی ہر ایک کو چھوڑ دے۔ (تفسیر کبیر)

يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

باقی مانده ذات پروردگار تو خداوند بزرگی و برتر پس بکدام از نعمتہاء

تیرے رب کی ذات باقی ہے (جو) بزرگ اور برتر ہے ۱؎ پس اپنے رب کی نعمتوں

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

پروردگار خود تکذیب میکنید میخواہد او را ہر کہ در آسمانہا و زمین است

میں سے کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ۲؎ اسی سے سوال کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِىْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾

ہر روزے او در حالتی است پس بکدام از نعمتہاء پروردگار خود تکذیب میکنید

ہر روز وہ ایک شان میں ہے ۳؎ پس اپنے رب کی نعمتوں میں سے کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ۴؎

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾

زود حساب کنیم شما را اے جن و انس پس بکدام از نعمتہاء پروردگار خود تکذیب میکنید

جلد ہم تمہارا حساب کرینگے اے جن وانس ۵؎ پس اپنے رب کی نعمتوں میں سے کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ۶؎

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا

اے گروہ پریان و آدمیان اگر توانید آنکہ بیروں روید

اے گروہِ جن و انس! اگر تم طاقت رکھتے ہو کہ باہر نکل جاؤ

مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ

از کنارہاء آسمانہا و زمین پس بیروں روید بیروں نتوانید

آسمانوں اور زمین کے کناروں سے تو نکل جاؤ' باہر نہ نکلو گے

اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا

مگر بقہر پس بکدام از نعمتہاء پروردگار خود تکذیب میکنید فرستد بر شما

مگر قہر میں ۷؎ پس اپنے رب کی نعمتوں میں سے کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ۸؎ تم پر بھیجا جائیگا

۱؎ وَجْہٌ کا اطلاق ذات پر ہوتا ہے۔قرآن کریم میں ایک اور مقام پر ہے کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَهٗ یعنی اللہ کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ یہ اس بات پر دلالت ہے کہ باقی رہنے والی ذات صرف اللہ کی ہے' اور اگر وَجْہٌ کا معنی حق کیا جائے تو اس پر بھی کوئی اشکال نہیں ہے اس لئے کہ اس وقت معنی ہوگا کہ اللہ کی حقیقت کے سوا کوئی چیز بھی باقی رہنے والی نہیں۔ جاننا چاہیئے کہ لفظ وجہ کو ذات پر اطلاق کرنے میں حسن ہے کیونکہ یہ لوگوں کے عرف سے ماخوذ ہے اور عرف میں لفظ وجہ حقیقت انسان کیلئے ماخوذ ہے۔ کیا آپ کو نہیں معلوم کہ انسان جب کسی دوسرے انسان کا چہرہ دیکھ لیتا ہے تو کہتا ہے کہ میں نے اسکو دیکھ لیا اور اگر چہرہ کے علاوہ ہاتھ یا پاؤں دیکھے تو یہ نہیں کہا جاتا کہ میں نے فلاں کو دیکھ لیا۔ (تفسیر کبیر)

۲؎ پس اپنے رب کی نعمتوں میں کس نعمت کو جھٹلاؤ گے (صفوۃ التفاسیر)

۳؎ یعنی فرشتے' انسان اور جنات سب اپنی اپنی حاجتیں اللہ سے مانگتے ہیں۔ رزق' صحت' عافیت' توفیق عبادت' مغفرت اور نزول تجلیات وبرکات کے اسی سے طلب گار ہوتے ہیں ھُوَ فِیْ شَاْنٍ: یعنی اللہ ہمیشہ [ایک نئی] شان سے تجلّی فرماتا ہے کسی کو زندگی دیتا ہے کسی کی زندگی لے لیتا ہے کسی قوم کو عزت دیتا ہے' کسی کو ذلت' رزق دیتا ہے کسی کو زیادہ کسی کو کم' بیمار کو صحت مند اور تندرست کو بیمار کرتا ہے' مصیبت زدہ کی مصیبت دور کرتا ہے' سائل کو عطا کرتا ہے' مؤمن کے گناہ معاف کرتا ہے اور کافروں کو جہنم میں داخل کرتا ہے اور گونا گوں عذاب میں مبتلا کرتا ہے اور جو لوگ رب کی پیشی سے ڈرتے ہیں ان کی عزت افزائی کرتا ہے اور جنت میں داخل فرماتا ہے غرض جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ بھی اللہ کی شان ہے کہ گناہ معاف کرتا ہے مصیبت کو دور کرتا ہے کسی قوم کو اونچا کرتا ہے اور کسی کو نیچا۔ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ یہودی کہتے تھے کہ اللہ ہفتہ کے دن کوئی فیصلہ نہیں کرتا۔ ان کی تردید میں اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (مظہری) ۴؎ یعنی اللہ جو تمہارے سوال پورے کرتا ہے اور وقتاً فوقتاً پردۂ عدم سے میدانِ وجود میں چیزیں لا رہا ہے تم اس کی کون کون سے نعمت کے منکر ہو جاؤ گے (مظہری) ۵؎ الثقلین یعنی جن وانس۔ ان دونوں کو ثِقل یعنی بار کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جن وانس زندہ ہوں یا مردہ بہر صورت ان کا بار زمین پر ہی رہتا ہے۔ امام جعفر صادق نے فرمایا: یہ دونوں گناہوں کے بار سے لدے ہوئے ہوتے ہیں بعض نے کہا کہ انہی دونوں پر احکام تکلیفہ کا بار ہے۔ اہل معانی کہتے ہیں کہ جس چیز کی اہمیت اور بوقتِ تقابل وزن اور رفعتِ مرتبہ ہو اسکو ثقل کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابُ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ یعنی میں تمہارے درمیان دو ثِقل [اہم چیزیں] چھوڑنے والا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور اپنی اولاد۔ (مظہری) ۶؎ بعض نے کہا کہ عذاب سے ڈرانا بھی ایک نعمت ہے کیونکہ تہدید کی وجہ سے آدمی تکذیب سے باز آجاتا ہے (مظہری) ۷؎ حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم موت سے بھاگ سکتے ہو تو بھاگ جاؤ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ تم آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اگر بغیر دلیل کے اسے جان سکتے ہو تو جان لو لیکن اللہ تعالیٰ کی دلیل کے بغیر تم ہرگز ایسا نہیں کر سکتے ہو۔ (القرطبی) ۸؎ یعنی اللہ کی نعمتوں کی تکذیب نہ کرو' تکذیب موجب عذاب ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

زبانہ خالص از آتش و دود سیاہ پس نصرت نتوانید کرد پس بکدام از نعمتہاء

آگ کا خالص شعلہ اور سیاہ دھواں پس مدد نہ دے سکو گے ١ پس اپنے رب کی نعمتوں

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً

پروردگار خود تکذیب میکنید پس چوں شگافتہ شود آسمان پس گردد گل

میں سے کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ٢ پس جب آسمان پھٹ جائیگا تو پھول

كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾

مانندایم سرخ پس بکدام از نعمتہاء پروردگار خود تکذیب میکنید

جیسا خالص سرخ ہو جائیگا ٣ پس اپنے رب کی نعمتوں میں کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ٤

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾ فَبِاَیِّ

پس آنروز پرسیدہ نشوند از گناہان او آدمی و نہ پری پس بکدام

پس اس روز نہ پوچھے جائیں گے انکے گناہ آدمی سے نہ جن سے ٥ پس اپنے رب کی

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ

نعمتہاء پروردگار خود تکذیب میکنید شناختہ شوند کافران بعلامتِ ایشاں

نعمتوں میں سے کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ٦ کافرین اپنی علامت سے پہچانیں جائیں گے

فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

پس گرفتہ شوند بموے پیشانی و قدمہا پس بکدام نعمتہاء پروردگار خود

پس پیشانی کے بال اور ان کے قدم پکڑے جائیں گے ٧ پس اپنے رب کی نعمتوں میں سے کونسی

تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾

وقف لازم

تکذیب میکنید ایں دوزخ ست آنکہ تکذیب کرد باٰں مجرمان

(نعمت کو) جھٹلاؤ گے ٨ یہ وہ دوزخ ہے جسے مجرمین جھٹلاتے تھے ٩

١ یعنی اگر تم نکلے تو تم پر آگ کے شعلے بھیجے جائیں گے اور تمہیں ایسا عذاب آ کر پکڑ لیگا کہ تم بھاگنے سے عاجز ہو جاؤ گے۔ بعض نے کہا کہ یہ بھاگنے سے متعلق نہیں ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ نافرمانوں کیلئے جہنم کی آگ ہے، بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ اگر تم اپنے رب کی نعمتوں میں سے کسی نعمت کو جھٹلاؤ گے تو تم پر آگ کے شعلے برسائے جائیں گے۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ شواظ آگ کے ایسے شعلے کو کہتے ہیں جو شدتِ حرارت کے سبب سبزی مائل ہو گیا ہو، حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ اس دھواں کو کہتے ہیں جس سے شعلہ نکلتا ہو اور یہ لکڑی کا دھواں نہیں ہوتا ہے، بعض نے کہا کہ شواظ آگ اور دھواں دونوں کو کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نحاس اس دھواں کو کہتے ہیں جس میں شعلہ نہ ہو۔ (القرطبی)

٢ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ موجباتِ عذاب سے ڈرانا بھی ایک نعمت خداوندی ہے اس لئے موجباتِ عذاب سے اجتناب لازم ہے اور فرمانبردار و نافرمان کے معاوضہ میں [ثواب و عذاب کا] امتیاز بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے (مظہری)

٣ آسمان گلاب کے رنگ کی طرح اور گلابی گھوڑے کی طرح رنگ بدلے گا۔ بغوی نے لکھا ہے کہ ایسا سفید رنگ جو سرخی مائل یا زردی مائل ہو۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اس روز آسمان سبز ہو گا یا سرخی مائل ہو گا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آسمان رنگا رنگ ہو جائیگا کبھی اسکا رنگ تیل کی تلچھٹ کی طرح ہو گا اور کبھی سرخ جیسے سرخ نری یعنی سرخ چمڑا۔ (مظہری)

٤ [اس کی تفسیر گذر چکی ہے]

٥ یہ اس قول کی طرح ہے لَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ "مجرموں سے ان کے گناہ کے بارے میں پوچھا نہ جائیگا" جاننا چاہیئے کہ قیامت کا دن لمبا ہونے کی وجہ سے اس کے چند مواطن ہونگے۔ پس ان مواطن میں سے بعض میں گناہ کے بارے میں پوچھا جائیگا اور بعض میں نہیں پوچھا جائیگا۔ یہ قول حضرت عکرمہ کا ہے، بعض نے یہ مطلب بیان ہے کہ اہل نار جب جہنم میں قرار پالیں گے تو ان سے گناہ کے بارے میں نہ پوچھا جائیگا۔ حضرت حسن اور حضرت قتادہ یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے اس لئے نہیں پوچھے گا کہ ملائکہ نے ان کے گناہوں کو لکھ کر محفوظ کر لیا تھا اور اس لئے بھی کہ یہ لوگ اس روز اپنے چہروں کی علامتوں سے پہچانیں جائیں گے۔ (القرطبی) ٦ [اسکی تفسیر گذر چکی ہے] ٧ یہ ایک امکانی سوال کا جواب ہے سوال پیدا ہو سکتا تھا کہ جب مجرم انسان و جن سے اس کے جرم کے متعلق سوال ہی نہیں کیا جائیگا تو عذاب کے فرشتوں کو کیسے معلوم ہو گا کہ یہ مجرم ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عذاب کے فرشتے مجرموں کے چہرے دیکھ کر شناخت کر لیں گے ان کے چہرے سیاہ اور آنکھیں نیلی ہونگی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے جبرائیل نے اطلاع دی کہ اللہ نے فرمایا مسلمان کے مرنے کے وقت اور قبر کے اندر رہنے کے وقت اور قبر سے نکالے جانے کے وقت لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ باعثِ اُنس ہو گا اے محمد! ﷺ تم حیرت میں پڑ جاؤ گے جب دیکھو گے کہ لوگ سروں سے خاک جھاڑتے قبروں سے اٹھ رہے ہونگے ایک کہتا ہو گا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اسکا چہرہ گورا ہو گا دوسرا پکارے گا ہائے افسوس اللہ کے معاملے میں بڑا قصور کیا ایسے لوگوں کے چہرے کالے ہونگے (مظہری) ٨ [اسکی تفسیر گذر چکی ہے] ٩ یعنی مجرموں سے توبیخ کے طور پر کہا جائیگا کہ یہ ہے وہ جہنم جس کے وجود کا تم لوگ انکار کرتے تھے۔ آج یہ جہنم تمہارے سامنے حاضر ہے اور تم اسکا مشاہدہ کر رہے ہو۔ (صفوۃ التفاسیر)

يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ آنٍ ﴿٤٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ

طواف کنند میان دوزخ و میان آب نہایت گرم پس بکدام از نعمتہاء

دوزخ کے درمیان چکر لگائیں اور نہایت گرم پانی کے درمیان ۱ پس اپنے رب کی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٤٥﴾ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ ﴿٤٦﴾

پروردگار خود تکذیب میکنید و برائے ہر کہ ترسند از ایشاں پیش خدای دو بہشت است

نعمتوں میں سے کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ۲ اور اس کیلئے جو اپنے رب کے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرے دو جنتیں ہیں ۳

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٤٧﴾ ذَوَاتَا أَفْنَانٍ ﴿٤٨﴾ فَبِأَيِّ

پس بکدام از نعمتہاء پروردگار خود تکذیب میکنید دو بوستان خداوند شاخہا پس بکدام

پس اپنے رب کی نعمتوں میں سے کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ۴ دونوں باغ شاخوں والے ۵ پس اپنے رب

آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٤٩﴾ فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ ﴿٥٠﴾ فَبِأَيِّ

از نعمتہاء پروردگار خود تکذیب میکنید دریں دو باغ دو چشمہ میروند پس بکدام

کی نعمتوں میں سے کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ۶ اس دو باغ میں دو چشمے جاری ہیں ۷ پس اپنے رب

آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥١﴾ فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ ﴿٥٢﴾

از نعمتہاء پروردگار خود تکذیب میکنید ایں دو بہشت از ہر میوہ دو صنف

کی نعمتوں میں سے کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ۸ اس دو باغ میں ہر میوہ دو دو قسم کے ۹

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٣﴾ مُتَّكِئِينَ عَلَى فُرُشٍ

پس بکدام از نعمتہاء پروردگار خود تکذیب میکنید تکیہ زدہ باشند بر فرشی

پس اپنے رب کی نعمتوں میں سے کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ۱۰ تکیہ لگائے ہوئے بستر پر

بَطَائِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿٥٤﴾

استران از دیبای محکم و میوۂ درختان ایں دو باغ نزدیک بود

جنکا استر مضبوط دیباج کا اور ان دو باغوں میں میوہ کے درخت قریب ہونگے ۱۱

۱ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ کبھی حمیم کے درمیان چکر لگا رہے ہونگے اور کبھی جحیم کے درمیان چکر لگا رہے ہونگے۔ جحیم آگ ہے اور حمیم کھولتا ہوا پانی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، سعید بن کبیر اور سدی کہتے ہیں کہ ان گرمی کی انتہا کو کہتے ہیں، حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو جب سے بنایا اس وقت سے اسے پکا رہا ہے، حضرت کعب کہتے ہیں کہ یہ جہنم کی وادیوں میں سے ایک وادی ہے جہاں اہل نار کے پیپ جمع ہوتے ہیں اس وادی میں دوزخیوں کو ڈبویا جائیگا ان کا ایک ایک جوڑا کھڑا جائیگا پھر ان کو وادی سے نکالا جائیگا اور از سر نو ان کی جسمانی تخلیق کر کے دوزخ میں پھینک دیا جائیگا (القرطبی)

۲ [اسکی تفسیر گذر چکی ہے]

۳ اہل نار کے احوال کا ذکر ہوا تو اب نیکوکار کیلئے جو تیار کیا گیا ہے، اسکا ذکر ہو رہا ہے۔ رب کے حضور کھڑا ہونا، مطلب یہ ہے کہ حساب سے ڈرتا ہے اور معصیت کو چھوڑ دیتا ہے۔ حضرت مجاہد اور حضرت ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گناہوں کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو جاتے ہیں پھر معصیت کو چھوڑ دیتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اسکا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ ادائے فرض کے بعد اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتے ہیں۔ پس وہ شخص جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتا ہو اس کیلئے دو جنت ہیں۔ بعض نے کہا کہ ہر ڈرنے والے کیلئے دو جنتیں ہیں لیکن اول قول اظہر ہے۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ ایک جنت تو وہ ہوگی جو اس کیلئے پیدا کی گئی اور دوسری جنت وہ ہوگی جو اسے میراث کے طور پر دی جائیگی۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ جنت اس کیلئے گھر ہوگی اور دوسری جنت اس کی بیوی کیلئے گھر ہوگی جیسے دنیا کے رؤسا کرتے ہیں۔ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک جنت عدن ہوگی اور دوسری جنت نعیم۔ فراء کہتے ہیں کہ جنت ایک ہی ہوگی لیکن یہاں تثنیہ آخر آیت کی رعایت کے پیش نظر ہے۔ (القرطبی) ۴ [اسکی تفسیر گذر چکی ہے] ۵ یعنی نرم ٹہنی جو درخت کی شاخوں سے نکلتی ہے برگ و بار کی پیدائش اور درخت کی سایہ آفرینی ٹہنیوں سے ہوتی ہے۔ حضرت مجاہد اور کلبی نے افنان کا یہی معنی بیان کیا ہے۔ حضرت عکرمہ کہتے ہیں فنن ٹہنیوں کے اس سایہ کو کہتے ہیں جو باغ کی دیواروں پر پڑتا ہے۔ (مظہری) ۶ [اسکی تفسیر گذر چکی ہے] ۷ یعنی بہتے ہوئے بلندی کی جانب بہتے ہوئے یا نشیب کی جانب، جس طرف کو اہل جنت چاہیں گے اسی طرف کو چشمے نکلیں گے۔ آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دو جنتوں میں دو چشمے رواں ہونگے یا ہر ایک جنت میں دو چشمے ہونگے بلکہ مراد یہ ہے کہ ہر جنت میں دو قسم کے چشمے ہونگے خواہ سو ہوں یا ہزار یا اس سے کم و بیش۔ (مظہری) ۸ [اسکی تفسیر گذر چکی ہے] ۹ یعنی دو قسم کے، ایک وہ جو نادر ہوگی۔ بعض نے کہا کہ تر اور خشک میوے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جنت کے اندر جو چیزیں ہونگیں دنیا میں ان کے صرف نام ہی نام ہیں (مظہری) ۱۰ [اسکی تفسیر گذر چکی ہے] ۱۱ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم کو کپڑے کے استر کی اطلاع دی گئی ہے تو ظاہر کی کیا کیفیت ہوگی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تمہارے لئے بطائنها یعنی استر کی صفت اس لئے بیان کی گئی تا کہ تمہارے قلوب اس کی جانب ہدایت حاصل کریں اسکے ظاہر کے حسن کا عالم کیا ہوگا اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ (القرطبی)

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾ فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ

پس بکدام از نعمتہاء پروردگار خود تکذیب میکنید دریں دو بہشت کوتاہ چشمان

پس اپنے رب کی نعمتوں میں سے کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ١ ان دو باغوں میں نیچی نگاہوں والیاں

لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا

نسودہ باشد ایشانرا آدمی پیش از ایشاں و نہ جن پس بکدام از نعمتہاء پروردگار خود

نہ چھوا ہوگا انھیں اس سے پہلے کسی انسان نے اور نہ جن نے ٢ پس اپنے رب کی نعمتوں میں سے کونسی (نعمت کو)

تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ کَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

تکذیب میکنید گویا کہ ایشاں یاقوت است و مرجان پس بکدام از نعمتہاء

جھٹلاؤ گے ٣ گویا کہ وہ سب یاقوت اور مرجان ہیں ٤ پس اپنے رب کی نعمتوں میں سے

رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾

پروردگار خود تکذیب میکنید آیا جزا نیکی باشد مگر نیکی

کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ٥ نیکی کا بدلا کیا ہے مگر نیکی ٦

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾ وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾

پس بکدام از نعمتہاء پروردگار خود تکذیب میکنید و بجز ایں دو بوستان

پس اپنے رب کی نعمتوں میں سے کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ٧ اوران کے سوادو جنتیں ٨ پس اپنے رب کی نعمتوں

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۳﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

پس بکدام از نعمتہاء پروردگار خود تکذیب میکنید دو بہشت سبز کہ از بسیاہی پس بکدام از نعمتہاء

میں کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ٩ دو بہشت جو زیادہ سبزی سے سیاہی (کی جھلک) ١٠ پس اپنے رب کی نعمتوں میں

رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾ فَبِاَیِّ

پروردگار خود تکذیب میکنید دراں دو بہشت دو چشمہ جوشندہ پس بکدام

سے کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ١١ ان دو بہشت میں دو چشمے جوش مارتے ہوئے ١٢ پس اپنے رب

١ [اسکی تفسیر گذر چکی ہے]

٢ یعنی ایسی عورتیں جن کی نظریں اپنے شوہروں کے علاوہ کسی اور پر نہیں پڑیں گی۔ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ الخ: یعنی انسانوں میں سے عورتوں سے کسی انسان نے اور جنوں میں سے عورتوں سے کسی جن نے مباشرت نہیں کی ہوگی۔ یہ آیت دلالت کر رہی ہے کہ انسانوں کی طرح جن بھی جنس مخالف سے مباشرت کرتے ہیں۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ بسم اللہ پڑھے بغیر کوئی شخص جماع کرتا ہے تو اس کے عضو مخصوص پر کوئی شیطان لپٹ جاتا ہے اور اس کے ساتھ مل کر مباشرت کرتا ہے۔ (مظہری)

٣ [اسکی تفسیر گذر چکی ہے]

٤ بیہقی نے ابو صالح اور سدی کا قول نقل کیا ہے کہ موتیوں کی سفیدی اور یاقوت و مرجان کی صفائی۔ دوسرا قول آیا ہے جیسے سیپ کے اندر موتی شفاف ہوتے ہیں اور کسی کا ہاتھ ان موتیوں کو نہیں چھوتا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا اسکی شکلیں چودھویں کے چاند کی طرح ہوگی نہ وہ تھوکیں گے نہ ناک کی ریزش سنکیں گے نہ بول و براز کی ان کو ضرورت ہوگی۔ دوسری روایت میں آیا ہے کہ وہ بیمار نہیں ہونگے ان کے برتن اور کنگھے سونے اور چاندی کے ہونگے ان کی انگوٹھیاں موتی کی ہونگی' ان کا پسینہ مشک ہوگا ہر شخص کی دو بیویاں ہونگی جن کے حسن کی یہ حالت ہوگی کی پنڈلیوں کے اندر کا مغز باہر سے نظر آئیگا۔ اہل جنت میں باہم اختلاف اور بغض نہ ہوگا سب یکدل ہونگے صبح شام اللہ کی پاکی بیان کرنے میں مشغول ہونگے (مظہری)

٥ [اسکی تفسیر گذر چکی ہے]

٦ حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اسکا بدلہ جنت ہے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اور حضرت محمد ﷺ جو کچھ لے کر آئے اس پر عمل کیا اسکا بدلا جنت کے سوا کیا ہو سکتا ہے' بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ جس نے دنیا میں بھلائی کی آخرت میں اس کے ساتھ بھلائی کی جائیگی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی پھر فرمایا: جانتے ہو تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ صحابہ عرض گذار ہوئے اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس شخص کا سوائے جنت کے کیا بدلہ ہوگا جس پر میں نے توحید سے انعام کیا۔ (القرطبی) ٧ [اسکی تفسیر گذر چکی ہے] ٨ یعنی پہلے جن دو جنتوں کا ذکر گذر چکا ہے ان کے علاوہ مزید دو جنتیں ان کیلئے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اول دو جنت نخل یعنی کھجور اور شجر یعنی دیگر درختوں کی ہونگیں اور یہاں جن دو جنتوں کا ذکر ہے وہ کھیت اور بوٹیوں کی ہونگیں۔ حضرت ابن جریج کہتے ہیں کہ چار جنتیں ہونگیں ان میں سے دو سابقین ومقربین کیلئے اور دو اصحاب یمین کیلئے ہونگیں۔ ابن زید کہتے ہیں کہ اول کی دو جنت سونے کی ہونگیں جو مقربین کیلئے ہیں اور یہاں جن دو جنتوں کا ذکر ہے وہ چاندی کی ہونگیں جو اصحاب یمین کیلئے ہیں۔ (القرطبی) ٩ [اسکی تفسیر گذر چکی ہے] ١٠ سخت سبز ہونے کی بناء پر سیاہی مائل ہونگیں۔ (صفوۃ التفاسیر) ١١ [اسکی تفسیر گذر چکی ہے] ١٢ یعنی پانی کے ایسے دو فوارے ہونگے جو کبھی منقطع نہیں ہونگے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ پر مشک' عنبر اور کافور کے چھڑکاؤ کیے جا رہے ہونگے جیسے بارش چھڑکاؤ کرتی ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٧﴾ فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّ

از نعمتہاء پروردگار خود تکذیب میکنید دریں دو جنت میوہا و خرمانیان و

کی نعمتوں میں سے کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ۱ ان دو جنت میں میوے اور کھجوریں اور

رُمَّانٌ ﴿٦٨﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٩﴾ فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ

اشجار انار پس بکدام از نعمتہاء پروردگار خود تکذیب میکنید دریں چہار جنت بر گزیدہ

انار کے درخت ہیں ۲ پس اپنے رب کی نعمتوں میں سے کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ۳ ان چار جنتوں میں خوب سیرت

حِسَانٌ ﴿٧٠﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧١﴾ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ

نیکو است پس بکدام از نعمتہاء پروردگار خود تکذیب میکنید حورانند پنہاں شدہ

(و) خوبصورت (حوریں ہونگیں) ۴ پس اپنے رب کی نعمتوں میں سے کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ۵ حوریں چھپی ہوئیں

فِي الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٣﴾ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ

در خیمہ ہا پس بکدام از نعمتہاء پروردگار خود تکذیب میکنید نسودہ است ایشانرا

خیموں میں ۶ پس اپنے رب کی نعمتوں میں سے کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ۷ نہیں چھوا ہے اسے

اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿٧٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٥﴾

ہیچ آدمی پیش از ایشاں و نہ جن پس بکدام از نعمتہاء پروردگار خود تکذیب میکنید

اس سے پہلے کسی آدمی نے اور نہ جن نے ۸ پس اپنے رب کی نعمتوں میں سے کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ۹

مُتَّكِـِٔيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿٧٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

تکیہ زدہ باشند بر فرشہاء سبز بساطہا بغایت نیکو

تکیہ لگائے ہوئے سبز بچھونوں اور بہت خوبصورت چادروں پر ۱۰

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٧﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٧٨﴾

پس بکدام از نعمتہاء پروردگار خود تکذیب میکنید بر تر است نام پروردگار تو خداوند بزرگ و بر تر

پس اپنے رب کی نعمتوں میں سے کونسی (نعمت کو) جھٹلاؤ گے ۱۱ تیرے رب کا نام بابرکت ہے بزرگ اور برتر والا ۱۲

۱ [اسکی تفسیر گذر چکی ہے]

۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جنت کے کھجور کے درختوں کے تنے زمرد کے اور پتے سونے کے ہونگے۔ ان کے ریشوں سے اہل جنت کے لباس اور جوڑے بنائے جائیں گے۔ ان کے پھل مٹکوں یا ڈولوں کے برابر ہونگے دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھے اور مکھن سے زیادہ نرم ہونگے ان کے اندر گٹھلی نہیں ہوگی ان ہی سے مروی ہے کہ جنت کے ایک چھوارے کی لمبائی بارہ ہاتھ ہوگی اور اس کے اندر گٹھلی نہیں ہوگی۔ جنت کے ایک انار کے گرداگرد بہت سے آدمی جمع ہو کر سب مل کر اسکو کھائیں گے اگر کھانے کیلئے کسی کی زبان پر کسی چیز کا ذکر آجائیگا تو فوراً وہ چیز مل جائیگی۔ (مظہری)

۳ [اسکی تفسیر گذر چکی ہے]

۴ زہری اور قتادہ کہتے ہیں کہ خیرات سے اخلاق مراد ہیں اور حسان سے ان کے چہروں کی خوبصورتی مراد ہیں۔ حضرت ابو صالح کہتے ہیں کہ وہ سب دوشیزہ اور باکرہ ہونگیں۔ جاننا چاہیئے کہ ان میں اختلاف ہے کہ حور عین زیادہ خوبصورت ہونگیں یا دنیوی بیویاں زیادہ خوبصورت ہونگیں۔ بعض نے کہا کہ حوریں زیادہ خوبصورت ہونگیں اس لئے کہ قرآن وحدیث میں ان کی صفات کا بیان ہے اور جنازہ میں پڑھی جانے والی دعاؤں میں سے ایک دعا میں ہے کہ وَاَبْدِلْهُ زَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهٖ" اور تو اس کیلئے اسکی بیوی سے بہتر بیوی بدل دے''، بعض نے کہا کہ دنیوی بیویاں حور عین سے ستر ہزار گنا زیادہ خوبصورت ہونگیں، بعض نے کہا کہ قرآن کریم میں جن حور عین کا ذکر ہے وہ مومنہ عورتیں ہیں جو نبیوں اور صالح مؤمنین کے نکاح میں تھیں۔ اللہ تعالیٰ آخرت میں ان عورتوں کو سب سے اچھی صورت میں پیدا فرمائیگا، لیکن مشہور یہ ہے کہ حور عین اہل دنیا کی عورتوں میں سے نہیں ہونگیں بلکہ جنتی مخلوقات میں سے ہونگیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ ''ان سے انس وجن میں سے کسی نے بھی اس سے پہلے نہ چھوا ہوگا'' جبکہ دنیا کی اکثر عورتیں شادی شدہ ہونگیں۔ (القرطبی) ۵ [اسکی تفسیر گذر چکی ہے] ۶ حور اس عورت کو کہتے ہیں کہ جس کی آنکھیں خوب سیاہ ہوں اور سفیدی بجائے خود خوب سفید اور سیاہی بجائے خود خوب سیاہ ہو اور پلک چمکدار ہوں اور پلکوں کے گرداگرد سفیدی ہو اور بدن گورا ہو، یا پوری آنکھ ہرن کی طرح چمکیلی سیاہ ہو، ایسی آنکھ انسان کی نہیں ہوتی۔ مجازاً اسکا استعمال عورتوں کیلئے کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حور عین کی بدنی ساخت زعفران سے کی گئی ہے۔ حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر حور عین سمندر میں تھوک دے تو تو اس کے لعاب دہن کی شیرینی سے سمندر میٹھا ہو جائے۔ (مظہری) ۷ [اسکی تفسیر گذر چکی ہے] ۸ یعنی ان حور عین سے نہ کسی انسان نے جماع کیا ہوگا اور نہ کسی جن نے (صفوۃ التفاسیر) ۹ [اسکی تفسیر گذر چکی ہے] ۱۰ محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں کہ رفرف سے مراد بستر ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رفرف جنت کا ایک باغ ہے۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ ریشمی چادر کو عبقری کہتے ہیں (القرطبی) ۱۱ [اسکی تفسیر گذر چکی ہے] ۱۲ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی سورت میں جب دنیوی نعمتوں کے بیان کو ختم فرمایا تو اس جگہ بھی ارشاد ہوا وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ الخ جب اخری نعمتوں کا بیان ختم ہوا تو ارشاد ہوا تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ الخ ترتیب اس لئے ہے کہ آخرت کی نعمت فنا ہونے والی نہیں ہے بلکہ باقی اور دائمی ہے۔ (تفسیر کبیر)

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ واقعہ مکی ہے اس میں ۹۶ آیات اور ۳ رکوع ہیں ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشنده مهربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ① لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ② خَافِضَةٌ

چوں واقع قیامت نیست وقوع آنرا دروغی فرو برنده

جب واقع ہو گی قیامت ۲ اسکے وقوع کو کوئی جھٹلانے والا نہیں ۳ پست کرنے والی

رَّافِعَةٌ ③ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ④ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ

بردارنده چوں جنبانیده شود زمین جنبانیدنی و رانده و رانده شوند کوه ها

بلند کرنے والی ۴ جب زمین تھر تھرا کر ہلے گی ۵ اور پہاڑ چلائے جائیں گے

بَسًّا ⑤ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ⑥ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ⑦

ریزه کردنی پس باشد غباری منتشر گشته و باشید شما اصناف سه گانه

ریزہ ریزہ کر کے ۶ پس ہو جائیں گے بکھرے ہوئے غبار کی طرح ۷ اور تم تین اصناف ہو جاؤ گے ۸

فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ⑧ وَاَصْحٰبُ

پس اصحاب دست راست چه اند یاران دست راست و یاران

پس سیدھے ہاتھ والے کون ہیں سیدھے ہاتھ والے ۹ اور

الْمَشْئَمَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ⑨ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ⑩

دست چپ چه اند یاران دست چپ و بیشی گرفتگان بر همه پیشی گرفته

الٹے ہاتھ والے کون ہیں الٹے ہاتھ والے ۱۰ اور سبقت لینے والے تمام سبقت لئے ہوئے ہیں ۱۱

وقف لازم

۱ سوائے آیت وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ الخ کے یہ سورت مکی ہے، اس میں ۱۷۰۳ حروف اور ۳۹۸ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) یہ سورت قیامت کے دن کے احوال، اس کی ہولناکیوں اور لوگوں کی تین اقسام پر مشتمل ہے، ہر فریق کے ٹھکانوں کے بارے میں اس میں کلام ہے، اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلائل دیئے گئے ہیں اور انسان، نباتات، پانی کے اتارنے وغیرہ سے متعلق کلام بھی ہے، اس سورت کا اختتام بھی اصناف ثلاثہ یعنی اہل سعادت، اہل شقاوت اور سابقون پر ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جو شخص ہر شب سورہ واقعہ پڑھے گا اسکو کبھی فاقہ نہیں ستائے گا۔ حضرت ابو ظبیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں آپ کا وصال ہوا تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ عیادت کیلئے تشریف لائے۔ آپ نے پوچھا: اے عبداللہ! تمہیں کیا شکایت ہے؟ فرمایا: اپنے گناہوں کی۔ آپ نے پوچھا کیا خواہش رکھتے ہو؟ فرمایا: اپنے رب کی رحمت کی۔ فرمایا: کیا میں آپ کو طبیب یعنی علاج کرانے کا حکم نہ دوں؟ فرمایا: میرے طبیب ہی نے تو مجھے بیمار کیا۔ فرمایا: کیا میں آپ کیلئے عطیہ کا حکم صادر نہ کروں۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔ حضرت عثمان نے فرمایا کہ وہ عطیہ آپ کے بعد آپ کی لڑکیوں کیلئے ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنی لڑکیوں کیلئے فقر سے ڈرتا ہوں اس لئے میں نے انھیں حکم دیا کہ روزانہ رات میں سورہ واقعہ پڑھا کریں۔ اس لئے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص ہر شب سورہ واقعہ پڑھے گا اس کو کبھی فاقہ نہیں ستائے گا (صفوۃ التفاسیر) ۲ یعنی وہ قیامت جب قائم ہو جائے جس کا واقع ہونا ضروری ہے۔ علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ قیامت کو واقعہ اس لئے کہا گیا ہے کہ اسکا وقوع متحقق ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ الواقعہ قیامت کے دیگر ناموں میں سے ایک نام ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۳ یعنی وقوعِ قیامت کو کوئی جان جھٹلا نہیں سکتی اس لئے کہ اس روز اپنی آنکھوں سے عذاب کا مشاہدہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ ''پس جب انھوں نے ہمارے عذاب کو دیکھ لیا تو کہا ہم ایک اللہ پر ایمان لائے''۔ (صفوۃ التفاسیر) ۴ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ ایک گروہ کو اللہ کے عذاب میں ڈال کر ذلیل کیا جائیگا اور ایک گروہ کو اللہ کی اطاعت کے بدلے بلند کیا جائیگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے دشمنوں کو جہنم میں ڈال کر پست و ذلیل کیا جائیگا اور اللہ کے دوستوں کو جنت میں بلند کیا جائیگا (القرطبی) ۵ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ زمین اس طرح ہلنے لگے گی جس طرح بچہ جھولے میں ہلتا ہے یہاں تک کہ زمین پر جو کچھ بھی ہے وہ سب منہدم ہو جائیگا اور پہاڑ وغیرہ ریزہ ریزہ ہو جائینگے۔ (القرطبی) ۶ حضرت حسن کہتے ہیں کہ پہاڑوں کو اس طرح جڑ سے اکھاڑ دیا جائیگا (القرطبی) ۷ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پہاڑ اس طرح ریزہ ریزہ ہو کر اڑیں گے جیسے سواری کے ٹاپ سے لگ کر گرد و غبار۔ (القرطبی) ۸ یعنی اس روز تم تین قسموں پر ہو گے (تفسیر کبیر) ۹ یہ اہل جنت کا ایک گروہ ہے چونکہ ان کے نامہ اعمال سیدھے ہاتھ میں دیئے جائیں گے اس لئے ان کو اصحاب میمنہ کہتے ہیں (تفسیر کبیر) ۱۰ اس گروہ کو دوزخ کی جانب لے جایا جائیگا (مظہری) ۱۱ گروہ انبیاء ایمان اور اطاعت خداوندی میں سب کے پیشوا اور سب سے آگے ہیں (مظہری)

أُولَٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ⑪ فِي جَنّٰتِ النَّعِيمِ ⑫ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ⑬

آنگروه نزدیک شدگان در بوستانہا با نعمت گروہی از پیشینان

وہی گروہ مقرب ہیں ۱ نعمت کے باغوں میں ۲ اگلوں میں سے ایک گروہ ۳

وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ⑭ عَلَىٰ سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ ⑮ مُّتَّكِئِينَ

و اندک اند از پسینان بر تختہاء بافتہ بزر تکیہ زدہ باشند

اور پچھلوں میں سے تھوڑے ۴ جڑے ہوئے تختوں پر ۵ تکیہ لگائے ہوئے

عَلَيْهَا مُتَقَابِلِينَ ⑯ يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ⑰

براں رو بروے یکدیگر میگردند بر ایشاں کودکان جاوید ماندگان

ہونگے ان پر ایک دوسرے کے رو برو ۶ ان پر ہمیشہ رہنے والے لڑکے چکر لگائیں گے ۷

بِأَكْوَابٍ وَّأَبَارِيقَ ۙ وَكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ⑱ لَّا يُصَدَّعُونَ

بکوز ہا و ابریق ہا و پیالہ از شراب درد سر نکشند

کوزے اور آفتابے اور شراب کے پیالے کیساتھ ۸ درد سر نہ ہو گا

عَنْهَا وَلَا يُنزِفُونَ ⑲ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ⑳ وَلَحْمِ طَيْرٍ

ازاں و نہ بے ہوش شوند و بمیوہا ازانچہ اختیار کنند و بگوشت مرغان

اس سے اور نہ بے ہوش ہونگے ۹ اور میوے جسے وہ پسند کریں ۱۰ اور پرندوں کے گوشت

مِّمَّا يَشْتَهُونَ ㉑ وَحُورٌ عِينٌ ㉒ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ㉓

ازانچہ آرزو برند و زنان کشادہ چشم مانند مروارید پوشیدہ

جس کی وہ آرزو کریں ۱۱ اور بڑی آنکھ والی عورتیں ۱۲ جیسے چھپے ہوئے مروارید ۱۳

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ㉔ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا

پاداش بآنچہ بودند میکردند نشوند دراں بیہودہ و نہ

بدلہ (اسکا) جو وہ سب کرتے تھے ۱۴ نہ سنیں گے اس میں بے ہودہ اور نہ

تفسیر اظہار العرفان

۱ یعنی یہی لوگ اللہ کے قریب' اسکے عرش کے سایہ میں اور اسکی شرافت کے گھر میں ہونگے (صفوۃ التفاسیر)

۲ یعنی ہمیشہ کی جنتوں میں جن میں نعمتیں دی جائینگی (صفوۃ التفاسیر)

۳ اولین سے مراد ہیں صدر اول کے مسلمان یعنی تینوں قرون صحابہ' تابعین اور تبع تابعین۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کا بہترین قرن میرا قرن ہے یعنی دور صحابہ' پھر وہ لوگ ہیں جو میرے قرن والوں سے متصل ہیں یعنی تابعین' پھر وہ لوگ جو قرن دوئم سے متصل ہیں یعنی تبع تابعین۔ ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو بغیر طلب شہادت کے گواہیاں دینگے' امانت دار نہیں ہونگے' نذر مانیں گے مگر نذر پوری نہیں کرینگے (مظہری)

۴ آخرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو ۱۰۰۰ھ کے بعد ہوئے۔ اکثر مفسرین کا قول ہے کہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ سے مراد ہیں وہ تمام امتیں جو حضرت آدم علیہ السلام سے رسول اللہ ﷺ کے عہدِ نبوت تک گذریں اور قَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ سے امت محمد یہ مراد ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم پسند کرو گے کہ اہل جنت میں تم ایک چوتھائی ہو' ہم نے عرض کیا جی ہاں' فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں امید کرتا ہوں [کل' جنتیوں میں تم آدھے ہو گے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہونگیں۔ ۸۰ تمہاری اور ۴۰ باقی امتوں میں سے۔ (مظہری)

۵ یعنی سابقون جنت میں جڑے ہوئے تختوں پر بیٹھیں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ تخت سونے کے بنے ہونگے۔ حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ موتی اور یاقوت ان میں جڑے ہونگے۔ (القرطبی) ۶ یعنی ایک دوسرے کے سامنے اس طرح بیٹھے ہوئے ہونگے کہ ایک دوسرے کی گردنیں نہیں دیکھیں گے۔ یہ مؤمن' اس کی بیوی اور اہل وعیال کے بارے میں ہے۔ کلبی کہتے ہیں کہ ہر تخت کی لمبائی تین سو ہاتھ ہوگی جب بندہ اس پر بیٹھنے کا ارادہ کریگا تو خود بخود جھک جائیگا اور جب بندہ اس پر بیٹھ جائیگا تو خود بخود بلند ہو جائیگا (القرطبی) ۷ یعنی ایسے لڑکے خدمتگار ہونگے جنہیں موت نہیں آئیگی' کلبی یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ نہ وہ لڑکے بھاگیں گے اور نہ ان میں کوئی تبدیلی آئیگی۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ وہ سب لڑکے ایک عمر کے ہونگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن بصری کہتے ہیں کہ یہاں آیت میں ولدان سے ولدان مسلمین مراد ہیں جو بچپن ہی میں انتقال کر گئے ہوں ان کے پاس نہ کوئی نیکی ہوگی اور نہ کوئی گناہ۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مشرکین کے بچے ہونگے جنہیں اہل جنت کے خدام بنائے جائیں گے (القرطبی) ۸ اکواب' کوب کی جمع ہے کوب وہ آبخورہ جس کا منہ گول اور اس کا قبضہ نہ ہو' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اکواب چاندی کی گھڑیاں۔ اَبَارِيقَ: آفتابے یعنی لوٹے جن کے قبضے ہوتے ہیں رنگ کی صفائی اور چمک کی وجہ سے ان کو اباریق کہا گیا۔ (مظہری) ۹ شراب پینے سے درد سر ہو جاتا ہے لیکن جنت کی شراب سے درد سر پیدا نہ ہوگا۔ (مظہری) ۱۰ یعنی وہ میوے جنہیں تم پسند کرو گے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۱ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کے اندر تم جس پرندہ کو دیکھ کر اسکی خواہش کرو گے وہ فوراً بھنا ہوا تمہارے سامنے آجائیگا (مظہری) ۱۲ یعنی ان نعمتوں میں سے ایک نعمت جنت میں حور عین ہونگیں (صفوۃ التفاسیر) ۱۳ مطلب یہ ہے کہ ان کی خوبصورتی میں کمی نہ ہوگی (صفوۃ التفاسیر) ۱۴ یعنی یہ ان کے عمل صالح کا بدلہ ہوگا۔ (صفوۃ التفاسیر)

تَاْثِيْمًا ﴿٢٥﴾ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿٢٦﴾ وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَآ

سخنی مگر کہ موقب بزہ سخنی پیوستہ سلام گویند و یاران دست راست چہ ماند

غلط بات ۱ مگر کلام کے ساتھ سلام ملا کر کہیں گے ۲ اور سیدھے ہاتھ والے کیسے ہونگے

اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ﴿٢٧﴾ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿٢٨﴾ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ﴿٢٩﴾

یاران دست راست در زیر درخت بے خار و درخت موز بود

سیدھے ہاتھ والے ۳ بے کانٹوں کے درخت کے سایہ میں ۴ اور کیلوں کے درخت میں ہونگے ۵

وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ﴿٣٠﴾ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ﴿٣١﴾ وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ﴿٣٢﴾

و سایہ کشیدہ و آب ریزان و میوہاء بسیار

اور پھیلے ہوئے سائے ٦ اور بہنے والے پانی ۷ اور بہت سے میوے ۸

لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ﴿٣٣﴾ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ﴿٣٤﴾ اِنَّآ

نہ بریدہ شدہ و نہ منع کردہ شدہ و گستردنیہاء بلندہ ہر آئنہ ما

نہ کٹے ہوئے اور نہ روکے ہوئے ۹ اور بلند بچھونے ۱۰ بیشک ہم نے

اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿٣٥﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴿٣٦﴾ عُرُبًا اَتْرَابًا ﴿٣٧﴾ لِّاَصْحٰبِ

بیافریدیم ایشانرا آفریدنی پس گردانیدیم ایشانرا دو شیزہ دستان آن برائے یاران

انھیں پیدا کیا ۱۱ پس ہم نے انھیں دوشیزہ بنایا ۱۲ محبت والی ہم عمر ہیں ۱۳ سیدھے

الْيَمِيْنِ ﴿٣٨﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٣٩﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿٤٠﴾ وَ

دست راست گروہی از پشینان و گروہی از پسینان و

ہاتھ والوں کیلئے ۱۴ ایک گروہ اگلوں سے ۱۵ اور ایک گروہ پچھلوں سے ۱٦ اور

اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿٤١﴾ فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ﴿٤٢﴾

یاران دست چپ چہ اند یاران چپ آتش سوزان و آب گرم

الٹے ہاتھ والے کیا ہیں الٹے ہاتھ والے (کیلئے) ۱۷ جلانے والی آگ اور گرم پانی میں ۱۸

ع ٤٠ / ١٤

۱ اب اللہ تعالیٰ جنت میں ان کے کمالِ نعمت کی خبر دے رہا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جنت میں وہ لوگ باطل اور جھوٹ نہ سنیں گے (صفوۃ التفاسیر)

۲ اہل جنت ایک دوسرے کو سلام سلام کہیں گے' ایک دوسرے کو سلام کا تحفہ دینگے ان کے درمیان سلام عام ہوگا (صفوۃ التفاسیر)

۳ اب یہاں سے اللہ تعالیٰ صفت ثانی یعنی اصحاب یمین کے احوال کو بیان فرمارہا ہے (صفوۃ التفاسیر)

۴ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اللہ نے قرآن میں ایسے درخت کا ذکر کیا جس [کے چھونے اور چبھنے] سے آدمی کو تکلیف ہوتی ہے۔ فرمایا وہ کونسا درخت ہے؟ اعرابی نے عرض کیا بیری کا درخت' جس کے کانٹے ہوتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ نے فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ فرمایا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس کے کانٹے کو توڑ دیگا اور ہر کانٹے کی جگہ ایک پھل پیدا کر دیگا پھر ہر پھل پھٹ کر اس سے بہتر رنگ کے کھانے برآمد ہونگے اور کوئی رنگ دوسرے رنگ سے مشابہ نہیں ہوگا (مظہری)

۵ قاموس میں ہے طلح ایک بڑا درخت اور کیلے کا درخت ہے۔ بیضاوی میں ہے کہ طلح کیلا یا کیکر کا درخت ہے۔ (مظہری)

٦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں گھڑ سوار سو برس چلنے کے بعد بھی اس کو طے نہ کر سکے گا اگر تم اس کا ثبوت چاہتے ہو تو پڑھو وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ۔ (مظہری)

۷ یعنی بغیر گڑھے کے ہموار زمین پر بہے گا اور اس کی روانی کبھی منقطع نہیں ہوگی (مظہری) ۸ یعنی وہ میوے کم نہ ہونگے بلکہ وافر مقدار میں ہونگے (القرطبی) ۹ جس طرح موسم گرما کے پھل موسم سرما میں منقطع ہوجاتے ہیں اور موسم سرما کے پھل موسم گرما میں منقطع ہوجاتے ہیں جنت میں ایسا نہیں ہوگا (القرطبی)

۱۰ بعض نے کہا کہ یہاں فُرُشٌ جنتی عورتوں سے کنایہ ہیں (القرطبی) ۱۱ یعنی ہم نے ان حوروں کو بغیر ولادت کے پیدا کیا' بعض نے کہا کہ اس سے بنی آدم کی عورتیں مراد ہیں۔ اس وقت آیت کا مطلب ہوگا کہ ہم نے ان عورتوں کو نئے سرے سے پیدا کیا اور انھیں حال شباب اور حسن کی جانب لوٹایا (القرطبی) ۱۲ حضرت میتب بن شریک کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا کی بوڑھی عورتوں کو اللہ تعالیٰ نئی تخلیق کے ساتھ جوان فرمائیگا جب ان کے شوہران کے پاس آئیں گے انھیں جوان پائیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ بات سنی تو کہا: وا وجعاهُ: نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: جنت میں کوئی تکلیف نہیں ہوگی (القرطبی) ۱۳ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا والوں میں سے جو کوئی بچپن میں مر جائیں گے یا بوڑھے ہوکر۔ اس کو دوبارہ ۳۳ برس کا کر کے جنت میں داخل کیا جائیگا اس سے زیادہ کبھی بھی نہ ہونگے اور دوزخی بھی ایسے ہی ہونگے (مظہری) ۱۴ یعنی یہ باکرہ عورتیں اصحاب یمین کیلئے ہونگیں تاکہ جنت میں وہ ان سے لذت حاصل کرسکیں۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۵ یہ گذری ہوئیں امتوں کی جماعت ہے (صفوۃ التفاسیر) ۱٦ یہ امت محمدیہ کی جماعت ہے (صفوۃ التفاسیر) ۱۷ اب یہاں سے اہل نار کے منازل بیان ہورہے ہیں۔ انھیں اصحاب شمال اسلئے کہا جاتا ہے کہ ان کا نامۂ اعمال ان کے الٹے ہاتھ میں دیا جائیگا (القرطبی) ۱۸ سموم ایسی گرم ہوا کو کہتے ہیں جو بدن کے مسام میں داخل ہوجاتی ہے لیکن یہاں اس سے مراد آگ ہے۔ حمیم انتہائی گرم پانی کو کہتے ہیں جو جسم میں داخل ہوکر دل وکلیجی کو جلا ڈالے گا یہ ان کو پینے کیلئے دیا جائیگا (القرطبی)

وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ﴿٤٣﴾ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ﴿٤٤﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ

و سایہ از دود سیاہ خنک نیست و نہ سود رسانیدہ ایشاں بودند پیش ازیں

اور سیاہ دھوئیں کا سایہ ١ نہ ٹھنڈا اور نہ فائدہ پہنچانے والا ٢ اور وہ سب اس سے پہلے

مُتْرَفِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ﴿٤٦﴾ وَكَانُوْا

بناز و نعمت و بودند اصرار مینمودند بر گناہ بزرگ و بودند

ناز و نعمت میں تھے ٣ اور وہ سب بڑے گناہ پر اصرار ظاہر کرتے تھے ٤ اور

يَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿٤٧﴾

میگویند آیا چوں بمیریم و بودیم خاک و استخوانہا آیا ما بر انگیختگانیم

کہتے تھے جب ہم مر جائیں اور ہم اور ہماری ہڈیاں مٹی ہو جائیں تو کیا ہم اٹھائے جائیں گے ٥

اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿٤٨﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ﴿٤٩﴾

آیا پدران پیشیں ما بگو ہر آئنہ پیشینان و پسینان

کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی ٦ آپ فرما دیجئے اگلے اور پچھلے ٧

لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٥٠﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا

البتہ جمع کنندگانند تا وقت روز مقرر پس ہر آئنہ شما اے

ضرور ہم جمع کئے جائینگے مقرر روز کے وقت تک ٨ پھر بیشک تم اے

الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿٥١﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿٥٢﴾

گمراہان تکذیب کنندگان ہر آئنہ خورندگانید از درخت زقوم

گمراہو! جھٹلانے والو! ٩ ضرور زقوم کے درخت سے کھاؤ گے ١٠

فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿٥٣﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿٥٤﴾

پس پُر کنندگانید ازاں شکمہا پس آشامیدگانند براں از آب گرم

پس اس سے پیٹ بھرو گے ١١ اور اس پر گرم پانی پیو گے ١٢

تفسیر اظہار العرفان

١ یعنی گرم ہوا سے تنگ ہو کر سائے کی طرف بھاگیں گے جس طرح اہل دنیا گرمی سے تنگ آ کر سائے کی جانب جاتے ہیں۔ اہل جہنم، جہنم میں سخت سیاہ دھواں پائیں گے۔ ابن زید کہتے ہیں کہ یحموم جہنم میں ایک پہاڑ ہے جہاں اہل جہنم سایہ کی غرض سے جائیں گے (القرطبی)

٢ لیکن انھیں وہاں بھی گرمی ہی ملے گی اس لئے کہ وہ جہنم کی آگ کا دھواں ہے۔ وَلَا كَرِيْمٍ: یعنی پینے کے واسطے میٹھا پانی نہ ہوگا۔ حضرت سعید بن میتب کہتے ہیں کہ جہنم میں کوئی اچھا منظر نہ ہوگا۔ پس ہر وہ چیز جس میں خیر نہ ہو وہ کریم نہ ہوگی۔ (القرطبی)

٣ اس آیت میں یہ بیان ہو رہا ہے کہ یہ لوگ اس عذاب کے مستحق کیوں ہیں۔ یہ لوگ دنیا میں مختلف لذتوں اور شہوتوں میں تھے (صفوۃ التفاسیر)

٤ یعنی وہ لوگ بڑے گناہ پر ڈٹے رہے اور وہ اللہ کیساتھ شرک ہے۔ مفسرین کرام کہتے ہیں کہ اصرار کا لفظ دلالت کر رہا ہے کہ وہ سب معصیت پر ڈٹے ہوئے تھے۔ حنث بڑے گناہ کو کہتے ہیں یہاں اس سے مراد کفر ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے (صفوۃ التفاسیر)

٥ مطلب یہ ہے کہ کیا جب ہمارے گوشت مٹی ہو جائیں گے اور ہماری ہڈیاں گل سڑ جائیں گی، اسکے بعد بھی ہم اٹھائے جائیں گے؟ یہ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے سے انکار کی ایک صورت ہے (صفوۃ التفاسیر)

٦ اس آیت میں ان کے انکار کی تاکید کا بیان ہے اور ان کے انکار کے مبالغہ کا بیان ہے مطلب یہ ہے کہ کیا ہمارے وہ آباء و اجداد جو بہت پہلے مر کر مٹی میں مل گئے وہ بھی دوبارہ اٹھائے جائیں گے؟ (صفوۃ التفاسیر)

٧ اے محمد! (ﷺ) آپ فرما دیجئے تمام خلائق جو پہلے گذر چکی اور جو آئندہ آئیں گے ان سب کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائیگا (صفوۃ التفاسیر) ٨ ان سب کو حساب و کتاب کیلئے ایک مقررہ وقت پر جمع کیا جائیگا (صفوۃ التفاسیر) ٩ یعنی اے ہدایت سے بھٹکے ہوئے اور دوبارہ اٹھائے جانے کو جھٹلانے والو۔ (القرطبی) ١٠ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ زقوم کے درخت سے اگر ایک قطرہ دنیا کے سمندروں میں ٹپکا دیا جائے تو تمام دنیا کی معاش تباہ ہو جائے پھر ان لوگوں کا کیا ہوگا جن کی غذا ہی زقوم ہوگا۔ عمرو خولانی کہتے ہیں کہ ہم کو اطلاع ملی ہے کہ آدمی درخت زقوم کا جتنا حصہ نوچے گا اتنا ہی حصہ اس کے بدن کا بھی نوچ لیا جائیگا۔ (مظہری) زقوم ذائقہ میں کڑوا، چھونے میں گرم، بو میں انتہائی بدبودار اور دیکھنے میں سخت سیاہ، حلق سے نیچے نہیں اترے گا (تفسیر کبیر) ١١ اس آیت میں مزید ان کے عذاب کو بیان کیا جا رہا ہے۔ آیت میں بطون کا لفظ دو احتمال رکھتا ہے (١) یہ جمع کے مقابلے میں جمع ہو اس وقت مطلب یہ ہوگا کہ تم میں سے ہر ایک اپنے پیٹ کو بھرنے کی کوشش کریگا [لیکن اسکا پیٹ نہیں بھرے گا] (٢) تم میں سے ہر ایک اپنے بطون بھرنے کی کوشش کریگا اس وقت آیت کا مطلب ہوگا کہ تم میں سے ہر ایک آنتوں کے بطون بھرنے کی کوشش کریگا۔ ان میں سے اول معنی اظہر ہے اور ثانی معنی عذاب و وعید کیلئے [ابلغ] ہے (تفسیر کبیر) ١٢ یعنی زقوم کھانے کے بعد جب پیٹ میں تکلیف اور سخت پیاس لگے گی تو یہ لوگ پانی کی جانب بھاگیں گے پس اس وقت انھیں سخت گرم پانی پینے کیلئے ملے گا۔ کہا جاتا ہے کہ اس وقت یہ لوگ اسی گرم پانی کو اس طرح پینے لگیں گے جس طرح کوئی پیاسا اونٹ پانی پیتا ہے [سخت گرم پانی پینے کے بعد ان کی تکلیف میں مزید اضافہ ہو جائیگا] (تفسیر کبیر)

فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۵۶﴾ نَحْنُ

پس آشامیدگانند آشامیدن شتر پیشکش ایشانست روز قیامت ما

پس اونٹ کے پینے (کی طرح) پینے والے ہونگے ۱ ان کی مہمانی ہے قیامت کے دن ۲ ہم

خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿۵۸﴾ ءَاَنْتُمْ

بیا فریدیم شما را چرا نہ باور دارید آیا خبر دہید شما آں آبے کہ میریزید آیا شما

نے تمہیں پیدا کیا پس کیوں نہیں تصدیق کرتے ۳ کیا تمہیں معلوم ہے وہ پانی جسے گراتے ہو ۴ کیا تم

تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ

می آفرید آنرا یا مائیم آفریدگار ما تقدیر کردیم میان شما مرگ

اسے پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرنے والے ہیں ۵ ہم نے تمہارے درمیان موت مقدر کی

وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۶۰﴾ عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَ

و نیستیم ما پیشی گرفتہ شدہ بر آنکہ تندیل کنیم مانند شما و

اور ہم عاجز کئے ہوئے نہیں ۶ اس پر کہ ہم تم جیسی اور (مخلوق) پیدا کریں اور

نُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى

بیافرینیم شما را آنچہ نمیدانید و ہر آئینہ دانستید شما آفرینش اول

ہم تمہیں (ایسا) کر دیں جس کا تمہیں علم بھی نہیں ۷ اور بیشک تمہیں پہلی پیدائش معلوم ہے

فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۳﴾ ءَاَنْتُمْ

پس چرا نہ پند گیرند آیا خبر نمائید از آنچہ کشت کنید آیا شما رویانید آنرا

پس نصیحت کیوں نہیں پکڑتے ہو ۸ کیا تمہیں معلوم ہے جو تم کھیتی کرتے ہو ۹ کیا تم اسے اگاتے ہو

تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا

یا ما رویانیدہ ایم اگر خواہیم ہر آئینہ گردانیدیم آنرا گیاہی

یا ہم اگانے والے ہیں ۱۰ اگر ہم چاہیں تو اسے بھوسا کر دیں

تفسیر اظہار العرفان

۱ بعض مفسرین کہتے ہیں الھیم ان اونٹوں کو کہتے ہیں جن کو پیاس کی بیماری لگ جاتی ہے کتنا ہی پانی پی لیں سیرابی نہیں ہوتی، آخر مر جاتے ہیں۔ حضرت ضحاک کہتے ہیں الھیم نرم اور ریتلی زمین کو کہتے ہیں (مظہری)

۲ نزل طعام مہمانی کو کہتے ہیں یہاں یہ لفظ بطور استہزاء استعمال کیا گیا ہے جیسے فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ میں بَشِّرْ کا لفظ استہزائیہ ہے کیونکہ عذاب الیم حقیقت میں خوشخبری نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ سب سے پہلا کھانا ہوگا جو ان کو ملے گا جو مستقل کھانا ملے گا اس کا تو ذکر ہی کیا (مظہری)

۳ بس تم دوبارہ اٹھائے جانے کی تصدیق کیوں نہیں کرتے ہو؟ اس لئے کہ دوبارہ اٹھائے جانا پہلی پیدائش کی طرح ہے، بعض نے یہ مطلب بیان کئے کہ ہم نے تمہارے لئے رزق پیدا کئے پس تصدیق کیوں نہیں کرتے ہو، وہی رزق تمہارا کھانا ہے تم مانو یا نہ مانو۔ (القرطبی)

۴ یعنی جس منی کو تم عورتوں کے رحموں میں پہنچاتے ہو۔ (القرطبی)

۵ کیا اس سے انسان کی شکل تم بناتے ہو یا ان شکلوں کو بنانے والے ہم ہیں؟ یہ ان لوگوں پر حجت ہے اور پہلی آیت کیلئے بیان ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب تم نے اقرار کیا کہ تم سب کا پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے تو اس کا بھی اعتراف کرو کہ وہی تمہیں دوبارہ بھی پیدا کریگا۔ (القرطبی)

۶ یعنی ہم نے تمہارے درمیان موت کا فیصلہ کیا۔ حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ اس فیصلے میں اہل آسمان اور زمین برابر ہیں۔ اس میں امیر و غریب اور نیکوکار اور گناہگار سب برابر ہیں (صفوۃ التفاسیر)

۷ یعنی ہم اس پر قادر ہیں کہ تمہاری جگہ کسی ایسی قوم کو لے آئیں جو تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریگی۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَ يَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ: "اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور نئی مخلوق لے آئے" وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ: یعنی ہم عاجزین میں سے نہیں کہ ہم تمہیں قیامت کے روز دوبارہ پیدا نہ کرسکیں۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ وہ تمہیں ہلاک کرے اور یہ کہ دوبارہ پیدا کرے اور یہ کہ قیامت کے روز تمہیں اٹھائے۔ (صفوۃ التفاسیر) جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں لفظ جمع استعمال فرمایا [مثلاً نحن خلقنا، نحن الخالقون، نحن قدرنا، نبدل وغیرہ] اس سے اپنی ذات، اپنے صفات اور اپنے اسماء کی جانب اشارہ فرمایا۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۔اسی طرح اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ ۔اور جب لفظ مفرد سے اپنے بارے میں خبر دے تو اس سے ذات مطلقہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنِّيْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ یہ دونوں جمع اور واحد کی صورت اس وقت ہے جب قائل یا مخبر اللہ تعالیٰ ہو، اگر قائل بندہ ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ یوں کہے اَنْتَ يَا رَبِّ [واحد کے صیغہ کے ساتھ] اَنْتُمْ یعنی جمع کے ساتھ نہ کہے کیونکہ اس سے شرک کا ابہام پیدا ہوتا ہے جو کہ توحید کے منافی ہے۔ اسی بناء پر کہا جاتا ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (روح البیان) ۸ حضرت ضحاک اور حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اس سے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش مراد ہے۔ (القرطبی) ۹ یہ ایک دوسری دلیل ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم زمین میں بیج ڈالتے ہو تو کیا اس بیج سے پودے تم نکالتے ہو یا ہم نکالتے ہیں؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایک ہرگز یہ نہ کہے کہ میں نے زراعت کی بلکہ کہے کہ میں نے کھیتی کی اس لئے کہ زارع اللہ تعالیٰ ہے (القرطبی) ۱۰ یعنی اللہ تعالیٰ اگاتا ہے (صفوۃ التفاسیر)

تفسیر اظہار العرفان

فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ﴿٦٥﴾ إِنَّا لَمُغْرَمُونَ ﴿٦٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿٦٧﴾

پس باشید اندوہناک ہر آئنہ ما تاوان زدگانیم بلکہ ما بے بہرہ ایم

پس تم غمگین ہو جاؤ گے ۱ بیشک ہم تاوان والے ہو گئے ۲ بلکہ ہم محروم ہو گئے ۳

أَفَرَءَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ﴿٦٨﴾ ءَأَنتُمْ أَنزَلْتُمُوهُ مِنَ

آیا خبر دہید از آبے کہ می آشامیدید آیا شما فرستادید آنرا از

کیا تمہیں معلوم ہے وہ پانی جسے تم پیتے ہو ۴ کیا تم اسے اتارتے ہو

الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنزِلُونَ ﴿٦٩﴾ لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا

ابر سفید یا ما فرستندہ ایم اگر خواہیم گردانیم آنرا آب تلخ

سفید بادل سے یا ہم اتارنے والے ہیں ۵ اگر ہم چاہیں تو اسے کھارا پانی کر دیں

فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ﴿٧٠﴾ أَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ ﴿٧١﴾ ءَأَنتُمْ

پس چرا شکر نمی گوئید آیا اختیار کنید ازاں آتشیکہ بیروں آرید آیا شما

پس شکر کیوں نہیں کرتے ۶ کیا تم بتاؤ گے اس آگ کے بارے میں جسکو تم روشن کرتے ہو ۷ کیا تم نے

أَنشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا أَمْ نَحْنُ الْمُنشِئُونَ ﴿٧٢﴾ نَحْنُ جَعَلْنَاهَا

بیافریدید درخت آتش را یا ما آفرینندہ ایم ما گردانیدیم آنرا

آگ کے درخت کو پیدا کیا یا ہم پیدا کرنے والے ہیں ۸ ہم نے اسے بنایا

تَذْكِرَةً وَمَتَاعًا لِّلْمُقْوِينَ ﴿٧٣﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿٧٤﴾

یاد کردنی و بر خور داری برائے مسافران پس تنزیہہ کن بنام پروردگار تو بزرگست

یادگار اور مسافروں کیلئے فائدہ ۹ پس پاکی بیان کیجئے اپنے عظمت والے رب کے نام کی ۱۰

فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ ﴿٧٥﴾ وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ ﴿٧٦﴾

پس سوگند یاد کنم بمواقع نجوم و آں سو گندیست اگر دانید بزرگست

پس میں قسم فرماتا ہوں تاروں کے ڈوبنے کی جگہوں کی ۱۱ اور وہ ایک بڑی قسم ہے اگر تم سمجھو ۱۲

۱ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ حطام وہ تنکے جس میں گیہوں نہ ہوں، بعض نے کہ کہ وہ بھوسا جو کسی غذائی کام نہ دے۔ تَفَكَّهُونَ: یعنی کھیتی پر نازل ہونے والی آفت سے تم تعجب میں پڑ جاتے ہو، بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ اپنی محنت اور کھیتی پر صرف ہونے والے روپیہ پر پشیمان ہوتے ہو، حضرت حسن یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اس گناہ پر پشیمان ہوتے ہو جو اس سزا کا موجب ہوا۔ حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ تم ایک دوسرے کو باہم ملامت کرتے ہو، ابن کیسان نے یہ مطلب بیان کیا کہ تم غمگین ہو جاتے ہو (مظہری)

۲ یعنی کہتے ہیں کہ برباد ہو گئے۔ ہم نے جو کچھ خرچ کیا تھا تباہ ہو گیا۔ مغرم اس شخص کو کہتے ہیں جس کا مال بیکار چلا جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ ہم عذاب میں آ گئے (مظہری)

۳ بلکہ ہم تو رزق سے بھی محروم ہو گئے، یہ کلام سابق سے اعراض ہے یعنی مال کا نقصان تو سہل تھا اب تو رزق سے بھی محروم ہو گئے جس سے بھوکے مر جانے کا اندیشہ ہے (مظہری)

۴ تا کہ تمہاری جانوں کو بخشے اور تمہیں پیاس میں تسکین دے۔ جاننا چاہیئے کہ پینا چونکہ کھانے کے بعد ہوتا ہے اس لئے اس سے پہلی آیت میں کھانے کا ذکر ہوا اور اب اس کے بعد پینے کا ذکر ہو رہا ہے (القرطبی)

۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت مجاہد وغیرہ کہتے ہیں کہ آیت میں مزن سے سحاب یعنی بادل مراد ہے، حضرت ثوری کہتے ہیں کہ اس سے آسمان مراد ہے، ابوزید کہتے ہیں کہ مزن سفید بادل کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب تمہیں معلوم ہے کہ بارش ہم نازل کرتے ہیں تو تم میرا شکر کیوں نہیں ادا کرتے ہو اور اخلاص کے ساتھ میری عبادت کیوں نہیں کرتے ہو، مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا انکار کر کے میری قدرت کا کیوں انکار کرتے ہو؟ (القرطبی) ۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر اللہ چاہے تو بارش کے پانی کو سخت کھارا کر دے [یہاں تک کہ پینے کے لائق نہ رہے] حضرت حسن آیت کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ اس پانی کو سخت کڑوا کر دے یہاں تک کہ نہ پینے کے کام آئے اور نہ زراعت وغیرہ کے کام آئے۔ جب اللہ تعالیٰ تمہارے لئے میٹھا پانی اتارتا ہے تو اسکی اس نعمت پر اسکا شکر ادا کیوں نہیں کرتے ہو۔ (القرطبی) ۷ یعنی مجھے یہ بتاؤ کہ تر درخت سے آگ تم نکالتے ہو (صفوۃ التفاسیر) ۸ یعنی مرخ اور عفار، مرخ کو اوپر سے رگڑتے تھے دونوں لکڑیاں ہری ہوتی تھیں دونوں کے باہم رگڑنے سے پانی نکلتا تھا اور آگ روشن ہو جاتی تھی (مظہری) ۹ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ دنیا کی آگ کو نار کبری کیلئے نصیحت بنایا۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ تاریکیوں کو لوگوں کے واسطے نصیحت بنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری یہ آگ جسے بنی آدم کیلئے روشن کی گئی جہنم کی آگ کے ستر جزء میں سے ایک اجزاء ہے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! یہ آگ کافی ہوگی؟ آپ نے فرمایا: دنیا کی اس آگ کو جہنم میں ۶۹ درجہ مزید بھڑکایا جائیگا الخ (القرطبی) ۱۰ یعنی اے محمد (ﷺ) اپنے رب کی ان اوصاف سے پاکی بیان کیجئے جن کی اضافت مشرکین اللہ تعالیٰ کی طرف کرتے تھے (صفوۃ التفاسیر) ۱۱ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آیت کا مطلب ہے کہ مجھے قرآن کے منازل کی قسم ہے اس لئے کہ قرآن تھوڑا تھوڑا نازل ہوا۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ مواقع نجوم سے قرآن کی محکم آیات مراد ہیں (ابن جریر) ۱۲ یعنی یہ قسم بڑی ہے اگر تم اس کی عظمت کو پہچان لیتے تو ضرور اس قرآن پر ایمان لاتے اور اس سے نفع حاصل کرتے۔ (صفوۃ التفاسیر)

إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ﴿٧٧﴾ فِي كِتَابٍ مَكْنُونٍ ﴿٧٨﴾ لَا يَمَسُّهُ إِلَّا

ہر آئنہ آں قرآنست بزرگ در کتاب پوشیدہ نسایند آنرا مگر

بیشک وہ عظمت والا قرآن ہے ۱ پوشیدہ کتاب میں ۲ نہ چھوئے اسے مگر

الْمُطَهَّرُونَ ﴿٧٩﴾ تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٨٠﴾ أَفَبِهَٰذَا الْحَدِيثِ

پاکیزگان فرستادہ از پروردگار عالمیان آیا بدیں حدیث

پاکیزہ لوگ ۳ عالمین کے رب کی طرف سے اتارا ہوا ہے ۴ تو کیا اس بات سے

أَنْتُمْ مُدْهِنُونَ ﴿٨١﴾ وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ ﴿٨٢﴾

شما نا گرویدگانید و میسازید روزی خود را آنکہ شما تکذیب کنندگانید

تم انکار کرتے ہو ۵ اور اپنی روزی (یہی) بناتے ہو کہ تم جھٹلاتے ہو ۶

فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ ﴿٨٣﴾ وَأَنْتُمْ حِينَئِذٍ تَنْظُرُونَ ﴿٨٤﴾

پس چرا نہ رسد بحلقوم روح یگانہ و شما آنوقت می نگرید

پس کیوں نہیں جب تنہا روح حلقوم تک پہنچے ۷ اور تم اس وقت دیکھ رہے ہو ۸

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَٰكِنْ لَا تُبْصِرُونَ ﴿٨٥﴾ فَلَوْلَا إِنْ

و ما نزدیکتریم بسوے او از شما و لیکن نمی بینید پس چرا نہ اگر

اور ہم اس کی جانب تم سے زیادہ قریب ہیں لیکن تم دیکھتے نہیں ۹ پس ایسا کیوں نہ ہوا اگر

كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ ﴿٨٦﴾ تَرْجِعُونَهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٨٧﴾

ہستید شما غیر جزا دادہ شدگان باز گردانید آنرا ہستید شما راستگویان

تم بدلہ دیئے ہوئے نہ ہو ۱۰ پس تم لوٹا لائے اگر تم سب سچ کہنے والے ہو ۱۱

فَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٨٨﴾ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ ۙ

پس اما اگر باشد از نزدیگان پس او را راحت و بوے خوش

پس اگر وہ مقربین میں سے ہو ۱۲ تو اس کیلئے راحت اور اچھی خوشبو

تفسیر اظہار العرفان

۱ یعنی یہ قرآن نہ سحر ہے، نہ کہانت اور نہ افترا کیا ہوا بلکہ یہ تو قرآن کریم محمود ہے اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے نبی ﷺ کیلئے معجزہ بنایا۔ یہ قرآن مؤمنین پر کریم ہے اس لئے کہ ان کے رب کا کلام ہے اور ان کے دلوں کیلئے شفاء ہے۔ یہ قرآن اہل آسمان کیلئے بھی کریم ہے اس لئے کہ اہل آسمان کے رب کی طرف سے نازل کردہ ہے (القرطبی)

۲ یعنی اللہ کے پاس محفوظ ہے، بعض نے مکنون کا یہ مطلب بیان کیا کہ ہر باطل سے محفوظ ہے (القرطبی)

۳ یعنی قرآن کو نہیں چھوتے مگر وہی لوگ جو پاک ہوں بے وضو نہ ہوں اور قرآن یعنی کلام اللہ تو حقیقتاً چھونے کی چیز ہی نہیں ہے نہ اس کو چھوا جا سکتا ہے اس لئے قرآن سے مراد ہے یہی لکھی ہوئی کتاب جو ہمارے پاس ہے۔ علماء کا اجماعی قول ہے کہ جنب [جس پر غسل واجب ہو] حائضہ، نفساء اور بے وضو شخص کو قرآن چھونا جائز نہیں ہے (مظہری)

۴ یعنی اللہ جل وعلا کی طرف سے نازل کردہ ہے (صفوۃ التفاسیر)

۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء وغیرہ کا قول ہے کہ مُدْهِنُونَ بمعنی مُكَذِّبُونَ ہے۔ حضرت مقاتل بن سلیمان اور حضرت قتادہ اسکا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ مُدْهِنُونَ بمعنی كَافِرُونَ ہے، حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ مُدْهِنُونَ بمعنی مُعْرِضُونَ۔ حضرت مجاہد یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ وہ کفار جن میں کفر بھرا پڑا ہے، ابن کیسان کہتے ہیں کہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حق کو نہیں پہچانتے۔ (القرطبی)

۶ مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں بارش ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کا شکرانہ ادا کرتے ہیں لیکن بعض دوسرے لوگ کفران نعمت کرتے ہیں۔ اس پر بعض لوگوں نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کو جہاں چاہتا ہے رکھتا ہے لیکن بعض نے کہا کہ اس [بارش] سے فلاں ستارے کی تصدیق ہو گئی اس پر آیات فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ تا وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ نازل ہوئیں۔ ابن حزرہ سے روایت ہے کہ یہ آیات ایک انصاری کے بارے میں غزوۂ تبوک کے موقع پر نازل ہوئیں۔ جب لشکر نے حجر کے مقام پر قیام کیا تو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ یہاں سے کوئی آدمی پانی نہ لے پھر آپ نے وہاں سے کوچ فرما کر دوسرے مقام پر پڑاؤ ڈالا تو لوگوں کے پاس پانی نہ تھا اس لئے انھوں نے نبی کریم ﷺ سے اسکی شکایت کی۔ آپ نے اٹھ کر دو رکعت نماز ادا فرمائی اور پھر دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے بادل بھیج دیا اور بارش ہو گئی اور لوگوں نے پانی بھر لیا۔ اس پر ایک انصاری نے اپنی قوم کے ایک منافق آدمی سے کہا کہ افسوس ہے تم پر! دیکھو، جب رسول اللہ ﷺ نے دعا مانگی تو بارش ہو گئی لیکن اس نے کہا کہ یہ بارش فلاں فلاں ستاروں کے سبب سے برسی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) ۷ حدیث میں ہے کہ ملک الموت کے کچھ مددگار ہیں جو رگوں کو کاٹتے ہیں اور روحوں کو تھوڑا تھوڑا جمع کرتے ہیں یہاں تک کہ جب روح حلقوم تک پہنچ جاتی ہے تو ملک الموت اسے موت دیتا ہے (القرطبی) ۸ یعنی میرے حکم اور قدرت کو اسوقت تم دیکھ رہے ہوتے ہو۔ (القرطبی) ۹ یعنی قدرت، علم اور رؤیت کے اعتبار سے۔ (القرطبی) ۱۰ یعنی غیر مجرم ہو اور قیامت کے دن زندہ کر کے تمہاری حساب فہمی نہ ہو وفات پانے والا سابقین کے طبقے میں سے ہوگا [تو اس کے انعام واکرام کا تذکرہ اگلی آیت میں ہو رہا ہے] (القرطبی) ۱۱ جس طرح تم کہتے ہو اگر معاملہ ایسا ہی ہے تو تم اپنے مرنے والے کی روح نکلنے مت دو۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۲ مرنے والا اگر سابقین میں سے ہوگا تو اس کا درجہ بہت بلند ہوگا۔ (صفوۃ التفاسیر)

وَّجَنّٰتُ نَعِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۰﴾ فَسَلٰمٌ

و بوستان با نعمت و اما اگر باشد از یاران دست راست

اور نعمت والے باغات ہیں ۱؎ اور اگر وہ سیدھے ہاتھ والا ہو ۲؎

لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۱﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ

پس سلامتی تر است از یاران دست راست و اما اگر باشد از

تو آپ کو سلام ہو سیدھے ہاتھ والے کی طرف سے ۳؎ اور اگر وہ

الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿۹۴﴾

تکذیب کنندگان گمراہ پس او را پیشکش از آب گرم و در آریدن او را

جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہو۴؎ تو اس کیلئے مہمانی ہے گرم پانی سے ۵؎ اور اسے دوزخ میں داخل

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۹۵﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۹۶﴾

در دوزخ ہر آئنہ ایں آن حق الیقین است پس تنزیہہ کن بنام پروردگار تو بزرگست

کرنا ہے ۶؎ بیشک یہ وہ حق الیقین ہے ۷؎ پس پاکی بیان کیجئے اپنے عظمت والے رب کے نام کی ۸؎

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ حدید مدنی ہے، اس میں ۲۹ آیات اور ۴ رکوع ہیں ۹؎

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

تنزیہہ کرد مر خدایرا آنچہ در آسمانہا و زمین است و اوست غالب

پاکی بیان کی اللہ کے لئے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی غالب

تفسیر اظہار العرفان

۱؎ رَوْحٌ کے مفہوم میں چند احتمالات ہیں (۱) اس سے مراد رحمت ہے قرآن کریم میں ہے وَلَا تَيْاَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ''اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو'' (۲) اس سے راحت مراد ہیں (۳) خوشی مراد ہے (تفسیر کبیر)

۲؎ یعنی اگر مرنے والا اسعداء میں سے ہو (صفوة التفاسیر)

۳؎ سلام میں چند احتمالات ہیں (۱) ایک صاحب یمین دوسرے صاحب یمین کو سلام کرینگے (۲) جن چیزوں سے تم ڈرتے تھے آج تمہارے لئے سلامتی ہے (۳) اس جملہ کے ذریعے درحقیقت ان کے حال کی عظمت بیان کرنا مقصود ہے (تفسیر کبیر)

۴؎ جاننا چاہیئے کہ اس سورت کی ابتدا میں گروہِ ثلثہ کا بیان جن الفاظ میں کیا گیا تھا یہاں ان ہی گروہ ثلثہ کا بیان دوسری عبارت کے ساتھ ہو رہا ہے۔ ابتدا میں ارشاد ہوا اَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ اب یہاں ارشاد ہو رہا ہے اَصْحَابُ الْيَمِيْنِ ابتدا میں ارشاد ہوا اَصْحَابُ الْمَشْئَمَةِ اب یہاں ارشاد ہو رہا ہے اَصْحَابُ الشِّمَالِ۔ (تفسیر کبیر)

۵؎ یعنی گرم پانی اس کیلئے رزق ہوگا (القرطبی)

۶؎ اسے جہنم میں داخل کیا جائیگا، بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ ایسے لوگوں کو ہمیشہ کیلئے جہنم میں رکھا جائیگا (القرطبی)

۷؎ یعنی جو قصے ہم نے بیان کئے وہ یقینی ہیں اور خالص ہیں، پس مؤمن دنیا ہی میں یقین کر چکا ہے اسے اس یقین سے قیامت کے روز نفع حاصل ہوگا اور کافر کو قیامت کے روز یقین حاصل ہوگا جس سے اسے کچھ بھی فائدہ نہیں ملے گا (القرطی)

۸؎ مروی ہے کہ جب آیت فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے رکوع میں رکھ لو پھر جب آیت سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى نازل ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا اسے اپنے سجدہ میں رکھ لو چنانچہ نبی کریم ﷺ اپنے رکوع میں **سبحان ربی العظیم** اور اپنے سجدہ میں **سبحان ربی الاعلی** پڑھا کرتے تھے۔ نکتہ: رکوع میں عظیم اور سجدہ میں اعلیٰ کہنے کی حکمت یہ تھی کہ اول سے مرتبہ حیوان کی جانب اشارہ مقصود ہے اور ثانی سے مرتبہ نبات اور جماد کی جانب اشارہ مقصود ہے (روح البیان) سوال: عظیم اور اعلیٰ میں کیا فرق ہے؟ جواب: عظیم قرب پر دلالت کرتا ہے اور اعلیٰ بُعد پر دلالت کرتا ہے (تفسیر کبیر) ۹؎ یہ سورت مدنی ہے، بعض نے کہا کہ مکی ہے اس میں ۲۴۷۶ حروف اور ۵۴۴ کلمات ہیں (غرائب القرآن) اس سورت میں بھی دیگر مدنی سورتوں کی طرح تشریع، تربیت، توجیہ اور وہ باقی باتیں کی گئی ہیں جو عقائدِ اسلامیہ کیلئے اساس ہیں، اس کی ابتدا خالق کی عظمت کے بیان سے ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس خالق کی تسبیح بیان کرتا ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے صفات حسنیٰ کا بیان ہے اور اسمائے علیا کا بیان ہے پس وہ اول بلا بدایت، آخر بلا نہایت، اپنی مخلوقات کے آثار سے ظاہر اور اپنی حقیقت کے اعتبار سے باطن ہے، پھر مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، اس کے بعد اہل ایمان اور اہل نفاق کا تذکرہ کیا گیا ہے، دنیا اور آخرت کی حقیقت پر بھی کلام کیا گیا ہے پس دنیا دار فناء ہے زائل اور فانی ہونے والی ہے جبکہ آخرت دار خلود ہے یعنی باقی رہنے والی ہے۔ اس سورت کا نام حدید اس لئے ہے کہ اس میں حدید یعنی لوہے کا ذکر ہے جو کہ انسان کیلئے قوت کا سامان فراہم کرتا ہے (صفوة التفاسیر)

الْحَكِيمُ ① لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يُحْيِي وَيُمِيتُ

با حکمت او را ست پادشاہی آسمانہا و زمین زندہ کند و بمیراند

حکمت والا ہے ١ اسی کیلئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ② هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَ

و او بر ہمہ چیز توانا ست اوست اول و آخر و

اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ٢ وہی ہے اول اور آخر اور

الظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ③ هُوَ الَّذِي

آشکارا و پنہاں و او بہمہ چیز دانا ست اوست آنکہ

ظاہر اور باطن' اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے ٣ وہی ہے جس نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى

بیافرید آسمانہا و زمین در شش روز پس قصد کرد

آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں بنایا پھر قصد فرمایا

عَلَى الْعَرْشِ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ

بر عرش میداند آنچہ در آید در زمین و آنچہ بیروں آید

عرش پر' جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو نکلتا ہے

مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَهُوَ

ازاں و آنچہ فرود آید از آسمان و آنچہ بالا رود دراں و او

اس سے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے اور وہ

مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ④ لَهُ

با شما ہر کجا کہ باشید و خدای بآنچہ میکنید بینا ست او را ست

تمہارے ساتھ ہے تم کہیں رہو' اور اللہ جو تم کرتے ہو دیکھنے والا ہے ٤ اس کیلئے

١ جاننا چاہیئے کہ تسبیح کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان تمام چیزوں سے پاک ماننا جو اس کی شان کے لائق نہ ہو، ذات' صفات' افعال' اسماء اور احکام سب کو پاک ماننا۔ ذات کی تسبیح: اللہ تعالیٰ کو امکان سے پاک ماننا۔ صفات کی تسبیح: اللہ تعالیٰ کو جہل سے پاک ماننا۔ افعال کی تسبیح: اللہ تعالیٰ کے فعل کو مادہ و مثال پر موقوف نہ ماننا۔ اسماء کی تسبیح: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا یعنی اور اللہ تعالیٰ کیلئے اچھے اسماء ہیں پس اس کے ذریعے دعا مانگو۔ احکام کی تسبیح: یہ عقیدہ رکھنا کہ اس کا ہر حکم انسان کی فلاح و بہبود کیلئے ہے (تفسیر کبیر)

٢ یعنی آسمانوں اور زمین کا وہ تنہا بادشاہ ہے' بعض نے کہا کہ اس سے بارش' نبات اور تمام رزق کے خزانے مراد ہیں۔ يُحْيِي وَ يُمِيتُ: وہ دنیا میں زندوں کو موت دیتا ہے اور حساب و کتاب کیلئے مُردوں کو زندہ کریگا (القرطبی)

٣ هُوَ الْاَوَّلُ: یعنی وہی ہر چیز سے پہلے ہے کوئی اس سے پہلے نہیں کیونکہ ہر موجود چیز کو نیستی سے ہستی میں لانے والا وہی ہے اور اسی نے معدوم کو موجود کیا ہے۔ وَالْاٰخِرُ: یعنی وہی ہر چیز کے فنا ہو جانے کے بعد باقی رہنے والا ہے ہر چیز اپنی ذات کے اعتبار سے فنا پذیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وجود اصل ہے جو قابل زوال نہیں' ہر شے کی ہستی مستعار ہے اللہ تعالیٰ کی ہستی کے زیر حکم ہے پس سب سے پیچھے باقی رہ جانے والا وہی ہے۔ وَالظَّاهِرُ: یعنی ہر چیز سے بڑھ کر اسکا ظہور ہے کیونکہ ہر چیز کے ظہور کی بناء اس کے وجود پر ہے' معدوم کا کوئی ظہور نہیں ہوتا اور ہر چیز کا وجود اللہ کے وجود کا پرتو اور ظل ہے پس ہر چیز کا ظہور اللہ کے ظہور کی ایک شاخ ہے اللہ کا ظہور اصل ہے اور مخلوق کا وجود اسی سے مستفاد ہے اور چونکہ اللہ کا ظہور کامل ہے اور آنکھوں کی بصارت ناقص' اس لئے اللہ کا وجود دکھائی نہیں دیتا۔ وَالْبَاطِنُ: یعنی وہی کامل ظہور کی وجہ سے پوشیدہ ہے اس کے علاوہ اس کی حقیقت ذات تو سب سے مخفی ہے۔ انبیاء اور اولیاء کی بصارت و بصیرت کی رسائی بھی اسکی ذات تک نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اسکا مطلب یہ ہے کہ جس طرح آخر کا علم اللہ کو ہے ایسے ہی اول کا علم اس کو ہے' اور جیسے باطن کا علم ہے ویسا ہی ظاہر کا علم ہے۔ ظاہر اور پوشیدہ سب اس کے علم میں برابر ہیں۔ (مظہری) ٤ جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے جیسے بیج' بارش کے قطرے' مدفونہ خزانے' مردے وغیرہ۔ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا: اور جو چیز زمین سے برآمد ہوتی ہے جیسے کھیتی گھاس پودے بخارات' کانیں اور قیامت کے دن مردے بھی اس سے برآمد ہونگے۔ وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ: اور جو چیز آسمان سے اترتی ہے جیسے بارش' فرشتے' برکات اور اللہ تعالیٰ کے احکام وغیرہ۔ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا: اور جو آسمان پر چڑھتی ہے جیسے بخارات' ملائکہ' بندوں کے اعمال' لوگوں کی روحیں وغیرہ۔ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ: اور وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معیت بے کیف ہے۔ جسمانی نہیں' مکانی نہیں' زمانی نہیں' ناقابل بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نسبت تمام مقاموں سے ایک جیسی ہے اس لئے ہر مقام میں وہ بندوں کے ساتھ رہتا ہے خواہ بندے کہیں ہوں۔ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ: تمہارے سارے اعمال کو اللہ دیکھتا ہے یعنی تمہارے تمام اعمال کا بدلا دیگا۔ (مظہری)

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۵

پادشاہی آسمانہا و زمین و بسوے خدا ست باز گشت کارہا

آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے اور اللہ ہی کی طرف کاموں کا لوٹنا ہے ۱

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۭ وَهُوَ

در آرد شب را در روز و در آرد روز را در شب و او

رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ

عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۶ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا

دانا ست بآنچہ در سینہا ست ایمان آرید بخدای و پیغمبر او و خرچ کنید

جانتا ہے جو کچھ سینوں میں ہے ۲ ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول پر اور خرچ کرو

مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ

ازاں مالہا کہ گردانید شما را خلفای گذشتگان دراں پس آنانکہ گرویدند از شما

ان مالوں سے جس میں تمہیں جانشیں کیا گذرے ہوئے لوگوں کا' پس وہ لوگ جو ایمان لائے تم میں سے

وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۷ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ

و نفقہ کنند ایشانرا مزدی بزرگ و چیست شما را نمیگرویدند بخدا

اور انھوں نے خرچ کیا ان کیلئے بڑا اجر ہے ۳ اور تمہیں کیا ہوا کہ ایمان نہیں لاتے ہو اللہ پر

وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ

و پیغمبر میخواند شما را تا ایمان آرید پروردگار خود و ہر آئنہ گرفت

اور رسول تمہیں بلا رہے ہیں تا کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ اور بیشک

مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۸ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ

پیمان از شما اگر ہستید شما مومنان اوست آنکہ فرستاد

تم سے عہد لے چکا ہے اگر تم مؤمن ہو ۴ وہی ہے جو اتارتا ہے

۱ یعنی اس حیثیت سے کہ اسکے سوا کوئی مالک نہیں ہے۔ یہ قول معاد کے اثبات پر دلالت کرتا ہے (تفسیر کبیر)

۲ جاننا چاہیئے کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلالت اور اس کی نعمتوں کے درمیان اظہار پر جامع ہے۔ اس آیت کے بیان کا مقصد یہ ہے کہ دوبارہ اٹھائے جانے پر بندہ غور وفکر کرے پھر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے میں مشغول ہو جائے (تفسیر کبیر)

۳ جاننا چاہیئے کہ توحید' علم اور قدرت پر جب مختلف دلائل کا ذکر ہو چکا تو اب اس کے بعد تکالیف [کچھ کاموں کے بجالانے کے حکم] کا ذکر ہو رہا ہے۔ سب سے پہلے اللہ عز و جل اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے کا حکم ہو رہا ہے' اس کے ترک دنیا اور اس سے اعراض کرنے کا حکم ہے۔ یہاں اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے کیا مراد ہے اس میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ اس سے زکوۃ مراد ہے' بعض نے کہا کہ اس سے نفلی صدقہ مراد ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ حکم عام ہو یعنی صدقہ واجبہ اور نافلہ دونوں کو شامل ہو۔ پھر ضمناً بیان ہوا کہ جو لوگ ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں خرچ کیا ان کیلئے بڑا اجر ہے۔ قاضی کہتے ہیں کہ یہاں جس اجر کبیر کا ذکر ہے وہ صرف ایمان سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ انفاق ملانا بھی ضروری ہے (تفسیر کبیر)

۴ یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لانے کا تمہارے پاس کیا عذر ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ دلائل اور واضح نشانیوں کی روشنی میں اللہ پر ایمان لانے کی تم کو دعوت دے رہے ہیں۔ صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے آیا ہے کہ قبیلہ عبدالقیس کا وفد جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ان کو چار باتوں کا حکم دیا اور چار چیزوں کی ممانعت فرمادی۔ ان کو اللہ لاشریک لہ پر ایمان لانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ وحدہ لا شریک پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟ وفد نے جواب دیا اللہ اور اسکا رسول ہی بخوبی واقف ہیں۔ فرمایا: لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی شہادت دینی اور نماز قائم رکھنا اور زکوۃ ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا اور [ایک بات یہ ہے کہ] تم مال غنیمت کا پانچواں حصہ [بیت المال کو] دو۔ [جن] چار چیزوں کی ممانعت فرمائی [وہ یہ ہیں] چکنی گھڑیا' کدو کا پیالہ' لکڑی کا کھٹلا اور روغنی برتن' ان برتنوں کو استعمال کرنے کی ممانعت کردی [یہ سب شراب پینے کے برتن تھے] نبی ﷺ نے فرمایا ان کو یاد رکھنا اور ادھر والوں کو بھی بتادینا۔ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اور اللہ نے تم سے ربوبیت کا اقرار لیا تھا جب تم آدم علیہ السلام کی پشت میں تھے۔ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ: یعنی تم اپنے خیال میں اللہ پر ایمان لانے کے مدعی ہو اگر تم واقعی مؤمن ہو تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ کیونکہ رسول کے وسیلہ کے بغیر اللہ پر کوئی ایمان صحیح نہیں ہوسکتا۔ واضح رہے کہ یہ آیت دلالت کررہی ہے کہ اللہ وحدہ پر ایمان' رسول پر ایمان لائے بغیر ناقابل تصور ہے۔ بیضاوی نے کہا کہ آیت کا مطلب اس طرح ہے کہ اگر کسی موجب کی وجہ سے تم ایمان لانے والے ہو تو یہ موجب موجود ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی موجب ایمان نہیں ہوسکتا۔ بغوی نے اس طرح مطلب بیان کیا کہ اگر تم کبھی کسی وقت ایمان لانے والے ہو تو یہ وقت ایمان لانے کا سب سے بہتر ہے دلائل موجود ہیں' رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوچکی ہے اور قرآن نازل ہوچکا ہے۔ [اب اس سے بڑھ کر ایمان لانے کا کونسا وقت آئیگا جس کا تم سب انتظار کررہے ہو] (مظہری)

عَلٰى عَبْدِهٖۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِؕ

بر بندۂ خود آیات روشن تا بیروں کند شما را از تاریکیہا بسوے روشنی

اپنے بندہ پر روشن آیتیں تا کہ تمہیں نکالے تاریکیوں سے روشنی کی جانب

وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۹ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ

و ہر آئنہ خدای بشما آمر زندہ مہربانست و چیست شما را آنکہ نفقہ نکنید در

اور بیشک اللہ تم پر بخشنے والا مہربان ہے ۱ے اور کیا ہوا تمہیں کہ خرچ نہیں کرتے

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِؕ لَا يَسْتَوِيْ

راہ خدای و مر خدایراست میراث آسمانہا و زمین برابر نیست

اللہ کی راہ میں اور اللہ کیلئے ہے آسمانوں اور زمین کی میراث' برابر نہیں ہے

مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ

از شما ہر کہ نفقہ کرد پیش از فتح مکہ و کار زار کند آنگروہ بزرگتر

تم میں جس نے خرچ کیا فتح مکہ سے پہلے اور جہاد کیا' وہی گروہ بڑے ہیں

دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْاؕ وَكُلًّا

از روئے مرتبہ از آنانکہ نفقہ کردند از پس آں و کار زار نمایند و ہمہ را

از روئے مرتبہ کے اس سے جنہوں نے خرچ کیا اس کے بعد اور جہاد کیا اور ہر ایک کیلئے

وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰىؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۱۰ مَنْ ذَا

وعدہ کرد خدای نیکو است و خدای بآنچہ میکنید دانا ست کیست

اللہ نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو ۲ے کون ہے

الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ

آنکہ وام دہد خدایرا و امی نیکو پس زیادہ گرداند او را

جو اللہ کو قرض حسنہ دے پس زیادہ کریگا اسے

ع ۱۷

تفسیر اظہار العرفان

۱ے اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ سے قرآن مراد ہے' بعض نے کہا کہ اس سے معجزات مراد ہیں (القرطبی)

۲ے یعنی آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کا مالک و وارث تو اللہ ہے اور کسی کے پاس مرنے کے بعد مال باقی نہیں رہے گا ایسی حالت میں دانشمندی کی بات تو یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا جائے تا کہ اس کے عوض لازوال ثواب اللہ کی طرف سے مل جائے راہِ خدا میں خرچ نہ کرنا اور جوڑ جوڑ کر وارثوں کیلئے چھوڑ جانا کوئی فائدہ کی بات نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک بار لوگوں نے ایک بکری ذبح کی' سب گوشت تو بانٹ دیا ایک شانہ رکھ لیا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بانٹنے سے بکری کا کون سا حصہ باقی رہا۔ عرض کیا گیا صرف ایک شانہ باقی ہے' فرمایا ایک شانہ کے سوا سب باقی رہا یعنی جو اللہ واسطے بانٹ دیا اس کا ثواب باقی رہا اور جو نہیں بانٹا گیا اسکا ثواب جمع نہیں ہوا۔ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ الخ: آیت میں فتح سے فتح مکہ مراد ہے یہی اکثر مفسرین کرام کا قول ہے۔ شعبی کے نزدیک صلح حدیبیہ مراد ہے۔ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً یعنی عند اللہ ان لوگوں کا درجہ ثواب و قرب کا بہت بڑا ہے۔ جنہوں نے فتح سے پہلے مال خرچ کیا اور دشمنوں سے لڑے۔ بغوی کا بیان ہے کہ محمد بن فضل نے کلبی کا قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ آپ سب سے پہلے مسلمان ہوئے اور سب سے پہلے راہِ خدا میں مال خرچ کیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا حضرت ابوبکر بھی موجود تھے آپ اس وقت ایک عبا پہنے ہوئے تھے جس کے سینے کو آپ نے ایک کانٹا لگا کر بند کر لیا تھا اتنے میں جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ کیا بات ہے کہ ابوبکر ایک عبا پہنے ہوئے ہیں جس کے سینے کو کانٹے سے بند کر رکھا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انھوں نے فتح سے پہلے اپنا سارا مال راہِ خدا میں خرچ کر دیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا اللہ فرماتا ہے کہ ان کو میری طرف سے سلام کہو اور پوچھو کیا تم اس مفلسی میں مجھ سے راضی ہو یا ناراض؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! اللہ تم کو سلام کہہ رہا ہے اور فرماتا ہے کہ تم اس فقر میں مجھ سے راضی ہو یا ناراض۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں اپنے رب سے ناخوش ہوسکتا ہوں؟ بلاشک میں اپنے رب سے خوش ہوں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کی روایت سے بیان کیا کہ ابوبکر جس وقت مسلمان ہوئے تو ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے جو سب کے سب آپ نے راہِ خدا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ بخاری نے طویل حدیث بیان کی ہے کہ پھر ابوبکر نے مناسب خیال کیا اور اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنالی اور اسی میں نماز ادا کرتے اور قرآن پڑھتے تھے۔ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى: اور گروہِ صحابہ سے اللہ نے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔ ان لوگوں سے بھی جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے راہِ خدا میں اپنا مال خرچ کیا اور جہاد کیا اور ان لوگوں سے بھی جنہوں نے فتح کے بعد اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا اس لئے صحابہ کے اختلافات اور باہمی لڑائیوں کو دیکھ کر کسی شخص یا فریق کو زبان طعن دراز کرنا جائز نہیں۔ ان کے باہمی اختلافات کو صحیح مقاصد پر محمول کرنا چاہیئے۔ آغاز آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ اپنے بعد آنے والے تمام لوگوں سے افضل تھے کیونکہ وہ اسلام میں بھی سابق تھے اور راہ خدا میں جان و مال کو بھی انھوں نے پہلے خرچ کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کو برا نہ کہو اگر تم میں سے کوئی اُحد کے برابر سونا خرچ کرے تو صحابہ کے ایک سیر بلکہ نصف سیر خیرات کرنے کے برابر بھی نہ ہوگا۔ (مظہری)

وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۱﴾ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

و مر او را ست مزد نیکو روزیکه می بینی مؤمنان و زن مؤمنه

اور اس کیلئے بہتر اجر ہے ۱ جس روز تم دیکھو گے مؤمن مرد اور مؤمنہ عورت کو

يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ

بشتابد نور ایشاں در پیش ایشاں و از راست ایشاں مژده داد شما را امروز

ان کا نور ان کے سامنے اور داہنے دوڑ رہا ہوگا تمہارے لئے بشارت ہے آج

جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ

بوستانہا میرود از زیر آں جوبہا ہمیشہ باشند دراں ایں است

(ایسے) باغات (کی) جن کے نیچے نہریں جاری ہونگیں اس میں ہمیشہ رہیں گے، یہ ہے

هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ

آں رستگاری بزرگ روزیکه میگویند مردان و زنان منافقه

بڑی کامیابی ۲ جس روز کہیں گے منافق مرد اور منافق عورتیں

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ

مر آنانکه گرویدند نظر کنید بسوے ما تا بگیریم روشنی از نور شما گفته شود

ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہماری طرف نظر کرو تا کہ ہم تمہارے نور سے روشنی لیں، کہا جائیگا

ارْجِعُوْا وَرَاۗءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۭ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ

و اگردد از پس پشت خود پس بجوئید روشنی پس زده شود میان ایشاں

اپنی پشت کے پیچھے لوٹو اور روشنی ڈھونڈو، پھر بنا دی جائیگی ان کے درمیان

بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ

دیواری مر او را دری باشد باطن شود در و رحمت و ظاہر شود پیش

ایک دیوار اس کیلئے ایک دروازہ ہو گا جس کا باطن رحمت ہو گا اور ظاہر عذاب

۱ یعنی کون ہے جو اپنے مال کو اللہ کی راہ میں اس کی رضا طلب کرنے کی غرض سے خرچ کرے۔ جو ایسا کریگا اللہ تعالیٰ اسے دوگنا عطا فرمائیگا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابو الدحداح انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! کیا اللہ تعالیٰ ہم سے قرض کا ارادہ فرماتا ہے؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں۔ اے ابو دحداح۔ حضرت ابو دحداح رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اپنا ہاتھ دیجئے آپ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو ابو دحداح نے کہا کہ میں نے اپنا باغ اپنے رب کو قرض دیا۔ ان کے اس باغ میں چھ سو کھجوروں کے درخت تھے۔ حضرت ام دحداح اور ان کے بچے اس میں تھے آپ نے ندا کی یا ام الدحداح! ام الدحداح نے لبیک کہا۔ آپ نے فرمایا اس باغ سے نکل جا اس لئے کہ میں نے اپنے رب کو قرض دیدیا ہے۔ یہ سنکر ام الدحراج نے کہا اے ابو الدحراج یہ بڑے منافع کی تجارت ہے پھر انھوں نے اپنے بچوں اور سامان کو وہاں سے نکال لیا (صفوۃ التفاسیر)

۲ حضرت ضحاک اور حضرت مقاتل نے یہ مطلب بیان کیا کہ ان کے آگے نور دوڑ رہا ہو گا اور دائیں ہاتھ میں اعمالنامے ہونگے، بعض اہل علم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان کی دو جہتوں میں جو نور کر دیگا اس سے اشارہ ہے اس طرف کہ وہ اپنی نیکیوں کے سبب سے خوش نصیب ہو گئے اور نورانی اعمالناموں کی وجہ سے کامیاب ہوئے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ بقدر اعمال ان کو نور عطا کیا جائیگا۔ پل صراط سے گذرتے ہوئے کسی کا نور پہاڑ جیسا ہوگا اور کسی کا نور درخت کھجور کے برابر، اور کم سے کم نور وہ ہوگا جو صرف انگوٹھے میں ہوگا کبھی جلے گا اور کبھی بجھے گا۔ حضرت قتادہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بعض مؤمنوں کا نور تو اتنی دور تک چمکے گا جیسے مدینے سے عدن تک اور بعض کا نور اتنی مسافت تک جیسے مدینہ سے صنعاء تک اور اس سے کم یہاں تک کہ بعض مؤمنوں کا نور صرف دونوں قدموں کے درمیان چمکے گا۔ اسباب نور و ظلمت کا بیان: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بشارت ہو قیامت کے دن نورِ کامل حاصل ہونے کی ان لوگوں کو جو تاریکیوں میں پیدل چل کر مسجد میں جاتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص نمازوں کی پابندی رکھے گا تو قیامت کے روز وہ نمازیں اس کیلئے نور، برہان اور نجات ہو جائیں گی اور جو نمازوں کی نگہداشت نہیں کریگا اس کیلئے نہ نور ہوگا، نہ برہان، نہ نجات اور قیامت کے روز وہ قارون، فرعون اور ہامان کے ساتھ ہوگا۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص سورہ کہف پڑھے گا تو قیامت کے روز یہ سورہ اس کیلئے نور بن جائیگی اس جگہ سے مکہ تک۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھے گا تو قیامت کے دن اس کے قدموں کے نیچے سے بادلوں تک نور ہی نور ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص ایک ہی آیت تلاوت کرے گا قیامت کے دن وہ آیت اس کیلئے نور بن جائیگی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھ پر درود پڑھنا پلِ صراط پر نور بن جائیگا۔ طبرانی نے الاوسط میں لکھا ہے کہ دنیا میں جس کی آنکھیں جاتی رہی ہوں اگر وہ صالح ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کیلئے نور کر دیگا۔ طبرانی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا قول حج کے سلسلے میں بیان کیا کہ سر مونڈھنے میں جو ایک بال بھی زمین پر گر جائیگا وہ قیامت کے دن نور ہو جائیگا۔ (مظہری)

قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝۱۳ يُنَادُونَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۭ قَالُوْا

ازو عذاب بخوانند ایشانرا آیا نبودیم با شما گویند

اس (منافقین) کی جانب ہوگا ۱؎ پکاریں گے انھیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے کہیں گے

بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَ

آری و لیکن شما در فتنه افگندید تنهاء شما و تاخیر کردید و شک آوردید

کیوں نہیں لیکن تم نے اپنی جانیں فتنہ میں ڈالیں اور تم نے انتظار کئے اور شک کئے اور

غَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ غَرَّكُمْ بِاللّٰهِ

فریب داد شما را آرزوہا تا آنکه آمد فرمان خدای و فریب داد شما را بخدای

آرزوؤں نے تمہیں دھوکا دیا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آیا اور دھوکا دیا تمہیں اللہ کے حکم پر

الْغَرُوْرُ ۝۱۴ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ

فریبنده پس امروز فرا گرفته نشوند از شما چیزی فدائے خود و نه از

دھوکا دینے والے نے ۲؎ پس آج تم سے فدیہ میں کوئی چیز نہ لی جائیگی اور نہ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ

آنانکه نگرویدند جای شما آتش است آں سزاوار ست مر شما و بد

ان لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا' تم سب کا ٹھکانا جہنم ہے' وہ تمہارے لئے سزاوار ہے' اور کیا ہی بری

الْمَصِيْرُ ۝۱۵ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ

جائیست آیا وقت نیامد مر آنانرا که گرویدند آنکه بترسد دلهاء ایشاں

جگہ ہے ۳؎ کیا وقت نہیں آیا ان لوگوں کیلئے جو ایمان لائے یہ کہ ان کے دل ڈریں

لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ

برائے یاد کردن خدای و آنچه فرو فرستاد از راستی و مباشید مانند آنانکه

اللہ کی یاد کیلئے اور اس حق کیلئے جو اترا اور نہ ہو جائیں ان لوگوں کی طرح جنہیں

۱؎ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک تاریکی مسلط کردیگا جس کی وجہ سے نہ مؤمن کو اپنا ہاتھ دکھائی دیگا نہ کافر کو' آخر اللہ تعالیٰ نور عنایت کردیگا یعنی مؤمنوں کو ان کے اعمال کے مطابق۔ منافق بھی ان کے پیچھے چلنے کا ارادہ کریں گے اور کہیں گے ذرا ہمارا انتظار کرو' توقف کرو تا کہ ہم بھی تمہاری روشنی سے کچھ فائدہ حاصل کر لیں۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ایک طویل حدیث کے ذیل میں آیا ہے پھر لوگوں میں سخت تاریکی چھاجائیگی اس کے بعد روشنی تقسیم کی جائیگی مؤمن کو تو روشنی عطا کردی جائیگی اور کافر و منافق کو کچھ نہیں دیا جائیگا۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے آیت اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ الخ: میں بطور تمثیل بیان فرمایا۔ پس مؤمن کے نور سے کافر اور منافق کوئی روشنی حاصل نہیں کرسکیں گے جیسے آنکھوں والوں کی بینائی سے اندھے کو کوئی روشنی نہیں ملتی۔ اِرْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ بات منافقوں سے مؤمن کہیں گے' حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ یہ بات ملائکہ کہیں گے۔ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ دیوار جس کا ذکر اس آیت میں ہے اس سے بیت المقدس کی شرقی دیوار مراد ہے۔ جس کے اندرونی جانب مسجد ہے اور باہر کی جانب وادئ جہنم ہو گی۔ کعب کہتے ہیں کہ بیت المقدس میں وہ دروازہ جس کو باب الرحمٰن کہا جاتا ہے یہاں وہی مراد ہے۔ (مظہری)

۲؎ یعنی جب دیوار حائل ہوجائیگی اور منافق تاریکی میں رہ جائیں گے تو دیوار کے پیچھے سے منافق مؤمنوں کو پکار کر کہیں گے۔ تمہارے ساتھ ہم دنیا میں کیا نمازیں نہیں پڑھتے تھے اور روزے نہیں رکھتے تھے؟ مؤمن اس کے جواب میں کہیں گے کیوں نہیں؟ تم ہمارے ساتھ تھے لیکن نفاق اور کفر کر کے اور خواہشات و معاصی میں مبتلا رہ کر تم نے خود اپنے آپ کو ہلاک کیا اور تم انتظار کرتے رہے کہ مؤمنوں پر تباہی کا چکر آجائے اور رسول اللہ ﷺ وفات پاجائیں اور اس طرح تم چین اور سکون سے ہوجاؤ۔ وَارْتَبْتُمْ یعنی تم دین میں یا اس عذاب میں جس کی وعید تم کو سنائی گئی تھی شک کرتے تھے۔ اَلْاَمَانِيُّ: بیکار بے بنیاد تمنائیں کرنا جیسے مسلمانوں پر مصائب و شدائد کا نزول اور رسول اللہ ﷺ کی وفات اور آپ کی وفات کے بعد دین اسلام کا ختم ہوجانا۔ اَلْغَرُوْرُ: یعنی شیطان یا دنیا نے تم کو فریب دے رکھا تھا کہ اللہ کریم ہے تم کو عذاب نہیں دیگا یا یہ دھوکا دے رکھا تھا کہ دوبارہ زندگی ہو گی نہ حساب و کتاب۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ وہ برابر شیطان کے فریب میں پھنسے رہے آخر شیطان نے ان کو دوزخ میں جا پھینکا (مظہری) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ہمارے واسطے کچھ خط کھینچے ایک خط کنارے کی جانب کھینچا پھر فرمایا جانتے ہو یہ کیا ہے؟ یہ ابن آدم کی مثال ہے اور یہ تمنا کی مثال ہے اور وہ خطوط اس کی مثال ہیں جن کی وہ موت کے آنے تک تمنا کرتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے مربع خطوط کھینچے اور اس کے وسط میں ایک خط کھینچا اور اس خط کو باہر تک لے گئے اور ایک خط اس کے دائیں جانب اور ایک خط اس کے بائیں جانب اور کچھ چھوٹے چھوٹے خطوط' پھر فرمایا: یہ ابن آدم ہیں اور یہ اسکی اجل جو اس کو گھیرے ہوئے ہے اور یہ اسکی تمنا جو اسکی اجل سے تجاوز کر گئی ہیں اور یہ چھوٹے خطوط ان پر پیش ہونے والے ہیں پس اگر وہ نہ ملے تو اسکی مصیبت ہے پس اگر نہ ملے تو اسکی مصیبت ہے (القرطبی) ۳؎ یعنی منافقین آج کے روز نجات سے مایوس ہونگے (القرطبی)

أُوتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ

دادہ شد کتاب پیش ازیں پس دراز شد بر ایشاں زمان

اس سے پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر زمانہ طویل ہوا

فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِعْلَمُوْٓا

پس سخت شد دلہاء ایشاں و بسیاری از ایشاں بناہکاران بدانید

تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں [۱] جان لو

اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ

بدرستیکہ خدای زندہ گرداند زمین بعد از مردگی آں ہر آئنہ بیان کردیم شما را

کہ بیشک اللہ زندہ فرماتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے بعد[۲] بیشک ہم نے تمہارے لئے نشانیاں بیان کیں

الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَ

نشانہا شاید کہ شما بدانید ہرآئنہ مردان و زنان

شاید کہ تم سمجھو [۳] بیشک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی

الْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ

صدقہ دہندہ و وام دہند خدایرا وامی نیکو دو چند کند

عورت اور جنہوں نے اللہ کو قرض حسنہ دیا دو چند فرمائیگا

لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ

ایشانرا و مر ایشانراست مزد نیکو و آنانکہ گرویدند بخدا و پیغمبر او

ان کیلئے اور ان کیلئے اچھا اجر ہے [۳] اور وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر

اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ

آنگروہ ایشانند راستگویان و گواہانند نزد پروردگار ایشاں

وہی گروہی سچ کہنے والے ہیں [۴] اور انکے لئے ان کے رب کے پاس گواہ

تفسیر اظہار العرفان

[۱] مروی ہے کہ اصحاب نبی ﷺ ایک دوسرے سے ہنسی مذاق کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اصحاب رسول ﷺ کسی وجہ سے افسردہ ہو گئے انھوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! کوئی قصہ سنائیے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ نازل فرمائی۔ اس کے بعد پھر مغموم ہوئے تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کوئی قصہ سنائیے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے اصحاب مدینے آئے اور انھیں مشقت کے بعد آسائش ملی تو گویا انھیں سختی سے نجات مل گئی اس پر یہ آیت نازل ہوئی (لباب النقول فی اسباب النزول) زجاج کہتے ہیں کہ یہ عتاب مسلمانوں کے ایک گروہ پر ہے ورنہ صحابہ کرام نے اسلام لانے کے بعد پوری زندگی زُہد وتقویٰ اور خشوع وخضوع میں گذاری۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو بعض صحابۂ کرام ہنس رہے تھے یہ دیکھ کر آپ نے اپنی چادر اتار دی اور غصے کے ساتھ فرمایا کہ کیا تم ہنس رہے ہو؟ حالانکہ تمہاری اس ہنسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر آیت اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا نازل فرمائی ہے اور ابھی تک خدا کی طرف سے تمہاری معافی کا کوئی فرمان بھی نہیں آیا ہے۔ انھوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اسکا کفارہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جس قدر ہنسے ہو اب اسی قدر روؤ۔ (حاشیہ لباب النقول)

[۲] یعنی زمین کے مرنے کے بعد بارش سے اسکو دوبارہ زندہ فرماتا ہے۔ صالح مری کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ دلوں کے سخت ہونے کے بعد اسے نرم فرماتا ہے' جعفر بن محمد کہتے ہیں کہ ظلم کے بعد اسے عدل کے ذریعے زندہ فرماتا ہے' بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ اسی طرح کافر کو اسکے کفر کے بعد ایمان کی ہدایت دیکر زندہ فرماتا ہے' بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ جو قومیں گذر چکیں اللہ تعالیٰ انہیں بھی زندہ فرمائیگا اور ان کے درمیان ڈرنے والے دل اور نہ ڈرنے والے دلوں کا فرق کریگا (القرطبی) [۳] حضرت حسن کہتے ہیں کہ قرآن میں جہاں جہاں قرض حسن کا ذکر آیا ہے اس سے مراد نفل صدقہ ہے' بعض نے کہا کہ اس سے عملِ صالح مراد ہے (القرطبی) [۴] یہ آیت دلالت کررہی ہے کہ ہر مؤمن کو صدیق کہا جاسکتا ہے اسی آیت کی روشنی میں حضرت مجاہد نے کہا کہ جو بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے وہ صدیق اور شہید ہے۔ عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ صدیق کا ایک اور مخصوص مفہوم بھی ہے یعنی وہ لوگ جو کمالات نبوت کے وارث ہوں اور اتباعِ نبوت کی وجہ سے مظہر اوصاف نبوت ہو گئے ہوں ان کو صدیق کہا جاتا ہے صدیق کا یہی معنی مراد ہے۔ لفظ صدیق کا اطلاق ایک اور معنی پر بھی ہوتا ہے جو بہت زیادہ خاص ہے اور اسی معنی کے لحاظ سے حضرت علی ﷛ نے فرمایا تھا میں ہی سب سے بڑا صدیق ہوں۔ میرے بعد صرف جھوٹا ہی ایسی بات یعنی صدیق اکبر ہونے کا دعویٰ کرسکتا ہے اسی معنی کے پیش نظر ضحاک نے کہا کہ ایسے صدیق اس امت میں آٹھ تھے جو اپنے زمانے میں تمام روئے زمین کے باشندوں سے پہلے ایمان لائے تھے۔ ابوبکر' علی' زید' عثمان' طلحہ' زبیر' سعد' حمزہ۔ نویں ایک اور تھے جن کے نیت کی خلوص کی وجہ سے اللہ نے ان کو ان آٹھ کے ساتھ شامل کردیا یعنی عمر بن خطاب۔ شامل کر دینے کا یہ مطلب ہے کہ مذکورہ حضرات سے چھ سال بعد نویں شخص کو صدیق بنادیا۔ ورنہ حضرت عمر ﷛ کا درجہ حضرت ابوبکر ﷛ کے بعد باقی تمام صحابہ سے بلند تھا۔ (مظہری)

لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ

ایشانرا مزد ایشاں و نور ایشاں و آنانکه نگرویدند و تکذیب کردند بآیات ما

کیلئے ان کا اجر اور ان کا نور ہے اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿١٩﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا

آنگروه یاران آتش اند بدانید جز ایں نیست زندگانی دنیا

وہی گروہ آگ والے ہیں ۱ جان لو اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ دنیا کی زندگی

لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي

بازیست و بیهوده و آرائش و مفاخرت کردن میان شما و مهابات ایشاں در

کھیل کود اور زینت اور فخر کرنا ہے تمہارے درمیان اور انکا مقابلہ کرنا ہے

الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ

مالہا و فرزندان ہمچو بارانست شگفت آرد مزارعانرا

مالوں اور فرزندوں میں (اسکی مثال اس) بارش کی طرح ہے جو کسانوں کو بھا جائے

نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ؕ

رستن او پس خشک گردد پس بینی آنرا زرد شده پس باشد درہم شکستہ

اسکا سبزہ پھر خشک ہو جائے پس تو اسے زرد شدہ دیکھے پھر وہ چورا چورا ہو جائے

وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ

و در آخرت عذاب سخت و آمرزش از خدا

اور آخرت میں (کفار کیلئے) سخت عذاب (ہے) اور (مؤمنوں کیلئے) اللہ کی طرف سے بخشش

وَرِضْوَانٌ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿٢٠﴾

و خوشنودی و نیست زندگانی دنیا مگر برخور داری فریبنده

اور خوشنودی (ہے) اور دنیا کی زندگی نہیں مگر دھوکا دینے والا نفع ۲

تفسیر اظہار العرفان

۱ یعنی اللہ اور اس کے رسول کی شہادت دینے والے یا قیامت کے دن تمام امتوں پر شہادت دینے والے۔ یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت مسروق اور جماعتِ مفسرین کا ہے۔ اس قول پر بعض علماء کے نزدیک شہداء سے مراد ہیں انبیاء' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو شہید قرار دیا ہے اور فرمایا ہے فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ''پس کیسا ہوگا جب ہم ہر امت میں سے شہید لائیں گے اور آپ کو ان تمام پر شہید بنائیں گے''۔ حضرت مقاتل بن سلیمان کہتے ہیں کہ شھداء سے مراد ہیں راہِ خدا میں شہید ہونے والے۔ (مظہری)

۲ اَلْحَيٰوةُ الدُّنْيَا: یعنی دنیا کی وہ مرغوبات جو منافع آخرت کے حصول کا ذریعہ نہیں ہیں۔ لَعِبٌ: یعنی بے فائدہ ہیں' منافع آخرت کے مقابلہ میں ہیچ ہیں جلد فنا ہو جانے والی ہیں گویا کھیل ہیں۔ وَلَهْوٌ: اور دل کا بہلاوا ہیں' اہم امور اخرویہ سے روکنے اور غافل بنانے والی ہیں۔ وَزِيْنَةٌ: اور ظاہری سجاوٹ ہیں جیسے خوبصورت عمدہ لباس' اعلیٰ سواریاں اور اونچے مکانات وغیرہ۔ وَتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ: نسب پر بے جا تفاخر ہے جس کا اللہ کے نزدیک کوئی درجہ نہیں۔ وَتَكَاثُرٌ: اور مال و اولاد کی کثرت پر باہمی مقابلہ سے ایک کا دوسرے پر تفاخر ہے [بس اسی کا نام دنیوی زندگی ہے اس کو خوب جان لو] كَمَثَلِ غَيْثٍ الخ: امور دنیا کی بے ثباتی سرعتِ زوال اور قلیل المنفعت ہونے کی یہ ایک تمثیل ہے۔ کافروں کا مطمحِ نظر صرف ظاہری روئیدگی اور بالیدگی ہوتی ہے اور اس کے آگے ان کی نظر نہیں جاتی اس لئے اَعْجَبَ الْكُفَّارَ فرمایا: لیکن مؤمن جب کوئی تعجب آگیں چیز دیکھتا ہے تو اسکی نگاہ قادر مطلق کی قدرت کا مشاہدہ کرتی ہے وہ دنیوی زندگی کی ٹیپ ٹاپ کو نہیں دیکھتا بلکہ محاسن آخرت کی طرف اس کا ذہنی انتقال ہوتا ہے۔ بعض اہل علم کا قول ہے کہ کفار سے مراد ہیں کاشتکار۔ صاحب قاموس نے کافر کے معنی کاشتکار بھی لکھے ہیں۔ کیونکہ کفر کا لغوی معنی ہے چھپانا اور کاشتکار بیج کو زمین میں چھپاتا ہے۔ ثُمَّ يَهِيْجُ: پھر کسی آفت حادثہ کی وجہ سے وہ خشک ہو جاتی ہے۔ حُطَامًا: یعنی پودے کے خشک ہو جانے کے بعد جو چورا اور ریزہ ہو جاتا ہے اسے حطام کہتے ہیں۔ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ: یعنی اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کیلئے آخرت میں عذاب شدید ہوگا کیونکہ وہ دنیوی زندگی میں لہو و لعب میں مشغول رہے اور آخرت میں جو امور ان کیلئے فائدہ رساں ہو سکتے تھے ان سے غافل تھے۔ وَرِضْوَانٌ: یعنی اللہ تعالیٰ کے دوستوں کیلئے [خوشنودی ہے] کیونکہ وہ اس فریب گاہ ہستی سے دور رہتے تھے اور آخرت کے عیشِ دوامی کو حاصل کرنے کیلئے ایسے امور کی تیاری میں منہمک رہتے تھے جو آخرت میں ان کیلئے مفید ہو۔ مَتَاعُ الْغُرُوْرِ: یعنی جو شخص زندگی کو آخرت کی بہبودی کیلئے صرف نہ کرے اس کیلئے یہ دنیا فریب گاہ ہے اور جو شخص اوقاتِ زندگی کو آخرت کیلئے استعمال کرے اس کیلئے یہ زندگی حصول خیر کی موجب ہے (مظہری) اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کی ابتدا میں دنیوی زندگی کے حالات بیان فرمائے اس کے بعد آیت کریمہ کے اختتام پر اخروی زندگی کے حالات بیان فرمائے۔ ارشاد ہوا کہ جس کی دنیوی زندگی اس فریب گاہ میں پھنس کر رہ جائے اس کیلئے آخرت میں سخت عذاب ہے اور جس نے اپنی زندگی کے اوقات کو آخرت کمانے کیلئے صرف کیا اس کیلئے رضوان یعنی خوشنودی ہے (تفسیر کبیر)

سَابِقُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ

پیشی گیرید بسوے آمرزش از پروردگار شما و بسوے بہشتی پہناء آں مانند پہناء

دوڑو اپنے رب کی بخشش کی جانب اور اس جنت کی جانب جس کی چوڑائی آسمان اور

السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ

آسمان و زمین آمادہ کردہ است مر آنانرا کہ گرویدند بخدا و

زمین کی چوڑائی کی طرح ہے' تیار کی گئی ہے ان لوگوں کیلئے جو اللہ پر ایمان لائے اور

رُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ

پیغمبر او ایں است بخشایش خدای بدہد آنرا ہر کرا خواہد و خدای

انکے رسولوں پر' یہ اللہ کا فضل ہے دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿۲۱﴾ مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی

صاحب فضل بزرگست نرسد ہیچ مصیبتی در

بڑے فضل والا ہے [1] نہیں پہنچتی کوئی مصیبت

الْاَرْضِ وَلَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ

زمین و نہ در تنہاء شما مگر در کتاب پیش ازانکہ

زمین میں اور نہ تمہاری جانوں میں مگر کتاب میں ہے قبل اس کے کہ

نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ ﴿۲۲﴾ ۚۖ لِّكَیْلَا تَاْسَوْا

نیافرینیم آنرا ہر آئنہ ایں خدای آسانست تا غم نخورید

ہم اسے پیدا کریں' بیشک یہ اللہ پر آسان ہے [2] تا کہ غم نہ کھاؤ

عَلٰی مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ

بر آنچہ فوت شد از شما و شاد مگروید بآنچہ داد شما و خدای دوست ندارد

اس پر جو تم سے فوت ہوا اور خوش نہ ہو اس پر جو تمہیں دیا اور اللہ پسند نہیں فرماتا ہے

[1] یعنی ایمان' خوف' امید اور اعمال صالحہ کے ساتھ مغفرت رب اور جنت کی طرف تیزی سے بڑھو۔ عَرْضُهَا : یعنی جنت کا پھیلاؤ آسمانوں وزمین کے پھیلاؤ کی طرح ہے۔ سدی کہتے ہیں کہ عرض سے مراد ہے چوڑائی جو طول کے مخالف جہت کو ہوتی ہے یعنی سات آسمانوں اور سات زمینوں کو اگر برابر برابر کر کے ملا دیا جائے تو جنت کا عرض اس کے برابر ہوگا جب جنت کا عرض اتنا ہے تو اسکی لمبائی کا کیا ٹھکانا! طول تو عرض سے بڑا ہوتا ہی ہے۔ اُعِدَّتْ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا : یہ جملہ دلالت کر رہا ہے کہ جنت پیدا کر دی گئی ہے۔ اس جملہ سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ صرف ایمان استحقاقِ جنت کیلئے کافی ہے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اس وقت تک قابلِ اعتبار نہیں جب تک اس کے رسول پر ایمان نہ ہو۔ ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰهِ : یعنی جنت میں داخل کرنا اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے اللہ جس کو چاہے گا اپنی مہربانی سے نوازے گا۔ اللہ پر کسی کا وجوبی حق نہیں ہے بلکہ عطائے جنت کا اللہ نے وعدہ کر رکھا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کریگا۔ معتزلہ فرقہ کے نزدیک اللہ پر واجب ہے کہ مؤمنین صالحین کو جنت میں داخل کرے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے بنی اسرائیل میں سے ایک نبی کے پاس وحی بھیجی۔ اپنی امت کے ان لوگوں سے جو میرے فرمانبردار ہیں کہہ دو کہ اپنے اعمال پر بھروسہ نہ کرلیں کیونکہ قیامت کے روز جس کو میں حساب کیلئے کھڑا کرونگا اور اسکو عذاب دینا چاہونگا تو اس کو عذاب ضرور دونگا اور اپنی امت کے گناہگاروں سے کہہ دو کہ وہ خود اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالیں میں بڑے بڑے گناہ بخشش دونگا اور مجھے کچھ پرواہ نہ ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کو اس کا [نیک] عمل [دوزخ سے] نہیں بچایا جائیگا صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ کو بھی نہیں؟ فرمایا: مجھے بھی نہیں سوائے اس کے کہ اللہ نے مجھے اپنی رحمت اور فضل سے ڈھانک رکھا ہے۔ سوال: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ یعنی تم اپنے اعمال کے سبب سے جنت میں داخل ہو جاؤ [اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں داخلہ اعمال کی وجہ سے ہے] جواب: مختلف اعمال سے تو جنت کے مختلف درجات حاصل ہوتے ہیں' جبکہ دخولِ جنت تو محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہوگا۔ اس کی تائید حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ہوتی ہے جس کو ہناد نے الزہد میں نقل کیا ہے کہ تم لوگ پلِ صراط سے بعفو خدا گذر جاؤ گے اور اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور جنت کے مکانوں میں اپنے اپنے اعمال کے مطابق قیام کرو گے (مظہری) [2] حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ یہاں مصیبت سے قحط' قلتِ نبات اور پھلوں کی کمی مراد ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد ہے کہ کھیتی کو کیڑے مکوڑے کھا جاتے ہیں وہ تمہارے اپنے ہی ہاتھوں کی کمائی ہے۔ وَلَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ : اس سے بیماری وغیرہ مراد ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے اقامتِ حدود مراد ہے' بعض کہتے ہیں کہ اس سے معاش کی تنگی مراد ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے قلم کو بنایا تو فرمایا "لکھو" پس قلم نے قیامت تک ہونے والی چیزوں کو لکھ دیا۔ حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اِنَّ ذَالِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ کا مطلب یہ ہے کہ زمین اور نفس کا پیدا فرمانا اللہ تعالیٰ کیلئے آسان ہے اسی طرح ان دونوں کی حفاظت بھی اس کیلئے نہایت آسان ہے۔ (القرطبی)

كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۲۳﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ

هر متکبر نازنده را آنانکه بخیلی کنند و می فرمایند مردمان

ہر متکبر بڑائی مارنے والے کو ۱ وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو حکم دیتے ہیں

بِالْبُخْلِ ۗ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۴﴾

به بخیلی و هر که روگرداند هر آئنه خدای اوست بے نیاز ستوده

بخل کا' اور جو منہ پھیرے تو بیشک اللہ وہی بے نیاز سراہا ہوا ہے ۲

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ

هر آئنه فرستادیم پیغمبران خود را بمعجزہا و فرستادیم ما با ایشاں کتاب

بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو معجزات کے ساتھ بھیجا اور ہم نے ان کے ساتھ کتابیں بھیجیں

وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ

و ترازو تا برپا شوند مردمان به ترازو و فرستادیم آہن

اور ترازو' تا کہ لوگوں میں انصاف قائم کریں ترازو سے' اور ہم نے لوہا اتارا

فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ

دراں کار و زار سخت و سودہا برائے مردمان و تا بداند خدای

جس میں سخت ہیبت ہے اور لوگوں کے واسطے منافع اور تا کہ اللہ ظاہر فرمائے

مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۵﴾

هر که یاری او کند و پیغمبران او پوشیده هر آئنه خدای توانا غالب

اسے جو بے دیکھے اسکی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے بیشک اللہ قوی غالب ہے ۳

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا

و هر آئنه فرستادیم ما نوح و ابراہیم را و گردانیدیم در فرزندان ایشاں

اور بیشک ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور ہم نے ان کی اولاد میں

تفسیر اظہار العرفان

۱ یعنی جو رزق تمہیں نہ ملے اس کے بارے میں غم نہ کرو اس لئے کہ جب بندہ کو معلوم ہوگا کہ جو رزق اسے نہ مل سکا وہ اس کی تقدیر میں نہیں تھا تو اس کے بارے میں غم نہیں کریگا۔ حضرت ابن مسعود ﷺ سے روایت ہے کہ بیشک اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایک ایمان کا مزہ نہیں پا سکتا جب تک کہ وہ یہ نہ جان لے کہ جو اسے ملنا ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا ہے اور جو اسے نہیں ملنا ہے اسے کوئی دے نہیں سکتا ہے' پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰكُمْ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ دنیا میں جو کچھ تمہیں دیا گیا ہو' حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ جو عافیت وغیرہ دی گئی ہو۔ حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی ایک نہیں مگر وہ غمگین ہوتا ہے اور خوش بھی ہوتا ہے لیکن مؤمن مصیبت کے وقت صبر کرتا ہے اور غنیمت ملنے پر شکر کرتا ہے۔ حضرت جعفر بن صادق کہتے ہیں کہ اے ابن آدم! تمہیں کیا ہوا کہ تم مفقود پر غم کرتے ہو حالانکہ جو چیز فوت ہوگئی وہ تمہاری جانب لوٹتی نہیں ہے اور موجود پر خوش ہوتے ہو حالانکہ موت آ کر اسے تم سے چھین لیتی ہے۔ (القرطبی)

۲ زید بن اسلم کہتے ہیں کہ اس سے مراد ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے میں بخل کرتے ہیں' عامر بن عبد اللہ اشعری کہتے ہیں کہ وہ لوگ جو صدقہ اور حقوق کی ادائیگی میں بخل کرتے ہیں' طاؤس کہتے ہیں کہ جو کچھ ان کے ہاتھوں میں ہے اس میں بخل کرتے ہیں۔ یہ تینوں اقوال متقارب المعنی ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ اصحابِ خواطر نے بخل اور سخاوت کے درمیان دو فرق بتائے ہیں (۱) بخیل مال کو روک کر لذت حاصل کرتا ہے' اور سخی مال خرچ کر کے لذت حاصل کرتا ہے (۲) بخیل وہ ہے جو سوال کرنے پر دیتا ہے' اور سخی وہ ہے جو بغیر سوال کئے عطا کرتا ہے وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ الخ: یعنی جو ایمان سے منہ پھیرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے بے پرواہ ہے۔ یہاں یہ بھی جائز ہے کہ جو شخص صدقہ دینے سے منہ پھیرے گا تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے بے پرواہ ہے (القرطبی) ۳ رُسُلَنَا: یعنی ملائکہ کو انبیاء کے پاس اور انبیاء کو ان کے امتوں کے پاس ہم نے بھیجا۔ بِالْبَيِّنٰتِ: یعنی معجزات و دلائل کے ساتھ۔ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ: یعنی ان کے ساتھ کتاب اتاری تا کہ حق کا باطل سے' عمل صالح کا عمل فاسد سے اور حلال کا حرام سے امتیاز ہو جائے۔ وَالْمِيْزَانَ: میزان سے مراد ہے عدل۔ حضرت مقاتل بن سلیمان کہتے ہیں کہ میزان سے مراد یہی ترازو ہے جس سے چیزوں کا وزن کیا جاتا ہے اور ترازو اتارنے سے مراد ہے ترازو کے استعمال کا حکم نازل کرنا تا کہ لوگوں کے حقوق میں ظلم نہ ہونے پائے اور ٹھیک ٹھیک تولا جائے۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ترازو لے کر نازل ہوئے تھے اور حضرت نوح علیہ السلام کو وہ ترازو دی تھی تا کہ وہ اپنی امت کو ترازو سے تولنے کا حکم دے دیں۔ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ: قسط بمعنی انصاف' تا کہ لوگ عدل کریں کوئی کسی کی حق تلفی نہ کرے یہ کتاب اور میزان نازل کرنے کی علت ہے۔ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار برکتیں آسمان سے زمین پر نازل فرمائی ہیں لوہا' آگ' پانی اور نمک [یہ چیزیں خیر کثیر کی حامل ہیں] اہل معانی نے لکھا ہے کہ اتارنے سے مراد ہے پیدا کرنا' اللہ تعالیٰ نے کانوں سے لوہا برآمد کیا اور وحی کے ذریعے سے لوہے کی مصنوعات کی صنعت لوگوں کو سکھائی۔ فِيْهِ بَاْسٌ: باس بمعنی جنگ یعنی جنگ کے آلات لوہے سے ہی بنائے جاتے ہیں۔ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ: یعنی لوگوں کے واسطے اس میں بڑے منافع ہیں۔ (مظہری)

النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾

نبوت و کتاب پس از ایشاں راہ یافتگانند و بسیاری از ایشاں تباہکارانند

نبوت اور کتاب مقرر کی پس ان میں سے کوئی راہ یافتہ ہوئے اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں ۱

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ

پس از پے در آوردیم بر پے ایشاں فرستادگان خود را و از پے آوردیم عیسیٰ پسر

پھر ان کے بعد ہم نے اپنے رسولوں کو پے در پے بھیجے اور ان کے بعد عیسیٰ ابن

مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ

مریم را و دادیم او را انجیل و کردیم ما در دلہاء آنانکہ

مریم کو اور ہم نے انھیں انجیل دی اور ہم نے ان کے دلوں میں جنھوں نے

اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوْهَا مَا

پیروی کردند او را مہربان و رحمت و ابتدا کردند رہبانیت را بتو

ان کی پیروی کی مہربانی اور رحمت ڈال دی اور انھوں نے رہبانیت ایجاد کی

كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ

فرض نکردیم آنرا بر ایشاں مگر بطلب خوشنودی خدای

جسے ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھی مگر اللہ کی خوشنودی کی طلب کیلئے

فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ

پس رعایت نکردند سزاوار رعایت آں بود پس دادیم آنانرا

پس انھوں نے رعایت نہ کی جو اسکی رعایت کا حق تھا پس ہم نے ان لوگوں کو دیا

اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾

کہ گرویدند با ایشاں مزد ایشاں و بسیاری از ایشاں بیروں رفتگانند

جو ان میں سے ایمان لائے ان کا اجر اور ان میں سے اکثر حد سے باہر نکلنے والے ہیں ۲

۱ جب پچھلی آیت میں رسولوں کی بعثت کا ذکر ہوا تو اب اس آیت میں شیخ الانبیاء کا ذکر ہورہا ہے، حضرت نوح علیہ السلام شیخ الانبیاء ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ابو الانبیاء ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی نسلوں میں نبوت رکھی۔ (صفوۃ التفاسیر)

۲ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر سوار تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام عبد کے بیٹے! کیا تم جانتے ہو کہ بنی اسرائیل نے رہبانیت کیسے اختیار کی؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ فرمایا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کچھ طاقتور بادشاہ جو گناہوں کے کام کرتے تھے بنی اسرائیل پر غالب آ گئے۔ اہل ایمان پر ان کو غصہ آیا اور ان سے لڑنے لگے۔ مؤمنوں کو تین بار شکست ہوئی اور ان کی تعداد بہت کم رہ گئی۔ آپس میں کہنے لگے اگر یہ لوگ ہم پر غالب آ گئے تو ہم کو فنا کر دینگے اور دین کی دعوت دینے کیلئے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا اس لئے آؤ اس وقت تک ہم ملک میں منتشر ہو جائیں جب تک وہ نبی مبعوث نہ ہو جائیں جن کی بعثت کا وعدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کیا تھا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک۔ چنانچہ وہ لوگ آبادی سے نکل کر پہاڑوں کی غاروں میں چلے گئے اور رہبانیت ایجاد کی۔ ان میں سے بعض لوگ تو اپنے دین کو پکڑے رہے اور کچھ کافر ہو گئے اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ کا معنی بیان کیا کہ جو لوگ رہبانیت پر قائم رہے ہم نے ان کو ان کا اجر عطا کیا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے ام عبد کے بیٹے! جانتے ہو کہ میری امت کی رہبانیت کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول کو بخوبی علم ہے۔ فرمایا: [میری امت کی رہبانیت ہے] ہجرت، نماز، روزہ، حج، عمرہ اور اونچے مقاموں پر تکبیر کہنا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر امت کی ایک رہبانیت ہے اور اس امت کی رہبانیت راہ خدا میں جہاد کرنا ہے۔ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا: نفی مفید سلب عموم ہے یعنی سب نے رہبانیت کی نگہداشت نہیں کی۔ نفی عموم سلب کیلئے نہیں ہے یعنی یہ مراد نہیں کہ کسی نے رہبانیت کا لحاظ نہیں رکھا۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ جس رہبانیت کا پورے طور پر پابند رہنے کا انھوں نے از خود التزام کیا اس کی پوری پوری نگہداشت بعض لوگوں نے نہ کی بلکہ رضایت وعبادت وغیرہ کی پوری پابندی نہ کر سکے یا رہبانیت فقط دکھانے اور شہرت دینے اور دنیا حاصل کرنے کیلئے کرنے لگے یا تثلیث کے قائل ہو گئے یا انھوں نے اپنے علماء ومشائخ کو ارباب بنالیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ماننے سے انکار کر دیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے صحیح طور پر شریعت عیسوی پر قائم تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد آپ کا انکار کر دیا یہ باتیں تقاضائے رہبانیت کے خلاف تھیں۔ (مظہری) [جاننا چاہئے کہ ہر بدعت ناجائز وحرام نہیں ہے کیونکہ رہبانیت بدعت تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے رہبانیت کی مذمت نہیں فرمائی بلکہ رہبانیت ایجاد کر کے اسے نبھانہ سکنے کی گئی ہے اسی بناء پر ہمارے علماء بدعت کی چند اقسام بیان کرتے ہیں] بدعتِ واجبہ: جیسے علم نحو وغیرہ کی تعلیم۔ بدعتِ محرمہ: جیسے جبریہ وقدریہ کے ایجاد کردہ عقائد وغیرہ۔ بدعتِ مندوبہ: جیسے مدارس اور مسافر خانوں وغیرہ کا قیام۔ بدعتِ مکروہہ: جیسے مساجد کو فخریہ مزین کرنا۔ بدعتِ مباح: جیسے عمدہ اور لذیذ کھانے اور مشروبات وغیرہ۔ (مرقاۃ المفاتیح)

تفسیر اظہار العرفان

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا

اے مسلمانان بترسید از خدای و ایمان آرید

اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور ایمان لاؤ

بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ

به پیغمبر خود بدہد شما را دو حصه از رحمت خود و بدہد

اس کے رسول پر تمہیں اپنی رحمت میں سے دو حصہ دیگا اور

لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ

مر شما را روشنی میروید بداں و بیامرزد شما را و خدای

تمہارے لئے ایک نور پیدا کریگا جس میں تم چلو گے اور تمہیں بخش دیگا اور اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۸ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ

آمرزنده مہربانست تا بایں میداند اہل کتاب

بخشنے والا مہربان ہے ۱؎ تا کہ اہل کتاب یہ نہ سمجھ لیں

اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ

آنکہ قادر نشوند بر چیزی از فضل خدای

کہ (مؤمنین) اللہ کے فضل پر کچھ قدرت نہیں رکھتے

وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

و ہر آئنہ فضل بدست خدا ست بدہد او را ہر کرا خواہد

اور بیشک فضل اللہ کے قبضہ میں ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۲۹ ع

و خدا خداوند فضل و بزرگست

اور اللہ بڑے فضل والا ہے ۲؎

۱؎ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نجاشی کے چالیس آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کے ہمراہ جنگ اُحد لڑی۔ اس جنگ میں ان میں سے کوئی بھی قتل نہ ہوا لیکن وہ زخمی ہوگئے جب انھوں نے دیکھا کہ مسلمان سامان زیست کے حاجت مند ہیں تو نبی ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! ہم مالدار ہیں اگر آپ اجازت دیں تو ہم اپنے اموال یہاں لاکر مسلمانوں کی مدد کریں اس پر آیت اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۔نازل ہوئی۔ جب یہ آیت نازل ہوگئی تو انھوں نے کہا کہ اے گروہِ مسلمین! ہم میں سے جو شخص تمہاری کتاب پر ایمان لائے اس کیلئے دوہرا اجر ہے اور جو تمہاری کتاب پر ایمان نہ لائے اس کیلئے ایک ہی اجر ہے جیسے کہ تمہارے لئے ایک ہی اجر ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حضرت مقاتل کی روایت میں ہے کہ جب آیت اُولٰۗىِٕكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا. نازل ہوئی۔ تو جولوگ اہل کتاب میں سے ایمان لائے تھے وہ اصحاب نبی ﷺ کو فخر یہ کہنے لگے کہ ہمارے لئے دو اجر ہے اور تمہارے لئے صرف ایک اجر ہے یہ بات صحابہ پر سخت گراں گذری اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور اہل کتاب میں سے ایمان لانے والوں کی طرح صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کیلئے بھی دو اجر مقرر کردیئے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا: حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ اس سے بیان اور ہدایت مراد ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے قرآن مراد ہے، بعض نے کہا کہ اس سے روشنی مراد ہے۔ یعنی ایک ایسی روشنی تمہیں عطا فرمائیگا جس کی روشنی میں تم پل صراط سے گذرو گے۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ تم اس روشنی کے ذریعے لوگوں کو اسلام کی جانب دعوت دو گے اور تم دین اسلام میں ان سب کے سردار ہوجاؤ گے۔ یہ اس لئے تھا کہ ان اہل کتاب کو خوف تھا کہ اگر ہم ان پر ایمان لے آئیں گے تو ہماری سرداری ختم ہوجائے گی۔ اس خوف سے وہ حضرت محمد ﷺ پر ایمان نہیں لاتے تھے۔ یہ لوگ کمزوروں سے رشوت لیتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے احکام میں تحریف کرڈالتے تھے (القرطبی) ۲؎ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ جب آیت يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ نازل ہوئی تو اسکی وجہ سے اہل کتاب مسلمانوں سے حسد کرنے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حضرت مجاہد کی روایت ہے کہ یہود کہتے تھے کہ عنقریب ہم میں سے ایک نبی مبعوث ہوگا اور وہ ہاتھ اور پاؤں کاٹے گا لیکن جب نبی ﷺ کا ظہور عربوں میں سے ہوگیا تو انھوں نے ماننے سے انکار کردیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ مطلب یہ ہے کہ نبوت پر ان کی اجارہ داری نہیں بلکہ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے (لباب النقول فی اسباب النزول) یہاں فضل سے کیا مراد ہے اس کے تعین میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ اس سے اسلام مراد ہے، بعض نے کہا کہ اس سے ثواب مراد ہے، کلبی کہتے ہیں کہ اس سے رزق مراد ہے، بعض نے کہا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی وہ نعمتیں مراد ہیں جو انسانی احاطۂ شمار میں نہیں آسکتیں ہیں۔ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ: یعنی اللہ تعالیٰ کا فضل ان کے ہاتھوں میں نہیں ہے کہ یہ لوگ حضرت محمد ﷺ سے نبوت کو پھیر کر اس کی جانب کردیں جسے یہ لوگ پسند کرتے ہیں (القرطبی) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سونے سے پہلے مسبحات [وہ سورتیں جن کو سَبَّحَ، يُسَبِّحُ اور سَبِّحْ سے شروع کیا گیا ہے] پڑھتے اور فرماتے تھے ان میں ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے میں کہتا ہوں کہ شاید وہ آیت آیتِ تسبیح ہے۔ (مظہری)

سُوۡرَةُ الۡمُجَادَلَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اثۡنَتَانِ وَعِشۡرُوۡنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوۡعَاتٍ

سورہ مجادلہ مدنی ہے، اس میں ۲۲ آیات اور ۳ رکوع ہیں [1]

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

قَدۡ سَمِعَ اللّٰهُ قَوۡلَ الَّتِىۡ تُجَادِلُكَ فِىۡ زَوۡجِهَا وَ

ہر آئینہ شنید خدا سخن زنیکہ مجادلہ میکرد در باب شوہر خود و

بیشک اللہ نے اس عورت کی بات سنی جو اپنے شوہر کے باب میں جھگڑتی ہے اور

تَشۡتَكِىۡۤ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسۡمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ

نالہ کرد بسوے خدای و خدای بشنود پاسخ شما ہر آئینہ خدای

اللہ کی طرف شکایت کرتی ہے، اور اللہ تم دونوں کا جواب سن رہا ہے، بیشک اللہ

سَمِيۡعٌۢ بَصِيۡرٌ ۝۱ اَلَّذِيۡنَ يُظٰهِرُوۡنَ مِنۡكُمۡ مِّنۡ نِّسَآئِهِمۡ

شنواست بینا آنانکہ ظہار کند از شما از زنان ایشاں

سننے والا دیکھنے والا ہے [2] تم میں سے وہ لوگ جو اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں

مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمۡ ؕ اِنۡ اُمَّهٰتُهُمۡ اِلَّا الّٰٓـئِىۡ وَلَدۡنَهُمۡ ؕ

نیستند آنزنان مادر ایشاں نیستند مادر ایشاں مگر آنزنانیکہ بزادند ایشاں

وہ عورتیں ان کی مائیں نہیں ہیں، نہیں ہیں ان کی مائیں مگر وہ عورتیں جنہوں نے انھیں جنا

وَاِنَّهُمۡ لَيَقُوۡلُوۡنَ مُنۡكَرًا مِّنَ الۡقَوۡلِ وَزُوۡرًا ؕ وَاِنَّ

و ہر آئینہ مردمان گویند بدی از سخنے دروغے و ہر آئینہ

اور بیشک وہ لوگ بری بات اور جھوٹ کہتے ہیں، اور بیشک

[1] اس میں ۱۹۹۲ حروف ۴۹۳ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) اس سورت میں دیگر مدنی سورتوں کی طرح احکام تشریعیہ کا بیان ہے اس میں بہت سارے احکام بیان کئے گئے ہیں جیسے ظہار، کفارہ، مناجات، مجلس کے آداب، مناجات سے پہلے صدقہ کرنے، اللہ کے دشمنوں سے مودت نہ رکھنے وغیرہ کے احکام ہیں، اس سورت کی ابتدا خولہ بنت ثعلبہ کے قصہ سے ہے، پھر ظہار اور کفارہ ظہار کا بیان ہے، ایک دوسرے سے سرگوشی کے احکام بیان کئے گئے ہیں، اس کے بعد منافقین سے متعلق کلام ہے، اس کا اختتام اللہ کیلئے کسی سے محبت اور کسی سے بغض رکھنے کی حقیقت کے بیان پر ہے (صفوۃ التفاسیر)

[2] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے جس میں آپ فرماتی ہیں کہ پاک ہے وہ ذات جسکی ساعت ہر شے کو محیط ہے اب بھی مجھے خولہ بنت ثعلبہ کی باتیں سنائی دیتی ہیں جو وہ رسول اللہ ﷺ سے اپنے خاوند کی شکایت میں کر رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ یا رسول اللہ ﷺ! اس نے میری جوانی لوٹ لی اور اس سے میرے بچے ہو گئے لیکن اب، جبکہ میں بوڑھی ہو گئی ہوں اور بچے جننے کے قابل نہیں رہی تو اس نے مجھ سے ظہار کر لیا [اس کے بعد وہ اللہ سے فریاد کرنے لگی] اے اللہ! میں تجھ سے فریاد کرتی ہوں۔ اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام ان آیات کے ساتھ نازل ہوئے۔ اس عورت کا خاوند اوس بن صامت تھا (لباب النقول فی اسباب النزول) مروی ہے کہ اوس بن صامت کے دماغ میں کچھ خلل تھا اور جب ان پر دیوانگی کا غلبہ ہوتا تو ایسے کام کر گذرتے تھے جن پر بعد میں ان کو ندامت ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ انھوں نے اپنی بیوی خولہ بنت ثعلبہ سے ظہار کر لیا۔ خولہ نے کہا تو نے تو ایک بہت بڑی بات منھ سے نکال دی اور پھر اپنے خاوند کی شکایت لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر چلی گئی۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اوس بن صامت کو بلا کر اس بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ خولہ سچ کہتی ہے میں نے اس سے کہا کہ تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے اور یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جاؤ اور اللہ کے حکم کا انتظار کرو اور خولہ کے قریب مت جاؤ۔ خولہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس نے مجھے طلاق نہیں دی بلکہ یہ کہا ہے کہ تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں یہ میرا چچازاد بھائی ہے اور میں اس سے محبت کرتی ہوں اور اس سے میرا لڑکا بھی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اب تم اس پر حرام ہو گئی ہو۔ اس پر خولہ اللہ تعالیٰ سے فریاد کرنے لگی کہ اے اللہ! میں تیرے آگے اس شدت فراق کی فریاد کرتی ہوں۔ اے اللہ! تو ہی اپنے نبی کی زبان پر کوئی امر جاری فرمادے جس سے ہمیں اس مصیبت سے نجات ملے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ خولہ کی اس رقت آمیز دعا پر ہم سب لوگ جو گھر میں موجود تھے رو پڑے۔ اسی دوران یہ آیت نازل ہوئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اوس بن صامت سے فرمایا کہ اے اوس! ظہار کا کفارہ ادا کرو (حاشیہ لباب النقول) علامہ زمخشری کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سماع کا مطلب یہ ہے کہ اس نے عورت کی دعا قبول فرمالی۔ اس سے علم باری تعالیٰ مراد ہے جیسے نمازی جب نماز میں کہتا ہے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنۡ حَمِدَهٗ تو اس کا مطلب بھی یہی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس نمازی کی تسبیح قبول فرما لی۔ تَشۡتَكِىۡۤ اِلَى اللّٰهِ: یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس عورت نے گریہ وزاری کی۔ (صفوۃ التفاسیر)

اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿۲﴾ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ

خدای آمرزنده مهربانست و آنانکه مظاهرت کنند از

اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۱ اور وہ لوگ جو ظہار کرتے ہیں

نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ

زنان خود باز گردند بدانچه گفتند پس آزاد کردن بنده پیش

اپنی بیویوں سے پھر رجوع لائیں جو انھوں نے کہا تو ایک غلام آزاد کرنا ہے اس

قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

ازانکه مس کنند این حکم پند داده شوید بآں و خدای بآنچه میکنید

سے پہلے کہ چھوئیں، یہ حکم ہے جسے تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ جو تم کرتے ہو

خَبِيْرٌ ﴿۳﴾ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ

دانا ست پس هر که نیابد پس لازم است روزه دو ماه پے در پے پیش

جاننے والا ہے ۲ پس جو کوئی (غلام) نہ پائے تو لازم ہے پے در پے دو ماہ کے روزے اس سے

قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ

ازانکه مس کنند پس هر که نتواند پس خورانیدن شصت

پہلے کہ چھوئیں، پس جس سے (روزے بھی) نہ ہو سکے تو (کھانا) کھلانا ہے ساٹھ

مِسْكِيْنًا ۚ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَتِلْكَ حُدُوْدُ

مسکین این آنست که بگروید بخدا و پیغمبر او و این حدهاء

مسکینوں کو، یہ اس لئے ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہو اور یہ اللہ کی

اللّٰهِ ۚ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ

خدا است و مر کافرانراست عذاب سخت هر آئنه آنانکه دشمنی کنند

حدیں ہیں اور کافروں کیلئے سخت عذاب ہے ۳ بیشک وہ لوگ جو دشمنی کرتے ہیں

تفسیر اظہار العرفان

۱ ظہار کا معنی ہے کہ کسی شخص کا اپنی بیوی سے یہ کہہ دینا کہ تو میرے لئے ایسے [ہی حرام] ہے جیسی میری ماں کی پشت۔ زمانۂ جاہلیت میں اس کو طلاق مانا جاتا تھا اور اس سے وہ عورت اپنے شوہر کیلئے ہمیشہ کے واسطے حرام ہو جاتی تھی۔ شریعت نے ظہار کو حرمت دوام کا موجب قرار نہیں دیا بلکہ ایک خاص وقت تک ایسی عورت کو حرام کر دیا' کفارہ ادا کرنے کے بعد ظہار والی عورت حرام نہیں رہتی شوہر کیلئے حلال ہو جاتی ہے۔ (مظہری)

۲ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا: اہل علم کے نزدیک اس آیت کے معنی میں اختلاف ہے اہل ظاہر نے کہا کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو لفظ پہلے سے کہا تھا اس کی طرف لوٹتے ہیں یعنی لفظِ ظہار مکرر کرتے ہیں۔ اس تشریح کی وجہ سے علمائے ظاہر کے نزدیک مکرر لفظِ ظہار کہے بغیر کفارہ واجب نہیں ہوتا' حضرت ابو العالیہ کا بھی یہی قول ہے' لیکن یہ قول اجماعِ امت کے خلاف ہے ظہار کے سلسلے کی احادیث بھی اس کے خلاف آئی ہیں کسی حدیث میں کفارہ کو لفظ ظہار کے تکرار کے ساتھ مشروط نہیں کیا گیا۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ اہل جاہلیت ظہار کرتے تھے پس اسلام کے بعد جس نے ظہار کیا وہ مقولۂ جاہلیت کی طرف لوٹا خواہ حقیقتاً یا حکماً۔ حکماً لوٹنے کا یہ معنی ہے کہ قول جاہلیت کا عقیدہ رکھا۔ جو کسی بات کا عقیدہ رکھتا ہے وہ گویا اس کا قائل ہوتا ہے۔ یہ قول بھی صحیح نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عود کرنے سے مراد ہے پشیمان ہو جانا۔ یعنی کہی ہوئی بات پر پشیمان ہوتے ہیں اور حرمت کو دور کرنا چاہتے ہیں۔ اکثر مفسرین کرام کے نزدیک آیت کا ظاہری معنی مراد نہیں ہے اس صورت میں مختلف توجیہات کی گئی ہیں (۱) یعنی اپنے پہلے قول سے لوٹ جاتے ہیں یعنی تحلیل کے خواستگار ہوتے ہیں (۲) بیضاوی نے لکھا ہے کہ لام بمعنی اِلٰـــــی ہے یعنی اپنے قول کی تلاش کی جانب لوٹتے ہیں۔ بہرحال ان تمام تاویلات پر عود کے معنی ہونگے ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونا یعنی ناراضگی اور غصے کی حالت سے رضامندی کی طرف لوٹتے ہیں اور عورت کی حلت کے خواستگار ہوتے ہیں۔ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ: یعنی ایک غلام آزاد کرنا جواز مباشرت کیلئے شرط ہے۔ محیط میں ہے کہ کفارہ کے وجوب کا سبب صرف رجوع ہے کیونکہ کفارہ سے پہلے دو چیزوں کا ذکر ہے اول ظہار کا پھر عود کا اور عود کا ذکر چونکہ ظہار کے بعد ہے اس لئے کفارہ کا حکم اسی پر مرتب ہوگا۔ (مظہری) ۳ یعنی جس کو غلام یا باندی میسر نہ ہو تو اس کے ذمہ لگاتار دو مہینے کے روزے ہیں قبل اس کے کہ باہم دونوں اختلاط کریں۔ جاننا چاہیئے کہ دو ماہ کے روزوں میں رمضان کا مہینہ' یا فطر' یا نحر کا دن یا ایامِ تشریق نہ آنا چاہیئے۔ رمضان کا وجوب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس میں ظہار کے روزے کیسے رکھے جا سکتے ہیں؟ باقی رہے ایام ممنوعہ تو ظاہر ہے کہ ان میں تو ہر طرح کا روزہ رکھنا منع ہے۔ اور ایام ممنوعہ کے روزے واجب کامل کے قائم مقام کیسے ہو سکتے ہیں؟ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا: یعنی اگر بیماری اور ضعف کی وجہ سے یا ایسی شدت شہوت کی وجہ سے کہ مباشرت سے باز نہ رہ سکے' روزے نہ رکھ سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینا لازم ہے ہر مسکین کو نصف صاع غلہ کسی قسم کا ہو' امام ابوحنیفہ کے نزدیک ہر مسکین کو نصف صاع گندم یا ایک صاع جَو' یا چھوارے دیئے جائیں۔ جاننا چاہیئے کہ ظہار کرنے والا کفارہ دینے سے پہلے مباشرت کر گذرے تو استغفار کرے کیونکہ یہ عمل ناجائز ہے۔ (مظہری)

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ

با خدا و پیغمبر او خوار شوند ہمچنانکہ رسوا شدند آنانکہ پیش از ایشاں و ہر آئنہ

اللہ اور اس کے رسول سے ذلیل کئے گئے جیسے ذلیل کئے گئے وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے اور بیشک

اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ يَوْمَ

فرستادیم ما نشانہا و کافرانراست عذاب خوار کنندہ آنروز کہ

ہم نے روشن نشانیاں اتاریں' اور کافروں کیلئے خوار کرنے والا عذاب ہے ۱ جس روز

يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَ

بر انگیزد ایشانرا خدای ہمہ پس خبر کند ایشانرا بآنچہ بودند نگہداشت آنرا خدای و

ان سب کو اللہ اٹھائے گا اور انھیں بتائے گا جو انھوں نے کیا' اللہ نے انھیں محفوظ رکھا ہے اور

نَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ

فراموش کردند او را و خدا بر ہمہ چیز گواہ ست آیا نمی بینی ہر آئنہ خدای میداند

وہ سب اسے بھول گئے' اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے ۲ کیا تجھے نہیں معلوم کہ بیشک اللہ جانتا ہے

مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى

آنچہ در آسمانہا و آنچہ در زمین است نباشند از راز گوئندہ

جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے' راز کہنے والوں میں سے نہیں ہوتے

ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَاۤ

سہ تن مگر او چہارم ایشانست و نہ پنج تن اند مگر او ششم ایشانست و نہ

تین شخص مگر وہ ان کا چوتھا ہے اور نہ پانچ شخص مگر وہ انکا چھٹا ہے اور نہ

اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا

کمتر ازیں و نہ بیشتر مگر او با ایشانست ہر جا کہ باشند

اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ مگر وہ ان کے ساتھ ہے جہاں کہیں ہوں ۳

ع ۱

تفسیر اظہار العرفان

۱ جب ان مؤمنین کا ذکر ہو گیا جو اللہ تعالیٰ کی حدود سے واقف ہیں تو اب ان لوگوں کا ذکر ہو رہا ہے جو اللہ کی حدود کی مخالفت کرتے ہیں' بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ وہ لوگ جو اللہ کے ولیوں سے دشمنی رکھتے ہیں یعنی يُحَادُّوْنَ اللّٰهِ بمعنی يُحَادُّوْنَ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے میرے ولی کی اہانت کی تو اس نے مجھ سے اعلانِ جنگ کیا۔ زجاج کہتے ہیں کہ محادہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے دوست کی حد کو روکتا ہو۔ كُبِتُوْا: حضرت ابو عبیدہ اور اخفش کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اُهْلِكُوْا یعنی ہلاک کئے گئے' حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ انھیں اسی طرح رسوا کیا جائیگا جس طرح ان سے پہلے والوں کو رسوا کیا گیا' حضرت ابن زید کہتے ہیں کہ انھیں عذاب دیا جائیگا' حضرت سدی یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ ان پر لعنت کی جائیگی' حضرت فراء کہتے ہیں کہ ان پر خندق والے روز غصے کا اظہار کیا گیا' بعض نے کہا کہ بدر کے روز' یہاں جن لوگوں کی یہ کیفیت بیان ہوئی ہے وہ مشرکین ہیں' بعض نے کہا کہ منافقوں کا بیان ہوا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اہل ایمان کو نصرت کی بشارت دی ہے۔ (القرطبی)

۲ یعنی اس روز کو یاد کرو جب اللہ تعالیٰ تمام مجرموں کو جمع فرمائیگا اور ان سب کو انکے کئے کی خبر دیگا (صفوۃ التفاسیر)

۳ یعنی کلی ہو یا جزئی اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔ نجوی نجوۃ سے مشتق ہے نجوۃ کا معنی ہے زمین میں ابھرا ہوا ٹیلہ' کیونکہ اسرار یعنی خاص راز بھی ذہن کی طرف اٹھائے جاتے ہیں ہر شخص کو ان کا معلوم کرنا آسان نہیں ہوتا مطلب یہ کہ یہ تین مردوں میں جو سرگوشیاں ہوتی ہیں۔ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ: یعنی اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہوتا ہے اور اس طرح تین کے عدد کو چار کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معیت بے کیف ہے اس کی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی سرگوشی کا علم ہوتا ہے۔ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ: تین اور پانچ کا خصوصیت کے ساتھ ذکر یا تو اس وجہ سے کیا گیا کہ آیت کا نزول مخصوص واقعہ سے تعلق رکھتا ہے' اور وہ یہ کہ منافقوں نے باہم سرگوشیاں کی تھیں۔ انہیں کے سلسلے میں اس آیت کا نزول ہوا۔ یا تخصیصِ عددی کی یہ وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق عدد کو پسند کرتا ہے اور باہم مشورہ کیلئے باہم کم سے کم تین آدمی ہونے چاہیئے' دو تو وہ ہونگے جن کی رائے میں باہم اختلاف ہوگا اور تیسرا وہ گا جو فریقین میں سے کسی ایک کی رائے کو ترجیح دیگا اس طور پر باہم مشورہ کیلئے کم سے کم تین آدمی کا ہونا ضروری۔ یہ تو انفرادی مشورہ کی صورت ہے یعنی ایک شخص ایک رائے رکھتا ہے اور دوسرا شخص دوسرا خیال رکھتا ہے لیکن باہم مشورہ کبھی جماعتوں میں بھی ہوتا ہے اور جماعت کا ادنیٰ درجہ دو ہے۔ اس صورت میں کم سے کم ایک طرف دو ہونگے اور دوسری رائے رکھنے والے بھی کم سے کم دو ہونگے اور دونوں فریقوں کا فیصلہ کرنے والا اور ایک فریق کی رائے کو فریقِ ثانی پر ترجیح دینے والا پانچواں شخص ہوگا اس طرح یہ کمیٹی پانچ آدمیوں کی ہو جائیگی۔ اب رہے تین سے کم باہم مشورہ' یا تین اور پانچ سے زائد یعنی چار اور چھ اور اس سے زائد تو اس کی طرف اشارہ وَلَا اَدْنٰى مِنْ ذَالِکَ وَلَا اَكْثَرَ [اور نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ] میں کر دیا گیا ہے۔ (مظہری)

ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ

باز خبر دہد ایشانرا بآنچہ کردند روز قیامت ہر آئنہ خدای بہمہ چیز

پھر انھیں قیامت کے روز اسکی خبر دیگا جو انھوں نے کیا، بیشک اللہ ہر چیز کا

عَلِيْمٌ ۝۷ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ

دانا ست آیا نمی بینی بسوے آنانکہ باز داشتہ شدند از راز گفتن باز کردند

جاننے والا ہے۔ کیا تو نے نہ دیکھا ان لوگوں کو جنہیں راز کہنے سے روکا گیا پھر لوٹتے ہیں

لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ

آنچہ نہی کردہ شدند از و راز گویند بگناہ و بیداد و بنافرمانی

اس کی جانب جس سے انھیں روکا گیا اور راز کہتے ہیں گناہ اور ظلم اور رسول کی

الرَّسُوْلِ ۡ وَاِذَا جَاۗءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَ

پیغمبر و چوں بیایند بتو تحیت گویند ترا بآنچہ تحیت نکرد ترا باں خدا و

نافرمانی کے، اور جب آپ کے حضور آتے ہیں تو ایسے لفظ سے سلام کہتے ہیں جسے اللہ نے آپ کیلئے نہ کیا اور

يَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ۭ

میگویند در تنہاے ایشاں چرا عذاب نکند ما را خدای بآنچہ میگوئیم

اپنے دل میں کہتے ہیں اللہ ہمیں اس پر عذاب کیوں نہیں دیتا جو ہم کہتے ہیں

حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۸ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

پس است ایشانرا دوزخ در آیند بداں پس بد است باز گشت اے

ان کیلئے دوزخ کافی ہے اس میں داخل ہونگے پس کیا ہی بری جگہ ہے لوٹنے کی [1] اے

اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

مسلمانان چوں راز گوئید پس راز مگوئید بگناہ و بیداد

مسلمانو! جب آپس میں راز کہو تو نہ کہو گناہ اور ظلم

تفسیر اظہار العرفان

[1] حضرت مقاتل بن حیان سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور یہود کے درمیان موادعت تھی۔ جب اصحاب رسول ﷺ میں سے کوئی شخص ان کے قریب سے گذرتا تو وہ آپس میں سرگوشیاں کرتے۔ جس سے وہ سمجھتا کہ یہود اسے قتل کر دینے یا کوئی اور نقصان پہنچانے کا منصوبہ بنا رہے ہیں اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو سرگوشیاں کرنے سے منع فرمایا لیکن وہ باز نہ آئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (لباب النقول فی اسباب النزول) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سلام کرتے وقت یہودی رسول اللہ ﷺ کو سَامٌ عَلَيْكَ 'تم پر ہلاکت ہو' کہتے تھے پھر اپنے آپس میں کہتے تھے یہ لفظ کہنے پر اللہ ہم کو عذاب نہیں دیتا اگر یہ رسول سچے ہیں تو اس گستاخانہ لفظ پر اللہ کی طرف سے ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا؟ اس پر آیت وَاِذَا جَاءُوْكَ الخ نازل ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہودیوں کی ایک جماعت نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی درخواست کی، اجازت ملنے کے بعد وہ آئے اور کہا اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ میں نے یہ لفظ سن لیا اور کہا بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ یعنی تم پر ہلاکت اور لعنت ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ رفیق ہے یعنی رفیق الکلام ہے اور ہر کام میں نرمی کو پسند کرتا ہے میں نے عرض کیا: کیا آپ نے انکی بات نہیں سنی۔ انھوں نے فرمایا کہ میں نے بھی وعلیکم کہہ دیا تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ میں نے بھی علیکم بغیر واؤ کے کہہ دیا تھا۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ یہودی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے السام علیکم کہا۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواباً فرمایا اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ وَ لَعَنَكُمُ اللّٰهُ وَ غَضِبَ عَلَيْكُمْ. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عائشہ نرمی اختیار کرو، درشت کلامی سے پرہیز کرو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: کیا آپ نے ان کی بات نہیں سنی، فرمایا: میں نے جو کہا وہ تم نے نہیں سنا۔ میں نے تو ان کی بات انھیں پر لوٹا دی میں نے جو ان کے خلاف دعا کی قبول ہوگی۔ اور ان کی بددعا میرے حق میں قبول نہیں ہوگی۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم فحش گو نہ بنو اللہ فحش گو کو پسند نہیں فرماتا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب یہودی تم کو سلام کرتے ہیں تو ان میں سے کچھ لوگ السام علیکم کہتے ہیں تم بھی وعلیک کہہ دیا کرو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اہل کتاب تم کو سلام کریں تو تم وعلیکم کہہ دیا کرو۔ بِالْاِثْمِ یعنی ایسی باتوں کی سرگوشیاں کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک گناہ ہے۔ وَالْعُدْوَانِ: یعنی مسلمانوں پر زیادتی کی بھی سرگوشیاں کرتے ہیں۔ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ: یعنی رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کے مشورے بھی دیتے ہیں۔ نفسِ سرگوشی میں معصیت رسول تھی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی ممانعت فرما دی تھی۔ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ: یعنی اپنے دلوں میں، یا رسول اللہ ﷺ کے پاس ہٹ کر آپس میں کہتے ہیں (مظہری) حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ: ان کیلئے عذاب کافی ہے کہ انھیں جہنم کی آگ میں داخل کیا جائیگا اور ان لوگوں کو اس آگ کی تپش پہنچے گی، ان کا مرجع اور ان کا مستقر جہنم ہے، اور وہ کیا ہی بری جگہ ہے (صفوۃ التفاسیر)

وَمَعۡصِيَتِ الرَّسُوۡلِ وَتَنَاجَوۡا بِالۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰى ؕ وَ

و بنافرمانی پیغمبر و راز گویند به نیکوئی و پرہیزگاری و

اور رسول کی نافرمانی کے راز اور نیکی اور پرہیزگاری کے راز کہو اور

اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىۡۤ اِلَيۡهِ تُحۡشَرُوۡنَ ۝۹ اِنَّمَا النَّجۡوٰى

بترسید از خدای آنکه بسوے او جمع کردہ شود جز ایں نیست کہ راز گفتن

اللہ سے ڈرو جس کی جانب جمع کئے جاؤ گے [1] اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ راز کہنا

مِنَ الشَّيۡطٰنِ لِيَحۡزُنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَلَيۡسَ بِضَآرِّهِمۡ

از دیوانست تا اندوہگین گرداند آنانکہ گرویدند و نیست ضرر رسانندہ بدیشاں

شیطان کی طرف سے ہے تاکہ ان لوگوں کو غم دے جو ایمان لائے اور نہیں ہیں انھیں نقصان پہنچانے والے

شَيۡــًٔـا اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ ‌ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۝۱۰

چیزے مگر بامر خدای و بر خدای پس باید کہ توکل کنند مؤمنان

کچھ بھی مگر اللہ کے حکم سے اور مؤمنوں کو چاہیئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں [2]

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا قِيۡلَ لَـكُمۡ تَفَسَّحُوۡا فِى الۡمَجٰلِسِ

اے مسلمانان چوں گفتہ شد شما را جای فراخ کنید در مجلسہا

اے مسلمانو! جب تم سے کہا جائے مجلسوں میں جگہ دو

فَافۡسَحُوۡا يَفۡسَحِ اللّٰهُ لَـكُمۡ‌ۚ وَاِذَا قِيۡلَ انْشُزُوۡا فَانْشُزُوۡا

پس جای فراخ کنید تا جای فراخ کند خدای مر شما را و چوں گفتہ شود بر خزید پس بر خزید

تو جگہ دے دیا کرو تاکہ اللہ تمہارے لئے کشادگی پیدا کرے اور جب کہا جائے کھڑے ہو جاؤ تو کھڑے ہو جایا کرو

يَرۡفَعِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ ۙ وَالَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ

بردارد خدا آنانکہ گرویدند از شما و آنانکہ دادہ شوند دانش

اللہ بلند فرمائیگا ان لوگوں کو جو تم میں ایمان لائے اور ان لوگوں کو جنہیں علم دیا گیا [3]

تفسیر اظہار العرفان

[1] اس آیت میں مؤمنوں کو سرگوشیوں سے روکا گیا ہے اور ان افعال سے بھی روکا گیا ہے جو منافقین اور یہود کیا کرتے تھے۔ بعض نے کہا کہ آیت میں خطاب منافقین سے ہے اس وقت ترجمہ یوں ہوگا اے وہ لوگ جو اپنے گمان کے مطابق ایمان لائے، بعض نے کہا کہ یہ خطاب یہود سے ہے یعنی اے وہ لوگ جو موسیٰ پر ایمان لائے۔ (القرطبی)

[2] حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم تین ہو تو دو آدمی ایک کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم تین ہو تو دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں یہاں تک کہ تم لوگوں سے ملو کہ وہ غمگین ہوں۔ (القرطبی)

[3] مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدری مہاجرین و انصار کی عزت فرماتے تھے، ایک روز کچھ بدری حضرات خدمتِ گرامی میں حاضر ہوئے۔ ان کے آنے سے پہلے اور لوگ مجلس میں بیٹھ چکے تھے مجبوراً یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے گرداگرد کھڑے ہوئے اور نبی ﷺ کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا پھر انھوں نے حاضرین کو سلام کیا انھوں نے بھی جواب دیا یہ حضرات کھڑے انتظار کرتے رہے کہ مسلمان ان کو جگہ دیدیں لیکن کسی نے جگہ نہیں دی۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات ناگوار گذری اور اپنے پاس والے شخص کو حکم دیا۔ اے فلاں کھڑا ہو جا، اسی طرح دوسرے سے فرمایا: تو بھی اُٹھ جا۔ غرض جتنے بدری صحابہ کھڑے تھے ان کی تعداد کے بقدر رسول اللہ ﷺ نے دوسرے حاضرین کو اٹھایا اور بدریوں کو ان کی جگہ بیٹھ جانے کا حکم دیا۔ اٹھنے والوں کو یہ حکم شاق گذرا، اور رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کے چہروں پر ناگواری کے آثار محسوس کر لئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ابن ابی حاتم کی روایت ہے کہ یہ آیت جمعہ کے روز نازل ہوئی بدری صحابہ جمعہ کے روز آئے تھے انھیں کے سلسلہ میں آیت کا نزول ہوا۔ بغوی نے کلبی کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ اَلَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ خاص طور پر علماء کے درجات اونچے کرتا ہے۔ علماء سے مراد باعمل علماء ہیں۔ باعمل اہل علم کو اللہ تعالیٰ جو درجات عنایت کرتا ہے وہ جاہل باعمل لوگوں کو نہیں عطا فرماتا کیونکہ عالم کے علم و عمل کی اقتدا کی جاتی ہے پس عالم کو اپنے کئے ہوئے کا ثواب دیا ہی جاتا ہے نیز ان لوگوں کے عمل کا بھی پورا پورا اجر عنایت کیا جاتا ہے جو عالم کی اقتدا میں نیک عمل کرتے ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اصل نیکی کرنے والوں کا کچھ ثواب کاٹ کر علماء کو دے دیا جاتا ہے ایسا نہیں ہوتا بلکہ ان مقتدیوں کو بھی ان کی نیکی کا ثواب پورا پورا دیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا اور اس پر لوگوں نے عمل کیا تو اس کو اس طریقہ پر عمل کرنے کا اجر ملے گا اور ساتھ ہی ان لوگوں کے عمل کا بھی ثواب ملے گا جو اس طریقہ پر چلتے رہیں گے لیکن عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائیگی۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے عابد پر عالم کی برتری ایسی ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کی برتری باقی ستاروں پر۔ علماء انبیاء کے وارث ہے اور انبیاء نے وراثت میں نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم، صرف علم کی میراث چھوڑی۔ جس نے اس میراث کو لیا وہ بڑا خوش نصیب ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا: لوگو! اس آیت کو سمجھو یہ تم کو علم کی رغبت دلا رہی ہے اللہ فرما رہا ہے کہ مؤمن عالم مؤمن ناواقف سے بہت درجے اونچا ہے۔ (مظہری)

دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

از روے مرتبہ و خدای بآنچہ میکنید دانا ست اے

از روئے مرتبہ کے' اور اللہ جو تم کرتے ہو جاننے والا ہے اے

اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ

مسلمانان چوں راز گوئید با رسول پس پیش فرستید پیش از

مسلمانو! جب رسول سے راز کہو تو اپنے اس راز پر

نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ

راز گفتن شما صدقہ ایں بہتر است شما را و پاکیزہ تر پس اگر

کہنے سے پہلے صدقہ بھیجو یہ بہتر ہے تمہارے لئے اور زیادہ پاکیزہ ہے پس اگر

تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا

نیابید پس ہر آئنہ خدای آمرزندہ مہربانست آیا بترسید آنکہ پیش فرستید

نہ پاؤ تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۱ کیا تم ڈر گئے اس سے کہ

بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَ

پیش از راز گفتن خود صدقہ ہا پس چوں نکردید و

اپنے راز کہنے سے پہلے صدقات بھیجو پس جب تم نے نہ کیا اور

تَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ

باز گشت خدای بر شما پس برپادارید نماز را و بدہید زکوۃ را و

اللہ نے تم پر (مہربانی سے) رجوع فرمائی تو نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ ۢبِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع

فرمانبرید خدایرا و پیغمبر او و خدای دانا ست بآنچہ میکنید

اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو' اور اللہ جاننے والا ہے جو تم عمل کرتے ہو ۲

ع ۲ ۲۷

تفسیر اظہار العرفان

۱ مروی ہے کہ مسلمان رسول اللہ ﷺ سے بکثرت مسائل [تخلیہ میں] پوچھتے تھے جس سے آپ کو تکلیف ہوتی تھی لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کا بوجھ ہلکا کرنے کیلئے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) بہت سے لوگ رسول اللہ ﷺ سے درخواست کر کے تخلیہ میں باتیں کرتے تھے آپ کی عادتِ کریمہ تھی کہ جب بھی کوئی آدمی تخلیہ میں بات کرنے کی درخواست کرتا تو آپ اسے رد نہ فرماتے حتی کہ لوگوں نے تخلیہ میں بلا بلا کر آپ کو تنگ کر دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے لوگوں کے غیر ضروری سوالات کا بوجھ ہلکا کرنے کیلئے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس کے بعد لوگ تخلیہ میں باتیں کرنے سے رُک گئے۔ بعد میں سورہ مجادلہ کی آیت نمبر ۱۳ سے یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ چنانچہ ابو عبداللہ محمد بن حزام اپنے رسالہ ناسخ و منسوخ میں سورہ مجادلہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ پوری سورت ماسوائے آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَادَيْتُمُ الخ کے جو اللہ کے فرمان ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا الخ سے' اقامتِ صلوۃ' ادائے زکوۃ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے حکم سے منسوخ ہو گئی۔ محکم ہے۔ (حاشیہ لباب النقول) ظاہر یہ ہے کہ یہ آیت صدقہ ادا کرنے کے بعد منسوخ ہوئی یعنی اس آیت کے وجوب پر ایک مرتبہ عمل ہو چکا تھا۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ اس آیت کے حکم کے مطابق سب سے پہلے حضرت علی ؓ نے صدقہ کر کے رسول اللہ ﷺ سے بات کی۔ مروی ہے کہ انھوں نے اپنی انگوٹھی صدقہ کی۔ حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ کتاب اللہ میں ایک ایسی آیت ہے کہ مجھ سے پہلے کسی نے اس پر عمل نہیں کیا نہ میرے بعد کسی نے اس پر عمل کیا اور وہ یہی آیت ہے۔ (القرطبی) ۲ ترمذی وغیرہ نے حضرت علی ؓ سے روایت کی ہے کہ جب آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ الخ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ صدقہ میں ایک دینار کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کیا کہ لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر نصف دینار؟ میں نے عرض کیا یہ بھی ان کی قدرت سے زیادہ ہے۔ آپ نے پوچھا پھر کتنا؟ میں نے عرض کیا ایک دانہ جَو کے برابر [سونا]۔ آپ نے فرمایا: تم نے تو بہت کم صدقہ کا مشورہ دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی' نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس امت پر میرے باعث صدقہ میں تخفیف کر دی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ءَاَشْفَقْتُمْ بمعنیٰ ءَ بَخِلْتُمْ یعنی کیا تم نے بخل کیا ہے۔ بعض نے کہا کہ خفتم کے معنی میں ہے یعنی تم ڈر گئے۔ حضرت مقاتل بن حیان کہتے ہیں کہ یہ حکم دس راتوں تک باقی رہا پھر منسوخ ہو گیا۔ کلبی کہتے ہیں کہ یہ حکم صرف ایک رات تک باقی تھا اس کے بعد منسوخ ہو گیا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ حکم دن کے کچھ حصے تک باقی رہا پھر منسوخ ہو گیا' حضرت قتادہ بھی یہی کہتے ہیں۔ (القرطبی) آیت کا ظاہر مؤمنین کی تقصیر پر دلالت کر رہا ہے اور وہ چند وجوہ سے (۱) ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا (۲) فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا (۳) وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ۔ میں کہتا ہوں کہ معاملہ ایسا نہیں ہے بلکہ صورت یہ تھی کہ جب یہ حکم نازل ہو گیا کہ جو رسول اللہ ﷺ سے مناجات کرنا چاہے وہ پہلے صدقہ کرے اب جس کے پاس صدقہ کی گنجائش نہ تھی ان لوگوں نے مناجات ترک کر دی کیونکہ ایسی صورت میں ترکِ صدقہ کی وجہ سے بندہ گناہ گار ہوتا اس لئے عام صحابہ مناجات سے رک گئے اور ان کا مناجات سے رک جانا ان کی تقصیر پر دلالت نہیں ہے بلکہ قرآنی حکم کی تعمیل پر دلالت ہے۔ ءَاَشْفَقْتُمْ صدقہ کے خوف پر دلالت نہیں ہے کیونکہ صحابہ تو وقتاً فوقتاً صدقہ کرتے ہی رہتے تھے۔ (تفسیر کبیر)

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۖ مَا

آیا نمی بینی بسوئے آنانکہ دوست ساختند گروہی خشم گرفت خدای بر ایشاں نیستند

کیا تو نے نہ دیکھا ان لوگوں کو جنہوں نے ایسے کو ودست بنایا جن پر اللہ نے غضب کیا' نہیں ہیں

هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُونَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۱۴﴾

ایشاں از شما و نہ از ایشاں و سوگند خورند بر دروغ و ایشاں میدانند

وہ تم میں سے اور نہ ان میں سے اور وہ سب جھوٹ پر جان بوجھ کر قسم کھاتے ہیں ۱

أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا

آمادہ کرد خدای برائے ایشاں عذابے سخت بدست آنچہ بودند

اللہ نے ان کیلئے سخت عذاب تیار کیا ہے' وہ سب برے کام

يَعْمَلُونَ ﴿۱۵﴾ اِتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ

میکردند فرا گرفتند سوگنداں خود را سپر پس باز داشتند از راہ

کرتے ہیں ۲ انھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا پس اللہ کی راہ سے

اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿۱۶﴾ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ

خدای پس ایشانراست عذاب خوار کنندہ سود نکند از ایشاں مالہاے ایشاں

روکا سو ان کیلئے خوار کرنے والا عذاب ہے ۳ ان کے اموال اور نہ انکی

وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۖ أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ ۖ

و نہ فرزندان ایشاں از خدای چیزیرا آنگروہ یاران آتش اند

اولاد اللہ (کے عذاب) سے (بچانے میں) کچھ نفع دیگی وہی گروہ جہنم والے ہیں

هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ﴿۱۷﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ

ایشاں دراں ہمیشہ باشند روزیکہ بر انگیزد ایشاں را خدای ہمہ پس سو گند خورند

اس میں ہمیشہ رہیں گے ۴ جس روز اللہ ان سب کو اٹھائے گا تو قسمیں کھائیں گے

تفسیر اظہار العرفان

۱ منافقین یہود سے دوستی کرتے تھے اور یہود وہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ ''جن پر اللہ نے لعنت کی اور جن پر اللہ نے غضب کیا'' منافقین اہل ایمان کے راز کو ان کی جانب منتقل کرتے تھے۔ وَيَحْلِفُونَ عَلَى الْكَذِبِ: اس کذب سے مراد یا تو یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے آپ کو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے تھے' یا یہ کہ منافقین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتے تھے اور دوسری جانب مسلمانوں کے ساتھ مکر کیا کرتے تھے۔ جب ان منافقین سے کہا جاتا کہ تم نے ایسا کیا تو ڈر جاتے کہ کہیں مسلمان انہیں قتل نہ کر ڈالیں اس لئے فوراً جھوٹی قسم کھا لیتے تھے اور کہتے کہ ہم نے ایسا کہا ہے نہ کیا ہے۔ (تفسیر کبیر) حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ منافقین یہود میں سے ہیں نہ مسلمانوں میں سے ہیں۔ بلکہ درمیان میں تذبذب کا شکار ہیں اور یہ لوگ مسلمانوں کی خبریں ان تک پہنچاتے ہیں۔ حضرت سدی اور حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین اور عبداللہ بن نبتل کے بارے میں نازل ہوئی۔ ان دونوں میں سے کوئی ایک نبی ﷺ کی مجلس میں آ کر بیٹھتا اور آپ کی باتوں کو سن کر یہود کو پہنچاتا تھا۔ ایک دن نبی کریم ﷺ اپنے حجروں میں سے کسی ایک حجرہ میں تشریف فرما تھے جب آپ نے فرمایا: اب تم پر ایک ایسا شخص داخل ہونے والا ہے جس کا دل سخت ہوگا اور وہ شیطان کی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد عبداللہ بن نبتل منافق داخل ہوا' نبی کریم ﷺ نے اس کو آتا دیکھا تو بلایا اور فرمایا: تم اور تمہارے ساتھی مجھے گالیاں کیوں دیتے ہیں؟ اس شخص نے جواب دیا۔ مجھے ذرا دیر کی اجازت دیجئے میں جا کر ابھی آپ کے پاس آتا ہوں چنانچہ وہ شخص چلا گیا اور ساتھیوں کو بلا لایا اور سب نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے قسمیں کھائیں کہ ہم نے نہ باتیں کی ہیں اور نہ کہی ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (القرطبی) ۲ اس جھوٹی قسم کے سبب دنیا میں ان کیلئے ذلت ورسوائی ہے اور آخرت میں دوزخ کا عذاب ہے۔ (روح البیان) ۳ مطلب یہ ہے کہ جب ان منافقین کا نفاق ظاہر ہو جائے' یا ان کا مکر کھل جائے تو اپنے آپ کو بچانے کیلئے منافقین جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں' یا یہ مطلب ہے کہ منافقین قسموں کو ڈھال بناتے ہیں تا کہ مسلمان انھیں قتل نہ کریں پھر جب قتل سے امن میں آجاتے ہیں تو پھر مسلمانوں کو اسلام میں داخل ہونے سے روکتے اور طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا کرتے ہیں۔ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ: یعنی آخرت کا عذاب۔ (تفسیر کبیر) یعنی دنیا میں قتل کے ذریعے ان کیلئے ذلت ورسوائی ہے اور آخرت میں جہنم۔ بعض نے عَذَابٌ مُّهِينٌ کا یہ مطلب بیان کیا کہ جب ان لوگوں کے نفاق کو ظاہر کیا گیا تا اہل ایمان کے ہاتھوں بڑی ذلت ورسوئی کے ساتھ قتل کئے گئے۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ ان پر مردار ڈال کر ذلیل ورسوا کیا گیا اور مسلمانوں کو جہاد پر ثابت قدم رکھا۔ (القرطبی) ۴ یعنی ان کے اموال اور فرزند انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے فرزندوں اور اپنے اموال پر فخر کیا کرتے تھے' یا یہ مطلب ہے کہ محمد ﷺ جو کچھ کہا کرتے ہیں اگر وہ صحیح ہے اور ہمیں عذاب میں مبتلا کیا گیا تو ہمارے اموال اور ہماری اولاد ہمیں عذاب سے بچا لے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے ان کے اس نظریہ کو غلط ثابت فرمایا: أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ: یعنی یہ لوگ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے' جہنم سے کبھی بھی نہیں نکلیں گے اس لئے ان کا یہ نظریہ ہی غلط ہے کہ ان کی اولاد اور ان کے اموال انہیں جہنم سے نکال دینگے۔ (روح البیان)

لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ

برای خدای ہمچنانکہ سوگند خورند برای شما و آنروز می پندارند آنکہ ایشاں بر چیزے بدانید کہ ایشاں

اللہ کے سامنے جسطرح قسم کھاتے تھے تمہارے سامنے اور اس روز گمان کرینگے کہ وہ سب کچھ ہیں' جان لو کہ وہ سب

الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ

ایشانند تکذیب کنندگان غلبہ کرد بر ایشاں دیو پس فراموش کرد ایشانرا

جھٹلانے والے ہیں ۱ ان پر شیطان نے غلبہ کیا تو انھیں

ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ

ذکر خدای آنگروہ لشکر دیواند بدانید ہر آئنہ لشکر

اللہ کی یاد بھلا دی وہ سب شیطان کے لشکر ہیں' جان لو بیشک شیطان کا

الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ

دیو ایشانند زیانکاران ہر آئنہ آنانکہ خلاف کنند با خدای

گروہ ہی نقصان والے ہیں ۲ بیشک وہ لوگ جو خلاف کرتے ہیں اللہ

وَرَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ﴿۲۰﴾ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ

و رسول او آنگروہ در گروہ خوار تر اند نوشت خدای ہر آئنہ غالب شوم

اور اس کے رسول کے وہی گروہ سب سے زیادہ ذلیل ہیں ۳ اللہ نے لکھ دیا کہ بیشک غالب آؤنگا

اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۱﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا

من و فرستادگان من ہر آئنہ خدای غالب است نیابی گروہی را

میں اور میرے رسول' بیشک اللہ قوی غالب ہے ۴ تو نہ پائیگا اس گروہ کو

يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ

میگروند بخدا و بروز قیامت موافقت کردند آنکسیرا کہ خلاف کند با خدای

جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور قیامت کے روز پر کہ موافقت کریں ان لوگوں کی جو مخالفت کرتے ہیں اللہ

تفسیر اظہار العرفان

۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے حجرے کے سمٹتے ہوئے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی تمہارے پاس ایک آدمی آئیگا جو تمہاری طرف شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا۔ جب وہ آئے تو تم اس سے کوئی بات نہ کرنا۔ اتنے میں ایک گربہ چشم کانا آدمی آگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بلا کر پوچھا کہ تم اور تمہارے اصحاب ہمیں گالیاں کیوں دیتے ہیں؟ اس نے کہا کہ ذرا مہلت دیجئے میں ان سب کو بلا لاتا ہوں چنانچہ وہ جا کر انہیں بلا لایا وہ آکر قسمیں کھانے لگے کہ ہم نے آپکے خلاف نہ کوئی بات کہی ہے اور نہ کوئی کام کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (لباب النقول فی اسباب النزول)

۲ یعنی شیطان ان لوگوں پر وسوسہ کے ذریعے غالب آگیا ہے۔ حضرت مغفل کہتے ہیں کہ شیطان ان لوگوں پر چھا گیا ہے۔ (القرطبی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ ایک طویل حدیث میں آیا ہے کہ کافر کیلئے قبر کے اندر جنت کی طرف ایک شگاف کسی قدر کھول دیا جاتا ہے جس سے وہ جنت کے اندر کی چیزیں اور تر و تازگی دیکھ لیتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ وہ چیزیں ہیں جن کا رخ اللہ نے تیری طرف سے پھیر دیا ہے' پھر دوزخ کی طرف ایک شگاف کھول دیا جاتا ہے جس سے کافر دوزخ کی طرف دیکھتا ہے تو دکھائی دیتا ہے کہ آگ کے شعلے آپس میں ایسے لپٹ رہے ہیں جیسے کہ ایک دوسرے کو کھائے جاتا ہے کافر سے کہا جاتا ہے یہ ہے تیرا ٹھکانا۔ یہ بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کے دو گھر ہیں ایک جنت میں' دوسرا دوزخ میں' جو شخص مر کر دوزخ میں چلا جاتا ہے اس کے جنت والے گھر کے وارث اہل جنت ہو جاتے ہیں اللہ نے انہی کے متعلق فرمایا اُولٰئِکَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ [یہی لوگ وارثوں میں سے ہیں] اِسْتَحْوَذَ: ان پر شیطان غالب آگیا ہے' ان پر شیطان کا تسلط ہوگیا ہے۔ فَاَنْسٰهُمْ ذِکْرَ اللّٰهِ: شیطان نے انہیں یادِ خدا فراموش کرا دی اور ان کو غافل بنا دیا۔ اس قدر کہ یہ اللہ کے عذاب سے بھی نہیں ڈرتے ان کو خیال نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ ان کو سزا دیگا۔ یہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے تمام پوشیدہ اسرار سے واقف ہے۔ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ: شیطان کا لشکر' شیطان کا گروہ۔ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ: یہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ جنت کے عوض انھوں نے دوزخ خرید لی۔ (مظہری) ۳ یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے دشمنی اور عداوت رکھنے والے مخلوق میں سب سے زیادہ ذلیل ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی عزت غیر متناہی ہے تو ظاہر ہے کہ ایسی ذات سے عداوت رکھنے والے کی ذلت کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا ہے۔ (تفسیر کبیر) ۴ جن رسولوں کو حرب کے ساتھ مبعوث کیا گیا انھیں حرب میں غلبہ دیا گیا اور جن رسولوں کو حجت کے ساتھ بھیجا ان کو حجت میں غلبہ دیا گیا۔ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ مؤمنوں نے کہا کہ اگر ہمارے لئے مکہ' طائف' خیبر اور اس کا اطراف فتح ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ہمیں فارس اور روم پر بھی فتح عطا فرمادیگا۔ عبداللہ بن اُبی بن سلول نے یہ سن کر کہا کہ کیا تم نے روم اور فارس کو ان شہروں کی طرح سمجھ رکھا ہے جن کا تم نے نام لیا ہے۔ اللہ کی قسم وہ لوگ تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور تمہارے گمان سے بھی زیادہ سخت ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (القرطبی) قَوِیٌّ: یعنی اللہ ایسا طاقتور ہے کہ کوئی اس کی مشیت میں رکاوٹ نہیں ڈال سکتا۔ عَزِیْزٌ: اللہ ایسا غالب ہے کہ کوئی اس پر غالب نہیں ہو سکتا [اس لئے فارس اور روم کی طاقت سے ڈرنا بیکار ہے اور مسلمانوں کی سوچ روم اور فارس کے بارے میں صحیح ہے۔ (مظہری)

وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ

و پیغمبر او و اگر بودند پدران ایشاں یا پسران ایشاں یا برادران ایشاں یا

اور اس کے رسول کی اور اگرچہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا

عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ

خویشاں ایشاں آنگروہ نوشت در دلہائے ایشاں ایمان و تقویت کرد ایشانرا

ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں' وہی گروہ ہے کہ جن کے دلوں میں ایمان لکھ دیا اور انھیں تقویت دی

بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

برحمتی از و در آرند ایشانرا بوستانہا میرود از زیر آں جوبہا

اپنی رحمت سے اور انھیں داخل فرمائیگا (ایسے) باغوں میں جن کے نیچے نہریں جاری ہونگیں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ

ہمیشہ باشند دراں خوشنود گشت خدای از ایشاں و خوشنود گشتند ازو

اس میں ہمیشہ رہیں گے' اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٢٢﴾

آنگروہ لشکر خدا ست بدانید ہر آئنہ لشکر خدای ایشانند رستگاران

وہی گروہ اللہ کا لشکر ہے جان لو اللہ کے لشکر ہی کامیاب ہونے والے ہیں [1]

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ حشر مدنی ہے' اس میں ۲۴ آیات اور ۳ رکوع ہیں [2]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

[1] ابن شوذب کہتے ہیں کہ یہ آیت ابوعبیدہ بن جراح کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی جب اس نے جنگ بدر میں اپنے باپ کو قتل کر دیا۔ حاکم کی روایت میں ہے کہ جنگِ بدر میں ابوعبیدہ کا باپ (عبد اللہ) ابوعبیدہ کے قتل کے درپے رہا' لیکن ابوعبیدہ کنی کتراتے رہے مگر اسنے پیچھا نہ چھوڑا۔ آخر انھوں نے باپ کو قتل کر دیا۔ ابن جریج کی روایت ہے کہ ابوقحافہ نے رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دے ڈالیں اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک ایسا تھپڑ مارا کہ وہ نیچے گر پڑے۔ جب رسول اللہ ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے پوچھا اے ابوبکر! کیا تم نے ایسا کام کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ خدا کی قسم! اگر اس وقت میرے پاس تلوار ہوتی تو میں تلوار کا وار کرنے سے بھی نہیں چوکتا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) اس آیت سے ثابت ہو رہا ہے کہ کافروں کی دوستی سے مؤمن کے ایمان میں خرابی آجاتی ہے مؤمن کسی کافر سے دوستی نہیں کرتا خواہ وہ کافر اس مؤمن کا کتنا ہی قریبی رشتہ رکھتا ہو۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ اس آیت کا نزول ابوحاطب بن بلتعہ کے حق میں ہوا۔ ابوحاطب نے مکہ والوں کو رسول اللہ ﷺ کے بعض ارادوں کی اطلاع کیلئے ایک تحریر بھیج دی تھی جو راستہ ہی میں پکڑی گئی۔ تفصیلی واقعہ کا بیان اِن شاءاللہ سورہ ممتحنہ میں آئیگا۔ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ: یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ آپ نے بدر کی لڑائی کے دن اپنے بیٹے کو مقابلہ کی دعوت دی تھی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تھا' یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے کہ پہلے دستہ میں شامل ہو جاؤں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابو بکر ہم کو ابھی اپنی ذات سے فائدہ اٹھانے دو یعنی خود میدان میں نہ جاؤ بلکہ مشیر کی حیثیت سے ہمارے ساتھ رہو۔ اَوْ اِخْوَانَهُمْ: یعنی حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جنہوں نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو احد کے دن قتل کیا تھا۔ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ: یعنی حضرت عمر' حضرت علی' حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہم۔ حضرت عمر نے بدر کی لڑائی میں اپنے ماموں عاصم بن ہشام کو قتل کیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے بدر کے روز عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا تھا۔ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ: روح سے مراد ہے نور یا اللہ تعالیٰ کی مدد۔ سدی کہتے ہیں کہ اس سے ایمان مراد ہے' ربیع کہتے ہیں کہ قرآن اور وہ دلائل جو قرآن میں مذکور ہیں' بعض کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی رحمت مراد ہے' بعض نے کہا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام مراد ہیں۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ: یعنی ان کی اطاعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگا اور اللہ کی طرف سے عطائے ثواب پر وہ راضی ہونگے۔ یا یہ مراد ہے کہ دنیا میں ان کے متعلق اللہ نے جو فیصلہ کر دیا ہے اس پر وہ راضی ہیں (مظہری) [2] اس میں ۱۵۳۰ حروف اور ۴۴۵ کلمات ہیں (غرائب القرآن) اس سورت میں زیادہ تر گفتگو قبیلہ بنی نضیر سے متعلق ہے' اس کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی تسبیح سے ہے' اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی قدرت کے بعض آثار کا ذکر ہے' پھر یہود کی جلاوطنی کا ذکر ہے' اس کے بعد مال فئی اور مالِ غنیمت پر کلام ہے' اصحاب رسول ﷺ کی اس سورت میں تعریف کی گئی ہے' مہاجر و انصار کے ذکر خیر کے مقابلہ میں منافقین کے شر کو بیان کیا گیا ہے' اس سورت میں اہل ایمان کو نصیحت بھی کی گئی ہے' اہل جنت اور اہل نار کے فرق کو بھی بیان کیا گیا اور سورت کے اختتام پر اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کا ذکر ہے اور تسبیح کا ذکر بھی ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

تنزیہہ گفت مر خدایرا آنچہ در آسمانہا و آنچہ در زمین است و اوست غالب

پاکی بیان کی اللہ کیلئے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے، اور وہی غالب

الْحَكِيْمُ ① هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ

با حکمت اوست آنکہ بیروں آورد آنانکہ نگرویدند از

حکمت والا ہے ا وہی ہے جس نے نکالا ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا

اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۗ مَا ظَنَنْتُمْ

اہل کتاب از سراہاے ایشاں در اول راندن گمان نداشتید

اہل کتاب میں سے ان کے گھروں سے پہلے حشر میں؛ تم نے گمان نہ کیا تھا

اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ

آنکہ بیروں روند و گمانبردند آنکہ ایشاں منع کنندہ است حصار ہاے ایشاں از خدای

یہ کہ وہ سب نکلیں گے اور انھوں نے گمان کیا کہ ان کے قلعے انھیں اللہ سے بچا لیں گے

فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۚ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ

پس بداد ایشانرا خدا از آنجا کہ پنداشتند و افگند در دلہاے ایشاں

پس اللہ (کا عتاب) ان کو ایسی جگہ سے پہنچا کہ انھوں نے گمان بھی نہ کیا تھا اور انکے دلوں میں

الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ

بیم خراب میکنند خانہاے خود را بدستہاے خود و بدستہاے مومنان

خوف ڈالا کہ اپنے گھر تباہ کرتے ہیں اپنے ہاتھوں سے اور مؤمنوں کے ہاتھوں

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ② وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ

پس عبرت گیرید اے خداوندان دیدہا و اگر نہ آنست کہ نوشت خدا بر ایشاں

پس اے نگاہ والو! عبرت حاصل کرو ۲ اور اگر یہ نہ ہوتا کہ اللہ نے ان پر لکھ دیا

تفسیر اظہار العرفان

ا بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ سورہ انفال جنگ بدر کے بارے میں نازل ہوئی اور سورہ حشر بنی نضیر کے بارے میں نازل ہوئی اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ غزوۂ بنی نضیر جنگِ بدر کے بعد چھٹے مہینے کی ابتدا میں واقع ہوا۔ اس قبیلے کا مسکن اور اس کے نخلستان مدینے کے نواح میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا تو انھوں نے اپنے آپکو اس شرط پر نبی کریم ﷺ کے حوالے کر دیا کہ وہ جس قدر مال ایک اونٹ پر لاد کر لے جاسکیں گے لے جائیں گے لیکن اسلحہ ساتھ نہ لے جائیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول)

۲ حشر کا معنی ہے کہ سب کو جمع کر کے ایک جگہ سے دوسری جگہ نکالنا۔ حشر کے ساتھ اول کی قید کیوں ہے اس پر کئی اقوال ہیں (۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اکثر مفسرین کرام کہتے ہیں کہ یہ پہلا موقع تھا کہ اہل کتاب کو جزیرۃ العرب سے نکالا گیا۔ یہ ذلت و رسوائی اس سے پہلے انہیں نہیں ملی تھی اس لئے اول الحشر کہا گیا (۲) ان سب کو اللہ تعالیٰ نے پہلی مرتبہ مدینہ منورہ سے نکالا پھر دوبارہ یہ لوگ ملک شام کے کنارے جمع ہونگے پھر وہیں قیامت بپا ہوگی۔ (۳) یہ ان کا پہلا حشر ہے ان کا دوسرا حشر حضرت عمر ﷛ کے دور میں ہوا کہ انہیں خیبر سے ملک شام کی جانب جلاوطن کیا (۴) یہ پہلا موقع تھا کہ قتال کیلئے انہیں جلاوطن کیا گیا (۵) حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ یہ پہلا حشر تھا دوسرا حشر آگ کریگی جب مشرق سے مغرب کی طرف لوگوں کو جمع کیا جائیگا۔ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مسلمانوں نے گمان کیا تھا کہ اہل کتاب قوت اور عزت کے مالک ہیں انھیں ان کے شہر سے نکالنا مشکل کام ہے۔ اللہ تعالیٰ تعظیماً اس نعمت کا ذکر فرما رہا ہے۔ جاننا چاہئے کہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ کیلئے عظیم ہے اس طرح کہ اس میں دلالت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کیساتھ معاملہ کرنا گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ کرنا ہے۔ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ: مفسرین کرام اس میں چند وجوہ لکھتے ہیں (۱) جب اہل کتاب کو یقین ہو گیا کہ انہیں جلاوطن ہونا پڑیگا تو انھوں نے مسلمانوں سے حسد کیا کہ وہ سب ہمارے گھروں میں رہیں اس لئے اندر کے حصے تباہ و برباد کر رہے تھے اور مسلمان خارج کے حصے تباہ و برباد کر رہے تھے (۲) حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ منافقین نے جب اہل کتاب سے کہا تھا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور کسی صورت بھی ہم تمہیں یہاں سے جلاوطن نہیں ہونے دینگے تو اہل کتاب نے اپنے لئے مضبوط گھر قلعہ کی طرح بنالیئے پھر ایک وقت آیا کہ ان گھروں کو مسلمانوں نے تباہ کیا (۳) مسلمان جب ان پر غالب آگئے تو ان کے گھروں کو ویران کیا (۴) مسلمانوں نے شہر کے ظاہر کو ویران کیا اور یہود کو جب یقین ہو گیا کہ اب ہمیں جلاوطن ہونا پڑیگا تو انھوں نے اندرونِ خانہ اپنے ہاتھوں سے ویران کرنا شروع کر دیا۔ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ: اس میں چند احتمالات ہیں (۱) یہود جب اپنے قلعوں، اپنی قوت اور شوکت پر اعتماد کر بیٹھے تو اللہ تعالیٰ نے ان سب کو کچل کر رکھ دیا تو اہل ایمان سے فرمایا: اے دیکھنے والو! یہود کی اس حالت کو دیکھ کر عبرت حاصل کرو۔ اور اللہ کے سوا کسی چیز پر بھروسہ نہ کر بیٹھو۔ قابلِ اعتماد صرف ایک ہی ذات ہے اور وہ اللہ ہے (۲) قاضی کہتے ہیں کہ انسان کو چاہئے کہ وہ جنگ، کفر اور نبوت میں طعن کے انجام کو پہچانے۔ یہ یہود جنگ کی نحوست میں پھنسے۔ کفر و شرک کی بلا میں مبتلا ہوئے اس لئے مومنو! تم ان مصیبتوں سے بچو اور یہود کی حالت زار سے عبرت حاصل کرو اور اپنے آپکو گناہوں سے بچاؤ۔ (تفسیر کبیر)

الْجَلَاءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ﴿٣﴾

بیروں شدن البتہ عذاب کرد ایشانرا در دنیا و ایشانرا ست در آخرت عذاب

نکلنا تو ضرور دنیا میں ان پر عذاب کرتا اور ان کیلئے آخرت میں آگ کا

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۖ وَمَنْ

آتش ایں بسبب آنست دشمنی کردند با خدای و پیغمبر او و ہر کہ

عذاب ہے ۱ یہ اس سبب ہے کہ انھوں نے اللہ اور اسکے رسول سے دشمنی کی اور جس نے

يُشَاقِّ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٤﴾ مَا قَطَعْتُمْ

دشمن دارد خدایرا پس ہر آئنہ خدای سخت عقوبت است آنچہ بریدید

اللہ سے دشمنی رکھی تو بیشک اللہ سخت عذاب والا ہے ۲ جو تم نے کاٹے

مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ

از خرمانیان یا بگذاشتید آنرا ایستادہ بر اصل خود پس بحکم

کھجوروں کے درخت یا جسے تم نے انکے جڑوں پر قائم چھوڑ دیئے پس وہ اللہ

اللَّهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ ﴿٥﴾ وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ

خدا ست و تا جزا دہد فاسقانرا و آنچہ باز گرداند خدای بر رسول او

کے حکم سے ہے اور تا کہ فاسقوں کو رسوا کرے ۳ اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو دلوایا

مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَٰكِنَّ

از ایشاں پس نہ تاختید بر ایشاں ہیچ اسپ و نہ شترے و

ان سے پس نہ تم نے ان پر اپنے گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ

اللَّهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ

لیکن خدا غالب گرداند پیغمبرانرا بر ہر کہ خواہد و خدای

لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے غالب فرماتا ہے اور اللہ

۱ اگر اللہ تعالیٰ یہود کیلئے اہل وعیال کے ساتھ جلاوطنی نہ لکھ دیتا تو دنیا میں ضرور تلوار سے انہیں عذاب دیتا۔ (صفوۃ التفاسیر)

۲ یعنی یہ جلاوطن اور عذاب اس لئے ہے کہ انھوں نے اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کی (صفوۃ التفاسیر)

۳ مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بنی نضیر کے میدان میں جاکر اترے تو بنی نضیر اپنے قلعوں میں گھس گئے اور قلعہ بند ہوگئے' رسول اللہ ﷺ نے ان کو نخلستان کو کاٹنے اور جلاوطن کردینے کا حکم دیدیا۔ محمد یوسف صالحی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابولیلیٰ مازنی اور عبداللہ بن سلام کو کھجور کے درختوں کو کاٹ ڈالنے کی خدمت پر مامور کیا۔ ابو لیلیٰ عجوہ کو کاٹنے لگے اور عبداللہ بن سلام نے لون کو کاٹنا شروع کیا۔ دونوں سے اس تعیین کی وجہ دریافت کی گئی تو ابو لیلیٰ نے کہا عجوہ کو میں اس لئے جلارہاہوں کہ یہودیوں کیلئے عجوہ کام نہ آئے۔ عبداللہ بن سلام نے فرمایا میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ غنیمت مسلمانوں کو عطا فرمائیگا اور عجوہ کے درخت بہت قیمتی ہوتے ہیں۔ جب عجوہ کے درخت کاٹے گئے تو عورتیں اپنے گریبان پھاڑنے' منہ پیٹنے اور واویلا کرنے لگیں اور سلام بن مشکم نے حُیَی سے کہا عجوہ کے درخت کاٹ رہے ہیں آئندہ تیس برس تک عجوہ کا ایک خوشہ ایک گھوڑے کے عوض بھی کھانے کو نہیں ملے گا۔ حُیَی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیام بھیجا آپ تو تباہ کاری کی ممانعت کرتے ہیں پھر نخلستان کو کیوں کاٹ رہے ہیں؟ کچھ مسلمانوں کو بھی اندیشہ ہوا کہ یہ عمل تو فساد یعنی تباہ کاری ہے بعض مسلمانوں نے کہامت کاٹو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت ہمیں مفت عطا کی ہے' کچھ لوگ کہنے لگے ہم کاٹیں گے اور اس طرح یہودیوں کو جلائیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ بغوی نے لکھا ہے کہ علماء نے لِيْــنَةٍ کے مختلف معنی بیان کئے ہیں۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ ہر قسم کے کھجور کے درختوں کو لِيْــنَةٍ کہتے ہیں اس میں عجوہ کے درخت داخل نہیں ہیں یہ قول عکرمہ اور قتادہ کا ہے۔ زاذان کی روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی یہی قول آیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ عجوہ کو چھوڑ کر دوسرے کھجور کے درخت کو کٹوار ہے تھے عجوہ کے علاوہ باقی کھجور کے درختوں کو مدینہ والے الوان کہتے تھے۔ الوان کی واحد لینۃ اور لین ہے۔ زہری کہتے ہیں کہ عجوہ اور برینہ کے علاوہ دوسرے اقسام کے کھجور کے درختوں کو الوان کہا جاتا ہے۔ فَبِإِذْنِ اللّٰهِ: یعنی ان درختوں کا کاٹنا یا نہ کاٹنا اور کھڑا رہنے دینا سب اللہ کی اجازت سے ہے۔ یہ اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی نضیر کے کھجور کے درخت جلوا دیئے اور کٹوا دیئے تھے ان جلے کٹے درختوں کو بویرہ کہا جاتا ہے۔ حضرت جابر ﷜ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اجازت دے کر درخت خرما کٹوائے تھے پھر بنی نضیر پر زیادہ سختی کی۔ تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے جو کچھ درخت کاٹ ڈالے اور جو کچھ چھوڑ دیئے' کیا اس فعل سے ہم پر کوئی گناہ عائد ہوا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس آیت کی روشنی میں امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ اگر مسلم حاکم کافروں کے کسی قلعہ کا محاصرہ کرے تو وہاں کے درختوں کو کٹوانا' اجاڑ دینا' ان کے مکانوں کو ڈھا دینا اور ان میں آگ لگا دینا جائز ہے۔ ابن ہمام کہتے ہیں کہ یہ جواز اس وقت ہے جب اس کے بغیر کافروں کو مغلوب کرنے اور گرفتار کرنے کا غالب ظن نہ ہو۔ لیکن اگر یہ گمان غالب ہو کہ کافر اس فعل کے بغیر مغلوب ہو ہی جائیں گے تو اسکی اجازت نہیں ہے۔ (مظہری)

عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۞ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ

بر همه چیز توانا ست آنچه باز گرداند خدای بر فرستاده خود از

ہر چیز پر قادر ہے ۱ جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو دلوایا

اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَ

اہل دیہہ پس مر خدایراست و مر پیغمبر را و مر خداوند قرابت و

اہل قری سے پس اللہ کیلئے ہے اور رسول کیلئے اور رشتہ داروں کیلئے اور

الْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَىْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ

یتیمان و مسکینان و راہ گذربان تا نباشند دست بدست

یتیموں کیلئے اور مسکینوں کیلئے اور مسافروں کیلئے تا کہ (وہ مال) گھومتا نہ رہ جائے

بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۚ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا

میان توانگرانرا از شما و آنچہ بدہد شما پیغمبر پس بگیرید او را

تم میں امیروں کے درمیان، اور جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں پس اسے لے لو

نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ

و آنچہ نہی کند شما را از و پس باز ایستید و بترسید از خدای ہر آئنہ خدای

اور تمہیں جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ

شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۞ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا

سخت عقوبت است و قسمت مر مہاجرزا آنانکہ بیروں کردہ شدند

سخت عذاب والا ہے ۲ اور تقسیم ان مہاجروں کیلئے جنہیں نکالا گیا

مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ

از سراہاے ایشاں و مالہاے ایشاں میجویند بخشایش از خدای

ان کے گھروں سے اور مالوں سے تلاش کرتے ہیں اللہ کا فضل

وقف لازم

تفسیر اظہار العرفان

۱ بغوی نے لکھا ہے کہ جب بنی نضیر اپنے گھر اور زمینیں چھوڑ کر چلے گئے تو خیبر کے مالِ غنیمت کی طرح مسلمانوں نے ان متروکہ گھروں اور زمینوں کی تقسیم کی بھی خواہش کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ فئے لوٹنا۔ اَفَاءَ لوٹایا۔ جوہری نے لکھا ہے کہ فئے کا معنی ہے اچھی حالت کی طرف لوٹنا۔ سوال: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو [مکرر اور دوبارہ] بنی نضیر کا مال لوٹا کر دیا حالانکہ ایسا نہیں ہے جبکہ اَفَاءَ کا جو معنی بیان ہوا ہے اس سے یہی ترشح ہوتا ہے۔ جواب: اس شبہ کو دور کرنے کیلئے علامہ بیضاوی نے لکھا ہے کہ اس جگہ مجازاً اَفَاءَ بمعنی صَيَّرَ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اس مال کا مالک اپنے رسول کو بنا دیا [بنی نضیر کے ہاتھ سے ملکیت نکال کر رسول اللہ ﷺ کی طرف منتقل کر دی] یا اَفَاءَ کا یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملکیت مال رسول اللہ ﷺ کی طرف پھیر دی کیونکہ آپ ہی اس کے مستحق تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا اور دوسری چیزوں کو انسان کیلئے پیدا کیا تا کہ ان چیزوں کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ کی طاعت کی طرف آئے۔ لہذا اس مال کا استحقاق انہی لوگوں کو ہے جو اللہ تعالیٰ کے اطاعت گذار ہیں۔ اس آیت سے اور صحیح احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بنی نضیر کا متروکہ خالص رسول اللہ ﷺ کا تھا آپ جس طرح چاہتے اس میں تصرف کر سکتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو اس مال فئی میں تصرف کرنے کا ایسا اختیار خصوصیت کے ساتھ دیا جو اور کسی کو نہیں دیا گیا۔ پھر آپ نے آیت مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ تا قَدِيْرٌ پڑھی چنانچہ یہ ملکیت خالص رسول اللہ ﷺ کی تھی جس سے اپنا اور اپنے گھر والوں کا سالانہ خرچ کیا کرتے تھے اس کے بعد جو کچھ بچتا تھا اسکو اللہ تعالیٰ کا مال قرار دیتے تھے یعنی جہاد وغیرہ کی تیاری میں صرف کرتے تھے (مظہری) ۲ وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ: یہ آیت اگرچہ مالِ فئی کی تقسیم سے متعلق ہے لیکن الفاظ کے عموم کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ کے تمام اوامر ونواہی پر کاربند رہنے کی ہدایت کو شامل ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی لعنت ہو گودنے والیوں پر اور [سفید بال] نوچنے والیوں پر اور خوبصورتی کیلئے دانتوں میں جھریاں بنانے والیوں پر اور تخلیق خداوندی کو بدلنے والیوں پر۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کی اطلاع بنی اسد کی ایک عورت کو پہنچی تو وہ آئی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ نے ایسی ایسی عورتوں پر لعنت کی ہے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے جن پر لعنت کی ہے اور جس کا حکم کتاب اللہ میں ہے تو میں ایسی عورتوں پر لعنت کیسے نہ کروں؟ اس عورت نے کہا دونوں لوحوں کے درمیان جو کتاب موجود ہے میں نے وہ ساری پڑھی اس میں تو کہیں مجھے نہیں ملا [کہ رسول کے ہر حکم کی پابندی کرو] حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نے کتاب اللہ پڑھی ہی نہیں اگر پڑھتی تو تجھے یہ حکم مل جاتا۔ کیا تو نے نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ عورت نے کہا کیوں نہیں یہ آیت تو میں نے پڑھی ہے۔ فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے ایسا کرنے کی ممانعت کر دی ہے۔ حضرت حسن آیت کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مالِ غنیمت میں سے جو دیں لے لو، حضرت ابن جریج کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اطاعت کے باب میں جو حکم تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ سدی کہتے ہیں کہ مال فئی میں سے جتنا تمہیں دیں اسے لے لو اور جو نہ دیں اسکا مطالبہ بھی نہ کرو۔ (القرطبی)

وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ

و خوشنودی و یاری دہند دین خدایرا و پیغمبر او آنگروه ایشانند

اور اس کی رضا اور اللہ کے دین کی مدد کرتے ہیں اور اسکے رسول کی وہی گروہ

الصّٰدِقُوْنَ ۚ⑧ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ

راستگویان و آنانکه جایدادند در سرای ہجرت و ایمان پیش از ایشاں

سچ کہنے والے ہیں ۱ اور وہ لوگ جنہوں نے ان سے پہلے دار ہجرت اور ایمان میں جگہ بنا لی

يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ

دوست دارند ہر کہ ہجرت کند بدیشاں و نیابند در در سینہاے ایشاں

دوست رکھتے ہیں انھیں جنہوں نے ان کی جانب ہجرت کی اور اپنے دلوں میں نہیں پاتے

حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ

حاجتی از آنچہ دادہ شوند و ایثار کنند بر تنہاے خود و اگرچہ ہست

کوئی تنگی اس سے جو دیئے گئے اور فوقیت دیتے ہیں اپنی جانوں پر اگرچہ

خَصَاصَةٌ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ

ایشانرا حاجت و ہر کہ نگہداشت از بخل نفس او پس آنگروه

انھیں حاجت ہو اور جو کوئی اپنے نفس کو بخل سے بچائے تو وہی گروہ

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ⑨ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ

ایشانند رستگاران و آنانکه آمدند از پس ایشاں میگویند

فلاح پانے والے ہیں ۲ اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے کہتے ہیں

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ

اے پروردگار ما بیامرز ما را و مر برادران ما آنانکه پیشی گرفتند بما بایمان

اے ہمارے رب! معاف فرما ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ جا چکے

۱ جاننا چاہیئے کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو چند صفات سے متصف فرمایا ہے (۱) انہیں فقراء کہا گیا (۲) انہیں مہاجرین کہا گیا (۳) یہ وہ لوگ ہیں جنہیں کافروں نے ان کے شہروں اور مالوں سے الگ کیا یعنی کافروں کا رویہ ان کے ساتھ ایسا تھا کہ یہ لوگ اپنے گھر بار چھوڑ کر نکلنے پر مجبور ہو گئے (۴) یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے فضل اور اسکی رضا چاہتے ہیں۔ (۵) یہ لوگ اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ تعالیٰ کے دین اور اسکے رسول ﷺ کی مدد کرتے ہیں (۶) یہ لوگ اپنے کاموں میں سچے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب ان لوگوں نے اپنے گھر بار چھوڑے اور دین کی خاطر طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کیں تو ان کا سچ خوب ظاہر ہوا۔ بعض علماء نے اس آیت سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت پر دلیل قائم کی اور وہ اس طرح کہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان فقراء مہاجرین کو صادقون فرمایا گویا کہ ان کی سچائی پر اللہ تعالیٰ گواہ ہے اور ایسے سچے لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ کہا ہے اس لئے یہ جھوٹ کیسے ہوسکتا ہے؟ (تفسیر کبیر)

۲ مروی ہے کہ انصار نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! ہماری زمینوں کو ہم میں اور مہاجرین میں برابر برابر تقسیم فرما دیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم باغبانی کرو اور پھل میں سے ان کو حصہ بانٹ دو اور تمہاری زمین بدستور تمہاری ملکیت میں رہے۔ انصار نے کہا کہ ہم راضی ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں فاقہ زدہ ہوں۔ آپ نے اسے اپنی ازواج مطہرات کے پاس بھیج دیا لیکن ان کے پاس اسے دینے کیلئے کوئی شے نہ تھی۔ آپ نے فرمایا کہ کیا کوئی شخص ہے جو آج رات اس کی ضیافت کرے اور اللہ اس پر رحمتیں نازل فرمائے؟ ایک انصاری نے اٹھ کر کہا کہ میں، یارسول اللہ ﷺ! چنانچہ وہ گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا مہمان ہے اسکی مہمانداری کرو۔ اس کی بیوی نے کہا کہ میرے پاس تو بچوں کی خوراک سے فالتو کوئی شے نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ عشاء کے وقت بچوں کو سُلا دینا اور بتی بجھا دینا ہم دونوں آج رات فاقہ کرینگے۔ صبح کو جب وہ شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فلاں اور فلانہ پر متعجب ہوا، یا فرمایا کہ ہنسا [اللہ تعالیٰ کے متعجب ہونے یا ہنسنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں میاں بیوی سے راضی ہوا اور ان پر رحمتیں نازل فرمائیں] اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ: نازل فرمائی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اصحابِ رسول ﷺ میں سے کسی نے ایک شخص کو بکری کی سِری بھیجی۔ اس نے کہا کہ میرا فلاں بھائی اور اس کے اہل وعیال میری نسبت اس سِری کے زیادہ حاجت مند ہیں چنانچہ اس نے یہ سِری اسکو بھیج دی اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہا حتی کہ سات گھروں کا چکر کاٹ کر یہ سری واپس صحابی کے گھر پہنچ گئی اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ نازل فرمائی۔ جاننا چاہیئے کہ جس شخص نے اپنے گھر میں رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی مہمان نوازی کی تھی اس کا نام قیس بن شماس تھا [شیخ ابو علی الفضل طبرسی جو ایک شیعہ عالم ہیں کہتے ہیں کہ یہ قصہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے متعلق ہے اور انھوں نے اس شخص کی مہمان نوازی کی تھی] (لباب النقول فی اسباب النزول) جاننا چاہیئے کہ بُخلِ نفس منع کو کہتے ہیں جبکہ شُح ایسی نفسانی حالت کو کہتے ہیں جو نفسِ منع کا تقاضا کرے۔ (تفسیر کبیر)

وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ

و منه در دلهاے ما کینه مر آنانرا که گرویدند اے پروردگار ما هر آئنه تو آمر زنده

اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کیلئے کینہ نہ آنے دے جو ایمان لائے اور اے ہمارے رب! بیشک تو بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿١٠﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ

مهربان آیا نمی بینی بسوے آنانکه نفاق کردند میگویند مر برادران خود را

مہربان ہے۔۱ کیا تو نے نہ دیکھا ان لوگوں کو جنہوں نے نفاق کیا کہتے ہیں اپنے ان بھائیوں سے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ

آنانکه گرویدند از اهل کتاب اگر بیروں کرده شوید البته بیروں شویم

جنہوں نے کفر کیا اہل کتاب میں سے اگر تم نکالے گئے تو ہم ضرور نکلیں گے تمہارے ساتھ اور تمہارے معاملے میں

مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ

با شما و فرمانبریم در شما یکے هر گز و اگر کار و زار کنید با شما یاری کنیم شما را

ہم ہرگز کسی کی بات نہیں مانیں گے تمہارے بارے میں اور اگر تمہارے ساتھ لڑائی کی گئی تو ہم تمہاری مدد کرینگے

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿١١﴾ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ

و خدای گواهی دهد ایشاں تکذیب کنندگانند اگر بیروں کرده شوند بیروں نروید

اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ سب جھوٹے ہیں ۲ اور اگر وہ نکالے گئے تو وہ سب نہ نکلیں گے

مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ

با ایشاں و اگر کار و زار کنند یاری نمی دهند ایشانرا و اگر یاری دهند ایشانرا

انکے ساتھ اور اگر اس سے لڑائی کی گئی تو انکی مدد نہیں کرینگے اور اگر انکی مدد کرینگے

لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿١٢﴾ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً

البته باز کردند پشتها پس یاری داده نشوند هر آئنه شما سخت ترین جهت ترس

تو ضرور پیٹھ دیکر بھاگیں گے پھر مدد نہ کئے جائیں گے ۳ بیشک تمہارا خوف

۱ بَعْدِهِمْ: یعنی مہاجرین وانصار کے بعد اس سے وہ صحابہ مراد ہیں جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے اور وہ تمام مؤمنین بھی مراد ہیں جو صحابہ کے بعد قیامت تک آنے والے ہیں۔ لِاِخْوَانِنَا: یعنی ہمارے دینی بھائیوں کیلئے جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔ پہلوں کا پچھلوں پر بڑا حق ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ جن کو ہدایت ملی اور ایمان کی توفیق ہوئی۔ ان ہی کے ذریعے سے پیچھے آنے والے ہدایت یاب ہوئے۔ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا: ان سے مراد ہیں مہاجرین و انصار جو بعد کے آنے والوں سے پہلے ایمان لائے۔ اس آیت سے ثابت ہو رہا ہے کہ اگر کسی کے دل میں کسی صحابی کی طرف سے کسی طرح بغض ہو تو ان کا شمار ان لوگوں میں نہیں ہوگا جن کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔ یہ ابن ابی لیلیٰ کا قول ہے۔ مؤلف فصول نے جو امامیہ اثنا عشری فرقہ میں سے تھا لکھا ہے کہ ایک جماعت حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم پر نکتہ چینی کر رہی تھی۔ حضرت جعفر بن محمد بن علی باقر نے ان سے فرمایا: میں شہادت دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں شامل نہیں ہو جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ الخ۔ صحیفۂ کاملہ میں آیا ہے کہ حضرت امام زین العابدین یہ دعا کیا کرتے تھے، اے اللہ! محمد ﷺ کے صحابہ پر خصوصیت کے ساتھ رحمت نازل فرما، جنہوں نے صحبتِ رسول ﷺ کو اچھی طرح نبھایا اور رسول ﷺ کی مدد کرنے میں اچھی طرح آزمائش میں پورے اترے، تیزی کے ساتھ خدمتِ رسول میں حاضر ہوئے اور دعوتِ رسول کی طرف پیش قدمی کی اور جونہی آپ نے اپنی رسالت کے دلائل بیان کئے فوراً انھوں نے قبول کر لیئے اور کلمۂ توحید اور رسالت کو ظاہر کرنے میں [تامل نہیں کیا بلکہ] اہل وعیال کو چھوڑ دیا اور نبوت کو مضبوط کرنے کیلئے اپنے ماں باپ اور اولاد سے بھی لڑے اور آپکی وجہ سے فتح یاب ہوئے اور اے اللہ! ان لوگوں پر رحمت فرما جو رسول اللہ ﷺ کی محبت میں ڈوبے ہوئے تھے اور آپکی دوستی میں جان ومال کی اس تجارت کے امیدوار تھے باعثِ خسران نہ ہو اور [ان لوگوں پر بھی] رحمت نازل فرما جنہوں نے اسلام کا مضبوط قبضہ پکڑ کر اپنے قبائل کو چھوڑ دیا اور انکی رشتہ داریاں مثلاً [قرابتداروں سے] منقطع ہوگئے اور قرابتِ رسول کے سائے میں وہ مسکن گزیں ہوگئے (مظہری) ۲ سدی کی روایت ہے کہ بنی قریظہ میں سے چند آدمیوں نے اسلام قبول کر لیا۔ ان میں بعض منافق تھے وہ بنی نضیر سے کہتے تھے کہ اگر تم نے مسلمانوں کے خلاف جنگ لڑی تو ہم تمہارا ساتھ دینگے انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (لباب النقول فی اسباب النزول) یہ اخوت چند احتمالات رکھتی ہے (۱) یہ اخوت فی الکفر ہے کیونکہ یہود و منافقین دونوں ہی حضرت محمد ﷺ کی نبوت کے انکار میں برابر تھے (۲) یہ اخوت ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے کیلئے تھی (۳) یہ اخوت اس پر تھی کہ حضرت محمد ﷺ کی عداوت میں دونوں مشترک تھے (تفسیر کبیر) ۳ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ جمیع معلومات کا عالم ہے جس کے علم کی کوئی انتہا نہیں ہے وہ موجودات کے تینوں زمانوں سے واقف ہے اور معدومات کے تینوں زمانوں سے بھی واقف ہے وہ اللہ ان یہود و منافقین کے بارے میں خبر دے رہا ہے کہ یہ لوگ آپس میں جو وعدہ کر رہے ہیں اس میں جھوٹے ہیں اور ہوا بھی ایسا ہی، کیونکہ یہود کو جب جلاوطن کیا جا رہا تھا تو منافقین جنہوں نے وعدہ کیا تھا ان کے ساتھ نہیں نکلے۔ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ: یعنی یہود کو جب جلاوطن کیا گیا تو منافقین کی نصرت نے انہیں کوئی نفع نہ دیا۔ (تفسیر کبیر)

فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ⑬

در سینہاے ایشاں از خدای ایں بسبب آنست ایشاں گروہی اند نمیدانند

اللہ سے زیادہ ہے ان کے دلوں میں، یہ اس سبب سے ہے کہ وہ سب ناسمجھ لوگ ہیں۔[۱]

لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ

کار و زار نکنند با شما ہمہ مگر در دیہاے استوار یا از پس

سب مل کر بھی تم سے نہ لڑیں گے مگر مضبوط بستیوں میں یا

جُدُرٍ ۭ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ۭ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ

دیوار ہا کار و زار ایشاں میان ایشاں سخت است تو پنداری ایشاں ہمہ و

دیواروں کے پیچھے، انکی لڑائی آپس میں سخت ہے تم سمجھو گے انہیں کہ ایک جتھا اور

قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ⑭ كَمَثَلِ

دلہائے ایشاں پراگندہ است ایں بسبب آنست ایشاں گروہی اند نمیدانند مانند داستان

انکے دل الگ الگ ہیں یہ اس سبب ہے کہ وہ سب ناسمجھ لوگ ہیں[۲] ان لوگوں کی داستان کی طرح

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ

آنانکہ پیش از ایشاں نزدیک بچشند بدی عاقبت کار خود را و مر ایشانراست عذاب

جو ان سے قریب کے زمانہ میں تھے انھوں نے اپنے کام کا برا انجام چکھا اور ان کیلئے دردناک

اَلِيْمٌ ⑮ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ

درد ناک مانند داستان دیو است چوں گفت مر آدمیرا در کفر خود ثابت باش پس چوں کافر شد

عذاب ہے[۳] شیطان کی کہانی کی طرح ہے جب اس نے آدمی سے کہا کہ اپنے کفر میں ثابت رہو پس جب کافر ہو

قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ⑯

گفت ہر آئنہ من بیزارم از تو کہ من میترسم از خدای پروردگار عالمیانست

گئے تو کہا کہ میں تجھ سے بیزار ہوں کہ میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو عالمین کا رب ہے[۴]

[۱] یعنی اے مسلمانو! منافقوں کے دلوں میں تمہارا خوف اللہ سے زیادہ ہے اس لئے وہ تم سے زیادہ ڈرتے ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر)

[۲] حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ یہود اور منافقین کے دل ایک دوسرے سے جدا ہیں، حضرت ثوری کہتے ہیں کہ مشرکین اور اہل کتاب کے دل ایک دوسرے سے جدا ہیں (القرطبی)

[۳] یعنی بنی نضیر کی مثال ویسی ہی ہے جیسی ان سے کچھ پہلے والے لوگوں کی تھی۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ اَلَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا سے مراد وہ مشرکین ہیں جو بدر میں مسلمانوں سے لڑے تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بنی قینقاع کے یہودی مراد ہیں، بنی قینقاع حضرت عبد اللہ بن سلام کے قبیلہ والے تھے انھوں نے عبد اللہ بن ابی بن سلول، یا حضرت عبادہ بن صامت وغیرہ سے معاہدہ کر رکھا تھا۔ یہ لوگ سناری کا کام کرتے تھے اور قوم یہود میں سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ یعنی کفر اور عداوت رسول کی بدانجامی کا دنیا میں بھی انھوں نے مزہ چکھ لیا۔ جب رسول اللہ ﷺ مکہ کی سکونت چھوڑ کر مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو تمام یہودیوں نے آپ سے ایک معاہدہ کر لیا اور عہد نامہ لکھ دیا گیا اور جو لوگ یہودی تھے یا جو جس قوم کے حلیف تھے ان کو بھی معاہدہ نامہ کے اندر اسی فریق سے ملحق کر دیا گیا اس معاہدہ میں متعدد دفعات ہیں۔ ایک دفعہ یہ بھی تھی کہ اگر کسی فریق کا کوئی دشمن ہو تو اس فریق کے خلاف اسکے دشمن کی مدد فریق ثانی نہیں کریگا، جب بدر کی لڑائی کفار مکہ سے ہوئی تو بنی قینقاع نے سب سے پہلے عہد شکنی کی اور معاہدہ کی خلاف ورزی کی، علی الاعلان باغی ہو گئے۔ اور اندرونی عداوت کے مظاہرہ میں اتر آئے، اسی اثناء میں ایک مسلمان بدوی عرب عورت قینقاع کے بازار میں آئی اور ایک سنار کے پاس کچھ خریدنے کیلئے بیٹھی۔ لوگوں نے اس کا چہرہ بے نقاب کرنا چاہا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ سنار نے پیچھے سے اس کے کپڑے کا ایک کونہ کسی کانٹے میں الجھا دیا، عورت کو پتہ بھی نہیں چلا جب وہ اٹھی تو اسکا ستر کھل گیا لوگ ہنسنے لگے وہ چیخ پڑی یہ دیکھ کر ایک مسلمان نے سنار پر حملہ کر دیا اور اس کو قتل کر دیا، سنار یہودی تھا، یہودیوں نے اس مسلمان کو قتل کر دیا اور رسول اللہ ﷺ سے کیا ہوا معاہدہ پس پشت پھینک دیا۔ شہید مسلمانوں کے متعلقین نے مسلمانوں کو پکارا، مسلمان غضبناک ہو گئے اس طرح مسلمانوں میں اور بنی قینقاع کے یہودیوں میں فساد ہو گیا اس پر آیت وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ الخ نازل ہوئی (مظہری) [۴] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ منافقین کیلئے یہود کیساتھ دوستی کی مثال دی ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ بنی قینقاع بنی نضیر کو مدینہ منورہ سے جلا وطن کر دو۔ اس پر منافقین نے یہود سے کہا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکلنے نہیں دینگے، اگر تم لڑو گے تو ہم تمہارے ساتھ ہونگے اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے پس جب نبی کریم ﷺ نے یہود کو جلا وطن کیا تو منافقین کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ منافقین یہود سے کئے گئے وعدے سے اس طرح بیزار ہوئے جیسے شیطان بَرصیصا کے عبادت گذار سے بیزار ہوا۔ چنانچہ شیطان کے دھوکہ دینے کے بعد برصیصا کے راہب جب لوگوں کے سامنے آتے تو تقیہ کے ساتھ آتے یعنی اپنے ظاہر کو باطن کے خلاف کر کے آتے تھے۔ بعض نے کہا کہ منافقین کی مثال عہد شکنی میں ایسی ہے جیسی عہد شکنی کفار قریش کے ساتھ ابلیس کی تھی۔ ابلیس نے کہا تھا آج تم غالب آؤ گے لیکن اس کے برعکس مسلمان ان پر غالب آگئے۔ (القرطبی)

فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِى النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ

پس بود سر انجام کار ایشاں در آتش ہمیشہ باشند دراں و ایں

پس ان دونوں کا انجام ہوا کہ وہ دونوں آگ میں ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ

جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ

پاداش ستمگارانست اے مسلمانان بترسید از خدای و

ظالموں کی سزا ہے ۱ اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور

لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ

باید کہ بنگرد ہر نفسی آنچہ پیش فرستادہ است برائے فردا و بترسید از خدای ہر آئنہ خدای دانا ست

چاہیئے کہ ہر جان دیکھے جو اس نے آئندہ کل کیلئے آگے بھیجا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ جاننے والا ہے

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ

بآنچہ میکنید و مباشید مانند آنانکہ فراموش کردند مر خدایرا پس فراموش کرد ایشانرا

جو تم کرتے ہو ۲ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا پس بے پرواہ بنا دیا ان کو

اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾ لَا يَسْتَوِىْٓ اَصْحٰبُ

تنہاے خود آنگروہ ایشانند تباہکاران برابر نیست یاران

انکی جانوں سے وہی گروہ فسق کرنے والے ہیں ۳ برابر نہیں ہیں

النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾

آتش و یاران بہشت یاران بہشت ایشانند رستگاران

آگ والے اور جنت والے جنت والے ہی کامیاب ہونے والے ہیں ۴

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا

اگر فرستادیم ایں قرآن بر کوہے ہر آئنہ میدیدے آنرا ترسندہ

اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو بیشک اسے تو دیکھتا ڈرنے والا ۵

تفسیر اظہار العرفان

۱ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ منافقین اور یہود کی عاقبت بھی شیطان کی عاقبت کی طرح ہوگی (تفسیر کبیر)

۲ یعنی اس کے اوامر پر عمل کرو' اس کے نواہی سے اپنے آپکو بچاؤ' جن امور کو فرض قرار دیا ہے اسکو ادا کرو اور گناہوں کے کام سے اجتناب کرو۔ (القرطبی)

۳ یعنی ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھوڑ دیا تھا اگر تم نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بھلائی کا عمل نہیں کریگا۔ بعض نے آیت کا یہ مطلب بیان کیا کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے حق کو فراموش کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے حق کو ان سے بھلا دیا (القرطبی)

۴ یعنی فضیلت اور مرتبہ میں یہ دونوں آپس میں برابر نہیں ہیں' بعض نے کہا کہ نجات پانے میں (القرطبی)

۵ بعض اہل تفسیر کے نزدیک آیت میں ایک تمثیل ہے یعنی اللہ اگر پہاڑ میں قوت تمیز پیدا کر دیتا پھر اس وقت قرآن اتارتا تو پہاڑ عاجزی سے دَب جاتا' خوف سے پھٹ جاتا اور عظمتِ قرآن سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ [اور پتھروں میں سے بعض وہ پتھر ہیں جو اللہ کے خوف سے گرتے ہیں] باوجودیکہ پہاڑ نہایت سخت ٹھوس اور وزنی ہے لیکن اس کو خوف ہوتا کہ وہ تعظیم قرآن پوری طرح جیسا کہ حق ہے ادا نہ کر سکے گا اس وجہ سے پارہ پارہ ہو جاتا' لیکن کافر انسان جو صاحب علم و عقل ہے قرآن کے اندر جو نصیحتیں اور عبرتیں ہیں ان کو جانتا پہچانتا ہے پھر بھی سنی اَن سنی کر دیتا ہے بالکل اثر اندوز نہیں ہوتا۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جمادات اور نباتات بظاہر بے شعور اور عدیم الحس ہیں لیکن اپنے خالق کا شعور رکھتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ سے کہتا ہے کیا تیرے اوپر کوئی بندۂ خدا اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہوا گذرا۔ پس جب دوسرا پہاڑ جواب میں ہاں کہتا ہے تو پہلا پہاڑ کہتا ہے کہ تیرے لئے خوشخبری کی بات ہے۔ صحیح تحقیق یہ ہے کہ قدمائے یونان جو نباتات و جمادات کو بے حس اور عدیم الشعور کہتے ہیں وہ غلط ہے۔ موجودہ سائنس نے نباتات میں شعور ثابت کر دیا اور عنقریب جمادات کا حساس ہونا بھی ظاہر ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی فرما دیا۔ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۔ واضح رہے کہ آیت میں جس تسبیح کا ذکر ہے وہ مقالی ہے حالی نہیں' یہ مراد نہیں کہ ہر شے تخلیقاً اپنے خالق کے بے عیب ہونے پر دلالت کر رہی ہے۔ ہر مصنوع اپنے صانع پر دال ہے یہ مطلب صراحت آیت کے خلاف ہے کیونکہ آیت کا آخری جز بتا رہا ہے کہ انسان تسبیح اشیاء کو نہیں سمجھتا اگر تسبیح سے تسبیح حالی مراد لی جائے اور تسبیح حالی کا یہ معنی لیا جائے کہ ہر مخلوق فطرتاً اپنے خالق و فاطر کے بے عیب ہونے پر دلالت کر رہی ہے تو اس تسبیح اشیاء سے تو یونانی کافر بلکہ جاہل بے علم بھی واقف تھے اور ہیں پھر نفی تفقہ کے کچھ معنی نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ تسبیح مقالی ہی مراد ہے مگر ہر چیز کی نوعی زبان جدا جدا ہے' جس کو اس نوع کے افراد ہی سمجھتے ہیں پہاڑ پہاڑ کی بولی سمجھتا ہے اور پانی پانی کی بولی سمجھتا ہے انسان ان کی بولی نہیں سمجھتے۔ معجزہ نبوت اس سے مستثنیٰ ہے عام انسان اسی بولی کو سمجھتے ہیں جو مخارج حروف اور اوتاد صوت کی مرہون ہے اور اسی کو کلام اور مقال کہتے ہیں پس رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا بالکل صحیح ہے کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ سے کہتا ہے وغیرہ۔ اور سچ فرمایا اللہ نے کہ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ: اس آیت میں اشارہ اور توبیخ ہے اس امر پر کہ انسان غور و فکر سے کام نہیں لیتا اور اتنا سخت دل ہے کہ تلاوت قرآن کے وقت اس کے اندر خشوع پیدا نہیں ہوتا۔ (مظہری)

مُتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا

شگافته از ترس خدای و این است مثلها بیان کردیم آنرا

اللہ کے خوف سے پھٹتا ہوا اور یہ ہیں مثالیں جسے ہم بیان کرتے ہیں

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢١﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ

برای مردمان شاید که ایشاں فکر کنند اوست خدای آنکه نیست خدای

لوگوں کے واسطے شاید کہ وہ سب فکر کریں وہی ہے اللہ کہ نہیں کوئی معبود

اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿٢٢﴾

مگر او دانندهٔ پوشیده و آشکارا اوست خدای مهربان

مگر وہ غیب اور ظاہر کا جاننے والا وہی ہے رحم والا مہربان ۱

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ

اوست خدا آنکہ نیست معبودی مگر او ست پادشاه پاک سالم

وہی ہے اللہ کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ بادشاہ پاک سلامتی دینے والا

الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا

ایمن کننده گواه راست غالب بزرگوار مستحق کبریا پاکست

امن عطا کرنے والا نگہبان زبردست عظمت والا کبریائی کا مستحق، پاک ہے

يُشْرِكُوْنَ ﴿٢٣﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۭ

خدای ازانچه انبار گیرند اوست خدای آفریننده ظاهر کننده صورت بخشنده

اللہ اس سے جو وہ سب کرتے ہیں ۲ وہی ہے اللہ پیدا فرمانے والا ظاہر کرنے والا صورت بخشنے والا

يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢٤﴾

مر او راست نامہاے نیکو تنزیہہ کند مر او را آنچہ در آسمانہا و زمین است و اوست غالب با حکمت

اسی کیلئے ہے اچھے نام، پاکی بیان کرتے ہیں اس کیلئے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے ۳

تفسیر اظہار العرفان

۱ بعض نے کہا کہ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ کا مطلب ہے کہ اللہ پوشیدہ اور اعلانیہ کا جاننے والا ہے، بعض نے کہا کہ اللہ دنیا اور آخرت کا جاننے والا ہے، جاننا چاہیئے کہ غیب کو شھادۃ پر مقدم کرنے کے بارے میں مفسرین کرام کچھ نکات بیان فرماتے ہیں ان میں سے دو یہاں پیش خدمت ہے (۱) غیب سے مراد معدوم ہے اور شھادہ سے مراد موجود ہے [چونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے عدم سے وجود میں آتی ہے اس لئے غیب پہلے ہے اور شھادۃ بعد میں ہے] (۲) یہاں غیب سے ہر وہ چیز مراد ہے جو بندوں سے پوشیدہ ہے اور شھادہ سے وہ چیز مراد ہے جس کا مشاہدہ بندے کیا کرتے ہیں (تفسیر کبیر)

۲ اَلْقُدُّوْسِ: یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی طہارت میں مبالغہ پر دلالت کرتا ہے۔ اَلسَّلَامُ: اس میں دو احتمال ہیں (۱) بمعنی سلامت، اسی سے دار السلام ہے اور سلام علیکم۔ یہاں یہ لفظ دلالت کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات ہر عیب و نقص سے خوب پاک ہے۔ سوال: اس تفسیر کے مطابق تو القدوس اور السلام میں کوئی فرق نہ ہوا۔ بلکہ یہاں ایک ہی مفہوم کا تکرار لازم آ رہا ہے۔ جواب: القدوس سے اس جانب اشارہ ہے کہ اس کی ذات وصفات ماضی و حاضر میں ہر عیب سے پاک ہے اور السلام سے اس جانب اشارہ ہے کہ زمانِ مستقبل میں بھی کوئی اسکی جانب عیب منسوب نہیں کر سکتا ہے۔ (۲) السلام کا معنی ہے کہ اسی کی جانب سے سلامتی ہے۔ اَلْمُؤْمِنُ: اس میں بھی دو احتمال ہیں (۱) ایک معنی یہ ہے کہ اس نے اپنے دوستوں کو اپنے عذاب سے امن میں رکھا ہے۔ (۲) مصدق یعنی تصدیق کرنے والا، کے معنی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ معجزات عطا کر کے اپنے نبیوں کی تصدیق فرماتا ہے، یا یہ مفہوم ہے کہ سارے نبیوں کی گواہی پر اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کی تصدیق فرمائیگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لِتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ "تا کہ تم سب لوگوں پر گواہ ہو جاؤ"۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سب کی تصدیق فرمائیگا۔ اَلْمُهَيْمِنُ: یعنی ایسا گواہ جس کی گواہی سے کوئی شے غیب نہ ہوگی۔ اَلْعَزِيْزُ: یعنی ایسی زبردست ذات جس کی کوئی نظیر نہیں ہے، یا زبردست غلبہ کے معنی میں ہے۔ اَلْجَبَّارُ: اس میں چند احتمال ہیں (۱) وہ ذات جو فقیر کو غنی کر دے اور اس کی شکستہ حالی کی اصلاح فرما دے (۲) سدی یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ وہ ذات جو لوگوں کو اپنے ارادے کے مطابق کام کرنے پر مجبور کرے (۳) ابن الانباری کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے اس کے سوا کسی کیلئے موضوع نہیں (۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ملک عظیم ہے۔ اَلْمُتَكَبِّرُ: اس میں بھی چند احتمالات ہیں (۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت پر تکبر فرمایا کہ اس کی ربوبیت کی مثل کوئی شے نہیں ہے (۲) حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر برائی سے بلند ہے (۳) زجاج یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے سے پاک ہے۔ جاننا چاہیئے کہ مخلوق کے حق میں تکبر صفت ذم ہے (تفسیر کبیر) ۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے خلیل ابو القاسم رسول اللہ ﷺ سے اسم اعظم کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! سورہ حشر کے آخر کو لازم پکڑو، اور کثرت سے اس کی تلاوت کیا کرو۔ میں نے دوبارہ سوال کیا تو آپ نے یہی جواب دیا، میں نے پھر سوال کیا تو آپ نے یہی جواب ارشاد دیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو سورہ حشر کی تلاوت کریگا اللہ تعالیٰ اس کے اگلے اور پچھلے سارے گناہوں کو معاف فرما دیگا، ایک اور روایت میں ہے کہ جو سورہ حشر کی آخر آیات کی تلاوت دن یا رات میں کریگا پھر اس دن یا رات میں اگر اللہ تعالیٰ اسے موت دیگا تو جنت اس کیلئے واجب ہوگی (القرطبی)

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ ممتحنہ مدنی ہے، اس میں ۱۳ آیات اور ۲ رکوع ہیں ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدا بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ

اے مسلمانان فرانگیرید دشمنان مرا و دشمنان شما را

اے مسلمانو! دوست نہ بناؤ میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو

اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ

دوستان میفرستید بسوے ایشاں بسبب دوستی و البتہ کافر شدند بآنچہ آمد بشما

تم ان کی جانب دوستی کے سبب (خبر) پہنچاتے ہو اور وہ سب ضرور منکر ہیں اسکا جو تمہاری طرف

مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا

از دین راست بیروں کنند پیغمبر را و شما را نیز آنکہ شما گروید

دین حق آیا نکالتے ہیں رسول کو اور تمہیں بھی کہ تم ایمان لائے

بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ

بخدا پروردگار شما اگر ہستید شما بیروں آمدید برائے جہاد در راہ من

اللہ پر (جو) تمہارا رب ہے، اگر تم سب میری راہ میں جہاد کیلئے نکلے ہو

وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۖ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا اَعْلَمُ

و طلب خوشنودی من راز میگوئید بدیشاں بدوستی و من دانا ترم

اور میری رضا کی طلب کیلئے تو ان سے راز نہ کہو دوستی کے سبب اور میں سب سے زیادہ جانتا ہوں ۲

۱ اس میں ۱۵۱۰ حروف اور ۳۴۸ کلمات ہیں (غرائب القرآن) اس سورت میں بھی دیگر مدنی سورتوں کی طرح احکام کا بیان ہے، اس سورت کا ابتدائی حصہ حاطب بن ابی بلتعہ کے بارے میں نازل ہوا، اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں سے دوستی کرنے کی ممانعت فرما دی، پھر یہ بیان ہوا کہ قرابت اور نسب وغیرہ اس زندگی کے معاملات ہیں جن سے انسان کو قیامت میں فائدہ نہیں پہنچے گا، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کی مثال دی گئی کہ یہ لوگ اپنی قوم سے کس طرح بیزار ہوئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم سے بیزار ہونا مؤمنوں کیلئے بہترین دلیل ہے کہ اگر اس کی قوم ایمان نہ لائے تو چاہیئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اقتدا میں یہ بھی اپنی قوم سے بیزار ہو جائیں، پھر جہاد کے بارے میں کلام کیا گیا، مؤمنات سے امتحان لینے کا حکم دیا گیا، اس سورت کا اختتام ان مؤمنین کی تحذیر پر ہے جو کافروں سے دوستی رکھتے ہیں (صفوۃ التفاسیر)

۲ شیخین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو، زبیر کو اور مقداد بن اسود کو [ایک عورت کے پیچھے] روانہ کیا اور فرمایا کہ روضۂ خاخ کے پاس تمہیں ایک ہودج نشین عورت ملے گی جس کے پاس ایک خط ہے۔ اس سے وہ خط لے آؤ۔ ہم روانہ ہو گئے حتی کہ ہم روضۂ خاخ کے پاس پہنچے تو وہاں ایک کجاوہ نشین عورت موجود تھی۔ ہم نے اس سے کہا کہ وہ خط [جو تمہارے پاس ہے] ہمارے حوالے کر دو۔ اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا کہ تم خود ہی وہ خط نکال کر ہمیں دیدو، ورنہ ہم تمہیں برہنہ کر کے تمہاری تلاشی لیں گے۔ اس پر اس نے اپنے جوڑے سے خط نکال کر ہمیں دیدیا اور ہم اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ یہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کے بعض سرداروں کے نام تھا اور اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض امور کی خبر تھی۔ آپ نے حاطب سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ حاطب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے معاملہ میں جلدی نہ فرمائیں۔ میں مکہ میں قریش کے سہارے رہ رہا تھا اور میں ان کے قبیلے کا فرد نہیں ہوں [حاطب بن ابی بلتعہ بنی لخم بن عدی میں سے تھے اور زبیر بن عوام کے حلیف تھے] یہ مہاجرین جو یہاں آپ کے ساتھ ہیں ان کے رشتہ دار وہاں موجود ہیں جو ان کے اہل وعیال اور اموال کی حفاظت کر سکتے ہیں چونکہ اہل مکہ سے میری قرابتداری نہیں ہے اس لئے میں نے سوچا کہ میں ان پر کوئی احسان کر دوں جس سے وہ میرے رشتہ داروں کی حفاظت کریں۔ میں نے یہ کام نہ تو کفر کی بناء پر کیا ہے اور نہ ارتداد کی نیت سے اور نہ ہی میں کفر پر راضی ہوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا ہے یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی (لباب النقول فی اسباب النزول) یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب مشرکین مکہ نے صلح حدیبیہ کا معاہدہ توڑ دیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ پر چڑھائی کرنے کی خفیہ تیاریاں کر رہے تھے۔ اس وقت حاطب بن ابی بلتعہ کے بال بچے اور بھائی ایک روایت کے مطابق ان کی ماں بھی مکہ میں قریش کے ساتھ رہ رہی تھی اور ان کی حفاظت کیلئے وہاں خویش و اقارب موجود نہ تھے۔ اس لئے انھوں نے قریش مکہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خفیہ مہم کی اطلاع بھیج دی تا کہ اس احسان کے بدلے قریش ان کے اہل وعیال کی حفاظت کریں جو مکے میں انکے ساتھ رہ رہے تھے۔ اعترافِ جرم کی وجہ سے اور صاف گوئی کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ کو معاف فرما دیا اور ان سے درگذر فرمایا۔ (حاشیہ لباب النقول)

بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ

بد آنچہ پنہاں کنید و آنچہ ظاہر سازید و ہر کہ بکند او را از شما پس ہر آئنہ

جسے تم چھپاؤ اور جسے تم ظاہر کرو اور تم میں سے جو کوئی اسے کرے پس بیشک وہ

ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ① اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً

گم کرد راہ راست اگر بیابند شما را باشند شما را دشمنان

سیدھی راہ سے بھٹکا، اگر تمہیں پائیں تو تمہارے دشمن ہو جائیں

وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ

و بکشایند بسوے شما دستہاے خود را و زبانہاے خود را ببدی و دوست دارند

اور تمہاری جانب اپنے ہاتھ اور زبان برائی کے ساتھ دراز کرینگے اور پسند کرینگے

تَكْفُرُوْنَ ؕ ② لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ

کہ شما کافر شوید سود نکند شما را خویشاں شما را و نہ فرزندان شما را روز

کہ تم کافر ہو جاؤ[1] تمہارے رشتے اور تمہارے فرزند تمہارے کام نہ آئیں گے قیامت

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ③

قیامت حکم کند میان شما و خدای بآنچہ میکنید بینا ست

کے روز، تمہارے درمیان فیصلہ کر دیگا اور اللہ جو تم عمل کرتے ہو دیکھنے والا ہے[2]

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ

ہر آئنہ ہست شما را رستی نیکو در ملت ابراہیم و آنانکہ

بیشک تمہارے لئے ملتِ ابراہیم میں اچھی پیروی تھی اور وہ لوگ جو

مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ

با او بودند چوں گفتند مر قوم خود را ہر آئنہ من بیزارم از شما و از آنچہ می پرستید

ان کیساتھ تھے، جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا بیشک میں تم سے بیزار ہوں اور اس سے جسے تم پوجتے ہو

[1] اب اللہ تعالیٰ مؤمنین کو کفار مکہ کی عداوت کی خبر دے رہا ہے۔ يَثْقَفُوْكُمْ یعنی اگر وہ تم پر کامیابی حاصل کر لیں، یا وہ تمہاری طرف سے قدرت حاصل کر لیں، تو وہ تمہاری دشمنی میں حد سے آگے بڑھ جائیں گے۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔ حضرت مقاتل یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اگر وہ تم پر غالب آجائیں تو اپنے ہاتھوں سے تمہیں ماریں گے اور اپنی زبان سے تمہیں دشنام طرازی کا نشانہ بنائیں گے تاوقتیکہ تم لوگ ان کے دین کی جانب نہ لوٹ جاؤ۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کے دشمن اللہ کے بندوں سے دوستی میں کبھی بھی مخلص نہیں ہونگے اس لئے کہ ان دونوں کے درمیان تباین ہے۔ (تفسیر کبیر)

[2] جب حضرت حاطب نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عذر پیش کیا کہ ان کی اولاد اور رشتہ داران کافروں کے درمیان میں ہیں تو اب اللہ تعالیٰ اس آیت میں یہ بیان فرما رہا ہے کہ اہل وعیال اگر نافرمان ہوں تو قیامت کے روز ذرہ برابر بھی انھیں نفع نہ دینگے۔ پس قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مؤمنین کو جنت میں داخل فرمائیگا اور کافرین کو جھنم میں داخل فرمائیگا (القرطبی) ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ [جس روز انسان اپنے بھائی اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے بھاگے گا] اس لئے اے مسلمانو! تم اپنی اولاد اور رشتہ داروں کی خاطر اللہ تعالیٰ کے حقوق میں کمی نہ کرو بلکہ تمہیں تو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی میں کسی کی رعایت نہ کرو، ماں کی نہ باپ کی اور نہ اولاد کی۔ بعض نے يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز والد اور اولاد کے درمیان تفریق کر دیگا، قریب اور اسکے قریب کے درمیان تفریق فرما دیگا پس اہل طاعت کو جنت میں داخل فرمائیگا اور اہل معصیت کو جہنم میں داخل فرمائیگا۔ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ: چونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے ایک ایک عمل سے واقف ہے اس لئے وہ تمہیں اس کے مطابق یعنی تمہارے عمل کے مطابق تمہیں بدلہ دیگا۔ جاننا چاہیئے کہ لفظِ بصیر لفظِ خبیر سے ابلغ ہے۔ آیت میں نفس اور روح کے درمیان عداوت کی جانب بھی اشارہ ہے اس لئے کہ نفس ظلمانیہ، سفلیہ اور کثیفہ ہے، جبکہ روح نورانیہ، علویہ اور لطیفہ ہے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ نور اور ظلمت کے درمیان مدافعت ہے اس لئے نفس کوشش کرتا ہے کہ وہ اپنی ظلمات کے ساتھ روح پر غالب آجائے اور انسان کے مملکت وجود میں اسی کا حکم چلے۔ ایسی صورت میں جب انسان کے مملکتِ وجود میں نفس کا حکم چلنے لگتا ہے تو انسان اپنے ہاتھوں سے دوسرے کو تکلیف پہنچاتا ہے، اپنی زبان سے دوسرے کی برائی کرتا ہے، انسان اخلاقِ ذمیمہ سے متصف ہو جاتا ہے اور اچھے اخلاق کی مذمت کرنے لگتا ہے گویا کہ انسان بمنزلہ ایک حیوان کے ہو جاتا ہے پھر اسے بھلائی بھلائی نہیں لگتی چنانچہ ہمارے سامنے اس کی مثال موجود ہے کہ قابیل پر جب نفس کی حکمرانی چھا گئی تو اسنے ہابیل کے قتل کو اپنے لئے روا رکھا، اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان، جب اس پر بھی نفس کی حکمرانی چھا گئی تو اس نے حق اور باطل کا فرق مٹا ڈالا اور حضرت نوح علیہ السلام کی حقانیت کو دیکھنے اور سمجھنے کے باوجود منکر ہوا۔ اس کے برعکس جب انسان پر روح کی حکمرانی ہوتی ہے تو انسان اپنے آپکو اچھے اخلاق سے متصف کرتا ہے اور نیکی کی جانب راغب ہوتا ہے اس لئے اس نسبت کو قیامت کے روز کاٹ دیا جائیگا پس روح نعیم میں ہوگی اور نفس جحیم میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اہل گمان ونوال میں کر دے۔ (روح البیان)

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ

بجز خدای کافر شدیم بشما و آشکارا کند میان ما و میان شما دشمنی

اللہ کے سوا، ہم نے انکار کیا تمہارا اور ہمارے اور تمہارے درمیان دشمنی ظاہر ہوئی

وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ

و عداوت ہمیشہ تا بگروید بخدا یگانہ مگر سخن

اور ہمیشہ کی عداوت یہاں تک کہ تم ایک اللہ پر ایمان لاؤ مگر ابراہیم کا

اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ

ابراہیم مر پدر خود را البتہ آمرزش خواہم برای تو و مالک نیستم برای تو

کہنا اپنے باپ سے کہ میں ضرور تیرے لئے مغفرت چاہونگا اور میں مالک نہیں ہوں تیرے لئے

مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ

از عذاب خدای از چیزے اے پروردگار ما بر تو توکل کردیم ما و بسوے تو

اللہ کے عذاب سے کچھ بھی، اے ہمارے رب ہم نے تجھ ہی پر بھروسہ کیا اور تیری ہی جانب

اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝٤ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ

باز گشتیم و بسوے تو باز گشت است اے پروردگار ما مگر داں ما را آزمایش مر آنانرا کہ

ہم نے رجوع لائی اور تیری ہی جانب لوٹنا ہے ۱ اے ہمارے رب! ہمیں نہ ڈال ان لوگوں کی آزمائش میں

كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٥ لَقَدْ

کافر شدند و بیامرز ما را اے پروردگار ما ہر آئنہ توئی غالب با حکمت ہر آئنہ

جنہوں نے کفر کیا اور ہمیں معاف فرما اے ہمارے رب! بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے ۲ بیشک

كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ

ہست مر شما را در ایشاں طریقہ نیکو مر کسیرا کہ باشد امید بخدای

تمہارے لئے اس میں اچھا طریقہ ہے اس کیلئے جو اللہ پر امید رکھے

۱ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں خبر دی کہ یہ لوگ اپنی قوم سے بیزار ہوئے اور ان سے دشمنی کی۔ یہ سب کچھ صرف اس لئے کیا کہ قوم نے بت پرستی چھوڑنے سے انکار کردیا تھا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ تم سب اس معاملے میں ان کی پیروی کرو۔ اِلَّا قَوْلَ اِبْـرَاهِيْـمَ لِاَبِيْـهِ لَاَسْتَغْفِـرَنَّ لَكَ: اس ٹکڑے کے ذریعے منع کیا گیا کہ تم لوگ اس دعا کو اپنے لئے مقتدیٰ نہ بناؤ جو انھوں نے اپنے باپ یعنی چچا کیلئے کی تھی کیونکہ یہ دعائے استغفار مشرکین کیلئے ہے [اور شریعتِ محمدیہ میں مشرکین کیلئے مغفرت کی دعا نہیں کی جا سکتی ہاں مشرکین کیلئے ہدایت کی دعا کی جا سکتی ہے] حضرت مجاہد اور حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کل امور کو اپنے لئے مقتدیٰ بناؤ سوائے اس دعائے استغفار کے جو انھوں نے اپنے باپ کیلئے کی تھی۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ تم اپنی کفار قوم سے بیزار ہو جاؤ اس لئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھ جو مؤمنین تھے ان کا بیزار ہونا تمہارے لئے نمونہ ہے۔ سوائے دعائے استغفار کے۔ ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہر شے میں اپنی قوم سے بیزاری کا اعلان فرمایا۔ وَمَـا اَمْـلِكُ لَكَ مِـنَ اللّٰـهِ مِنْ شَيْءٍ: یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول ہے کہ اگر تم شرک کرنے سے باز نہ آؤ گے تو میں تم سے اللہ کے عذاب کو نہیں ہٹا سکوں گا۔ اس اعتبار سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو دیکھا جائے جو انھوں نے اپنے باپ کیلئے کی تو استغفار رجاءِ اسلام یعنی اسلام لانے کی امید کے معنی میں ہے اس وقت مطلب یہ ہوگا کہ میں ضرور اپنے باپ کے اسلام لانے کیلئے دعا کرونگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے اصحاب کی دعا رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا جمیع امور کیلئے ہے۔ سوال: حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ میں "وَحْدَهٗ" کی قید کیوں ہے؟ اللہ تعالیٰ کو ایک مانے بغیر تو کوئی ایمان لا نہیں سکتا ہے گویا کہ وَحْدَهٗ لوازم ایمان میں سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ [ہر ایک نے اللہ، اس کے ملائکہ، اسکی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔ دیکھئے یہاں ایمان باللہ کے ساتھ وحدہ کی قید نہیں ہے] جواب: ملائکہ، کتابوں، رسولوں اور یوم آخرت پر ایمان، ایمان باللہ وحدہ کے لوازم میں سے ہے جبکہ وحدہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ ذات الوہیت میں تنہا ہے [گویا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ باللہ کے ساتھ وحدہ کی قید تاکید توحید کیلئے ہے] (تفسیر کبیر) ۲ یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ایک حصہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! ہم پر ہمارے دشمنوں کو مسلط نہ فرما۔ ورنہ وہ سب گمان کر بیٹھیں گے اگر یہ لوگ حق پر تھے تو انہیں مصیبت کیوں پہنچی، بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ ان کے رزق کو نہ بڑھا اس لئے کہ یہ ان کیلئے فتنہ کا سبب ہے، بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ اے ہمارے رب! ان کے کفر کے سبب ہم پر کوئی عذاب نہ اتارنا۔ (تفسیر کبیر) جاننا چاہیئے کہ مناجات کو محکم کرنے اور درخواستِ رحم میں مزید قوت پیدا کرنے کیلئے رَبَّنَا کا لفظ دوبارہ ذکر کیا۔ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ: تو ہی ایسا غالب ہے کہ جس کو اپنی پناہ میں لے لے اسکو کوئی دکھ نہیں پہنچا سکتا ہے۔ (مظہری)

وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۟

و بروز قیامت و ہر کہ روی گرداند پس ہر آئنہ خدا اوست بے نیاز

اور قیامت کے روز پر اور جو کوئی منہ پھیرے تو بیشک اللہ وہی بے نیاز

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ

ستودہ شاید خدای آنکہ دوستی سازد میان شما و میان آنانکہ

تعریف کیا ہوا ہے[۱] شاید کہ اللہ تمہارے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان دوستی پیدا کر دے

مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۟

دشمنی داشتید از ایشاں دوستی و خدای توانا ست و خدای آمر زندہ مہربان

ان میں سے جو تمہارے دشمن ہیں اور اللہ قادر ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے[۲]

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ

نہی نکند شما را خدای از آنانکہ کار زار نکنند با شما در دین

اللہ تمہیں منع نہیں فرماتا ہے ان لوگوں سے جو تم سے دین کے معاملے میں لڑائی نہیں کرتے ہیں

وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ ؕ

و بیروں نکردند شما را از سراہاے شما آنکہ نیکوئی کنید ایشانرا و داد کنید بدیشاں

اور نہ تمہیں گھروں سے نکالا یہ کہ ان کیساتھ بھلائی کرو اور انھیں انصاف دو

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۟ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ

ہر آئنہ خدای دوست دارد عادلانرا جز ایں نیست کہ نہی کند شما را خدای از آنانکہ

بیشک اللہ دوست رکھتا ہے عدل کرنے والوں کو[۳] اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ اللہ تمہیں منع فرماتا ہے ان لوگوں کے

قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى

کار و زار کردند با شما در دین و بیروں گرداند شما را از سراہاے خود و معاونت کردند

بارے میں جنہوں نے تم سے تمہارے دین کے معاملے میں لڑائی کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور مدد کی[۴]

[۱] یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھ جو انبیاء اور اولیاء تھے ان سب کا اپنی قوموں سے بیزار ہونا تمہارے لئے نمونہ ہے کہ تم بھی کفار سے قطع تعلق کرلو۔ دوبارہ ذکر کیا جانا تاکید کیلئے ہے، بعض نے کہا کہ اس سے پہلی والی آیت کے نزول کے کافی عرصہ کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ قرآن کریم کے اکثر مکررات اسی اعتبار سے ہیں۔ (القرطبی)

[۲] بغوی نے لکھا ہے کہ حضرت مقاتل کا بیان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے کافروں سے عداوت رکھنے کا حکم دیا تو مسلمانوں نے اپنے کافر قربت داروں اور عزیزوں سے بھی دشمنی اور بیزاری کا اظہار کر دیا لیکن ان کے دلوں میں اقرباء کیلئے رقت اور محبت پوشیدہ تھی اور اللہ تعالیٰ اس سے واقف تھا تو مسلمانوں کو تسکین دینے کیلئے یہ آیت ناز فرما دی۔ اَلَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ: اس سے کفار مکہ مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ وعدہ قریب مدت میں ہی پورا کر دیا کیونکہ آیت کا نزول فتح مکہ سے پہلے ہوا تھا اور فتح مکہ کے بعد وہ لوگ مسلمان ہو گئے جو مکہ میں رہتے تھے۔ البتہ فتح مکہ کے روز جو لوگ مارے گئے جیسے حوریث بن نفیل، نضر بن حارث وغیرہ دشمنی کی حالت میں ہی مارے گئے۔ (مظہری)

[۳] بخاری نے لکھا ہے کہ حضرت اسماء بنتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میرے پاس میری ماں محبت سے آئی میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا میں اس سے مل سکتی ہوں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ قتیلہ بنت عبدالعزی جو دورِ جاہلیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھی اور آپ نے اس کو طلاق دیدی تھی اپنی بیٹی حضرت اسماء بنتِ ابوبکر کے پاس آئی اور کچھ تحفہ بھی بیٹی کیلئے لائی۔ حضرت اسماء نے تحفہ قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے گھر میں داخل ہونے کی بھی اجازت نہیں دی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ سے اس مسئلہ کو دریافت کریں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اطلاع دی کہ قتیلہ کے تحفے قبول کرلو اور اپنے گھر میں اسکو اترنے کی اجازت بھی دے دو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت بنی خزاعہ کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ معاہدہ کرلیا تھا کہ نہ مسلمانوں سے لڑیں گے نہ مسلمانوں کے خلاف کسی کی مدد دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آیت میں ان سے حسن سلوک کرنے کی اجازت دیدی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ذمی کافر کو نفلی خیرات دینا جائز ہے۔ (مظہری) [۴] اَنْ تَوَلَّوْهُمْ: اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حربی کافروں سے صرف موالات ممنوع ہے ان سے دنیوی حسن سلوک کی ممانعت نہیں ہے لیکن شرط یہ ہے کہ ان سے مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حربی قیدیوں کے متعلق ارشاد فرمایا: اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً۔ یعنی بلا معاوضہ ان کے ساتھ معاملہ کرنا بھی حسن سلوک کی ایک قسم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گرم کلیجی میں بھی ثواب ہے یعنی پیاسے کو پانی پلانا خواہ کوئی ہو قابل ثواب۔ کافروں کو زکوۃ دینا باجماع علماء جائز نہیں۔ علماء نے اپنے اجماع کا استدلال اس حدیث سے کیا ہے جس کے راوی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوۃ فرض کر دی ہے ان کے دولتمندوں سے لیکر انہی کے محتاجوں کو لوٹا دی جائے۔ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ: یعنی اہل حرب سے جو موالات کریگا اگر صرف اہل حرب مراد نہ ہونگے تو اہل ذمہ سے بھی موالات جائز نہیں ہوگی۔ (مظہری)

إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّٰلِمُونَ ⑨

بر بیروں کردن شما ازانکہ دوستی کنید و ہر کہ دوستی کند از ایشاں پس آنگروہ ایشانند

تمہارے نکالنے میں اس سے کہ تم دوستی کرو، اور جو کوئی ان سے دوستی کرے پس وہی گروہ

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوٓا إِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنَٰتُ

ستمگاران اے مسلمانان چوں آمدند بشما زنان گرویدہ

ظلم کرنے والے ہیں اے مسلمانو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں

مُهَٰجِرَٰتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ ۖ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَٰنِهِنَّ ۖ فَإِنْ

ہجرت کنندہ پس امتحان کنید ایشانرا دانا تر است خدای بگرویدن ایشاں پس اگر

ہجرت کر کے آئے تو ان کا امتحان لو اللہ سب سے زیادہ جانتا ہے ان کے ایمان کو پس اگر

عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ۖ

دانستید ایشانرا مومنان اند پس باز مگردانید ایشاں بسوے کافران

تمہیں ان کا مؤمن ہونا معلوم ہو جائے تو انھیں کافروں کی جانب نہ لوٹاؤ

لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۖ وَءَاتُوهُم مَّآ

نہ آن کافران حلالند ایشاں و نہ ایشاں حلال میشوند ایشانرا و بدہید ایشانرا آنچہ

نہ وہ کافروں کو حلال ہیں اور نہ وہ (کافرین ان مسلمان عورتوں) کیلئے حلال ہیں اور انھیں دیدو جو

أَنفَقُوا ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَن تَنكِحُوهُنَّ إِذَآ ءَاتَيْتُمُوهُنَّ

خرچ کردہ باشند و نیست گناہ بر شما آنکہ بخواہید ایشانرا چوں بدہید ایشانرا

ان کافروں نے خرچ کیا اور تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم ان سے نکاح کرو جب تم انھیں دیدو

أُجُورَهُنَّ ۚ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوا

مزد ایشاں و چنگ مزنید بعصمتہاء زنان کافرہ و باید کہ بخواہید

انکی مہریں، اور کافر عورتوں کے نکاح پر جمے نہ رہو اور چاہئے کہ مطالبہ کرو ٢

ا مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے روز کفار قریش سے معاہدہ کیا تو چند مؤمن عورتیں آئیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ دوسری روایت میں ہے کہ صلح حدیبیہ کے ایام میں ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی مُعَیط ہجرت کر کے مدینہ آئی تو اس کے دو بھائی عمارہ بن عقبہ اور ولید بن عقبہ، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اسکی واپسی کے بارے میں بات چیت کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے صلح نامہ کی اس شرط کو توڑ دیا جو عورتوں کے بارے میں تھی اور عورتوں کو مشرکین کے پاس واپس بھیجنے سے روک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اسی بارے میں نازل فرمائی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ یہ آیت ابو حسان دحداحہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ سعیدہ نامی ایک عورت جو کہ مکہ کے ایک مشرک صیفی بن راہب کی بیوی تھی مسلمان ہو کر آئی۔ اسکے وارثوں نے اسکی واپسی کا مطالبہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ زہری کی روایت میں ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب آپ حدیبیہ کے زیریں علاقہ میں تھے۔ آپ کا مشرکین سے معاہدہ تھا کہ جو شخص بھی آپ کے پاس آئیگا آپ اسے واپس کر دینگے جب آپ کے پاس عورتیں آئیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ﷺ نے اسلام قبول کر لیا لیکن آپ کی بیوی مشرکین کے ساتھ رہی اس پر آیت وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ نازل ہوئی (لباب النقول فی اسباب النزول) دراصل صلح نامۂ حدیبیہ کی یہ شرط جس کی رو سے مکہ سے بھاگ کر آنے والوں کی واپسی کے آپ پابند تھے مردوں کے بارے میں تھی نہ کہ عورتوں کے بارے میں۔ چنانچہ امام بخاری کی ایک طویل حدیث میں جو انھوں نے صحیح بخاری کتاب الشروط فی الجہاد میں روایت کی ہے یہ شرط ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ وَعَلٰى اَنَّهُ لَا يَاْتِيْكَ مِنَّا رَجُلٌ وَاِنْ كَانَ عَلٰى دِيْنِكَ اِلَّا رَدَدْتَهُ اِلَيْنَا یعنی اور یہ کہ اگر ہم میں سے کوئی بھی آدمی آپ کے پاس آئیگا تو آپ اسے واپس کر دینگے خواہ وہ آپ کے دین پر ہی کیوں نہ ہو۔ صلحنامہ کی یہ شرط مشرکین مکہ کے نمائندے سہیل بن عمرو نے خود لکھوائی تھی جس سے لفظ رَجُلٌ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ شرط مردوں کی واپسی کے بارے میں تھی نہ کہ عورتوں کی واپسی کے بارے میں۔ اس کی وضاحت صلح نامہ کی تحریر کے فوراً بعد ہوگئی تھی جبکہ رسول اللہ ﷺ ابھی حدیبیہ میں ہی تھے یعنی اس کے بعد چند عورتیں مسلمان ہو کر آئیں تو سورہ ممتحنہ کی یہ آیت نازل ہوگئی اور اس کے بعد نبی کریم ﷺ مدینے کو واپس آگئے۔ یہ آیت صلح نامہ کی عورتوں والی شق کی تنسیخ میں نازل نہیں ہوئی تھی جیسا کہ عام طور پر یہ سمجھا گیا ہے بلکہ اسکی وضاحت کے طور پر نازل ہوئی تھی کہ یہ شرط مردوں کے بارے میں ہے عورتوں کے بارے میں نہیں ہے چنانچہ علامہ زمخشری لکھتے ہیں کہ فَنَزَلَتْ بَيَانًا لِاَنَّ الشَّرْطَ اِنَّمَا كَانَ فِي الرِّجَالِ دُوْنَ النِّسَاءِ۔ یعنی یہ آیت اس وضاحت کیلئے نازل ہوئی کہ یہ شرط مردوں کیلئے ہے نہ کہ عورتوں کیلئے بھی۔ اسکے بعد حضرت ضحاک کی روایت نقل کرتے ہیں کہ ہم میں سے جو عورت بھی آپ کے پاس چلی جائے جو آپ کے دین پر نہ ہوا سے آپ واپس کر دینگے اور جو عورت آپ کا دین قبول کر لے اور دار الکفر میں اسکا شوہر بھی ہو تو آپ اسکے شوہر کو اسکا ادا کیا ہوا مہر واپس کر دینگے۔ (حاشیہ لباب النقول)

مَآ اَنۡفَقۡتُمۡ وَلۡيَسۡـَٔلُوۡا مَاۤ اَنۡفَقُوۡا ؕ ذٰلِكُمۡ حُكۡمُ اللّٰهِ ؕ يَحۡكُمُ

آنچه نفقه کردید و باید که بخواهند آنچه خرج کرده اند این حکم خدا ست حکم کند

جو تم نے خرج کیا اور چاہیئے کہ وہ مطالبہ کریں جو انھوں نے خرج کیا' یہ اللہ کا حکم ہے' فیصلہ فرماتا ہے

بَيۡنَكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿۱۰﴾ وَاِنۡ فَاتَكُمۡ شَىۡءٌ مِّنۡ

میان شما و خدای دانا ست با حکمت و اگر فوت شود از شما چیزے از

تمہارے درمیان اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور اگر تمہاری بیویوں میں سے کوئی

اَزۡوَاجِكُمۡ اِلَى الۡكُفَّارِ فَعَاقَبۡتُمۡ فَاٰتُوا الَّذِيۡنَ ذَهَبَتۡ

زنان شما بسوے کفار پس شما غنیمت گیرید پس بدہید آنانکه رفته اند

چلی جائیں کافروں کی جانب پھر تم غنیمت لو تو دو ان کو جن کی

اَزۡوَاجُهُمۡ مِّثۡلَ مَاۤ اَنۡفَقُوۡا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىۡۤ اَنۡتُمۡ بِهٖ

زنان ایشاں مانند آنچه خرج کرده اند و بترسید از خدای آنکه شما

بیویاں چلی گئیں جتنا انھوں نے خرج کیا ہے اور ڈرو اس اللہ سے جس پر تم

مُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۱﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اِذَا جَآءَكَ الۡمُؤۡمِنٰتُ

بداں گرویدگانید اے پیغمبر چوں بیایند بتو مومنان

ایمان رکھنے والے ہو [1] اے پیغمبر! جب آپ کے پاس مؤمن عورتیں آئیں

يُبَايِعۡنَكَ عَلٰٓى اَنۡ لَّا يُشۡرِكۡنَ بِاللّٰهِ شَيۡـًٔا وَّلَا يَسۡرِقۡنَ

بیعت کنند با تو بر آنکه انباز نیارند بخدا چیزیرا و دزدی نکنند

آپ سے بیعت کرنے کو اس پر کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور چوری نہ کریں

وَلَا يَزۡنِيۡنَ وَلَا يَقۡتُلۡنَ اَوۡلَادَهُنَّ وَلَا يَاۡتِيۡنَ بِبُهۡتَانٍ

و زنا نکنند و نکشتند فرزندان خود را و نیایند بدروغی

اور زنا نہ کریں اور اپنے فرزندوں کو قتل نہ کریں اور جھوٹ نہ لائیں

[1] حضرت حسن روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت ام الحکم بنت ابوسفیان کے حق میں نازل ہوئی جو مرتد ہوگئی تھی اور ارتداد کے بعد ایک ثقفی شخص نے اس سے نکاح کر لیا تھا۔ سوائے ام الحکم کے قریش کی کوئی عورت مسلمان ہونے کے بعد اسلام سے نہیں پھری۔ فَعَاقَبۡتُمۡ: یعنی جو مال غنیمت تم کو کافروں سے ملا ہو' بعض نے اسکا ترجمہ کیا ہے کہ تم کامیاب ہوگئے ہو اور آخری نوبت تمہاری آجائے۔ فَاٰتُوا الَّذِيۡنَ ذَهَبَتۡ اَزۡوَاجُهُمۡ یعنی جب مسلمانوں کی بیویاں کافروں کے پاس چلی گئی ہوں ان کو کافروں سے حاصل شدہ مال غنیمت میں سے اتنا دیدو جتنا انھوں نے ان مرتد ہونے والیوں کو دیا ہو اور ان کیلئے خرچ کیا ہو۔ بغوی نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ چھ مہاجر مؤمن عورتیں مشرکوں سے جا ملی تھیں جو پھر اسلام کی طرف لوٹ آئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے شوہروں کو مال غنیمت میں سے ان کے دیئے ہوئے مہر عطا کر دیئے (۱) ام الحکم بنت ابوسفیان زوجہ عیاض بن شداد فہری (۲) حضرت ام سلمہ کی بہن فاطمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو بیوی نے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور مرتد ہوگئی (۳) بروع بنت عقبہ زوجہ خرول جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں (۴) عزہ بنت عبد العزیٰ بن فضلہ زوجہ عمر بن عبدود (۵) ہندہ بنت ابو جہل بن ہشام جو ہشام بن عاص بن وائل کی زوجیت میں تھی (۶) ام کلثوم بنت خرول جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی۔ بغوی نے لکھا ہے کہ جب کافروں کی عورتیں مسلمان ہو کر ہجرت کر کے آئی ہوں ان کو کافر شوہروں کی طرف سے ملا ہوا مہر واپس دینا' کیا مسلمانوں پر واجب تھا یا مستحب؟ یہ مسئلہ اختلافی ہے علماء کے اس میں دو اقوال ہیں' ایک قول تو یہ ہے کہ جب مہاجر عورت کو واپس کرنے کی ممانعت ہوگئی تو اس کے عوض وہ مہر جو اس کے کافر شوہر نے دیا تھا واپس کرنا واجب ہوگیا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ صرف مرد مہاجر کو واپس کرنے کی شرط تھی عورت لوٹا دینے کی شرط ہی نہیں تھی کیونکہ دوسری روایت میں آیا ہے کہ ہم میں سے جو مرد ہجرت کر کے آپ کے پاس پہنچے گا آپ اسکو ہماری طرف لوٹا دینگے مرد اور عورت کے واپسی کے حکم میں تفریق اس وجہ سے کی گئی کہ مؤمن مرد اگر دوبارہ لوٹا کر کافروں کے سپرد کر بھی دیا جائے تو اسکے مرتد ہو جانے کا زیادہ اندیشہ نہیں ہے کیونکہ کافر اگر اسکو ڈرا دھمکا کر اور سختی کر کے زبان سے کلمات کفر کہلوا بھی لینگے تو وہ تقیہ کر لے گا لیکن عورت عام طور پر ضعیف القلب ہوتی ہے اسکو ڈرا دھمکا کر اور تکلیف پہنچا کر مرتد بنا لینا زیادہ ممکن ہے وہ اپنی کمزوری اور ناچاری کی وجہ سے تقیہ بھی نہیں کر سکتی کہ دل میں ایمان چھپائے رکھے اور بظاہر مرتد ہو جائے اسکی امید کم ہوتی ہے اس لئے معاہدہ میں اسکی واپسی کا ذکر نہیں کیا گیا ہے اس صورت میں ادائے مہر سابق مستحب ہوگا۔ بغوی نے لکھا ہے کہ کیا اب بھی مسلمان ہو جانے والی کسی کافر بیوی کو روک کر مسلمان اسکا مہر اسکے شوہر کو واپس کر سکتے ہیں جبکہ کافروں سے کئے ہوئے معاہدہ میں عورتوں کی واپسی کی شرط موجود ہو۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت مجاہد' حضرت قتادہ اور حضرت عطاء کہتے ہیں کہ اب واجب نہیں ہے اور آیت منسوخ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کوئی حکم منسوخ اس وقت ہو سکتا ہے جب اسی کی قوت کا کوئی ناسخ موجود ہو اور ایسا کوئی ناسخ موجود نہیں ہے' بعض علماء کے نزدیک آیت منسوخ نہیں ہے حکم مذکور اب بھی لازم ہے۔ (مظہری)

يَفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ

بر بافتہ اند آنرا میان دستہاے خود و پایہاے خود و عاصی نشوند

اسے بنا کر اپنے ہاتھوں کے درمیان اور اپنے پاؤں کے درمیان اور نافرمانی نہ کریں

فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ

در معروف پس بیعت کن با ایشاں و آمرزش خواہ براے ایشاں از خدای ہر آئنہ

نیکی میں تو ان سے بیعت لے لیجئے اور ان کیلئے مغفرت طلب کیجئے اللہ سے' بیشک

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا

خدا آمر زندہ مہربان است اے مسلمانان دوستی مکنید

اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۱ اے مسلمانو! دوستی نہ کرو

قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ

گروہی خشم گرفت خدای بر ایشاں ہر آئنہ نامید شدند از آخرت

ان لوگوں سے جن پر اللہ کا غضب ہے بیشک وہ آخرت سے مایوس ہوئے

الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿۱۳﴾

ہمچنانکہ نامید شدند کافران از اہل گورہا

جس طرح مایوس ہوتے ہیں کافرین قبر والوں سے ۲

سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ صف مدنی ہے' اس میں ۱۴ آیات اور دو رکوع ہیں ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

۱ رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو اہل مکہ کی عورتوں کے پاس بیعت کی غرض سے تشریف لائے اور حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کیساتھ شرک نہ کرنے کی ان سے بیعت لی جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی زوجہ فرماتی ہیں کہ عورتیں جب ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کیجانب آتیں تو رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ذریعے امتحان لیتے۔ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ الخ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مؤمنات میں سے جو ان کلمات کا اقرار کر لیتیں تو گویا انہوں نے اپنے امتحان کا اقرار کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ ان عورتوں سے فرماتے جو ان کلمات کا اقرار کرتے کہ اسکی بیعت ہوگئی۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ نے کبھی بھی کسی عورت کے ہاتھ سے مس نہیں کیا۔ آپ صرف کلام کے ذریعے عورتوں سے بیعت لیتے تھے۔ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے بیعت اس طرح لی کہ آپ کے اور ان کے درمیان کپڑا ہوتا۔ (القرطبی)

۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہاں خطاب حاطب بن ابی بلتعہ سے ہے کہ یہودیوں اور مشرکین سے دوستی مت رکھو ورنہ فقرائے مسلمین میں سے بھی بہت سے لوگ اپنی حاجت کے پیش نظر ان سے دوستی رکھیں گے اور ان تک مسلمانوں کے خفیہ راز پہنچاتے رہیں گے' پس اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرما دیا۔ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ: یعنی یہود نے حضرت محمد ﷺ کی نبوت کو جھٹلایا حالانکہ وہ لوگ خوب اچھی طرح جانتے تھے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس طرح انھوں نے آپکی تکذیب کر کے اپنی آخرت کو تباہ و برباد کر لیا پس وہ آخرت میں اس طرح مایوس ہونگے جیسے کفار اصحاب قبور سے مایوس ہوتے ہیں۔ کلبی اور ایک جماعت یہ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ لوگ کفر پر مرتے ہیں تو یہ بات معلوم ہے کہ ان کیلئے ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہیں ہے اور آخرت میں ان کیلئے کوئی حصہ نہیں ہے۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ کفار جب مرتے ہیں تو جنت سے مایوس ہوتے ہیں اور اس سے بھی مایوس ہوتے ہیں کہ آخرت میں ان کیلئے کوئی بھلائی ہوگی۔ حضرت حسن یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ کفار کے جو لوگ زندہ ہیں وہ اپنے مُردوں سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ ابو اسحاق یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے عداوت رکھنے والے یہود اس طرح مایوس ہوتے ہیں جیسے وہ کفار جو مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان نہیں رکھتے' اپنے مُردوں سے مایوس ہوتے ہیں (تفسیر کبیر) ۳ اس میں ۲۲۱ کلمات اور ۹۲۶ حروف ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ سورت مکی ہے (غرائب القرآن) اس سورت میں بھی دیگر مدنی سورتوں کی طرح احکام تشریعہ کا بیان ہے' اس کا موضوع قتال ہے یعنی اللہ کے دشمنوں سے جہاد کرنا' اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کی خاطر اس کی راہ میں قربانی پیش کرنا' اس کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی تسبیح سے ہے' اہل ایمان کو وعدہ خلافی سے ڈرایا گیا ہے' پھر شجاعت و بہادری کے ساتھ دین کیلئے لڑنے والوں سے متعلق کلام ہے' حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت کے بارے میں یہود کا موقف بیان کیا گیا ہے' نبی کریم ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ ان دو ہستیوں کو بھی ان کی قوم نے اذیت دی' پھر اللہ تعالیٰ کا وہ طریقہ بیان ہوا کہ وہ اپنے دین' اپنے نبیوں اور اپنے ولیوں کی مدد فرماتا ہے' اس سورت میں اہل ایمان کو ایک ایسی تجارت کی جانب دعوت دی گئی ہے' جس میں نفع ہی نفع ہے' اس کا اختتام مؤمن کیلئے اس پیغام پر ہے کہ تم سب اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرو جیسے حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دین کی مدد کا وعدہ کیا تھا۔ (صفوۃ التفاسیر)

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ

تنزیہہ کرد مر خدایرا آنچہ در آسمانہا و آنچہ در زمین و او

اللہ کی پاکی بیان کی جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے' اور وہی

الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ① یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ

غالب با حکمت است اے مسلمانان چرا میگوئید آنچہ

غالب حکمت والا ہے [1] اے مسلمانو! کیوں کہتے ہو جو

مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ② كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا

نکنید بزرگست از روے خشم نزد خدای آنکہ بگوئید آنچہ نکنید

تم کرتے نہیں ہو[2] اللہ کے نزدیک بڑے غضب (کی بات ہے) کہ وہ کہو جو نہ کرو[3]

تَفْعَلُوْنَ ③ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا

ہر آئنہ خدا دوست دارد آنانکہ کار و زار کنند در راہ او صف زدہ

بیشک اللہ دوست رکھتا ہے ان لوگوں کو جو اسکی راہ میں (ایسے) صف باندھ کر جہاد کرتے ہیں

كَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ④ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ

گویا کہ ایشاں در استحکام ریختہ اند و چوں گفت موسیٰ مر قوم خود را

گویا کہ وہ سب مضبوط دیوار ہیں [4] اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا

یٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِیْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

اے قوم من چرا می رنجانید مرا و ہر آئنہ میدانید کہ من فرستادۂ خدای

اے میری قوم! مجھے تکلیف کیوں پہنچاتے ہو اور بیشک تم جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں

اِلَیْكُمْ ؕ فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی

بسوے شما پس آنوقت کہ بگشتند گردانید خدای دلہائے ایشاں و خدا راہ نمناید

تم سب کی طرف' پس جب وہ سب ٹیڑھے ہوئے تو اللہ نے انکے دل ٹیڑھے کئے اور اللہ راستہ نہیں دکھاتا [5]

[1] یعنی ملائکہ' انسان' نباتات اور جمادات جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں ہے سب نے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ [اور نہیں ہے کوئی شے مگر حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے ہو] امام رازی کہتے ہیں کہ ہر شے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور وحدانیت کی گواہی دیتی ہے (صفوۃ التفاسیر)

[2] حضرت عبد اللہ بن سلام سے روایت ہے کہ اصحابِ رسول ﷺ میں سے چند آدمی کھڑے باتیں کر رہے تھے اگر ہم کو معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کو کونسا عمل پسند ہے تو ہم وہی عمل کرتے اس پر اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی پہلی اور دوسری آیت نازل فرمائیں اور رسول اللہ ﷺ نے یہ آیتیں پڑھکر سنائیں (لباب النقول فی اسباب النزول) ان کے اس سوال کا جواب کہ اللہ تعالیٰ کو کونسا عمل سب سے زیادہ پسند ہے اس سورۂ صف کی آیت نمبر ۴ میں دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو اس کی راہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح صف بستہ لڑتے ہیں'' مسلمانوں میں سے کچھ لوگ کہا کرتے تھے کہ ہم کو معلوم ہو جاتا کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ترین کونسا عمل ہے تو ہم اس پر عمل کرتے لیکن جب ان کو بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں لڑنے والوں کو پسند فرماتا ہے تو ان کو یہ کام دشوار نظر آنے لگا اور وہ اپنے قول پر پورے نہ اتر سکے حتی کے دشمن کے مقابلے میں ان کے حوصلے پست ہو گئے مثلاً غزوۂ اُحد میں جب مسلمانوں کی اپنی غلطی سے جنگ کا پانسہ ان کے خلاف پلٹ گیا تو بعض رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر میدانِ جنگ سے بھاگ نکلے۔ اسی طرح سے جنگِ احزاب میں جب سارا عرب مسلمانوں کے خلاف امنڈ آیا اور یہودی قبیلہ بنی قریظہ بھی غداری کر کے حملہ آوروں کے ساتھ مل گیا تو بہت سے لوگ بالخصوص منافقین نبی کریم ﷺ سے اجازت مانگ مانگ کر اپنے گھروں کو کھسک گئے اور آپ کے ہمراہ صرف جانثار اور سچے مسلمان باقی رہ گئے (حاشیہ لباب النقول) [3] یعنی تمہارا یہ فعل کہ تم کوئی بات کہو اور پھر اس پر عمل نہ کرو' اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت ناپسند ہے (صفوۃ التفاسیر) [4] یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند فرماتا ہے جو جہاد میں ثابت قدم رہتے ہیں اور جہاد کی جگہ عمارت کی طرح کھڑے رہتے ہیں۔ حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مؤمنین کیلئے تعلیم ہے کہ جہاد کے وقت اپنے دشمن کا مقابلہ کس طرح کریں۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیدل جہاد کرنا گھوڑے پر سوار ہو کر جہاد کرنے سے افضل ہے کیونکہ گھوڑ سوار اس طرح صف نہیں لگا سکیں گے جس طرح صف بندی کا حکم اس آیت میں دیا گیا ہے۔ اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ جب جہاد کیلئے صف بندی ہو جائے تو بغیر حاجتِ انسانی کے صف سے نکلنا جائز نہیں ہے یا پھر کوئی ایسا کام ہو جس کی وجہ سے اسے امام کے پاس جانا پڑے' یا کوئی اور دیگر امور پیش آ جائیں تو نکلنا جائز ہے (القرطبی) [5] جب جہاد کا ذکر ہو گیا تو اب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بیان ہو رہا ہے کہ ان دونوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید کے پرچار کیلئے کس طرح اسکی راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ جو لوگ ان دونوں ہستیوں کے خلاف تھے طرح طرح کی اذیتیں دینے لگے۔ قارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اذیت پہنچانے کا اہتمام اس طرح کیا کہ اپنی عورت کو آپ کے پیچھے لگا دیا وہ عورت آپ کو ہمہ وقت فسق و فجور کی جانب بلاتی رہتی تھی (القرطبی)

الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝٥ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ

قوم تباہکاران و چوں گفت عیسیٰ پسر مریم اے بنی

ہے فسق کرنے والی قوم کو۔ اور جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا: اے بنی

اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ

اسرائیل ہر آئنہ من فرستادۂ خدای بسوے شما باور دارندہ مر آنچیز یرا کہ

اسرائیل! بیشک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں ان چیزوں کی تصدیق کرنے والا جو

يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ

پیش از وی بودند از توریت و مژدہ دہندہ بفرستادہ بیاید از

اس سے پہلے توریت میں تھیں اور ایک رسول کی بشارت دینے والا جو تشریف لائیں گے

بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا

پس من نام او احمد باشد پس چوں بیاید بدیشاں بمعجزہا گویند

میرے بعد ان کا نام احمد ہوگا۱ پس جب وہ (رسول) ان کے پاس معجزے لیکر آئے تو کہنے لگے

هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٦ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

ایں جادوئیست بیدا و کیست ستمگار تر ازانکہ افترا کند

یہ کھلا جادو ہے ۲ اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو افترا کرے

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ؕ وَ

بر خدای دروغرا و او میخواند بسوے اسلام و

اللہ پر جھوٹ، اور وہ اسلام کی جانب بلایا جاتا ہے، اور

اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝٧ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا

خدای راہ ننماید قوم ستمگارانرا میخواہند تا فرو نشانند

اللہ ظلم کرنے والے لوگوں کو راستہ نہیں دکھاتا ہے ۲ چاہتے ہیں کہ بجھا دیں

تفسیر اظہار العرفان

۱ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح یٰقَوْمِ نہیں فرمایا کیونکہ بنی اسرائیل سے کوئی نسبی تعلق نہیں تھا نسب باپ سے چلتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی باپ نہ تھا۔ اِسْمُهٗٓ اَحْمَدُ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا نام احمد تھا پہلا نام محمد تھا۔ احمد بر وزن اَفْعَلُ اسم تفضیل کا صیغہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حامد یعنی اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والے بھی اور محمود بھی۔ انبیاء سب ہی اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے حامد تھے۔ تمام انبیاء خصائصِ حمیدہ کے حامل ہوتے ہیں اس لئے سب محمود تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات اور سارے انبیاء سے بڑھکر محمود تھے کیونکہ آپ کے فضائل ومحاسن اور اخلاق ومناقب سب سے اعلیٰ اور افضل تھے اس لئے آپ سب سے زیادہ مستحق محمودیت ہوئے اور آپ کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی بہت زیادہ محمود ہوا۔ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو قسم کی ولایت حاصل تھی اول ولایت محمدیہ یعنی محبوبیت جو محبت کے ساتھ مخلوط ہے، دوسری ولایت احمدیہ یہ خالص محبوبیت کا مقام ہے اس بناء پر احمد کو محمودیت سے مشتق مانا جائے تو اولیٰ ہے اسم تفضیل کا صیغہ کبھی کثرتِ فاعلی پر دلالت کرتا ہے کبھی کثرتِ مفعولی پر۔ احمد کے لفظ میں اگر کثرتِ مفعولی یعنی کثرتِ محمودیت مانی جائے تو اولیٰ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رسالت کے دعوی میں دوسرے انبیاء کی تصدیق کی کیونکہ حق کی مطابقت وموافقت حق کے ساتھ ہوتی ہے اور تمام انبیاء باہم ایک دوسرے کی رسالت کی شہادت دیتے ہیں، توریت پہلی کتاب تھی جس کے موافق انبیاء حکم دیا کرتے تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسکی تصدیق کی اور خاتم المرسلین سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی بشارت دی۔ آپ کی آمد کی بشارت تمام انبیاء نے، توریت نے اور ساری آسمانی کتابوں نے دی تھی۔ (مظہری) مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ہزار اسمائے مبارکہ ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار اسمائے مبارکہ ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے مظہر اتم ہیں اس لئے آپ کے اسمائے مبارکہ کی تعداد اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ کی تعداد کے برابر ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے ہر ہر اسم کا اظہار آپ کی ذات والا صفات سے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ توریت میں میرا نام احید ہے کیونکہ میں اپنی امت کو جہنم سے بچاؤنگا، زبور میں میرا نام ماحی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ میری برکت سے اپنے بندوں کو بتوں کی آلائش سے پاک فرمائیگا، انجیل میں میرا نام احمد ہے اور قرآن میں میرا نام محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس لئے کہ اہل آسمان اور اہل زمین میں میری تعریف کی گئی ہے۔ (روح البیان) ۲ یعنی اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو لوگوں کو اسلام کی جانب بلائے تو اس دعوت کو قبول کرنے کی بجائے داعی پر جھوٹ اور افترا کا الزام لگادے۔ حقیقت میں داعی اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ "اور اللہ دار السلام کی طرف بلاتا ہے" اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ یعنی اے محبوب! آپ اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دیجئے [گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی داعی الی الاسلام ہیں لیکن مجازی طور پر، حقیقت میں داعی الی السلام اللہ تعالیٰ ہے] وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ: یعنی جس گمراہی میں پڑے ہیں اس سے نکلنے کیلئے اللہ تعالیٰ راہ نہیں دیتا اور راہ نہ دینا انکے ظلم کی وجہ سے ہے۔ (روح البیان)

نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝٨

نور خدایرا بدہنہائے خودو خدای تمام گرداند نور خود و اگرچہ کراہت دارند کافران

اپنے منہ سے اللہ کے نور کو اور اللہ اپنا نور پورا کریگا اگرچہ کافرین ناپسند کریں ۱

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ

اوست آنکہ فرستاد رسول خود را بہدایت و دین راست

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝٩ ع يٰٓاَيُّهَا

تا غالب گرداند بر ہمہ دینہا و اگرچہ کراہت دارند مشرکانرا اے

تا کہ تمام دینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرکین ناپسند کریں ۲ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ

مسلمانان آیا دلالت کنم شما را بر بازرگانی کہ برہاند شما را از

مسلمانو! کیا میں تمہیں نشاندہی کروں ایسی تجارت کی جو تمہیں نجات دلائے

عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝١٠ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ

عذاب سخت بگروید بخدا و پیغمبر او و جہاد کنید

سخت عذاب سے ۳ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور جہاد کرو

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

در راہ خدای بمالہاے خود و تنہاے خود ایں بہتر است شما را

اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانو سے یہ تمہارے لئے بہتر ہے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝١١ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ

اگر ہستید شما میدانید بیامرزد شما را گناہان شما و در آورد شما را

اگر تم سمجھو ۴ تمہارے لئے تمہارے گناہوں کو معاف فرمائیگا اور تمہیں داخل فرمائیگا

۱ آیت میں نور اللہ سے کیا مراد ہے اس میں پانچ اقوال ہیں (۱) اس سے قرآن مراد ہے۔ کافرین اسکا ابطال چاہتے ہیں اور اپنی باتوں سے جھٹلانا چاہتے ہیں۔ یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن زید کا ہے (۲) اس سے اسلام مراد ہے، کافرین اپنے کلام سے اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں۔ یہ قول سدی کا ہے (۳) اس سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں، کافرین چاہتے تھے کہ آپ معاذ اللہ ہلاک ہوجائیں، یہ قول ضحاک ہے (۴) اس سے اللہ تعالیٰ کی حجتیں اور اسکے دلائل مراد ہیں، کافرین ان دلائل کا ابطال چاہتے ہیں اور ان دلائل کو جھٹلانا چاہتے ہیں۔ یہ قول ابن حجر کا ہے (۵) یہ ایک مثال ہے کہ کوئی اگر یہ چاہے کہ سورج کے نور کو منہ سے پھونک کر بجھادے تو یہ محال اور ممتنع ہے۔ یہ ابن عیسیٰ کا قول ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر چالیس روز کیلئے وحی بند ہوگئی تو کعب بن اشرف نے کہا: اے گروہِ یہود! تمہیں مبارک ہو، اللہ تعالیٰ نے نورِ محمد کو بجھادیا ہے [اب ان پر وہ قرآن نہیں اتر رہا ہے] جو ان پر اترا کرتا تھا۔ اب یہ اپنے کام کو پورا نہیں کر پائیں گے۔ یہ کلام سن کر رسول اللہ ﷺ غمزدہ ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور اس کے بعد وحی متصل فرمائی۔ (القرطبی)

۲ جاننا چاہیئے کہ اظہار کے قبیل میں سے یہ ہے کہ آخر زمانہ میں دینِ اسلام کے سوا کوئی دین باقی نہ رہے گا۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جب نزول ہوگا تو روئے زمین پر دین اسلام کے سوا کوئی اور دین باقی نہیں رہیگا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے (القرطبی)

۳ ابن ابوصالح سے روایت ہے کہ جب لوگوں نے کہا کہ کاش ہم کو معلوم ہوتا کہ کونسا عمل افضل ہے اور اللہ تعالیٰ کو پسند ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لیکن انھوں نے جہاد سے گریز کیا تو اس پر آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ نازل ہوئی۔ حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ آیت لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ ایک ایسے شخص کے بارے میں نازل ہوئی جو ڈینگیں مارا کرتا تھا کہ میں نے جنگ میں فلاں فلاں کارنامے انجام دیئے ہیں حالانکہ وہ کرتا کچھ بھی نہ تھا، حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ یہ آیت جنگِ اُحد میں لوگوں کے پیٹھ پھیر کر بھاگ جانے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ جب آیت هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ نازل ہوئی تو مسلمان کہنے لگے کہ اگر ہم کو معلوم ہوتا کہ یہ کونسی تجارت ہے تو ہم اس پر اپنے اموال اور اپنے اہل کو لگادیتے اس پر آیت تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ نازل ہوئی (لباب النقول فی اسباب النزول) حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور واقعہ کچھ اس طرح سے ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ اگر مجھے اجازت ہوتی تو میں خولہ یعنی اپنی بیوی کو طلاق دیدیتا اور میں رہبانیت اپنالیتا اور میں خود کو خصی کروالیتا اور میں گوشت اپنے اوپر حرام کرلیتا اور رات میں کبھی بھی نہ سوتا اور دن میں کبھی افطار نہ کرتا۔ یہ سنکر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک نکاح میری سنت میں سے ہے اور اسلام میں رہبانیت نہیں ہے رہبانیت تو صرف جہاد فی سبیل اللہ ہے اور میری امت کا خصی ہونا روزہ ہے اور جن پاکیزہ چیزوں کو اللہ نے حلال کیا تم اسے حرام نہ کرو اور میری سنت میں سے ہے کہ میں سوتا بھی ہوں اور قیام بھی کرتا ہوں افطار بھی کرتا ہوں اور روزہ بھی رکھتا ہوں پس جو کوئی میری سنت سے منہ پھیرے گا وہ مجھ سے نہیں الخ (القرطبی) ۴ یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اسکی راہ میں جہاد کرو۔ (صفوۃ التفاسیر)

جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً

بوستانها میرود از زیرا آں جوبها و جایها پاکیزه

(ایسے) باغات میں جن کے نیچے نہریں جاری ہونگیں اور پاکیزہ جگہوں میں

فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿١٢﴾ وَاُخْرٰی

در بوستانها با اقامت ایں است رستگاری بزرگ و نعمتی دیگر

ہمیشہ رہنے والے باغات میں' یہ بڑی کامیابی ہے ۱ اور دوسری نعمت

تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿١٣﴾

که دوست دارید آنرا نصرت از جانب خدا است و فتح نزدیک و مژده ده مومنانرا

جسے تم پسند کرتے ہو' (یعنی) اللہ کی جانب سے مدد ہے اور فتح قریب' اور مومنوں کو خوشخبری سناؤ ۲

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِیْسَی

اے مسلمانان باشید یاری دہندگان دین خدای ہمچنانچہ گفت عیسیٰ

اے مسلمانو! اللہ کے دین کے مددگار ہو جاؤ جیسے کہا عیسیٰ

ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَی اللّٰهِ قَالَ

پسر مریم مر حوریانرا کیست یاری دہید بسوے خدای گفتند

ابن مریم نے اپنے حواریوں سے کون مدد کریگا اللہ کی طرف ہو کر' کہا

الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ

حواریان ما یاران دین خدائیم پس گرویدند گروہی از

حواریوں نے ہم اللہ کے دین کی مدد کرینگے پس ایک گروہ نے ایمان لایا

بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ

بنی اسرائیل و نگرویدند گروہی پس قوت دادیم آنانکه

بنی اسرائیل میں سے اور ایک گروہ نے کفر کیا پس ہم نے قوت دی ان لوگوں کو ۳

۱ جاننا چاہیئے کہ یہ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ الخ یہ جواب ہے اس وقت مطلب یہ ہوگا کہ اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاکر اسکی راہ میں جہاد کروگے تو وہ تمہارے گناہوں کو معاف کردیگا۔ (تفسیر کبیر)

۲ جَنّٰتُ عَدْنٍ: عدن کا معنی ہے قیام کرنا' ٹھہرنا' استقرار' بعض روایات میں آیا ہے کہ جنتیں سات ہیں۔ دار الحلال' دار السلام' دار الخلد' جنت عدن' جنت ماویٰ' جنت نعیم اور جنت الفردوس' بعض اقوال میں آیا ہے کہ جنت چار ہیں۔ جن کا ذکر آیاتِ قرآنیہ میں آیا ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ. وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو جنتیں چاندی کی ہیں جن کی عمارتیں اور سارا سامان چاندی کا ہے اور دو جنتیں سونے کی ہیں جن کی عمارتیں اور سارا سامان سونے کا ہیں اور جنت عدن میں رب کی طرف دیکھنے سے مانع صرف عظمتِ الٰہی کی چادر ہوگی جو رب کے چہرہ پر ہوگی۔ بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت عدن چاروں جنت سے الگ کوئی جنت ہے لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ چاروں جنتوں کی صفت ماوٰی بھی ہے' خلد بھی' عدن بھی اور سلام بھی یعنی چاروں جنتوں میں سے ہر جنت کو خلد بھی کہا جاتا ہے' ماویٰ بھی' عدن بھی اور سلام بھی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ چار چیزیں اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنائیں عرش' عدن' قلم اور حضرت آدم علیہ السلام' پھر ہر چیز کو خطاب کر کے فرمایا: ہو جاؤ وہ فوراً ہوگئی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے آیت وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ کے متعلق دریافت کیا گیا' فرمایا موتی کا ایک قصر ہے' قصر کے اندر یاقوت سرخ کے ستر مکان ہیں' ہر مکان کے اندر زمرد سبز کے ستر کمرے ہیں' ہر کمرے میں تخت بچھا ہے ہر تخت پر ستر قسم کے کھانے ہیں' ہر کمرے کے اندر ستر خادم اور خادمائیں مومن کو ہر صبح یہ تمام کھانے ہر کمرے میں ملیں گے۔ (مظہری) ۲ یعنی جلد ملنے والی ایک نعمت اور ہے جسے تم پسند کرتے ہو۔ اس فقرہ میں اس بات پر تعریض ہے کہ تم کو فوری جلد ملنے والی نعمت پسند ہے۔ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ الخ: یعنی اللہ تعالیٰ کے طرف سے قریش کے خلاف مدد اور مکہ کی فتح یا خیبر کی فتح۔ حضرت عطاء کہتے ہیں کہ روم اور فارس کی فتح مراد ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ظاہر یہ ہے کہ عام فتح ونصرت مراد ہے کیونکہ بندے کی کوشش اور جہاد کے ذریعے سے من جانب اللہ ہر فتح ونصرت حاصل ہوتی ہے (مظہری) ۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کے بعد ان کی قوم کے تین فرقے بن گئے۔ ایک فرقہ نے کہا کہ عیسیٰ خدا تھے جو اوپر چلے گئے۔ دوسرے فرقے نے عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا اور کہا کہ ان کے باپ نے ان کو اٹھالیا۔ تیسرے فرقے نے کہا وہ اللہ کے بندے اور رسول تھے۔ ہر فرقہ جدا جدا ہوگیا اور دو فرقے کافر ہوگئے ایک فرقہ مومن رہا۔ اہل ایمان اور اہل کفر کا خوب جدال وقتال ہوا۔ دونوں کافر فرقے اہل ایمان پر غالب آئے اور رسول اللہ ﷺ کی بعثت تک غالب رہے۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد مؤمن فرقہ کو کافروں پر غلبہ حاصل ہوا۔ یہی مراد ہے آیت فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ کا۔ ابراہیم کا بیان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جو لوگ ایمان لائے ان کی دلیل غالب آگئی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہونے کی تصدیق کی۔ واضح رہے کہ بعض لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے بعد بلا تاخیر ایمان لے آئے اور بعض نے انکار کردیا۔ ایمان والوں کی اللہ تعالیٰ نے تائید فرمائی (مظہری)

اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ﴿١٤﴾

گرویدند بر دشمنان ایشاں پس گشتند غلبہ کنندہ

جو ایمان لائے ان کے دشمنوں پر پس وہ سب غلبہ والے ہو گئے

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ جمعہ مدنی ہے، اس میں ١١ آیات اور ٢ رکوع ہیں [١]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ

بپاکی یاد کنید خدایرا آنچہ در آسمانہا و آنچہ در زمین است پادشاہ

اللہ کو پاکی کے ساتھ یاد کرتے ہیں جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے بادشاہ

الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿١﴾ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ

پاک غالب با حکمت اوست آنکہ برانگیخت در امیان

پاک غالب حکمت والا [٢] وہی ہے جس نے امیوں میں مبعوث فرمایا

رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ

فرستادہ از ایشاں میخواند بر ایشاں آیات او و پاک کند ایشانرا و بیاموزد ایشانرا

ان میں سے ایک رسول، تلاوت کرتے ہیں ان پر اسکی آیتیں اور انھیں پاک کرتے ہیں اور انھیں سکھاتے ہیں

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢﴾

کتاب و حکمت و ہر آئنہ بودند پیش ازیں در گمراہی

کتاب اور حکمت، اور بیشک اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے [٣]

[١] اس میں ٧٤٨ حروف اور ١٨٠ کلمات ہیں (غرائب القرآن) یہ سورت بھی دیگر مدنی سورتوں کی طرح احکام پر مشتمل ہے، بالخصوص اس میں نماز جمعہ کی فرضیت کا ذکر ہے، اس کی ابتدا نبی کریم ﷺ کی بعثت سے متعلق ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ آپ اس امت پر کس قدر مہربان ہیں۔ آپ نے عرب کو شرک اور گمراہی کے اندھیروں سے نکالا اور انسان کو انسانیت کے زیور سے آراستہ فرمایا، اس کے بعد یہود سے متعلق کلام ہے یہ لوگ توریت پڑھنے کے باوجود اس کے احکام پر عمل پیرا نہ ہوئے اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کی شریعت سے انحراف کیا، اس کے بعد اسی سورت میں نماز جمعہ کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔ جس میں اہل ایمان کو حکم دیا کہ جمعہ کی اذان ہوتے ہی کاروبار بند کر کے نماز جمعہ کیلئے سعی کریں، اس سورت کا اختتام ان لوگوں کو ڈرانے پر ہے جو نماز کو چھوڑ کر تجارت اور لہو میں مشغول ہوتے ہیں (صفوۃ التفاسیر)

[٢] یعنی انسان ہو یا حیوان، نباتات ہو یا جمادات ہر ایک اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ مضارع کا صیغہ تجدد اور استمرار کا فائدہ دے رہا ہے۔ مطلب یہ ہوا یہ سب دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں (صفوۃ التفاسیر)

[٣] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ امیوں سے یہاں کل عرب مراد ہیں لکھنا جانتے ہوں یا لکھنا نہ جانتے ہوں اس لئے کہ وہ سب اہل کتاب نہیں تھے۔ بعض نے کہا کہ امیوں سے وہ لوگ مراد ہیں جو لکھنا نہ جانتے تھے اور قریش کا حال ایسا ہی تھا۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ امی اسے کہتے ہیں جو پڑھنا جانتا ہو لیکن لکھنا نہ جانتا ہو۔ جبکہ نبی کریم ﷺ اس اعتبار سے امی ہیں کہ آپ نے دنیا میں کسی کی شاگردی اختیار نہیں کی۔ سوال: نبی امی بھیجنے کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب تین طریقے سے دیا گیا ہے (١) انبیائے کرام علیہم السلام نے جو بشارت دی تھی اسکے موافق ہونے کیلئے (٢) مشاکلت یعنی عرب کے حال کو اور آپ کے حال کو قریب کرنے کیلئے (٣) اس لئے تاکہ سوئے ظن دور ہو جائے کہ محمد ﷺ کسی کتاب سے پڑھکر ہمیں ہدایت کی باتیں بتاتے ہیں یا کسی سے دنیا میں سیکھ کر ہمیں بتاتے ہیں (القرطبی) يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ: یعنی امی ہونے کے باوجود ان پر اللہ کی آیتیں تلاوت کرتے ہیں۔ وَيُزَكِّيْهِمْ: یعنی وہ نبی انہیں عقائد و اعمال کے خبائث سے پاک کرتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ مزکی فی الحقیقت اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ یعنی اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے پاک کرتا ہے۔ لیکن انسان کامل جمیع صفات الٰہیہ کا مظہر ہوتا ہے اس لئے اس سے بھی اس صفت کا اظہار ہوتا ہے۔ ہمارے اس دعویٰ کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی ہوتا ہے کہ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ یعنی جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ: جاننا چاہیئے کہ تلاوت کے بعد تزکیہ کا ذکر آیا ہے اس کے بعد کتاب و حکمت کے سیکھنے کا ذکر ہوا، اس میں اشارہ ہے کہ قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت انسان کو پاکیزہ بناتی ہے اور پھر انسان جس قدر اپنے آپ کو پاکیزہ کریگا اسی قدر کتاب و حکمت کے رموزا سے حاصل ہونگے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ خیر و شر میں تمیز سکھاتے ہیں۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ قرآن اور شریعت سکھاتے ہیں۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہاں حکمت سے مراد فقہ ہے، بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ تمہیں قرآن و سنت سکھاتے ہیں۔ (روح البیان)

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ③

بیدا و مبعوث ساخت از ایشاں از اقوام ایشاں و او غالب

اور مبعوث فرمایا ان کے علاوہ دوسرے اقوام کیلئے بھی اور وہی غالب

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ

با حکمت ایں بخشایش خدا ست بدہد او را ہر کرا خواہد و خدای

حکمت والا ہے۔ ؎۱ یہ اللہ کا فضل ہے اسے دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ④ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ

خداوند فضل بزرگست داستان آنانکہ تحمیل کردہ شدند توریت

بڑا صاحب فضل ہے ؎۲ ان لوگوں کی مثال جن پر توریت رکھی گئی

ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ

پس بر نداشتند ہمچو دراز گوشے بردار کتابہا بد است داستان

پھر انھوں نے عمل نہ کیا گدھے کی طرح ہے جو کتابیں اٹھاتا ہے' بری ہے اس قوم کی

الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى

قوم آنانکہ تکذیب کردند بایات خدای و خدا راہ ننماید

مثال جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا' اور اللہ راہ نہیں دکھاتا ہے

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑤ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ

قوم ستمگارانرا بگو اے یہودان اگر

ظلم کرنے والی قوم کو ؎۳ آپ فرما دیجئے اے یہودیو! اگر

زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا

گمانبرید آنکہ شما دوستان مر خدایرا بجز مردمان پس آرزو برند

تم نے گمان کیا کہ تم اور لوگوں کے علاوہ اللہ کے دوست ہو تو آرزو کرو ؎۴

تفسیر اظہار العرفان

؎۱ یعنی اس رسول کو امیوں سے مبعوث کیا اور ان کے علاوہ دوسری اقوام کیلئے بھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورہ جمعہ نازل ہوئی تو ہم لوگ اس وقت نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے۔ جب آپ نے اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ تلاوت فرمائی تو ایک شخص عرض گذار ہوا یا رسول اللہ ﷺ! یہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے اس کے سوال کی جانب توجہ نہ فرمائی یہاں تک کہ وہ شخص ایک یا دو یا تین مرتبہ یہی سوال دہراتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اس وقت ہم میں موجود تھے۔ پس اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت سلمان پر اپنے دست مبارک کو رکھا اور فرمایا کہ اگر علم ثریا کے ساتھ بھی معلق ہوتا تو ان کے لوگ اسے پا لیتے۔ دوسری روایت میں ہے کہ دین اگر ثریا کے ساتھ بھی معلق ہوتا تو اہل فارس کا ایک شخص ضرور وہاں پہنچ جاتا۔ حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ اس سے تابعین مراد ہیں' حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ اہل عرب جس کی جانب حضرت محمد ﷺ کو مبعوث کیا گیا ان کے سوا سب مراد ہیں یعنی غیر عربی۔ ابن زید اور مقاتل بن حیان کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد وہ سب مراد ہونگے جو قیامت تک اسلام میں داخل ہونگے۔ حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے اصلاب میں کچھ مرد اور عورتیں ایسے ہیں جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ (القرطبی)

؎۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عجم کو قریش سے ملانا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے' بعض نے کہا کہ اس سے اسلام مراد ہے یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جسے چاہتا ہے اسلام عطا فرماتا ہے۔ یہ قول کلبی کا ہے۔ بعض نے کہا کہ وحی اور نبوت مراد ہے یہ قول مقاتل کا ہے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ وہ مال طاعت میں خرچ کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ جسے توفیق عطا کرتا ہے وہی اپنے مال کو طاعت میں خرچ کرتا ہے۔ یہ ابو صالح کے قول کا مطلب ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فقرائے مہاجرین رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض گذار ہوئے کہ اہل ثروت بلند درجے (یعنی) نعیم مقیم پر فائز ہوئے۔ آپ نے فرمایا وہ کیسے؟ فقرائے مہاجرین عرضگذار ہوئے جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں وہ بھی نماز پڑھتے ہیں اور جس طرح ہم روزہ رکھتے ہیں وہ بھی روزہ رکھتے ہیں' وہ صدقہ دیتے ہیں لیکن ہم صدقہ نہیں دیتے' وہ غلام آزاد کرتے ہیں ہم نہیں کرتے ہیں۔ یہ سنکر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتادوں جس سے تم انہیں پا لوگے جو تم سے پہلے سبقت لے گئے یا جو تمہارے بعد سبقت لے جانا چاہیں اور تم سے کوئی ایک افضل نہیں ہو سکتا مگر وہ جو تمہاری طرح عمل کرے۔ فقرائے مہاجرین نے عرض کیا کیوں نہیں یعنی ضرور بتایئے۔ آپ نے فرمایا ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ' ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ کہہ لیا کرو۔ (القرطبی) ؎۳ یہود نے توریت کے حکم پر عمل کو چھوڑ دیا تھا اور حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان یہود کی مثال دی۔ یحییٰ بن یمان کہتے ہیں کہ یہود میں سے ایک شخص کلام لکھتا تھا لیکن اس کلام کو سمجھتا تھا نہ اس پر غور و فکر کرتا تھا (القرطبی) ؎۴ یعنی جس طرح تم دعوی کرتے ہو کہ تم اللہ کے دوست اور اسکے محبوب بندے ہو تو ایسا کرو کہ موت کی تمنا کرو تا کہ آخرت میں جو عزت والا گھر تیار ہے جلد پہنچ سکو۔ اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو' یہود کہا کرتے تھے کہ آخرت کا گھر خالص ہمارے لئے ہے اور ہم ہی جنت میں جائیں گے (صفوۃ التفاسیر)

الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًاۢ بِمَا

مرگ را اگر ہستید راستگویان و تمنا نکند مرگ را ہر گز بسبب آنچہ

موت کی اگر تم سچ کہنے والے ہو۔ اور کبھی موت کی تمنا نہیں کرینگے اس سبب جو

قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۞ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ

پیش فرستادہ است دستہاے ایشاں و خدای دانا ست بستمگاران بگو ہر آئنہ مرگ

ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ ظالموں کو جانتا ہے ۱ آپ فرما دیجئے بیشک موت

الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ

کہ شما میگریزید از و پس ہر آئنہ او ملاقات دہد شما را باز گردانیدہ شوید بسوے

جس سے تم بھاگتے ہو پس بیشک وہ ضرور تم کو ملے گی پھر لوٹائے جاؤ گے

اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۞ يٰٓاَيُّهَا

دانائے پوشیدہ و آشکارا پس خبر دہد شما را بآنچہ بودید میکردید

پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے کی طرف پھر وہ تمہیں خبر دیگا جو تم کرتے تھے ۲

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ

اے مسلمانان چوں ندا دادہ شوید برائے نماز از روز

اے مسلمانو! جب نماز کے لئے اذان دے دی جائے جمعہ کے

الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ

جمعہ پس بشتابید بسوے یاد کردن خدای و بگذارید بیع ایں

روز تو اللہ کی یاد کیلئے جلدی کرو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۞ فَاِذَا قُضِيَتِ

بہتر است مر شما را اگر ہستید شما میدانید پس چوں گذاردہ شود

تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو ۳ پس جب ادا ہو جائے

تفسیر اظہار العرفان

۱ اللہ تعالٰی نے اس آیت میں ان کے کذب کو مزید واضح کیا کہ وہ کسی بھی حال میں موت کی تمنا نہیں کریں گے اس لئے کہ انہیں معلوم ہے کہ انکے ہاتھوں نے کما کر کیا آگے بھیجا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر وہ لوگ موت کی تمنا کر لیتے تو روئے زمین پر کوئی یہودی ایسا نہ ہوتا مگر اس پر موت آجاتی۔ علامہ آلوسی کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے موت کی تمنا اس لئے نہیں کی کہ انہیں نبی کریم ﷺ کی صداقت پر یقین تھا۔ اس لئے جانتے تھے کہ اگر وہ موت کی تمنا کریں گے تو اسی وقت مر جائیں گے یہ بھی رسول اللہ ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے (صفوۃ التفاسیر)

۲ یعنی اے محمد ﷺ! آپ ان لوگوں سے فرما دیجئے کہ تم موت کی تمنا نہ کر کے موت سے راہ فرار اختیار نہیں کر سکتے ہو' موت تو بہر حال آکر ہی رہے گی (صفوۃ التفاسیر)

۳ جمعہ کو جمعہ کہنے کی کیا وجہ ہے علماء نے مختلف توجیہات کی ہیں اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ دور جاہلیت میں یعنی دور اسلامی سے پہلے جمعہ کو عروبہ کہتے تھے یعنی عظمت والا کھلا ہوا دن۔ سب سے پہلے اس دن کا نام کعب بن لؤی نے رکھا' کعب نے ہی عربی خطبہ میں سب سے پہلے اما بعد کا لفظ استعمال کیا اس روز قریش کعب کے پاس جمع ہوتے تھے کعب ان کو خطاب کرتا اور رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر دیتا اور آپ کی پیدائش سے آگاہ کرتا تھا اور حکم دیتا تھا کہ جب پیدا ہو جائیں تو ان پر ایمان لانا اور انکی پیروی کرنا۔ [واضح رہے کہ کعب کی وفات اور بعثتِ نبوی کے درمیان ٥٦٠ برس کا عرصہ ہے] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے اس لئے اس دن کا نام یوم الجمعہ ہوا۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ اس روز تخلیقِ آدم کے مادہ تخلیق کو جمع کیا گیا اس لئے یہ یوم الجمعہ ہو گیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم کو علم ہے کہ یوم الجمعہ کیا ہے [اسکی وجہ تسمیہ اور حقیقت کیا ہے] میں نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسول ہی جانے۔ آپ نے یہ بات تین بار فرمائی تیسری مرتبہ میں فرمایا: یہی وہ دن ہے جس میں تمہارے باپ کے تخلیقی مادہ کو جمع کیا گیا۔ مروی ہے کہ انصار اسعد بن زرارہ کے پاس جمع ہوتے تھے اور یوم الجمعہ کو یوم عروبہ کہتے تھے اسعد بن زرارہ ان کو نماز پڑھاتے اور نصیحت کرتے تھے اس وجہ سے انصار نے اس دن کا نام یوم الجمعہ رکھ دیا۔ یہ قصہ رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے کا ہے۔ محمد بن سیرین کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے اور جمعہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے ہی اہل مدینہ نے جمعہ پڑھا تھا۔ انصار نے کہا کہ یہودیوں کا ہر سات دن میں ایک دن ہے جس میں وہ جمع ہوتے ہیں اور عیسائی بھی ہر ہفتے میں ایک مقرر دن جمع ہوتے ہیں لہذا ہم کو بھی ایک دن مقرر کر لینا چاہیئے جس میں ہم جمع ہو کر نماز پڑھیں اللہ کی یاد کریں اور شکر ادا کریں۔ حسب مشورہ انصار نے یوم العروبہ مقرر کر دیا اور حضرت اسعد بن زرارہ کے پاس جمع ہوئے اور آپ نے ان کو نماز پڑھائی اور اس کے بعد اللہ تعالٰی نے آیت اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ الخ نازل فرمائی۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ جب جمعہ کی اذان سنتے تو اسعد بن زرارہ کیلئے دعائے رحمت کرتے تھے۔ عبد الرحمٰن بن کعب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت کعب سے پوچھا کہ آپ حضرات اس زمانے میں کتنے تھے۔ فرمایا چالیس۔ خلاصۂ کلام یہ کہ شاید اسی وجہ سے مدینہ طیبہ میں پہنچتے ہی رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو جمعہ کی نماز پڑھائی۔ (مظہری)

الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ

نماز پس پراگندہ شوید در زمین و بجوئید از فضل خدای

نماز تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿١٠﴾ وَاِذَا رَاَوْا

و یاد کنید خدارا بسیار شاید کہ شما رستگار شوید و چوں بہ بینند

اور کثرت سے اللہ کو یاد کرو شاید کہ تم کامیاب ہو جاؤ ۱؎ اور جب انھوں نے

تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا ِۨ انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا

بازرگانی یا بازی پراگندہ شوند بداں و بگذارند ترا ایستادہ بگو آنچہ

کوئی تجارت اور کھیل دیکھا تو اسکی جانب پھیل گئے اور تمہیں کھڑا چھوڑ گئے' آپ فرما دیجئے جو

عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿١١﴾

نزدیک خدا ست بہتر است از بازی و از تجارت و خدای بہتر روزی دہندگان

اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے کھیل اور تجارت سے اور اللہ بہتر رزق عطا فرمانے والا ہے ۲؎

سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ منافقون مدنی ہے' اس میں ۱۱ آیات اور ۲ رکوع ہیں ۳؎

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ

چوں بیایند ترا منافقان گویند گواہی دہیم ہر آئینہ تو فرستادۂ خدا

جب منافقین آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں

۱؎ یعنی جب جمعہ کی اذان ہو چکے تو زمین پر پھیل جاؤ۔ نماز کے بعد پھیل جانے کا حکم [وجوبی نہیں ہے بلکہ] اباحت کیلئے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نماز کی وجہ سے جس کاروبار سے تم کو منع کر دیا گیا تھا نماز کے بعد تم کو اسکی اجازت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسکی تشریح میں فرمایا: اگر چاہو تو بیٹھے رہو اور مسجد سے باہر جانا چاہتے ہو تو چلے جاؤ اور اگر دل چاہے تو عصر کی نماز پڑھکر جاؤ۔ بعض اہل علم نے کہا کہ زمین پر پھیل جانے سے مراد دنیا کمانے کیلئے پھیلنا نہیں ہے بیمار کی عیادت' کسی جنازے کی شرکت اور لوجہ اللہ دوست کی ملاقات کیلئے جانا مراد ہے۔ حضرت مکحول کہتے ہیں کہ فضل اللہ سے مراد [رزق نہیں ہے بلکہ] طلب علم ہے' ان تمام تفسیری اقوال پر امر استحباب کیلئے ہوگا۔ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا: یعنی تمام حالات میں اللہ کی یاد کیا کرو' ذکرِ خدا کو نماز ہی پر منحصر نہ کر دو۔ حضرت عصمہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے نزدیک محبوب ترین عمل سُبْحَانَهٗ یعنی سُبْحَانَ اللّٰهِ پڑھنا ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ قابلِ عمل تعزیر تحریف ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! سبحانہ سے کیا مراد ہے' فرمایا: لوگ آپس میں باتیں کرتے ہوتے ہیں اور ایک آدمی تسبیح پڑھتا ہوتا ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! تحریف کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: لوگ اچھی حالت میں ہوتے ہیں لیکن جب ان کا ہمسایہ یا ساتھی کچھ مانگتا ہے تو کہتے ہیں ہم تو خود بری حالت میں ہیں۔ (مظہری)

۲؎ شیخین نے حضرت جابر ﷜ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز خطبہ فرما رہے تھے کہ ایک تجاری قافلہ آ گیا لوگ اٹھ کر اس قافلے کی طرف چلے گئے یہاں تک کہ آپ کے پاس صرف بارہ آدمی رہ گئے' اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ابن جریر نے حضرت جابر ﷜ سے روایت کی ہے کہ جب لونڈیوں کا نکاح ہوتا تو لوگ ڈھول باجوں کے ساتھ گذرتے اور لوگ رسول اللہ ﷺ کو کھڑے چھوڑ کر اسی طرف لپک پڑتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ گویا یہ آیت بیک وقت دو امور کیلئے نازل ہوئی (لباب النقول فی اسباب النزول) کہا جاتا ہے کہ یہ تجارتی قافلہ عین جمعہ کے وقت آیا اور منادی کے طور پر ڈھول تاشے بجائے گئے تا کہ لوگوں کو قافلے کی آمد کا علم ہو جائے۔ جب لوگوں نے یہ ندا سنی تو رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں کھڑے چھوڑ کر جنت البقیع کو دوڑ گئے جہاں مال تجارت اترا ہوا تھا۔ یہ قصہ اپنی جگہ پر درست ہوگا لیکن تجاری مال کے منادی کے طور پر بجائے جانے والے ساز لہو کے ذیل میں نہیں آ سکتے۔ اس لئے اس سے مراد کسی کھیل تماشے میں لونڈیوں کے نکاح پر بجائے جانے والے مزامیر وغیرہ ہی ہو سکتے ہیں۔ ابن منذر نے حضرت جابر ﷜ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت بیک وقت لونڈیوں کے نکاح اور قافلہ کے آنے' دونوں امور کے بارے میں نازل ہوئی (حاشیہ لباب النقول) ۳؎ اس میں ۷۷۶ حروف اور ۱۸۰ کلمات ہیں (غرائب القرآن) اس سورت کی بھی شان دیگر مدنی سورتوں کی طرح ہے' اس میں تشریعات اور احکام کا علاج ہے' اس میں زیادہ تر منافقین پر کلام ہے' منافقین کے برے اخلاق اور صفاتِ ذمیمہ کا بیان ہے' اس سورت کے اختتام پر اہل ایمان کو ڈرایا گیا ہے کہ وہ دنیا کی زینت اور لہو ولعب میں اللہ تعالیٰ کی طاعت کو چھوڑ کر مشغول نہ ہو جائیں اگر ایسا ہوا تو یہ سراسر نقصان کا سودا ہوگا' اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کرنے کا حکم دیا گیا قبل اس کے کہ تم میں سے کسی ایک کے پاس موت آ پہنچے۔ (صفوۃ التفاسیر)

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ

و خدای میداند ہر آئنہ تو فرستادۂ او و خدای گواہی دہد ہر آئنہ

اور اللہ جانتا ہے بیشک آپ اسکے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے بیشک

الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ ① اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا

منافقان دروغگو یان فرا گرفتند سوگندہاے خود را سپرے پس باز داشتند

منافقین جھوٹ کہنے والے ہیں ۱؎ انھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنایا اور روکا

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ② ذٰلِكَ

از راہ خدای ایشاں بد است آنچہ بودند میکردند ایں

اللہ کی راہ سے، وہ سب جو کر رہے ہیں وہ بہت ہی برا ہے ۲؎ یہ

بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ③

بسبب آنست ایشاں گرویدند پس مہرنہاد بر دلہاے ایشاں پس ایشاں

اس سبب ہے کہ وہ سب ایمان لائے پھر کفر کیا پس ان کے دلوں پر مُہر لگا دی گئی اور وہ سب

وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا

نمیدانند و چوں بینی ایشانرا بشگفت آرد ترا جسمہاے ایشاں و اگر گویند

جانتے نہیں ہیں ۳؎ اور جب تو انہیں دیکھے تو ان کے جسم تجھے تعجب میں ڈالے اور اگر کلام کریں

تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ

گوش کنی مر سخنان ایشانرا گویا کہ ایشاں چوبہاے خشک شدہ می پندارند

تو انکی بات دھیان سے سنے گویا کہ وہ سب خشک لکڑی ہیں، گمان کرتے ہیں ہر

صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۫ اَنّٰى

فریاد بر آمد بر ایشاں دشمنانند پس حذر کن از ایشاں ہلاک کند ایشانرا خدا چگونہ

فریاد ان پر آتی ہے، وہ سب دشمن ہیں اس لئے ان سے بچو، اللہ انہیں ہلاک کرے، کہاں ۴؎

۱؎ بخاری وغیرہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جس میں حضرت زید کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن ابی کو اپنے آدمیوں سے یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں پر خرچ کرنا بند کر دو یہاں تک کہ چلتے بنیں۔ جب ہم مدینہ واپس پہنچ جائیں تو جو عزت والا ہے ذلیل کو وہاں سے نکال باہر کرے۔ میں نے اسکا ذکر اپنے چچا سے کیا انھوں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کے کانوں میں ڈال دی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا کر پوچھا تو میں نے اسکی تصدیق کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی اور اسکے ساتھیوں کو بلا بھیجا اور پوچھا تو وہ مکر گئے اور قسمیں کھا کھا کر کہنے لگے کہ ہم نے تو یہ بات نہیں کی۔ اس پر آپ ﷺ نے مجھے جھٹلایا اور ان کو سچا ٹھہرایا۔ حضرت زید کہتے ہیں میں ایسا دل گرفتہ ہوا کہ آج تک ایسا کبھی نہ ہوا تھا اور غم و افسوس کر کے گھر میں بیٹھ گیا۔ میرے چچا نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تو اس میں اپنی ذلت و رسوائی سمجھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تیری تکذیب کی ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت سنائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق فرما دی ہے۔ یہ حدیث حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے کئی طریقوں سے مروی ہے۔ ان میں سے بعض میں ہے کہ یہ قصہ تبوک کے دوران کا ہے اور یہ کہ اس سورت کا نزول رات کے وقت ہوا۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) جاننا چاہیئے کہ یہ واقعہ غزوۂ بنی مصطلق کے دوران کا ہے جو اس وقت پیش آیا جب غزوہ سے فارغ ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام جہجاہ بن مسعود غفاری اور بنی خزرج کے ایک حلیف سنان بن وبر یا سنان بن تمیم جہنی کے درمیان جانوروں کو پانی پلانے کے دوران جھگڑا ہو گیا تھا۔ عبداللہ بن ابی غزوہ پر نہ خود گیا تھا اور نہ اپنے ساتھیوں کو بھیجا تھا (حاشیہ لباب النقول) حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے منافق کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: منافق وہ ہے جو اپنے آپ کو اسلام سے متصف کرے لیکن کام اس کے خلاف کرے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے کی نسبت آج ان کا شر بہت زیادہ ہے اس لئے کہ اس زمانے میں یہ اپنے آپ کو چھپاتے تھے لیکن آج یہ اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: منافق کی تین علامتیں ہیں جب بات کہے گا تو جھوٹ کہے گا جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کریگا اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کریگا۔ ایک دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ کہ مؤمن وہ ہے کہ جب بات کرے تو سچ کہے اور جب وعدہ کرے تو اسے پورا کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت نہ کرے (القرطبی) ۲؎ حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ منافقین قسمیں کھاتے تھے کہ وہ مسلمان ہیں۔ فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ: یعنی جہاد اور محمد ﷺ پر ایمان لانے سے روکتے تھے (صفوۃ التفاسیر) ۳؎ یعنی منافقین جھوٹی قسمیں اس لئے کھاتے ہیں اور اللہ کے راستے سے اس لئے روکتے ہیں کہ انھوں نے صرف زبان سے اسلام کو قبول کیا ان کا دل ابھی بھی انکار کرتا ہے (صفوۃ التفاسیر) ۴؎ یعنی عبداللہ ابی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی قد آور خوبصورت جسم اور فصیح اللسان تھا جب یہ کلام کرتا تھا تو رسول اللہ ﷺ بغور اس کے کلام کو سنتے تھے۔ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ: ان کے دل چونکہ رعب زدہ ہیں اس لئے ہر پکار اور اونچی آواز کو اپنے اوپر ٹوٹ پڑنے والی خیال کرتے تھے۔ هُمُ الْعَدُوُّ: یعنی یہ منافقین پکے دشمن ہیں۔ (القرطبی)

يُؤْفَكُوْنَ ④ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ

گردانیده شوند و چوں گفته شود ایشانرا بیائید تا آمرزش طلبند برای شما فرستادهٔ خدای

پھرتے ہیں۔ اور جب ان سے کہا جائے آؤ تا کہ اللہ کے رسول تمہارے لئے مغفرت طلب کریں

اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ⑤

بہ پیچند سرہای خود را و بینی ایشانرا اعراض کنند و ایشاں گردنکشانند

تو اپنے سروں کو گھماتے ہیں اور تم انھیں دیکھو کہ منہ پھیرتے ہیں اور وہ سب تکبر کرتے ہیں [1]

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ لَنْ

برابر است بر ایشاں آمرزش خواہی برای ایشاں یا آمرزش نخواہی برای ایشاں

برابر ہے ان پر کہ ان کیلئے معافی چاہو یا ان کیلئے معافی نہ چاہو

يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ⑥

ہرگز نیامرزد خدای ایشانرا ہر آئنہ خدای راہ نماید قوم تباہکاران را

ہرگز اللہ انہیں معاف نہیں فرمائیگا بیشک اللہ فسق کرنے والے لوگوں کو راہ نہیں دکھاتا ہے [2]

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ

ایشاں آنانند میگویند نفقه مکنید بر کسانیکه نزدیک پیغمبر

یہ لوگ وہی ہیں جو کہتے ہیں خرچ نہ کرو ان لوگوں پر جو اللہ کے رسول کے قریب

اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ۭ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

خدایند تا پریشان شوند و مر خدایراست خزینہای آسمانہا و زمین و

ہیں یہاں تک کہ پریشان ہو جائیں اور اللہ کیلیے ہیں آسمانوں اور زمین کے خزانے

وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ⑦ يَقُوْلُوْنَ لَىِٕنْ رَّجَعْنَآ

لیکن منافقان نمی فہمند میگویند اگر باز گردیم

لیکن منافقین سمجھتے نہیں ہیں [3] کہتے ہیں اگر ہم لوٹیں

تفسیر اظہار العرفان

[1] جب قرآن کریم نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے نفاق کو ظاہر کر دیا تو عبداللہ بن ابی سے کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر اپنے ساتھیوں سمیت نفاق سے توبہ کرو اور مغفرت طلب کرو۔ یہ سن کر وہ استہزاء اور انکار کے انداز میں اپنے سر کو جھٹکا دینے لگا۔ (القرطبی)

[2] مروی ہے کہ جب سورہ توبہ کی آیت نمبر ٨٠ نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں ستر سے بھی زیادہ مرتبہ دعا مانگوں گا۔ اس پر اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب آیت بَرَاءَةٌ نازل ہوئی تو نبی ﷺ نے فرمایا' اور میں سن رہا تھا کہ مجھے اس کے بارے میں رخصت دی گئی ہے۔ خدا کی قسم! میں ستر سے بھی زیادہ دفعہ مغفرت کی دعا مانگوں گا شاید کہ اللہ تعالٰی اسے معاف فرما دے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (لباب النقول فی اسباب النزول) بعض محققین کی رائے میں نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد غلبہ رحمت کی بناء پر تھا ورنہ نبی کریم ﷺ بخوبی جانتے تھے۔ یہاں پر ستر کا عدد مقصود نہیں بلکہ کثرتِ استغفار مقصود ہے۔ (حاشیہ لباب النقول)

[3] یعنی فقرائے مہاجرین پر اپنے اموال خرچ نہ کرو' تا کہ یہ لوگ غربت سے تنگ ہو کر ان کے پاس سے منتشر ہو جائیں۔ وَلِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ: یہ منافقین کے قول کے رد میں ہے کہ انھوں نے یہ گمان کر لیا تھا کہ اگر ان فقرائے مہاجرین پر خرچ بند کر دینگے تو یہ سب رسول اللہ ﷺ کے گرد سے اٹھ کھڑے ہونگے' انہیں بتایا جا رہا ہے کہ رزق کے خزانے تو اللہ تعالٰی کے دست قدرت میں ہیں وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے روک لیتا ہے۔ ان خزانوں میں بارش اور پودے وغیرہ ہیں۔ علامہ راغب اس کا یہ مفہوم بتاتے ہیں کہ یہ اللہ تعالٰی کی قدرت و اختیار میں ہے جب جس چیز کو پیدا کرنا چاہے اسے پیدا کر دے لیکن منافقین کو اس کا شعور نہیں ہے۔ مروی ہے کہ ایک شخص نے حاتم اصم سے پوچھا کہ آپ کہاں سے کھاتے ہیں؟ [چونکہ آپ ہمہ وقت ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوتے تھے اس لئے اس شخص کو تعجب ہوا تھا اور اس نے سوال کیا] آپ نے فرمایا: اپنے رب کے خزانے سے۔ اس شخص نے کہا کہ آسمان سے آپ پر روٹی گرائی جاتی ہے۔ آپ نے جواب دیا اگر زمین پر روٹی نہ ہوتی تو آسمان سے ضرور میرے لئے روٹی آتی۔ اللہ تعالٰی نے زمین میں خزانوں کے اسباب پیدا کئے اور اس میں اپنے خزانوں کے دروازے کھولے۔ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالٰی اپنے خزانے سے اپنے بندوں تک رزق پہنچا رہا ہے خواہ اسکا بندہ مؤمن ہو یا کافر۔ اگر مؤمن بندہ ہوگا تو وہ حلال طیب رزق کو اپنے لئے پسند کریگا اور اپنے آپ کو حرام خبیث رزق سے بچائے گا۔ یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اللہ تعالٰی اپنے اولیاء کو فقر میں مبتلا کر کے انہیں آزماتا ہے اسکا مطلب یہ نہیں کہ اللہ تعالٰی انہیں رزق عطا نہیں فرما سکتا ہے۔ اسی بناء پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فقرائے مہاجرین قیامت کے روز اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ ان فقراء کیلئے دعائے خیر فرماتے تھے۔ بایں سبب یہ کہا جا سکتا ہے کہ اغنیاء کو وجودِ رزاق سے خاص کیا تو فقراء کو شہودِ رزاق سے خاص فرمایا اور یہ اس سے بہتر ہے۔ حضرت جنید بغدادی کہتے ہیں کہ اللہ کے خزانے آسمان میں غیوب ہیں اور اس کے خزانے زمین میں قلوب ہیں۔ (روح البیان)

اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ

بسوے مدینہ تا بیروں کند عزیز ازاں خوار تر و مر خدا راست عزت

مدینے کی طرف تو ضرور نکال دینگے اس کے عزت والے ذلیل کو' اور اللہ ہی کیلئے عزت ہے

وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٨

و مر فرستادۂ او را و مر مؤمنانرا و لیکن منافقان نمی دانند

اور اس کے رسول کیلئے اور مؤمنوں کیلئے لیکن منافقین جانتے نہیں ہیں ۱

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ

اے مسلمانان مشغول نگرداند شما را مالہائے شما و نہ فرزندان شما

اے مسلمانو! تمہیں غافل نہ کرے تمہارے اموال اور نہ تمہارے فرزند

عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ

از ذکر خدای و ہر کہ بکند این پس آنگروہ

اللہ کی یاد سے' اور جو ایسا کرے تو وہی گروہ

هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝٩ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ

ایشانند زیانکاران و نفقہ کنید ازانچہ روزی دادیم شما را پیش

نقصان والے ہیں ۲ اور خرچ کرو اس سے جو روزی ہم نے تمہیں دی قبل

قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ

ازانکہ بیاید یکے از شما مرگ پس گوید اے پروردگار من چرا باز پس بیفگنی

اس کے کہ تم میں سے کسی ایک کے پاس موت آئے پھر وہ کہے اے میرے رب! کیوں نہ تو نے مجھے مہلت دی

اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝١٠

تا وقتی نزدیک پس تصدیق کنم و باشم از نیکوکاران

تھوڑے سے وقت کی پس میں صدقہ کرتا اور نیکوکاروں میں سے ہوتا ۳

تفسیر اظہار العرفان

۱ اس کا قائل عبداللہ بن ابی ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ جملہ کہنے کے بعد جب مدینہ منورہ واپس آیا تو چند ہی دنوں میں اسکا انتقال ہوگیا[گویا کہ وہ اہل ایمان کو مدینہ سے نکالنے کی بات کر رہا تھا مدینہ پہنچنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے ہی نکال دیا اور ہمیشہ کیلئے نکال دیا] رسول اللہ ﷺ نے اس کیلئے مغفرت کی دعا فرمائی اور اسے اپنی قمیض پہنائی تو یہ آیت نازل ہوئی لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ: یعنی اللہ انہیں ہرگز معاف نہیں فرمائیگا۔ مروی ہے کہ عبداللہ بن ابی کا بیٹا عبداللہ جو کہ مسلمان تھے۔ اس نے اپنے باپ سے کہا کہ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' تو مدینہ میں اس وقت تک داخل نہیں ہوگا جب تک یہ نہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ اعز ہیں اور میں اذل' چنانچہ عبداللہ بن ابی نے یہ جملہ کہا۔ دراصل بات یہ تھی کہ ان لوگوں کو یہ وہم ہوا تھا کہ کثرتِ اموال اور کثرتِ پیروکار باعث عزت ہیں اللہ تعالیٰ نے ان پر خوب واضح کیا کہ عزت' منفعت اور قوت سب اللہ کیلئے ہے۔ (القرطبی)

۲ اس آیت میں اللہ تعالیٰ مؤمنین کو ڈرا رہا ہے کہ وہ منافقین کی عادت و اطوار کو نہ اپنائیں۔ فرمایا اے مؤمنو! تمہارے اموال تمہیں اس طرح مشغول نہ کر دیں جس طرح منافقین کے اموال نے انہیں مشغول کیا تھا۔ یہاں تک کہ انھوں نے کہہ دیا کہ ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ ﷺ کے قریب رہتے ہیں۔ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ: یعنی حج اور زکوۃ سے غافل نہ کر دیں' حضرت حسن کہتے ہیں کہ جمیع فرائض مراد ہیں گویا کہ کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی طاعت سے تمہیں غافل نہ کر دیں' یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ خطاب منافقین سے ہے مطلب یہ ہے کہ اے وہ لوگ جو صرف زبان سے ایمان لائے۔ اپنے دل سے ایمان لاؤ۔ (القرطبی)

۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ انفاق سے مراد ہے ادائے زکوۃ۔ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ: موت آنے سے مراد ہے علاماتِ موت کا سامنے آجانا اور نشاناتِ موت دکھائی دینا اور ایسی حالت میں خیرات کی وصیت کرنا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے دریافت کیا' یارسول اللہ ﷺ کون سی خیرات سب سے بہتر ہے۔ فرمایا: ایسی حالت میں خیرات کرنا افضل ہے جب کہ تم تندرست ہو' مال کی محبت رکھتے ہو' تم کو مفلسی ہو جانے کا اندیشہ ہو اور مالداری کے خواہش مند ہو اور اتنی تاخیر نہ کرتے چلے جاؤ کہ جان حلق میں آپہنچے۔ اور اس وقت تم کہو اتنا فلاں کو دیدو' وہ تو اسکا وارث ہی ہو چکا ہے[تم دو یا نہ دو اسکو مل ہی جائیگا] فَيَقُوْلَ: یعنی جب زندگی میں صدقہ خیرات نہ کیا ہوگا تو مرنے کے بعد حسرت سے کہے گا: اے رب! کاش دنیا میں تو مجھے تھوڑی مدتِ زندگی اور دے دیتا۔ اَلصّٰلِحِيْنَ: حضرت مقاتل اور اہل تفسیر کی ایک جماعت کا قول ہے کہ اس سے مؤمنین مراد ہیں۔ ان حضرات کے نزدیک اس آیت کا نزول منافقوں کے حق میں ہوا' بعض اہل تفسیر کے نزدیک مسلمانوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور صلاح سے مراد ہے ادائے واجب اور ترکِ ممنوع۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس شخص کے پاس مال ہو اور اس نے زکوۃ ادا نہ کی ہو' یا حج کی طاقت رکھتا ہو اور حج نہ کیا ہو اور اسی حالت میں وہ مرنے لگے تو مرنے کے وقت وہ لوٹنے کی درخواست کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نیک لوگوں میں سے ہو جاتا اور حج کر لیتا پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ (مظہری)

وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑪

و باز پس بیفگند خدای نفسی چوں بیاید اجل آں و خدای دانا ست بآنچہ میکنید

اور اللہ کسی جان کو مہلت نہ دیگا جب اسکی اجل آ جائے اور اللہ جاننے والا ہے جو تم کرتے ہو ا

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ تغابن مکی ہے اس میں ۱۸ آیات اور ۲ رکوع ہیں ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۫ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ① هُوَ الَّذِيْ

تنزیہہ کند مر خدایرا آنچہ در آسمانہا و آنچہ در زمین است او را ست پادشاہی و مر او را ست حمد و او بر ہمہ چیز توانا ست اوست آنکہ

پاکی بیان کرتے ہیں اللہ کیلئے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے بادشاہی اسی کیلئے ہے اور حمد اسی کیلئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۳ وہی ہے جس نے

خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ② خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ

بیافرید شما را پس از شما کافر وبعضی از شما مؤمن و خدای بآنچہ میکنید بینا ست بیافرید آسمانہا و زمین براستی و صورت داد شما را

تمہیں پیدا کیا پس تم میں سے بعض کافر ہوئے اور بعض مؤمن، اور اللہ جو تم کر رہے ہو دیکھنے والا ہے ۴ آسمانوں اور زمین کو حق کیساتھ پیدا کیا اور تمہیں صورت دی

ا یعنی اللہ تعالیٰ اسکو مہلت ہرگز نہیں دیگا خواہ وہ کیسی ہی تمنا کرے (مظہری)

۲ سورہ تغابن مکی ہے سوائے يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ سے تین آیات تک۔ اس میں ۱۰۷۰ حروف ہیں (غرائب القرآن) اکثر مفسرین کے قول کے مطابق یہ سورہ مدنی ہے، حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ یہ سورت مکی ہے، حضرت کلبی کہتے ہیں کہ مکی اور مدنی دونوں ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی سوائے تین آیات کے، جو مدینہ منورہ میں عوف بن مالک اشجعی کے بارے میں نازل ہوئیں۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے اہل اور اولاد کی جفا کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ سے آخر سورت تک نازل فرمائی۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا مگر اسکے سر کے جال میں سورہ تغابن کے شروع کی پانچ آیتیں لکھی ہوتی ہیں (القرطبی) اس سورت کی ابتدا اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کی عظمت اور اسکی قدرت کے آثار سے ہے، پھر اس کا موضوع انسان ہے، اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں قرونِ ماضیہ کی مثالیں دی ہیں اور ان امتوں کا حال بھی بتایا ہے جنہوں نے اپنے رسولوں کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ کے عذاب نے آپکڑا، اس میں یہ بیان بھی ہے کہ بعث یعنی مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا جانا حق ہے۔ مشرکین اسکا انکار کریں یا اقرار کریں، پھر اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت کی دعوت دی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی دعوت سے منہ موڑنے پر ڈرایا گیا ہے، اس سورت کا اختتام اس پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنا چاہیئے اور بخل سے بچنا چاہیئے (صفوة التفاسیر) ۳ یعنی آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوقات دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ صیغہ مضارع تجدد اور استمرار کا فائدہ دے رہا ہے۔ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ: یعنی کامل بادشاہت اور مخلوق میں تصرف تام اسی کو حاصل ہے اس لئے وہی تنہا مستحق عبادت ہے، تمام نعمتوں کا صدور اسی کی جانب سے ہے۔ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ: یعنی وہ ہر شے پر قادر ہے، غنا وہی عطا فرماتا ہے اور فقر بھی اسی کی جانب سے ہے، عزت وہی دیتا ہے اور ذلت بھی اسی کی جانب سے ہے، اسکی شان تو یہ ہے کہ جب وہ کسی شے کا ارادہ فرماتا ہے تو کہتا ہے ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔ یہ ساری باتیں اس جانب اشارہ کر رہی ہیں کہ ملک اور حمد سب اس کیلئے ہے (صفوة التفاسیر) ۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو مؤمن اور کافر پیدا فرمایا اور قیامت کے روز بھی انہیں مؤمن اور کافر ہی لوٹائے گا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شام ہم سے خطاب فرمایا اور ان چیزوں کا ذکر فرمایا جو ہونے والی ہیں آپ نے فرمایا: لوگوں کی پیدائش مختلف طبقوں پر ہوتی ہیں ایک شخص مؤمن پیدا ہوتا ہے اور مؤمن رہ کر ہی زندگی گذارتا ہے اور مؤمن ہی مرتا ہے، جبکہ ایک شخص کافر پیدا ہوتا ہے اور کفر کی حالت میں ہی زندگی بسر کرتا ہے اور کافر ہی مرتا ہے، ایک شخص مؤمن پیدا ہوتا ہے اور ایمان ہی کی حالت میں زندگی بسر کرتا ہے لیکن کفر کی حالت میں مرتا ہے، جبکہ ایک شخص کافر پیدا ہوتا ہے اور کافر ہی زندگی گذارتا ہے لیکن مؤمن ہو کر مرتا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ فرعون کیلئے ماں کے پیٹ میں اسکا کفر ہونا لکھ دیا گیا تھا اور یحییٰ بن زکریا کو ماں کے پیٹ میں مؤمن ہونا لکھ دیا گیا تھا (القرطبی)

فَاَحۡسَنَ صُوَرَكُمۡ ۚ وَاِلَيۡهِ الۡمَصِيۡرُ ۝٣ يَعۡلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ

پس نیکو صورت داد شما را و بسوے اوست باز گشت میداند آنچہ در آسمانہا

پس تمہیں اچھی صورت دی اور اسی کی طرف لوٹنا ہے ۱ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں

وَالۡاَرۡضِ وَيَعۡلَمُ مَا تُسِرُّوۡنَ وَمَا تُعۡلِنُوۡنَ ؕ وَاللّٰهُ

و زمین و میداند آنچہ پنہاں کنید و آنچہ آشکارا سازید و خدای

اور زمین میں ہے اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو، اور اللہ

عَلِيۡمٌ ۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ۝٤ اَلَمۡ يَاۡتِكُمۡ نَبَؤُا الَّذِيۡنَ

دانا ست بآنچہ در سینہا است آیا نیامد بشما خبر آنانکہ

جاننے والا ہے جو سینوں میں ہے ۲ کیا تمہارے پاس خبر نہ آئی ان لوگوں کی

كَفَرُوۡا مِنۡ قَبۡلُ ۫ فَذَاقُوۡا وَبَالَ اَمۡرِهِمۡ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۝٥

نگرویدند پیش ازیں پس بچشیدند عقوبت کار خود ایشانراست عذاب سخت

جنہوں نے کفر کیا اس سے پہلے پس انھوں نے اپنے کام کا انجام چکھا، ان کیلئے سخت عذاب ہے ۳

ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتۡ تَّاۡتِيۡهِمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ فَقَالُوۡۤا

ایں بسبب آنکہ بودند بیامد بدیشاں پیغمبران ایشاں بمعجزہا پس گفتند

یہ اس سبب سے کہ ان کے پاس ان کے رسول معجزے لیکر آتے تو کہتے

اَبَشَرٌ يَّهۡدُوۡنَنَا ۫ فَكَفَرُوۡا وَتَوَلَّوۡا وَّاسۡتَغۡنَى اللّٰهُ ؕ وَ

آیا آدمی راہ نماید ما را پس کافر شدند و روگردانیدند و بے نیاز است خدای و

کیا آدمی ہمیں راستہ دکھائیں گے پس کافر ہوئے اور منہ پھیرا، اور اللہ (بھی ان سے) بے نیاز ہوا، اور

اللّٰهُ غَنِىٌّ حَمِيۡدٌ ۝٦ زَعَمَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنۡ لَّنۡ يُّبۡعَثُوۡا ؕ

خدای بے نیاز است ستودہ است گمانبردند آنانکہ نگرویدند آنکہ بر انگیختہ نخواہند شد

اللہ بے نیاز تعریف کیا ہوا ہے ۴ گمان کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا یہ کہ دوبارہ اٹھائے نہ جائیں گے

۱ یعنی آسمانوں اور زمین کا پیدا کیا جانا حق ہے اس میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ بعض نے کہا کہ بِالۡحَقِّ میں جو باء ہے وہ لام کے معنی میں ہے اس وقت معنی یہ ہوگا کہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش حق کیلئے ہے اور وہ اس طرح کہ جو برا عمل کریگا اسے اسکا بدلہ دیا جائیگا اور جو اچھا عمل کریگا اسکو اسکے مطابق بدلہ دیا جائیگا۔ وَصَوَّرَكُمۡ فَاَحۡسَنَ صُوَرَكُمۡ: حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ اس سے حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپکو خاص دست قدرت سے پیدا کیا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے جمیع خلائق مراد ہیں۔ سوال: انسان کی صورت سب سے اچھی کیسے ہے؟ جواب: اللہ تعالیٰ نے تمام حیوانوں سے زیادہ خوبصورت نقشے انسان کے بنائے۔ اس پر یہ دلیل ہے کہ انسان دیگر حیوانوں کی صورت کی تمنا نہیں کرتا ہے۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِىۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِيۡمٍ یعنی ہم نے انسان کو سب سے اچھی صورت میں پیدا کیا۔ وَاِلَيۡهِ الۡمَصِيۡرُ: یعنی تم سب کو اسی کی جانب لوٹنا ہے پھر وہ تمہارے کیے کا تمہیں بدلہ دیگا (القرطبی)

۲ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے اسرار اور خیالات سے واقف ہے جو تمہارے سینوں کے اندر پوشیدہ ہوتے ہیں۔ جو چیز معلوم ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے خواہ وہ کلی ہو یا جزئی، اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے کیونکہ ہر چیز سے اس کی نسبت یعنی تخلیقی تعلق و ربط ایک جیسا ہے۔ قدرت کا ذکر علم سے پہلے اس لئے کیا کہ کائنات اپنے خالق پر براہِ راست دلالت کرتی ہے اور کائنات کا استحکام تخلیقی اور حکمت، بناوٹ اللہ تعالیٰ کے علم کی دلیل ہے۔ علم کا دوبارہ ذکر درحقیقت مکرر وعید ہے ان لوگوں کیلئے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے اور خلافِ رضا عمل کرتے ہیں (مظہری) ۳ اس میں خطاب کفار مکہ کو ہے اور اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ انھوں نے دنیا میں اپنے عمل کا وبال چکھا اور اس جانب بھی اشارہ ہے کہ آخرت میں جو ان کیلئے تیار کر رکھا ہے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ذُقۡ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡكَرِيۡمُ یعنی عذاب کا مزہ چکھو بیشک تو زبردست مہمان نواز ہے (تفسیر کبیر) وَبَالَ اَمۡرِهِمۡ: یعنی نتیجہ اور انجام یہ ہوا کہ انھوں نے دنیا میں ہی اپنے کفر کے ضرر کا مزہ چکھ لیا۔ وبال کا اصل مفہوم ہے ثقل، بار، طَعَامٌ وَّبِيۡلٌ، ثقیل کھانا، مطر وبیل، بھاری بارش۔ (مظہری) ۴ یعنی یہ عذاب جو ان کے پاس آیا اس سبب سے ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو جھٹلایا حالانکہ رسول ان کے پاس روشن دلیل لیکر تشریف لائے تھے لیکن یہ کہہ کر رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کی کہ یہ بشر میں سے ہیں۔ فَكَفَرُوۡا: ان کافروں کو یہ یاد نہیں رہا کہ ان نفوس قدسیہ کو اللہ تعالیٰ نے نبوت دیکر بھیجا اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے نبوت و رسالت عطا فرماتا ہے، بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ ان لوگوں نے رسولوں کا انکار کیا اور دلائل و براہین سے منہ موڑا، اسی طرح ایمان اور نصیحت سے بھی انھوں نے اعراض کیا۔ وَاسۡتَغۡنَى اللّٰهُ: حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی سلطنت میں اتنا زبردست ہے کہ اسے اپنے بندوں میں سے کسی کی طاعت کی ضرورت نہیں ہے، بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ جو دلائل و براہین ان کیلئے ظاہر کئے گئے اللہ تعالیٰ ان سب سے بے پرواہ ہے وہ تو بندوں کیلئے بیان کئے گئے ہیں تاکہ بندے رشد و ہدایت کے قریب ہوں جس میں ان کیلئے کامیابی ہے (القرطبی)

قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ

آرے سوگند پروردگار من البتہ بر انگیختہ شود پس خبر دہند شد بآنچہ کردید و ایں

آپ فرما دیجئے کیوں نہیں، میرے رب کی قسم تم سب اٹھائے جاؤ گے پھر بتایا جائیگا جوتم نے کیا اور یہ

عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۷ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ

بر خدای آسانست پس بگروید بخدا و پیغمبر او و آں نوریکہ

اللہ پر آسان ہے ۱ پس اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس نور پر جسے

اَنْزَلْنَا ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۸ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ

فرستادیم ما و خدای بآنچہ میکنید دانا ست روزیکہ جمع کند شما را برائے روز

ہم نے اتارا، اور اللہ جوتم کرتے ہو جاننے والا ہے ۲ جس روز تمہیں جمع کریگا جمع کے دن

الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ

جمع ایں است روز زیان و ہر کہ بگردد بخدا و بکند

کیلئے، یہ ہے نقصان کا دن، اور جو کوئی اللہ پر ایمان لائے اور اچھا کام

صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

نیکی بپوشد ازو بدیہائے او و در آرد او را بوستانہا میرود

کرے چھپا دیگا اس سے اس کے گناہوں کو اور اسے داخل فرمائیگا (ایسے) باغات میں جن کے نیچے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۹ وَ

از زیر آں جوبہا ہمیشہ باشند دراں ہمیشہ ایں ست رستگاری بزرگ

نہریں جاری ہونگیں، ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اس میں، یہ ہے بڑی کامیابی ۳

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ

و آنانکہ نگرویدند و تکذیب کردند بآیات ما آنگروہ یاران

اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی گروہ

تفسیر اظہار العرفان

۱ یعنی کفار مکہ نے گمان کیا کہ مرنے کے بعد قبروں سے انھیں دوبارہ نہیں اٹھایا جائیگا، اے محبوب! آپ انھیں بتا دیجئے کہ اللہ تمہیں ضرور اٹھائے گا اور جو کچھ تم نے کیا اسکی تمہیں خبر دیگا۔ علامہ رازی کہتے ہیں کہ کفار مکہ نے یہ کہا تھا کہ جب ہم مر کر مٹی میں مِل جائیں گے تو کیا پھر دوبارہ ہمیں زندہ کیا جائیگا؟ اللہ تعالیٰ انھیں بتا رہا ہے کہ یہ پیدائش تو اس کیلئے آسان ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۲ جب مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے اور جھٹلانے والی قوموں کا ذکر ہوا تو اب حکم ہو رہا ہے کہ ایمان کو مضبوطی سے تھامے رہو اور قرآن سے تمسک حاصل کرو یعنی اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کی تصدیق کرو اور اس قرآن کی تصدیق کرو جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ پر اتارا، یہ ایسا نور ہے کہ اس کی روشنی میں ہر قسم کے شکوک وشبہات دور ہو جاتے ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر)

۳ یعنی یاد کرو اس دن کو جب اللہ تم کو جمع کریگا یا یہ مطلب ہے کہ اللہ تم کو بدلہ دیگا اس روز جب تم کو جمع کریگا۔
اَلتَّغَابُنُ: یعنی باہم ایک دوسرے کو گھاٹا دینا۔ تغابن تجار سے مستعار ہے یعنی تاجر باہم تجارت میں جس طرح نقصان سے دوچار ہوتے ہیں اسی طرح قیامت کے دن خوش نصیب و بدنصیب اور ظالم و مظلوم باہم نقصان پہنچائیں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ مؤمن جنت کے اندر اپنے مکانوں کے مالک ہونگے اور بدنصیب کافروں کے مکانوں کے بھی مالک ہونگے، کافروں کے یہ مکان جنت کے اندر وہی ہونگے کہ اگر وہ بدنصیب اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے تو یہ مکان ان کو عطا کئے جاتے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک کے آخرت میں دو گھر ہونگے ایک جنت میں دوسرا دوزخ میں، جب کوئی مر کر دوزخ میں چلا جائیگا تو اسکے جنت والے مکان کے مالک اہل جنت ہی ہو جائیں گے۔ آیت اُولٰئِکَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ: کا یہی مطلب ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب بندے کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اسکے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں تو اس شخص یعنی محمد ﷺ کے بابت کیا کہتا تھا؟ مؤمن جواب دیتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں۔ اس سے کہا جاتا ہے دوزخ کے اندر اپنا مقام دیکھ اللہ نے اس مقام کے بجائے جنت کے اندر تجھے مقام عطا فرما دیا ہے۔ ان ہی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص وارث کو میراث دینے سے بھاگتا ہے یعنی وارث کو اسکا حصہ نہیں دیتا تو اللہ اسکی جنت والی میراث کاٹ دیتا ہے۔ بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا کہ جس کسی پر اسکے بھائی کا کوئی حصہ ہو تو اسکو چاہیئے کہ دنیا میں ہی اپنے آپکو اس حق سے آزاد کر لے کیونکہ وہاں یعنی آخرت میں نہ درہم ہونگے نہ دینار۔ اگر اس کے نیک اعمال ہونگے تو بقدر حق [جتنا اس پر کسی کا حق ہوگا اتنی مقدار میں] اسکے نیک اعمال لے لئے جائیں گے اور اگر اسکی نیکیاں نہ ہونگی تو حقدار کے کچھ گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں نہ دانگ ملیں گے نہ قیراط بلکہ اسکی یعنی ظالم کی نیکیاں لیکر اسکو جس پر ظلم کیا ہوگا دیدی جائینگی اور مظلوم کے گناہ ظالم پر لاد دیئے جائیں گے۔ ذَالِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ: یعنی یہ ایمان اور عمل صالح کا مجموعہ بڑی کامیابی ہے کیونکہ اس سے دفع مضرت اور حصولِ منفعت وابستہ ہے۔ (مظہری)

النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ مَاۤ اَصَابَ مِنْ

آتش اند ہمیشہ باشند دراں و بداست باز گشت نرسد ہیچ

جہنم والے ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے اور کیا ہی بری ہے لوٹنے کی جگہ ۱ نہیں پہنچتی کوئی

مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ

مصیبتی مگر بامر خدای و ہرکہ بگردد بخدا راہ نماید

مصیبت مگر اللہ کے حکم سے اور جو اللہ پر ایمان لائے راہ دکھائیگا

قَلْبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ

دل او و خدای بہمہ چیز دانا ست و فرمانبرید خدایرا و فرمانبرید

اسکے دل کو، اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے ۲ اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو

اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ

پیغمبر را پس اگر روگردانید پس جز ایں نیست بر فرستادہ ما رسانیدنست

رسول کی پس اگر تم نے منہ پھیرا تو اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ ہمارے رسول پر صرف کھلا

الْمُبِيْنُ ۝ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

بیدا اللہ است نیست معبودی مگر او و بر خدای پس باید کہ توکل کنند

پہنچانا ہے ۳ اللہ (ہی) ہے نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ اور اللہ ہی پر چاہئے کہ بھروسہ کریں

الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ

مومنان اے مسلمانان ہر آئنہ از زنان شما

مومنین ۴ اے مسلمانو! بیشک تمہاری بیویاں

وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَ

و فرزندان شما دشمنانند شما را پس حذر کنید از ایشاں و اگر عفو کنید و

اور تمہاری اولاد تمہارے لئے دشمن ہیں پس ان سے بچو اور اگر معاف کرو اور

تفسیر اظہار العرفان

۱ یعنی جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی قدرت سے انکار کیا وہی لوگ جہنم والے ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر)

۲ کسی شخص کو کسی طرح کی کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر اللہ کے اذن سے' اذن سے مراد ہے تقدیر خداوندی اور ارادۂ الٰہی۔ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور امر کی تصدیق کرتا ہے کہ اس پر جو مصیبت آتی ہے وہ بغیر اذن خدا کے نہیں آتی اور یقین رکھتا ہے کہ آنے والی مصیبت چوکتی اور ٹلتی نہیں اور نہ آنے والی آتی نہیں۔ يَهْدِ قَلْبَهٗ: یعنی اللہ تعالیٰ اسکو صبر اور تسلیم و رضا کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ ابن دیلمی کا بیان ہے کہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میرے دل میں تقدیر کے متعلق کچھ شبہ پیدا ہو گیا ہے اب آپ کوئی حدیث بیان فرما دیجئے تا کہ اللہ تعالیٰ میرے دل سے شبہ کو دور کر دے۔ حضرت اُبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ تمام آسمان والوں اور زمین کے باشندوں کو عذاب دے تو اور وہ ظالم نہیں قرار پائیگا اور اگر ان پر اپنی رحمت کرے تو اسکی رحمت انکے اعمال سے بہتر ہوگی اور اگر کوہِ اُحد کے برابر سونا تم راہ خدا میں خرچ کرو گے تو جب تک تمہارا ایمان تقدیر پر نہ ہوگا اللہ قبول نہیں فرمائیگا۔ جان رکھو کہ جو کچھ تم کو ملنے والا ہے وہ تم سے چوکے گا نہیں اور جو ملنے والا نہیں وہ ملے گا نہیں۔ اگر اس عقیدے کے خلاف پر تم مر جاؤ گے تو دوزخ میں جاؤ گے۔ اس کے بعد میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جا کر یہی دریافت کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی [حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے جواب کی طرح] جواب دیا۔ پھر میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا تو انھوں نے بھی یہی جواب دیا' پھر میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا [اور یہی سوال کیا] تو آپ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اسی طرح سنائی (مظہری) جاننا چاہیئے کہ يَهْدِ قَلْبَهٗ میں چند احتمالات ہیں (۱) اللہ تعالیٰ اس کے دل کو صبر و رضا کی توفیق عطا فرماتا ہے (۲) ایمان پر اسے ثابت قدم رکھتا ہے (۳) ابوعثمان الجیزی کہتے ہیں کہ جو اپنا ایمان صحیح رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو اتباع سنت کی توفیق عطا فرماتا ہے (۴) مصیبت کے وقت اسکے دل کو ثابت قدم رکھتا ہے یہاں تک کہ ایسا شخص مصیبت کے بعد اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھ لیتا ہے۔ یہ قول ابن جبیر کا ہے (۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل میں یقین پیدا کر دیتا ہے تا کہ وہ جان لے کہ اسے جو کچھ ملنا ہے کوئی چھین نہیں سکتا اور جو کچھ اسے نہیں ملنا ہے اسے یہ لے نہیں سکتا ہے (۶) کلبی کہتے ہیں کہ جب اس پر مصیبت آتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے' جب اسے نعمت دی جاتی ہے تو شکر ادا کرتا ہے اور اس پر ظلم کیا جاتا ہے تو معاف کر دیتا ہے (۷) اللہ تعالیٰ اس کے دل کو ثواب کے حصول کی توفیق عطا فرماتا ہے تا کہ وہ جنت حاصل کرے (القرطبی) ۳ مصائب کو اپنے اوپر آسان کرو اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول ہو جاؤ اور اسکی کتاب کے احکام پر عمل کرو' اور رسول کی اطاعت میں اس طرح مشغول ہو جاؤ کہ اسکی سنت پر عمل کرو' اگر تم نے اطاعت سے روگردانی کی تو سن لو میرے رسول کے ذمہ فقط پیغام پہنچا دینا ہے (القرطبی) ۴ پس اے مؤمنو! امور میں تم اسی ایک ذات پر بھروسہ کرو' علاّمہ صاوی کہتے ہیں کہ یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ امت کو توکل کی تعلیم دے رہا ہے (صفوۃ التفاسیر)

تَصۡفَحُوۡا وَتَغۡفِرُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَاۤ اَمۡوَالُكُمۡ

در گذرید و بیامرزید پس ہر آئنہ خدای آمر زندہ مہربانست جز ایں نیست مالہائے شما

در گذر کرو اور بخش دو تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ١ اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ تمہارے اموال

وَاَوۡلَادُكُمۡ فِتۡنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗۤ اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۵﴾ فَاتَّقُوا

و فرزندان شما آزمایش است و خدای نزد او مزد بزرگست پس بترسید

اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں اور اللہ اسکے پاس بڑا اجر ہے ٢ پس ڈرو

اللّٰهَ مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ وَاسۡمَعُوۡا وَاَطِيۡعُوۡا وَاَنۡفِقُوۡا خَيۡرًا

از خدای آنچہ توانید و بشنوید و فرمانبرید و نفقہ کنید

اللہ سے جہاں تک ممکن ہو سکے اور غور سے سنو اور اطاعت کرو اور خرچ کرو

لِّاَنۡفُسِكُمۡ ؕ وَمَنۡ يُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۶﴾

بہتر است مر تنہاے شما و ہر کہ نگاہداشتہ شود از بخل نفس خود پس آنگروہ ایشاں

بہتر ہے تمہاری جانوں کیلئے اور جسے اپنے نفس کے بخل سے بچا لیا جائے پس وہی گروہ

اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا يُّضٰعِفۡهُ لَكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ

رستگاران اگر وام دہید خدایرا وامی نیکو دو چند کند او را

فلاح پانے والے ہیں ٣ اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو تو وہ دونا کریگا اسے تمہارے لئے

شَكُوۡرٌ حَلِيۡمٌ ﴿۱۷﴾ عٰلِمُ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۱۸﴾

برای شما و بیامرزد شما را و خدا سپاسدارندہ بردبار دانندۂ پوشیدہ و آشکارا ست غالب با حکمت

اور تمہیں بخش دیگا اور اللہ شکر قبول کرنے والا بردبار ہے ٤ پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا زبردست حکمت والا ہے ٥

ع ٢٨/١٦

سُوۡرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اثۡنَتَا عَشۡرَةَ اٰيَةً وَّفِيۡهَا رُكُوۡعَانِ

سورہ طلاق مدنی ہے، اس میں ١٢ آیات اور ٢ رکوع ہیں ٦

تفسیر اظہار العرفان

١ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت اہل مکہ کے ان افراد کے بارے میں نازل ہوئی جو اسلام لائے تو ان کی بیوی بچوں نے ان کو مدینے جانے سے روک لیا پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو دیکھا کہ لوگ [جو ان سے پہلے مدینہ آئے تھے] دین کا بہت سا علم حاصل کر چکے ہیں اس پر انھوں نے اپنے بچوں کو سزا دینے کا ارادہ کرلیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ابن جریر نے عطا بن یسار سے روایت کی ہے کہ اس آیت کے سوا یہ تمام سورت مکے میں نازل ہوئی۔ یہ آیت عوف بن مالک اشجعی کے بارے میں نازل ہوئی وہ ایک عیالدار آدمی تھا جب بھی وہ جنگ پر جانے کا ارادہ کرتا تو اسکے اہل وعیال رو رو کر کہتے تم ہم کو کس کے سہارے چھوڑے جاتے ہو؟ اس پر اسکا دل پسیج جاتا اور وہ گھر میں رہ جاتا یہ آیت اسی کے بارے میں نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول)

٢ یعنی آزمائش میں تمہیں حرام کمانے پر مجبور کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی میں آڑے آتے ہیں اس لئے جہاں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی آئے وہاں ان کی بات نہ مانو۔ وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗۤ اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ: یہاں اجر عظیم سے جنت مراد ہے کیونکہ اس سے بڑا اجر اور کوئی نہیں ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائیگا اے اہل جنت! پس اہل جنت کہیں گے اے ہمارے رب ہم حاضر ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیگا کیا تم سب راضی ہو؟ اہل جنت کہیں گے ہم کیوں نہ راضی ہونگے تو نے ہمیں وہ کچھ نعمت عطا کی جسے مخلوق میں سے کسی کو بھی نہیں دی۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائیگا کیا میں اس سے بھی افضل نہ عطا کروں؟ اہل جنت کہیں گے اے ہمارے رب! کون سی چیز جنت سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا میری رضا تمہارے لئے حلال کردی گئی پس اب میں کبھی بھی تم سے ناراض نہیں ہونگا۔ (القرطبی) ٣ سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ جب یہ آیت يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ نازل ہوئی تو لوگوں پر عمل کرنا دشوار ہوگیا وہ اس قدر قیام کرتے کہ کونچوں کی نسیں سوج جاتیں اور پیشانیوں پر ورم آجاتے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر مسلمانوں پر تخفیف فرمادی (لباب النقول فی اسباب النزول) مفسرین کرام کی ایک جماعت اس جانب گئی ہے کہ یہ آیت اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ کیلئے ناسخ ہے۔ وَاَنۡفِقُوۡا: کہا گیا ہے کہ اس سے زکوۃ کی ادائیگی مراد ہے۔ بعض نے کہا کہ نفلی صدقہ مراد ہے، حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ جہاد میں خرچ کرنا مراد ہے، حضرت حسن کہتے ہیں کہ انسان کا اپنے نفس پر خرچ کرنا مراد ہے (القرطبی) ٤ اللہ تعالیٰ کو قرض دینے کا معنی ہے اللہ کے بندوں کو قرض دینا اور قرض دینے کا مطلب ہے اللہ کی راہ میں بامید ثواب خرچ کرنا۔ قَرۡضًا حَسَنًا: یعنی خلوص قلب کے ساتھ ہو اور قرض دینے والے کا دل ریاکاری، دکھلاوے، احسان جتانے اور اذیت دینے سے پاک ہو۔ (مظہری) ٥ یعنی اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ جس چیز کا لوگ مشاہدہ کرتے ہیں اور جو چیز لوگوں کے علم سے پوشیدہ ہے اللہ سب کو جانتا ہے (مظہری) ٦ ١٠٧٠ حروف اور ٢٤٧ کلمات ہیں (غرائب القرن) اس سورت میں بھی دیگر مدنی سورتوں کی طرح بعض احکام تشریعیہ کا بیان ہے، اس میں زیادہ تر مسئلہ طلاق پر بحث ہے اس کے ضمن میں عدت کا بیان بھی ہے، ان مسائل کے بیان کے دوران تقوی کی دعوت بھی دی گئی ہے، اس کا اختتام اس پر ہے کہ انسان کو حدود اللہ کے توڑنے سے بچنا چاہیئے، امم باغیہ کی مثال بھی دی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی جانب اشارہ بھی ہے (صفوۃ التفاسیر)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ

اے پیغامبر چوں طلاق دہید زنانرا پس طلاق دہید زنانرا عدت را

اے پیغمبر! جب تم عورتوں کو طلاق دو تو (زمانہ) عدت میں عورتوں کو طلاق دو

وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ

و شمار کنید عدت را و بترسید از خدای پروردگار شما بیروں مکنید ایشانرا

اور عدت کو شمار کرو اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے، ان کو نہ نکالو

مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ

از خانہاے ایشاں و بیروں نکنند مگر آنکہ بیایند بفاحشہ

ان کے گھروں سے اور نہ وہ آپ نکلیں مگر یہ کہ کھلی بے حیائی لائیں

مُّبَيِّنَةٍ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ

بیدا و ایں حدہائے خدا ست و ہر کہ در گذر از حدہائے

اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو گذرے اللہ کی

اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ

خدای پس البتہ ستم کرد بر خود نمیدانی شاید کہ خدای نو گرداند

حدوں سے تو خود اس نے خود پر ظلم کیا، تمہیں نہیں معلوم شاید کہ اللہ کوئی نئی بات پیدا کرے

بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ① فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ

پس ایں کاریرا پس چوں برسد اجل ایشاں پس نگہدارید ایشانرا

اس کام کے بعد ا پس جب اپنی عدت کو پہنچیں تو انہیں روک لو

ا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبد یزید [ابورکانہ] نے ام رکانہ کو طلاق دیدی اور اس کے بعد اس نے بنی مزینہ کی ایک عورت سے نکاح کرلیا۔ اس نے یعنی ام رکانہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر اسکی شکایت کی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ذہبی کہتے ہیں کہ اسکی اسناد واہی ہے کیونکہ عبد یزید نے اسلام کا زمانہ نہیں پایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ کو طلاق دیدی اور وہ اپنے والدین کے گھر چلی گئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور آپ سے فرمایا گیا کہ [حضرت حفصہ کی طلاق سے] رجوع فرمالیں وہ صوم وصلوۃ کی پابند ہیں۔ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ یہ آیت عبداللہ بن عمرو بن العاص، طفیل بن حارث اور عمرو بن سعید بن العاص کے بارے میں نازل ہوئی (لباب النقول فی اسباب النزول) جاننا چاہئے کہ رسول اللہ ﷺ پیشوائے امت ہیں اس لئے امت کو ندا نہیں کی گئی صرف آپ کو ندا کی گئی آپ کو ندا کرنا ساری امت کو ندا کرنا ہی ہے لیکن حکم طلاق سے مخاطب سب امت والے بھی ہیں اور پیشوائے امت بھی یا یوں کہا جائے کہ کلام مجاز پر مبنی ہے اصل مطلب اس طرح تھا اے نبی اپنی امت سے کہہ دیجئے کہ جب تم عورتوں کو طلاق دو، طلاق دینے سے مراد ہے طلاق دینے کا ارادہ کرنا، ارادۂ فعل کی تعبیر فعل سے کی جیسے آیت اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ میں قیام سے مراد کھڑا ہونے کا ارادہ کرنا۔ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ یعنی جن عورتوں کو طلاق دیدی گئی ہو ان کو گھروں سے مت نکالو خواہ طلاق بائنہ ہو یا رجعی۔ گھروں سے مراد ہے وہ مکان جن میں طلاق کے وقت عورتیں رہتی ہوں یعنی شوہروں کے مکان۔ نہ نکالنے کا حکم عدت ختم ہونے تک ہے۔ اسی طرح مطلقہ عورتیں خود بھی اپنے گھروں سے نہ نکلیں۔ اس فقرے سے ثابت ہوتا ہے کہ مطلقہ کیلئے بلاضرورت باہر نکلنا جائز نہیں، نہ رات کو، نہ دن کو، ہاں ضرورت ہو تو مجبوراً نکل سکتی ہے۔ عبادات میں ضرورت مستثنیٰ ہوتی ہے ضرورت ممانعت کو اباحت میں بدل دیتی ہے۔ ضرورت کی مختلف صورتیں ہیں مثلاً گھر کے گر جانے کا خوف ہو، یا چوری کا اندیشہ، یا مکان کا کرایہ ادا کرنے کی استطاعت نہ ہو، یا مکان تنگ ہو کہ مرد عورت جدا جدا اس میں نہ رہ سکتے ہوں، یا شوہر بدچلن ہو اور عورت ومرد کے درمیان کوئی رکاوٹ نہ ہو وغیرہ۔ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ: یعنی ان کو اپنے گھروں سے کسی وقت نہ نکالو، ہاں اگر وہ کھلی ہوئی بے حیائی کا کام کریں تو نکال دو۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فاحشہ سے مراد زنا، زانیہ کو شرعی سزا دینے کیلئے اسے گھر سے نکالا جائیگا اور سزا کے بعد پھر واپس کردیا جائیگا۔ امام ابو یوسف نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ ابن ہمام نے لکھا ہے کہ وضع لغت کے لحاظ سے یہ قول زیادہ مناسب ہے کیونکہ لفظ اِلَّا غایت کیلئے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ فاحشہ مبینہ یہ ہے کہ وہ عورت شوہر کے گھر والوں سے فحش کلامی کرتی ہو اور زبان درازی کرتی ہو تو شوہر کے گھر سے نکال دینا جائز ہے۔ اسی طرح حضرت قتادہ کا قول ہے کہ اگر عورت نافرمان ہو، شوہر سے سرکشی کرتی ہو تو اسکو طلاق دیدے اور نکال دے۔ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ: یعنی یہ احکام اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود ہیں ان سے تجاوز نہ کرو، جو اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود سے تجاوز کرتا ہے وہ خود اپنے اوپر ظلم کرتا ہے اپنے نفس کو عذاب کیلئے پیش کرتا ہے۔ لَا تَدْرِيْ یعنی اے مخاطب! تو اس امر کو نہیں جانتا جو اللہ تعالیٰ اس کے بعد پیدا کریگا۔ (مظہری)

بِمَعْرُوْفٍ اَوْفَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَیْ

به نیکوئی یا جدا شوید از ایشاں به نیکوئی و گواه گرفتید خداوندان

بھلائی کے ساتھ یا انہیں جدا کر دو بھلائی کے ساتھ اور گواہ بنا لو اپنے میں سے

عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ

عدل از شما و برپادارید گواہی مر خدایرا ایں ست پند میدہد

دو صاحبِ عدل کو اور اللہ کیلئے گواہی قائم رکھوٴ اس سے نصیحت دی جاتی ہے

بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ

بآں ہر کہ باشد بگرود بخدا و بروز قیامت و ہر کہ بترسند

اسے جو اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہوٴ اور جو ڈرے

يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝۲ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ

از خدای گرداند برائے او بیروں کردن و روزی دہد از آنجا کہ در شمار نیارد

اللہ سے اس کیلئے نکلنے کی راہ پیدا کر دیگا[۱] اور روزی دیگا وہاں سے کہ اس کا گمان بھی نہ ہوگا

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ

و ہر کہ توکل کند بر خدای پس پسندہ است ہر آئنہ خدا رسندہ

اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اس کیلئے کافی ہے بیشک اللہ اپنے کام کو

اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝۳ وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ

امر خود ہر آئنہ گردانید خدای مر ہر چیز اندازہ و آنزنانیکہ نومید شدند

پورا کرنے والا ہےٴ بیشک اللہ نے ہر چیز کیلئے ایک اندازہ مقرر کیا[۲] اور وہ عورتیں جو ناامید ہوگئیں ہوں

مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ

از حیض از زنان شما گر شک آرید پس عدت ایشاں

حیض سے تمہاری بیویوں میں سے اگر تمہیں شک ہو تو انکی عدت

تفسیر اظہار العرفان

[۱] وَاَشْهِدُوْا: یعنی رجعت یا فرقت پر اپنے دو آدمیوں کو گواہ بنالو تا کہ باہمی نزاع ختم ہو جائے مگر یہ گواہ عادل ہوں فاسق نہ ہوں۔ گواہ بنانے کا حکم استحبابی ہے ایجابی نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک رجوع کیلئے شہادت کی ضرورت نہیں۔ واضح رہے کہ باتفاقِ علماء طلاق کیلئے گواہ بنانا واجب نہیں ہے پس رجوع از طلاق کیلئے بھی واجب نہیں ہوگا اور امر استحبابی قرار پائیگا جیسے خرید وفروخت کے وقت گواہوں کی موجودگی کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عوف بن مالک اشجعی نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرے بیٹے کو دشمن گرفتار کر کے لے گئے اور اس کی ماں بے تاب ہورہی ہے آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں یعنی میں کیا کروں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: میں تم کو اور تیری اہلیہ کو حکم دیتا ہوں کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ بکثرت پڑھا کرو۔ عورت نے کہا اللہ کے رسول ﷺ نے تم کو جو حکم دیا وہ بہت اچھا ہے چنانچہ دونوں نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ بکثرت پڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ ہی مدت گذری تھی کہ وہ دشمن ان کے لڑکے کی طرف سے غافل ہو گیا اور لڑکا دشمن کے قبیلہ کی بکریاں ہنکا کر اپنے باپ کے پاس لے آیا۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ: یعنی جو شخص مصیبت اور دکھ میں صابر رہے گا‘ بے صبری اختیار نہیں کریگا اور ممنوعات سے پرہیز رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کیلئے اس مصیبت سے نکلنے کا راستہ پیدا کر دیگا اور ایسے طریقے سے اسے رزق عطا فرمائیگا کہ اسکا گمان بھی وہاں نہیں جائیگا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَخْرَجًا سے مراد ہے ان تمام چیزوں سے باہر آجانے کا راستہ جو دوسروں کیلئے تنگ ہوٴ ابو العالیہ کہتے ہیں کہ ہر سختی سے نکل آنے کا راستہ مراد ہے‘ حضرت حسن کہتے ہیں کہ تمام ممنوعات سے نکلنے کا راستہ مراد ہے۔ میں کہتا ہوں رفتارِ آیت عوف بن مالک کے قصہ کے موافق ہے اور سیاقِ عبارت کے مناسب حکم عام ہے۔ آیت کا مطلب اس طرح ہوگا جو مرد اللہ سے ڈرتا ہے‘ عورت کو بلاقصور نہیں ستاتا اور ظلم نہیں کرتا اگر عورت کی بدزبانی اور نافرمانی کی وجہ سے طلاق دیدے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے گناہ سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے۔ (مظہری) [۲] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کثرت سے استغفار کریگا اللہ تعالیٰ اس کیلئے ہر غم سے نکلنے کیلئے کشادگی پیدا فرمادیگا اور تنگی سے نکلنے کیلئے جگہ عطا فرمائیگا اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائیگا جس کا اسے گمان بھی نہ ہوگا۔ وَمَنْ يَّتَوَكَّلُ الخ: یعنی جو اپنے سارے معاملات میں اسی کی جانب بھروسہ کرتا ہو اللہ تعالیٰ اس کیلئے کافی ہوگا۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور جانب معاصی میں اسی پر بھروسہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے آخرت میں ثواب عطا فرمائیگا۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بھروسہ کرنے والے کو دنیا میں دیا جاتا ہے اور کبھی اسے ظلماً قتل بھی کر دیا جاتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ: حضرت مسروق کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان امور کا فیصلہ فرمادیگا جن پر اس نے بھروسہ کیا اور جن پر اس نے ابھی بھروسہ نہیں کیا۔ ربیع بن خثیم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمادیا ہے کہ جو اس پر بھروسہ کریگا اس کیلئے وہ کافی ہوگا‘ اس پر جو ایمان لائیگا اسے ہدایت دے گا‘ اسے جو قرض دیگا وہ اسے اچھا بدلہ عطا فرمائیگا‘ جو اسکی ذات پر پختہ ایمان رکھے گا وہ اسے نجات دیگا اور جو اس سے دعا کریگا وہ اس کی دعا کو قبول فرمائیگا۔ (القرطبی)

ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓـِٔىْ لَمْ يَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ

سہ ماہ است و آنزنانیکہ حایض نشدند و خداوندان حملہا

تین ماہ ہے اور وہ جو ابھی حیض والی نہ ہوئیں ہوں، اور حمل والیاں

اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ

مدت ایشاں آنکہ وضع کنند بار خود و ہر کہ بترسد از خدای گرداند

انکی عدت یہ کہ اپنے بوجھ کو رکھ دیں اور جو اللہ سے ڈرے تو

لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ④ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ؕ وَمَنْ

او را از فرمان خود آسان ایں امر خدا ست فرستاد او را بسوے شما و ہر کہ

اس کیلئے اپنے فرمان سے آسانی پیدا کریگا ۱ یہ اللہ کا حکم ہے جسے تمہاری جانب اتارا اور جو

يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ⑤

بترسد از خدای باز گرداند ازو بدیہاے او و بزرگ دارد او را مزد ساکن کنید ایشانرا

اللہ سے ڈرے تو مٹا دیگا اس سے اسکے گناہوں کو اور اسے بڑا اجر دیگا ۲ انہیں رکھو

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ

از آنجا کہ ساکن شدید از وسعت خود و مرسانید ایشانرا ضرر

اس جگہ جہاں تم رہتے ہو اپنی وسعت کے مطابق اور انہیں ضرر نہ پہنچاؤ

لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا

تا تنگ گیرید بر ایشاں و اگر باشند خداوندان بارہا پس نفقہ کنید

یہاں تک کہ تم ان پر تنگی کرو، اور اگر حمل والیاں ہوں تو خرچ کرو

عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ

بر ایشاں تا بنہند بار ایشاں پس اگر شیر دہند فرزندان شما را

ان پر یہاں تک کہ وہ اپنے بوجھ رکھ دیں، پس اگر تمہاری اولاد کو دودھ پلائیں

۱ یعنی زیادتی عمر کی وجہ سے جن عورتوں کو حیض آنے کی امید نہیں رہی ہو، بعض علماء نے ۵۵ سال اور بعض نے ٦٠ برس حیض سے مایوسی کی [انتہائی] عمر قرار دی ہے۔ جاننا چاہیئے کہ تین حیض اکثر تین ماہ ہی میں ہوتے ہیں، اب اگر حیض نہ ہو تو اس مدت کا تعین ضروری ہے جس میں اکثر تین حیض ہوتے ہیں جس طرح بلوغ کی عمر ۱۵ یا ۱۷ سال علماء نے مقرر کر دی ہے کیونکہ اتنی عمر میں بلوغ ضرور ہو جاتا ہے، یا جیسے وجوب زکوۃ کے معاملے میں ایک سال کے گزرنے کو نمو کے قائم مقام قرار دیا ہے کیونکہ اکثر بڑھوتی ایک سال کے اندر ہو جاتی ہے، یا جیسے حیض سے مایوسی تعین عمر سے کی ہے یعنی ۵۵ سال، شریعت میں اس کی نظیر بکثرت ہیں۔ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ حضرت خلاد بن عمرو بن جموح نے ان عورتوں کی عدت کے بارے میں دریافت کیا جن کو حیض نہیں آتا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس آیت کا حکم انہی مطلقات کے متعلق ہے جو آزاد بیویاں ہوں۔ یہ مسئلہ اجماعی ہے خواہ وہ مطلقہ رجعیہ ہوں یا بائنہ، مسلمان ہوں یا کتابی جو مسلمانوں کے نکاح میں ہوں، یا باندیاں خواہ مکمل باندیاں ہوں یا مکاتبہ یا مدبرہ اگر وہ حیض والیاں نہ ہوں یعنی ان کو ابھی حیض شروع نہ ہوا ہو، یا عمر کے لحاظ سے حیض آنے سے مایوسی ہو گئی ہو تو ان کی مدت بالاتفاق ڈیڑھ ماہ ہے۔ مسئلہ: اگر عورت جوان ہو، حیض آتا ہو لیکن سن ایاس کو پہنچنے سے پہلے کسی وجہ سے حیض بند ہو جائے تو اکثر علماء کے نزدیک جب تک حیض کھل نہ جائے اسکی عدت ختم نہیں ہو گی، اس طرح تکمیل عدت کیلئے تین حیض ضروری ہونگے اور سنِ ایاس کو پہنچ گئیں تو تین ماہ گذرنے پر عدت پوری ہو جائے گی۔ حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابن مسعود ؓ کا یہی فتویٰ ہے۔ عطاء کا بیان ہے کہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا بھی یہی مسلک ہے۔ حضرت عمر ؓ کا قول ہے کہ ایسی عورت کو نو ماہ انتظار کرنا چاہیئے اگر اس مدت میں حیض نہ آئے تو اسکے بعد تین ماہ کی عدت کرے۔ یہی قول امام مالک کا ہے۔ حضرت حسن کہتے ہیں کہ چھ ماہ انتظار کرے اسکے بعد تین ماہ کی عدت پوری کرے۔ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ الخ: جمہور کا قول ہے کہ صرف وضع حمل سے عدت ختم ہو جاتی ہے وضع حمل کے بعد دنوں اور مہینوں کی گنتی لازم نہیں، امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کا حکم سورہ بقرہ کی آیت [وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا] کے حکم بقدر شمول منسوخ کر رہا ہے۔ یہ آیت ناسخ ہے اور سورہ بقرہ والی آیت منسوخ۔ حضرت ابن مسعود ؓ سے بھی یہی مروی ہے۔ بخاری کی روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود ؓ نے فرمایا: کیا تم اس پر سختی کرتے ہو اور اس کو رخصت نہیں دیتے [کہ جو صورت آسان ہو اس پر عمل کرے خواہ وضع حمل سے پہلے ہو جائے یا چار ماہ دس روز سے پہلے ختم ہو جائے] چھوٹی سورت نساء لمبی سورت نساء کے بعد نازل ہوئی تھی۔ چھوٹی سورت نساء سے مراد ہے یہی سورہ طلاق اور لمبی سورت نساء سے مراد ہے سورہ بقرہ۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ابن مسعود ؓ نے فرمایا: جو شخص چاہے میں اس سے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں کہ چھوٹی سورت نساء لمبی سورت نساء کے بعد نازل ہوئی تھی (مظہری) ۲ یعنی عورتوں سے متعلق جو احکام بیان ہوئے یہ اللہ کا حکم ہے جسے اللہ نے تمہاری جانب اتارا، پس جو کوئی اس کے حکم پر عمل کریگا اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو مٹا دیگا اور آخرت میں اس کیلئے بڑا اجر ہے۔ (القرطبی)

فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ

پس بدہید ایشانرا مزد ایشاں و مشورت کنید یکدیگر به نیکوئی

تو انہیں ان کا اجر دو' اور ایک دوسرے کے ساتھ مشورہ کرو بھلائی کے ساتھ

تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى ۝ ۶ لِيُنْفِقْ

و اگر دشوار کنید پس شیر دہد او را بزنان دیگر تا نفقه کند

اور اگر تمہیں دشوار ہو تو اسے دوسری عورت دودھ پلائے گی ۱؎ یہاں تک کہ خرچ کرے

ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ

صاحب وسعت از وسعت خود و ہر کہ مقدر کرد برو روزی او

صاحب وسعت اپنی وسعت کے مطابق' اور جس پر اس کی روزی تنگ کی گئی ہو

فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۭ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ

پس نفقه کند ازانچه داد او را خدای تکلیف نکند خدای نفسی را مگر آنچه داد آنرا

تو خرچ کرے اس میں سے جو اللہ نے اسے دیا' اللہ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر جتنی اسے (طاقت) دی ہے

اٰتٰىهَا ۭ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝ ۷ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ

زود گرداند خدای از پس دشواری آسانی و بسیار از دیہہ

بہت جلد اللہ دشواری کے بعد آسانی پیدا کر دیگا ۲؎ اور کتنے ہی شہر (والوں) نے

عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا

سر باز زدند از فرمان پروردگار خود و پیغمبران پس حساب کنیم ایشانرا حسابی

اپنے رب اور اسکے رسولوں کے حکم کی نافرمانی کی پس ہم نے ان کا سخت حساب لیا

شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝ ۸ فَذَاقَتْ وَبَالَ

سخت و عذاب کردیم ایشانرا عذابے زشت پس بچشدند وبال

اور انہیں برا عذاب کیا ۳؎ پس چکھا اپنے

۱؎ جاننا چاہیئے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک مطلقہ حاملہ ہو یا نہ ہو اسکی عدت کا خرچ شوہر پر لازم ہوگا اور اس قول کا ثبوت اسی آیت میں ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں اَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ کا لفظ بھی آیا ہے جو امام ابوحنیفہ کے نزدیک قابل استدلال ہے کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ مِنْ وُّجْدِ کا تعلق ایک محذوف فعل سے ہے پورا کلام اس طرح تھا' وَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ مِنْ وُّجْدِكُمْ [اپنی وسعت کے مطابق خرچ دو] سوال: حدیث شریف میں ہے کہ ابوحفص بن مغیرہ نے اپنی بیوی فاطمہ بنت قیس کو طلاق دے دی اور یمن کو چلے گئے۔ ابوحفص کے گھر والوں نے فاطمہ سے کہا کہ ہم پر تیرا نفقہ لازم نہیں ہے چنانچہ خالد بن ولید چند آدمیوں کو لیکر امیر المؤمنین حضرت میمونہ کے گھر حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے [تو آپ نے بھی فرمایا تجھے نہ عدت کا خرچ استحقاق ہے نہ مسکن کا] اس حدیث سے تو معلوم ہو رہا ہے کہ مطلقہ اگر حاملہ نہ ہو تو عدت کا خرچ شوہر پر لازم نہیں ہے۔ جواب: حضرت فاطمہ کی حدیث اگرچہ صحیح سند سے آئی ہے لیکن شاذ ہے قابل قبول نہیں' سلف نے اس کو قبول نہیں کیا' اس کے علاوہ معارض و مضطرب بھی ہے۔ اضطراب تو یہ ہے کہ بعض روایات میں آیا ہے طَلَّقَهَا وَهُوَ غَائِبٌ ۔ دوسری روایت میں آیا ہے طَلَّقَهَا ثُمَّ سَافَرَ۔ تیسری روایت میں ہے ذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَاَلْتُهٗ۔ ایک روایت میں ہے خَالِدَ بْنَ وَلِيْدِ ذَهَبَ فِىْ سَفَرٍ فَسَاَلُوْهُ ﷺ۔ ایک روایت میں شوہر کا نام ابوحفص آیا ہے اور دوسری روایت میں ابو حفص بن مغیرہ کہا گیا ہے۔ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى: والدین کو خطاب ہے یعنی بچہ کو دودھ پلانا ماں کیلئے بہت دشوار ہو اور دودھ پلانے سے انکار کر دے تو بچے کا باپ بچے کی ماں پر جبر نہیں کر سکتا' ماں کو معذور قرار دیا جائیگا۔ ماں بچہ پر انتہائی شفقت کرتی ہے اتنی محبت کے باوجود جب وہ دودھ پلانے سے انکار کرتی ہے تو سمجھا جائیگا کہ واقعی میں وہ معذور و مجبور ہے ایسی صورت کہ میں اگر عورت نے بہانہ کیا ہو اور واقع میں وہ معذور و عاجز نہ ہو تو گناہگار ہوگی' اگر باپ پر بچہ کی ماں کو اجرت پر دودھ پلانا دشوار ہو اور وہ تنگدست ہو بلا اجرت یا کم اجرت پر کوئی دوسری عورت دودھ پلانے پر تیار ہو تو غیر عورت سے دودھ پلوایا جائے۔ باپ کو مجبور نہ کیا جائے کہ وہ اجرت مثل بچہ کی ماں کو دے کر اسی سے دودھ پلوائے۔ امام ابوحنیفہ کا یہی فیصلہ ہے۔ (مظہری) ۲؎ جاننا چاہیئے کہ یہ آیت اس باب میں دلیل ہے کہ بچے کا خرچ باپ پر ہے نہ کہ ماں کے ذمے۔ حدیث شریف میں ہے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ شوہر سے بیوی یہ کہہ سکتی ہے کہ تو مجھ پر خرچ کر ورنہ مجھے طلاق دیدے اور غلام اپنے آقا سے کہہ سکتا ہے کہ تو مجھ پر خرچ کر کے مجھ سے کام لے تو اپنے لڑکے سے کہہ کہ تو مجھ پر خرچ کر' میرے بوجھ بننے پر یعنی جب میں بوڑھا ہو جاؤں اور تیرے لئے باعث بوجھ ہو جاؤں لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا: یعنی اللہ تعالیٰ فقیر کو غنی کی طرح خرچ کرنے کا حکم نہیں دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت جلد تنگی کے بعد آسانی پیدا فرما دیگا اور شدت کے بعد وسعت پیدا کر دیگا (القرطبی) ۳؎ جب اللہ تعالیٰ نے احکام بیان فرمائے تو اب احکام کی مخالفت کرنے سے ڈرا رہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو میرے احکام کی مخالفت کریگا میں اسے دنیا اور آخرت میں سخت عذاب میں مبتلا کرونگا۔ مثلاً بھوک' قحط' خسف وغیرہ۔ (القرطبی)

أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ⑨ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ

کار خود و ہست سر انجام کار ایشاں زیاں آمادہ کردہ است خدای برائے ایشاں

کام کا وبال اور ان کے کام کا انجام نقصان ہوا ؁ اللہ نے ان کیلئے تیار کیا ہوا ہے

عَذَابًا شَدِيدًا فَاتَّقُوا اللّٰهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ

عذابے سخت بترسید از خدای اے خداوندان خرد آنانکہ

سخت عذاب پس اللہ سے ڈرو اے عقل مندو! ؂ وہ لوگ جو

آمَنُوا قَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ⑩ رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ

گرویدند ہر آئنہ فرستاد خدای بسوے شما پندی فرستادہ میخواند بر شما

ایمان لائے تحقیق اللہ نے تمہاری جانب ایک نصیحت بھیجی ؃ رسول تلاوت کرتے ہیں تم پر

آيَاتِ اللّٰهِ مُبَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

آیات خدای روشن تا بیروں آرد آنانکہ گرویدند و کردند نیکیہا

اللہ کی روشن آیتیں تا کہ نکالے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک کام کئے

مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ

از تاریکیہا بسوے روشنی و ہر کہ بگرود بخدا و بکند

تاریکیوں سے روشنی کی جانب، اور جو اللہ پر ایمان لائے اور اچھا کام

صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

نیکی در آرد او را بوستانہا میرود از زیر آں جوبہا

کرے اسے داخل فرمائیگا (ایسے) باغوں میں جن کے نیچے نہریں جاری ہونگیں

خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا قَدْ أَحْسَنَ اللّٰهُ لَهُ رِزْقًا ⑪ اللّٰهُ الَّذِي

ہمیشہ باشند دراں جاوید ہر آئنہ نیکو کرد خدای روزی اللہ است آنکہ

اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے بیشک اللہ نے اس کیلئے اچھی روزی رکھی ؄ اللہ (ہی) ہے جس نے

؁ یعنی قبر اور آخرت میں ان کی سزا سراسر گھاٹا اور خسارہ ہی ہوگی بجائے جنت کے دوزخ ان کا ٹھکانا ہوگا۔ حضرت مقاتل نے آیت کی یہی تفسیر کی ہے، بعض اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ آیت کے الفاظ میں کچھ تقدیم و تاخیر ہے اس لئے عبارت اس طرح تھی ہم نے دنیا میں ان کو بھوک، قحط اور طرح طرح کے مصائب میں گرفتار کیا اور آخرت میں ان کی حساب فہمی سختی کے ساتھ کرینگے اور انجام کار ان کو خسارہ ہی ہوگا اکثر مفسرین کرام کے نزدیک سب جگہ آخرت کا حساب اور عذاب ہی مراد ہے۔ ماضی کے صیغے اس لئے آئے کہ یہ حساب و عذاب یقیناً ہوگا اسکا ہونا اتنا قطعی اور یقینی ہے کہ گویا ہوگیا۔ (مظہری)

؂ اس جملہ سے اللہ تعالیٰ کفار مکہ کو ڈرا رہا ہے کہ اگر تم محمد ﷺ کی تکذیب کروگے تو تم پر بھی اگلی امتوں کی طرح عذاب نازل ہوسکتا ہے [لہذا بہتری اسی میں ہے کہ تم لوگ ان پر ایمان لاؤ] فَاتَّقُوا اللّٰهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ: اس ٹکڑے میں خطاب اہل ایمان کو ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ سے ڈرو یہ کہ تم اسکا اور اسکے رسول کا انکار کرو۔ سوال: ایمان حقیقت میں تقوی کا نام ہے پھر اہل ایمان سے کیوں کہا گیا کہ تقوی اپناؤ؟ جواب: تقوی کیلئے چند درجات اور مراتب ہیں تقوی کا پہلا درجہ یہ ہے کہ بندہ اپنے آپ کو شرک سے بچائے۔ باقی تقوی کے مراتب یہ ہیں کہ بندہ اپنے آپکو گناہوں سے بچائے اس لئے اہل ایمان کو جب قرآن تقوی اپنانے کیلئے کہے تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ گناہوں سے بچنے کیلئے کہہ رہا ہے (تفسیر کبیر) جاننا چاہیئے کہ عرف شرع میں تقوی اس چیز کا نام ہے کہ بندہ اپنے آپکو ان کاموں سے بچائے جو اسے آخرت میں ضرر سے بچائیں۔ اسکے تین مراتب ہیں (۱) شرک سے بیزار ہوکر اپنے آپ کو دائمی عذاب سے بچالینا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى یعنی اور ان پر تقوی کا کلمہ لازم ہے (۲) کسی کام کے کرنے میں یا کسی کام کے چھوڑنے میں گناہ ہو بندہ اس سے اپنے آپ کو بچالے یہاں تک کہ صغائر سے بھی اپنے آپ کو بچائے۔ تقوی کی یہ قسم شرع میں متعارف ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اسی تقوی کا ذکر ہے وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرٰى آمَنُوا وَاتَّقَوْا یعنی اور اگر بستی والے ایمان لاتے اور تقوی اپناتے (۳) ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کی جانب مشغول ہونے سے بندے کو روکے اس سے اپنے آپکو منقطع کرلینا یہی تقوی حقیقی مطلوبی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ یعنی اے ایمان والو! اللہ سے اس طرح ڈرو جیسے کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے (بیضاوی) ؃ ذکر میں دو احتمال ہیں (۱) اس سے مراد رسول ہیں، رسول کو ذکر اس لئے کہا گیا ہے کہ رسول ان چیزوں کا ذکر کرتے ہیں جس کی جانب دین میں حاجت ہوتی ہے (۲) اس سے قرآن مراد ہے کیونکہ قرآن کے ناموں میں سے ایک نام ذکر بھی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ یعنی ہم نے ہی اس قرآن کو اتارا ہے [چونکہ قرآن بھی ہمارے سامنے حلال و حرام کا ذکر کرتا ہے اس لئے اُسے بھی ذکر کہا گیا] (تفسیر کبیر) ؄ یعنی قرآن کی شان یہ ہے کہ ہر ایک جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اسے تاریکیوں سے نکال کر نور یعنی روشنی کی جانب لے جاتا ہے۔ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ الخ: زجاج کہتے ہیں کہ ایسے شخص کا رزق اللہ تعالیٰ کے یہاں جنت ہے، جس کی نعمتیں ختم نہیں ہونگیں، بعض نے کہا کہ آیت میں رزق سے مراد دنیا میں اطاعت کی توفیق عطا فرمانا اور آخرت میں ثواب عطا فرمانا ہے۔ (تفسیر کبیر)

خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ يَتَنَزَّلُ

بیافرید هفت آسمان و از زمین مانند ایشاں فرود می آید

سات آسمان پیدا کئے اور زمین بھی اسی کی طرح، اترتا ہے

الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ

فرمان خدای میان ایشاں تا بدانید هر آئنه خدای بر همه چیز توانا ست

اللہ کا حکم ان کے درمیان تا کہ تم جان لو کہ بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے

وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۱۲﴾

و هر آئنه خدای البته فرا رسید بهمه چیز از علم

اور بیشک اللہ نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے علم سے ١

سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ تحریم مدنی ہے، اس میں ١٢ آیات اور ٢ رکوع ہیں ٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ

اے پیغمبر چرا حرام کنی آنچه حلال کرد خدای برای تو می طلبی خوشنودی

اے پیغمبر! کیوں حرام کرتے ہو اسے جسے اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا۔ خوشنودی چاہتے ہو

اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱﴾ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ

زنان خود و خدا آمر زنده مهربان ست هر آئنه مقرر کرد خدای برای شما

اپنی بیویوں کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ٣ بیشک اللہ نے تمہارے لئے مقرر فرمایا

١ یہ آیت کریمہ اللہ تعالیٰ کی کمالِ قدرت پر دلالت کر رہی ہے جو اتنی قدرت والا ہے تو کیا وہ تمہیں زندہ کر کے تمہارا محاسبہ نہیں کر سکتا ہے؟ جاننا چاہیئے کہ آسمانوں کے سات ہونے میں اختلاف نہیں ہے کیونکہ اس پر حدیثِ اسراء وغیرہ دلالت کر رہی ہے، زمین کے سات ہونے میں اختلاف ہے (١) جمہور کا قول ہے کہ سات آسمانوں کی طرح زمینیں بھی سات ہیں اور ایک زمین سے دوسری زمین کا فاصلہ بھی اتنا ہی ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان کے درمیان ہے اور ہر زمین میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق آباد ہے (٢) حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ زمینیں سات ہیں لیکن ہر زمین دوسری سے چمٹی ہوئی ہے یعنی ان کے درمیان خلا نہیں ہے جس طرح دو آسمانوں کے درمیان خلا ہوتا ہے۔ اول قول اصح ہے کیونکہ بہت سی احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں (القرطبی)

٢ اس میں ١٠٦٠ حروف اور ٢٤٩ کلمات ہیں (غرائب القرآن) یہ سورت فیصلے اور احکام سے متعلق ہیں جس میں بیت رسول ﷺ کے ایک واقعہ کا ذکر ہے، اس میں اس سر کا ذکر بھی ہے جسے ازواجِ نبی ﷺ نے افشاء کیا، اس سورت کا اختتام اس پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دو نیک بندوں کی زوجیت میں کافرہ بیویاں تھیں اور ایک کافر شخص کے پاس مؤمنہ بیوی تھی (صفوۃ التفاسیر)

٣ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک لونڈی سے خلوت فرمائی تو ام المؤمنین حضرت حفصہ نے احتجاج کیا حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس لونڈی کو اپنے اوپر حرام کر لیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی (لباب النقول فی اسباب النزول) اس آیت کی شانِ نزول میں دو قصے بیان کئے جاتے ہیں ایک ماریہ قبطیہ کا اور دوسرا شہد کا۔ حضرت ماریہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ کے حجرے میں خلوت فرمائی جبکہ حضرت حفصہ گھر میں موجود نہ تھیں لیکن ماریہ حضور ﷺ کے ساتھ ابھی حجرے میں موجود تھیں کہ حضرت حفصہ آ گئیں۔ انھوں نے دیکھ کر سخت شکایت کی۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت حفصہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے دوسری تمام بیویوں کے گھر چھوڑ کر میرے گھر میں اور میری باری کے دن اور میرے ہی بستر پر یہ کام کیا، پہلے تو آپ نے فرمایا کیا یہ میری لونڈی نہیں ہے جسے اللہ نے مجھ پر حلال کیا ہے؟ لیکن پھر حضرت حفصہ کی دلجوئی کیلئے فرمایا کہ آئندہ میں اس لونڈی کے قریب نہ جاؤں گا مگر تم اسکا ذکر کسی سے نہ کرنا، حضرت حفصہ نے یہ راز فاش کر دیا اور حضرت عائشہ کو مِنُ وعَن سب کچھ بتا دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (القرطبی) [دوسرا واقعہ یہ ہے] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت سَودہ کے پاس شہد کھایا کرتے تھے جب آپ حضرت عائشہ کے پاس تشریف لے گئے تو انھوں نے کہا کہ آپ سے بُو آ رہی ہے، اس کے بعد آپ حضرت حفصہ کے پاس گئے تو انھوں نے بھی یہی بات کہی۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ شاید یہ بُو اس شربت کی وجہ سے ہے جو میں نے سَودہ کے یہاں پیا ہے۔ خدا کی قسم! اب میں یہ شربت نہیں پیونگا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ یہ آیت بیک وقت دونوں امور کے بارے میں نازل ہوئی ہوں۔ واضح رہے کہ رسول اللہ ﷺ کو شہد مرغوب تھا اس لئے آپ اکثر شہد چاٹا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ نے آپ سے کہا کہ شہد کی مکھی نے عرفط کے پھولوں کا رس چوس کر یہ شہد بنایا ہے اس پر نبی کریم ﷺ نے شہد حرام کر لیا تو یہ آیت نازل ہوئی (لباب النقول فی اسباب النزول)

تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۲﴾

فرو کشادن سو گندان خود و خدای دوست شما ست و او دانا ست با حکمت

تمہارے قسموں کا اتارنا اور اللہ تمہارا دوست ہے اور وہ جاننے والا حکمت والا ہے ۱؎

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا

و چوں راز گفت پیغمبر بسوے بعض زنان خود سخنی را پس چوں

اور جب پیغمبر نے اپنی بیویوں میں سے بعض کی طرف ایک راز کی بات کی تو جب

نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ

خبر کرد بآں حدیث و ظاہر کرد خدای برو شناسا کرد بعض او و روگردانید

وہ بات بتا دی اور اللہ نے ان پر ظاہر فرما دیا تو (پیغمبر نے) تھوڑی سے بات بتا دی اور چشم پوشی فرمائی

عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۗ

از بعضی پس چوں خبر داد آنرا گفت کیست کہ خبر داد ترا بایں

بعض بات سے، پھر جب نبی نے اسکی خبر دی تو بول پڑی کس نے آپکو اسکی خبر دی

قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۳﴾ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ

گفت خبر داد مرا دانائے خبردار اگر رجوع کنید بسوے خدای پس البتہ

فرمایا: مجھے خبر دی جاننے والے خبر رکھنے والے نے ۲؎ اگر تم اللہ کی طرف رجوع کرو پس ضرور

صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ

گشتہ است دلہائے شما و اگر ہم پشت شوید برو پس ہر آئنہ خدای اوست

تم دونوں کے دل مائل ہو گئے ہیں، اور اگر تم اس پر ایک دوسرے کی مددگار ہوتی تو بیشک اللہ جو

هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ

مولای او و جبریل و شایستہ از مؤمنان و فرشتگان بعد

انکا مددگار ہے اور جبریل اور مؤمنین میں سے نیک لوگ اور ملائکہ

تفسیر اظہار العرفان

۱؎ جن حلال امور کو قسم کھا کر تم اپنے اوپر حرام کر لیتے ہو ان کو حلال بنانے کا طریقہ آیت میں بتایا گیا ہے، یا یہ مطلب ہے کہ جب تم اپنی قسم کو توڑنا چاہو تو اللہ تعالیٰ نے اس کا کفارہ ادا کرنا تم پر واجب کر دیا ہے۔ کفارہ اس چیز کو کہتے ہیں کہ جس کو کرنے سے قسم کی گرہ کھل جائے یعنی قسم شکنی کا گناہ دور ہو جائے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے کبھی کفارہ دیا، یا نہیں؟ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ حضرت ماریہ کی تحریم کے کفارہ میں رسول اللہ ﷺ نے ایک بردہ آزاد کیا تھا۔ حضرت حسن کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی کفارہ نہیں دیا۔ (مظہری)

۲؎ [حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ اسی سورت کی پہلی آیت کی شانِ نزول کے ضمن میں بیان ہو چکا ہے اب یہاں تفسیر کے دیگر حصے بیان کئے جائیں گے] رسول اللہ ﷺ نے جو پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا تھا اس میں مصلحت یہ تھی کہ حضرت عائشہ ناراض نہ ہو جائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ [رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو خلافت کے متعلق آگاہ کر دیا تھا] اسرار سے مراد ہے کہ خلافت کی بات کو چھپائے رکھنا، حضرت کلبی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ سے فرمایا تھا کہ میرے بعد تمہارے باپ اور عائشہ کے باپ باری باری جانشین ہونگے۔ واحدی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کا ذکر کتاب اللہ میں موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ سے فرمایا تھا کہ تمہارے باپ اور عائشہ کے باپ میرے بعد لوگوں کے ولی یعنی امیر ہونگے مگر تم اس کی اطلاع کسی کو نہ دینا۔ یہ حدیث دوسرے طریقوں سے بھی آئی ہے علی، میمون بن مہران حبیب بن ثابت، ضحاک اور مجاہد کی روایات بھی اسی طرح ہیں۔ میمون بن مہران کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چپکے سے فرمایا تھا میرے جانشین ابوبکر ہونگے۔ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ: اور اللہ نے اپنے رسول پر یہ بات ظاہر کر دی کہ تمہارا راز حفصہ نے فاش کر دیا ہے۔ اس جملہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت عائشہ کو اگر چہ حضرت حفصہ کے اطلاع دینے سے علم ہوا تھا لیکن انھوں نے یہ نہیں بتایا کہ حفصہ نے مجھے اسکی اطلاع دی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو اطلاع دی تھی کہ آپ کا راز حفصہ نے ظاہر کر دیا ہے۔ حضرت حفصہ نے رسول اللہ ﷺ کا جو راز ظاہر کر دیا تھا اس کے کچھ حصے کی سزا رسول اللہ ﷺ نے دی [عرفان کا معنی ہے جان لینا اور جان لینے سے کبھی مراد ہوتا ہے سزا دینا اور آیت میں ارشاد ہے عَرَّفَ بَعْضَهٗ] اگر کوئی شخص تمہارے ساتھ کوئی برا سلوک کرے تو تم اس سے کہتے ہو میں تیری اس حرکت کو پہچانتا ہوں یعنی اس کی سزا دونگا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ کو افشائے راز کی یہ سزا دی کہ ان کو طلاق دیدی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو کہنے لگے اگر خطاب کی نسل میں کوئی اچھائی ہوتی تو رسول اللہ ﷺ تجھے طلاق نہ دیتے۔ اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا، یا خود مشورہ دیا کہ حفصہ بکثرت روزہ رکھنے والی اور راتوں کو نماز پڑھنے والی ہیں آپ ان کی طلاق سے رجوع کر لیجئے۔ چنانچہ آپ نے رجوع کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کے بعد ایک ماہ تک اپنی بیویوں سے کنارہ کش رہے اور حضرت ابراہیم کی والدہ یعنی حضرت ماریہ قبطیہ کے بالا خانہ پر جا بیٹھے یہاں تک کہ آیت تخییر [سورہ احزاب: آیت نمبر ۲۸] نازل ہوئی۔ (مظہری)

ظَهِيْرٌ ۝٤ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ

ایں ہم پشت اند شاید کہ پروردگار او اگر طلاق دہد شما را آنکہ بدل دہد او را

اسکے بعد مددگار ہیں[1] قریب ہے کہ انکا رب اگر وہ تمہیں طلاق دیدیں تو ان کیلئے بدل دیگا

اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ

زنان بہتر اند از شما زنان مسلمہ زنان مومنہ فرمابردہ

تم سے بہتر عورتیں اسلام لانے والیاں ایمان لانے والیاں فرمانبرداری کرنے والیاں

تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝٥ يٰٓاَيُّهَا

باز گردندہ پرستندہ ہجرت کنندہ روز دارندہ شوہر دیدگان و دختران بکر اے

رجوع لانے والیاں عبادت کرنے والیاں ہجرت کرنے والیاں روزہ رکھنے والیاں شوہر والیاں اور کنواریاں[2]

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا

مسلمانان نگاہدارید تنہاے خود را و کسان خود را از آتش انگیز او

اے مسلمانو! اپنے نفسوں اور اپنے اہل کی حفاظت کرو اس آگ سے جس کا ایندھن

النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ

مردمان باشند و سنگ براں فرشتگان درشت سخت کار

لوگ اور پتھر ہیں جس پر تندخو اور قوی فرشتے متعین ہیں (جو)

لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝٦

نافرمانی نکنند خدایرا در آنچہ فرماید ایشانرا و میکنند آنچہ فرمودہ شدند

اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے اس میں جو انہیں حکم ملا اور کرتے ہیں جو حکم دیا جاتا ہے[3]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۭ اِنَّمَا

اے آنانکہ نگرویدند عذر مکنید امروز جز ایں نیست

اے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا آج عذر پیش نہ کرو اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ

تفسیر اظہار العرفان

[1] بخاری وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مجھے حضرت عمر ؓ سے یہ بات دریافت کرنے کی بڑی خواہش تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی وہ دو بیویاں کونسی تھیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا [مگر موقع نہیں ملتا تھا] ایک بار جب حضرت عمر ؓ حج کو گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ حج کو گیا اور راستے میں قضائے حاجت کی ضرورت ہوئی اور آپ ایک طرف کو مُڑ گئے۔ میں بھی لوٹا لیئے راستہ چھوڑ کر آپ کے ساتھ ایک طرف کو مُڑ گیا آپ ضروریات پوری کر کے واپس آئے تو میں نے ہاتھوں پر پانی ڈالا' اور اس وقت کہا: اے امیر المؤمنین! رسول اللہ ﷺ کی وہ دو بیویاں کونسی تھیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: اے ابن عباس! تیرے اوپر تعجب ہے وہ دونوں عائشہ اور حفصہ تھیں۔ پھر حضرت عمر ؓ نے پوری سر گذشت بیان کی اور فرمایا: میں اور بنی امیہ بن زید کے قبیلہ کا ایک انصاری جو عوالی مدینہ کا رہنے والا تھا باہم طے کر چکے تھے کہ باری باری ہم دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہا کریں گے۔ ایک دن میں اور ایک دن وہ۔ میری باری کے دن جو وحی نازل ہوئی یا کوئی دوسرا اہم واقعہ ہو اس کی اطلاع میں اس انصاری کو کر دوں اور اس کی باری کے دن جو کچھ ہو وہ مجھ سے آ کر بیان کر دے [چنانچہ ان دونوں بیویوں کا واقعہ اس انصاری نے آ کر حضرت عمر ؓ کو بتایا کیونکہ اس دن اسی کی باری تھی] (مظہری)

[2] یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو اپنے رسول سے فرما رہا ہے کہ اگر آپ ان عورتوں کو طلاق دے دینگے تو دنیا ہی میں ان سے بہتر عورتوں سے آپکا نکاح کرا دیگا۔ یہ آیت حضرت عمر ؓ کی زبان کی تائید پر نازل ہوئی۔ مُسْلِمَاتٍ: حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اس سے مراد ہیں خلوص والیاں' بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ وہ عورتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان کے تابعدار ہونگیں۔ مُؤْمِنَاتٍ: جو اوامر اور نواہی انھیں کئے جاتے ہیں ان کی تصدیق کرنے والیاں۔ قٰنِتٰتٍ: اطاعت کرنے والیاں۔ قنوت طاعت کو کہتے ہیں۔ تٰٓئِبٰتٍ: حضرت سدی کہتے ہیں کہ وہ اپنی گناہوں سے توبہ کرنے والی ہونگیں' بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ وہ سب رسول اللہ ﷺ کے حکم کی جانب لوٹنے والی ہونگیں اور نفوس کی چاہت کو چھوڑنے والی ہونگیں۔ عٰبِدٰتٍ: یعنی کثرت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والی ہونگیں' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہر وہ عبادت جو قرآن میں ہے پس وہ توحید ہے۔ سٰٓئِحٰتٍ: یعنی وہ سب روزہ رکھنے والی ہونگیں۔ زید بن اسلم کہتے ہیں کہ اس سے ہجرت کرنے والیاں مراد ہیں۔ ثَيِّبٰتٍ: یعنی شوہر دیدہ۔ اَبْكَارًا: یعنی کنواری۔ (القرطبی) [3] حضرت علی بن ابی طلحہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ اور اپنی وصیت سے اپنے اہل کو بچاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اولاد کا حق والد پر یہ ہے کہ اسکا اچھا نام رکھے اور اسے لکھنا پڑھنا سکھائے اور جب بالغ ہو جائے تو اسکی شادی کرا دے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کا حکم دو اور جب دس سال کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر اسے مارو۔ (القرطبی)

تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑦ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا

یاداش داده شوید آنچه بودید میکردید اے مسلمانان باز گردید

تمہیں بدلہ دیا جائیگا جو تم کرتے تھے [1] اے مسلمانو! توبہ کرو

اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ

بسوے خدای باز کردن خالص شاید پروردگار شما آنکه در گذارد از شما

اللہ کی طرف خالص توبہؔ قریب ہے کہ تمہارا رب تم سے در گذر فرمائے

سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ

بدیہاے شما و در آرد شما را بوستانہا میرود از زیر آں جوبہا

تمہارے گناہوں سے اور تمہیں داخل کرے (ایسے) باغوں میں جن کے نیچے نہریں جاری ہونگیں

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ

روزیکہ رسوا نکند خدای پیغمبر را و آنانکہ گرویدند با او

جس روز اللہ پیغمبر کو رسوا نہ فرمائیگا اور نہ ان ایمان والوں کو جو انکے ساتھ ہیں

نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ

نور ایشاں بشتابد در پیش ایشاں و از راست ایشاں میگویند

انکا نور ان کے سامنے دوڑتا ہوگا اور ان کے داہنی طرفؔ عرض کریں گے

رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

اے پروردگار ما تمام کن براے ما نور ما و بیامرز ما را ہر آئنہ توئی بر ہمہ چیز

اے ہمارے رب! ہمارے لئے پورا کر ہمارا نور اور ہمیں بخش دےؔ بیشک تو ہی ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ⑧ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ

توانا اے پیغمبر جہاد کن با کافران و منافقان و درشت باش بر ایشاں و جای ایشاں

قادر ہے [2] اے پیغمبر جہاد کرو کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانا

[1] یعنی اے کافرو! آج کوئی عذر پیش نہ کروؔ اس لئے کہ آج تمہیں اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا (صفوۃ التفاسیر)

[2] جاننا چاہیئے کہ علماء اور اربابِ قلوب کی عبارتوں میں توبۃ النصوح کے بارے میں اختلاف ہے [گنجائش کے مطابق یہاں چند اقوال پیش کئے جاتے ہیں] (١) یہ وہ توبہ ہے کہ جس کے بعد بندہ کیلئے گناہ کی جانب لوٹنا ایسا ہی محال ہو جیسے تھن سے دودھ نکالنے کے بعد تھن میں واپس بھیجنا محال ہے۔ توبۃ النصوح کی یہ تفسیر حضرت عمرؔ حضرت ابن مسعودؔ حضرت ابی بن کعب اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ اس تفسیر کو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ تک پہنچاتے ہیں (٢) حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ نصوح سے مراد صادقہ ناصحہ ہے [اس تفسیر پر توبۃ النصوح کا مطلب یہ ہوا کہ سچی توبہ اور ایسی توبہ جو اس کیلئے باعث نصیحت ہوؔ مراد ہے] (٣) بعض نے کہا کہ اس سے خالص توبہ مراد ہے یعنی توبہ کے جو الفاظ ہوں وہ خلوص دل سے ہوں (٤) حضرت حسن کہتے ہیں کہ توبۃ النصوح سے مراد یہ ہے کہ وہ گناہوں سے نفرت کرے اور جب بھی اسے گناہ یاد آئے استغفار کرے (٥) وہ توبہ مراد ہے جس کی قبولیت کا یقین نہ ہو جس کی بناء پر وہ ہمیشہ اللہ سے ڈرتا رہتا ہو (٦) یہ اس توبہ کو کہتے ہیں کہ جس کے ساتھ کوئی اور توبہ نہ ہو [مطلب یہ ہے کہ اس توبہ کے بعد گناہ نہ کرے جب گناہ نہیں کریگا تو مزید توبہ کی ضرورت بھی پیش نہیں آئیگی] (٧) دل سے نادم ہوناؔ زبان سے استغفار کرناؔ گناہوں کو اکھاڑ پھینکنا اور دل کا مطمئن رہنا کہ اب گناہوں کی طرف نہیں لوٹے گاؔ توبۃ النصوح ہے۔ یہ قول کلبی کا ہے (٨) حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ قبول ہو جانے والی توبہ کو توبۃ النصوح کہتے ہیں اور قبولیتِ دعا کیلئے تین شرائط ہیں خوفؔ امید اور طاعت پر مواظبت (٩) حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ توبۃ النصوح وہ توبہ ہے جو تمہارے نفوس کو نصیحت کرے (١٠) قرطبی کہتے ہیں کہ توبۃ النصوح کیلئے ضروری ہے کہ چار چیزیں جمع ہوںؔ زبان سے استغفارؔ جسموں سے گناہ اکھاڑ پھینکناؔ دل کو دوبارہ گناہ کی طرف لوٹنے سے روکنا اور گناہوں کی جگہ چھوڑنا (١١) حضرت سفیان ثوری کہتے ہیں کہ توبۃ النصوح کی چار علامتیں ہیں قلتؔ علتؔ ذلت اور غربت (القرطبی) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن آدمی کے تین رجسٹر ہونگےؔ ایک رجسٹر میں اس کے نیک اعمال کا اندراج ہوگا دوسرے رجسٹر میں اس کے گناہ لکھے ہوئے ہونگے اور تیسرے میں اللہ کی نعمتیں درج ہونگیں۔ رجسٹر میں مندرجہ نعمتوں میں سے سب سے چھوٹی نعمت سے اللہ فرمائیگا کہ اس آدمی کے نیک اعمال میں تیرے مساوی جو عمل ہو اس کو لے لے وہ نعمت تمام نیک اعمال کو لے لے گی اور عرض کریگی تیری عزت کی قسم! ابھی تو میں نے اپنا پورا معاوضہ لیا بھی نہیں کہ تمام نیکیاں ختم ہوگئیں اور گناہ باقی ہیں پھر جب اللہ بندے پر رحم کرنا چاہے گا تو فرمائیگا میرے بندے! میں نے تیری نیکیاں بڑھا کر چند گنا کردیں اور تیری بداعمالیوں سے درگذر کی اور اپنی نعمت تجھے بخش دی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کسی کو اسکا عمل ہرگز نجات نہیں دیگا۔ صحابہ نے عرض کیا: آپ کو بھی اے اللہ کے رسول ﷺ! فرمایا: مجھے بھی نہیں۔ سوائے اس کے کہ اللہ اپنی رحمت اور فضل سے مجھے ڈھانپ لے [اور کوئی نجات کا ذریعہ نہیں] اس موضوع کی بہت احادیث آئی ہیں۔ (مظہری)

وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑨ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ

دوزخست و بدجائیست بیان کرد خدای مثلی مر آنانرا کہ نگرویدند زن نوح و زن لوط

جہنم ہے اور کیا ہی بری جگہ ہے ا اللہ نے مثال بیان کی انلوگوں کی جنہوں نے کفر کیا' نوح کی عورت اور لوط کی عورت

كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۚ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ

بودند در زیر حکم دو بندہ از بندگان ما نیکوکاران پس خیانت کردند با آنہا پس دفع نکردند از ایشاں

وہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کے زیر حکم تھیں پس ان دونوں نے خیانت کی ان کیساتھ پس ان

فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ⑩

از خدای چیزیرا و گفتہ شوند در آئید بدوزخ با در آیندگان و بیان کرد خدای مثلی مر آنانرا کہ

سے نہ ہٹایا اللہ کے حضور کچھ بھی اور کہا گیا دوزخ میں داخل ہو جاؤ داخل ہونے والوں کیساتھ ۲ اور اللہ نے مثال

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ

وقف لازم

ایما آوردند زن فرعون چوں گفت اے پروردگار من بنا کن برائے من نزدیک خود خانہ در بہشت

بیان کی ان لوگوں کی جو ایمان لائے فرعون کی عورت' جب عرض کی اے میرے رب! تو میرے لئے بنا دے اپنی

عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۙ ⑪

و برہان مرا از فرعون و گروہ او و برہان مرا از قوم ستمگاران و مریم دختر عمران آنکہ

طرف سے جنت میں گھر اور مجھے فرعون اور اس کے گروہ سے نجات دے اور تو مجھے ظالم لوگوں سے نجات دے ۳ اور

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا

نگاہداشت فرج خود را پس دمیدانیم دراں از روح و

مریم عمران کی بیٹی جس نے اپنی پاکدامنی کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں وہ روح پھونکی اور

وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۧ ⑫

تصدیق کرد بسخنان پروردگار خود و بکتابہائے او و بود مریم از فرمانبرداران

اپنے رب کے باتوں کی تصدیق کی اور اسکی کتابوں کی اور مریم فرمانبرداروں میں سے تھی ۴

۱ یعنی کافروں سے تلوار اور زبان سے جہاد کیجئے اور منافقین سے حجت و براہین کے ساتھ اس لئے کہ منافقین اپنے آپ کو مؤمن ظاہر کرتے ہیں۔ اسی بناء منافقین سے قتال کا حکم نہیں دیا (صفوۃ التفاسیر)

۲ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی کا نام واعلہ تھا اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کا نام واہلہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بطورِ مثال ان دو عورتوں کا تذکرہ یہ بتانے کیلئے کیا کہ کافروں کا رشتہ قرابت یہاں تک کہ رشتۂ زوجیت بھی اگر پیغمبروں سے ہو تو کافروں کیلئے وہ بے سود ہے۔ یہ تنبیہ رسول اللہ ﷺ سے رشتۂ قرابت رکھنے والوں کو ہے کہ کفر کی حالت میں پیغمبر سے تمہیں کوئی نفع حاصل نہ ہوگا۔ فَخَانَتٰهُمَا: دونوں عورتوں کا خیانت کرنا مراد ہے کافر اور منافق ہونا [زنا اور بدکاری] مراد نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کسی نبی کی بیوی نے بدکاری اور زنا کاری نہیں کی۔ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیویوں کے خیانت کرنے کا یہ معنی ہے کہ وہ عورتیں ان پیغمبروں کے دین پر نہیں تھیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی لوگوں سے کہتی تھی کہ نوح دیوانہ ہے اگر نوح علیہ السلام پر کوئی ایمان لے آتا تھا تو وہ قوم والوں کو خبر پہنچا دیتی تھی اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی حضرت کے مہمانوں کی اطلاع قوم والوں کو دے دیتی تھی۔ اگر کوئی مہمان رات کو آتا تو وہ روشنی کر دیتی تھی تا کہ روشنی دیکھ کر لوگ سمجھ جائیں کہ لوط کے گھر کوئی مہمان آیا ہے اور اگر دن میں کوئی مہمان اترتا تو دھونی دے دیتی تا کہ مہمان کی آمد کی اطلاع ہو جائے۔ (مظہری)

۳ فرعون کی بیوی کا نام آسیہ بنت مزاحم تھا' فرعون جو دشمن خدا تھا ان کا شوہر تھا لیکن فرعون کے کافر ہونے کا کوئی ضرر ان کو نہیں پہنچا۔ اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب جادوگروں پر غالب آ گئے تو اس سے متاثر ہو کر حضرت آسیہ ایمان لے آئیں۔ فرعون کو جب ان کے مسلم ہو جانے کی اطلاع ملی تو اس نے آپکو دھوپ میں ڈلوا کر چومیخا کروا دیا۔ سلیمان کا بیان ہے کہ فرعون کی بیوی کو دھوپ میں ڈلوا کر طرح طرح کی ایذائیں دی جاتی تھیں لیکن جب فرعون کے کارندے واپس چلے جاتے تو فرشتے حضرت آسیہ پر سایہ کر لیتے تھے۔ (مظہری) ۴ فَنَفَخْنَا: ہم نے پھونک دی یعنی ہمارے حکم سے جبریل نے مریم کے گریبان میں پھونک دیا جس کا اثر شرمگاہ تک پہنچا اور مریم حاملہ ہو گئیں۔ بندوں کے تمام افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اللہ کے حکم سے ہی جبریل نے پھونکا تھا اور پھونک کا خالق اللہ ہی تھا اس لئے پھونکنے کی نسبت بجائے جبرائیل کے اپنی طرف کر دی۔ مِنَ الْقَانِتِيْنَ: یعنی مریم ان لوگوں میں سے تھیں جو اطاعت شعار' عبادت گذار اور پابند طاعت ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کامل مرد تو بہت ہیں کامل عورتیں سوائے آسیہ زوجہ فرعون اور مریم بنت عمران کے اور کوئی نہیں اور عائشہ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے دوسرے کھانوں پر ثرید کی برتری۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا بھر کی عورتوں میں سے مریم بنتِ عمران' خدیجہ بنت خویلد' فاطمہ بنتِ محمد اور آسیہ زن فرعون تمہارے لئے کافی ہیں یعنی صرف یہی چار عورتیں کامل ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ کو طلب فرمایا اور ان کے کان میں کچھ ارشاد فرمایا' حضرت فاطمہ سنکر رونے لگیں' پھر آپ نے ان سے کوئی اور بات ارشاد فرمائی جس کو سن کر وہ ہنس پڑیں' جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا تو میں نے فاطمہ سے رونے اور ہنسنے کا سبب دریافت کیا تو کہنے لگیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں بہت جلد پردہ کرنے والا ہوں میں سنکر رونے لگی پھر فرمایا سوائے مریم بنت عمران کے جنتی عورتوں میں میں سردار ہونگی یہ سن کر میں ہنس پڑی۔ (مظہری)

سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ ملک مکی ہے، اس میں ۳۰ آیات اور ۲ رکوع ہیں ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

بزرگ ست آن ذاتیکہ در دست اوست پادشاہی و او بر ہمہ چیز

بزرگ ہے وہ ذات جس کے دستِ (قدرت) میں بادشاہی ہے، اور وہ ہر چیز پر

قَدِيْرُ ۝۱ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ

توانا ست آنکہ بیافرید مرگ زندگانی را تا بیازماید شما را کہ شما

قادر ہے ۲ وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی تا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے

اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝۲ الَّذِيْ خَلَقَ

نیکوتر از روئے کردار و اوست غالب آمرزندہ بیافرید

کون از روئے کردار سب سے اچھا ہے، اور وہ غالب بخشنے والا ہے ۳ جس نے

سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ

ہفت آسمانہا طبقہ طبقہ نمی بینی در آفریدن خدای ہیچ

ساتوں آسمانوں کو طبقہ طبقہ بنایا اللہ کی پیدائش میں تو نہیں دیکھے گا کوئی

تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝۳ ثُمَّ

تفاوت پس بگرداں دیدہ را می بینی از شگافی پس

تفاوت، پس آنکھ اٹھا کر دیکھ، کیا تو کوئی شگاف دیکھتا ہے ۴ پھر

تفسیر اظہار العرفان

۱ اس میں ۱۳۱۳ حروف اور ۳۳۵ کلمات ہیں (غرائب القرآن) اس سورت میں دیگر مکی سورتوں کی طرح عقیدے کا علاج ہے، اس سورت کا ہدف بنیادی طور پر تین ہیں۔ دوبارہ زندہ کئے جانے پر اللہ تعالیٰ کی قدرت اور عظمت کا اثبات، رب العالمین کی وحدانیت پر دلائل و براہین کا قیام اور مکذبین کے جھٹلانے کے انجام کا بیان ہے۔ اس کی ابتدا اول ہدف کی توضیح کے ساتھ ہے اور اسکا اختتام مکذبین کے انذار کے ساتھ ہے۔ اس سورت کو [سورہ ملک کے علاوہ] واقیہ اور منجیہ بھی کہتے ہیں اس لئے کہ یہ سورت اپنے پڑھنے والے کو قبر کے عذاب سے بچائے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ مانعہ یا منجیہ ہے عذاب قبر سے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۲ یعنی دنیا و آخرت میں وہی آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بِيَدِهِ الْمُلْكُ سے مراد یہ ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے، جسے چاہتا ہے حیات دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے موت دیتا ہے، جسے چاہتا ہے غنی بناتا ہے اور جسے چاہتا ہے فقیر کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے عطا نہیں کرتا ہے۔ محمد بن اسحاق یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ نبوت کا مالک وہی ہے جس کی پیروی کے سبب جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور نبوت کی مخالفت کے سبب ذلیل کرتا ہے۔ (القرطبی)

۳ مطلب یہ ہے کہ جس نے تمہیں پیدا کیا دنیا میں موت کیلئے اور آخرت میں حیات کیلئے، موت کو حیات پر مقدم اس لئے کیا کہ موت قہر کے سبب سے زیادہ قریب ہے، بعض نے کہا کہ موت کو حیات پر مقدم اس لئے کیا کہ موت حیات پر مقدم ہی ہے کیونکہ اشیاء ابتدا میں موت کے حکم میں ہوتی ہیں جیسے نطفہ اور مٹی وغیرہ۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بنی آدم کو موت کے ذریعہ کمزور کر دیتا ہے اور دنیا کو [اولاً] دار حیات بنایا پھر دار موت اور آخرت کو دار جزا بنایا پھر دار بقا۔ (القرطبی) لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا: یعنی کون زیادہ اچھی سمجھ رکھتا ہے اور کون ممنوعاتِ الٰہیہ سے اپنے نفس کو باز داشت کرنے والا ہے اور کون اطاعت الٰہیہ میں سرگرم ہے۔ جاننا چاہیئے کہ موت وحیات کی حکمت یہ ہے کہ فرمانبردار اور نافرمانبردار لوگوں کا الگ الگ ظہور ہو جائے کیونکہ اوامر ونواہی کے پابند بنانے کا مدار زندگی پر ہے زندگی ہی کی وجہ سے تعمیل احکام کی قدرت حاصل ہوتی ہے اور موت ایک واعظ ہے جس سے دانشمند نصیحت اندوز ہوتا ہے اور آخرت کیلئے توشہ فراہم کرنے کا موقع غنیمت سمجھتا ہے۔ حضرت عمار بن یاسر ﷺ سے مرفوع روایت ہے کہ موت سب سے بڑا واعظ ہے اور ایمان سب سے بڑی دولت ہے۔ امام شافعی اور امام محمد نے ربیع بن انس سے مرسل قول نقل کیا ہے کہ دنیا سے بے رغبت بنانے اور آخرت کی اندرونی طلب پیدا کرنے کیلئے موت کافی ہے۔ (مظہری) ۴ مطلب یہ ہے کہ رحمٰن کی پیدائش میں تم کجی، تناقض اور تباین نہیں پاؤ گے بلکہ سیدھی اور اپنے خالق پر دلالت کرتی ہوئی پاؤ گے اگرچہ ان کی صورتیں اور صفات مختلف ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہاں آیت آسمانوں کے ساتھ خاص ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ تم آسمان کی پیدائش میں کوئی عیب نہیں پاؤ گے۔ تفاوت اس کی اصل فوت سے ہے اور وہ یہ کہ شے آہستہ آہستہ فوت یعنی غائب ہو جائے جس کے سبب اس کے استوا میں خلل آ جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول بھی اسی جانب دلالت کرتا ہے کیونکہ آپ نے تفاوت کا ترجمہ کیا ہے تفرق۔ (القرطبی)

اِرْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا

بگرداں دیده دو بار باز گردد بسوے تو بینائی چشم دور

دوبارہ آنکھ اٹھا کر دیکھ تیری آنکھ کی بینائی تیری جانب ناکام پلٹ آئیگی

وَّهُوَ حَسِيْرٌ ④ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ

و او مانده بود و هر آئنه بیاراستیم آسمان دنیا را بچراغها

اور وہ تھکی ہو گی ۱ اور بیشک ہم نے آسمانِ دنیا کو چراغوں سے مزین کیا

وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ

و گردانیدیم آنہانرا رانندگان مر دیوان و آماده کردیم ما برائے ایشاں عذاب

اور انہیں شیطانوں کیلئے مارنے (کا آلہ) بنایا اور ان کیلئے بھڑکتی آگ کا

السَّعِيْرِ ⑤ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ

سوزان و مر آنانرا که نگرویدند پروردگار خود از عذاب دوزخ

عذاب تیار کیا ۲ ان کیلئے جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا دوزخ کا عذاب ہے

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑥ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا

و بد جائیست چوں افگنده شوند دراں شنوند آنرا آوازی

اور وہ کیا ہی بری جگہ ہے ۳ جب اس میں ڈالے جائیں گے تو ان کی آواز سنیں گے

وَّهِيَ تَفُوْرُ ⑦ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۭ كُلَّمَآ اُلْقِيَ

و او می جوشد نزدیکست پاره پاره شود از خشم هر گاه افگنده شوند

اور وہ جوش مار رہا ہو گا ۴ قریب ہے کہ غضب سے پارہ پارہ ہو جائے جب کبھی ڈالا جائیگا

فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ⑧ قَالُوْا بَلٰى

دراں فوج سوال کنند خازنان دوزخ آیا نیامد بشما بیم کننده گویند البتہ

اس میں کوئی گروہ تو دوزخ کے داروغہ سوال کریں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا ۵ کہیں گے کیوں نہیں

۱ دوبارہ دیکھنے کا حکم ہو رہا ہے اس لئے کہ انسان پہلی نظر میں چیزوں کو دیکھ تو لیتا ہے مگر ان چیزوں کے عیب کو پہلی نظر میں نہیں دیکھ سکتا ہے اس لئے دعوت دی جا رہی ہے کہ دوبارہ دیکھو۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ خبر دی کہ انسان اگر آسمان کی جانب دو مرتبہ بھی دیکھے گا تو اسے آسمان میں کوئی عیب نظر نہیں آیگا بلکہ نگاہیں حیران ہو کر پلٹ جائیں گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ خَاسئ اسے کہتے ہیں کہ جو اپنی خواہش کے مطابق نہ دیکھ سکے۔ (القرطبی)

۲ سوال: ستاروں کو جب آسمان کیلئے زینت بنایا تو اسکا تقاضا یہ تھا کہ باقی رہتے' اور شیاطین کیلئے مارنے کا جب آلہ بنایا تو اسکا تقاضا زوال کا ہے اب ان دونوں میں مطابقت کیسے ہو گی؟ جواب: شیاطین کو ستاروں سے مارنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ستاروں کو توڑ کر انہیں مارا جاتا ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ ان ستاروں سے ایک شعلہ مارنے کیلئے جدا ہوتا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ ستاروں کے فوائد بہت ہیں (۱) اللہ تعالیٰ نے ان ستاروں سے آسمان کو مزین فرمایا (۲) ان ستاروں کی وجہ سے رات کی روشنی میں کسی قدر اضافہ ہوتا ہے لہذا یہ ستارے روشنی کیلئے بھی سبب ہیں (۳) یہ ستارے چار موسموں کے احوال میں تفاوت کا سبب ہیں (۴) اللہ تعالیٰ نے ان ستاروں کو خشکی اور بحری سفر کیلئے راہنما بنایا (۵) اللہ تعالیٰ نے ستاروں کو ان شیاطین کیلئے مارنے کا آلہ بنایا جو انسان کے دلوں سے نور ایمان کو نکال کر کفر کی ظلمات کی طرف لے جاتے ہیں (تفسیر کبیر)

۳ جاننا چاہیئے کہ اس سورت کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ وہ جمیع ممکنات پر قادر ہے پھر اسکے بعد یہ ذکر ہو رہا ہے کہ مخلوق میں سے کسی کو جنت کیلئے پیدا کیا اور کسی کو جہنم کیلئے۔ اس کے بیان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ زبردست قوت والا ہے۔ جو لوگ گناہوں کے دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ نہیں سکتے اور جو لوگ توبہ کرنے والے ہیں ان کے حق میں وہ غفور ہے۔ (تفسیر کبیر) ۴ یعنی کافروں کو جہنم میں اس طرح ڈالا جائیگا جیسے دنیا میں لوگ لکڑیوں کو آگ میں ڈالتے ہیں۔ سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقٌ: اس میں چند احتمالات ہیں (۱) حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ کفار جہنم کی آوازیں سنیں گے اور یہ آواز آگ کے بھڑکنے کی ہوگی۔ زجاج کہتے ہیں کہ اہل جہنم جتنی بھی آوازیں سنیں گے ان میں سب سے بری آواز شہیق ہے (۲) حضرت عطاء کہتے ہیں کہ کفار میں سے جو لوگ پہلے جہنم میں جا چکے ہونگے یہ ان کی آواز ہوگی جو کفار سنیں گے (۳) یہ آواز خود ڈالے جانے والے کفار کی ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ شَهِيْقٌ یعنی "ان کیلئے جہنم میں زفیر اور شھیق ہوگی" [زفیر حلق کی آواز کو کہتے ہیں اور شھیق سینے کی آواز کو کہتے ہیں] ان تین اقوال میں سے قول اول مناسب ہے۔ وَهِيَ تَفُوْرُ: لیث کہتے ہیں کہ ہر وہ چیز جو جوش مار کر ابلنے لگے۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ جس طرح چھوٹے کنویں میں زیادہ پانی ہونے کی وجہ سے کنواں جوش مارتا ہے جہنم اس طرح کافروں کے ڈالے جانے پر جوش مارے گی۔ (تفسیر کبیر) ۵ یعنی تفور کا غضب یا خود آگ کا غصہ مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر ہوگا۔ آگ کی طرف غیظ کی نسبت مجازی ہے۔ كُلَّمَا اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ الخ: آیت میں فوج سے مراد کافروں کی جماعت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کافروں کی کوئی جماعت دوزخ کے اندر ڈالی گئی تو دوزخ کے نگرانوں نے زجر و تذلیل کے طور پر ان سے پوچھا: کیا تمہارے پاس اللہ کے عذاب سے ڈرانے والے پیغمبر نہیں پہنچے تھے [کفار کی طرف سے اس سوال کا جو جواب ہوگا وہ اگلی آیت میں آ رہا ہے] (مظہری)

قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ۬ فَكَذَّبْنَا وَ قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ

آمد بما بیم کننده پس تکذیب کردیم و گفتیم نفرستاد خدای از

ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تو ہم نے جھٹلایا اور کہا اللہ نے نہ اتاری

شَیْءٍ ۚۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ كَبِیْرٍ ۝۹ وَ قَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ

چیزے نیستند شما مگر در گمراہی بزرگ و گفتند اگر بودیم ما کہ میشویم

کوئی چیز' تم سب نہیں ہو مگر بڑی گمراہی میں ؎۱ اور کہا اگر ہم سنتے

اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِیْۤ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۝۱۰ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ

یا نعقل کردیم نبودیم در یاران آتش پس اقرار کنند بگناہان خود

یا سمجھتے تو دوزخ والوں میں نہ ہوتے ؎۲ پس اپنے گناہوں کا اقرار کریں گے

فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۝۱۱ اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ

پس دوری باد مر یاران دوزخ را ہر آئنہ آنانکہ بترسند پروردگار خود

پس لعنت ہو دوزخ والوں کو ؎۳ بیشک وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں

بِالْغَیْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِیْرٌ ۝۱۲ وَ اَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ

بپوشیدہ ایشانراست آمرزش و مزد بزرگ و پنہاں سازید سخن خود را یا

بے دیکھے' ان کیلئے بخشش اور بڑا اجر ہے ؎۴ اور تم اپنی بات کو چھپاؤ یا

اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۱۳ اَلَا یَعْلَمُ

آشکارا کنید بآں ہر آئنہ او دانا ست بآنچہ در سینہاست آیا نداند

اسے ظاہر کرو' بیشک وہ جانتا ہے (اسے) جو کچھ سینوں میں ہے ؎۵ کیا وہ نہیں جانتا

مَنْ خَلَقَ ؕ وَ هُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ۝۱۴ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ

آنکہ بیافرید و اوست مہربان دانا اوست آنکہ گردانید

جس نے پیدا کیا' اور وہی جاننے والا مہربان ہے ؎۶ وہی ہے جس نے

؎۱ اب اس آیت میں اللہ تعالیٰ ان کفار کا جواب بیان فرما رہا ہے۔ کافروں کی طرف سے دو طرح سے جواب آئیگا ان میں سے ایک کا اس آیت کریمہ میں بیان ہے۔ وہ سب اللہ تعالیٰ کے عدل کا اعتراف کریں گے اور اقرار کریں گے کہ اللہ تعالیٰ اپنی حجت قائم کرنے کیلئے رسولوں کو بھیجتا رہا لیکن ہم نے ان رسولوں کو جھٹلایا۔ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ كَبِیْرٍ: اس میں دو احتمال ہیں (۱) یہ کفار کا قول ہے جو یہ لوگ دنیا میں ڈرانے والوں کیلئے بولا کرتے تھے (۲) یہ ان نگرانوں کا قول ہے جو کافروں پر متعین ہونگے (تفسیر کبیر)

؎۲ یہ کفار کی جانب سے دوسرا جواب ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ہم ڈرانے والوں کی باتوں کو حق قبول کرنے کی غرض سے سنتے' یا ہم ان کی باتوں پر غور و فکر کرتے تو آج ہم جہنم میں نہ ہوتے۔ کہا گیا ہے کہ اس جگہ سمع اور عقل کو جمع کیا گیا کیونکہ تکلیف کا دارومدار ادلۂ سمع اور ادلۂ عقل پر ہے۔ جاننا چاہیئے کہ یہ آیت ان لوگوں کیلئے حجت ہے جنہوں نے کہا کہ دین تعلیم کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ سمع کو عقل پر مقدم رکھا یہ اس جانب تنبیہ ہے کہ اول مرشد کا ارشاد اور ہادی کی ہدایت ضروری ہے پھر اس پر فہم کے مطابق احکام جاری ہونگے۔ یہ آیت ان لوگوں کی بھی دلیل ہے جن کے نزدیک سمع کو بصر پر فضیلت حاصل ہے۔ (تفسیر کبیر)

؎۳ جب اللہ تعالیٰ نے کفار کے دونوں جواب کو نقل فرما دیا تو اس کے بعد ارشاد ہوا۔ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ: حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ یہاں ذنب سے مراد رسولوں کی تکذیب ہے جیسا کہ اس سے پہلے ارشاد ہوا۔ فَكَذَّبْنَا وَ قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ [پس ہم نے ان رسولوں کو جھٹلایا اور کہا کہ اللہ نے کوئی چیز نہیں اتاری] یہاں ذنب کے واحد ہونے پر دو قول ہیں (۱) ذنب اگرچہ لفظاً واحد ہے لیکن معناً جمع ہے اس لئے کہ اس میں معنیٰ فعل پایا جا رہا ہے (۲) واحد سے ان تمام گناہوں کی جانب اشارہ ہے جو ان کے درمیان شائع تھے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ [اور اگر تم اللہ کی نعمت کو شمار کرو] فَسُحْقًا لِّاَصْحَابِ السَّعِیْرِ: مفسرین کرام کہتے ہیں کہ کفار جب اپنے گناہوں کا اعتراف کر لینگے تو ان کو دھتکار دیا جائیگا۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ اس وقت ان کا اقرار ان کو نفع نہیں دیگا (تفسیر کبیر) ؎۴ یعنی اپنے رب کے اس عذاب سے ڈرتے ہیں جو ابھی تک ان پر نہیں آیا اور ظاہر نہیں ہوا' یا بِالْغَیْبِ سے یہ مراد ہے کہ وہ ابھی عذاب کے سامنے نہیں پہنچے' یا یہ کہ وہ تنہائی میں اپنے رب سے ڈرتے ہیں منافقوں کی طرح نہیں ہیں ایسے لوگوں کیلئے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے کافروں پر ہونے والے عذاب پر تنبیہ کی پھر اس کے مقابلہ میں مؤمنوں سے مغفرت و ثواب کا وعدہ فرمایا اور اسا سی تمہید خشیت کو قرار دیا گویا کہ اس امر پر تنبیہ کی کہ ایمان سے اصل مقصود خشیت الٰہی ہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خوف الٰہی دانش کی چوٹی ہے۔ (مظہری) ؎۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مشرک آپس میں رسول اللہ ﷺ کی شان میں کچھ ناشائستہ باتیں کرتے تھے اور کہتے تھے چپکے چپکے باتیں کرو کہیں خدا نہ سن لے اور محمد ﷺ کو اطلاع ہو جائے۔ جبرائیل آ کر رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچا دیتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (مظہری) ؎۶ یعنی جس نے سینوں کو اور سینوں کے اندرونی خیالات کو بلکہ ہر چیز کو پیدا کیا وہ قلبی اسرار سے ناواقف کس طرح ہو سکتا ہے؟ یا یہ مطلب ہے کہ جس کو اللہ نے پیدا کیا اس سے ناواقف کس طرح ہو سکتا ہے؟ (مظہری)

لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ

برائے شما زمین نرم را پس بروید در اطراف زمین و بخورید از

تمہارے لئے زمین نرم کی پس زمین کے اطراف میں چلو اور کھاؤ

رِّزْقِهٖ ۭ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ﴿۱۵﴾ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ

روزی او و بسوے او باز گشت شما ست آیا ایمن شدید ہر کہ در آسمان آنکہ

اسکی روزی سے، اوراسی کی جانب تم سب کولوٹنا ہے[۱] کیا تم اس سے (بچ کر) امن میں ہوگئے جو آسمان میں ہے یہ کہ

يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ﴿۱۶﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ

و برد بشما زمین آنگاہ زمین میگردد آیا ایمن شدند

تمہیں زمین میں دھنسا دے اسوقت تو زمین کانپتی ہے[۲] کیا تم اس سے (بچ کر) امن میں ہوگئے

مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۭ فَسَتَعْلَمُوْنَ

ہر کہ در آسمانست آنکہ فرستد بر شما سنگریزہ پس زود بدانید

جو آسمان میں ہے یہ کہ تم پر سنگ ریزے بھیجے پس بہت جلد جان لو گے

كَيْفَ نَذِيْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

چگونہ بود بیم کردن من و ہر آئنہ تکذیب کردند آنانکہ پیش از ایشاں بودند

کیسا تھا میرا ڈرانا[۳] اور بیشک وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے انھوں نے جھٹلایا

فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ

پس چگونہ بود عقوبت من آیا نمی نگرند بسوے مرغان بالای ایشاں

تو کیسی رہی میری سزا[۴] کیا انہوں نے پرندوں کو نہ دیکھا اپنے اوپر

صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ؔ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ۭ

صف بر کشیدہ و فراہم میگرند آنچہ نگاہ ندارد ایشانرا مگر خدا کہ او

پَر کھولتے اور سمیٹتے، ان کی حفاظت سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں کرتا کہ وہ

[۱] زمین کو ذلول کی صفت سے موصوف کرنے کے بارے میں چند اقوال ہیں (۱) اللہ تعالیٰ نے اس طرح نشیب و فراز نہیں بنایا کہ اس پر چلنا ناممکن ہو جائے (۲) اللہ تعالیٰ نے زمین کو اس طرح نرم بنایا کہ انسان اس میں گڑھا کھود لیتا ہے اور اس پر عمارت وغیرہ تعمیر کر لیتا ہے (۳) اگر زمین کو پتھر، سونا یا لوہے کی بنا دیتا تو گرمی کے موسم میں بہت زیادہ گرم ہو جاتی اور سردی میں بہت زیادہ سرد ہو جاتی۔ ہر دو صورت انسان کیلئے باعث تکلیف ہوتی۔ انسان ایسی زمین پر کاشتکاری نہ کر سکتا اور اپنے مُردوں کو دفنا بھی نہ سکتا (۴) اللہ تعالیٰ نے زمین کو حرکت کرنے سے روک رکھا ہے اگر زمین حرکت کرنے لگ جاتی تو انسان اس سے فائدہ حاصل نہ کر سکتا۔ (تفسیر کبیر)

[۲] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کیا بصورتِ نافرمانی ان کو اس خدا کے عذاب کا جو آسمان میں ہے ڈر نہیں؟ حضرت ابو ہریرہ ﷺ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: روزانہ جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے اللہ تعالیٰ نچلے آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ کوئی ہے مجھ سے دعا کرنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کروں۔ مسلم کی دوسری روایت میں اتنا اور بھی ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر فرماتا ہے کون عرض کرتا ہے اس خدا سے جو نہ نادار ہے نہ حق تلفی کرنے والا۔ ندائے رحمت کا یہ سلسلہ فجر ہونے تک جاری رہتا ہے [اس روایت کی روشنی میں بغیر کسی تاویل وتوجیہہ کے] یہ آیت متشابہات میں سے ہے کیونکہ اللہ [مادیت سے منزہ ہونے کی وجہ سے] آسمان میں سکونت پذیر اور مکان گیر ہونے سے پاک ہے اس لئے سلف نے اس آیت کی توضیح کرنے سے سکوت اختیار کیا ہے۔ علمائے متاخرین نے آیت کی مختلف تاویلیں کی ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کا حکم، اللہ تعالیٰ کا فیصلہ آسمانوں میں جاری ہے، یا یوں کہا جائے کہ عرب کے گمان کے موافق آیت کا نزول ہوا [عرب خدا کو آسمان میں خیال کرتے تھے] یا سماء سے آسمان مراد نہیں ہے بلکہ بلندی مراد ہے مگر بلندی بھی مکانی نہیں بلکہ مرتبہ کے لحاظ سے یعنی اللہ اونچے مرتبہ پر ہے۔ (مظہری) [۳] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جیسے قوم لوط پر سنگ باری کی گئی [ویسے تم پر بھی سنگ باری ہو سکتی ہے تم کیونکر مطمئن ہو کر بیٹھ گئے ہو] حاصب ایسی تیز ہوا کو کہتے ہیں جس میں پتھر اور کنکریاں ہوں اور اس کی تیزی اس قدر ہو کہ درختوں کو اکھاڑ پھینکے، بعض نے کہا کہ حاصب اس بادل کو کہتے ہیں جس میں پتھر ہوں۔ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ: کہا گیا ہے کہ یہاں نذیر بمعنی منذر ہے اور منذر سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ آیت کا اب مطلب یہ ہوگا کہ تم بہت جلد میرے رسول اور ان کے سچ ہونے کو جان لو گے لیکن اسوقت تمہیں تمہارا جاننا فائدہ نہ دیگا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ نذیر بمعنی انذار ہے اسوقت آیت کا مطلب ہوگا کہ تم بہت جلد میرے ڈرانے کا انجام جان لو گے۔ اس لئے تم پر لازم ہے کہ تم کتاب اور رسول کو لازم پکڑو۔ (تفسیر کبیر) [۴] جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جب ان تخویفات سے [جن کا ذکر پہلے ہو چکا] کافروں کو ڈرا چکا تو اب اس تخویف کو مثال اور برہان سے مؤکد فرما رہا ہے پس مثال تو ان کافروں کی دی جا رہی ہے جو ان سے پہلے گذر چکے تھے اور انہوں نے ان کے عذاب کی جگہوں کا مشاہدہ بھی کیا ہوا تھا [گویا اس آیت میں تخویف کی مثال سے مؤکد کیا جا رہا ہے اور اس کے بعد والی آیت میں برہان سے مؤکد کا بیان ہے] آیت میں مِنْ قَبْلِهِمْ سے قوم عاد، قوم ثمود اور کفار کے دوسرے گروہ مراد ہیں جن پر اللہ کا عذاب نازل ہوا۔ (تفسیر کبیر)

اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍۭ بَصِیْرٌ ﴿١٩﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ

بہمہ چیز بینا ست یا کیست ایں آنکہ او لشکر

ہر چیز کو دیکھنے والا ہے ۱؎ یا یہ کون سا تمہارا لشکر ہے جو

یَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا

مر شمارا یاری دہد شما را بجز خدای نیست کافران مگر

تمہاری مدد کرے اللہ کے سوا' کافر نہیں ہیں مگر

فِیْ غُرُوْرٍ ﴿٢٠﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ

در پنداند یا نیست ایں آنکہ روزی دہد شما را اگر باز گیرد خدا

دھوکے میں ۲؎ یا کون ہے وہ جو تمہیں روزی دیگا اگر اللہ روک لے

رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ ﴿٢١﴾ اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُكِبًّا

روزی او بلکہ ستیزہ کردند در ضد و رمیدگی آیا کیست کہ میرود سر افگند

اپنی روزی' بلکہ انھوں نے ضد اور وحشت میں جھگڑا کیا ۳؎ تو کیا وہ جو چلے سر ڈال کر

عَلٰی وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ

بر روے خود راہ یافتہ تر است یا کیست کہ میرود راست بر راہ

اپنے منھ کے بل زیادہ ہدایت یافتہ ہے یا وہ جو سیدھا چلے سیدھی

مُّسْتَقِیْمٍ ﴿٢٢﴾ قُلْ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ

راست بگو اوست آنکہ بیافرید شما را و گردانید براے شما گوش

راہ پر ۴؎ آپ فرما دیجئے وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لئے کان

وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٣﴾ قُلْ هُوَ

و دیدہا و دلہا اندکی آنکہ شکر کنید بگو اوست

اور آنکھیں اور دل بنائے تم بہت کم شکر کرتے ہو ۵؎ آپ فرما دیجئے وہی ہے

۱؎ جس طرح اللہ تعالیٰ نے زمین کو نرم کر کے انسان کیلئے مسخر بنایا اسی طرح ہوا کو پرندے کیلئے مسخر کیا (القرطبی) جاننا چاہیئے کہ آیت میں [صٰٓفّٰتٍ کے مقابلے میں قابضات کی بجائے] یَقْبِضْنَ ہے یہ اس لئے کہ حدوث اور تجدد کا اظہار ہو جائے کیونکہ اڑتے وقت پَر پھیلے رہنا اصل ہے اور پَروں کا سمیٹنا عارضی طور پر اس وقت ہوتا ہے جب پرندہ حرکت کرنے کیلئے پَروں کو سمیٹنے سے مدد لینا چاہتا ہے۔(مظہری)

۲؎ جاننا چاہیئے کہ کافرین اپنے آپ کو ایمان سے روکتے تھے اور اللہ کے رسول ﷺ کی دعوت کی جانب التفات نہیں کرتے تھے اور ایسا کرنے کی وہ دو علتیں بیان کرتے تھے۔ ایک تو یہ کہ ان کے اموال اور لشکر کے سبب جو قوت تھی وہ سمجھتے تھے کہ یہ ہمارے لئے کافی ہے' دوم یہ کہ جن بتوں کی عبادت کرتے تھے یہ لوگ انہیں چھوڑنا نہیں چاہتے تھے اور سمجھتے تھے کہ ہماری جانب تمام بھلائی پہنچ رہی ہے اور ہم اپنے اموال اور لشکر کے ذریعے ہر آنے والی مصیبت و آفات کا مقابلہ کرلیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کے ان دونوں نظریئے کو باطل فرمادیا۔ پہلا نظریہ اسی آیت سے باطل ہے [جبکہ دوسرے نظریئے کو آنے والی آیت سے باطل فرمایا] آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کافروں پر عذاب اتارنا چاہے تو کیا ان کے لشکر انھیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا سکتے ہیں؟ [ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا اسی بناء پر آگے ارشاد ہوا] کہ کافرین کھلے دھوکے میں ہیں (تفسیر کبیر)

۳؎ اس آیت میں کفار کے دوسرے نظریئے کا رد ہے مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں رزق نہ دے بلکہ روک لے تو کیا تمہارے یہ معبود رزق دے سکتے ہیں؟ یہ ایک ایسا قضیہ ہے جس کا انکار کوئی ذی عقل نہیں کرسکتا ہے کہ رزق کے اسباب کو اگر اللہ تعالیٰ روک لے یعنی بارش اور سبزہ اگانا بند کردے تو کون ہے جو بارش برسائے اور سبزہ اگائے۔ بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ: یعنی ان کے سامنے حق واضح ہے لیکن اس کے باوجود یہ لوگ سرکشی اور تکبر کی بناء پر اپنے آپ کو حق سے دور رکھتے ہیں [جاننا چاہیئے کہ فساد دو طرح کے ہوتے ہیں ایک فساد عملی اور دوم فساد نظری] عتو کہہ کر فساد عملی کی جانب اشارہ فرمایا اور نفور کہہ کر فساد نظری کی جانب اشارہ فرمایا۔(تفسیر کبیر) ۴؎ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مؤمن اور کافر کی مثال دی ہے کافر سر جھکائے چلتا ہے نہ آگے دیکھتا ہے' نہ دائیں دیکھتا ہے اور نہ بائیں دیکھتا ہے اس طرح چلنے والا کسی بھی وقت اوندھے منھ گرسکتا ہے اور ایسا چلنے والا کیا اس چلنے والی کی طرح ہوسکتا ہے جو اعتدال کے ساتھ چلتا ہو' دائیں بائیں اور سامنے دیکھ کر چلتا ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ دنیا میں ہے اور یہ ممکن ہے کہ یہاں اندھے کی چال مراد ہو' جو راستہ دیکھ کر نہ چلتا ہو۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ کافر ہے جو دنیا میں اوندھے منھ گناہوں میں گرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا حشر بھی اسکے منھ کے بل کریگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور کلبی کہتے ہیں یَمْشِیْ مُكِبًّا عَلٰی وَجْهِهٖ سے ابوجہل مراد ہے اور یَمْشِیْ سَوِیًّا سے رسول اللہ ﷺ مراد ہیں' بعض نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مراد ہیں' بعض نے کہا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مراد ہیں' بعض نے کہا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ مراد ہیں' ایک قول یہ بھی ہے کہ عام کافر اور عام مؤمن مراد ہیں (القرطبی) ۵؎ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا کہ ان کے اس اعتراف کے ساتھ کہ اللہ نے انھیں پیدا کیا' شرک کی قباحت بیان فرمایئے۔ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ: یعنی تم سب اللہ کی نعمتوں کا شکر بجا نہیں لاتے ہو حالانکہ اس نے تمہارے لئے کان' آنکھ اور دل بنائے۔(القرطبی)

الَّذِیْ ذَرَاَکُمْ فِی الْاَرْضِ وَاِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ

آنکہ بیافرید شما را در زمین و بسوے او حشر کردہ شوید و

جس نے تمہیں زمین میں پیدا کیا اور اسی کی جانب اٹھائے جاؤ گے ۱ اور

یَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۵﴾

میگویند کے باشد ایں وعدہ اگر ہستید شما راستگویان

کہتے ہیں کب (پورا) ہو گا یہ وعدہ اگر تم سچ کہنے والے ہو ۲

قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَاِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲۶﴾ فَلَمَّا

بگو جز ایں نیست دانش نزدیک خدای و جز ایں نیست من بیم کنندہ ام بیدا پس چوں

آپ فرمادیجئے اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ علم اللہ کے پاس ہے اور اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ میں کھلا ڈرسنانے والا ہوں ۳ پس جب

رَاَوْهُ زُلْفَةً سِیْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ

دیدند آنرا و بینند موعود را رویہا آنانکہ نگرویدند و

اسے دیکھیں گے تو ان کے چہرے بگڑ جائیں گے جنہوں نے کفر کیا اور

قِیْلَ هٰذَا الَّذِیْ کُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ

گفتہ شد ایں است آنکہ بودید شما باں خواندہ شوید بگو خبر کنید

کہا جائیگا یہ ہے وہ جسے تم چاہتے تھے ۴ آپ فرما دیجئے بتاؤ

اِنْ اَهْلَکَنِیَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِیَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ یُّجِیْرُ

اگر ہلاک کند مرا خدا و ہر کہ بامن است یا رحمت کند ما را پس کیست کہ رہاند

اگر اللہ مجھے اور جو میرے ساتھ ہے ہلاک کر دے یا ہم پر رحم فرمائے پس وہ کون ہے جو رہائی دلائے گا

الْکٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا

کافران را از عذاب درد ناک بگو اوست خدای گرویدیم ما

کافروں کو درد ناک عذاب سے ۵ آپ فرما دیجئے وہی ہے اللہ ہم ایمان لائے

تفسیر اظہار العرفان

۱ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاً حیوانات کے احوال سے دلیل قائم فرمائی پھر انسان کے صفات کو بیان کیا گیا اور اب انسان اور کائنات کے حدوث پر دلیل قائم فرمارہا ہے۔(تفسیر کبیر)

۲ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے نبی ﷺ کو یہ حکم دیا کہ آپ ان کو ڈرائیے۔ جب آپ نے ان کفار کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا تو کافروں نے مطالبہ کیا کہ آپ ہمیں عذاب آنے کا وقت بتائیے' ان کا یہ مطالبہ کہ جس وعدہ کا آپ ذکر کررہے ہیں آخر وہ کب آئیگا؟ ان کا یہ مطالبہ بھی ازراہِ مذاق تھا۔ یہاں وعدہ سے کیا مراد ہے اس میں دو احتمال ہیں (۱) اس سے قیامت مراد ہے (۲) اس سے مطلق عذاب مراد ہے(تفسیر کبیر)

۳ اس آیت میں اللہ تعالیٰ ان کے سوال کا جواب دے رہا ہے(تفسیر کبیر)

۴ اب اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں کفار کے اس حال کو بیان فرمارہا ہے جب ان پر اس وعدہ کا نزول ہوگا' یعنی وہ وعدہ جس کا یہ لوگ مطالبہ کررہے ہیں جب وہ ان سے قریب ہوجائے۔ حضرت حسن رَاَوْهُ کا ترجمہ کرتے ہیں جب وہ لوگ دیکھ لیں۔ سِیْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ جب کفار اس وعدہ کو دیکھیں گے تو ان کے چہرے سیاہ ہوجائیں گے۔ زجاج کہتے ہیں کہ اس وعدہ کو دیکھ کر ان کے چہرے بگڑ جائیں گے۔ وَقِیْلَ هٰذَا الَّذِیْ کُنْتُمْ بِهٖ تُکَذِّبُوْنَ: بعض نے کہا یہ ان فرشتوں کا قول ہے جو ان پر جہنم میں نگراں مقرر ہونگے۔ بعض نے کہا کہ یہ جملہ ایک دوسرے سے کہیں گے۔ تَدَّعُوْنَ: اس میں چند وجوہ ہیں (۱) یہ دعا سے مشتق ہے مطلب یہ ہوگا جسے تم طلب کرتے تھے اور اس کی تمہیں جلدی تھی (۲) یہ دعویٰ سے مشتق ہے ایسی صورت میں معنی یہ ہوگا کہ یہ ہے وہ جسے تم جھٹلاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ باطل ہے اور ہم پر کبھی بھی نہیں آئیگا (۳) کیا یہ ہے وہ جسکا تم سب مطالبہ کرتے تھے (تفسیر کبیر) ۵ جاننا چاہئے کہ کفار نے نبی کریم ﷺ کے ڈرانے پر جو کچھ کہا تھا اسکا جواب اللہ تعالیٰ نے دیا۔ پہلا جواب اس سے پہلی آیت میں گذر چکا۔ اب اس آیت میں دوسرے طریقے سے جواب دیا جارہا ہے۔ مروی ہے کہ کفار مکہ نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھ ایمان لانے والے ہلاک ہوجائیں گے جیسا کہ ایک جگہ ارشاد ہے اَمْ یَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَیْبَ الْمَنُوْنِ: یعنی یا وہ سب کہتے ہیں کہ آپ شاعر ہیں ہم زمانے کے حوادث کا انتظار کررہے ہیں [جو انہیں ہلاک کردے] دوسری جگہ ارشاد ہے بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰۤی اَهْلِیْهِمْ اَبَدًا: یعنی "بلکہ تم نے گمان کیا تھا کہ رسول اور مؤمنین اب کبھی بھی مکہ کی طرف نہیں پلٹیں گے" پھر اللہ تعالیٰ نے ان کفار کے نظریئے کا جواب دو طرح سے دیا۔ ایک تو وہ جو اس آیت کریمہ میں موجود ہے [اور دوسرا جواب آنے والی آیت میں موجود ہے] مطلب یہ ہے کہ اے محبوب! آپ فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ موت دیکر مجھے ہلاک کردے یا اپنی کرم نوازی سے میری اجل کو مؤخر کردے۔ ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی رونما ہو تمہیں اس میں کیا راحت ہے؟ اور تمہارے لئے اس میں کونسی منفعت ہے؟ اور یہ تو بتاؤ کہ آخر وہ کون ہے جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچائے جب اس کا عذاب تم پر اترے؟ کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ وہ بت جن کی تم سب پرستش کرتے ہو وہ تمہیں عذاب سے بچالینگے؟ پھر جب تمہیں یہ معلوم ہو چکا کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے تمہیں بچانے والا کوئی نہیں ہے تو تم اس کے عذاب سے بچنے کیلئے توحید نبوت اور بعث پر ایمان کیوں نہیں لاتے ہو۔ (تفسیر کبیر)

بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۹﴾

بآں و برو توکل کردیم ما پس زود بدانید ہر کہ او در گمراہی

اس پر اور اسی پر بھروسہ کیا پس بہت جلد جان لو گے کہ کون کھلی

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾

بیدا بگو خبر دہید اگر گردد آب شما فرو رفتہ پس کیست کہ بیارد بشما آب جاری را

گمراہی میں ہے[۱] آپ فرما دیجئے بتاؤ اگر تمہارا پانی نیچے چلا جائے تو کون ہے جو تمہیں جاری پانی لا کر دے[۲]

سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ قلم مکی ہے اس میں ۵۲ آیات اور ۲ رکوع ہیں [۳]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ﴿۱﴾ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ

بقلم اعلیٰ و بآنچہ می نویسند نیستی تو بنعمت پروردگار خود

قلم اعلیٰ اور جو وہ لکھتا ہے اسکی قسم ہے[۴] نہیں ہیں آپ اپنے رب کی نعمت کے سبب

بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲﴾ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ﴿۳﴾ وَاِنَّكَ

دیوانہ و ہر آئنہ ترا ست مزد نا نہادہ منت و ہر آئنہ تو بر

دیوانہ[۵] اور بیشک آپ کیلئے بے شمار اجر ہے[۶] اور بیشک آپ

لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ﴿۵﴾ بِاَيِّىكُمُ الْمَفْتُوْنُ ﴿۶﴾

مزد بزرگست پس زود باشد کہ با بینی معاندان بکدام از شما فتنہ و ملامتست

بڑے اجر پر ہیں[۷] پس بہت جلد آپ دیکھ لینگے اور معاندین بھی دیکھ لینگے[۸] کہ تم میں کون فتنہ و ملامت ہے[۹]

[۱] یعنی ہم اس رحمٰن پر ایمان رکھتے ہیں اس کی تکفیر نہیں کرتے اور ہم اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ (القرطبی)

[۲] یعنی اے گروہ قریش! اگر وہ پانی کو زمین کے اتنے نیچے لے جائے جہاں تمہارے ڈول بھی نہ پہنچ سکتے ہوں تو کون ہے جو تمہیں پانی لا کر دے گا؟ (القرطبی) اس سورت کے اختتام پر اَللّٰـهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ کہنا مستحب ہے۔ بعض متکبرین کے سامنے جب یہ آیت تلاوت کی گئی تو انہوں نے تکبر کے طور پر کہا کہ پانی زمین کے جتنے بھی نیچے چلا جائے ہماری نگاہ وہاں تک پہنچ جائیگی۔ اس تکبر کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے انہیں اندھا کر دیا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْجُرْاَةِ عَلَى اللّٰهِ وَعَلٰى اٰيَاتِهٖ [ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اللہ اور اسکی آیتوں پر ایسی جرأت سے] (جلالین) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن کی ایک سورت جسکی تیس آیات ہیں آدمی کی سفارش اتنی کریگی کہ اس شخص کو بخش دیا جائیگا اور وہ سورت تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ہے۔ (مظہری)

[۳] اس میں ۱۴۵۶ حروف اور ۳۳۰ کلمات ہیں (غرائب القرآن) اس سورت مبارکہ میں تین بنیادی موضوعات پر بحث ہے۔ رسالت، قصہ اصحاب جنہ یعنی باغ والوں کا جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے کفر کا نتیجہ تھا اور آخرت اور اسکے شدائد کا بیان ہے' اس سورت کی ابتدا رسول اللہ ﷺ کی قدر کی بلندی پر قسم سے ہے' پھر جن لوگوں نے آپکی دعوت کو ماننے سے انکار کیا ان کے انجام کا بیان ہے' پھر اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کی کفران نعمت کی مثال باغ والوں کے قصہ سے دی' اسکے بعد اہل ایمان اور مجرمین کے حالات بیان کئے گئے' اس سورت کا اختتام رسول اللہ ﷺ کو صبر کی تلقین کے حکم پر ہے (صفوۃ التفاسیر) [۴] جاننا چاہیئے کہ یہاں قلم کے بارے میں دو احتمالات ہیں (۱) قلم سے جنس قلم مراد ہے مطلب یہ ہوگا کہ جو آسمان اور زمین میں لکھتے ہوں ہر اس قلم کی قسم (۲) یہاں قلم سے وہ خاص قلم مراد ہے جس کا ذکر حدیث شریف میں آیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا پھر اسے حکم دیا کہ قیامت تک جو کچھ ہونے والے ہیں وہ سب لکھو چنانچہ قلم نے قیامت تک کے آجال اور اعمال لکھ دیئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ وہ قلم نور کا بنا ہوا ہے اور اس کی لمبائی آسمان اور زمین کے مابین لمبائی کے برابر ہے (تفسیر کبیر) [۵] مروی ہے کہ کفار نبی ﷺ کو [نعوذ باللہ] مجنون اور شیطان کہتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (لباب النقول فی اسباب النزول) [۶] حضرت ضحاک آیت کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ بیشک آپ کیلئے بغیر عمل کے اجر ہے' بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ آپ کیلئے غیر مقدور اجر ہے۔ (القرطبی) [۷] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت مجاہد یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ ادیان میں سے آپ بڑے دین پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ یہ دین پسند ہے اور اس کے علاوہ کسی اور دین سے وہ راضی بھی نہیں ہے' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپکا اخلاق قرآن تھا' حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عطیہ کہتے ہیں کہ خلق عظیم آداب قرآنی ہیں' حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر پر عمل کرنا اور اسکے نواہی سے بچنا خلق عظیم ہے' حضرت جنید کہتے ہیں کہ آپ کے خلق کو عظیم اس لئے کہا گیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا قصد نہیں فرماتے تھے۔ (القرطبی) [۸] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے روز ہم دیکھ لینگے اور وہ سب بھی دیکھ لینگے [کہ کون حق پر ہے] بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ عنقریب قیامت کے روز جب حق اور باطل خوب واضح ہوگا تو ہم دیکھ لینگے اور یہ لوگ بھی دیکھ لینگے (القرطبی) [۹] مفتون اس شخص کو کہتے ہیں جسے شیطان نے فتنہ میں ڈال کر مجنون کر دیا ہو۔ (القرطبی)

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ

ہر آئنہ پروردگار تو او دانا ست بہر کہ گمراہ شد از راہ او و او

بیشک تمہارا رب جانتا ہے (اسے) جو اسکی راہ سے گمراہ ہوئے اور وہ

أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝٧ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ ۝٨ وَدُّوا لَوْ

دانا تر ست براہ یافتگان پس فرمان مبر تکذیب کنندگانرا و دوست میدارند

خوب جانتا ہے راہ پانے والوں کو (بھی) ١ پس جھٹلانے والوں کا حکم نہ ماننا ٢ چاہتے ہیں

تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ ۝٩ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَهِينٍ ۝١٠

کہ نرمی کنی پس ایشاں نیز نرمی کنند و فرمان مبر ہر سوگند خوار ست رای

کہ نرمی کرو تو وہ بھی نرمی کریں ٣ اور ہر قسم کھانے والا ذلیل کا حکم نہ ماننا ٤

هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ۝١١ مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۝١٢ عُتُلٍّ

عیب کنندہ روندہ بسخن چینی باز دارندہ مر خیر را ستم کنندہ گنہگار سختر و

طعنہ کرنے والا چغلی کے طور پر بات لے جانے والا ٥ خیر سے روکنے والا' حد سے بڑھنے والا' گناہ کرنے والا ٦ بدمزاج

بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ۝١٣ أَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ ۝١٤ إِذَا

بعد ازیں عیبہا نہ از اصل ایشاں ہست خداوند مال و پسران چوں

ان عیبوں کے بعد یہ کہ اسکی اصل میں خطا ہے ٧ مال والا اور اولاد والا ہے ٨ جب

تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝١٥ سَنَسِمُهُ

خواندہ شود برو نشانہاے ما گفت افسانہا پیشینانست زود باشد داغ کنیم آنرا

اس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں تو کہتا ہے کہ اگلوں کی کہانیاں ہیں ٩ عنقریب ہم داغ دینگے اسے

عَلَى الْخُرْطُومِ ۝١٦ إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ

بر بنی او را ہر آئنہ ما آزمودیم ایشانرا چنانکہ آزمودیم اہل بہشت را

اسکی ناک پر ١٠ بیشک ہم نے آزمایا انہیں جیسا کہ ہم نے آزمایا اہل باغ کو

١ یعنی اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کون اسکے دین سے پھرنے والا ہے اور کون ہدایت یافتہ ہے۔ متقی ہدایت یافتہ کو اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جانتا ہے (صفوۃ التفاسیر)

٢ پس کافروں اور گمراہوں کے سردار جنہوں نے آپکی رسالت اور قرآن کو جھٹلایا' ایسے لوگوں کا کہنا نہ مانیئے۔ امام رازی کہتے ہیں کہ اہل مکہ کے سردار اپنے باپ دادا کے دین کی جانب آپ کو بلاتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کی اطاعت سے منع فرمایا۔ (صفوۃ التفاسیر)

٣ مطلب یہ ہے کہ وہ مداہنت یعنی مذہبی معاملات میں نرمی فریقین کی طرف سے چاہتے ہیں لیکن اس بات کے خواستگار ہیں کہ پہلے آپ نرمی کریں پھر وہ کریں۔ آیت کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ وہ تمہاری طرف سے نرمی کے خواستگار ہیں اس طمع میں وہ خود بھی نرمی کرتے ہیں یعنی ممانعت شرک میں تم ان کے ساتھ کچھ نرمی کر دُیا بعض امور میں ان سے کبھی کبھی موافقت کرلو تو وہ بھی تم پر طعن کرنا اور بعض امور میں تمہاری مخالفت کرنا ترک کر دینگے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ دین کے معاملہ میں نرمی کرنا حرام ہے۔ (مظہری)

٤ عمومی نہی کے بعد خصوصی نہی فرمائی [پہلے تمام جھٹلانے والوں کی اطاعت سے ممانعت تھی اب خصوصیت کے ساتھ حلاف' ہماز وغیرہ کی اطاعت سے منع فرمایا] حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے متعلق نازل ہوئی' سدی کہتے ہیں کہ یہ آیت اخنس بن شریق کے متعلق نازل ہوئی' مجاہد کہتے ہیں کہ اس آیت کا نزول اسود بن یغوث کے متعلق ہوا۔ (مظہری) اخنس بن شریق کا اصل نام اُبی تھا اور یہ بنی زہرہ کا حلیف تھا لیکن جنگ بدر کے موقع پر جب ابوسفیان کا قافلہ صحیح سلامت نکل آیا تو اس نے قریش سے کہا کہ اب ناحق لڑنے میں کوئی فائدہ نہیں۔ اپنی قوم اور بنی زہرہ کو لے کر چلا گیا۔ اخنس کے معنی علیحدگی اختیار کرنے والا۔ اس لئے اسکا نام اخنس پڑ گیا (حاشیہ لباب) ٥ هَمَّازٍ: غیبت کرنے والا' طعن اور عیب کے سبب لوگوں کے گوشت کھانیوالا۔ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ: لوگوں کے درمیان چغلی کھانے والا' ایک کی بات دوسرے تک اس لئے پہنچاتا ہے تاکہ ان دونوں کے درمیان فساد برپا ہو۔ حدیث شریف میں ہے کہ چغلی کھانے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا (صفوۃ التفاسیر) ٦ یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کرتا۔ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ: یعنی ظلم اور عدوان میں حد سے تجاوز کرنے والا۔ جاننا چاہیئے کہ چند رذائل صیغۂ مبالغہ کے ساتھ وارد ہوئے تاکہ یہ دلالت قائم ہو جائے کہ یہ رذائل کثرت سے اس میں پائے جاتے ہیں جیسے حَلَّافٍ' هَمَّازٍ' مَشَّاءٍ' مَنَّاعٍ. (صفوۃ التفاسیر) ٧ عُتُلٍّ کا معنی ہے بہت کھانے والا' مغرور بدخلق اکھڑ۔ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ: متذکرہ بری باتوں کے ساتھ ساتھ وہ زنیم بھی ہے۔ زنیم کا معنی ہے ایسا شخص جو کسی قسم میں سے بطور نسب تو نہ ہو بلکہ اس کو شامل کر لیا گیا ہو۔ زنیم دعی کو بھی کہتے ہیں اور دعی وہ شخص ہے جس کو تم بیٹا بنا لو یا وہ شخص جس کے نسب پر اعتراض ہو۔ بیضاوی نے لکھا ہے کہ زنیم کا لفظ زنمتی الشاۃ سے ماخوذ ہے بکری کے کان اور تھن اگر لٹکے ہوئے ہوں تو زنمتی الشاۃ کہلاتے ہیں۔ ولید بن مغیرہ کی عمر جب ١٨ سال ہو گئی تو اسکے باپ نے اسکے بیٹے ہونے کا اقرار کیا۔ (مظہری) ٨ یعنی اس وجہ سے تم اس کا کہنا نہ مان لینا کہ وہ مالدار اور بیٹوں والا ہے۔ مال و دولت والے کا کہنا ماننا عام لوگوں کا دستور ہے۔ (مظہری)
٩ یعنی ایسے برے انسان کے سامنے جب قرآن کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو از روئے استہزاء کہتا ہے کہ یہ تو اگلوں کی کہانیاں ہیں (صفوۃ التفاسیر) ١٠ یعنی ہم بہت جلد اس کی ناک پر ایک نشان ڈال دینگے جس سے اس کی موت تک بآسانی پہچانا جائیگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اسکی ناک پر تلوار کا نشان لگائے جائیں گے۔ (صفوۃ التفاسیر)

إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ١٧ وَلَا يَسْتَثْنُونَ ١٨

چوں سوگند خوردند ببرندہ میوہ ازاں در وقت صباح و انشاء اللہ نمی گفتند

جب انہوں نے قسم کھائی کہ صبح کے وقت وہ میوہ کاٹ لینگے [1] اور انشاء اللہ نہ کہتے [2]

فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ ١٩

پس بیاید براں طواف کنندہ از پروردگار تو و ایشاں خفتہ بودند

پس اس پر تمہارے رب کی طرف سے پھیری کرنے والا آیا اور وہ سب سوئے ہوئے تھے [3]

فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ ٢٠ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِينَ ٢١ أَنِ

پس گشت آں باغ مانند باغ میوہ چند پس ندا کردند ہمدیگر را آنکہ

پس وہ باغ ہو گیا کٹے ہوئے میوہ کے باغ کی طرح [4] پس انہوں نے ایک دوسرے کو ندا کی [5] یہ کہ

اغْدُوا عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِن كُنتُمْ صَارِمِينَ ٢٢ فَانطَلَقُوا

بیروں آیند بر دِرودن کِشت اگر ہستید شما بزرگان میوہ چند پس برفتند

باہر آئیں کھیتی کاٹنے کیلئے اگر تم میوہ کاٹنے والے ہو [6] پس چل پڑے

وَهُمْ يَتَخَافَتُونَ ٢٣ أَن لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُم مِّسْكِينٌ ٢٤

و ایشاں سخن نرم آنکہ نیایند دراں امروز بر شما درویش

اور وہ سب آہستہ بات کر رہے تھے [7] کہ اس میں آج کے روز تم پر کوئی فقیر نہ آ جائے [8]

وَغَدَوْا عَلَىٰ حَرْدٍ قَادِرِينَ ٢٥ فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوا إِنَّا لَضَالُّونَ ٢٦

و بامداد برفتند بر منع توانایان پس چوں دیدند آنرا گفتند ہر آئنہ ما گم کردہ ایم

اور صبح چل پڑے منع کرنے کی قدرت رکھتے ہوئے [9] پس جب انہوں نے اسے دیکھا تو کہا بیشک ہم راستہ بھول

بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ٢٧ قَالَ أَوْسَطُهُمْ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ

بلکہ ما بے بہرہ گانیم گفت فاضل ترین ایشاں آیا نگفتم شما را

گئے ہیں [10] بلکہ ہم بے نصیب ہوئے [11] ان کے سب سے زیادہ سمجھدار نے کہا میں نے تم سے نہیں کہا (تھا)

[1] مروی ہے کہ بدر کے دن ابو جہل نے [مسلمانوں کی تعداد کم دیکھ کر] کہا تھا کہ ان کو پکڑ کر رسیوں میں باندھ لو کسی کو قتل نہ کرنا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ ہم نے مکہ والوں کے مقابلے میں مسلمانوں کو اتنی قوت عطا فرمائی جیسی اصحاب جنہ کو دی تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ یمن میں صنعاء سے دو فرسخ کے فاصلہ پر ایک نیک شخص نے ایک باغ لگایا تھا جس کو صروان کہا جاتا تھا اس شخص کا دستور تھا کہ درانتی کی زد سے جو پھل درختوں پر بچ جاتے تھے ان کو مسکینوں کیلئے چھوڑ دیتا تھا اسی طرح پھل توڑتے میں جو پھل نیچے بچھے ہوئے فرش سے باہر گرتے تھے وہ بھی مسکینوں کے ہوتے تھے۔ باغ کے اندر کھیتی کی بھی یہی کیفیت تھی۔ کاٹتے وقت درانتی سے جو پودا بچ جاتا وہ مسکینوں کا ہوتا تھا اور فصل صاف کرنے میں جو حصہ اِدھر اُدھر منتشر ہو جاتا وہ بھی مسکینوں کا حق ہوتا تھا اس شخص کے مرنے کے بعد اس کے تین بیٹے وارث ہوئے انھوں نے آپس میں کہا کہ اس زمانہ میں مال تو کم ہے اور بچے زیادہ ہو گئے ہیں اس لئے باپ کی طرح ہم نہیں کر سکتے ایسا تو اس وقت کیا جاتا تھا جب مال زیادہ اور بچے کم تھے اب ہم ایسا نہیں کر سکتے چنانچہ باہم قسمیں کھالیں کہ اب ہم ایسا نہیں کرینگے (مظہری)

[2] یعنی انھوں نے استثناء نہیں کیا تھا۔ استثناء کے دو معنی ہیں، ایک تو یہ کہ انھوں نے اِن شاءَ اللہ نہیں کہا تھا، اِن شاءَ اللہ کو استثناء قرار دینے کی یہ وجہ ہے کہ استثناء سے بھی بعض بعد والی چیزوں کو پہلی والی چیزوں سے الگ کر لیا جاتا ہے اور اِن شاءَ اللہ کہنے سے بھی اخراج مقصود ہوتا ہے۔ دوسرا معنی یہ کہ صبح ہوتے ہی وہ پھل توڑ لینے کی قسم کھا رہے تھے اور مسکینوں کا حصہ الگ نہیں کر رہے تھے جیسا ان کا باپ کیا کرتا تھا (مظہری) [3] کلبی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ان کے باغ میں ایک آگ بھیجی جس نے باغ کو جلا ڈالا اور یہ تینوں سوئے ہوئے تھے (صفوۃ التفاسیر) [4] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ باغ جل کر سیاہ راکھ ہو گیا اور وہ سب اپنے گناہوں کے سبب باغ سے محروم ہو گئے (صفوۃ التفاسیر) [5] یعنی جب صبح ہوئی تو ایک دوسرے کو آواز دی تا کہ باغ کی جانب جائیں (صفوۃ التفاسیر) [6] یعنی وہ سب چلے اور کلام آہستہ کر رہے تھے تا کہ ان مساکین میں سے کسی ایک کو خبر نہ ہو جائے، بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ انھوں نے اپنے آپ کو لوگوں سے چھپایا تا کہ کوئی ایک دیکھ نہ لے۔ ان تینوں کا باپ باغ کی کٹوتی کے وقت فقراء اور مساکین کو بتا دیا کرتا تھا تا کہ وہ سب وقت پر حاضر رہیں۔ (القرطبی) [7] تا کہ وہ سب باغ میں داخل ہونے پر قدرت نہ رکھیں (تفسیر کبیر) [8] کہیں کوئی مسکین نہ آ جائے۔ (تفسیر کبیر) [9] آیت میں حرد سے کیا مراد ہے اس میں تین اقوال ہیں (۱) حرد بمعنی منع، ایسی صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ انھوں نے گمان کیا کہ اس طرح ہم مساکین کو روکنے پر قادر ہو جائیں گے (۲) حرد بمعنی قصد اور سرعت، اب آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ انھوں نے صبح کی اس حال میں کہ تیزی کے ساتھ اپنے باغ کی جانب قصد کرتے ہوئے (۳) حرد بمعنی علم یعنی صبح کی اس باغ کے علم پر کہ اسے کاٹنا ہے (تفسیر کبیر) [10] اِنَّا لَضَآلُّوْنَ کے یہاں دو مفہوم ہیں (۱) جب ان تینوں نے باغ کو جلا ہوا پایا تو گمان کیا کہ کہیں ہم راستہ تو نہیں بھول گئے (۲) یہ احتمال بھی ہے کہ جب انھوں نے اپنے باغ کو جلا ہوا پایا تو سمجھ گئے کہ ہم نے تو یہ ارادہ کیا تھا کہ فقراء سے اپنے آپ کو بچا کر باغ کے پھلوں کو ہم اپنی منفعت کیلئے لے جائیں گے لیکن معاملہ تو اس کے برعکس ہو گیا ہے۔ (تفسیر کبیر) [11] یعنی ہم اپنے بخل اور فقراء کے ساتھ برے ارادہ کی بناء پر اپنے باغ سے محروم ہو گئے گویا کہ انھیں اپنے برے ارادے کا علم ہو گیا (تفسیر کبیر)

لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾

چرا یاد نمی کنید گفتند پاک ست پروردگار ما ہر آئنہ ما بودیم ستمگاران

کیوں نہیں یاد کرتے ہو ١ کہا پاک ہے ہمارا رب بیشک ہم ظلم کرنے والے تھے ٢

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿٣٠﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ

پس روے کردند بعضی ایشاں بر بعضے ملامت میکردند گفتند اے وائے بر ما

پس ان کے بعض نے بعض کی جانب ملامت کرتے ہوئے چہرہ کیا ٣ کہا اے ہماری خرابی!

اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿٣١﴾ عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ

ہر آئنہ ما بودیم از حد گذرگان شاید پروردگار ما آنکہ بدل کند ما را بہتر است ازاں

بیشک ہم حد سے گذرنے والے تھے ٤ شاید ہمارا رب اس سے بہتر ہمارے لئے بدل دے

اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿٣٢﴾ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۭ وَلَعَذَابُ

ہر آئنہ ما بسوے پروردگار خود رغبت کنندگانیم اینچنیں است عذاب و ہر آئنہ عذاب

بیشک ہم اپنے رب کی طرف رغبت کرنے والے ہیں ٥ اس طرح عذاب ہے اور بیشک آخرت کا

الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٣﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ

آخرت بزرگتر است اگر بودند میدانند ہر آئنہ مر متقیان نزد

عذاب بڑا ہے، اگر وہ سب جانتے ٦ بیشک پرہیزگاروں کیلئے

رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٣٤﴾ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿٣٥﴾ۭ

پروردگار ایشاں بوستانہا با نعمت آیا گردانیم مسلمانانرا مانند مجرمان

انکے رب کے پاس نعمت والے باغات ہیں ٧ کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کی طرح کر دیں ٨

مَا لَكُمْ ۟ وقفہ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿٣٦﴾ۚ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿٣٧﴾ۙ

چیست شما چگونہ حکم میکنید آیا شما را ست نوشتہ دراں کتاب میخوانید

تمہیں کیا ہوا کیسا حکم لگاتے ہو ٩ کیا تمہارے لئے کوئی کتاب ہے کہ جس میں پڑھتے ہو ١٠

١ ابوصالح کہتے ہیں کہ ان کے یہاں اِن شاءَ اللہ کی بجائے سبحان اللہ کہنا مروج تھا اس لئے انھوں نے تُسَبِّحُوْنَ کہا۔ ان کے آپس میں کہنے کا مطلب یہ تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کی پاکی کیوں نہیں بیان کرتے ہو اور جو کچھ اس نے تمہیں عطا فرمایا اس پر شکر کیوں نہیں بجالاتے ہو۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ تم نے جو کچھ کیا ہے اس پر مغفرت کیوں نہیں طلب کرتے ہو اور اپنی نیت کی خباثت سے توبہ کر کے اس کی جانب حسنِ نیت کے ساتھ رجوع کیوں نہیں لاتے ہو۔ (القرطبی)

٢ پس اسوقت ان تینوں نے کہا کہ ہم نے جو کیا ہے ہمارا رب اس سے پاک ہے بلکہ مساکین کو روک کر ہم نے خود اپنے اوپر ظلم کیا (صفوۃ التفاسیر)

٣ یعنی ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ تم نے اس کام کیلئے ہمیں مشورہ دیا دوسرا کہتا کہ تم نے ایسا کرنے کو کہا ہمیں فقر سے ڈرایا اور مال جمع کرنے کو کہا۔ (صفوۃ التفاسیر)

٤ یعنی انہوں نے اپنے جرم کا اعتراف کیا (صفوۃ التفاسیر)

٥ اس جملہ میں امید کا سبب بیان کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا انعامِ الٰہی حاصل کرنے کا سبب ہوتا ہے یعنی امید انعام ہم کو اپنے رب سے اس لئے ہے کہ اسی کی طرف ہمارا رخ ہو گیا ہے اور جس کا رخ رب کی طرف ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمت عطا فرماتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ جب ان لوگوں نے خالص دل سے توبہ کر لی اور اللہ نے ان میں سچائی دیکھی تو اللہ تعالیٰ نے سوختہ باغ کے عوض ان کو ایک اور باغ عطا فرمایا جس کو جنون کہا جاتا تھا اس باغ کے انگوروں کی یہ حالت تھی کہ ایک ایک خوشہ خچر پر لادا جاتا تھا۔ (مظہری) ٦ جاننا چاہیئے کہ اس قصہ کے بیان کے دو مقصد ہے (١) اس سورت کے شروع میں جب اس سرکش کے بارے میں بیان ہوا کہ وہ مال اور اولا د والا ہے تو اصحاب جنہ کا واقعہ بیان ہوا تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ مال اور اولا د تو ابتلاء کیلئے عطا فرماتا ہے پس جو کوئی مال اور اولاد کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریگا اللہ تعالیٰ اسے بھی تباہ و برباد کر دیگا (٢) باغ والے صبح سویرے اپنے باغ کی جانب گئے تا کہ خود باغ سے نفع حاصل کریں اور فقراء اور مساکین کو کچھ نہ دینا پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے معاملہ اس کے برعکس کر دیا، پس اسی طرح اہل مکہ بدر کے روز نکلے تھے کہ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کو شہید کریں معاملہ اس کے الٹ ہو گیا۔ (تفسیر کبیر) ٧ ان کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کے احوال کو بیان فرما رہا ہے۔ جنات نعیم ایسے باغات کو کہتے ہیں جن میں خالص نعمتیں ہوتی ہیں اور وہ نعمتیں کبھی منقطع نہیں ہوتیں۔ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو کفار مکہ نے مسلمانوں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہمیں تم پر فضیلت دی پس ضروری ہے کہ آخرت میں بھی ہمیں تم پر فضیلت عطا فرمائیگا اگر ایسا نہیں ہوگا تو مساوات نہیں ہوگی (تفسیر کبیر) ٨ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے قول کا اس آیت میں جواب دیا۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ مطیع اور عاصی کے درمیان مساوات جائز نہیں ہے (تفسیر کبیر) ٩ جب اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلی آیت میں واضح فرما دیا کہ مسلمین اور مجرمین کو ایک جیسا نہیں کر سکتے یہ بہت دور کی بات ہے تو اب اس آیت میں علی سبیل الالتفات اسی کو مقرر کیا جا رہا ہے اسی بناء پر حاضر کے صیغے سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد ہوا کہ تمہیں کیا ہوا کہ تم ایسا حکم لگاتے ہو حالانکہ یہ حکم بڑا ٹیڑھا ہے (تفسیر کبیر) ١٠ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اس فرمان کی طرح ہے اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ کیا تمہارے پاس کوئی کھلی دلیل ہے۔ اسی طرح ارشاد ہے فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ پس تم اپنی کتاب لاؤ، اگر تمہارے پاس کوئی کتاب ہو [نہ ان کے پاس کوئی کتاب ہے اور نہ کبھی وہ لاسکیں گے اس لئے ان کا نظریہ ہی غلط ہے] (تفسیر کبیر)

تبٰرك الذی ٢٩ — ١٣٣٩ — القلم ٦٨

اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ﴿٣٨﴾ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا

هر آئنه مر شما را دراں کتاب آنچه خواهید آیا شما را ست عهد بر ما

بیشک تمہارے لئے اس کتاب میں ہے جو تم چاہتے ہو ا کیا تمہارے لئے ہم پر عہد ہیں

بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿٣٩﴾ سَلْهُمْ

رسیده تا روز قیامت هر آئنه مر شما را ست آنچه حکم کنید پرس از ایشاں

جو قیامت کے روز تک پہنچتے ہوں' کہ تمہارے لئے ہے جو دعویٰ تم کرتے ہو ۲ ان سے پوچھو

اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ﴿٤٠﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَائِهِمْ

کدام از ایشاں ایں حکم پاینده است یا ایشانرا انبازانند پس بیارند شریکان خود را

ان میں سے کون ہے جو اس حکم کو باقی رکھنے والا ہے ۳ یا ان کیلئے شریک ہیں تو اپنے شریکوں کو لائیں

اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿٤١﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّ

اگر هستند راستگویان روزیکه پرده برداشته شود از کارے و

اگر سچ کہنے والے ہیں ۴ جس روز کام سے پردہ اٹھا دیا جائیگا اور

يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿٤٢﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ

خوانده شود بسجده کردن پس نتوانند فروتر دیدہاے ایشاں

سجدہ کرنے کو بلایا جائیگا پس نہ کر سکیں گے ۵ ان کی نگاہیں نیچی ہونگیں

تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ

فرا گیرد ایشانرا خواری و هر آئنه بودند میخوانند بسوے سجده کردن و ایشاں

ان پر خواری چڑھ رہی ہو گی' اور بیشک سجدہ کرنے کیلئے بلائے جاتے تھے اور وہ سب

سٰلِمُوْنَ ﴿٤٣﴾ فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ

تندرست بودند پس بگذار مرا و هر که تکذیب کند بایں حدیث

تندرست تھے ۶ پس مجھے چھوڑ دو اور جو اس بات کو جھٹلاتا ہے

منزل ٧

ا یعنی کیا جو تم چاہتے ہو تمہاری کتاب میں ہے؟ (صفوۃ التفاسیر)

۲ کیا تمہارے لئے ہم پر کوئی عہد ہے؟ ابن کثیر کہتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ تم جو ارادہ کرتے ہو اس کے حصول کیلئے کیا تمہارے ساتھ ہمارا کوئی معاہدہ ہے؟ (صفوۃ التفاسیر)

۳ یعنی اے محمد ﷺ! وہ لوگ جو اپنی طرف سے من گھڑت باتیں میری جانب منسوب کرتے ہیں آپ ان سے پوچھیئے کہ اس میں تمہارا کون کفیل ہے؟ ان کفار کا دعوی تھا کہ خیر ان کیلئے ہے مسلمانوں کیلئے نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ زعیم سے وہ مراد ہے جو دعوی پر حجت قائم کرے۔ حسن کہتے ہیں کہ آیت میں زعیم سے رسول مراد ہیں (القرطبی)

۴ کیا ان کے پاس گواہ ہیں ان اقوال پر جو وہ کہتے ہیں اگر ہیں تو پیش کریں (القرطبی)

۵ ساق یعنی پنڈلی کے کشف سے مراد ہے میدانِ محشر میں نورِ الٰہی کی ایک مخصوص تجلی۔ مروی ہے کہ کچھ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں دوپہر کے وقت جبکہ ابر بھی نہ ہو کیا تم کو سورج کے دیکھنے میں کچھ اشتباہ ہوتا ہے یا چودھویں تاریخ کو ابر نہ ہو تو تم کو چاند دیکھنے میں کوئی رکاوٹ ہوتی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے فرمایا: جیسے تم کو چاند اور سورج کے دیکھنے میں اشتباہ نہیں ہوتا ہے اسی طرح قیامت کے دن اللہ کے دیکھنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ قیامت کا دن ہوگا تو ایک اعلانچی اعلان کریگا ہر گروہ اپنے اپنے معبود کے پیچھے چلا جائے۔ حکم ہوتے ہی مورتیوں اور استہانوں کی پوجا کرنے والے دوزخ میں گرنے لگیں گے کوئی بغیر گرے نہیں رہے گا جب کہ اللہ کی عبادت کرنے والوں کے سوا خواہ نیک ہوں یا بد کوئی باقی نہ رہے گا تو یہودیوں کو بلایا جائیگا اور دریافت کیا جائیگا کہ تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ اللہ کے بیٹے عزیر کی۔ ارشاد ہوگا کہ تم جھوٹے ہو اللہ نے تو اپنے لئے نہ بیوی بنائی نہ اولاد' پھر ارشاد ہوگا کیا چاہتے ہو؟ وہ عرض کرینگے پروردگار ہم پیاسے ہیں ہم کو پانی پلا' ارشاد ہوگا کیا تم کو دکھتا نہیں' جہنم اسوقت سراب کی طرح [پانی کا دھوکا] ہوگی۔ سب کو ہنکا کر جہنم کی طرف لے جایا جایگا۔ حقیقت میں جہنم [کی آگ اتنی تیز ہوگی کہ] کا ایک حصہ دوسرے کو کھا رہا ہوگا سب جا کر اس میں گر پڑیں گے پھر عیسائیوں کو بلایا جائیگا اور پوچھا جائیگا کہ کس کی عبادت کرتے تھے؟ عرض کرینگے اللہ کے بیٹے مسیح کی۔ ارشاد ہوگا جھوٹے ہو اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے وہی بیان فرمایا جو یہودیوں کے متعلق فرمایا تھا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ کے سوا جو کوئی جس کی پوجا کرتا تھا خواہ سورج ہو یا چاند یا مورتیاں اسکے معبود کو مجسم بنا کر اسکے سامنے لایا جائیگا' جو عزیر علیہ السلام کے پرستار تھے ان کے سامنے عزیر کے شیطان کو اور جو مسیح علیہ السلام کے پرستار تھے ان کے سامنے مسیح کے شیطان کو لایا جائیگا اور سب لوگ اپنے اپنے معبودوں کے ساتھ جہنم میں چلے جائیں گے (مظہری) ۶ مؤمنین اپنے سروں کو اوپر اٹھائے ہوئے ہونگے ان کے چہرے برف سے زیادہ سفید ہونگے جبکہ منافقین اور کافرین کے چہرے سیاہ ہونگے۔ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ الخ: حضرت ابراہیم تیمی کہتے ہیں کہ دنیا میں جب اذان اور اقامت کے ذریعے انہیں بلایا جاتا تھا تو یہ لوگ انکار کرتے تھے' حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ یہ لوگ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کی صدا سنتے تھے لیکن اسکا جواب نہیں دیتے تھے۔ کعب الاحبار کہتے ہیں کہ یہ آیت جماعت سے پیچھے رہ جانے والوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ (القرطبی)

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاُمْلِيْ

زود باشد بگیریم ایشانرا ازانجا که نمیدانند و مهلت دہم ایشانرا

جلد ہم پکڑیں گے اسے اس جگہ سے کہ علم بھی نہ ہو گا ۱؎ اور انہیں مہلت دونگا

لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۴۵﴾ اَمْ تَسْـَٔـلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ

ہر آئنہ عقوبت من محکمست یا میخواہد ایشانرا مزد پس ایشاں از تاوان

بیشک میری سزا محکم ہے ۲؎ یا تم ان سے اجرت چاہتے ہو تو وہ سب تاوان

مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ

گر انبارانند یا نزدیک ایشاں پوشیدہ پس ایشاں می نویسند پس صبر کن

تلے دبے ہوئے ہیں ۳؎ یا ان کے پاس غیب ہے اور وہ سب لکھتے ہیں ۴؎ پس صبر کیجئے

رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ

مر حکم پروردگار خود و مباش مانند خداوند ماہی چوں آواز داد و او

اپنے رب کے حکم کیلئے اور نہ ہو جاؤ مچھلی والے کی طرح' جب آواز دی اور وہ

مَكْظُوْمٌ ﴿۴۸﴾ لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَاۗءِ

پُر بود از خشم اگر نہ آنست کہ دریافت او نعمت از پروردگار او البتہ افگندہ شدی

بھرے ہوئے تھے غصہ سے ۵؎ اگر انکے رب کی نعمت نہ پہنچ جاتی تو ضرور ڈال دیا جاتا

وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿۴۹﴾ فَاجْتَبٰىهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۵۰﴾

بصحرائے خالی از گیاہ و او بد حال بودے پس برگزید او را پروردگار او پس ساخت او از نیکوکاران

صحرا میں جو سبزہ سے خالی ہوتا اور وہ بدحال ہو جاتے ۶؎ پس انہیں انکے رب نے چن لیا اور انہیں نیکوکار میں کیا ۷؎

وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ

و ہر آئنہ نزدیک بود آنانکہ نگرویدند ہر آئنہ بلغزانند ترا بدیدہاے ایشاں

اور بیشک قریب تھا کہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تمہیں گرا دیتے اپنی آنکھوں سے

تفسیر اظہار العرفان

۱؎ سدی کہتے ہیں کہ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ سے قرآن مراد ہے' بعض نے کہا کہ قیامت کا دن مراد ہے۔ اس آیت میں نبی ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ فکر نہ کریں میں ان کے کئے کا بدلہ دونگا اور میں ان سے انتقام لونگا' پھر فرمایا کہ ہم انہیں بہت جلد پکڑیں گے کہ انہیں خبر بھی نہ ہوگی پس اللہ تعالیٰ نے بدر کے روز انہیں عذاب کیا (القرطبی)

۲؎ یعنی ہم انہیں جلدی موت نہیں دینگے بلکہ ہم انہیں ڈھیل دیتے رہیں گے یہاں تک کہ میرا عذاب اچانک انہیں آ پکڑے گا (القرطبی)

۳؎ اس آیت سے مقصد یہ ہے کہ انہیں ڈرایا جائے اور اس بات پر تنبیہ بھی ہے کہ رسول تو اپنی تبلیغ پر تم سے کچھ طلب نہیں کرتے اگر وہ کچھ طلب کرتے تو تم قرضے تلے دب جاتے (صفوۃ التفاسیر)

۴؎ کیا ان کے پاس لوح محفوظ کا وہ علم ہے جس میں غیب لکھا ہوا ہے (صفوۃ التفاسیر)

۵؎ وہب بن منبہ کا بیان ہے کہ حضرت یونس بن متی ایک نیک بندے تھے مگر طبیعت میں کچھ عجلت پسندی تھی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس طرح ہے کہ علاوہ نینوی جو کہ موصل میں تھا ایک لاکھ یا اس سے کچھ زیادہ لوگ آباد تھے ان کی ہدایت کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو بھیجا جب قوم نے حکم نہ مانا تو حضرت یونس علیہ السلام نے انہیں اطلاع دی کہ تین روز میں صبح کے وقت تم پر عذاب آجائیگا۔ اہل نینوی نے آپس میں کہا کہ یونس نے اللہ پر دروغ بندی نہیں کی ہے۔ اچھا دیکھتے رہے اگر یونس رات بھر ساتھ رہے تو سمجھ لو کہ کچھ نہ ہوگا اور رات کو نہ رہے کہیں نکل جائے تو سمجھ لو کہ سچا ہے صبح کو عذاب آئیگا۔ چنانچہ حضرت یونس علیہ السلام آدھی رات کو ہی نینوی سے نکل گئے اور صبح کو عذاب کا ظہور ہونے لگا سروں سے میل بھر اونچا کالا بادل بلکہ سخت دھواں چھا گیا اور پھر نیچے اتر کر شہر کو ڈھانپ لیا گھروں کی چھتیں تک کالی پڑ گئیں لوگوں نے یہ کیفیت دیکھی تو ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ حضرت یونس علیہ السلام کو تلاش کیا تو وہ نہ ملے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں توبہ کا ارادہ پیدا کر دیا سب مرد' عورتیں اور بچے اور چوپائے شہر کے باہر میدان میں نکل کر کھڑے ہوئے۔ کمبل کا لباس پہن لیا ماں کو بچہ سے اور چوپائے کو اس کے بچہ سے الگ کر دیا' خلوص نیت کے ساتھ ایمان لے آئے اور توبہ کی۔ بارگاہِ الٰہی میں گڑگڑائے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرما دیا ان کی دعا قبول کر لی آیا ہوا عذاب دور کر دیا۔ یہ واقعہ دس محرم کا ہے۔ اِدھر حضرت یونس علیہ السلام بستی سے نکل کر نزول عذاب اور قوم کی بربادی کے منتظر تھے لیکن جب کچھ نظر نہ آیا اور ان کا قول بظاہر غلط ثابت ہوتا نظر آیا تو کہنے لگے کہ اب میں جھوٹا ثابت ہو جاؤنگا قوم کے سامنے کیسے جاؤں گا یہ خیال کر کے چل دیئے اور سمندر میں پہنچ گئے وہاں ایک کشتی پر کچھ لوگ سوار ہو رہے تھے حضرت کو دیکھ کر بے کرایہ سوار کر لیا لیکن کشتی سمندر میں پہنچ کر کھڑی ہو گئی نہ آگے بڑھتی تھی نہ پیچھے ہٹتی تھی۔ لوگوں نے کہا کہ آج اس میں نئی بات پیدا ہو گئی ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کا سبب میں ہوں' خلاصۂ کلام یہ کہ تین بار قرعہ ڈالا تینوں بار حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا۔ کشتی کے قریب ایک مچھلی منہ کھولے حکم ربی کی منتظر تھی۔ حضرت نے فرمایا: خدا کی قسم تم سب ہلاک ہو جاؤ گے ورنہ مجھے سمندر میں پھینک دو۔ مجبوراً لوگوں نے آپ کو سمندر میں ڈال دیا فوراً مچھلی نے لے لیا اور لوگ کشتی لے کر چل دیئے (مظہری) ۶؎ یعنی اگر اللہ کی رحمت نہ ہوتی تو ان کو چٹیل میدان میں ڈال دیا جاتا۔ (مظہری) ۷؎ جاننا چاہیئے کہ صوفی پر لازم ہے کہ مخلوق کی طرف سے جو دکھ پہنچے اس پر صبر کرے۔ منکروں کے حق میں بددعا کرنی جائز نہیں ہے کیونکہ منکرینِ نبی کے خلاف بھی بددعا کرنے کی اللہ نے اجازت نہیں دی بلکہ صبر کرنے کا حکم دیا۔ (مظہری)

لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ﴿٥١﴾ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ﴿٥٢﴾

آنوقت کہ شنیدند قرآنرا و میگویند کہ او دیوانہ است و نیست او مگر پندے برائے عالمیان

جس وقت کہ انہوں نے قرآن سنا اور کہتے ہیں کہ وہ دیوانہ ہے ۱ اور نہیں ہے وہ مگر عالمین کیلئے ایک نصیحت ۲

سُورَةُ الْحَاقَّةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَخَمْسُونَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ

سورہ حاقہ مکی ہے' اس میں ۵۲ آیات اور ۲ رکوع ہیں ۳

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

الْحَاقَّةُ ﴿١﴾ مَا الْحَاقَّةُ ﴿٢﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ ﴿٣﴾

حالتیکہ حق است وقوع آں و چہ دانی تو چیست حالتی

وہ حالت جسکا وقوع حق ہے ۴ اور تجھے کیا معلوم وہ کیا حالت ہے ۵

كَذَّبَتْ ثَمُودُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ﴿٤﴾ فَأَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا

تکذیب کردند قوم ثمود و عاد بروز قیامت پس اما ثمود پس ہلاک شدند

قوم ثمود اور عاد نے قیامت کے دن کو جھٹلایا ۶ پس ثمود تو ہلاک کئے گئے

بِالطَّاغِيَةِ ﴿٥﴾ وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ﴿٦﴾

بسبب طغیان و اما عاد پس ہلاک شدند بباد سخت از حد گذشتہ

سخت تیز آواز کے سبب ۷ اور عاد پس ہلاک کئے گئے سخت تیز ہوا سے ۸

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا

مسخر گردانید آنرا بر ایشاں ہفت شب و ہشت روز

وہ ان پر لگاتار قائم رہی سات راتیں اور آٹھ روز تک از روئے نحس

۱ مروی ہے کہ کافروں نے آپ کو نظر لگانا چاہی تو قریش میں سے ایک شخص نے آپ کی طرف دیکھا اور کہا کہ ہم نے ان کی مثل کسی کو نہیں دیکھا اور نہ انکی دلیلوں کی طرح کوئی اور دلیل دیکھی۔ کہا جاتا ہے کہ قبیلہ بن اسد کی نظر کی یہ کیفیت تھی کہ اگر ان میں سے کسی کے سامنے موٹی گائے یا موٹی اونٹنی گذر جاتی اور وہ اسے دیکھ کر کہتے اے باندی! ذرا ٹوکری اور درہم لے جانا اور اسکا گوشت لے کر آنا تو وہ جانور اسی جگہ گر پڑتا اور اسے ذبح کر دیا جاتا۔ کلبی کہتے ہیں کہ عرب میں ایک شخص تھا جب دو تین روز تک بھوکا رہ کر اپنے خیمہ میں لوٹ آتا اور اُدھر سے اونٹ یا بکریاں گذرتیں اور وہ کہہ دیتا کہ آج تک ان سے خوبصورت ہم نے بکریاں اور اونٹ نہیں دیکھے تو وہ کچھ دور ہی جانہ پاتے کہ ان میں سے چند جانور گر کر مر جاتے تھے۔ ان کافروں نے اس شخص سے درخواست کی کہ رسول اللہ ﷺ کو نظر لگائے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی حفاظت فرمائی اور یہ آیت نازل فرمائی۔ (القرطبی)

۲ یعنی یہ قرآن عالمین کیلئے نصیحت ہے، بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ حضرت محمد ﷺ عالمین کیلئے نصیحت ہیں آپ لوگوں کو وعظ و نصیحت فرماتے ہیں۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ یہ قرآن آپ کیلئے اور آپکی قوم کیلئے ایک شرف ہے۔ نبی کریم ﷺ بھی عالمین کیلئے شرف ہیں (القرطبی)

۳ اس میں ۱۰۵۶ حروف اور ۲۸۰ کلمات ہیں (غرائب القرآن) یہ سورت بھی دیگر مکی سورتوں کی طرح ہے، جس میں عقیدہ اور ایمان کی تثبیت ہے' قیامت اور اسکی ہولناکیوں کا ذکر ہے' قوم عاد' ثمود' قوم لوط' فرعون' قوم نوح وغیرہ جھٹلانے والوں کا ذکر ہے' اسی طرح اس میں سعداء اور اشقیاء کے احوال کا ذکر ہے اس سورت کا اصل محور قرآن کریم کی صداقت کا بیان ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور رسول اللہ ﷺ کفار کے سارے الزامات سے بری ہیں۔ اس سورت کا اختتام اس پر ہے کہ قرآن مؤمنین کیلئے رحمت ہے اور کافرین کیلئے حسرت ہے (صفوۃ التفاسیر) ۴ اس سے مراد قیامت ہے' قیامت کو حاقہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں امور حق ثابت ہونگے' بعض نے کہا کہ حاقہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ قیامت کے وقوع میں کوئی شک نہیں ہے۔ بعض نے کہا کہ قیامت کو حاقہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس روز اہل جنت کا اہل جنت ہونا اور اہل نار کا اہل نار ہونا ثابت ہو جائیگا' بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ اس روز ہر انسان کی حقیقت اسکے عمل کے بدلے واضح ہو جائیگی اس لئے اسے حاقہ کہا گیا۔ (القرطبی) ۵ یعنی قیامت کی ہولناکیاں اتنی سخت ہیں کہ کوئی بھی اپنی عقل اور وہم سے اسکی کیفیات کو نہیں جان سکتا۔ (تفسیر کبیر) ۶ یعنی جو انسان کو افزاع و ہولناکیوں سے' آسمان کو انشقاق و انفطار سے' پہاڑوں کو روئی کے گالوں کی طرح کر کے اور ستاروں سے ان کی روشنی سلب کر کے قیامت برپا کر دے (تفسیر کبیر) بعض نے کہا کہ یہاں قارعہ قرعۃ سے ماخوذ ہے اس روز ایک قوم کو بلندی ملے گی جبکہ دوسری قوم پست ہوگی' بعض نے کہا کہ قارعہ وہ عذاب ہے جو دنیا میں ان پر نازل ہوا۔ ان کے نبی اس عذاب سے انہیں ڈراتے رہتے تھے لیکن ان لوگوں نے اپنے نبیوں کو جھٹلایا (القرطبی) ۷ حضرت قتادہ طاغیہ کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں سخت تیز آواز سے ہلاک کیا' کلبی کہتے ہیں کہ طاغیہ سے مراد کڑک ہے' مجاہد کہتے ہیں کہ گناہوں کے سبب انھیں ہلاک کیا گیا (القرطبی) ۸ یعنی ایسی سرد ہوا جس کی ٹھنڈک انسان کو مار ڈالے جس طرح سخت گرم ہوا کی گرمی۔ بعض نے کہا کہ شدید صوت کو کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کا غضب ان پر آن پہنچا تو ان لوگوں میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ اس غضب سے اپنے آپکو بچا سکتے۔ (القرطبی)

فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ⑦

پس تو میدیدے قوم عاد دراں مردہ افتادہ گویا ایشاں اجسام درخت خرما

پس تو قوم عاد کو اس میں مُردہ پڑے دیکھو گے گویا کہ وہ کھجور کے درخت کے تنے ہیں ١

فَهَلْ تَرَىٰ لَهُم مِّن بَاقِيَةٍ ⑧ وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَن قَبْلَهُ

پس آیا بینی ایشانرا ہیچ باقی و آمد فرعون و ہر کہ پیش او و بود

پس کیا تم ان میں سے کسی کو باقی دیکھتے ہو؟٢ اور فرعون اور وہ جو اس سے پہلے تھے اور الٹی ہوئیں بستیوں والے

وَالْمُؤْتَفِكَاتُ بِالْخَاطِئَةِ ⑨ فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ

و اہل دیہاے موتفکہ بگناہان پس عاصی شدند فرستادہ پروردگار خود پس بگرفت ایشانرا

سب گناہ کے مرتکب ہوئے ٣ پس انھوں نے اپنے رب کے رسول کی نافرمانی کی تو اس نے انہیں پکڑا

فَأَخَذَهُمْ أَخْذَةً رَّابِيَةً ⑩ إِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ

گرفتنی سخت ہر آئنہ ما آنوقت کہ طغیان کرد آب برداشتیم شما را در کشتی

سخت پکڑ کے ساتھ ٤ بیشک اس وقت جب پانی خوب تیز ہوا تو ہم نے تمہیں کشتی میں سوار کیا ٥

فِي الْجَارِيَةِ ⑪ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ ⑫

تا گردانیم آنرا براے شما پندے و نگاہدارد آنرا گوش نگاہدارد پس چوں

تا کہ اسے تمہارے لئے نصیحت کر دیں اور اسے محفوظ رکھے محفوظ رکھنے والی کان ٦ پس جب

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ ⑬ وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَ

دمیدہ شود در صور یکبار دمیدن و برداشتہ شود زمین و

صور میں ایک بار پھونک دیا جائے ٧ اور زمین اٹھا دی جائے اور

الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً ⑭ فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ

کوہ ہا پس شکستہ شود یکبار شکستنی پس آنروز واقع شود

پہاڑ تو ایک ہی مرتبہ میں چور ہو جائے ٨ پس اس روز واقع ہو گی

١ اس عذاب کی ابتدا کس روز سے ہے اس کے بارے میں اختلاف ہے (١) اتوار کی صبح سے (٢) جمعہ کی صبح سے (٣) بدھ کی صبح سے۔ وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ یہ طوفان ان ایام میں آیا تھا جن کو عرب ایام عجوز پچھلی سردی کے دن کہتے تھے ان دنوں میں سخت سردی اور تیز ہوائیں چلتی ہیں۔ ان ایام کو عجوز کہنے کی وجہ بھی بیان کی گئی ہے کہ قوم عاد کی ایک بوڑھی عورت طوفان سے بچنے کیلئے ایک تہ خانے میں گھس گئی تھی لیکن ہوا نے اسکو وہاں بھی جالیا۔ یہ عذاب کے آٹھویں دن کا واقعہ تھا اس کے بعد عذاب ختم ہو گیا۔ وہب کہتے ہیں کہ بدھ کی صبح سے عذاب کی ابتدا ہوئی اور دوسرے بدھ کی شام تک جاری رہا۔ ابن شجرہ کہتے ہیں کہ ہوا ان کے منہ سے داخل ہوئی اور پیٹ میں جو کچھ تھا ان کو لیکر دُبر سے نکل گئی ایسی صورت میں انسان ایسا ہی خالی رہ گیا جیسے کھجور کا خالی تنا۔ (القرطبی)

٢ یعنی کوئی گروہ باقی ہے یا کوئی جان باقی ہے۔ ابن جریج کہتے ہیں کہ وہ لوگ سات راتیں اور آٹھ دنوں تک اللہ تعالیٰ کے اس عذاب میں زندہ رہے پس جب آٹھویں دن کی شام ہوئی تو وہ سب مر گئے پھر ہوا نے ان سب کو اٹھا کر دریا میں ڈال دیا۔ (القرطبی)

٣ اب یہ دوسرا قصہ فرعون کا بیان ہو رہا ہے یعنی فرعون اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے ان لوگوں نے کفر کیا جیسا کہ یہ لوگ کفر کر رہے ہیں (تفسیر کبیر)

٤ یہاں رب کے رسول سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں پس فرعون اور اس کے حواریوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی۔ (تفسیر کبیر)

٥ یہاں سے اب تیسرا واقعہ شروع ہو رہا ہے جو حضرت نوح علیہ السلام اور آپکی قوم سے متعلق ہے (تفسیر کبیر) ٦ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو تمہارے لئے نصیحت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے چھوڑا۔ (القرطبی) ٧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صور ایک سینگ ہوگا جس میں پھونکا جائیگا۔ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ: اس سے مراد نفخہ بیہوشی ہے یعنی وہ نفخہ جس کی آواز سن کر ہر زندہ بیہوش ہو جائیگا۔ کتنی مرتبہ صور پھونکا جائیگا تعداد میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ تین بار نفخہ صور ہوگا (١) نفخہ فزع: جس کو سن کر سب گھبرا جائیں گے (٢) نفخہ صعق: جس کو سن کر سب بیہوش ہو جائیں گے اور مر جائیں گے (٣) نفخہ بعث: جس کو سن کر سب اٹھیں گے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ صرف دو بار پھونکا جائیگا اور نفخہ فزع ہی نفخہ صعق ہے گھبراہٹ اور بیہوشی لازم وملزوم ہیں لوگ صور کی آواز سن کر اتنے گھبرا جائیں گے کہ مر جائیں گے قرطبی نے اسی قول کو صحیح قرار دیا ہے (مظہری) ٨ دَكٌّ کا معنی ہے کوٹنا، ڈھانا۔ جوہری نے کہا ہے کہ اسکا اصل معنی ہے توڑ پھوڑ دینا۔ بغوی نے یہی ذکر کیا ہے کہ جوہری نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ دَکّ کا معنی ہے نرم زمین۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے دُكَّتِ الْجِبَالُ دَكًّا یعنی پہاڑوں کو نرم زمین کی طرح کر دیا جائیگا۔ حاصل یہ کہ زمین یکدم ہموار ہو جائیگی اس میں کوئی نشیب وفراز نظر نہیں آئیگا۔ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ زمین اور پہاڑ غبار ہو جائیں گے اور وہ غبار چہروں پر پڑ جائیگا۔ اہل ایمان کے چہرے پر نہیں پڑیگا۔ کفار ہی کے چہرے غبار آلود اور دھواں دار ہونگے۔ آیت میں صرف شرط کا بیان ہے جزا محذوف ہے یعنی جب صور پھونکا جائیگا اور زمین اور پہاڑ اپنی جگہ سے اٹھا کر توڑ پھوڑ دیئے جائیں گے تو اس وقت دنیا ختم ہو جائیگی اور قیامت آجائیگی گویا کہ قیامت کے آنے کی ایک صورت بیان کی گئی ہے۔ (مظہری)

اَلْوَاقِعَةُ ﴿۱۵﴾ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ﴿۱۶﴾

واقع شونده و شگافتہ شوند آسمان پس آسمان آنروز ست بود

واقع ہونے والی ۱ اور آسمان پھٹ جائے پس اس روز آسمان بہت کمزور ہو گا ۲

وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ؕ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ

و فرشتگان بر کنار ہاے و بردارد عرش پروردگار تو بالاے ایشاں

اور فرشتے اس کے کناروں پر اور تیرے رب کا عرش ان کے اوپر اٹھائیں گے

يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿۱۷﴾ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ

آنروز ہشت ملک آنروز عرض کرده شود پنہاں نماند از شما

اس روز آٹھ فرشتے ۳ جس روز پیش کئے جائیں گے تو تم سے نہیں چھپے گا

خَافِيَةٌ ﴿۱۸﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِىَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ

پوشیده نیست پس اما ہر کرا داده شود کتاب او را بدست راست او پس گوید

کوئی چھپنے والا ۴ پس جسے اس کی کتاب اسکے سیدھے ہاتھ میں دی جائیگی وہ کہے گا

هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿۱۹﴾ اِنِّىْ ظَنَنْتُ اَنِّىْ مُلٰقٍ

بیائید بخوانید کتاب خود را ہر آئنہ من گمانبردم کہ من ملاقات کننده ام

آؤ میری کتاب پڑھو ۵ بیشک مجھے یقین تھا کہ میں ملنے والا ہوں

حِسَابِيَهْ ﴿۲۰﴾ فَهُوَ فِىْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿۲۱﴾ فِىْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿۲۲﴾

حساب خود را پس او در زندگانی پسندیده در بوستان بلند

اپنے حساب سے ۶ پس وہ پسندیدہ زندگی میں ہونگے ۷ بلند باغ میں ۸

قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿۲۳﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا ۢ بِمَآ اَسْلَفْتُمْ

میوه آں نزدیکست بخورند و بیاشامید گوار بسبب آنکہ عمل کردید

اس کے میوے قریب ہیں ۹ کھاؤ اور پیو فراوانی کے ساتھ اس سبب جو عمل تم نے کیا

۱ یعنی اس وقت قیامت کبریٰ واقع ہو گی۔ (صفوة التفاسیر)

۲ یعنی اس روز آسمان نرم ہو کر پھٹ جائے گا (صفوة التفاسیر)

۳ یعنی قیامت کے روز آٹھ فرشتے اپنے اوپر یا اطراف آسمان پر مقیم ملائکہ کے اوپر اللہ تعالیٰ کے عرش کو اٹھائے ہوئے ہونگے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں بطحہ میں ایک گروہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے ایک بادل گذرنے لگا لوگوں نے اسکی طرف دیکھا' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اس کو کیا کہتے ہو؟ جواب دیا سحاب یعنی ابر۔ فرمایا اور مزن بھی۔ فرمایا اور عنان بھی۔ لوگوں نے کہا مزن عنان بھی۔ فرمایا کیا تم کو معلوم ہے کہ آسمان و زمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں' فرمایا دونوں کے درمیان ۷۱' یا ۷۲' یا ۷۳' سال کی مسافت ہے اور نچلے آسمان سے اوپر والا آسمان بھی ایسا ہی ہے یہاں تک کہ آپ نے سات آسمان شمار کئے اور فرمایا پھر ساتویں آسمان کے اوپر ایک سمندر ہے جس کے زیریں اور بالائی سطح کا فاصلہ اتنا ہی ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک کا ہے پھر سمندر کے اوپر آٹھ پہاڑی بکرے ہیں جن کے کھروں اور کولہوں کا فاصلہ دو آسمانوں کی درمیانی مسافت کے برابر ہے اس کے اوپر اللہ ہے۔ بغوی نے بیان کیا ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ عرش کو اٹھانے والے ملائکہ اب تو چار ہیں قیامت کے دن ان کی مدد کیلئے اللہ چار اور مقرر فرمائیگا۔ ان کی شکل بکروں جیسی ہے۔ حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ ایک کی صورت مرد کی' دوسرے کی شیر کی' تیسرے کی بیل کی اور چوتھے کی گدھ کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ قیامت کے دن عرش الٰہی کو آٹھ ملائکہ کی آٹھ جماعتیں اٹھائے ہونگی جن کی گنتی سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ (مظہری) ۴ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز لوگوں کی تین پیشیاں ہونگی دو پیشیاں تو جھگڑا کرنے' اور معذرتوں کیلئے ہونگی اور تیسری پیشی کے وقت اعمالنامے ہاتھوں میں نمودار ہو جائیں گے کوئی دائیں ہاتھ میں لینے والا ہوگا اور کوئی بائیں ہاتھ میں۔ (مظہری) ۵ جاننا چاہیئے کہ جن کے نامۂ اعمال سیدھے ہاتھ میں دیئے جائیں گے یہ ان کی نجات کی دلیل ہوگی (القرطبی) ۶ یعنی میں نے یہ گمان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کے عوض مجھے پکڑیگا اور عذاب دیگا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر کے مجھ پر کرم فرمایا اور میرا مواخذہ نہیں فرمایا۔ حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ قرآن میں مؤمن کی طرف سے جہاں جہاں ظن کا لفظ استعمال ہوا ہے وہ یقین کے معنی میں ہے اور جہاں کافر کی طرف ظن کا لفظ استعمال ہوا ہے وہ شک کے معنی میں ہے' حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ آخرت کا ظن یقین کے معنی میں ہے اور دنیا کا ظن شک کے معنی میں ہے' حضرت حسن کہتے ہیں کہ اس آیت میں یہ ہے کہ مؤمن اپنے رب کے ساتھ اچھا ظن رکھتا ہے اور اچھا عمل کرتا ہے جبکہ منافق اپنے رب کے ساتھ برا ظن رکھتا ہے اور برا عمل کرتا ہے۔ اَنِّىْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ: یعنی آخرت میں اس کے کئے کا حساب ملنے والا ہے وہ اپنے اس حساب سے انکار نہیں کرتا تھا (القرطبی) ۷ یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا میں زندگی بسر کریگا۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ سب زندہ رہیں گے مریں گے نہیں' وہ سب تندرست رہیں گے کبھی بیمار نہیں پڑیں گے' وہ سب نعمت میں ہونگے کبھی تنگی نہیں دیکھیں گے اور اکرام و تعظیم کرینگے کبھی بھاگیں گے نہیں (القرطبی) ۸ اگر آیت میں علو سے علو فی المکان مراد ہو تو آیت کا مطلب بالکل ظاہر ہے کیونکہ جنت ساتوں آسمان کے اوپر ہے۔ واضح رہے کہ جنت میں درجات کے اعتبار سے اگرچہ ایک دوسرے کے اوپر ہوگا یا نیچے ہوگا لیکن بحیثیت جنتی کے وہ آسمانوں کے اوپر ہی ہو گا اس لئے فِىْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ کہا گیا۔ (تفسیر کبیر) ۹ یعنی اس کے پھل قریب ہونگے یہاں تک کہ کھانے والا جب ارادہ کریگا تو اسے اپنے ہاتھوں کے قریب پائیگا۔ (تفسیر کبیر)

فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ﴿٢٤﴾ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ

در روزہاے گذشتہ و اما ہر کرا دادہ شود کتاب او بدست چپ او

گذرے ہوئے دنوں میں ۱ اور جسے اس کی کتاب اسکے الٹے ہاتھ میں دی جائیگی

فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ کِتٰبِیَهْ ﴿٢٥﴾ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ﴿٢٦﴾

پس گوید اے کاشکے مرا دادہ نشدے کتاب او را و ندانستم چیست حساب مرا

تو وہ کہے گا اے کاش کہ مجھے میری کتاب نہ دی جاتی ۲ اور میں نہیں جانتا کہ میرا حساب کیا ہے ۳

یٰلَیْتَهَا کَانَتِ الْقَاضِیَةَ ﴿٢٧﴾ مَاۤ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ﴿٢٨﴾

کاشکے بودے بودے مرگ حکم کنندہ دفع نکند از من عذاب را مال من

کاش کہ مجھ پر دائمی موت ہوتی فیصلہ کرنے والی ۴ مجھ سے عذاب میرا مال نہیں ہٹا سکے گا ۵

هَلَکَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ﴿٢٩﴾ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ الْجَحِیْمَ

آنچہ بود گم شد از من تسلطے بگیرید اورا پس در غل کشید او را پس در دوزخ

مجھ سے میری ساری طاقت جاتی رہی ۶ لو اسے اور اسے طوق ڈال لو ۷ پھر دوزخ میں

صَلُّوْهُ ﴿٣١﴾ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا

افگند او را پس در زنجیر در آرد او را و درازے وے با ہفتاد گز باشد

اسے ڈالو ۸ پھر ایسی زنجیر میں جسکی لمبائی ستر گز ہوگی

فَاسْلُکُوْهُ ﴿٣٢﴾ اِنَّهٗ کَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ ﴿٣٣﴾ وَلَا

پس در آرید او را ہر آئنہ او بود نمیگروید بخدای بزرگ و

پس اس میں داخل کرو اسے ۹ بیشک وہ عظمت والا اللہ پر ایمان نہیں لاتا تھا ۱۰ اور

یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ ﴿٣٤﴾ فَلَیْسَ لَهُ الْیَوْمَ هٰهُنَا

حوض نکند بر طعام دادن درویش پس نیست او را امروز آنجا

مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں کرتا ۱۱ پس نہیں ہے اس کیلئے آج اس جگہ

۱ یعنی جو نیک اعمال تم نے آگے بھیجے اس کے عوض خوب سیر ہو کر کھاؤ پیو۔ آیت میں ایام خالیہ سے مراد ایام دنیا ہیں۔ کلبی کہتے ہیں کہ بِمَاۤ اَسْلَفْتُمْ سے روزے مراد ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں جب انھوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر روزے کی شکل میں کھانا پینا چھوڑا تو اب انہیں حکم دیا جا رہا ہے کہ بے روک ٹوک کھاؤ اور پیو۔ (تفسیر کبیر)

۲ جاننا چاہیئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ بائیں ہاتھ والے جب اپنی کتاب دیکھیں گے اور ان میں موجود برے اعمال دیکھیں گے تو بہت زیادہ شرمندہ ہو جائیں گے تو گویا کہ یہ شرمندگی ان کیلئے عذاب کی طرح ہوگی اسوقت کہیں گے کہ کاش ہمیں عذاب دے دیا جاتا لیکن یہ کتاب ہمیں نہ دی جاتی جس میں ہمارے برے اعمال لکھے ہوئے ہیں۔ یہ اس جانب اشارہ ہے کہ عذاب روحانی عذاب جسمانی سے زیادہ سخت ہے (تفسیر کبیر)

۳ یعنی میں اپنے حساب کی شدت اور اسکی ہولنا کیوں سے واقف نہیں تھا (صفوۃ التفاسیر)

۴ یعنی اے کاش کہ وہ موت جو پہلی مرتبہ ہمیں دنیا میں آئی تھی ہماری حیات کو کاٹ دیتی اور ہم دوبارہ زندہ کر کے نہ اٹھائے جاتے اور نہ ہمیں عذاب دیا جاتا۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ وہ لوگ اسوقت موت کی تمنا کرینگے حالانکہ دنیا میں موت سے زیادہ ناپسندیدہ اور کوئی چیز نہ تھی (صفوۃ التفاسیر)

۵ میں نے جس مال کو جمع کیا تھا اس مال نے مجھے کوئی نفع نہ دیا اور نہ وہ مال مجھ سے اللہ کا عذاب ہٹا رہا ہے (القرطبی) ۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ لوگ کہیں گے آج مجھ سے میری ساری حجت ختم ہو گئی' ابن زید یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ دنیا میں مجھے جو طاقت حاصل تھی آج وہ ہمیں حاصل نہیں ہے (القرطبی) ۷ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیگا اسے جہنم میں ڈال دو ملائکہ اس کے ہاتھ کو گردن سے باندھ کر جہنم میں ڈال دینگے۔ (القرطبی) ۸ یعنی اسے جہنم میں ڈال دینگے (القرطبی) ۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ زنجیر کافر کے مقعد سے داخل کر کے ناک کے نتھنوں سے نکالی جائیگی تا کہ وہ پاؤں پر کھڑا نہ ہو سکے۔ آپ ہی کے ایک دوسرے قول میں ہے کہ زنجیر سُرین سے داخل کر کے منہ سے نکالی جائیگی اور جس طرح ٹڈی کو بھوننے کیلئے سلاخ میں پرو دیتے ہیں اسی طرح زنجیر میں کافر کو پرو دیا جائیگا اس کے بعد اسے بھونا جائیگا۔ نوف بکائی شامی کا قول ہے کہ زنجیر ستر ذراع کی ہوگی اور ہر ذراع ستر باع کا اور ہر باع اتنی لمبی جتنی یہاں سے مکہ تک مسافت ہے اس بات کے وقت بکائی کوفہ کے میدان میں تھے۔ حضرت سفیان کہتے ہیں کہ ہر ذراع ستر ذراع کا ہوگا' حضرت بصری کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جانے کون سا ذراع ہوگا۔ میں کہتا ہوں کہ شاید دوزخ کے دربان فرشتوں کا ذراع مراد ہو' یا جہنم کے اندر کافر کا ذراع اتنا بڑا ہو جائے' کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ دوزخ میں کافر کی داڑھ کو اُحد کے برابر اور اسکی کھال کی موٹائی تین روز کی راہ کے بقدر ہوگی۔ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سر کی کھوپڑی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس زنجیر کا اتنا گولہ اگر آسمان سے چھوڑا جائے تو رات ہونے سے پہلے زمین تک پہنچ جائیگا باوجودیکہ زمین و آسمان کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت ہے لیکن وہ گولہ زنجیر کے ایک سرے سے دوزخ میں لٹکایا جائیگا تو شبانہ روز چل کر چالیس برس میں دوزخ کی تہہ میں یا قعر تک پہنچے گا۔ (مظہری) ۱۰ لفظ عظیم کے ذکر سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی مستحق عظمت ہے اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کو مستحق عظمت قرار دیگا تو وہ عذاب کا مستحق ہوگا۔ (مظہری) ۱۱ یعنی مسکینوں کو خود دینا تو درکنار دوسروں کو بھی مسکین کو کھانا کھلانے پر نہیں ابھارتا تھا۔ آیت سے ثابت ہے کہ فروع اعمال پر بھی کافروں کا مواخذہ ہوگا۔ عدم ایمان اور عدم ترغیب کا خصوصیت کیساتھ اس جگہ ذکر شاید اس لئے کیا گیا کہ بدترین عقیدہ کفر ہے اور بدترین عمل بخل ہے۔ (مظہری)

حَمِيْمٌ ۝٣٥ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۝٣٦ لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا

دوستی و نیست مر او را خوردنی مگر از غسالۂ دوزخیان نمی خورد او را مگر

کوئی دوست ١ اور نہیں ہے اس کیلئے کھانا مگر دوزخیوں کا پیپ ٢ اسے نہ کھائیں گے مگر

الْخٰطِـُٔوْنَ ۝٣٧ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ۝٣٨ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ۝٣٩

گنہگاران پس سوگند خورم بآنچہ می بینید و آنچہ نمی بینید

گنہگار ٣ پس میں قسم فرماتا ہوں اسکی جسے تم دیکھتے ہو ٤ اور جسے تم نہیں دیکھتے ہو ٥

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝٤٠ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۭ قَلِيْلًا

ہر آئنہ او گفتار فرستادہ نیکو است و نیست او بگفتار شاعر اندکے

بیشک وہ معزز فرشتہ کا (لایا ہوا) پیغام ہے ٦ اور وہ شاعر کا کلام نہیں ہے، بہت کم

مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۝٤١ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝٤٢

آنچہ نمی گرویدید و نہ بگفتار کاہن اندکے آنچہ پند گیرید

ایمان لاتے ہو ٧ اور نہ کاہن کا کلام ہے، بہت کم نصیحت پکڑتے ہو ٨

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٤٣ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ

فرستادہ است از پروردگار عالمیان و اگر گویند بر ما بعض

سارے جہانوں کے رب کی طرف سے نازل کردہ ہے ٩ اور اگر کہتے ہم پر بعض

الْاَقَاوِيْلِ ۝٤٤ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝٤٥ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ

سخنانرا البتہ گرفتیم ازو بقوت پس ببریدیم ما ازو

باتیں بنا کر ١٠ تو ضرور ہم اسے قوت سے پکڑتے ١١ پھر ہم کاٹ دیتے ان سے

الْوَتِيْنَ ۝٤٦ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ۝٤٧ وَ

رگ دل او پس نیست از شما ہیچ یکی از و دفع کنندگان و

ان کے دل کی رگ ١٢ پس تم میں سے کوئی ایک اس سے بچانے والا نہ ہوتا ١٣ اور

١ اس جگہ حمیم قریب کے معنی میں ہے یعنی اس کیلئے کوئی ایسا نہیں ہے جو جہنم سے آزادی دلائے یا اس سے عذاب ہٹائے۔ (القرطبی)

٢ غسلین سے اہل نار کے پیپ مراد ہیں جو ان کے زخموں اور شرمگاہوں سے نکل رہے ہونگے۔ حضرت ضحاک اور ربیع بن انس کہتے ہیں کہ یہ ایک درخت ہے جس سے اہل نار کھائیں گے' حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ غسلین کھانوں میں سے سب سے برا کھانا ہوگا' ابن زید کہتے ہیں کہ اس سے زقوم مراد ہو سکتے ہیں (القرطبی)

٣ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اسے مشرکین کھائیں گے (القرطبی)

٤ یعنی قسم ہے ان تمام چیزوں کی جسے تم دیکھتے ہو اور جسے تم نہیں دیکھتے ہو۔ حضرت مقاتل اس آیت کا سبب نزول یہ بتاتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ نے کہا کہ محمد ﷺ [معاذ اللہ] جادوگر ہیں' ابوجہل نے کہا کہ آپ شاعر ہیں اور عقبہ نے کہا کہ آپ کاہن ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے قسم فرمائی بعض نے کہا کہ اس جگہ قسم نفی کیلئے ہے مطلب یہ ہے کہ حق اس قدر واضح ہے کہ میں اس پر قسم نہیں فرماتا (القرطبی)

٥ یعنی وہ اشیاء جو تمہاری نظروں سے غائب ہے (صفوۃ التفاسیر) ایک قول یہ بھی ہے کہ اول یعنی بِمَا تُبْصِرُوْنَ سے مراد ہیں اجسام اور دوسرے سے یعنی وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ سے ارواح مراد ہیں' یا اول سے انسان اور دوسرے سے جن و ملائکہ' یا اول سے ظاہری اور دوسرے سے باطنی نعمتیں مراد ہیں' یا اول سے وہ علم مراد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ اور جن و انس پر ظاہر کر دیا ہے اور دوسرے سے مراد اسکا خصوصی علم ہے جس سے اور کوئی واقف نہیں (القرطبی) ٦ حسن' کلبی اور مقاتل کہتے ہیں کہ آیت میں رسول کریم ﷺ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام مراد ہیں' قتیبی اور کلبی ہی سے یہ بھی مروی ہے کہ اس جگہ رسول کریم سے حضرت محمد ﷺ مراد ہیں (القرطبی) ٧ یعنی بہت ہی کم یا بہت ہی تھوڑے وقت میں ایمان لاتے ہو کیونکہ اسکی سچائی تم پر نمایاں ہو جاتی ہے تو مجبوراً کسی قدر تھوڑے وقت کیلئے اس کو سچا مان لیتے ہو مگر پھر عناد و دشمنی کی وجہ سے انکار کرنے لگتے ہو۔ قلت ایمان چاہتی ہے کہ کثرت ایمان منفی ہو کیونکہ کثرت ایمان کی نفی عناد اور ضد پر مبنی ہے اور وہ لوگ عناد و ضد کی وجہ سے پورے مؤمن ہی نہ تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قلیل ایمان سے مراد نفی ایمان ہے یعنی بالکل ایمان نہیں رکھتے ہو جیسے اس شخص سے تم کہو جو تمہاری ملاقات کو نہیں آتا کہ آپ تو بالکل کم ہی ہم سے ملاقات کرتے ہیں یعنی نہیں کرتے۔ (مظہری) ٨ جاننا چاہیئے کہ نفی شاعریت کے ساتھ قلت ایمان اور نفی کہانت کے ساتھ قلت تدبر کا ذکر اس وجہ سے کیا کہ قرآن کا شعر نہ ہونا ایک واضح امر تھا جس سے انکار سوائے عناد کے اور کوئی وجہ نہیں ہو سکتی لیکن لفظ کاہن سے قرآن کا فرق غور طلب تھا جب تک رسول اللہ ﷺ کے احوال' اطوار اور قرآن کے حقائق پر غور نہ کیا جائے واضح طور پر اس کو سمجھنا مشکل ہے (مظہری) ٩ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس لئے کہ اس نے اتارا' حضرت جبرائیل علیہ السلام کا قول ہے اس لئے کہ آپ اس قرآن کو لیکر آئے حضرت محمد ﷺ کا قول ہے اس لئے کہ آپ نے اس قرآن کے ذریعے مخلوق کو ڈرایا۔ اسی بناء پر پہلے ارشاد ہوا اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ اور اس جگہ ارشاد ہو رہا ہے تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (تفسیر کبیر) ١٠ یعنی تمہارے کہنے کے مطابق اگر محمد ﷺ نے بعض اقوال اپنی طرف سے بنالئے اور میری جانب منسوب کر دیئے ہیں تو اسکا حساب ہمارے ذمہ ہے (صفوۃ التفاسیر) ١١ پھر تو ضرور ہم اپنی قوت اور قدرت سے بدلہ لینگے (صفوۃ التفاسیر) ١٢ وَتِيْن وہ رگ ہے جو دل کی جانب سے سر کی جانب متصل ہے اگر اس رگ کو کاٹ دیا جائے تو حیوان کا انتقال ہو جاتا ہے (تفسیر کبیر) ١٣ مقاتل اور کلبی یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ میں اگر ایسا کرنا چاہوں تو کوئی نہیں ہے جو مجھے اس کام کے کرنے سے روکے۔ (تفسیر کبیر)

اِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٨﴾ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ

ہر آئنہ او پندست مر پرہیزگارانرا و ہر آئنہ ما میدانیم آنکہ از شما

بیشک وہ پرہیزگاروں کیلئے نصیحت ہے ۱ اور بیشک ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض

مُّكَذِّبِيْنَ ﴿٤٩﴾ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٥٠﴾ وَاِنَّهٗ

تکذیب کنندگان و ہر آئنہ او حسرتست بر کافران و ہر آئنہ او

جھٹلانے والے ہیں ۲ اور بیشک وہ کافروں پر حسرت ہے ۳ اور بیشک وہ

لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿٥١﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٥٢﴾

حق الیقین است پس تنزیہہ کن بنام پروردگار خود بزرگست

حق الیقین ہے ۴ پس اپنے عظمت والے رب کے نام کے ساتھ پاکی بیان کرو ۵

سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ معارج مکی ہے، اس میں ۴۴ آیات اور ۲ رکوع ہیں ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ﴿١﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ

درخواست کرد خواہندہ بعذاب واقع شوندہ مر کافرانراست نیست او را

سوال کیا سوال کرنے والے نے واقع ہونے والے عذاب کا ۷ کافروں کیلئے، نہیں ہے اس کیلئے

لَهٗ دَافِعٌ ﴿٢﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِى الْمَعَارِجِ ﴿٣﴾ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ

دفع کنندہ از خدای خداوند در جہاے بلند بالا میروند فرشتگان و

کوئی ٹالنے والا ۸ اللہ کی طرف سے جو بلند درجوں کا مالک ہے ۹ اوپر جاتے ہیں فرشتے اور

۱ یعنی قرآن ان لوگوں کیلئے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں نصیحت ہے۔ بعض نے کہا کہ اِنَّهٗ میں جو ضمیر ہے اس سے حضرت محمد ﷺ مراد ہیں یعنی آپ نصیحت، نجات اور رحمت ہیں (القرطبی)

۲ یعنی ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے کون قرآن کو جھٹلانے والے ہیں (القرطبی)

۳ مروی ہے کہ یہ قرآن قیامت کے روز کافروں کیلئے حسرت ہوگا کیونکہ اہل ایمان کو اس کا ثواب دیا جائیگا۔ بعض نے کہا کہ کافروں کو یہ حسرت دنیا ہی میں حاصل ہوئی اس طرح کہ وہ لوگ جب قرآن کی طرح کوئی ایک آیت بھی پیش نہ کر سکے تو انہیں حسرت و ندامت ہوئی (القرطبی)

۴ ایک مطلب تو یہ ہوسکتا ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہے یہ حق ہے اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے، دوسرا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ قیامت کے روز کافروں کو یقینی طور پر حسرت ہوگی اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے (القرطبی)

۵ یعنی اللہ تعالیٰ کو کسی مفتری کے افتراء پر رضامند رہنے اور نامناسب اوصاف کے ساتھ موصوف کرنے سے پاک قرار دو۔ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی وحی کا شکر ادا کرو۔ بعض نے کہا کہ تسبیح سے مراد نماز ہے یعنی اللہ کی یاد اور اسکے حکم کی وجہ سے نماز پڑھو۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آیت فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا اسکو اپنے رکوع میں داخل کرلو اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى نازل ہوئی تو فرمایا اس کو اپنے سجدہ میں داخل کرلو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ اور سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پڑھتے تھے اور جب آیت رحمت پر پہنچتے تو ٹھہر کر دعا کرتے اور آیت عذاب پر پہنچتے تو ٹھہر کر پناہ مانگتے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی رکوع کرے اور رکوع میں تین بار سبحان ربی العظیم کہہ لے تو اسکا رکوع پورا ہوگیا اور یہ کمترین مقدار ہے اور جب سجدہ کرے اور سجدہ میں تین بار سبحان ربی الاعلی کہہ لے تو اسکا سجدہ پورا ہوگیا اور یہ قلیل ترین مقدار ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دو لفظ ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں میزان میں بھاری ہیں اور رحمان کو محبوب ہیں [وہ دو لفظ یہ ہیں] سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ کہتا ہے اس کیلئے جنت کے اندر ایک کھجور کا درخت بو دیا جاتا ہے (مظہری) ۶ اس میں ۸۶۱ حروف اور ۲۱۶ کلمات ہیں (غرائب القرآن) اس سورت میں بھی دیگر مکی سورتوں کی طرح عقائد اسلامیہ کے اصول کا بیان ہے، اس میں قیامت اور اسکی ہولناکیوں کا تذکرہ ہے، اسی طرح آخرت میں سعادت اور شقاوت کے بارے میں بھی تذکرہ ہے، اہل ایمان اور مجرمین کے احوال بیان کئے گئے ہیں، اس سورت مبارکہ میں زیادہ تر گفتگو مکہ کے کفار سے ہے، اسکی ابتدا اہل مکہ کے طغیان اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے ان کی روگردانی کے بیان سے ہے، کافروں کو اس سے ڈرایا گیا ہے کہ اگر وہ دین کے احکام کا استہزاء اور مذاق کرینگے تو ان پر بھی اگلوں کی طرح عذاب آجائیگا، پھر انسان کی طبیعت کا بیان ہے، اس سورت کا اختتام اللہ رب العالمین کی قسم پر ہے اور اس پر کہ وہ مخلوق سے بہتر پیدا کرنے پر قادر ہے (صفوۃ التفاسیر) ۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی اس نے دعا مانگی تھی اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) ۸ حسن سے روایت ہے کہ جب آیت سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ نازل ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ یہ عذاب کس پر نازل ہوگا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (لباب النقول فی اسباب النزول) ۹ معارج مخلوق پر انعام کے مراتب ہیں (القرطبی)

الرُّوحُ اِلَيۡهِ فِىۡ يَوۡمٍ كَانَ مِقۡدَارُهٗ خَمۡسِيۡنَ

جبریل بسوے او در روزیکہ ہست مقدار آں پنجاہ

جبریل اس کی جانب (عذاب تو) اس روز ہے جسکی مقدار پچاس

اَلۡفَ سَنَةٍ‌ۚ ﴿۴﴾ فَاصۡبِرۡ صَبۡرًا جَمِيۡلًا ﴿۵﴾ اِنَّهُمۡ يَرَوۡنَهٗ

ہزار سال پس صبر کن صبری نیکو ایشاں بہ بینند آنرا

ہزار سال ہے ا پس اچھی طرح صبر کیجئے ۲ وہ سب اسے بہت دور دیکھ رہے ہیں ۳

بَعِيۡدًا ۙ﴿۶﴾ وَّنَرٰٮهُ قَرِيۡبًا ؕ﴿۷﴾ يَوۡمَ تَكُوۡنُ السَّمَآءُ كَالۡمُهۡلِ ۙ﴿۸﴾ وَ

دور و بینیم آں نزدیکست روزیکہ باشند آسمان مانند تلد کداختہ و

اور ہم اسے قریب دیکھ رہے ہیں ۴ جس روز آسمان پگھلائے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا ۵ اور

تَكُوۡنُ الۡجِبَالُ كَالۡعِهۡنِ ۙ﴿۹﴾ وَلَا يَسۡـَٔلُ حَمِيۡمٌ حَمِيۡمًا ۖ ۚ﴿۱۰﴾ يُّبَصَّرُوۡنَهُمۡ ‌ؕ

باشند کوہ ہا مانند کشم رنگین و نخواہند دوست از دوستی بہ بینند آنرا

پہاڑ رنگ برنگ اون کی طرح ہونگے ۶ اور ایک دوست دوسرے دوست سے نہ پوچھے گا ۷ اسے دیکھ رہے ہونگے

يَوَدُّ الۡمُجۡرِمُ لَوۡ يَفۡتَدِىۡ مِنۡ عَذَابِ يَوۡمِئِذٍۢ بِبَنِيۡهِ ۙ﴿۱۱﴾ وَ

دوست دارد کافرانکہ فدا دہد از عذاب آنروز بہ پسر خود

کافرین چاہیں گے کہ اس روز فدیہ دیں اس دن کے عذاب سے (بچنے کیلئے) اپنے بیٹوں کو ۸

صَاحِبَتِهٖ وَاَخِيۡهِ ۙ﴿۱۲﴾ وَفَصِيۡلَتِهِ الَّتِىۡ تُـْٔوِيۡهِ ۙ﴿۱۳﴾ وَمَنۡ فِى

و زن خود و برادر خود و خویشاوند خود آنکہ داد او را و ہر کہ

اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی ۹ اور اپنے رشتہ دار کو جسے وہ ٹھکانا دیتا رہا ۱۰ اور جو کچھ

الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا ۙ ثُمَّ يُنۡجِيۡهِ ۙ﴿۱۴﴾ كَلَّا ‌ؕ اِنَّهَا لَظٰى ۙ﴿۱۵﴾ نَزَّاعَةً

در زمین است ہمہ پس برہانید او را نی نی دوزخ آتش است شعلہ زنندہ پوست سر را

زمین میں ہے سب، پھر اسے رہائی مل جائے ۱۱ انہیں نہیں بیشک یہ دوزخ کی بھڑکتی آگ ہے ۱۲ کھال اتار لینے والی ۱۳

۱ حضرت یمان کہتے ہیں کہ اس سے قیامت کا دن مراد ہے اس میں پچاس منزلیں ہیں اور ہر منزل ہزار برس کی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے قیامت کا دن مراد ہے اللہ تعالیٰ اس دن کو کافروں کیلئے پچاس ہزار سالوں کے برابر کریگا پھر کافروں کو جہنم میں استقرار کیلئے داخل فرمائیگا۔ اس آیت کی تفسیر میں جتنے اقوال ہیں ان میں سے یہ قول احسن ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کا دن پچاس ہزار برس کے برابر ہوگا۔ میں [حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ] نے عرض کیا یہ تو بہت لمبا دن ہے، پس نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ دن تو مؤمن کیلئے بہت ہلکا ہوگا یہاں تک کہ دنیا میں وہ جتنی دیر میں فرض نماز ادا کرتا تھا اس سے بھی ہلکا ہوگا۔ حضرت ابراہیم تیمی کہتے ہیں کہ یہ دن مؤمن پر نہیں ہوگا مگر ظہر اور عصر کے درمیان کی مقدار کے برابر۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دو نمازوں کی مقدار کے برابر تمہارا محاسبہ فرمائیگا اسی بناء پر اس نے اپنا نام سریع الحساب اور اسرع الحاسبین رکھا۔ (القرطبی)

۲ یعنی قوم کی طرف سے آپ کو جو اذیت پہنچ رہی ہے آپ اس پر صبر کیجئے۔ صبر جمیل اس صبر کو کہتے ہیں جس میں کوئی جزع نہ ہو اور غیر اللہ سے شکایت نہ کرے۔ بعض نے کہا کہ صبر جمیل یہ ہے کہ صاحبِ مصیبت اپنی قوم ہی میں ہو لیکن قوم کو خبر نہ ہو کہ صاحبِ مصیبت کون ہے۔ حضرت ابن زید کہتے ہیں کہ یہ آیت، آیتِ سیف سے منسوخ ہے (القرطبی) ۳ یعنی اہل مکہ جہنم کے عذاب کو بعید یعنی نہ ہونے والا سمجھتے ہیں (القرطبی)

۴ اس لئے کہ جو آنے والا ہے وہ قریب ہے۔ اعمش کہتے ہیں کہ اہل مکہ بعث کو بعید اس لئے سمجھتے تھے کہ وہ لوگ اس پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔ (القرطبی) ۵ اب اللہ تعالیٰ عذاب کی ہولناکیوں اور اسکی شدت اور قیامت کی ہولناکیوں کو بیان فرما رہا ہے۔ یعنی قیامت کی ہولناکیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس روز آسمان پگھل جائیں گے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۶ اس روز پہاڑ دھنی ہوئی روئی کی طرح ہو جائیں گے۔ علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ عھــن سرخ اون کو یا رنگ والے اُون کو کہتے ہیں۔ قیامت کے دن پہاڑ پہلے ریت کی طرح ہونگے، اس کے بعد دھنی ہوئی ریت کی طرح پھر بکھرے ہوئے پہاڑ کی طرح۔ آسمان اور زمین کا حال اس روز خوف کی وجہ سے جب ایسا ہوگا اب سوچئے کہ اس روز دیگر مخلوقات کا کیا حال ہوگا۔ (صفوۃ التفاسیر) ۷ یعنی ایک دوست دوسرے دوست سے، ایک قریب والا دوسرے قریب والے سے کچھ نہیں پوچھے گا بلکہ ہر انسان اپنے آپ میں مصروف ہوگا۔ یہ سب قیامت کی ہولناکیوں کی وجہ سے ہوگا۔ (صفوۃ التفاسیر) ۸ یعنی مشاہدہ حال کی وجہ سے سوال ہی دماغ سے غائب ہو جائیگا۔ چہرے کا اتار چڑھاؤ اور نیلا پیلا ہونا سوال کرنے ہی نہ دیگا۔ بغوی نے لکھا ہے کہ قیامت کے دن تمام جن و انس نظروں کے سامنے ہونگے باپ، بھائی، عزیز، دوست سب کو آدمی آنکھوں کے سامنے دیکھیں گے مگر اپنی مصیبت میں ایسا مشغول ہوگا کہ دوسرے کو پوچھ نہ سکے گا۔ (مظہری) ۹ مطلب یہ ہے کہ مشرک اپنی مصیبت میں ایسا گرفتار ہوگا کہ عذاب سے چھوٹنے کیلئے اپنے قریب ترین اعزاء اور محبوب ترین اشخاص کو اپنے عوض پیش کرنے سے بھی دریغ نہ کریگا۔ (مظہری) ۱۰ یعنی دنیا میں جو لوگ اسے عزیز تھے آج انہیں بھی فدیہ میں دینے کیلئے تیار ہونگے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۱ یعنی رشتہ دار جس کی دنیا میں وہ کفایت کرتا تھا۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۲ مطلب یہ ہے کہ آج کسی بھی صورت انہیں جہنم سے آزادی نہیں ملے گی۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۳ شدتِ گرمی کی وجہ سے اسکے سر کی جلد بھی اتر جائیگی۔ ایک دفعہ اترے گی پھر دوبارہ چڑھ جائیگی تاکہ اسے مسلسل عذاب ہوتا رہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

لِلشَّوٰى ﴿١٦﴾ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ﴿١٧﴾ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿١٨﴾ اِنَّ

بخور میخواند آتش کسیرا کہ پشت بحق کرد و رو کرد و جمع نمود مال

آگ بلا رہی ہے اسے جس نے حق کو پیٹھ دی اور منہ پھیرا ۱ اور مال کو جمع رکھا ۲

الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿١٩﴾ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ﴿٢٠﴾

ہر آئنہ آدمی آفریدہ شد حریص چوں برسد او را بدی فریاد زند

بیشک انسان حریص پیدا کیا گیا ۳ جب اسے (کوئی مصیبت) پہنچے تو فریاد کرتا ہے ۴

وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ﴿٢١﴾ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿٢٢﴾ الَّذِيْنَ هُمْ

و چوں برسد او را شادی منع کنندہ مگر نماز گذاران آنانکہ ایشاں

اور جب اسے خیر پہنچے تو روکنے والا ہوتا ہے ۵ مگر نماز پڑھنے والے ۶ وہ لوگ جو

عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ

بر نماز خود ایستادگانند و آنانکہ در مالہاے ایشاں حق است

اپنی نماز پر پابند ہیں ۷ اور وہ لوگ کہ ان کے اموال میں معلوم

مَّعْلُوْمٌ ﴿٢٤﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿٢٥﴾ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ

دانستہ مر خواہندہ و ناخواہندہ و آنانکہ راست دانند

حق ہے ۸ سوال کرنے والے اور سوال نہ کرنے والے کیلئے ۹ اور وہ لوگ جو سچ جانتے ہیں

بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٢٦﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿٢٧﴾

بروز قیامت و آنانکہ ایشاں از عذاب پروردگار خود ترسانند

قیامت کے دن کو ۱۰ اور وہ لوگ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں ۱۱

اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿٢٨﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ

ہرآئنہ عذاب پروردگار خود ایمن نتواں شد و آنانکہ ایشاں

بیشک اپنے رب کے عذاب سے بے خوف نہیں ہو سکتا ۱۲ اور وہ لوگ جو

۱ یعنی حق سے پشت پھیرنے والوں کو اور اطاعت سے روگردانی کرنے والوں کو وہ آگ پکارے گی اور کہے گی اے منافق اِدھر آ! اے مشرک میرے پاس آ! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کافروں اور منافقوں کو ان کے نام لیکر فصیح زبان سے پکارے گی اور اس طرح اچک لے گی جیسے پرندہ دانہ کو اچک لیتا ہے (مظہری)

۲ اور اس کو پکارے گی جس نے مال کو جمع کیا اور ظروف میں بھر کر روک رکھا اور اس میں سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہ کیا (مظہری)

۳ ھَلُوعًا: ناجائز چیزوں کی حرص کرنے والا۔ جاننا چاہئے کہ انسان پیدائشی طور پر ھلع سے متصف ہے اگر بالفعل متصف کہا جائے تو یہ آیت حال مقدرہ پر ہوگی اور اگر یہ کہا جائے کہ آدمی کے اندر خصلت ھلع پیدا کی گئی ہے اور اس خصلت کا تقاضا ہے کہ انسان کی سرشت میں وہ ذلیل قوت موجود ہو جو اس خصلت کا سرچشمہ ہے تو اس صورت میں یہ آیت حال محققہ ہوگی۔ (مظہری)

۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر آدمی کو مال سے بھری ہوئی دو وادیاں مل جائیں تب بھی وہ تیسری کا خواستگار ہوگا۔ آدمی کے پیٹ کو مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھرتی اور جو اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اللہ بھی اس کی توجہ قبول فرماتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اس کی دو چیزیں جوان رہتی ہیں مال کی حرص اور [درازی] عمر کی حرص۔ (مظہری)

۵ یعنی جب مال و زر اسے ملتا ہے، صحت اور رزق کی وسعت اسے ملتی ہے تو اسے روک رکھتا ہے جب اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو ان سے لے لیتا ہے تو بے صبری کرتا ہے (صفوۃ التفاسیر) ۶ نخعی کہتے ہیں کہ یہاں مصلین سے مراد گروہ صحابہ ہیں، بعض نے کہا کہ عام مؤمنین مراد ہیں کہ وہ لوگ نماز میں اپنے رب کے حضور گریہ وزاری کرتے ہیں (القرطبی) ۷ یعنی نمازوں کو اپنے وقتوں میں ادا کرتے ہیں۔ حضرت عقبہ بن عامر کہتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جب نماز پڑھتے ہیں تو دائیں بائیں نہیں دیکھتے ہیں۔ دائم بمعنی ساکن۔ اسی سے ہے کہ دائم پانی میں یعنی ساکن پانی میں پیشاب کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ ابن جریج اور حسن کہتے ہیں کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو کثرت سے نفل نماز پڑھتے ہیں (القرطبی) ۸ حضرت قتادہ اور حضرت ابن سرین کہتے ہیں کہ اس سے وہ زکوۃ مراد ہے جو ان پر فرض ہے، حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ یہاں زکوۃ کے سوا مراد ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے صلہ رحمی مراد ہے۔ ان تمام اقوال میں سے اول قول اصح ہے اس لئے کہ آیت میں حق کی صفت معلوم ہے اور زکوۃ کے سوا غیر معلوم ہے (القرطبی) ۹ سائل سے وہ لوگ مراد ہیں جو سوال کرتے ہیں اور محروم سے وہ لوگ مراد ہیں جو حاجت کے باوجود اپنے آپ کو سوال سے بچاتے ہیں یہاں تک کہ ان کے سوال نہ کرنے کی وجہ سے لوگ انھیں غنی خیال کرتے ہیں (تفسیر کبیر) ۱۰ کیونکہ اگر یوم جزاء کو واقعی طور پر کوئی سچ جانتا ہو اور صحیح مانتا ہو تو پھر دُکھ میں بے صبری نہ کریگا بلکہ ثواب کی امید رکھے گا اور سکھ میں ناشکرا نہ ہوگا۔ ایسا شخص اعمال صالحہ کیلئے ہمہ وقت تیار رہے گا (صفوۃ التفاسیر) ۱۱ یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ہمہ وقت ڈرتے رہتے ہیں حال ان کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں (صفوۃ التفاسیر) ۱۲ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ایسا نہیں ہے کہ انسان اس سے بے خوف ہو کر بیٹھ جائے۔ ہاں جس انسان کو خود رحمٰن کی جانب سے امن حاصل ہو تو اسکی بات دیگر ہے (صفوۃ التفاسیر)

لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿٢٩﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ

مر فرجہاے خود را محافظت کنند مگر بر زنان ایشاں یا آنچہ مالک شدہ است

اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں ١ مگر اپنی بیویوں یا جس کے مالک ہوئے

اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿٣٠﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ

دستہاے ایشاں پس ایشاں نیستند ملامت کردہ شدہ پس ہر کہ بجوید پس ایں

ان کے ہاتھ پس ان پر کوئی ملامت نہیں ہے ٢ پس جو کوئی چاہے اسکے سوا

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿٣١﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ

پس آنگروہ ایشانند از حد گذرگان و آنانکہ ایشاں مر امانتہاے ایشاں و

تو وہی گروہ حد سے گزرنے والے ہیں ٣ اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور

وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿٣٢﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿٣٣﴾

عہد ایشاں رعایت کنندگان و آنانکہ ایشاں بشہادت ایشاں ایستادگان

اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں ٤ اور وہ لوگ جو اپنی گواہی پر قائم رہنے والے ہیں ٥

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿٣٤﴾ اُولٰٓئِكَ

و آنانکہ ایشاں بر نماز ہاے ایشاں محافظت کنندگانند آنگروہ

اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں ٦ وہی گروہ عزت والے باغات میں ہونگے ٧

فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ﴿٣٥﴾ فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ﴿٣٦﴾

در بوستانہا گرامی شدہ پس کیست آنانکہ نگرویدند پیش از تو شابندگان

پس کیا ہوا ان لوگوں کو جو ایمان نہیں لائے تمہاری طرف جلدی کرنے والے ہیں ٨

عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿٣٧﴾ اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ

از راست و از چپ گروہ گروہ آیا طمع داد ہر مردے

دائیں اور بائیں گروہ در گروہ ٩ کیا ہر شخص طمع کرتا ہے

تفسیر اظہار العرفان

١ یعنی محارم کا ارتکاب نہیں کرتے اور نہ ہی گناہوں کی نجاست میں ملوث ہوتے ہیں اپنے آپکو زنا اور فواحش سے بچاتے ہیں (صفوۃ التفاسیر)

٢ یعنی جن عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے حلال کیا ہے یہ ان ہی عورتوں پر اکتفا کرتے ہیں (صفوۃ التفاسیر)

٣ یعنی جو قضائے شہوات کیلئے ایسی عورتوں کو تلاش کرے جو ان پر حرام ہیں تو تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کی حد کو عبور کیا اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کیلئے پیش کیا (صفوۃ التفاسیر)

٤ یعنی وہ لوگ جو امانتوں کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کے مالکوں کو پہنچا دیتے ہیں' کچھ امانتیں تو اللہ اور اسکے بندوں کے درمیان ہیں جیسے نماز' روزہ غسل جنابت اور وہ تمام احکام جن کا تعلق محض اللہ تعالیٰ کے حق سے ہے اور ان کو بجا لانا واجب ہے۔ ہر کمال وجود' تمام لوازم حیات' بیرونی اور اندرونی نعمتیں وغیرہ ان ساری چیزوں کی عطا کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنی چاہیئے۔ یہ بات جاننا اور ماننا لازم ہے کہ یہ سب کچھ عطیہ الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں جو عاریتاً اللہ تعالیٰ نے ہم کو دی ہے۔ دوسری شق حفاظت عہد یعنی اپنے کئے ہوئے وعدوں کو پورا کرتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: [عملی] منافق کی تین نشانیاں ہیں بات کرے تو جھوٹ بولے' وعدہ کرے تو پورا نہ کرے اور اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار باتیں ہیں جس کے اندر یہ چاروں ہونگی وہ خالص منافق ہوگا اور جس کے اندر ایک خصلت ہو گی اس میں نفاق کی ایک بات ہوگی تاوقتیکہ اس کو ترک کر دے۔ اگر اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے بات کہے تو جھوٹ بولے وعدہ کرے تو اسکے خلاف کرے اور جھگڑے کے وقت گالیاں بکے۔ عبداللہ بن الحمساء نے کہا کہ حضور ﷺ کے اعلانِ نبوت سے پہلے میں نے آپ سے کچھ خرید وفروخت کی' آپکو کچھ دینا میرے ذمہ باقی رہ گیا' میں نے وعدہ کرلیا کہ ابھی اسی جگہ لا کر دیتا ہوں۔ جانے کے بعد میں بھول گیا تین روز کے بعد وعدہ یاد آیا اور میں لوٹ کر آیا تو دیکھا آپ اسی جگہ موجود ہیں۔ مجھے دیکھ کر فرمایا تم نے مجھے دکھ دیا میں تین روز سے یہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں (مظہری) ٥ یعنی جو لوگ صداقت کے ساتھ شہادتیں ادا کرتے ہیں نہ شہادت کو چھپاتے ہیں نہ بدلتے ہیں نہ اس سلسلے میں کسی برا کہنے والے کے برا کہنے سے ڈرتے ہیں خواہ شہادت کا تعلق محض حق خداوندی سے ہو جیسے شہادت توحید و رسالت اور رسول اللہ ﷺ کے اوصاف۔ یا حقوق عباد کے سلسلے کی شہادت ہو جیسے باہمی لین دین وغیرہ کی شہادت۔ (مظہری) ٦ جاننا چاہیئے کہ یکے بعد دیگرے آٹھ اوصاف حمیدہ بیان کئے گئے ہیں (١) نماز دائمی طور پر ادا کرنا (٢) ان کے اموال میں جن لوگوں کا حق ہے ان کو حق دیتے ہیں (٣) قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں (٤) اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں (٥) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں (٦) امانتوں میں خیانت نہیں کرتے اور وعدہ خلافی نہیں کرتے ہیں (٧) شہادتوں کو قائم کرتے ہیں (٨) اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں (تفسیر کبیر) ٧ اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کیلئے جنت کا وعدہ کیا جا رہا ہے جو بیان کردہ آٹھ اوصاف حمیدہ سے متصف ہیں (تفسیر کبیر)

٨ مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اردگرد مشرکین حلقہ بنا لیتے اور پھر آپ کے کلام کو سن کر استہزاء کرتے تھے اور کہتے تھے کہ محمد ﷺ کے بقول اگر یہ لوگ جنت میں داخل ہونگے تو ہم ضرور ان سے پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ابو مسلم کہتے ہیں کہ آیت کا ظاہر دلالت کرتا ہے کہ ایسا کہنے والے منافقین تھے کیونکہ یہ لوگ آپکے اردگرد بیٹھا کرتے تھے اور کفر میں جلدی یہی لوگ کرتے تھے (تفسیر کبیر) ٩ یعنی نبی کریم ﷺ کے دائیں اور بائیں حلقہ اور جماعت بنا کر بیٹھتے تھے۔ (القرطبی)

مِنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ﴿٣٨﴾ كَلَّا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا

از ایشاں آنکہ در آرد بوستان با نعمت اینچنیں نیست ہر آئنہ ما آفریدیم ایشانرا از آنچہ

ان میں سے یہ کہ نعمت کے باغات میں داخل کیا جائے ۱ ایسا نہیں ہے بیشک ہم نے اسے پیدا کیا جس چیز سے

يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٩﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا

میدانند پس سوگند خورم پروردگار مشرق ہا و مغرب ہا ہر آئنہ ما

وہ جانتے ہیں ۲ پس میں قسم فرماتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی بیشک ہم

لَقٰدِرُوْنَ ﴿٤٠﴾ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ ۙ وَمَا نَحْنُ

ہر آئنہ تواناانند بر آنکہ تبدیل کنیم بہتری از ایشاں و نیستیم ما

ضرور قادر ہیں ۳ اس پر کہ ہم بدل دیں اس سے بہتر اور ہم سے

بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿٤١﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا

پیشی گیرندہ پس بگذار ایشانرا خوض کنند و بازی کنند تا آنکہ ملاقات شود

کوئی بھاگنے والا نہیں ہے ۴ پس انہیں چھوڑ دو لہو و لعب میں پڑے رہیں یہاں تک کہ آ ملیں

يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿٤٢﴾ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ

روز ایشاں آنکہ وعدہ دہند روزیکہ بیروں آیند از

اس دن کو جسکا انہیں وعدہ دیا جاتا ہے ۵ جس روز نکلیں گے

مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ﴿٤٣﴾ خَاشِعَةً

گورہا شتابان گویا ایشاں بسوے علمی برپا کردہ می شتابند

قبروں سے تیزی کرتے ہوئے گویا کہ وہ کسی علم کی جانب دوڑ رہے ہیں ۶

اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿٤٤﴾

فرو رفتہ دیدہائے ایشاں بپوشند ایشاں خواری ایں است روز آنکہ بودند وعدہ دادہ شدند

اپنی نگاہیں نیچی کئے ہوئے ان پر خواری چھا رہی ہو گی' یہ ہے وہ دن جسکا وعدہ دیا گیا تھا ۷

تفسیر اظہار العرفان

۱ کافروں کی نظر میں قیامت آنی محال تھی اور وہ کہتے تھے کہ بالفرض اگر آ بھی گئی تو جس طرح ہم دنیا میں افضل؛ مالدار اور راحت آگیں زندگیوں والے ہیں اسی طرح قیامت میں بھی ہم اعلیٰ و بالا ہونگے۔ کافروں کے اس خیال کا رد اس آیت میں کیا جا رہا ہے یعنی بغیر ایمان اور عمل صالح کے کیا ان کو جنت میں داخل ہونے کی امید ہے؟ ایسا نہیں ہوسکتا ہے (مظہری)

۲ آیت میں تخلیقِ اول کا ذکر کر کے تخلیق دوئم یعنی حشر پر استدلال ہے۔ استحالہ حشر کے دعوے کا ابطال اور بغیر ایمان کے جنت میں داخل ہونے کی امید منقطع کرنے کی وجہ کا بیان ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان کو گندے نطفہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے بنایا۔ ان میں سے کوئی بھی چیز اعزاز کی خواستگار ہے نہ عالم قدس میں داخل کے شایاں۔ اس لئے جو شخص ایمان اور طاعت سے اپنے نفس کی تخلیقی کمی کو پورا نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اوصاف سے آراستہ نہ ہو جائے وہ جنت میں داخلے کے قابل نہ ہوگا۔ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز اپنی ہتھیلی پر لعاب رکھا اس پر انگلی رکھی اور فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے بنی آدم! کیا تو مجھے عاجز بنا سکتا ہے حالانکہ میں نے تجھے ایسی حقیر چیز سے بنایا یہاں تک کہ میں نے تیری تخلیق درست اور ساخت ہموار کر دی اور تو دو چادریں پہن کر چلنے لگا پھر تو نے کمائی کر کے مال جمع کیا اور روک کر رکھا آخر جب جان ہنسلی کی ہڈی میں آ کر چلنے لگی تو اس وقت تو نے کہا [موت اور اللہ تعالیٰ کی ہمہ گیر قدرت] حق ہے۔ اب حق کے اقرار کا وقت کہاں رہا۔ یا آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس غرض سے تم کو پیدا کیا گیا ہے اسے تم جانتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ یعنی جن وانس کو ہم نے محض اپنی معرفت کیلئے پیدا کیا لہذا جو شخص علم وعمل سے اپنے نفس کی تکمیل نہ کر پائے وہ اہل کمال کے مراتب تک پہنچنے کی طمع کیسے رکھ سکتا ہے (مظہری) ۳ یعنی سال کے ہر دن کے مشرق اور ہر دن کے مغرب مراد ہیں یا ہر ستارے کا مشرق اور مغرب مراد ہیں' یا اس سے یہ مراد ہے کہ ہر نبی کی دعوت کے ظہور کو مشرق کہا گیا ہو اور ہر نبی کے وصال کو مغرب کہا گیا ہو' یا اس سے مختلف قسم کی ہدایت مراد ہیں (تفسیر کبیر) ۴ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ میں یہ ارشاد فرمایا کہ اگر ہم چاہیں تو ان سے بہتر لے آئیں۔ اس میں اختلاف ہے کہ یہ بالفعل ہوا یا نہیں؟ بعض نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے انصار ومہاجرین کو بدل کر عطا فرمایا اور انصار ومہاجرین نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی جو مدد کی وہ مشہور ہے۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کو ایمان سے بدل دیا' بعض کا کہنا ہے کہ تبدیل کا عمل ابھی تک واقع نہیں ہوا ہے' اس لئے کہ ان میں سے اکثر اپنے کفر ہی پر باقی رہے یہاں تک کہ ان کا انتقال ہوگیا۔ (تفسیر کبیر) ۵ یعنی ان کو ان کے باطل میں چھوڑ دیجئے اور انہیں ان کے دنیا کے لہو ولعب میں چھوڑ دیجئے۔ یہ جملہ وعید کے طور پر کہا گیا ہے۔ آپ کو جس کام کا حکم دیا گیا ہے آپ وہ کام کرتے جایئے ان کے شرک کی پرواہ نہ کیجئے۔ ان کیلئے ہم نے ایک وعدہ کا دن مقرر کر رکھا ہے اس روز ہم انھیں ان کے کئے کا بھرپور بدلہ دینگے۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ یہ آیت' آیت سیف سے منسوخ ہے (القرطبی) ۶ حضرت حسن کہتے ہیں کہ قبروں سے نکلتے ہی اس جانب دوڑ پڑیں گے جس جانب سورج طلوع ہوتا ہے کیونکہ یہ لوگ اس کی پرستش اس لئے کرتے تھے تا کہ آج ان کی مدد ہو لیکن اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جس جس کی عبادت کی گئی ہوگی ان میں سے کوئی بھی اول سے آخر تک ان کی مدد نہیں کریگا (القرطبی) ۷ اللہ تعالیٰ کے عذاب کے خوف سے اپنی نگاہیں نیچی کر لینگے' حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ خوف سے ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے (القرطبی)

سُوْرَةُ نُوْحٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ نوح مکی ہے' اس میں ۲۸ آیات اور ۲ رکوع ہیں ؎۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ

ہر آئنہ ما فرستادیم نوح بسوے قوم خود بیم کن قوم خود را

بیشک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو ڈراؤ

يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ① قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ②

پیش ازانکہ بیاید بدیشاں از عذاب سخت گفت اے قوم من کہ من برائے شما بیم کنندہ ام

اس سے پہلے کہ ان کے پاس سخت عذاب آئے ؎۲ فرمایا: اے میری قوم! بیشک میں تمہارے لئے کھلا ڈرانے

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ③ يَغْفِرْ

بیدا آنکہ پرستید خدایرا و ترسید او را و فرمانبرید مرا بیا مرزد

والا ہوں ؎۳ یہ کہ تم اللہ ہی کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرو اور میری اطاعت کرو ؎۴ بخش دیگا

لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ

شما را از گناہان شما و باز دارد شما را وقتی شمردہ ہر آئنہ

تمہارے لئے تمہارے گناہوں کو اور تمہیں ایک وقت مقررہ تک مؤخر فرمائیگا' بیشک

اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ④ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ

اجل خدای چوں بیاید باز پس ندارد اگر بودید میدانید گفت اے پروردگار من

اللہ کی (طرف سے) جب اجل آتی ہے تو مؤخر نہیں ہوتی' اگر تم جانو ؎۵ عرض کی اے میرے رب!

؎۱ اس میں ۷۵۰ حروف اور ۲۲۱ کلمات ہیں (غرائب القرآن) دیگر مکی سورتوں کی طرح اس سورت میں بھی عقیدہ کے اصول بیان کئے گئے ہیں' اس سورت میں شیخ الانبیاء حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ تفصیل سے بیان ہوا' اسی بناء پر اس سورت کا نام سورہ نوح ہے' قومیں جب اللہ تعالیٰ کی دعوت کا انکار کرتی ہیں تو ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جاتا ہے اس کا بیان ہے' اس سورت کی ابتدا اس سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو دعوت و تبلیغ کیلئے بھیجا' پھر آپ نے قوم سے جو جہاد فرمایا اسکا بیان ہے اور قوم کی جانب سے جو آپ کو تکالیف پہنچیں اسکا بھی بیان ہے' اسکے بعد اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کا بیان ہے' اس سورت کا اختتام حضرت نوح علیہ السلام کی دعا پر ہے جو آپ نے قوم کی ہلاکت اور بربادی سے متعلق کی۔ (صفوۃ التفاسیر)

؎۲ آغاز کلام میں اِنَّ لانے سے واقعہ کی اہمیت ظاہر کرنا مقصود ہے۔ رسالتِ حضرت نوح علیہ السلام کو صرف آپکی قوم کے ساتھ مقید کرنا بتا رہا ہے کہ آپکی نبوت تمام آدمیوں کیلئے عمومی نہ تھی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث بھی اسی پر دلالت کر رہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئیں۔ ایک ماہ کی راہ کی مسافت سے میرا رعب [دشمنوں پر] ڈال کر میری مدد کی گئی' تمام زمین کو میرے لئے مسجد اور طاہر قرار دیا گیا اس لئے میری امت کے کسی آدمی کو جہاں نماز کا وقت آجائے وہیں پڑھ لے' میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا مجھ سے پہلے کسی کیلئے حلال نہیں کیا گیا' مجھے شفاعت کا حق دیا گیا' گذشتہ نبی خصوصیت کے ساتھ اپنی قوم کی ہدایت کیلئے مبعوث ہوتے تھے مجھے تمام لوگوں کی ہدایت کیلئے بھیجا گیا (مظہری) ؎۳ یعنی تمہاری ہی زبان میں مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا (القرطبی)

؎۴ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو پیغام میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے لیکر آیا ہوں اس کی پیروی کرو۔ (القرطبی) ؎۵ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دست مبارک پھیلایئے میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے دایاں ہاتھ پھیلا دیا مگر میں نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا۔ فرمایا عمرو کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا کچھ شرط رکھنا چاہتا ہوں۔ ارشاد فرمایا: شرط بیان کرو۔ میں نے عرض کیا شرط بیعت یہ ہے کہ میرے گناہ بخش دیئے جائیں۔ فرمایا: عمرو کیا تم کو نہیں معلوم کہ اسلام گذشتہ گناہ ڈھا دیتا ہے اور ہجرت بھی پہلے گناہ گرا دیتی ہے اور حج بھی سابق گناہ ساقط کر دیتا ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں [ایک سفر میں] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اونٹ پر سوار تھا۔ میرے اور حضور کے درمیان صرف ایک کجاوہ کا پچھلا حصہ حائل تھا آپ نے ارشاد فرمایا: معاذ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کا بندے پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اسکے رسول کو پورا علم ہے۔ فرمایا: اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ بندے اسکی عبادت کریں کسی چیز کو اسکا شریک نہ قرار دیں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ وہ غیر مشرک کو عذاب نہ دے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا لوگوں کو میں یہ خوشخبری نہ سنا دوں' فرمایا: لوگوں کو یہ بشارت نہ دو' ورنہ وہ اسی پر بھروسہ کر بیٹھیں گے۔ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى: یعنی ایمان و اطاعت کی شرط پر اللہ تعالیٰ تم کو معاف رکھے گا اور گناہوں کی سزا اس مدت تک تم کو نہ دیگا جو تمہارے لئے مقرر کر دی گئی ہے۔ جاننا چاہیئے کہ تقدیر کی دو قسمیں ہیں (۱) تقدیرِ مبرم [قطعی نا قابل نسخ] (۲) تقدیرِ معلق: اس کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے کہ زید اگر اللہ کی اطاعت کریگا تو اتنی مدت تک اسکو تباہی سے محفوظ رکھا جائیگا اور نافرمانی کریگا تو اللہ اس پر طوفان مسلط کر دیگا۔ (مظہری)

دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّ نَهَارًا ۝۵ فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْۤ اِلَّا

ہر آئنہ من دعوت کردم قوم خود را بشب و روز پس نیفزود ایشانرا دعاے من

میں نے اپنی قوم کو رات اور دن دعوت دی ۱ پس میری دعوت نے ان میں اضافہ نہیں کیا

فِرَارًا ۝۶ وَ اِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْۤا

مگر گریختن و ہر آئنہ من ہر آئنہ دعوت کردم ایشانرا تا بیامرزی ایشانرا گردانید

مگر بھاگنا ۲ اور بیشک میں نے جب بھی انہیں دعوت دی کہ (توبہ کریں اور) تو انہیں معاف فرمائے تو انہوں نے

اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَ اسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَ اَصَرُّوْا

انگشتان مبارک را در گوشہاے خود و بسرد کشیدند جامہا خود را و اصرار کردند

اپنے کانوں میں اپنی انگلیاں اور سر پر اپنے کپڑے ڈال دیئے اور ضد کی

وَ اسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝۷ ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝۸

و تکبر کردن تکبر کردنی پس ہر آئنہ من دعوت کردم ایشانرا آشکارا

اور خوب تکبر کیا ۳ پھر میں نے انہیں اعلانیہ دعوت دی ۴

ثُمَّ اِنِّیْۤ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَ اَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۝۹ فَقُلْتُ

پس ہر آئنہ من ظاہر کردم ایشانرا و پنہاں کردم ایشانرا کردنی پس گفت

پھر بیشک ہم نے انہیں اعلانیہ کہا اور خفیہ بھی کہا ۵ پس میں نے کہا

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝۱۰ یُّرْسِلِ السَّمَآءَ

آمرزش طلب از پروردگار خود ہر آئنہ او بود آمرزندہ فرستد از آسمان

اپنے رب سے مغفرت طلب کرو بیشک وہ بخشنے والا ہے ۶ آسمان سے

عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا ۝۱۱ وَّ یُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ وَ یَجْعَلْ

بر شما پے در پے و مدد دہد شما را بمالہا و پسران و بکند

تم پر پے در پے (بارش) بھیجے گا ۷ اور مالوں اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائیگا اور

۱ جاننا چاہئے کہ یہ سب آیات دلالت کر رہی ہیں کہ جمیع حوادث اللہ تعالیٰ کی قضاء اور قدرت سے ہیں اور وہ اس طرح کہ ہم دو انسان کو دیکھتے ہیں کہ ایک ہی مجلس میں ایک ہی لفظ کے ذریعے رسول کی دعوت کو سنتے ہیں۔ رسول کی یہی دعوت ایک کے حق میں حصولِ ہدایت کا سبب بنتی ہے اور وہ حق کی طرف مائل ہوتا ہے جبکہ دوسرے کے حق میں یہ دعوت مزید تکبر اور نفرت کا سبب بن جاتی ہے (تفسیر کبیر) حضرت نوح علیہ السلام بغیر تھکان کے دن رات قوم میں تبلیغ کرتے تھے۔ دن میں آپ ان کی محافل میں پہنچ کر تبلیغ کرتے اور رات کے وقت ان کے گھروں میں جا کر تبلیغ کرتے تھے۔ مروی ہے کہ آپ رات میں ان میں سے کسی کے گھر کے پاس پہنچ کر گھر کا دروازہ کھٹکھٹاتے تو اندر سے آواز آتی کون ہے۔ باہر سے آپ آواز دیتے کہ میں نوح ہوں، پڑھو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. (روح البیان)

۲ زیادت کی نسبت فعل کی طرف مجازی ہے کیونکہ جس قدر آپ ان کفار کو دعوت دیتے اسی قدر ان کی طغیانی میں اضافہ ہوتا تھا گویا کہ دعوت سبب بن گئی (روح البیان)

۳ یعنی میں نے ان کو جب جب اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نیک عمل کی طرف بلایا انھوں نے اعراض کیا اور اپنی کانوں کو بند کر لیا تا کہ میرے کلام کو نہ سن سکیں اور چہرے پر کپڑے ڈال لئے تا کہ ہمیں نہ دیکھ سکیں۔ وہ سب کفر اور طغیان پر دائمی طور پر قائم رہے۔ اس آیت کریمہ میں ان کے عناد کی وسعت کو بیان کیا گیا ہے (صفوۃ التفاسیر)

۴ میں نے ان کے بڑوں کو اعلانیہ دعوت دی اور دعوت و تبلیغ میں ذرہ برابر بھی خوف سے کام نہیں لیا۔ (صفوۃ التفاسیر) ۵ یعنی سراً اور اعلانیاً ہر طرح سے ہم نے ان کو دعوت دی (صفوۃ التفاسیر) ۶ یعنی ایمان لا کر خلوص کے ساتھ اپنے رب سے مغفرت طلب کرو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ استغفار گناہوں کو مٹانے والا ہے (صفوۃ التفاسیر) ۷ اس آیت سے معلوم ہو رہا ہے کہ استغفارِ معصیت نزول بارش، حصول نعمت اور عموماً دفع مصیبت کا سبب ہے یا خصوصیت کے ساتھ صرف اس مصیبت کے دفع کا سبب ہے، جس میں مبتلا ہونے کی وجہ گناہوں کی نحوست ہو جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا حال تھا اور اسکی تائید آیت مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ سے ہوتی ہے لیکن اگر نزولِ مصیبت ترقی درجات کا سبب ہو تو ایسی مصیبت استغفار سے دفع نہیں ہوتی جیسے حضرت ایوب علیہ السلام اور بعض دوسرے انبیاء کی مصیبتیں تھیں۔ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے زیادہ کڑی مصیبت انبیاء کی ہوتی ہے انبیاء کے بعد ان لوگوں کی جو باقی لوگوں سے افضل ہوں، پھر ان لوگوں کی جو بقیہ سے افضل ہوں۔ آدمی کی آزمائش اسکے دین کے مرتبہ کے موافق ہوتی ہے اگر وہ دین میں پختہ ہے تو اسکی آزمائش بھی کڑی ہوتی ہے اور اگر اسکے دین میں کچھ کمزوری ہے تو درجۂ دینی کے موافق اسکی آزمائش ہوتی ہے صرف عہد کرنے سے بلا نہیں ٹلتی جب تک گناہ چھوڑ نہ دے اور گناہ سے پاک ہو کر زمین پر چلنے نہ لگے۔ یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ بارش نہ ہونا ایک عمومی مصیبت ہے جو عمومی گناہوں کی نحوست سے ہی آتی ہے۔ معصیتِ عوام کے بغیر اس مصیبت کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ اس صورت میں استغفار عمومی بارش کا سبب قرار پائیگا۔ استسقاء میں استغفار کی مشروعیت اسی وجہ سے ہے۔ مروی ہے کہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو لیکر بارش کی دعا کیلئے شہر سے باہر نکلے لیکن صرف استغفار کے بعد لوٹ آئے اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا [نماز نہیں پڑھی] عرض کیا گیا کہ ہم نے سنا تھا کہ آپ بارش کی دعا کرینگے مگر آپ نے صرف استغفار پر اکتفا کیا۔ فرمایا میں نے بارش کی دعا ان چشموں سے کی جن سے آسمان کی بارش ہوتی ہے اس کے بعد آپ نے آیت اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ سے عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا تک تلاوت فرمائی۔ (مظہری)

لَكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿١٢﴾ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ

برای شما بوستانہا و گردانید برائے شما جوبہا چیست شما را امید ندارید مر خدایرا

تمہارے لئے باغات بنائیگا اور تمہارے لئے نہریں بنائیگا ١ تمہیں کیا ہوا امید نہیں رکھتے اللہ سے

وَقَارًا ﴿١٣﴾ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ﴿١٤﴾ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ

عظمتی و ہر آئنہ بیافریدیم شما را گونا گوں آیا ندیدے چگونہ بیافرید

وقار کی ٢ اور بیشک اس نے تمہیں پیدا کیا گوناگوں ٣ کیا تم نے نہ دیکھا کیسے بنائے

سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿١٥﴾ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا

خدای ہفت آسمانہا طبقہ و گردانید ماہ را در ایشاں نورے

اللہ نے سات آسمانوں کو طبقہ طبقہ ٤ اور ان میں چاند کو روشن کیا

وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿١٦﴾ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ﴿١٧﴾

و گردانید آفتاب را چراغی و خدای برویانید شما را از زمین رستنی

اور سورج کو چراغ بنایا ٥ اور اللہ نے تمہیں زمین سے اگایا ٦

ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿١٨﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ

باز برد شما را دراں و بیروں آرد شما را بیرون آوردنی و خدای گردانید

پھر تمہیں اس میں لے جائیگا (پھر) تمہیں دوبارہ نکالے گا ٧ اللہ نے

لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ﴿١٩﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿٢٠﴾

برائے شما زمین فرشے تا در آرید ازاں راہ ہا کشادہ

تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا ٨ تا کہ تم اس کی کشادہ راہوں میں چلو ٩

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ

گفت نوح اے پروردگار من ایشاں عاصی شدند مرا و پیروی کردند ہر کہ نیفزاید او را

نوح نے عرض کی: اے میرے رب! انہوں نے میری نافرمانی کی (اسکی) اور پیروی کی ایسے کی جسے نہ بڑھایا

١ یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں کثرت سے اموال اور اولاد عطا فرمائیگا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا کہ اگر وہ ایمان لائیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں آسمان اور زمین کی برکت عطا فرمائیگا (صفوۃ التفاسیر)

٢ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت مجاہد کے نزدیک آیت میں رجاء کا معنی ہے اعتقاد یعنی تم اپنے اعتقاد میں اللہ کی عظمت نہیں جانتے۔ رجاء یعنی امید تو ادنیٰ ظن کے تابع ہوتی ہے [کسی بات کے ہونے کا ذرا سا بھی گمان غالب ہو جاتا ہے تو اس کی امید ہو جاتی ہے] لیکن یہاں اعتقاد کو رجاء فرمایا یہ محض کلام میں زور پیدا کرنے کیلئے ہے یعنی اللہ کی عظمت تمہارے عقیدہ میں بہر حال نہیں ہے اور عقیدہ تو کیا تمہارے ظن میں بھی نہیں ہے۔ کلبی نے آیت کا معنی بیان کیا کہ تم اللہ کی عظمت سے نہیں ڈرتے گویا کلبی کے نزدیک رجاء اس جگہ بمعنی خوف ہے۔ حسن بصری نے آیت کی تفسیر اس طرح کی کہ تم اللہ تعالیٰ کا حق نہیں پہچانتے اور اسکی نعمت کا شکر نہیں کرتے۔ ابن کیسان نے کہا کہ تم کو اپنی عبادت میں اس بات کی امید نہیں کہ ہم جو اللہ کی تعظیم کرتے ہیں اللہ اس کا ثواب بھی دیگا۔ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اپنی عبادت میں تم کو اس امر کی امید نہیں ہے کہ اللہ تمہاری عبادت کی قدر دانی اور تمہارا اکرام کریگا۔ (مظہری)

٣ یعنی متعدد بار تمہاری تخلیق مختلف حالات میں ہوئی اور ہوگی۔ پہلے تم عنصری تخلیق میں تھے پھر مرکب غذا کی تخلیق میں آئے پھر نطفہ پھر خون بستہ پھر لوتھڑا پھر ہڈیاں اور گوشت بنا پھر ایک جدید تخلیق کی یعنی روح پھونک کر انسان بنایا' فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ پھر تم کو موت آئیگی پھر اللہ تم کو قبر یعنی عالم برزخ میں لے جائیگا پھر لوٹا کر دوبارہ زندہ کر دیگا پھر فرمانبردار کو ثواب دیکر اسکی عزت افزائی کریگا اور نافرمان کو سزا دیگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی وہ تخلیقی نشانیاں تھیں جو ہر شخص کی شخصیت سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس کی آفاقی نشانیوں کا بیان ہے جو اگلی آیت میں (مظہری) ٤ حضرت حسن کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان اور سات زمینیں پیدا کیں۔ ہر دو زمین کے درمیان اور ہر دو آسمان کے درمیان مخلوق اور امر ہیں (القرطبی) ٥ تمام آسمانوں میں تو چاند نہیں ہے اس لئے فِيْهِنَّ کا معنی ہے فِيْ بَعْضِهِنَّ یعنی آسمانِ دنیا میں اللہ نے چاند پیدا کیا جیسے روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنی نجار کے گھروں میں [سب سے اول مدینہ میں رونق افروز ہونے کے وقت] اترے تھے یعنی بنی نجار کے مکانوں میں سے کسی ایک مکان میں۔ بغوی نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن عمرو نے فرمایا کہ چاند سورج کا رخ آسمانوں کی طرف ہے اور ان کا نور آسمانوں میں ہی ہے لیکن ان کی [انعکاسی] کرنیں زمین کی طرف آتی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح کا قول منقول ہے۔ وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا! یعنی سورج کو چراغ کی طرح بنایا جس طرح چراغ کی روشنی سے ماحول کی تاریکی جاتی رہتی ہے اسی طرح سورج کی روشنی سے سامنے کا اندھیرا دور ہو جاتا ہے۔ سوال: چراغ کی روشنی سورج کی روشنی سے کم ہوتی ہے پھر اعلیٰ کو ادنیٰ سے تشبیہ کیوں دی گئی؟ جواب: سننے والوں کے سامنے چراغ کے علاوہ کوئی روشن چیز ایسی نہیں کہ سورج کو اس سے تشبیہ دی جائے ان کے سامنے تو چراغ ہی ہے اس لئے چراغ سے تمثیل دی گئی (مظہری) ٦ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ہر قسم کی مٹی سے بنایا۔ (القرطبی) ٧ یعنی موت کے وقت دفن کی صورت میں تمہیں اسی میں لوٹایا جائیگا اور قیامت کے روز نشر کی صورت میں دوبارہ نکالے گا (القرطبی) ٨ زمین میں پھیلاؤ اور لوگوں کے قرار پانے کی وجہ سے بساط سے تشبیہ دی گئی ہے (صفوۃ التفاسیر) ٩ تا کہ تم اپنے سفر کیلئے وسیع و عریض راستے پر چل سکو اسی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ تک تم اپنی اشیائے ضروریہ کو نقل کر سکو۔ (صفوۃ التفاسیر)

مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ۚ﴿۲۱﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ۚ﴿۲۲﴾

مال او و فرزندان او مگر زیاں و مکر کردند مکرے بزرگ و

اس کے مال اور اولاد نے مگر نقصان ۱؎ اور انہوں نے بڑا مکر کیا ۲؎ اور

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ

گفتند دست باز مدارید از خدایان خود و مگذارید بت ود را و نہ سواع را

کہا اپنے معبودوں کو مت چھوڑنا اور نہ چھوڑنا بت ود اور نہ سواع

وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۚ﴿۲۳﴾ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا

و نہ یغوث را و یعوق را و نسر را و ہر آئنہ گمراہ شدند بسیاریرا و

اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو ۳؎ اور بیشک انہوں نے بہت سو کو گمراہ کیا اور

تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا

نیفزاید ستمگارانرا مگر گمراہی از برائے گناہان ایشاں غرق شدند پس در آمدند

زیادہ نہ کرنا ظالموں کیلئے مگر گمراہی ۴؎ اپنے گناہوں کے سبب غرق کئے گئے پھر داخل کئے گئے

نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾ وَقَالَ

باٰتش پس نیابند ایشانرا بجز خدای یاران و گفت

آگ میں، پس انہوں نے نہ پایا اللہ کے سوا مددگار ۵؎ اور عرض کی

نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾

نوح اے پروردگار من مگذار بر زمین از کافران دور کنندہ

نوح نے اے میرے رب! نہ چھوڑ زمین پر کافروں میں سے کسی رہنے والے کو ۶؎

اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا

ہر آئنہ تو اگر بگذارے ایشانرا گمراہ کنند بندگان ترا و نزایند مگر فجور کنندہ

بیشک تو اگر انہیں چھوڑ دیگا تو تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور نہ جنیں گے مگر فسق کرنے والے کو

۱؎ جب قوم نے حضرت نوح علیہ السلام کی بات نہیں مانی اور ایمان نہیں لائے تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے قوم کی شکایت کی۔ اہل تفسیر کہتے ہیں کہ ساڑھے نوسو برس تک آپ قوم کو تبلیغ کرتے رہے لیکن قوم کی طغیانی اور نافرمانی میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام سات نسلوں تک اس امید سے تبلیغ کرتے رہے کہ شاید اسکے بعد والی نسل ایمان لے آئے لیکن جب مکمل طور پر آپ کو یقین ہو گیا کہ یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے تو آپ نے ان کے خلاف وہ دعا کی جو آیت میں موجود ہے۔ طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام مزید ساٹھ برس تک بقید حیات رہے یہاں تک کہ کثرت سے لوگ ہو گئے۔ (القرطبی)

۲؎ آیت میں مکر سے کیا مراد ہے اس کے بارے میں اختلاف ہے (۱) حضرت نوح علیہ السلام کے قتل پر بیوقوفوں کو آمادہ کرنا (۲) مکر سے مراد ان کا کفر ہے (القرطبی)

۳؎ محمد بن کعب کا بیان ہے کہ یہ تمام نام ان نیک لوگوں کے تھے جو حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان گذرے تھے جب ان لوگوں کا انتقال ہو گیا تو ان کی اتباع میں ان کے ساتھی ویسے ہی عبادت میں مشغول رہے جیسے پہلے تھے مگر ان کو عبادت کا ذریعہ بنا لیا پھر شیطان نے ان کو بہکایا اور ترغیب دی کہ ان کی مورتیاں بنا لیں۔ مورتیوں کے سامنے ہونے سے عبادت میں چستی پیدا ہوگی اور شوق بڑھے گا۔ انھوں نے شیطانی اغواء کو مان لیا اور مورتیاں بنا لیں پھر ان کے بعد دوسری نسل آئی تو شیطان نے ان سے کہا کہ تمہارے باپ دادا ان مورتیوں کی پوجا کرتے تھے تم بھی کرو۔ وہ بہکاوے میں آ گئے مورتی پوجا کا آغاز اسی طرح ہو گیا پھر ان مورتیوں کے نام ان کے نام پر رکھ دیئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ طوفان نوح میں یہ مورتیاں ڈوب گئیں تھیں اور مٹی کے اندر دب گئی تھیں مدت تک دفن رہیں آخر مکہ کے مشرکوں کیلئے شیطان نے ان کو برآمد کیا۔ جو بت قوم نوح کے معبود تھے وہ آخر میں عرب میں آ گئے۔ دومتہ الجندل میں وَد کی پرستش بنی کلب کرتے تھے، سُواع بنی ہذیل کا بت تھا، یغوث اول بنی مرہ کا بت تھا پھر مقام جرف میں بنی غطیف کا معبود ہو گیا اور سبا یمن میں پہنچ گیا، یعوق بنی ہمدان کا بت تھا اور نسر حمیر کے قبیلہ میں خاندان ذی الکلاع کا تھا (مظہری) ۴؎ یعنی ان کے سرداروں نے بہت سارے انسانوں کو بہکایا (صفوۃ التفاسیر) ۵؎ غرق کرنے سے مراد ہے طوفان میں غرق کرنا اور آگ سے مراد ہے عالم برزخ یعنی قبر کی آگ کیونکہ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی نماز پڑھی ہو اور عذاب قبر سے اللہ کی پناہ نہ مانگی ہو۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ آپ کی داڑھی تر ہو جاتی کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ جنت دوزخ کے ذکر کے وقت اتنا نہیں روتے اور اس پر روتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اگر اس سے نجات پا لی تو بعد والی منزلیں اس کیلئے آسان ہیں اور اس سے نجات نہ ملی تو بعد کی منزلیں اس سے سخت ہوں گی (مظہری) ۶؎ حضرت نوح علیہ السلام نے یہ دعا اس وقت کی جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس وحی بھیجی کہ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور ان کی قوم کو غرق کر دیا۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ عذاب کے وقت ان کی قوم میں کوئی بچہ نہیں تھا۔ مروی ہے کہ عذاب کے نزول سے ستر سال پہلے قوم کی ساری عورتیں بانجھ ہو گئی تھیں۔ بعض نے کہا کہ نزولِ عذاب سے چالیس سال پہلے تک قوم میں کسی بچے کی ولادت نہیں ہوئی۔ گویا کہ بغیر عذاب کے ہی اللہ تعالیٰ نے ان کی ذریت کو ہلاک کیا۔ (القرطبی)

كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ

ناسپاس اے پروردگار من بیامرز مرا و پدر و مادر مرا و ہر کہ در آید بخانہ من

کفر کرنے والے کو ۱ اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور جو میرے گھر میں داخل ہوا

مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾

مومن بود و مردان و زنان مومنہ را و میفزای ستمگارانرا مگر ہلاکت

مؤمن ہو کر اور مؤمنین مرد اور عورتوں کو اور نہ زیادہ فرما ظالموں کیلئے مگر ہلاکت ۲

سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ جن مکی ہے، اس میں ۲۸ آیات اور ۲ رکوع ہیں ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا

بگو وحی کردہ شد بمن آنکہ شنید قرآنرا گروہی از جن پس گفتند

آپ فرما دیجئے میری جانب وحی کی گئی ہے کہ جنوں کے ایک گروہ نے قرآن سنا تو کہا

اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴿۱﴾ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ

ہر آئنہ ما شنیدیم قرآنرا شگفت راہ نماید براستی پس گرویدیم ما با او

بیشک ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ۴ حق کی راہنمائی کرتا ہے پس ہم اس پر ایمان لائے

وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ﴿۲﴾ وَّاَنَّهُ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا

و اگر شرک نیاریم پروردگار خود یکی را و آنکہ او برتر است ملک پروردگار ما

اور ہم ہرگز اپنے رب کیساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے ۵ اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے

۱ یعنی ان میں سے کوئی بھی اگر باقی رہ جائیگا تو تیرے بندوں کو گمراہ کریگا (صفوۃ التفاسیر)

۲ حضرت نوح علیہ السلام کے والد لمک بن متوشلخ اور ان کی والدہ شمخاء بنت انوش ہیں اور یہ دونوں مؤمنین سے تھے۔ حضرت عطاء کہتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان ان کے آباء میں سے کوئی بھی کافر نہ تھا ان دونوں کے درمیان دس آباء گذرے۔ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ: بعض نے کہا کہ یہاں بیت سے مراد مسجد ہے، بعض نے کہا کہ اس سے مراد کشتی ہے، بعض نے کہا کہ اس سے مراد ہے کہ جو میرے دین میں داخل ہوا۔ (تفسیر کبیر)

۳ اس میں ۷۵۹ حروف اور ۲۸۵ کلمات ہیں (غرائب القرآن) اس سورت مبارکہ میں بھی دیگر مکی سورتوں کی طرح عقائد اسلامیہ کے اصول بیان کئے گئے ہیں۔ اس کی ابتدا اس خبر سے متعلق ہے جو جنوں کے قرآن سننے پر مشتمل ہے، جنوں کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک قسم وہ جو ایمان والے ہیں اور دوسری قسم وہ جو کفر والے ہیں اس کا اختتام اس پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کو احاطہ کئے ہوئے ہے (صفوۃ التفاسیر)

۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنوں کو نہ دیکھا نہ ان کو قرآن سنایا بلکہ [اصل واقعہ یہ ہے کہ] آپ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ بازار عُکاظہ کو تشریف لے گئے۔ اس وقت شیاطین کو آسمانی چیزوں کو سن گن لینے سے شُھُب کے ذریعے روک دیا گیا تھا لہذا انھوں نے [جب آسمان کی خبریں حاصل کرنے سے ناکام لوٹے تو] اپنی قوم سے جا کر کہا کہ زمین پر ضرور کوئی ایسا واقعہ رونما ہوا ہے کہ جس کی وجہ سے ہم کو آسمان کی خبریں لینے سے روک دیا گیا ہے۔ جنوں کی قوم نے کہا کہ مشارق و مغارب میں پھیل جاؤ اور اسکا کھوج لگاؤ کہ ایسا کونسا واقعہ رونما ہوا ہے چنانچہ ان کا ایک ٹولہ جو تہامہ کی طرف عازم سفر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے گذرا۔ آپ اس وقت کھجور کے ایک درخت کے پاس صحابہ کرام کے ساتھ صبح کی نماز ادا فرما رہے تھے۔ قرآن کی آواز جنوں کے کانوں میں پڑی تو وہ اسے غور سے سنتے رہے اور پھر کہا کہ ضرور یہی حادثہ ہے جو ہمارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان حائل ہوا ہے اس پر وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے اور کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حضرت سہل بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں دیارِ عاد کے مضافات میں تھا کہ میں نے منقور پتھروں سے بنا ہوا ایک شہر دیکھا جس کے وسط میں پتھروں سے بنا ہوا ایک محل تھا اس محل میں جنوں کا پہرہ تھا۔ میں اس محل میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک لحیم و شحیم بوڑھا شخص، صوف کا ایک نیا نظر آنے والا جبہ پہنے کعبہ رخ نماز پڑھ رہا ہے۔ مجھے اس کے عظیم جثہ پر اتنا تعجب نہ ہوا جتنا کہ اس جبے کے نئے پن پر ہوا۔ میں نے اسے سلام کیا تو اس نے میرے سلام کا جواب دیا اور پھر کہا کہ اے سہل! کپڑوں کو اجسام بوسیدہ نہیں کرتے بلکہ گناہوں کی سڑاند اور حرام کا رزق بوسیدہ کرتا ہے۔ یہ جبہ مجھ پر سات سو برس سے ہے۔ اسی سے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملا ہوں اور اسی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ملا ہوں اور دونوں پر ایمان لایا ہوں۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں تو اس نے کہا کہ میں ان جنوں میں سے ہوں جن کے بارے میں آیت قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ الخ نازل ہوئی (لباب النقول فی اسباب النزول) یعنی یہ قرآن حق اور درست باتوں کی جانب رہنمائی کرتا ہے اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم اس قرآن کی تصدیق کریں اور اس جانب ہرگز نہ لوٹیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کی جانب لے جائے۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ وہ سب جن مشرکین تھے۔ (صفوۃ التفاسیر)

اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ﴿٣﴾ وَّ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا

فراگرفت زنی و نہ فرزندے و ہر آئنہ او ہست کہ میگوید نادانان ما

نہ اس نے (اپنے لئے) بیوی بنائی اور نہ کوئی فرزند ۱ اور بیشک یہ کہ ہمارا نادان کہتا ہے

عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ﴿٤﴾ وَّ اَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَ

بر خدای سخن دروغ و ہر آئنہ ما گمانبریم آنکہ نگویند آدمیان و

اللہ پر جھوٹ بات ۲ اور بیشک ہم نے گمان کیا کہ آدمی اور

الْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴿٥﴾ وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ

جنیان بر خدای دروغی و آنکہ ہست مردان از آدمیان

جن اللہ پر جھوٹ نہیں کہیں گے ۳ اور یہ کہ آدمیوں میں سے کچھ مرد

يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ﴿٦﴾ وَّ اَنَّهُمْ

پناہ گرفتندے بمردان از دیوان پس بیفزود ایشانرا سرکشی و آنکہ ایشاں

پناہ لیتے تھے جنوں کے کچھ مرد سے پس ان کی سرکشی اور بڑھی ۴ اور یہ کہ انھوں نے

ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ﴿٧﴾ وَّ اَنَّا لَمَسْنَا

گمانبردند ہمچنانکہ گمانبردید آنکہ نہ بر انگیزد خدای یکے را و ہر آئنہ ما مس کردیم

گمان کیا جیسا کہ تم نے گمان کیا کہ اللہ کسی کو نہیں بھیجے گا ۵ اور بیشک ہم نے

السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّ شُهُبًا ﴿٨﴾

آسمانرا پس یافتیم آنرا پر کردہ شدہ پاسبان محکم و ستارگان

آسمان کو چھوا تو اسے مضبوط پہرہ داروں اور ستاروں سے پُر پایا ۶

وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ

و ہر آئنہ ما بودیم می نشستیم ازاں نشستگاہہا برائے شنیدن پس ہر کہ بشنود اکنوں

اور بیشک اس سے پہلے ہم سننے کیلئے بیٹھنے کی جگہوں میں بیٹھتے تھے' پس اب جو کوئی

تفسیر اظہار العرفان

۱ جد سے مراد عظمت وجلال ہے' حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ اس سے اسکا ذکر مراد ہے' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' حضرت حسن اور حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ وہ بے پرواہ ہے۔(القرطبی)

۲ آیت میں سفیہ سے مراد ابلیس ہے' بعض نے کہا کہ اس سے جنوں کے مشرکین مراد ہیں (القرطبی)

۳ طبری کہتے ہیں کہ جنوں کے اس گروہ نے جب قرآن سنا تو کہنے لگے کہ کیا جن وانس میں کوئی بھی اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ سکتا ہے؟ (صفوۃ التفاسیر)

۴ کرزم بن ابی السائب انصاری سے روایت ہے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ کسی کام سے مدینے کو گیا۔ یہ پہلی بار تھی جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا۔ رات گذارنے کیلئے ہم ایک چرواہے کے پاس رہ پڑے۔ جب آدھی رات ہوئی تو ایک بھیڑیا آیا اور اس نے مویشیوں میں سے ایک اونٹ کو پکڑ لیا اس پر چرواہا جھپٹ کر گیا اور کہا کہ عامرِ وادی' یہ تیری پناہ میں ہے' تیری پناہ میں ہے' تیری پناہ میں ہے۔ اس پر ایک پکارنے والے نے جو نظر نہ آتا تھا پکار کر کہا: اے بھیڑیئے! اس پر اونٹ بلبلاتا ہوا آگیا اور مویشیوں کے گلے میں داخل ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے [اسی جیسے واقعات کے بارے میں] مکے میں اپنے رسول ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی۔ ابو رجاء عطاردی کہتے ہیں کہ میں محنت مزدوری کر کے بچوں کا پیٹ پالتا تھا جب نبی ﷺ مبعوث ہوئے تو ہم گھربار چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے حتی کہ ایک جنگل بیابان میں پہنچ گئے۔ ہمارا دستور تھا کہ جب ہم پر کسی ایسے مقام پر رات پڑ جاتی تو قافلے کا شیخ کہتا ہے کہ ہم اس وادی کے رات کے سردار کی پناہ مانگتے ہیں چنانچہ اس بار بھی ہم نے یہی کہا لیکن ہم کو بتایا گیا کہ سلامتی یہ شہادت دینے میں ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں جس نے یہ کلمہ اپنایا اس نے جان ومال کی امان پائی۔ یہ سن کر ہم واپس لوٹ آئے اور اسلام قبول کرلیا۔ ابو رجاء کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ آیت میرے اور میرے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی (لباب النقول فی اسباب النزول) ۵ یعنی اے گروہِ جنات! جیسے تمہارا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو دوبارہ زندہ نہیں کریگا تمہارے اس خیال کی طرح آدمیوں کا خیال بھی تھا (القرطبی) ۶ یعنی رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد ہم نے سماء کو چھونا چاہا۔ بظاہر السماء سے مراد ابر ہے کیونکہ ہر بالائی چیز کو سماء کہہ دیا جاتا ہے۔ اس تاویل پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث دلالت کر رہی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے خود حضور پرنور ﷺ سے سنا کہ ملائکہ عنان یعنی بادل پر اترتے ہیں اور کسی ایسے امر کا تذکرہ کرتے ہیں جس کا فیصلہ آسمان پر ہو چکا ہوتا ہے۔ شیاطین چوری سے اس کو سن لیتے ہیں اور کاہنوں کے پاس پہنچ کر ان کو بتا دیتے ہیں' کاہن اس ایک بات میں اپنی طرف سے جھوٹ ملا دیتے ہیں۔ مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بات کا حکم جاری کرتا تو عرش کے اٹھانے والے ملائکہ سبحان اللہ کہتے' پھر ان سے متصل آسمان والے سبحان اللہ کہتے یہاں تک کہ اس نچلے آسمان والوں تک تسبیح کی نوبت آتی۔ عرش کو اٹھانے والے کہتے کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا: دوسرے بتاتے اس طرح آسمان والے باہم پوچھتے اور جواب دیتے۔ یہاں تک کہ وہ بات اس آسمان سے پہنچ جاتی اور شیطان کچھ چوری سے سن پاتے اور اپنے دوستوں یعنی کاہنوں اور ساحروں پر لا کر مار دیتے۔ اب اگر وہ لوگ ویسا ہی بیان کر دیتے جیسی وہ ہوتی تو وہ بات ٹھیک ہوتی لیکن وہ تو اس میں مبالغہ کرتے اور کچھ بڑھا دیتے۔ شھب: تاروں سے ٹوٹ کر نکلنے والا آگ کا شعلہ۔(مظہری)

يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ﴿٩﴾ وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ

بیابد برائے او ستارہ روشن و آنکہ ما نمی دانیم بدی خواستہ شدہ

سننا چاہے تو وہ اپنے لئے روشن ستارہ پائیگا ١ اور یہ کہ ہم نہیں جانتے کہ بدی کا ارادہ کیا گیا

بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۙ﴿١٠﴾ وَّاَنَّا

بہر کہ در زمین است خواہد بدیشاں پروردگار ایشاں خبرے و ہر آئنہ ما

اس کیلئے جو زمین میں ہے یا انکے رب نے ان کیلئے کوئی (بھلائی) چاہی ہے ٢ اور بیشک

مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ۭ كُنَّا طَرَاۗىِٕقَ قِدَدًا ۙ﴿١١﴾

از ما شایستگانند و از ما بجز ایں بودیم طریقہاے متفرقہ

ہم میں سے کچھ صالح ہیں اور ہم میں سے کچھ اسکے علاوہ ہیں' ہم متفرق راستوں پر تھے ٣

وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ

و ہر آئنہ ما گمانبردیم آنکہ عاجز توانیم کرد با خدا در زمین و عاجز نمی توانیم کرد او را

اور بیشک ہمیں معلوم ہوا کہ ہم عاجز نہ کر سکیں گے زمین میں اللہ کو اور نہ ہی اسے عاجز کر سکتے ہیں

هَرَبًا ۙ﴿١٢﴾ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ۭ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ

از روئے گریختن و ہر آئنہ ما شنیدیم قرآنرا گرویدیم ما باں پس ہر کہ بگرود

از روئے بھاگنے کے ٤ اور بیشک ہم نے قرآن کو سنا تو اسپر ایمان لائے' پس جو کوئی ایمان لائے

بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۙ﴿١٣﴾ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ

پروردگار خود پس نہ ترسند از نقصان و نہ ظلم ایشاں و ہر آئنہ از ما مسلمانند

اپنے رب پر تو وہ نہیں ڈرتا نہ نقصان سے اور نہ ظلم سے ٥ اور بیشک ہم میں سے کچھ مسلمان ہیں

وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ۭ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰۗىِٕكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿١٤﴾

و از ما بیداد گردانند پس ہر کہ گردن نہد پس آنگروہ قصد کردند راہ راست را

اور ہم میں سے کچھ ظلم کرنے والے ہیں' پس جو اپنی گردن جھکا دے تو اسی گروہ نے سیدھے راستے کا قصد کیا ٦

تفسیر اظہار العرفان

١ یعنی اب بعثت رسول ﷺ کے بعد جو سنتا ہے وہ اپنی تاک میں کسی شہاب کو پاتا ہے اور شعلہ باری اس کو سننے سے روک دیتی ہے' یا شہاب سے مراد ہے سُہاب والے یعنی ملائکہ۔ (مظہری)

٢ امر خداوندی کو محفوظ بنا کر زمین والوں کی برائی مقصود ہے یا اللہ نے ان کو ہدایت یاب بنانا چاہا ہے لیکن اب جبکہ ہم نے قرآن سن لیا ہے اور ہم کو اسی چیز نے آسمان کی خبریں حاصل کرنے سے روک دیا تاکہ [آسمانی خبروں کا بیان] رسول اللہ ﷺ کیلئے معجزہ ہو جائے جس کو پانے اور ظاہر کرنے سے کاہن عاجز ہو جائیں تو اب کھل گیا کہ اللہ تعالیٰ کو اہل عالم کی ہدایت مقصود ہے۔ پیچھے گذرنے والی تینوں آیتوں میں قرآن کی صداقت اور رسول اللہ ﷺ کی حقانیت پر استدلال ہے۔ جاننا چاہیئے کہ اچھائی ہو یا برائی' خیر ہو یا شر سب اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے ہوتی ہے اور اسی کی پیدا کی ہوتی ہے لیکن ادب کا تقاضا تھا کہ ارادۂ شر کی نسبت صراحتاً اللہ تعالیٰ کی طرف نہ کی جائے' اور ارادۂ خیر کا فاعل صراحتاً اللہ تعالیٰ کو قرار دیا جائے۔ اسی لئے شر کے ساتھ لفظ اُرِيْدُ بصیغہ مجہول اور خیر کے ساتھ اَرَادَ بصیغہ معروف ذکر کیا۔ (مظہری)

٣ یہ جنوں کا قول ہے یعنی ایک دوسرے سے کہا جب اپنے ساتھیوں کو حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت دی کہ اس قرآن کے سننے سے پہلے دو گروہوں میں منقسم تھے ہم میں سے ایک متقی تھا اور دوسرا کافر۔ كُنَّا طَرَاۗىِٕقَ قِدَدًا: سدی یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اس سے پہلے ہم مختلف گروہ میں تھے' ضحاک کہتے ہیں کہ ہم اس سے پہلے مختلف ادیان پر تھے' قتادہ کہتے ہیں کہ ہم اس سے پہلے مختلف خواہشوں پر تھے۔ اب آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ تمام جن کافر نہیں تھے بلکہ مختلف تھے کچھ کافر تھے اور ان میں سے کچھ مؤمن وصالح تھے اور کچھ مؤمن غیر صالح تھے۔ میتب کہتے ہیں کہ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے کچھ مسلمان' کچھ یہودی' کچھ نصرانی اور کچھ مجوسی تھے۔ سدی اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ جنوں میں انسانوں کی طرح مختلف فرقے ہیں یعنی ان میں قدریہ' مُرجئہ' خوارج' رافضہ' شیعہ اور سنی ہیں۔ بعض نے آیت کا یہ مطلب بیان کیا کہ قرآن سننے کے بعد ہم دو گروہ میں بٹ گئے ہم میں سے کوئی تو مؤمن ہوا اور کوئی کافر۔ (القرطبی) ٤ یعنی ہمیں معلوم اور یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر قادر ہے اور ہم کہیں بھی چلے جائیں اس کے قبضہ اور تسلط سے باہر نہیں ہو سکتے ہیں' اور ہم بھاگ کر اسکو عاجز بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ قرطبی کہتے ہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اللہ کی آیتوں میں غور وفکر کر کے یہ جان لیا کہ ہم اس کے قبضہ اور تسلط میں ہیں اور بھاگ کر اسے کبھی بھی عاجز نہیں کر سکتے۔ (صفوۃ التفاسیر) ٥ یعنی قرآن سن کر ہم اس پر ایمان لائے اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت کی تصدیق کی۔ آپ ﷺ انس وجن دونوں کی جانب مبعوث ہوئے۔ حضرت حسن کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو انسان اور جن دونوں کی جانب رسول بنا کر بھیجا جبکہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی جن کی طرف رسول بنا کر کسی کو نہیں بھیجا۔ نبی کریم ﷺ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ میں احمر اور اسود یعنی انس اور جن دونوں کی جانب بھیجا گیا ہوں۔ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ مطلب بیان فرماتے ہیں کہ ڈر نہیں ہے کہ ان کی نیکیوں میں کمی کی جائیگی اور نہ ہی ان کے گناہوں میں اضافہ کیا جائیگا۔ (القرطبی) ٦ یعنی جس نے اسلام کے پٹے کو گلے میں ڈالا اور رسول اللہ ﷺ کی اس نے پیروی کی تو یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے سعادت اور نجات کی راہ کا قصد کیا اور انھوں نے ہی اسلام کی روشن رہنمائی سے اپنے آپ کو مزین کیا۔ (صفوۃ التفاسیر)

وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۵﴾ وَّاَنْ لَّوِ

و اما ستمگاران پس باشد برائے دوزخ ہیزم و اگر

اور ظلم کرنے والے تو جہنم کیلئے ایندھن ہوئے ۱ اور اگر

اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾

مستقیم شوند بر راہ ہر آئنہ بدہیم ایشانرا آب بسیار کوار

وہ راہ پر سیدھے رہتے تو بیشک ہم انہیں وافر مقدار میں پانی دیتے ۲

لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ

تا بیازمایم ایشانرا دراں و ہر کہ روگرداند از یاد کردن پروردگار خود در آورد او را

تا کہ ہم انہیں اس میں آزمائیں اور جو کوئی اپنے رب کی یاد سے منھ پھیرے تو اسے داخل کریگا

عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ

عذاب سخت و ہر آئنہ مسجدہائے خدا است پس مخوانید با

سخت عذاب میں ۳ اور بیشک مسجدیں اللہ کیلئے ہیں پس نہ پکارو

اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ

خدای یکے را و آنکہ آنوقتیکہ برخاست بندہ خدای میخواند خدایرا نزدیک بود

اللہ کے ساتھ کسی ایک کو ۴ اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ کھڑا ہوا اللہ کو پکارنے کیلئے تو قریب تھا کہ

عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ؑ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۰﴾

بر و چفسندگان بگو جز ایں نیست کہ میخوانیم پروردگار خود را و شرک نیارم باں یکے

اس پر گر پڑتے ۵ آپ فرمادیجئے اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ میں اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اسکے ساتھ کسی کو شریک

قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ اِنِّيْ

بگو ہر آئنہ من مالک نیستم برائے شما زیانی و نہ رسانیدن نفع بگو ہر آئنہ من

نہیں ٹھہراتا ۶ آپ فرمادیجئے بیشک میں تمہارے نقصان و نفع کا مالک نہیں ہوں ۷ آپ فرمادیجئے بیشک مجھے

۱ یعنی ان سے جہنم کی آگ جلائی جائیگی جیسے لکڑی سے معمولی آگ جلائی جاتی ہے۔ جاننا چاہیئے کہ کافر جنات کو آگ کا عذاب ہوگا اس پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے اور اس آیت سے بھی یہی معلوم ہو رہا ہے۔ رہی مؤمن جنات کے ثواب کی بات تو یہ اختلافی ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جنات کیلئے ثواب صرف یہ ہے کہ وہ دوزخ سے محفوظ رہیں گے (مظہری)

۲ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ سات برس تک خشک سالی میں جب وہ لوگ مبتلا رہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ بعض کا قول ہے کہ آب کثیر سے مراد ہے وسیع رزق کیونکہ پانی حصولِ رزق کا سبب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر وہ لوگ دینِ فطرت پر قائم رہے تو ہم ان کو بکثرت مال اور آرام کی زندگی عطا کرینگے۔ (مظہری)

۳ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جہاں آزمائش ہوگی وہاں مال ہوگا اور جہاں مال ہوگا وہاں آزمائش ہوگی۔ (القرطبی)

۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنوں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ ہم مسجد میں کیسے آئیں جبکہ ہم آپ سے دور ہیں؟ یا یہ کہا کہ ہم کیسے نماز میں شامل ہوں جبکہ ہم آپ سے [بلحاظ جنس] الگ ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ عبادت خانوں میں جا کر عبادت الٰہی میں دوسروں کو شریک کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ مسجدوں میں جائیں تو اپنی دعائیں خالص اللہ ہی سے کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی حکم دیا تھا کہ اپنے بچوں کو، پاگلوں کو، اللہ کے شریکوں کو، خرید و فروخت کو، آپس کے جھگڑوں کو، چیخ پکار کو، حدود کو اور تلوار کو بے نیام سونتنے کو ہماری مسجدوں سے الگ رکھو۔ مسجدوں کے دروازوں پر لوٹے رکھو اور جمعہ میں مسجدوں کے اندر خوشبو سلگاؤ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے نیک کام میرے سامنے لائے جائیں گے یہاں تک کہ اگر کوئی شخص مسجد سے کوڑا نکال کر باہر پھینک دے گا [تو بھی میرے سامنے لایا جائیگا] یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی کو اپنی گم شدہ اونٹنی کا مسجد میں اعلان کرتے سنے تو کہے اللہ تیری اونٹنی واپس نہ کرے۔ حضرت بصری کہتے ہیں کہ مساجد سے مراد تمام مقامات ہیں کیونکہ اس امت کیلئے تمام زمین کو مسجد بنا دیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی جگہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا ساجھی نہ قرار دو، اور اللہ تعالیٰ کی موجودگی میں کسی دوسرے سے دعا نہ کرو۔ (مظہری) ۵ آیت میں عبداللہ سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ بطن نخلہ میں قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنوں نے جب نبی ﷺ سے قرآن کریم سنا تو مزید سماعت کیلئے اس قدر قریب ہوئے کہ ایک دوسرے پر چڑھ جانے کا خطرہ لاحق ہوگیا (القرطبی) ۶ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ کفار مکہ نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ آپ امر عظیم لے کر آئے ہیں تمام لوگ آپ کے دشمن ہو جائیں گے اس لئے آپ اس پیغام سے رجوع کر لیجئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (تفسیر کبیر) ۷ یعنی میں تم سے عذاب اس وقت نہیں ہٹا سکوں گا [اگر مؤمن نہ ہوئے] اور نہ ہی میں تم کو خیر پہنچا سکونگا، بعض نے کہا کہ یہاں ضرًا سے مراد کفر ہے اور رشداً سے مراد ہدایت ہے، مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں میرے ذمے نہیں ہیں میرے ذمے تو صرف تبلیغ ہے، بعض نے کہا کہ ضرًا سے مراد عذاب ہے اور رَشَدًا سے مراد نعمت ہے، بعض نے کہا کہ ضرًا سے مراد موت ہے اور رَشَدًا سے مراد حیات ہے۔ (القرطبی)

لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۙ ۲۲

پناہ نگیرد مرا از عذاب خدای کیے را و ہرگز نیابم بجز او پناہی

اللہ کے عذاب سے کوئی پناہ نہیں دیگا، اور ہرگز میں اس کے سوا کوئی پناہ نہیں پاؤنگا ۱

اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

مگر میرسانم بشما از خدای و پیغامہائے او و ہر کہ نافرمانی کند خدایرا و پیغمبر او

مگر میں تمہیں اللہ کی طرف سے (احکام) پہنچاتا ہوں اور اسکے پیغام، اور جو کوئی اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرے

فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۲۳ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا

پس البتہ برائے او آتش دوزخ ہمیشہ باشند دراں جاوید تا آنکہ بہ بینند

تو ضرور اس کیلئے جہنم کی آگ ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے ۲ یہاں تک کہ دیکھیں گے

يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّ

آنچہ وعدہ دادہ شدند زود بدانند کیست ناتواں تر جہت یاری و

جو وعدہ دیا جاتا ہے بہت جلد جان لیں گے کس کا مددگار کمزور ہے اور

اَقَلُّ عَدَدًا ۲۴ قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ

کمتر از روئے عدد بگو نمی دانم آیا نزدیکست آنچہ وعدہ دادہ شدید

عدد کے اعتبار سے کمتر کون ہے ۳ آپ فرما دیجئے میں نہیں جانتا آیا قریب ہے جو وعدہ تمہیں دیا جاتا ہے

اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا ۲۵ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى

یا مقرر کردہ است او را پروردگار من زمانی دور دانندۂ پوشیدہ پس آشکار نسازد بر

یا میرے رب نے اس کیلئے لمبا عرصہ مقرر کیا ہے ۴ غیب کا جاننے والا پس ظاہر نہیں فرماتا

غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۙ ۲۶ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ

علم غیب خود یکی را مگر آنکہ پسند کرد از فرستادۂ خود پس ہر آئنہ او

اپنے علم غیب کو کسی پر مگر اپنے رسول میں سے جسے پسند فرمائے (اس علم غیب عطا کرنے کیلئے) پس بیشک وہ

۱ مروی ہے کہ جنوں کے ایک سردار نے جس کے کئی پیروکار تھے کہا کہ محمد (ﷺ) اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ میری پناہ میں آئیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) جاننا چاہیئے کہ آیت میں دونوں جملے ایک محذوف سوال کے جواب میں واقع ہوئے ہیں۔ گویا رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تھا کہ جو کفار میرے کام کو تباہ کرنے کیلئے جمع ہوئے ہیں جب وہ مجھ سے کہتے ہیں کہ اگر تو پیغبر ہے تو ہم پر عذاب لے آ۔ یا کفار کہتے ہیں کہ اب اس کام سے باز آ جا تو ہم تجھے اپنی پناہ میں لیتے ہیں تو میں ان کے جواب میں کیا کہوں [اس جواب کو بتانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں جملے نازل فرمائے] (مظہری)

۲ یعنی جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو جھٹلائے اللہ تعالیٰ کی ملاقات پر ایمان نہ لائے اور اس کی آیتوں کو سن کر منھ پھیرے ایسے کیلئے وہ جہنم ہے جس میں ان کو ہمیشہ رہنا ہے (صفوۃ التفاسیر)

۳ یعنی مشرکین جب اس عذاب کو دیکھ لینگے جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا ہے تو اس وقت انھیں معلوم ہو جائیگا کہ از روئے مدد اور تعداد کون سب سے زیادہ کمزور ہے (صفوۃ التفاسیر)

۴ آپ فرما دیجئے کہ جس عذاب کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے وہ قریب ہے یا بعید میں نہیں جانتا ہوں۔ (صفوۃ التفاسیر)

۵ غیب سے مراد وہ چیز ہے جو اب تک نہیں آئی جیسے معاد کی خبریں، یا وہ چیز جو موجود ہونے کے بعد معدوم ہوگئی جیسے آغاز آفرینش کی اطلاعات اور وہ گذشتہ واقعات جو صفحات تاریخ میں موجود نہیں۔ یا غیب سے مراد ہیں اللہ تعالیٰ کے وہ اسماء اور صفات جو بندوں کو معلوم نہیں اور کسی دلیل سے بھی انکا پتہ نہیں ملتا لیکن جن صفات و اسماء پر برہان قائم اور دلیل موجود ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی ہستی اسکا نا قابل زوال ہونا، اسکا واحد ہونا، اس کے اندر صفات کمال کا موجود ہونا اور صفات نقص و زوال سے اسکا پاک ہونا تو یہ چیزیں عالم شہادت کی ہوگئیں ان کا شمار غیب میں نہیں ہے کیونکہ ان کے دلائل موجود ہیں اسی طرح حدوث عالم کا مسئلہ بھی غیبی مسئلہ نہیں بلکہ عالم شہادت کا ہے کیونکہ عالم کا تغیر پذیر ہونا محسوسات سے ہے اور تغیر حدوث پر دلالت کر رہا ہے ان تمام اقسام غیب کا علم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ممکن ہے۔ کچھ چیزیں بعض افراد کے اعتبار سے غیب ہوتی ہیں اور بعض کے لحاظ سے نہیں ہوتیں مثلاً حیات کے احوال اور دور کی چیزوں کا علم انسانوں کیلئے غیب ہے، جنات کیلئے شہادت ہے۔ اسی لئے حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں کچھ لوگ خیال کرتے تھے کہ جنات غیب سے واقف ہوتے ہیں حالانکہ جنات صرف شہادت کو جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا: فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ الخ یعنی اس آیت میں نفی کی گئی کہ جنات غیب جانتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں حجر میں موجود تھا اور قریش مجھ سے سیر شب یعنی معراج کی کیفیت پوچھ رہے تھے انھوں نے مجھ سے بیت المقدس کی بعض ایسی باتیں پوچھیں جو مجھے ٹھیک یاد نہ تھیں اس وقت مجھے ایسی پریشانی ہوئی کہ ویسی پریشانی کبھی نہیں ہوئی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے میری نگاہ سے حجاب اٹھا دیا اب جو کچھ وہ مجھ سے پوچھتے تھے میں ان کو بتا دیتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر بھیجا اور ساریہ نام کے ایک شخص کو اسکا کمانڈر مقرر کیا ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے دوران خطبہ میں بلند آواز سے پکارنے لگے اے ساریہ پہاڑ [کی طرف دیکھ] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ نجاشی کی وفات کے بعد ہم آپس میں تذکرہ کرتے تھے کہ ان کی قبر پر ہمیشہ ایک نور نظر آتا ہے۔ (مظہری)

يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝۲۷

در آرد از پیش او و از پس او نگہبانان

اس کے آگے اور پیچھے نگہبان رکھتا ہے ۱

لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا

تا بداند آنکہ برسنند فرستادہائے پروردگار خود و فرا گرفت بآنچہ

تا کہ معلوم ہو جائے کہ ان سب نے اپنے رب کے پیغام پہنچا دیئے اور اسکے علم کے گھیرے میں ہے جو

لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ۝۲۸

نزدیک ایشانست و شمردہ ہمہ چیز را از روئے شمردہ

ان سب کے پاس ہے اور عدد کے اعتبار سے ہر چیز اس کے شمار میں ہے ۲

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ عِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ مزمّل مکی ہے، اس میں ۲۰ آیات اور ۲ رکوع ہیں ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝۱ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۲ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ

اے گلیم پیچیدہ بر خیز شب را مگر اندکے کہ آں نیم شب است یا کم کن

اے کمبل اوڑھنے والے! ۴ رات میں اٹھیئے مگر تھوڑے ۵ آدھی رات یا

مِنْهُ قَلِيْلًا ۝۳ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝۴ اِنَّا سَنُلْقِيْ

ازاں اندکے یا زیادہ کن براں و شمردہ بخواں قرآنرا روشن کردنی ہر آئنہ کنیم

اس سے کم ۶ یا اس پر کچھ بڑھایئے اور قرآن کو اچھی طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھیئے ۷ بیشک ہم وحی کرینگے

۱ علماء کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے علم غیب کیساتھ جب اپنی تعریف فرمائی اور یہ فرمایا کہ اسی ذات کیساتھ خاص ہے گویا کہ یہ دلیل ہے کہ اسکے سوا کوئی غیب نہیں جانتا پھر اللہ تعالیٰ نے رسولوں میں سے جسے اس علم کے ساتھ چن لیا' استثناء فرمایا۔ تو یہ فرمان دلیل بن گیا کہ اللہ تعالیٰ رسولوں میں سے بطریقِ وحی جسے چاہتا ہے غیب پر مطلع فرماتا ہے اور اس علم غیب کے اظہار کو رسولوں کیلئے معجزہ بنایا اور ان کی نبوت پر دلالت صادقہ قرار دیا۔ (القرطبی)

۲ حضرت قتادہ اور حضرت مقاتل یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کو معلوم ہو جائے کہ ان سے پہلے جتنے رسول گذر چکے ہیں ان سب نے اللہ تعالیٰ کے پیغام کو اسی طرح پہنچایا۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ حضرت محمد ﷺ کو معلوم ہو جائے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں نے آپ کے رب کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ حضرت مجاہد یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ جھٹلانے والوں کو معلوم ہو جائے کہ رسولوں نے اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ (القرطبی)

۳ سورہ مزمل مکی ہے سوائے آیت اِنَّ رَبَّکَ کے۔ اس میں ۸۸۸ حروف اور ۲۵۸ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) یہ سورت رسولِ اعظم ﷺ کی حیات' تبتل' طاعت' قیامِ لیل اور حلاوت پر مشتمل ہے' یہ سورت رسول اللہ ﷺ کے حیات طیبہ کے مختلف گوشوں ہی پر گھومتی ہے اسی وجہ سے اسکا نام "سورۃ المزمل" رکھا گیا' اس کی ابتدا ندائے رسول ﷺ سے ہے یہ اللہ تعالیٰ کے لطف و مہربانی کو جو رسول اللہ ﷺ پر ہے دلالت کرتی ہے' پھر وحی کے ثقل کو بیان کیا گیا' اس کے بعد حکم ہوا کہ آپ مشرکین کی اذیت پر صبر کیجئے اور معاملات کو میری جانب چھوڑ دیجئے' پھر اللہ تعالیٰ نے مشرکین سے قیامت کے دن سخت عذاب کا وعدہ فرمایا' اس سورت کا اختتام اس پر ہے کہ آپ ﷺ قیامِ لیل میں تخفیف فرمائیں (صفوۃ التفاسیر) ۴ اس میں اختلاف ہے کہ آپ نے اپنے اوپر کپڑا کیوں لپیٹا۔ (۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جب پہلی مرتبہ وحی لیکر آئے تو آپ کو خوف ہوا اور آپ نے گمان کیا کہ کسی جن نے آپ کو چھوا ہے آپ پہاڑ سے نیچے اترے اور فرمایا: زَمِّلُوْنِیْ یعنی مجھے کپڑا اوڑھاؤ۔ پھر جب جبرائیل علیہ السلام آئے تو کہا: یٰاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ! (۲) کلبی کہتے ہیں کہ یہ اسوقت کہا گیا جب آپ ﷺ نے نفل نماز کیلئے اپنے اوپر کپڑا اڈالا (۳) رات کے وقت نبی کریم ﷺ چادر اوڑھ کر آرام فرما رہے تھے کہ آپ سے کہا گیا: اے اپنی چادر اوڑھ کر سونے والے! اٹھیئے اور بندگی میں مشغول ہو جایئے (۴) حضرت عکرمہ یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اے وہ ذات جس نے امرِ عظیم کی چادر اوڑھ رکھی ہے۔ (تفسیر کبیر) ۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر رات کا قیام فرض تھا کیونکہ آیت میں ارشاد ہے قُمِ الَّیْلَ۔ امر کا ظاہر وجوب کیلئے ہے پھر اسے منسوخ کر دیا گیا۔ سبب نسخ کے بارے میں اختلاف ہے (۱) رات کا قیام اس وقت فرض تھا جب پانچ وقت کی نماز فرض نہیں ہوئی تھی پھر جب پنج وقتہ نمازیں فرض ہوئیں تو قیام لیل کی فرضیت منسوخ ہوگئی (۲) جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رات کے تھوڑے حصے میں' یا نصف رات میں' یا اس سے بھی کم' یا اس سے بھی زیادہ' تو اس فرمان سے قیامِ لیل کی فرضیت منسوخ ہوگئی کیونکہ کتنے حصے میں نماز پڑھے اور بندہ کتنے حصے کو چھوڑے رکھے آرام کیلئے' اسکا اندازہ بندہ اپنی طرف سے نہیں کر سکتا۔ (تفسیر کبیر) ۶ یعنی نماز اور عبادت آدھی رات تک کیجئے' یا نصف رات سے بھی کم کر لیجئے' یا نصف رات پر کچھ بڑھا لیجئے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۷ یعنی رات میں جب آپ قیام کریں تو قرأت ٹھہر ٹھہر کر کیجئے تا کہ فہم قرآن اور تدبرِ قرآن میں معاون ثابت ہو۔ اسکے بعد رسول اللہ ﷺ انتہائی ٹھہر ٹھہر کر قرآن کی تلاوت فرماتے تھے۔ (صفوۃ التفاسیر)

عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴿۵﴾ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ

بر تو سخنی گراں هر آئنه طاعت شب آں سخت تر است

آپ پر بھاری بات کی ۱ بیشک رات کی بندگی وہ سخت تر ہے

وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ﴿۶﴾ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ﴿۷﴾

از جهت رنج و درست تر است از روے گفتن هر آئنه مر ترا در روز آمد و شغلے دراز

از روئے تکلیف کے اور درست تر ہے از روئے بات کے ۲ بیشک دن میں آپ کیلئے بہت کام ہیں ۳

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ﴿۸﴾ رَبُّ الْمَشْرِقِ

و یاد کن نام پروردگار خود و بریده شو بعبادت بریدنی خداوند مشرق

اور اپنے رب کا نام یاد کیجئے اور عبادت کیلئے اپنے آپ کو اچھی طرح الگ کر لیجئے ۴ مشرق کا رب

وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ﴿۹﴾ وَاصْبِرْ عَلٰى

و مغرب نیست معبودی مگر او پس بگیر او را نگهبان و صبر کن بر

اور مغرب کا نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ پس اسی کو نگہبان بنائیے ۵ اور صبر کیجئے

مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ﴿۱۰﴾ وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ

آنچه میگویند و ببر از ایشاں بریدنی نیکو و بگذار مرا و تکذیب کنندگان

اس پر جو وہ لوگ کہتے ہیں اور اچھی طرح ان سے الگ ہو جائیے ۶ اور میرے ذمہ رہنے دیجئے اور جھٹلانے والے

اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ﴿۱۱﴾ اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا

خداوند نعمت و مهلت ده ایشانرا اندکے هر آئنه نزدیک ما بندی گراں و

دولت مند اور انہیں تھوڑی مہلت دیجئے ۷ بیشک ہمارے پاس بھاری بیڑیاں اور

وَّجَحِيْمًا ﴿۱۲﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۳﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ

آتشی بزرگ و خوردنی بصفت گلو و عذابی دردناک روزیکه بلرزد

بڑی آگ ہیں ۸ اور گلے میں پھنستا کھانا اور دردناک عذاب ۹ جس روز

تفسیر اظہار العرفان

۱ بعض کے نزدیک قَوْلًا ثَقِيْلًا سے رات کی نماز مراد ہے کیونکہ رات کی نماز نفس کے لئے بہت گراں ہے، بعض کے نزدیک اس سے قرآن مراد ہے۔ محمد بن کعب کہتے ہیں کہ منافقوں پر قرآن بھاری ہوتا ہے۔ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ قرآن ثقیل اس لئے ہوتا ہے کہ اس میں امر، نہی اور حدود ہیں، ابوالعالیہ کہتے ہیں کہ وعدہ اور وعید کی وجہ سے ثقیل ہے ان تمام اقوال کا حاصل یہ ہے کہ قرآن میں سخت اوامر و نواہی ہیں وعدہ پر ثواب اور وعید پر عذاب ہے اور قیامت کا تذکرہ ہے، بعض نے کہا کہ قرآن غور کرنے والوں کیلئے ثقیل ہے کیونکہ غور کرنے کیلئے اسکو مزید باطنی تصفیہ اور فکری تجرید کی ضرورت ہوتی ہے۔ قرآن کے معانی کا استحکام اور متانت اس کی طالب ہے یہ توجیہ گذشتہ اور آئندہ آیات کے مناسب ہے اس لئے کہ غور کرنے اور سمجھنے کیلئے ترتیل ہے اور رات کو اٹھنا دل اور زبان کے درمیان موافقت پیدا کرنے کیلئے بہت سخت ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جب وحی اترتی تھی تو آپ بے چین ہو جاتے تھے اور چہرہ مبارک فق ہو جاتا تھا ایک اور روایت میں آیا ہے کہ آپ ﷺ بھی سر جھکا لیتے تھے اور صحابہ بھی، جب کیفیتِ وحی زائل ہو جاتی تو سر اٹھاتے تھے۔ (مظہری)

۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سونے کے بعد رات کو [نماز کیلئے] اٹھنا مراد ہے۔ اس صورت میں نَاشِئَةَ الَّيْلِ اور تہجد کا ایک ہی معنی ہوگا۔ ابن کیسان کہتے ہیں کہ آخر شب میں اٹھنا نَاشِئَةَ الَّيْلِ ہے۔ (مظہری)

۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے تو ہمارا رب نچلے آسمان پر نزولِ اجلال فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے، اور میں قبول کروں، کوئی ہے جو مجھ سے مانگے اور میں عطا کروں، کوئی ہے کہ جو مجھ سے مغفرت کا طالب ہو اور میں اس کے گناہ معاف کر دوں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے کہ رات میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر ٹھیک اس ساعت میں مسلمان دنیا اور آخرت کی بھلائی کا خواستگار ہوتا ہے تو اللہ اسے ضرور عطا فرماتا ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نمازِ شب کا التزام کرو، یہ تم سے پہلے گذرے ہوئے صالحین کا طریقہ ہے، رب کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، گناہوں کو ساقط کرنے والا اور خطاؤں سے روکنے والا ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین آدمیوں کی حالت دیکھ کر اللہ ہنستا ہے [پسند فرماتا ہے] ایک وہ آدمی جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھتا ہے، ایک وہ جماعت جو نماز میں ہمہ تن مشغول رہتی ہے اور ایک وہ جماعت جو جہاد میں منہمک رہتی ہے۔ حضرت عمر بن عُیینہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے زیادہ بندے سے رب کا قرب رات کے آخری حصہ میں ہوتا ہے اگر تم سے ہو سکے تو اس وقت اللہ کی یاد کرنے والوں میں سے ہو جاؤ۔ (مظہری) ۴ یعنی رات دن اللہ کے ذکر سے اپنی دعوت پر مدد طلب کیجئے (صفوۃ التفاسیر) ۵ یعنی جو تمام خلوق کے امور کی تدبیر فرماتا ہے، وہی مشرق و مغرب کا رب ہے، اس کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۶ آپ کو ساحر، شاعر اور مجنون کہہ کر یہ لوگ جو اذیت پہنچا رہے ہیں آپ اس پر صبر کیجئے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۷ یہ آیت صنادید قریش اور مکہ کے ان سرداروں کے بارے میں نازل ہوئی جو آپ پر استہزاء کرتے تھے (القرطبی) ۸ نَكَلٌ کا معنی ہے بیڑی۔ بعض نے کہا کہ نَكَلٌ عذاب شدید میں سے ایک قسم ہے (القرطبی) ۹ یعنی ایسا کھانا جسے وہ لوگ نگل نہیں سکیں گے حلق میں جا کر پھنس جائے نہ باہر کی جانب آئے اور نہ حلق سے نیچے اترے، اور یہ پیپ، زقوم اور ضریع ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کانٹے مراد ہیں جو حلق میں جا کر پھنس جائیں گے (القرطبی)

الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ﴿١٤﴾

زمین و کوہ ہا و بودند کوہ ہا تلہاے ریگ پراگندہ

زمین اور پہاڑ لرزیں گے اور پہاڑ ریت کے ٹیلے سے بُھر بھرے ہو جائیں گے ١

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ

ہر آئنہ ما فرستادیم بسوے شما فرستادہ گواہ بر شما ہمچنانکہ فرستادیم

بیشک ہم نے تمہاری جانب ایک رسول بھیجے تم پر گواہ جیسا کہ ہم نے بھیجا

اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ﴿١٥﴾ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ

بسوے فرعون فرستادہ پس عاصی شد فرعون پیغمبر خود را

فرعون کی جانب ایک رسول ٢ پس فرعون نے اپنے پیغمبر کی نافرمانی کی

فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ﴿١٦﴾ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ

پس گرفتیم او را گرفتنی سخت پس چگونہ نگہدارید اگر بنمائید در کفر

تو ہم نے اسے سخت پکڑ کے ساتھ پکڑا ٣ پس کیسے بچو گے اگر تم کفر میں رہے

يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ﴿١٧﴾ ۖ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ

روز یکہ گرداند کودکانرا پیران آسمان شگافتہ شدہ باآں

اس روز سے جو بچوں کو بوڑھا کر دیگا ٤ اس کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیگا

كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ﴿١٨﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ

ہست وعدہ او کردہ شد ہر آئنہ ایں پندیست پس ہر کہ خواہد

اس کا وعدہ (پورا) ہونا ہی ہے ٥ بیشک یہ ایک نصیحت ہے پس جو چاہے

اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿١٩﴾ ع اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ

فرا گرفت بسوے پروردگار خود راہی ہر آئنہ پروردگار تو میداند آنکہ تو

اپنے رب کی طرف راہ بنائے ٦ بیشک تمہارا رب جانتا ہے کہ تم

١ جب اللہ تعالیٰ نے عذاب کو بیان فرمالیا تو اب یہ بیان ہورہا ہے کہ وہ عذاب کب واقع ہوگا۔ آیت میں اَلرَّجْفَةُ سے مراد زلزلہ ہے (تفسیر کبیر)

٢ سوال: اس جگہ خاص طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے واقعہ کے بیان کرنے میں کیا حکمت ہے؟ جواب: اہل مکہ نے حضرت محمد ﷺ کی نبوت سے انکار کیا اور آپ کو ہلکا جانا کہ آپ مکہ ہی میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی اسی طرح فرعون نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے انکار کیا کہ آپ کی ولادت اسی شہر میں ہوئی اور آپ نے فرعون کے یہاں پرورش پائی۔ سوال: رسول کو شَاهِدًا عَلَيْكُمْ کہنے کی کیا وجہ ہے؟ جواب: اس کی دو وجہ ہیں (١) رسول قیامت کے روز ان کے کفر اور جھٹلانے کی گواہی دینگے (٢) آپ دنیا میں حق کو خوب ظاہر کرنے والے ہیں اور جس کفر میں یہ لوگ پڑے ہیں اس کے بطلان کو خوب واضح کرنے والے ہیں (تفسیر کبیر)

٣ آیت میں وبیل سے مراد ثقیل وشدید ہے۔ اب آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے ایسے بھاری اور سخت عذاب سے پکڑا۔ (القرطبی)

٤ جاننا چاہیئے کہ جَعَلَ کی نسبت یوم کی طرف مجازی ہے [کیونکہ اس روز حقیقت میں بچوں کو بوڑھا بنانے والا تو اللہ ہی ہے] مطلب یہ ہے کہ شدت ہیبت اور طول مدت کی وجہ سے بچے بوڑھے ہوجائیں گے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے کہ اللہ [قیامت کے دن] فرمائیگا اے آدم! حضرت آدم علیہ السلام جواب دینگے حاضر ہوں دست بستہ حاضر ہوں ہر بھلائی تیرے ہی ہاتھوں میں ہے۔ اللہ فرمائیگا دوزخ کا حصہ الگ کرلو۔ حضرت آدم علیہ السلام عرض کرینگے دوزخ کا حصہ کتنا۔ اللہ فرمائیگا نوسو ننانوے فی ہزار۔ اس وقت بچے بوڑھے ہوجائیں گے اور ہر حمل والی کو اسقاط ہوجائیگا۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے وہ ایک [نجات یافتہ] کون ہوگا؟ فرمایا خوش ہو تم میں سے ایک [دوزخی] اور یاجوج ماجوج میں سے ہزار ہونگے۔ پھر فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کا چہارم حصہ ہوگے۔ ہم نے یہ سن کر اللہ اکبر کہا۔ آپ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت میں سے ایک تہائی ہوگے ہم نے یہ سن کر تکبیر کہی' آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت میں سے آدھے ہوگے ہم نے تکبیر کہی۔ فرمایا: تم [دوزخ میں] لوگوں میں ایسے ہوگے جیسے سفید بیل کی کھال پر ایک سیاہ بال' یا سیاہ بال کی کھال میں ایک سفید بال۔ (مظہری) ٥ یعنی آسمان قیامت کی ہولنا کیوں کی وجہ سے پھٹ جائے۔ (صفوۃ التفاسیر) ٦ یعنی یہ تذکرہ ہی اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کا راستہ ہے اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں۔ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب ہم سے ہماری جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے مگر ہماری غفلت اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و بزرگی کا پردہ حائل ہے انہی حجابوں کی طرف ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ستر ہزار حجاب نور اور تاریکی کے ہیں عظمت و کبریائی کے حجابات تو نورانی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا بزرگی میری چادر ہے اور عظمت میری رداء [مطلب یہ ہے کہ بزرگی و برتری میرا لباس ہے جو بندوں سے مجھے چھپائے ہوئے ہے] اور بندوں کی غفلت کے حجابات تاریکی کے پردے ہیں اگر اللہ تعالیٰ ان پردوں کو دور کردے تو اس کے چہرے کے جلوے حدنگاہ تک تمام چیزوں کو جلا ڈالیں۔ پردوں کو دور کرنے کی سہولت صرف یادداشت سے ہوتی ہے۔ یادداشت غفلت سے دوری کا سبب ہے اور مرتبہ معیت پر فائز ہونے کی وجہ سے استحقاق محبت پیدا ہوجاتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوتا ہے۔ محبت محبّ کو محبوب تک پہنچا دیتی ہے یہاں تک کہ عظمت و بزرگی کے پردے بھی اسکو نہیں روکتے۔ (مظہری)

تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَ

می خیزی نزدیک دو ثلث شب و نماز گذار نیم شب و ثلث شب و

قیام کرتے ہو دو تہائی رات کے قریب اور نماز پڑھتے ہو آدھی رات اور تہائی رات اور

طَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ

گروہی از آنانکہ با تو اند و خدای اندازہ کند شب

ایک گروہ جو تمہارے ساتھ ہے، اور اللہ اندازہ فرماتا ہے رات

وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا

و روز داند خدای آنکہ طاقت ندارند پس باز گشت بر شما پس بخوانید

اور دن کا، اللہ کو معلوم ہے کہ تم طاقت نہیں رکھ سکو گے پس اس نے (اپنی رحمت سے) تم پر رجوع فرمائی پس پڑھو

مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ

آنچہ آسان بود از قرآن داند آنکہ باشد از شما

جو قرآن سے تمہارے لئے آسان ہو، معلوم ہے کہ تم میں سے کچھ

مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ

بیماران و دیگران سفر میکنند در زمین میجویند

بیمار ہو جائیں گے اور دوسرے زمین میں سفر کرینگے تلاش کرتے ہیں

مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ

از فضل خدای و دیگران کار و زار کنند در راہ

اللہ کا فضل، اور دوسرے اللہ کے راستے میں جہاد کرینگے

اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا

خدای پس بخوانید آنچہ میسر شود ازاں و بر پا دارید نماز را و بدہید

پس پڑھو جو قرآن سے میسر ہو اور نماز قائم رکھو اور ۱

تفسیر اظہار العرفان

۱ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ: مطلب یہ ہے کہ جتنی نماز بسہولت رات کو پڑھو۔ گویا کہ قرأت کے لفظ سے نماز مراد ہے جزء بول کر کل مراد لیا جاتا ہے ابتداء آیت میں قیام بول کر نماز مراد لی گئی۔ اس آیت کا اقتضاء ہے کہ قرأت کو رکن صلوۃ کہا جائے جیسے سابقہ آیت کا تقاضا تھا کہ قیام کو رکن صلوۃ کہا جائے۔ قیام اور قرأت کے رکن صلوۃ ہونے پر اجماع ہے۔ اس آیت سے حکمِ قیام محدود منسوخ ہو گیا لیکن مطلق نماز شب واجب رہی پھر پنجگانہ نمازوں کی فرضیت کی بعد نماز تہجد کی فرضیت منسوخ ہو گئی اور تہجد بصورتِ نفل باقی رہی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت مقاتل اور حضرت ابن کیسان کے اقوال اسی پر دلالت کر رہے ہیں۔ اس ٹکڑے کی تفسیر میں بعض علماء کہتے ہیں کہ اس سے مراد پانچوں نمازوں میں قرآن کی قرأت ہے۔ حضرت حسن بصری نے مغرب وعشاء میں قرأت مراد لی ہے۔ بغوی نے قیس بن حازم کا قول نقل کیا ہے کہ قیس نے کہا میں نے بصرہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے پہلی رکعت میں الحمد اور سورہ بقرہ کی پہلی آیت پڑھی اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سورہ بقرہ کی دوسری آیت پڑھی پھر رکوع کر دیا اور نماز سے فارغ ہو کر ہماری طرف رخ کر کے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔ ممکن ہو کہ آیت کا مطلب یہ ہو کہ نفس قرآن پڑھو جیسے بھی آسان ہو۔ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ الخ: یعنی یہ تمام لوگ قیام شب کی سنت ادا نہیں کر سکیں گے [تم میں سے کچھ بیمار ہونگے، کچھ طالب تجارت ہونگے، کچھ حج کو جانے والے ہونگے اور کچھ جہاد کیلئے نکلنے والے] حضرت ابن مسعود ﷛ نے فرمایا: جو آدمی مسلمانوں کے کسی شہر میں کچھ مال [فروخت کرنے کیلئے] بامیدِ ثواب نکلے پھر اٹھا کر لائے اور اس روز کے نرخ پر فروخت کر دے وہ اللہ کے ہاں شہیدوں کے ہم پلہ ہوگا پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ: یعنی جتنا قرآن بآسانی پڑھا جا سکے اتنا روزانہ پڑھا کرو۔ جاننا چاہیئے کہ قرأت میں توسط مستحب ہے افراط وتفریط دونوں نامناسب ہیں۔ ہمیشہ اعتدال کے ساتھ ہی پڑھنا چاہیئے۔ ایسا نہ کرنا چاہیئے کہ کبھی تو بہت زیادہ حد سے بڑھ کر پڑھ لیا جائے اور کبھی ترک کر دیا جائے۔ قرأت کی درمیانی مقدار ایک سو پچاس آیات اور زیادہ سے زیادہ ایک ہزار آیات ہیں تا کہ ایک ہفتہ میں قرآن ختم ہو جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سو آیات۔ حضرت انس ﷛ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے کہ جس نے ایک دن رات میں پچاس آیات پڑھ لیں اسکا شمار غافلوں میں نہیں ہوگا اور جس نے سو آیات کی قرأت کی اسکو عبادت گذاروں میں لکھا جائیگا اور جس نے دو سو آیات کی تلاوت کی قیامت کے روز قرآن مجید حجت میں اس پر غالب نہیں ہوگا اور جس نے پانچ سو آیات پڑھیں اس کیلئے ثواب کا ڈھیر لکھا جائیگا۔ حضرت حسن سے مرسلاً مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے ایک رات میں سو آیات پڑھ لیں اس رات قرآن اس سے جھگڑا نہیں کریگا اور جس نے پانچ سو سے ایک ہزار آیات تک قرأت کی اس کیلئے ثواب کا ایک ڈھیر لکھا جائیگا۔ صحابہ نے عرض کیا: ڈھیر کیا ہے؟ فرمایا: بارہ ہزار درجے۔ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے زکوۃ کے علاوہ دوسرے مصارف خیر مراد ہیں۔ جیسے رشتہ داروں سے سلوک اور مہمان نوازی وغیرہ۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے عام اطاعتِ الٰہیہ مراد ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ زکوۃ کو اچھے طور پر ادا کرنا مراد ہو لفظ قَرْضًا حَسَنًا اس پر دلالت کر رہا ہے۔ لفظِ حَسَنًا میں معاوضہ دینے کے وعدہ کی طرف طبائع کو مائل کرنا مقصود ہے۔ (مظہری)

الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا

زکوٰة را و وام دہید خدارا وامی نیکو و آنچہ پیش فرستید

زکوٰة دو اور اللہ کو قرض حسنہ دو، اور جو تم آگے بھیجو گے

لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا

برائے خود از نیکی یابید آنرا نزدیک خدا او بہتر است و بزرگتر

نیکی میں سے اپنے لئے اللہ کے پاس اسے پاؤ گے وہ بہتر ہے اور بزرگتر ہے

وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾

ع ۲ / ۱ / ۱۴

از روے مزد و آمرزش طلبید از خدای ہر آئنہ خدای آمر زندہ مہربانست

از روئے اجر کے، اور اللہ سے مغفرت طلب کرو، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ مدثر مکی ہے، اس میں ۵۶ آیات اور ۲ رکوع ہیں ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ﴿۲﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴿۳﴾ وَثِيَابَكَ

اے جامہ پوشیدہ بر خیز پس بیم کن و پروردگار خود را تعظیم کن و جامۂ خود

اے جامہ پہننے والے ۲ اٹھیئے اور ڈرایئے ۳ اور اپنے رب کی تعظیم کیجئے ۴ اور اپنے کپڑے کو

فَطَهِّرْ ﴿۴﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴿۵﴾ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ﴿۶﴾ وَلِرَبِّكَ

پس پاک کن و از گناہان پس کنارہ کن و منت منہ تا بیشتر ستانی و مر پروردگار خود

پاک رکھیئے ۵ اور گناہوں سے کنارہ کش رہیئے ۶ اور احسان نہ کیجئے زیادہ لینے کی غرض سے ۷ اور اپنے رب کیلئے

تفسیر اظہار العرفان

۱ اس میں ۱۰۱۰ حروف اور ۲۵۵ کلمات ہیں (غرائب القرآن) یہ سورت سابقہ سورت یعنی مزمل کی طرح ہے اس میں رسول اللہ ﷺ کی بعض باتوں کا ذکر ہے اس لئے اس کا نام سورة المدثر ہے، ابتدا میں قوم کو ڈرانے سے متعلق حکم ہے، پھر قوم کی جانب سے جو تکالیف پہنچیں ان پر صبر کرنے اور ان کے معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے کا بیان ہے، پھر مجرمین کے بارے میں بیان ہے اس کے بعد اس جہنم کا بیان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کافروں کیلئے تیار کیا ہوا ہے؟ آخر میں مشرکین کے اعراض کا سبب بیان کیا گیا ہے۔ (صفوة التفاسیر)

۲ اے اپنے اوپر چادر ڈالنے والے یعنی چادر ڈال کر سونے والے۔ (القرطبی) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے غارِ حرا میں ایک مہینہ گوشہ نشینی کی۔ جب میں مدت پوری کر چکا اور نیچے وادی میں اترا تو مجھے پکارا گیا لیکن مجھے کوئی پکارنے والا نظر نہ آیا۔ جب میں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا تو دیکھا کہ وہی فرشتہ موجود ہے جو میرے پاس حرا میں آیا تھا جب میں گھر واپس آیا تو میں نے کہا مجھے اوڑھاؤ، مجھے اوڑھاؤ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ ولید بن مغیرہ نے قریش کی ضیافت کی۔ کھانے پر اس نے مہمانوں سے پوچھا کہ اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ کسی نے کہا ساحر ہے، کسی نے کہا ساحر نہیں ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ کاہن ہے اور بعض نے کہا کہ کاہن بھی نہیں ہے، بعض لوگوں نے کہا کہ شاعر ہے لیکن اس پر بھی لوگوں نے کہا وہ شاعر بھی نہیں ہے آخر انھوں نے کہا کہ ان کے پاس ایسا جادو ہے کہ دلوں پر اثر کرتا ہے۔ جب یہ خبر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچی تو آپ کو دکھ پہنچا سو آپ نے سر اٹھایا اور کپڑا اوڑھ لیا اس پر آیت یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ تا فَاصْبِرْ نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) ۳ یعنی ان کافروں کے قول کی پرواہ نہ کیجئے اور میرے پیغام کو ان تک پہنچایئے۔ (القرطبی) ۴ تکبیر کا معنی ہے حدوث اور زوال ونقصان کی علامات سے اللہ تعالیٰ کو برتر قرار دینا۔ وجوب، وجود اور الوہیت وعبادت میں کسی کو اسکا شریک نہ بنانا، کسی ممکن سے کسی طرح ذات واوصاف اور افعال میں اس کو مشابہ نہ ماننا، صرف اسی کے اندر اوصاف کمال تسلیم کرنا اور دوسروں کے اوصاف کو ناقص اوصاف جاننا۔ عقیدہ تکبیر ہر شخص پر لازم ہے تمام فرائض سے زیادہ اہم ہے نہ اسکی خلاف ورزی قابل معافی ہے نہ کسی سے یہ واجب ساقط ہوسکتا ہے۔ حکم شرع سے پہلے محض عقل کی نظر میں بھی یہ عقیدہ واجب تھا اور ہے مگر عقل بطور خود اسکی تفصیل کو جاننے سے قاصر ہے (مظہری) ۵ یعنی اپنے نفس کو گناہوں سے پاک کرلو سدی کہتے ہیں کہ نیک اعمال آدمی کو پاک کپڑوں والا اور بدکردار آدمی کو ناپاک کپڑوں والا کہا جاتا ہے، سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اپنے دل اور گھر کو پاک کرلو حسن بصری کہتے ہیں کہ اپنے اخلاق کو اچھا بناؤ، ابن سیرین اور ابن زید کہتے ہیں کہ آیت میں کپڑوں کو پاک رکھنے کا ہی حکم دیا گیا ہے کیونکہ مشرک اپنے کپڑے ناپاک رکھتے تھے۔ (مظہری) ۶ مکارم اخلاق کیلئے یہ جملہ جامع ہے گویا کہ کہا جا رہا ہے کہ جفا، بے وقوفی اور ہر قسم کی قباحت کو چھوڑ دو اور مشرکین جن اخلاق وعادات سے متصف ہیں ان کو چھوڑ دو۔ (صفوة التفاسیر) ۷ لوگوں کو عطیہ اس غرض سے نہ دو کہ اس سے زیادہ لینے کی نیت ہو اس لئے کہ کریم مستقل طور پر عطا کرتا ہے اگرچہ کثیر ہی کیوں نہ ہو۔ (صفوة التفاسیر)

فَاصْبِرْ ﴿۷﴾ فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ ﴿۸﴾ فَذٰلِكَ یَوْمَىِٕذٍ

پس صور کن پس چوں دمیده شود در صور پس دمیدن آنروز

صبر کیجئے ۱ پس جب صور میں پھونکا جائیگا ۲ تو وہ پھونکنے والا دن

یَّوْمٌ عَسِیْرٌ ﴿۹﴾ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ غَیْرُ یَسِیْرٍ ﴿۱۰﴾ ذَرْنِیْ وَمَنْ

روز دشوار بر کافران نه آسان بگذار مرا و

دشوار دن ہے ۳ کافروں پر آسان نہیں ۴ اور اسے میرے ذمے رہنے دیجئے اور

خَلَقْتُ وَحِیْدًا ﴿۱۱﴾ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿۱۲﴾

آنچه آفریدم تنہا و دادم او را مالی کشیده

جسے میں نے تنہا پیدا کیا ۵ اور میں نے اسے وسیع مال دیا ۶

وَّبَنِیْنَ شُهُوْدًا ﴿۱۳﴾ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِیْدًا ﴿۱۴﴾ ثُمَّ یَطْمَعُ اَنْ

و پسران حاضر و گستردم برائے او گستردنی پس طمع میدارد

اور بیٹے (جو) حاضر رہتے ہیں ۷ اور میں نے اس کیلئے خوب بچھائے ۸ پھر طمع رکھتا ہے

اَزِیْدَ ﴿۱۵﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰیٰتِنَا عَنِیْدًا ﴿۱۶﴾ سَاُرْهِقُهٗ

آنکه زیاده کنم نچنانست که او ہست مر آیاتہاے ما را ستیزنده زود رسانم او را

کہ میں زیادہ دوں ۹ ایسا نہیں ہے وہ تو ہماری آیتوں میں جھگڑنے والا ہے ۱۰ بہت جلد اسے پہنچاؤنگا

صَعُوْدًا ﴿۱۷﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿۱۸﴾ فَقُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ قُتِلَ

بصعود ہر آئنہ او فکر کرد و اندازه نمود پس لعنت کرده چگونه انداز کرد باز لعنت کرد

صعود (آگ کے پہاڑ) پر ۱۱ بیشک اس نے سوچا اور اندازہ کیا ۱۲ پس لعنت کی گئی کیسا اس نے اندازہ کیا ۱۳ پھر لعنت

كَیْفَ قَدَّرَ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَ

چگونه او اندازه کرد پس نظر کرد پس رو ترش کرد و پیشانی درہم کشید پس روگردانید و

کی کیسا اس نے اندازہ کیا ۱۴ پھر اسنے نظر کی ۱۵ پھر اس نے تیوری چڑھائی اور پیشانی بگاڑی ۱۶ پھر اعراض کیا اور

۱ یعنی آپکی قوم جو آپ کو اذیت پہنچارہی ہے آپ اس پر صبر کیجئے اور یہ صبر اپنے رب کی رضا کیلئے کیجئے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۲ اب اللہ تعالیٰ قیامت کی ہولناکیاں اور اس کے شدائد کو بیان فرمارہا ہے (صفوۃ التفاسیر)

۳ یعنی وہ دن سخت ہے اس میں ہولناکیاں بہت ہونگیں۔ (صفوۃ التفاسیر)

۴ قیامت کا یہ دن کافروں پر بہت سخت ہوگا ان پر نرم و آسان نہ ہوگا اس لئے کہ ان سے سخت حساب ہوگا' انکے چہرے سیاہ ہونگے وغیرہ۔ علامہ صاوی کہتے ہیں کہ آیت دلالت کررہی ہے کہ مؤمنین پر وہ دن آسان ہوگا اس لئے کہ آیت میں کافرین کی قید ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ' رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے اسے قرآن سنایا یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس کا دل نرم ہوگیا ہے لیکن جب یہ بات ابوجہل تک پہنچی تو اس نے کہا کہ اے چچا! آپ کی قوم کا خیال ہے کہ کچھ مال اکٹھا کرکے آپ کو دے دیں تاکہ آپ اپنے آبائی دین کو چھوڑ کر محمد (ﷺ) کے پاس نہ جائیں' ولید نے کہا کہ قریش اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں ان میں سے کسی سے بھی مال و دولت سے کم نہیں ہوں۔ ابوجہل نے کہا کہ پھر قوم کے نام کوئی ایسا پیغام بھیجئے جس سے معلوم ہو کہ آپ اس نئے دین سے متنفر ہیں۔ ولید نے کہا کہ میں کیا کہلا بھیجوں؟ اللہ کی قسم! تم میں سے کوئی بھی مجھ سے زیادہ شعر کو سمجھنے والا نہیں ہے۔ میں شعر کے تمام اصناف' رجز' قصیدہ وغیرہ کو تم سے زیادہ جانتا ہوں اور نہ ہی تم میں سے کوئی جنوں کے اشعار کو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اللہ کی قسم! جو کچھ وہ کہتا ہے وہ ان میں سے کسی کے بھی مشابہ نہیں۔ اللہ کی قسم! ان کے کلام میں حلاوت و مرغوبیت ہے اور وہ سراسر حسین و روشن کلام ہے اس کے مقابلے میں تمام اقوال ہیچ ہیں۔ ابوجہل نے کہا کہ آپ کی قوم اسوقت تک آپ سے راضی نہ ہوگی جب تک آپ اس شخص کے بارے میں کوئی نہ کوئی بات نہ کہیں۔ اس پر اس نے کہا کہ اچھا مجھے سوچنے کی مہلت دو' پھر کہا کہ یہ جادوگر ہیں جو اپنے جادو کے زور سے دوسروں کو مسحور کردیتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) ۶ ولید بن مغیرہ کے پاس مکہ اور طائف کے درمیان اونٹ اور گھوڑے تھے۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ اسکے پاس ایک ہزار دینار کے غلے تھے' حضرت سفیان کہتے ہیں کہ اس کے پاس ایک لاکھ دینار تھے۔ (القرطبی) ۷ یعنی وہ سب حاضر رہتے تھے اس کے تصرف سے غائب نہیں ہوتے تھے۔ حضرت مجاہد اور حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اس کے دس بیٹے تھے' بعض نے کہا کہ اس کے بارہ بیٹے تھے' حضرت ضحاک کہتے ہیں اس کے سات بیٹے مکہ میں تھے اور پانچ بیٹے طائف میں تھے۔ جاننا چاہیئے کہ ولید بن مغیر کے بیٹوں میں سے تین بیٹوں نے اسلام قبول کیا خالد' ہشام اور ولید بن ولید نے۔ (القرطبی) ۸ یعنی ہم نے اس کی زندگی میں اتنی وسعت دی کہ وہ مکہ میں مطمئن ہوکر زندگی گذار رہا تھا۔ (القرطبی) ۹ اتنا مال ہونے کے باوجود ولید اور مالوں کی طمع رکھتا تھا (القرطبی) ۱۰ میں نے اس کے مال میں اضافہ نہیں کیا ولید اسکے بعد سے مسلسل مال و اولاد میں نقصان دیکھتا رہا یہاں تک کہ ہلاک ہوا۔ (القرطبی) ۱۱ صعود کے بارے میں دو اقوال ہیں (۱) سخت ترین عذاب کا نام ہے (۲) آگ کے پہاڑ کا نام ہے (تفسیر کبیر) ۱۲ یعنی اس نے اپنے بارے میں فکر کی۔ (تفسیر کبیر) ۱۳ یہ جملہ تعجب کے وقت عرب والے استعمال کرتے تھے (تفسیر کبیر) ۱۴ دوبارہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ولید بن مغیرہ پر یہ بددعا دوسری بار آجائے اور یہ پہلے سے ابلغ ہے۔ (تفسیر کبیر) ۱۵ مطلب یہ ہے کہ پہلے اس نے فکر کی پھر اندازے کیا پھر اس اندازہ پر نظر کی۔ (تفسیر کبیر) ۱۶ یہ شخص حضرت محمد ﷺ کی

اسۡتَكۡبَرَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ يُّؤۡثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنۡ هٰذَاۤ

تکبر کرد پس گفت نیست این مگر جادوئی نقل کردہ نیست این

تکبر کیا ۱ اور کہا نہیں ہے یہ مگر ایک نقل کردہ جادو ۲ نہیں ہے یہ

اِلَّا قَوۡلُ الۡبَشَرِ ﴿۲۵﴾ سَاُصۡلِيۡهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ

مگر گفتار آدمی زود افگنم او را در سقر و چه دانی تو

مگر آدمی کا کلام ۳ بہت جلد میں اسے سقر میں ڈالونگا ۴ اور تمہیں کیا معلوم

مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبۡقِىۡ وَلَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلۡبَشَرِ ﴿۲۹﴾ عَلَيۡهَا

چیست سقر باقی نگذارد و دوست باز ندارد آتشی سیاہ کنندہ برائے کافران بران

سقر کیا ہے ۵ نہ باقی رکھے نہ کسی پر ترس کھائے ۶ کافروں کیلئے سیاہ کرنے والی آگ ۷ اس پر

تِسۡعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ وَمَا جَعَلۡنَاۤ اَصۡحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً

نو ملک و نساختیم مر یاران دوزخ مگر فرشتگان

نو فرشتے ۸ اور ہم نے اہل دوزخ پر مسلط نہ کئے مگر فرشتے

وَّمَا جَعَلۡنَا عِدَّتَهُمۡ اِلَّا فِتۡنَةً لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لِيَسۡتَيۡقِنَ

و نساختیم ما شمار ایشاں مگر فتنہ برائے آنانکہ نگرویدند تا بیگمان شود

اور ہم نے ان کی گنتی نہ بنائی مگر آزمائش ان لوگوں کیلئے جو ایمان لائے تا کہ یقین آئے

الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ وَيَزۡدَادَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِيۡمَانًا

آنانکہ دادہ شوند کتاب و بیفزایند آنانکہ گرویدند بایمان

ان لوگوں کو جنہیں کتاب دی گئی اور ایمان کو زیادہ کرے ان لوگوں کیلئے جو ایمان لائے

وَّلَا يَرۡتَابَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَ

و تا شک نیارند آنانکہ دادہ شدند کتاب و مؤمنان و

اور تا کہ شک نہ لائیں وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی اور مؤمنین اور

تفسیر اظہار العرفان

۱ یعنی مُڑا اور پیٹھ دیکر اپنے اہل کی جانب چل پڑا' اور ایمان کی دعوت پر تکبر کر بیٹھا۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ اس نے ایمان سے منہ موڑا اور جب اسے دعوت دی گئی تو اس نے تکبر کیا۔ (القرطبی)

۲ یعنی محمد (ﷺ) جو لے کر آئے ہیں وہ جادو کے سوا کچھ نہیں ہے۔ جاننا چاہیئے کہ جادو دھوکا کو کہتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ باطل کا اظہار حق کی صورت میں کرنے کو جادو کہتے ہیں۔ ولید کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ قرآن مخلوق کے کلاموں میں سے ایک کلام ہے اور یہ دلوں کو [معاذ اللہ] ایسا ہی دھوکا دے رہا ہے جیسے جادو دھوکا دیتا ہے۔ سدی کہتے ہیں کہ اس کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ قول بنی حضرمی کے غلام سیار کا ہے۔ نبی کریم ﷺ اکثر اس کے پاس جا کر بیٹھا کرتے تھے اس لئے ان لوگوں نے الزام عائد کیا کہ آپ اس سے سیکھ کر آئے ہیں اور ہمارے سامنے یہ کلام پیش کرتے ہیں' بعض نے کہا کہ ان لوگوں نے الزام لگانے کا ارادہ کیا کہ آپ اہل بابل سے اسے سیکھتے ہیں' بعض نے کہا کہ اسکا یہ مقصد تھا کہ یہ کلام آپ نے ان لوگوں سے سیکھا جنہوں نے ماضی میں نبوت کا دعوی کیا تھا (القرطبی)

۳ ولید بن مغیرہ نے یہ کلام از روئے عناد کے کہا تھا ورنہ اسے معلوم تھا کہ یہ کسی بشر کا کلام نہیں ہے۔ (تفسیر کبیر)

۴ یعنی بہت جلد میں اسے وادئ سقر میں داخل کرونگا تا کہ اس کی شدتِ گرمی کو یہ پائے۔ اس وادی کو سقر کہتے ہیں اس لئے کہ اس میں گرمی کی اتنی شدت ہوگی کہ جلد اور چہرے کو جلا ڈالے گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ جہنم میں چھٹا طبقہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا کہ تیرے بندوں میں سب سے زیادہ مصیبت زدہ کون ہوگا؟ فرمایا: وادی سقر والا۔ (القرطبی) ۵ مزید ڈرانے کی غرض سے مکرر فرمایا۔ (تفسیر کبیر) ۶ یعنی اہل جہنم کی ہڈیاں' گوشت اور خون کو وہ وادی نہیں چھوڑے گی مگر ان تمام کو جلا ڈالے گی' بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ ان کے جسم کے کسی شے کو نہیں چھوڑے گی' پھر جب دوبارہ اسے پیدا کیا جائیگا تو دوبارہ اسے جلا کر خاکستر کر ڈالے گی اسی طرح ہمیشہ ہوگا۔ حضرت مجاہد یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ جو اس پر زندہ ہوا اسے باقی نہیں رکھے گی اور جو مُردہ ہوا اسے نہیں چھوڑے گی' جلاتی رہے گی جب جب ان کو دوبارہ پیدا کیا جائے۔ حضرت سدی یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ گوشت کو باقی نہیں رکھے گی اور ان کی ہڈیوں کو نہیں چھوڑے گی۔ (القرطبی) ۷ سفید کو سیاہی سے بدل دینے والی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور زید بن اسلم نے تفسیر کی کہ وہ جلد کو جلا دینے والی ہے۔ لَوَّاحَةٌ کا ترجمہ لَائِحَةٌ بھی کیا گیا ہے یعنی وہ لوگوں کے سامنے نمایاں اور ظاہر ہوگی۔ حسن اور ابن کیسان نے کہا کہ یہ ان کے لئے ظاہر ہوگی اور وہ دوزخ کو عیاں دیکھیں گے۔ (مظہری) ۸ بعض نے کہا کہ انیس اقسام کے فرشتے ہونگے' بعض نے کہا کہ فرشتوں کی انیس صفیں ہونگیں۔ واحدی مفسرین سے یہ نقل کرتے ہیں کہ داروغہ جہنم انیس فرشتے ہیں ان میں سے ہر ایک کی اٹھارہ آنکھیں ہونگیں جو بجلی کی طرح کام کر رہی ہونگیں۔ ان کے دانت سینگ کی طرح ہونگے' ان کے بال ان کے قدموں کو چھو رہے ہونگے' ان کے منہ سے آگ کی چنگاریاں نکل رہی ہونگیں' ان کے ایک کاندھے سے دوسرے کاندھے کے درمیان ایک سال کی مسافت ہوگی' ان میں سے ہر ایک کی ہتھیلی کافی چوڑی ہوگی' ان کے دل سے شفقت و مہربانی نکال دی جائیگی' ان میں سے ہر ایک کی ہتھیلی میں اتنی طاقت ہوگی کہ ستر ہزار جہنمیوں کو ہتھیلی میں ڈال کر جہنم میں پھینک دینگے [انیس کی تعداد میں علمائے مفسرین نے مختلف توجیہات بیان فرمائی ہیں جو یہاں قلتِ جا کی وجہ سے ممکن نہیں] (تفسیر کبیر)

لِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَا

گویند آنانکہ در دلہاے ایشاں بیماریست و کافران چہ چیز

کہیں گے وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور کافر

ذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ

خواست خدا بدین مثلے اینچنیں گمراہ کند خدای ہر کرا

اس مثال سے اللہ نے کیا ارادہ فرمایا اسی طرح اللہ گمراہ فرماتا ہے جسے

يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ

خواہد و راہ نماید مر ہر کہ خواہد و نمیداند لشکر پروردگار تو

چاہے اور راہ دکھاتا ہے جسے چاہے، اور تمہارے رب کے لشکر کو نہیں جانتا

رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾ كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿۳۲﴾ وَالَّيْلِ

مگر او و نیست ایں مگر پندے مر آدمیانرا ہمچنانست قسم بماہ و شب

مگر وہی یہ نہیں ہے مگر لوگوں کیلئے ایک نصیحت ۱ اسی طرح چاند کی قسم ۲ اور رات کی

اِذْ اَدْبَرَ ﴿۳۳﴾ وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ نَذِيْرًا

چوں برود و سوگند بصبح چوں روشن شود ہر آئنہ از درکات بزرگست بیم کنندہ

جب جائے ۳ اور صبح کی قسم جب روشن ہو ۴ بیشک دوزخ کے طبقوں میں سے وہ ایک بڑا طبقہ ہے ۵ ڈرانے والا

لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ﴿۳۷﴾ كُلُّ

مر آدمیانرا مر آنکسرا کہ خواہد از شما آنکہ پیش رود یا باز ایستد ہر

انسانوں کو ۶ اسے جو تم میں سے چاہے کہ آگے جائے یا پیچھے آئے ۷ ہر

نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ﴿۳۹﴾

تنے بآنچہ کردند در گرو است مگر یاران دست راست

نفس جو اس نے کیا اس میں گروی ہے ۸ مگر سیدھے ہاتھ والے ۹

تفسیر الطہار العرفان

۱ مروی ہے کہ ایک دن ابو جہل نے کہا کہ اے گروہِ قریش! محمد (ﷺ) کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فوج کی تعداد جو تمہیں آگ میں جھونکے گی صرف انیس ہے۔ اِدھر تمہاری تعداد تمام قوموں سے زیادہ ہے۔ کیا تمہارے سو آدمی بھی اسکے ایک آدمی سے عاجز آ جائیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت فرمائی۔ سدی کی روایت میں ہے کہ جب آیت عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ نازل ہوئی تو قریش کے ایک آدمی نے جو ابوالاشد کہلاتا تھا' کہا کہ اے گروہِ قریش! تم ان داروغوں کی فکر نہ کرو ان میں سے دس کو تو میں دائیں ہاتھ سے اور نو کو بائیں ہاتھ سے پَرے دھکیل دونگا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ: یعنی رب کے لشکر کی حقیقت اور اندازۂ قوت سے سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی واقف نہیں۔ تعداد سے ناواقفیت مراد نہیں تعداد تو بتا دی ہے کہ انیس ملائکہ ہیں اس میں کمی بیشی نہیں۔ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ یہ ابو جہل کے قول کا جواب ہے۔ ابو جہل نے کہا تھا کہ محمد ﷺ کے مددگار صرف انیس ہیں۔ حضرت عطاء کہتے ہیں کہ جن فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں کے عذاب کیلئے پیدا کیا ہے ان کی تعداد سے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی واقف نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ دربان تو انیس ہی ہیں مگر ان کے مددگار اور معاون کتنے ہیں ان کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے۔ ہناد نے کعب کا قول نقل کیا ہے کہ جس شخص کو دوزخ میں لے جانے کا حکم ہوگا اس کیلئے ایک لاکھ فرشتے آگے بڑھیں گے (مظہری)

۲ اللہ تعالیٰ نے چاند کی قسم فرمائی کہ وادیٔ سقر حق ہے (صفوۃ التفاسیر) ۳ یعنی رات کی قسم جب وہ ظلمت کے ساتھ جانے کیلئے پیٹھ دے (صفوۃ التفاسیر) ۴ اور اس صبح کی قسم جو روشنی بکھیر دے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۵ یعنی جہنم بڑی تباہی پھیلانے والی ہے اور بڑی بلا ہے پس استہزاء کرنے والے اسے کیسے جھٹلا سکتے ہیں۔ ابوحیان کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان اشیاء کی قسم ازروئے تشریف فرمائی اور یہ ظاہر کرنے کیلئے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے عجائبات اور اسکی قدرت میں سے ہیں۔ اس آیت میں یہ اشارہ بھی ہے کہ چاند اور سورج اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ہیں اور اس کے بغیر حرکت نہیں کرتے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۶ کہا گیا ہے کہ یہاں نذیر سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں (القرطبی) ۷ یعنی جو چاہے ڈر کر بھلائی اور طاعت کی جانب بڑھے اور جو چاہے شر اور معصیت کی طرف جائے (القرطبی) ۸ جو عمل یہ پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف بھیج چکے ہیں (القرطبی) ۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اصحاب یقین سے مراد ہیں وہ لوگ جن کے نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ ابن مبارک نے ایک اسدی شخص کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر ﷺ نے کعب سے فرمایا: کیا آخرت سے متعلق کوئی بات تمہارے پاس ہے؟ کعب نے کہا جی ہاں امیر المؤمنین! قیامت کا دن ہوگا تو لوح محفوظ رکھ دی جائیگی ہر شخص اپنے اپنے عمل کو دیکھ لے گا' پھر اعمال نامے لاکر عرش کے چاروں طرف بکھیر دیئے جائیں گے پھر مؤمن کو بلا کر اسکا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائیگا اور وہ اس پر غور کریگا۔ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ اصحابِ یمین وہ جنتی ہونگے جو روز میثاق میں حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں طرف ہونگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا تھا هٰؤُلَاءِ لِلْجَنَّةِ وَلَا اُبَالِي یعنی یہ لوگ جنت کیلئے ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اصحاب یمین وہ لوگ ہونگے جن کے نفوس مبارک ہیں۔ ان تمام اقوال کا نتیجہ ایک ہی ہے کہ اصحاب یمین سے مؤمن مراد ہیں۔ اہل ایمان کو ہی دوامی عذاب نہ ہوگا' یا بقدرِ گناہ سزا پانے کے بعد مغفرت ہو جائیگی' یا شفاعت کی وجہ سے معافی ہو جائیگی۔ (مظہری)

فِیْ جَنّٰتٍ ۛؕ یَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۴۱﴾ مَا سَلَكَكُمْ

در بوستانہا می پرسند از مشرکان چہ آورد شما را

باغوں میں پوچھتے ہیں ۱ مشرکوں سے ۲ کیا چیز لے آئی تمہیں

فِیْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَمْ نَكُ

در سقر گویند نبودیم از نماز گذاران و نبودیم

سقر میں ۳ کہیں گے ہم نماز پڑھنے والوں میں نہ تھے ۴ اور نہ

نُطْعِمُ الْمِسْكِیْنَ ﴿۴۴﴾ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِیْنَ ﴿۴۵﴾ وَ

میخورانیم درویشانرا و بودیم ما شروع میکردیم از شروع کنندگان و

مسکینوں کو کھانا کھلانے والے تھے ۵ اور ہم بیہودہ کرتے تھے بیہودہ کرنیو الوں کے ساتھ ۶ اور

كُنَّا نُكَذِّبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۴۶﴾ حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْیَقِیْنُ ﴿۴۷﴾ فَمَا

بودیم ما تکذیب میکردیم بروز قیامت تا آنکہ آمد بما مرگ پس

ہم قیامت کے دن کو جھٹلاتے تھے ۷ یہاں تک کہ ہمارے پاس موت آئی ۸ پس

تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِیْنَ ﴿۴۸﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ

سود نکند ایشانرا شفاعت شفیعان پس کیست ایشانرا از یاد کردن

شفاعت کرنے والوں کی شفاعت انھیں نفع نہ دیگی ۹ پس انھیں کیا ہوا کہ ذکر سے

مُعْرِضِیْنَ ﴿۴۹﴾ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾

روگردانند گویا کہ ایشاں خران وحشی اند ریختہ باشد از شیرے

منہ پھیرتے ہیں ۱۰ گویا کہ وہ سب وحشی گدھے ہیں ۱۱ جو شیر سے بھاگے ہوئے ہوں ۱۲

بَلْ یُرِیْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ یُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾

بلکہ خواہد ہر مردے از ایشاں آنکہ دادہ شود نامہا

بلکہ ان میں سے ہر شخص چاہتا ہے کہ کھلے صحیفے دے

۱ یعنی اس حال میں کہ جنت میں ہونگے (تفسیر کبیر)

۲ مشرکوں سے پوچھیں گے (القرطبی)

۳ کلبی کہتے ہیں کہ اہل جنت میں سے ایک شخص ایک جہنمی کا نام لے کر اس سے پوچھے گا کہ تم کس وجہ سے جہنم میں داخل ہوئے۔ (القرطبی)

۴ یعنی دنیا میں ہم رب العالمین کیلئے نماز نہیں پڑھتے تھے (صفوۃ التفاسیر)

۵ ہم فقراء اور مساکین کو نہ صدقہ دیتے تھے اور نہ ہی ان کے ساتھ بھلائی کرتے تھے۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ ان دونوں آیتوں کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے رب کی بندگی نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اس کی مخلوق کے ساتھ بھلائی کرتے تھے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۶ یعنی گمراہ اور بددین قسم کے لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر باطل باتیں کرتے تھے۔ خوض ایسے کثرتِ کلام کو کہتے ہیں جو باطل کیلئے بھی مناسب نہیں ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۷ یعنی ہم قیامت، جزاء اور معاد کو جھٹلاتے تھے (صفوۃ التفاسیر)

۸ یہاں تک کہ موت آئی اور ہم کو ان باتوں کا یقین ہو گیا جسے ہم جھٹلاتے تھے (صفوۃ التفاسیر)

۹ یہ آیت بطور مخالف بتا رہی ہے کہ اہل ایمان کیلئے خواہ وہ فاسق ہوں شفاعت سود مند ہوگی۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، یا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ ہم عائشہ کے گھر تھے رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: جس مسلمان کے تین خورد سال بچے جوانی کو پہنچنے سے پہلے مر جائیں گے ان کو قیامت کے دن لا کر جنت کے دروازے پر کھڑا کیا جائیگا اور جنت کے اندر داخل ہونے کا حکم دیا جائیگا وہ کہیں گے اگر ہمارے ماں باپ داخل ہوں تو ہم بھی داخل ہونگے بغیر ان کے اندر نہیں جائیں گے۔ آخر دوسری یا تیسری بار حکم دیا جائیگا اور کہا جائیگا جنت میں تم بھی جاؤ اور تمہارے ماں باپ بھی۔ اس آیت سے یہی مراد ہے یعنی شافعین سے مراد خورد سال اطفال ہیں اور شفاعت سے مراد ان کی شفاعت ہے۔ حضرت ابن مسعود ﷛ فرماتے ہیں کہ ملائکہ، انبیاء، شہداء، نیک بندے اور تمام اہل ایمان شفاعت کرینگے۔ پھر دوزخ کے اندر سوائے چار [قسم کے آدمیوں کے] اور کوئی نہیں رہے گا۔ اس کے بعد آپ نے آیت قَالُوْا لَمْ نَكُ سے بِیَوْمِ الدِّیْنِ تک تلاوت فرمائی۔ جاننا چاہیئے کہ ہر مؤمن کی شفاعت کے جواز پر اجماع ہے دوزخ میں داخل ہونے کے قابل بعض مؤمن شفاعت کی وجہ سے دوزخ میں داخل نہیں ہونگے اور داخل ہو چکے ہونگے تو نکال لیئے جائیں گے۔ معتزلہ، خوارج اور ان جیسے دوسرے بدعتی شفاعت کے منکر ہیں حالانکہ احادیث شفاعت متواتر المعنی ہیں۔ حضرت علی ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اپنی امت کی شفاعت کرونگا آخر میرا رب ندا کریگا اے محمد ﷺ کیا تو اب خوش ہو گیا، میں عرض کرونگا جی ہاں! میرے رب میں راضی ہوں۔ حضرت انس ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کبیرہ گناہوں والے امتیوں کیلئے میری شفاعت ہے۔ حضرت انس ﷛ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے شفاعت کی تکذیب کی اس کو شفاعت نصیب نہیں ہوگی اور جس نے [حوض کوثر] کی تکذیب کی اس کو حوض سے کچھ حصہ نہیں ملے گا۔ حضرت زید بن ارقم ﷛ اور کچھ اوپر دس صحابیوں سے نبی ﷺ کا یہ فرمان مروی ہے کہ قیامت کے دن میری شفاعت حق ہے۔ جسکا شفاعت پر ایمان نہ ہوگا وہ شفاعت کا مستحق بھی نہ ہوگا۔ حضرت عبدالرحمٰن ﷛ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری شفاعت [ہر مؤمن کیلئے] مباح ہے سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے میرے صحابہ کو گالیاں دیں۔ (مظہری) ۱۰ اے اہل مکہ تمہیں کیا ہوا کہ تم اس سے منہ پھیر رہے ہو جو میں تمہارے پاس لے کر آیا ہوں (القرطبی) ۱۱ گویا کہ یہ کافرین محمد ﷺ سے بھاگنے میں وحشی گدھا کی طرح ہیں (القرطبی) ۱۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وحشی گدھا جب شیر کو دیکھتا ہے تو بھاگ کھڑا ہوتا ہے اس طرح کافرین محمد ﷺ کو دیکھکر بھاگتے ہیں (القرطبی)

كَلَّا ؕ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ؕ﴿٥٣﴾ كَلَّاۤ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ۚ﴿٥٤﴾

سر کشادہ اند نچنانست ترسند آخرت ہمچنیں است کہ او پندیست

دیئے جائیں ۱ ایسا نہیں ہے بلکہ وہ سب آخرت سے نہیں ڈرتے ۲ ایسا ہے کہ وہ ایک نصیحت ہے ۳

فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ؕ﴿٥٥﴾ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ

پس ہر کہ خواہد پند گیرد از و و یاد نکند مگر آنکہ خواستی خدای

پس جو چاہے اس سے نصیحت لے ۴ اور یاد نہیں کرتے مگر یہ کہ جو اللہ چاہے

هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ۠﴿٥٦﴾

او است سزاوار آنکہ ترسند و سزاوار اہل آمرزش

وہی لائق ہے کہ (بندہ) اس سے ڈرے اور بخشنا اسی کے لائق ہے ۵

سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ قیامہ مکی ہے، اس میں ۴۰ آیات اور ۲ رکوع ہیں ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

لَاۤ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ﴿١﴾ وَلَاۤ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ؕ﴿٢﴾

سوگند می خورم بروز قیامت و سوگند میخورم بنفس ملامت کنندہ

مجھے قسم ہے قیامت کے روز کی ۷ اور ملامت کرنے والی جان کی قسم ہے ۸

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ؕ﴿٣﴾ بَلٰى

آیا می پندارد آدمی را آنکہ جمع نخواہیم کرد استخوانہاے او البتہ

کیا انسان گمان کرتا ہے کہ ہم اسکی ہڈیوں کو جمع نہیں کرینگے ۹ کیوں نہیں

۱ سدی کہتے ہیں کہ کافروں نے کہا اگر محمد ﷺ سچے ہیں تو ہم میں سے ہر ایک کے سرہانے صبح کو ایک پروانہ لکھا ہوا ملنا چاہیئے جس میں دوزخ سے امان اور حفاظت کا پروانہ ہو۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) مطر الورّاق کہتے ہیں کہ ان کفار نے جہنم سے نجات کا پروانہ بغیر عمل کے طلب کیا۔ کلبی کہتے ہیں کہ مشرکین نے کہا کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کوئی شخص گناہ کرتا تو صبح کے وقت اس گناہ اور اس کے کفارہ کو اپنے سرہانے تلے پاتا۔ ہمیں بھی اسی طرح لا کر دکھاؤ۔ (القرطبی)

۲ یعنی جس کی یہ لوگ تمنا کر رہے ہیں وہ انہیں عطا نہیں کی جائیگی اس لئے کہ یہ لوگ آخرت سے ڈرتے نہیں ہیں (القرطبی)

۳ یعنی یہ قرآن تو نصیحت کیلئے کافی ہے (تفسیر کبیر)

۴ بس جس کا دل چاہے اسے مانے۔ (القرطبی)

۵ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آیت هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى کے بارے میں فرمایا تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ میں اسی قابل ہوں کہ میرا شریک قرار دینے سے اجتناب کیا جائے اور کسی کو میرا ساجھی نہ بنایا جائے اور میں اس بات کا اہل ہوں کہ جو تقوی رکھے اور کسی کو میرا شریک نہ بنائے میں اس کی بخشش کر دونگا (القرطبی)

۶ اس میں ۳۵۲ حروف اور ۱۹۹ کلمات ہیں (غرائب القرآن) اس سورت کا موضوع بعث اور جزا ہے جو ارکانِ ایمان میں سے ایک ہے، اس کی ابتدا قیامت اور نفس لوامہ کی قسم سے ہے، پھر قیامت کی کچھ نشانیاں بیان ہوئیں، آخرت کے اعتبار سے انسان کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ایک نیکوکار جن کے چہرے کھلے ہونگے اور دوسرے گناہگار جن کے چہرے مرجھائے ہوئے ہونگے، اس سورت کا اختتام حشر اور معاد پر ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۷ یعنی یوم حساب اور یوم جزا کی قسم۔ (صفوۃ التفاسیر) ۸ ہر نفس مراد ہے [کافر ہو یا مؤمن، نیک ہو یا بد] فراء کہتے ہیں کہ ہر شخص نیک ہو یا بد قیامت کے دن اپنے آپ کو ملامت کریگا اگر اس نے اچھے کام کئے ہونگے تو نفس سے کہے گا اس سے زیادہ نیکی تو نے کیوں نہیں کی، اور اگر بدی کی ہوگی تو کہے گا برے کام تو نے کیوں کئے۔ حسن کہتے ہیں کہ نفس لوامہ سے مراد مؤمن کا نفس ہے مؤمن دنیا میں ہر طعام و کلام پر اپنے نفس کو ملامت کرتا رہتا ہے لیکن کافر نہ اپنے نفس سے حساب فہمی کرتا ہے نہ اسکو برا کہتا ہے۔ مقاتل کہتے ہیں کہ اس سے کافر مراد ہے ہر کافر قیامت کے دن اپنے نفس کو برا کہے گا کہ دنیا میں حقوق اللہ کی ادائیگی میں اس نے قصور کیوں کیا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ اگر میں ایسا کر لیتا تو ایسا ہو جاتا، یا نہ کرتا تو ایسا نہ ہوتا الغرض وہ حکم خداوندی پر راضی نہیں رہتا جو چاہتا ہے کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور تقدیر پر خوش نہیں رہتا۔ صوفیہ کہتے ہیں کہ نفس بدی کا حکم دیتا ہے لیکن اگر آدمی کوشش کر کے ذکر الٰہی کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشش بھی اسکی مددگار ہو تو اپنے نفس کی برائیاں اس پر کھل جاتی ہیں۔ وہ اپنے نفس کو ہر چیز سے منقطع کر کے ذکر اللہ میں مشغول پاتا ہے اور مخلوق سے کامل طور پر تعلق منقطع کر لینے پر اسکو قدرت نہیں ہوتی تو اسوقت خود اپنے آپکو ملامت کرتا ہے، اس مرتبہ میں پہنچ کر نفس کو نفس لوامہ کہا جاتا ہے لیکن جب اس کو فنافی اللہ اور بقا باللہ کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے اور وہ ماسوائے اللہ کے بالکل آزاد ہو جاتا ہے اور ذکر الٰہی سے ہی اسکو اطمینان نصیب ہوتا ہے تو اس مرتبہ پر اس نفس کو نفس مطمئنہ کہا جاتا ہے۔ (مظہری) ۹ یہ آیت عدی بن ربیعہ کے حق میں نازل ہوئی۔ عدی خاندان زہرہ کا حلیف اور اخنس بن شریق ثقفی کا داماد تھا۔ عدی اور اخنس ہی کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے دعا کی الٰہی مجھے میرے برے ہمسایہ سے محفوظ رکھ۔ اس نے نبی کریم ﷺ سے قیامت کے احوال پوچھے جب آپ نے بتائے تو کہنے لگا کیا اللہ ہڈیوں کو پھر اکھٹا کر دیگا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (مظہری)

تفسیر اظہار العرفان

قٰدِرِیْنَ عَلٰۤی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ ﴿۴﴾ بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ

توانا بر آنکه راست کنیم سر انگشتان او را بلکه خواہد آدمی

ہمیں قدرت حاصل ہے اس پر کہ اسکی انگلیوں کے پورے ٹھیک کر دیں ۱ بلکہ آدمی چاہتا ہے

لِیَفْجُرَ اَمَامَهٗ ﴿۵﴾ یَسْـَٔلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ ﴿۶﴾ فَاِذَا

تا دروغ گویند آنچه در پیش است می پرسند کے باشد روز قیامت پس چوں

کہ جھوٹ بولے جو اسکے سامنے ہے ۲ پوچھتے ہیں قیامت کب ہو گی ۳ پس جب

بَرِقَ الْبَصَرُ ﴿۷﴾ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ﴿۸﴾ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ﴿۹﴾

خیره شود چشم و تیره گردد ماه و جمع شود آفتاب و ماه

آنکھ خیره ہونگی ۴ اور چاند تاریک ہو جائے ۵ اور سورج و چاند جمع کر دیئے جائیں ۶

یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَىِٕذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ ﴿۱۰﴾ كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿۱۱﴾ اِلٰى

میگوید آدمی آنروز کجا ست جاے گریختن نیست مقررے

اس روز انسان کہے گا کہاں ہے بھاگنے کی جگہ ۷ کوئی پناہ نہیں ہے ۸

رَبِّكَ یَوْمَىِٕذِ ﰳالْمُسْتَقَرُّ ﴿۱۲﴾ یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَىِٕذٍۭ بِمَا

بسوے پروردگار خود آنروز قرار گاه خلق خبر کرده شود آدمی

تیرے رب ہی کی طرف اس روز مخلوق کی قرار گاہ ہے ۹ خبر دی جائیگی انسان کو

قَدَّمَ وَ اَخَّرَ ﴿۱۳﴾ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ ﴿۱۴﴾

آنروز بآنچه پیش فرستاد و آنچه پس داشت بلکه آدمی بر خود بینا ست

اس روز جو اس نے آگے بھیجا اور پیچھے رکھا ۱۰ بلکہ انسان خود اپنے حال کو دیکھنے والا ہے ۱۱ اور اگر اپنے سارے عذر

وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِیْرَهٗ ﴿۱۵﴾ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾

و اگر القا کند عذرہاے خود را مجنباں بقرآن زبان خود را تا شتاب کنی بآں

لے آئیں (پھر بھی نہ سنا جائیگا) اپنی زبان کو قرآن کیساتھ حرکت نہ دیجئے تا کہ آپ اس پر عجلت کریں ۱۳

۱ زجاج کہتے ہیں کہ کافروں نے گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ مُردوں کو دوبارہ زندہ نہیں کریگا اور نہ ہی ہڈیوں کو جمع کرنے پر قادر ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیوں نہیں ہم انہیں دوبارہ اٹھانے پر قادر ہیں۔ (القرطبی)

۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کافر اسے جھٹلاتا ہے (القرطبی)

۳ جاننا چاہیئے کہ کافرین کی جانب سے قیامت کا انکار دو طریقوں سے ہوتا تھا (۱) شبہ کی بناء پر' اللہ تعالیٰ نے اسکا جواب اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ لَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ سے دیا [جو کہ اس سورت کی ابتدا میں گذر چکا ہے] (۲) شہوت کی بناء پر' اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے آیت یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَهٗ سے دیا۔ (تفسیر کبیر)

۴ اب اللہ تعالیٰ یکے بعد دیگرے قیامت کی تین نشانیوں کو بیان فرما رہا ہے ان میں سے پہلی نشانی کا ذکر اس آیت میں موجود ہے کہ جب آنکھ خیرہ ہو جائے گی۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ حالت انسان کو کب حاصل ہو گی۔ بعض نے کہا کہ موت کے وقت' بعض نے کہا کہ دوبارہ اٹھائے جانے کے وقت' بعض نے کہا کہ جہنم کے دیکھنے کے وقت۔ (تفسیر کبیر)

۵ ممکن ہے کہ خسف قمر سے مراد ہو کہ چاند کی روشنی سلب کر لی جائے جیسے ہم دنیا میں چاند گرہن کے وقت دیکھتے ہیں (تفسیر کبیر)

۶ یعنی دونوں سیاہ اور بے نور ہو جائیں گے۔ دونوں کے اجتماع کا مطلب بعض لوگوں نے بیان کیا کہ دونوں مغرب سے نکلیں گے [جہت طلوع میں اشتراک ہوگا] عطار بن یسار کہتے ہیں کہ قیامت کے دن دونوں کو اکٹھا کر کے سمندر میں پھینک دیا جائیگا' یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بے نور ہو جانے میں دونوں کا اشتراک ہو جائیگا یہی دونوں کا اجتماع ہے۔ جمل میں ہے کہ بروقِ بصر بعض کے نزدیک موت کے وقت ہوتا ہے اسی کی تشریح خسوفِ قمر ہے کہ آنکھوں کی روشنی جاتی رہے گی اور اجتماع شمس وقمر کا معنی یہ ہے کہ حاسۂ نظر کے پیچھے روح بھی جاتی رہے گی (مظہری) ۷ یعنی ابن آدم کہے گا' بعض نے کہا کہ آیت میں انسان سے مراد ابوجہل ہے تو اب مطلب یہ ہوگا کہ ابوجہل سے کہا جائیگا اب تمہارے بھاگنے کی جگہ کہاں ہے؟ اَیْنَ الْمَفَرُّ: اس میں دو احتمالات ہیں (۱) اب تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے کہاں بھاگو گے (۲) جہنم سے نکل کر کہاں بھاگو گے (القرطبی) ۸ یعنی جہنم کے سوا تمہارے لئے کوئی ٹھکانہ نہیں ہے (القرطبی) ۹ یعنی صرف اللہ تعالیٰ کی طرف تمام مخلوقات کیلئے ٹھکانا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ ان آیات کے بیان کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو آخرت کی ہولنا کیوں کا علم ہو جائے (صفوۃ التفاسیر) ۱۰ یعنی انسان کو اس روز اس کے تمام اعمال کی خبر دی جائے گی' صغیر ہو یا کبیر' عظیم ہو یا حقیر' اور اس نے اپنی زندگی میں جو کچھ اپنے لئے آگے بھیجا اور بعد موت کے اس نے جو کچھ اپنے پیچھے چھوڑا۔ اچھا طریقہ اس نے چھوڑا ہو' یا کوئی برا طریقہ اس نے اپنے پیچھے چھوڑا ہو۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص کوئی اچھا طریقہ جاری کرے تو اس کیلئے اجر ہے اور قیامت تک جو اس اچھے طریقے پر عمل کریگا اسکا اجر بھی اس کیلئے ہے' عمل کرنے والے کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائیگی' اور جو کوئی برا طریقہ جاری کرے اس پر اس کا گناہ ہے اور قیامت تک جو لوگ اس برے طریقے پر عمل کرینگے انکا بھی گناہ اس کیلئے ہے اس برے عمل کرنے والے کے گناہ میں کوئی کمی نہ کی جائیگی (صفوۃ التفاسیر) ۱۱ یعنی انسان اپنے نفس پر خود گواہ ہے اور اپنے برے عمل پر بھی خود گواہ ہے آج کے دن تو کسی دوسرے گواہ کی حاجت ہی نہیں ہے (صفوۃ التفاسیر) ۱۲ علامہ رازی کہتے ہیں کہ انسان اپنی معذرت کو پیش کر کے حجت کریگا لیکن یہ اسے نفع نہ دیگی۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۳ بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ اسے یاد کرنے کیلئے زبان کو حرکت دیتے تھے یعنی حفظ کرنے کیلئے وحی کے الفاظ کو دہراتے جاتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ نازل فرمائی (لباب النقول فی اسباب النزول)

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿١٧﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿١٨﴾

ہر آئنہ بر ما ست گرد کردن او و اثبات قرآن پس چوں بخوانیم او را پس پیروی کن خواندن او را

بیشک ہمارے ذمے ہے اسکا جمع کرنا اور قرآن کا اثبات ا جب ہم اسے پڑھ لیں تو اس پڑھے ہوئے کی پیروی کیجئے ٢

ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿١٩﴾ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾ وَتَذَرُوْنَ

باز ہر آئنہ بر ما ست بیان کردن آں نچنانست بلکہ دوست میدارید شما شتابندہ و دست باز دارید

پھر ہمارے ذمے ہے اسکا بیان کرنا ٣ ایسا نہیں ہے بلکہ تم عجلت کرنیوالے کو دوست رکھتے ہو ٤ اور چھوڑ دیتے ہو

الْاٰخِرَةَ ﴿٢١﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾ وَوُجُوْهٌ

آخرت را رویہا آنروز تازہ بسوے پروردگار خود نگرندہ باشد و رویہا

آخرت کو ٥ کچھ چہرے اس روز تازہ ہونگے ٦ اپنے رب کو دیکھنے والے ہونگے ٧ اور کچھ چہرے

يَّوْمَئِذٍۢ بَاسِرَةٌ ﴿٢٤﴾ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿٢٥﴾ كَلَّآ

آنروز ترش گمان بری آنکہ رسیدہ خواہد باں بلائی چنانست

اس روز ترش ہونگے ٨ سمجھ جاؤ گے کہ ان کو کوئی بلا پہنچے گی ٩ ایسا ہی ہے

اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿٢٦﴾ وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿٢٧﴾ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿٢٨﴾

کہ چوں برسد میجہ باخوان سینہ و گفتہ شود کیست افسوس کنندہ و یقین کند آنوقت جدا ئیست

کہ جب جان سینے کو پہنچی ١٠ اور کہا جائیگا کون ہے جھاڑ پھونک کرنے والا ١١ اور اسوقت یقین کریگا کہ جدائی ہے ١٢

وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿٢٩﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۨالْمَسَاقُ ﴿٣٠﴾

و پیچد ساق او مختصر بساق دیگر بسوے پروردگار خود آنروز باز گشت بود

اور اسکی پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ جائیگی ١٣ اس روز تیرے رب کی طرف چلنا ہو گا ١٤

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿٣١﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿٣٢﴾ ثُمَّ ذَهَبَ

پس تصدیق نکرد و پیروی نمود و لیکن تکذیب کرد و روگردانید پس برفت

پس اس نے نہ تصدیق کی اور نہ (نماز کے حکم کی) پیروی کی ١٥ لیکن جھٹلایا اور روگردانی کی ١٦ پھر گیا

ع ١٧

تفسیر اظہار العرفان

١ یعنی آپکے سینے میں جمع کرنا اور محفوظ کرنا۔ (تفسیر کبیر)

٢ آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے پڑھنے کو اپنا پڑھنا کہا جیسے حضرت محمد ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دی ارشاد ہوا مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ یعنی جس نے رسول کی اطاعت کی تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی (تفسیر کبیر)

٣ آیت دلالت کر رہی ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی قرأت کے ساتھ قرأت کرتے اور ساتھ ہی ساتھ اسکے مشکل الفاظ کی وضاحت طلب کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان دونوں امور سے منع فرمایا (تفسیر کبیر)

٤ اے گروہِ قریش! کیا تم نے گمان کیا کہ بعث و جزا اور حساب و کتاب نہیں ہونگے، معاملہ ایسا نہیں ہے بلکہ تم لوگ دنیائے فانی کو پسند کرنے والے گروہ ہو اور وہ آخرت جو باقی رہنے والی ہے اسے چھوڑنے والے ہو اسی وجہ سے آخرت کے عمل کی تمہیں فکر نہیں ہے (صفوۃ التفاسیر)

٥ یعنی عمل آخرت کو چھوڑ دیتے ہو (القرطبی)

٦ آیت میں نَاضِرَةٌ اَلنَّضْرَةُ سے ماخوذ ہے اور یہ خوب صورت و نعمت کو کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے چہرے کو ہرا بھرا رکھے جو میرے فرمان کو سن کر اسے یاد کرے (القرطبی)

٧ اس آیت میں نَاظِرَةٌ النظر سے ماخوذ ہے مطلب یہ ہے کہ اس مؤمنین کے چہرے رب کی دیدار کی وجہ سے خوب روشن ہونگے۔ جمہور علماء کے نزدیک آیت کا مطلب یہ ہے کہ اس روز اہل ایمان اپنے رب کی زیارت کرینگے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ اہل جنت کو صبح و شام اپنی زیارت سے مشرف فرمائیگا پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ بعض نے کہا کہ یہاں النظر بمعنی الانتظار ہے اس جگہ اہل ایمان اس ثواب کا انتظار کرینگے جو ان کیلئے اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، حضرت عکرمہ یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اپنے رب کے حکم کا وہ سب انتظار کرینگے (القرطبی) اہل ایمان اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے لیکن بغیر کسی جہت کیفیت اور بُعد مسافت کے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ادنیٰ درجہ جنتی کا وہ ہوگا جو اپنے باغوں میں بیویوں کو، سامان آسائش کو، خدمتگاروں کو اور مسہریوں کو ایک ہزار سال کی راہ کے بقدر دیکھا کریگا اور اللہ کے یہاں سب سے معزز وہ جنتی ہوگا جو صبح و شام اللہ کا دیدار کریگا پھر نبی کریم ﷺ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جمعہ کے روز جنت میں دیدارِ الٰہی دیکھنے کی مزید نعمت حاصل ہوگی اسی لئے یوم جمعہ کو یوم مزید کہا جائیگا۔ جاننا چاہئے کہ اس آیت کی تفسیر اور آیت لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ کی تشریح اور آیت لَدَيْنَا مَزِيْدٌ کی توضیح اور ان کے علاوہ بعض دوسری آیات کی تعبیر رؤیت اللہ سے کرنا نقلاً ثابت ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے بھی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی اور تابعین سے بھی۔ اس تفسیر کی اتنی احادیث مروی ہیں جو اصحاب حدیث کے نزدیک حد تواتر کو پہنچتی ہیں۔ یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کی رؤیت پر اہل سنت کا اجماع ہے۔ معتزلہ، خوارج وغیرہ رؤیت الٰہی کو ناممکن قرار دیتے ہیں (مظہری) ٨ یعنی کافروں کے چہرے اس روز بگڑے ہوئے ہونگے (القرطبی) ٩ یعنی ان کافروں کو یقین ہو جائیگا کہ اب ان پر کوئی بڑی مصیبت نازل ہونے والی ہے جو ان سب کی کمر کو توڑ کر رکھ دیگی (صفوۃ التفاسیر) ١٠ یعنی یہ دور ہے کہ کافر قیامت کے دن پر ایمان لائے (القرطبی) ١١ حضرت قتادہ یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ حاضرین سے کہا جائیگا، یا مردہ کہتا ہے کہ اس پر کوئی افسوں دم کردے کہ یہ موت سے بچ جائے۔ (مظہری) ١٢ یعنی آدمی کو یقین ہو چلا کہ اب وہ دنیا، اہل و عیال اور مال سے جدا ہونے والا ہے (القرطبی) ١٣ یعنی دنیا اور آخرت دونوں کی شدت مل جائیگی (القرطبی) ١٤ یعنی بلاء پر بلاء لیکر چلیں گے (القرطبی) ١٥ ابوجہل نے نہ تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی (القرطبی) ١٦ اس انسان نے قرآن کو جھٹلایا اور ایمان سے منہ پھیرا۔ (صفوۃ التفاسیر)

اِلٰٓى اَهۡلِهٖ يَتَمَطّٰى ۝۳۳ اَوۡلٰى لَكَ فَاَوۡلٰى ۝۳۴ ثُمَّ اَوۡلٰى لَكَ فَاَوۡلٰى ۝۳۵

بسوے کسان خود می خرامید سزا است ترا پس بغایت سزا است باز سزا است ترا

اپنے اہل کی طرف اکڑتا ہوا چلا ۱ سزا ہے تیرے لئے پس غایت سزا ہے ۲ پھر سزا ہے تیرے لئے

اَيَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَنۡ يُّتۡرَكَ سُدًى ۝۳۶ اَلَمۡ يَكُ نُطۡفَةً مِّنۡ مَّنِىٍّ

پس سزا است آیا پندارد آدمی آنکہ فرو گذاشتہ شود مہمل آیا نبود

اور سزا ہے ۳ کیا انسان گمان کرتا ہے کہ آزاد چھوڑ دیا جائیگا ۴ کیا وہ نہ تھا

يُّمۡنٰى ۝۳۷ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ۝۳۸ فَجَعَلَ مِنۡهُ الزَّوۡجَيۡنِ

قطرۂ آبی از منی ریختہ شدہ پس بود خون بستہ پس بیافرید پس راست کرد

پانی کا ایک بوند اس منی سے جو گرائی گئی ۵ پھر جما ہوا خون ہوا اور پیدا کیا پھر ٹھیک کیا ۶ پس اس منی سے بنائے دو

الذَّكَرَ وَالۡاُنۡثٰى ۝۳۹ اَلَيۡسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنۡ يُّحۡیِۧ الۡمَوۡتٰى ۝۴۰

ع ۲ / ۱۰ / ۱۸

پس گردانید از منی دو صنف مرد را و زن را آیا نیست آنکہ چنیں آفرید بر آنکہ زندہ کند مردگان را

جوڑے مرد اور عورت ۷ کیا جس نے اسطرح پیدا کیا قادر نہیں ہے کہ مردوں کو زندہ کرے ۸

سُوۡرَةُ الدَّهۡرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِىَ اِحۡدٰى وَّثَلٰثُوۡنَ اٰيَةً وَّفِيۡهَا رُكُوۡعَانِ

سورہ دھر مکی ہے اس میں ۳۱ آیات اور ۲ رکوع ہیں ۹

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

هَلۡ اَتٰى عَلَى الۡاِنۡسَانِ حِيۡنٌ مِّنَ الدَّهۡرِ لَمۡ يَكُنۡ

ہر آئینہ آمد بر آدم ہنگامے از زمانے نمود

بیشک آدمی پر زمانے میں سے ایک وقت گذر چکا جس میں

تفسیر اظہار العرفان

۱ یہ جملہ اسکے تکبر پر دلالت کر رہا ہے (صفوۃ التفاسیر)

۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب آیت عَلَيۡهَا تِسۡعَةَ عَشَرَ نازل ہوئی تو ابو جہل نے قریش سے کہا کہ دوزخ کے صرف انیس کارکن ہیں اور تمہاری تعداد کثیر ہے کیا تم اتنے گئے گذرے ہو کہ تم میں سے دس دس آدمی بھی دوزخ کے ایک ایک کارکن کیلئے بھی کافی نہ ہونگے اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر وحی بھیجی کہ ابو جہل کے پاس جا کر فرما دیجئے کہ اَوۡلٰى لَكَ فَاَوۡلٰى ثُمَّ اَوۡلٰى لَكَ فَاَوۡلٰى یعنی تیری کم بختی آنے والی ہے اور پھر سن لے کہ تیری کم بختی بس آنے ہی والی ہے۔ نسائی نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ سعید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ کے قول اَوۡلٰى لَكَ فَاَوۡلٰى کے بارے میں پوچھا کہ یہ کلمات رسول اللہ ﷺ نے ابو جہل کو اپنی طرف سے فرمائے تھے یا پہلے وحی نازل کر کے اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ الفاظ فرمانے کا حکم دیا تھا؟ انھوں نے کہا کہ یہ کلمات پہلے نبی کریم ﷺ نے اپنی طرف سے فرمائے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ نازل فرمائے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول)

۳ وعید میں مبالغہ کی خاطر اس جملہ کو دوبارہ ذکر کیا۔ (صفوۃ التفاسیر)

۴ یعنی انسان کو ایسے ہی چھوڑ دیا جائیگا کسی کام کے کرنے کا حکم نہیں دیا جائیگا' برے کاموں سے اسے روکا نہیں جائیگا' دنیا میں اسے مکلف نہیں بنایا جائیگا اور آخرت میں اس کے عمل کا محاسبہ نہیں کیا جائیگا (تفسیر کبیر)

۵ کیا وہ باپ کے صلب میں پانی کا ایک قطرہ نہیں تھا (تفسیر کبیر) ۶ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر روح پھونک کر اسکو پیدا کیا اور اس کی ساخت کو بغیر کسی نقصان کے درست کیا (مظہری) ۷ پھر اللہ تعالیٰ نے دو صنفیں بنائیں نر اور مادہ' کبھی دونوں رحم کے اندر جمع ہوتی ہیں کبھی ایک ہوتی ہے دوسری نہیں۔ (مظہری) ۸ کیا اللہ جو اتنی قدرت کا مالک ہے اور جو عدم سے وجود میں لاتا ہے وہ دوبارہ تمہیں زندہ کرنے پر قدرت نہیں رکھتا ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو شخص [سورہ والتین] پڑھے اور آخر سورہ اَلَيۡسَ اللّٰهُ بِاَحۡكَمِ الۡحٰكِمِيۡنَ پر ختم کرے تو اس کو کہنا چاہیئے بَلٰى وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيۡنَ [کیوں نہیں' میں اسکی شہادت دینے والوں میں سے ہوں] اور جو شخص لَاۤ اُقۡسِمُ بِيَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ پڑھے اور سورت کو اَلَيۡسَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنۡ يُّحۡیِۧ الۡمَوۡتٰى پر ختم کرے' تو اسکو کہنا چاہیئے ''بَلٰى وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيۡنَ۔ اور جو شخص وَالۡمُرۡسَلٰتِ پڑھے اور فَبِاَىِّ حَدِيۡثٍۢ بَعۡدَهٗ يُؤۡمِنُوۡنَ پر پہنچے تو کہے۔ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ۔ موسیٰ بن عائشہ نے کہا کہ ایک شخص اپنے مکان کی چھت پر نماز پڑھا کرتا تھا جب آیت اَلَيۡسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنۡ يُّحۡیِۧ الۡمَوۡتٰى پر پہنچتا تو کہتا سُبۡحٰنَكَ بَلٰى ۔لوگوں نے اسکا سبب دریافت کیا تو اس نے جواب دیا میں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح سنا ہے۔ (مظہری) ۹ اس میں ۱۰۵۳ حروف اور ۲۴۰ کلمات ہیں (غرائب القرآن) اس سورت میں امور آخرت سے متعلق بحث ہے خاص طور پر متقین کیلئے جو انعام و اکرام اللہ تعالیٰ نے تیار کیا ہے اسکا بیان ہے' اس سورت کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی قدرت کے بیان سے ہے کہ اس نے انسان کو مختلف اطوار میں پیدا کیا اور انسان کی ان چیزوں کا بیان ہے جن کے ذریعے انسان کو مختلف عبادات کا مکلف بنایا گیا' یہ بیان بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کیلئے آنکھ' کان اور دیگر حواس بنائے' پھر ان نعمتوں کا بیان ہے جنکو اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کیلئے آخرت میں تیار کیا ہے' پھر ان نیک لوگوں کے اوصاف بیان کئے گئے مثلاً نذر پوری کرنا' فقراء کو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کھانا کھلانا' اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنا وغیرہ۔ اس سورت کے اختتام پر یہ بیان ہے کہ یہ قرآن ان لوگوں کیلئے نصیحت ہے جن کے دل اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوں اور ان کی فکر قرآن سے روشن ہوتی ہو۔ (صفوۃ التفاسیر)

شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ① اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ

چیزے یاد کردہ شدہ ہر آئنہ ما آفریدیم آدمیان از آب منی

کچھ (اسکا) ذکر نہیں تھا ۱ بیشک ہم نے انسان کو پیدا کیا ملی ہوئی منی

اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ② اِنَّا هَدَيْنٰهُ

آمیختہ می آزمائیم او را پس گردانیدیم او را شنوا بینا ہر آئنہ ما راہ نمودیم او را

کے پانی سے ہم اسے آزمائیں گے پس ہم نے اسے سننے والا دیکھنے والا بنایا ۲ بیشک ہم نے اسے راہ دکھائی

السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ③ اِنَّآ اَعْتَدْنَا

راہ راست یا سپاسدارندہ یا ناسپاس ہر آئنہ ما آمادہ کردیم

سیدھی راہ یا شکر کرنے والا یا ناشکرہ ۳ بیشک ہم نے تیار کر رکھی ہیں

لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۠ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ④ اِنَّ الْاَبْرَارَ

برائے کافران زنجیرہا و غلہا و آتشی افروختہ ہر آئنہ نیکان

کافروں کیلئے زنجیریں اور طوق اور بھڑکتی آگ ۴ بیشک نیک لوگ

يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ⑤

می آشامند از جام خمر باشد آمیختگی آں کافور چشمہ است

شراب کے جام سے پئیں گے جس کی ملونی کافور ہو گا ۵ ایک چشمہ ہے

عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ⑥ يُوْفُوْنَ

می آشامند بآں بندگان خدای رانند آنرا راندے وفا بنمایند

جس سے اللہ کے بندے پئیں گے (اور) بہا کر لے جائیں گے ۶ پوری کرتے ہیں

بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ⑦ وَيُطْعِمُوْنَ

بنذر و می ترسند از روزیکہ ہست بدی او آشکارا و میدہند

نذریں اور ڈرتے ہیں اس دن سے جس کی برائی ظاہر ہے ۷ اور دیتے ہیں

۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام روح پھونکے جانے سے پہلے چالیس برس تک مکہ اور طائف کے درمیان پڑے رہے۔ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا: انسان کا ذکر نہ آسمان میں تھا اور نہ زمین میں۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ مٹی کا بنا ہوا جسد تھا نہ اس کا کہیں ذکر تھا' نہ پہچانا جاتا تھا اور نہ اسکا نام معلوم تھا پھر جب اس میں روح پھونکی گئی تو انسان قابل ذکر ہوگیا۔ یحیٰی بن سلام یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ مخلوق میں انسان کا ذکر نہیں تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے پاس اسکا ذکر تھا (القرطبی)

۲ یعنی ہمیں یہ قدرت حاصل ہے کہ ہم نے اس انسان کو ایک معمولی پانی سے پیدا کیا ہے۔ علامہ رازی کہتے ہیں کہ انسان کو سمع اور بصر عطا کرنے سے مراد ہے کہ ہم نے اسے فہم اور تمیز کی قوت عطا کی۔ (صفوۃ التفاسیر)

۳ یعنی ہم نے اس کیلئے راستہ کھول دیا پیغمبر بھیج کر' کتابیں اتار کر اور دلائل قائم کر کے۔ اب انسان ہماری ہدایت کا شکر گذار ہوگا اور اسکو قبول کریگا' یا کفرانِ نعمت یا ناشکری کریگا دونوں باتوں میں سے ایک ضرور ہوگی (مظہری)

۴ انسان کے دو گروہوں کے حال کو بیان کیا جارہا ہے۔ انسانوں میں سے جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور اسکے فرمان کی تعمیل کی اس کیلئے ثواب ہے اور جس نے کفر کیا اس کیلئے عذاب ہے۔ (القرطبی)

۵ ابرار اہل صدق کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فرمان پر عمل کریں' بعض نے کہا کہ موحد یعنی اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے والے کو کہتے ہیں (القرطبی)

۶ آیت میں عباداللہ سے مؤمنین مراد ہیں مطلب یہ ہے کہ جس جانب کو چاہیں گے اسی جانب چشمہ جاری ہوگا (صفوۃ التفاسیر) ۷ ایک فرضی سوال ہے کہ ابرار کو ایسا ثواب کیوں ملے گا' یا ابرار کے کیا اوصاف ہیں اس صورت میں یہ ابرار کی تعریف ہوجائیگی کہ وہ فرائض ادا کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں' ممنوعات سے پرہیز کرتے ہیں' بندوں پر رحم کرتے ہیں اور مرضی مولیٰ کی طلب میں خلوص کیساتھ نیکیاں کرتے ہیں یہ ابرار کے اوصاف ہیں اور یہ مرتبہ اس وقت حاصل ہوتا ہے جب نفس کو فنا کردیا گیا ہو اور بری خصلتیں دور ہوگئیں ہوں۔ رہے اہل قرب تو ان کے اوصاف ان سے بھی اونچے ہیں۔ ابرار پر بہشت میں انعام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں نذر پوری کرتے تھے۔ جاننا چاہیئے کہ نذر کا لغوی معنی ہے غیر واجب چیز کو اپنے اوپر واجب کرلینا اور جب غیر واجب امور کو اپنے اوپر واجب کرتے اور ان کو ادا کرتے ہیں تو نماز' روزہ' زکوٰۃ' حج وعمرہ' جہاد اور دوسرے فرائض الٰہیہ تو بدرجہ اولیٰ ادا کرتے ہیں۔ شاید حضرت قتادہ کے قول کا یہی مطلب ہے آپ نے اس آیت کی تشریح میں کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرائض ان پر مقرر فرمائے ہیں نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ وغیرہ کو ادا کرتے ہیں۔ جب نذر کا معنی ہے غیر واجب کو اپنے اوپر واجب بنالینا تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نذر کے انعقاد کیلئے دو شرطیں ضروری ہیں (۱) جس چیز کی نذر مانی جائے وہ اطاعت ہو [معصیت نہ ہو] اگر اطاعت نہ ہوگی تو اس قابل نہ ہوگی کہ اسکو واجب بنایا جائے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے نذر وہی ہوتی ہے جو خالص مرضی مولیٰ کی طلب کیلئے ہو (۲) پہلے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے واجب کردہ نہ ہو۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک دو شرطیں اور بھی ہیں (۱) وہ عبادت مقصودہ ہو (۲) اس قسم کا دوسرا واجب اللہ تعالیٰ کی طرف سے موجود ہو۔ جمہور کے نزدیک یہ دونوں شرطیں ضروری نہیں۔ دیکھو اعتکاف کی نذر کے درست ہونے پر اجماع ہے باوجودیکہ اعتکاف خود عبادت مقصودہ نہیں ہے بلکہ اسکا عبادت ہونا نماز کے انتظار کیلئے ہے' بجائے خود یہ عبادت نہیں۔ جاننا چاہیئے کہ اگر کسی نے اطاعت کی نذر مانی مگر نذر کو بعض غیر ضروری شرطوں کے ساتھ مشروط کردیا تو صرف نذر پوری کرنی ضروری ہے اور شرطیں لغو قرار پائیں گی جیسے کسی نے نذر مانی کہ کسی خاص جگہ نماز پڑھونگا یا روزہ میں کھڑا رہونگا (مظہری)

الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسۡکِیۡنًا وَّ یَتِیۡمًا وَّ اَسِیۡرًا ⑧ اِنَّمَا

خوردنی برائے رضائے خدای درویش را و یتیم را و اسیر را جز ایں نیست

کھانا اللہ کی رضا کیلئے مسکینوں اور یتیم اور قیدیوں کو ۱ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ

نُطۡعِمُکُمۡ لِوَجۡہِ اللّٰہِ لَا نُرِیۡدُ مِنۡکُمۡ جَزَآءً وَّ لَا شُکُوۡرًا ⑨

خوردنی دہیم شما را برائے رضائے خدای نمی خواہیم از شما پاداشاہی و نہ سپاسی

ہم تمہیں کھانا دیتے ہیں صرف اللہ کی رضا کے لئے تم سے نہیں چاہتے ہیں کوئی بدلا اور نہ شکر گذاری ۲

اِنَّا نَخَافُ مِنۡ رَّبِّنَا یَوۡمًا عَبُوۡسًا قَمۡطَرِیۡرًا ⑩ فَوَقٰہُمُ

ہر آئنہ ما ترسیم از پروردگار ما از روزیکہ ترش و سخت کرد پس نگاہدارد ایشانرا

بیشک ہم اپنے رب سے ڈرتے ہیں ایسے دن سے جو ترش اور سخت ہے ۳ پس

اللّٰہُ شَرَّ ذٰلِکَ الۡیَوۡمِ وَ لَقّٰہُمۡ نَضۡرَۃً وَّ سُرُوۡرًا ⑪ وَ

خدای از بدی آنروز و پیش آورد ایشاں را تازگی و شادی و

اللہ نے اس دن کی برائی سے انہیں محفوظ رکھا اور ان کے سامنے تازگی اور خوشی پیش کی ۴ اور

جَزٰىہُمۡ بِمَا صَبَرُوۡا جَنَّۃً وَّ حَرِیۡرًا ⑫ مُّتَّکِـِٕیۡنَ فِیۡہَا

پاداش داد ایشانرا بآنچہ صبر کردند بوستانی و جامۂ ابریشم تکیہ زدہ باشند دراں

انھیں بدلا دیا اس پر جو انھوں نے صبر کیا جنت اور ریشم کا کپڑا ۵ اس میں تکیہ لگائے ہوں گے

عَلَی الۡاَرَآئِکِ ۚ لَا یَرَوۡنَ فِیۡہَا شَمۡسًا وَّ لَا زَمۡہَرِیۡرًا ⑬ وَ

بر تختہا نمی بینند در بہشت آفتاب و نہ سرما و

تختوں پر، جنت میں سورج اور سردی نہیں دیکھیں گے ۶ اور قریب ہونگے

دَانِیَۃً عَلَیۡہِمۡ ظِلٰلُہَا وَ ذُلِّلَتۡ قُطُوۡفُہَا تَذۡلِیۡلًا ⑭

نزدیک بود بر ایشاں سایہا و رام کردہ شود میوہائے آں رام کردنی و گردانیدہ شود

ان پر ان کے سائے اور اسکے میوے کے حصول آسان کر دیئے جائیں گے ۷ اور پھیرے لگائے جائینگے

۱ ابن جریج کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ اہل اسلام کو قید نہیں کرتے تھے [اس لئے آیت میں مسلمان قیدی مراد نہیں] بلکہ اس آیت کا نزول ان مشرکین کے سلسلے میں ہوا تھا جن کو مسلمان قید کر لیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان مشرک قیدیوں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتے تھے۔ حضرت قتادہ کا بھی یہی قول ہے لیکن حضرت مجاہد اور حضرت سعید بن جبیر کا قول ہے کہ اَسِیۡرًا سے مراد مسلمان قیدی ہیں۔ اول الذکر قول زیادہ واضح ہے۔ بعض کے نزدیک اسیر سے مراد ہے باندی غلام، بعض کے نزدیک عورت مراد ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو ضعیفوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو مملوک اور عورت۔ بغوی کی روایت میں ہے کہ عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو وہ تمہارے پاس قیدی ہیں۔ اس آیت کے شان نزول کے بارے میں اختلاف ہے۔ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ اسکا نزول ایک انصاری کے بارے میں ہوا تھا جس نے ایک ہی دن میں مسکین کو کھانا کھلایا تھا، یتیم کو بھی اور قیدی کو بھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس آیت کا نزول حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی کی مزدوری کر کے جَو حاصل کئے اور ان میں سے ایک تہائی پیس کر گھر والوں کیلئے کچھ کھانا تیار کیا جونہی کھانا پک کر تیار ہوا ایک مسکین نے آکر سوال کیا۔ گھر والوں نے وہ کھانا اس کو دیدیا۔ دوبارہ ایک تہائی جَو پکائے گئے کھانا پک کر تیار ہوا تو ایک یتیم نے آکر سوال کیا گھر والوں نے وہ کھانا اسکو کھلا دیا، تیسری بار باقی جَو پکائے اور پک کر تیار ہو گئے تو ایک مشرک قیدی آ گیا اور سوال کیا گھر والوں نے وہ کھانا اسکو دیدیا اور سب اس روز بھوکے رہے [شان نزول کے بارے میں اس جگہ اہل بیت کرام سے متعلق اور بھی واقعہ منقول ہے لیکن قلتِ جا کی وجہ سے مزید نقل کرنا دشوار ہے] (مظہری) ۲ یعنی وہ اس قول کو کہنے کی حالت میں کھانا کھلاتے ہیں۔ یہ قول یا تو واقعی وہ زبان سے کہتے ہی تھے یا زبان حال گویا تھی۔ حضرت مجاہد اور حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے اپنی زبانوں سے یہ الفاظ نہیں کہے تھے مگر ان کے دل کی حالت سے اللہ تعالیٰ واقف تھا۔ روایت میں آیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خیرات کا کچھ مال کسی کے گھر بھیجتی تھیں پھر واپسی کے بعد قاصد سے پوچھتی تھیں کہ ان گھر والوں نے کیا کہا اگر قاصد کہتا کہ آپ کیلئے دعا کی تھی تو ام المؤمنین بھی ویسی ہی دعا دیتی تھیں تا کہ خیرات خالص اللہ واسطے باقی رہے۔ (مظہری) ۳ اس آیت میں قیامت کے دن کی صفت بیان کی جارہی ہے مطلب یہ ہے کہ وہ ایک ایسا دن ہے جسکی ہولناکیوں اور شدت کی وجہ سے چہرے بگڑ جائیں گے اور نیکوکار اس دن سے ڈرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس روز کفار کے چہرے خوف سے اس قدر بگڑیں گے کہ مشکیزے کی طرح ان کے چہرے سے پسینہ ٹپک رہا ہوگا۔ (القرطبی) ۴ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس دن کی سختی اور ہولناکیوں سے ابرار کو محفوظ رکھا ہے۔ حضرت حسن اور حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ ان کے چہرے ہرے بھرے ہونگے اور انکے دل خوش ہونگے۔ (القرطبی) ۵ یعنی انھوں نے فقر پر صبر کیا اسکا بدلہ انھیں دیا جائیگا۔ کعب قرضی کہتے ہیں کہ انھوں نے روزے پر صبر کیا۔ حضرت عطاء کہتے ہیں کہ تین دن بھوک پر صبر کیا اور یہ تین دن ایام نذر کے تھے۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کی طاعت پر صبر کیا اور اللہ تعالیٰ کی معصیت اور اسکے محارم پر صبر کیا۔ ایسی صورت میں یہ آیت جمیع ابرار سے متعلق ہوگی (القرطبی) ۶ یعنی جنت میں خوبصورت تخت پر آمنے سامنے ٹیک لگائے بیٹھے ہونگے (صفوۃ التفاسیر) ۷ جنت میں درختوں کے سائے ابرار سے قریب ہونگے، اور ان درختوں کے پھل بھی ان سے قریب ہونگے اور ان پھلوں کا کھانا بھی ان کیلئے آسان ہوگا جب بھی ارادہ کرینگے اپنے قریب پائیں گے (صفوۃ التفاسیر)

وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ﴿١٥﴾

بر ایشاں جامہا از نقرہ و جامہا باشد مانند آبگینہا

ان پر چاندی کے برتن کے اور کوزوں کے جو شیشوں کے مانند ہونگے ۱

قَوَارِيرَا مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ﴿١٦﴾ وَيُسْقَوْنَ

آبگینہا از سیم اندازہ کردہ باشند اندازہ کردنی و آشامیدہ شود

چاندی کے شیشے اسے مکمل اندازے پر (تیار) کیا ہو گا ۲ اور پلائے جائیں گے

فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ﴿١٧﴾ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ

دراں خمریکہ باشد آمیختگی آں زنجبیل چشمہ ایست در بہشت نام نہادہ شدہ

اس میں جام کہ جس کی ملونی سونٹھ ہو گی ۳ جنت میں ایک چشمہ ہے جسکا نام رکھا گیا ہے

سَلْسَبِيلًا ﴿١٨﴾ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا

سلسبیل و گردانند بر ایشاں پسران جاوید ماندگان چوں

سلسبیل ۴ اور ان پر ہمیشہ رہنے والے لڑکے چکر لگائیں گے، جب

رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ﴿١٩﴾ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ

بینی ایشانرا پندارے مروارید افشاں شدہ و چوں نظر کنی آنجا بینی

تو انھیں دیکھے تو پروئے ہوئے مروارید گمان کرے ۵ اور جب تو اس جگہ نظر کرے تو دیکھے گا

نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ﴿٢٠﴾ عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَ

نعمتہا و ملک بزرگ بالاے ایشاں جامہا نازل سبز و

نعمت اور بڑی سلطنت ۶ ان پر نرم سبز کپڑے اور

إِسْتَبْرَقٌ ۖ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ

دیبای محکم و پراستہ شوند دستوانہا از نقرہ و بیا شامایذ ایشانرا

مضبوط ریشمی کپڑے اور ان کے ہاتھوں میں چاندی کے کنگن ہونگے اور انھیں

قرء حفص بغیر الالف فی الوصل فیھما ـ ووقف علی الاول بالالف وعلی الثانی بغیر الالف ١٢

۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ چاندی کے برتن ہیں جنکی صفائی شیشوں کی طرح ہوگی۔ بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا کہ اگر دنیا کی چاندی لیکر تم اسکا باریک ورق مکھی کے پر کی طرح بھی بنالو جب بھی دوسری طرف سے پانی اس میں سے نظر نہیں آیگا لیکن جنت کے برتن کی سفیدی مثل چاندی کے اور صفائی شیشوں کی طرح ہوگی۔ کلبی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کے بلوری برتن انہی کے ملک کی مٹی سے پیدا کئے اور جنت کی زمین چاندی کی ہے اس لئے وہاں کی چاندی کے بلوری برتن ہونگے جن سے اہل جنت پئیں گے (مظہری)

۲ یعنی اہل جنت کی سیرابی کے اندازے کے مطابق پلانے والے خادم کوزوں کی مقدار مقرر کر لینگے نہ سیرابی کی ضرورت سے مقدار میں زیادتی ہوگی نہ کمی۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ تقدیرا اکواب کا یہ معنی ہے کہ وہ نہ اتنے لبریز ہونگے کہ چھلک جائیں نہ کناروں سے کم یا یہ مطلب ہے کہ اہل جنت خود اپنے دلوں میں ایک اندازہ مقرر لینگے اور انکے اندازے کے موافق انکے سامنے آئینگے' یا یہ معنی کہ نیک اعمال کے اندازے کے موافق کوزے انکو ملیں گے (مظہری)

۳ یعنی سونٹھ کی آمیزش والی شراب۔ عرب کے ذوق کیلئے بہت لذیذ ہوتی تھی اللہ تعالیٰ نے بھی [انہی کے ذوق کے اعتبار سے] وعدہ فرمایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کی جن چیزوں کا تذکرہ قرآن میں کیا ہے اور جو نام ذکر کئے ہیں انکی مثال دنیا میں نہیں۔ بعض کا قول ہے کہ زنجبیل جنت کے ایک چشمے کا نام ہے جس کے پانی میں سونٹھ کا مزہ ہوگا' حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ جنتی چشمہ کا پانی اہل قربت کو بغیر آمیزش کے ملے گا اور باقی اہل جنت کو آمیزش کے بعد۔ میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا بھی فرمایا اور كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا بھی فرمایا۔ یہ اختلاف پینے والوں کی طبعی خواہش کے پیش نظر ہوگا گرم مزاج والوں کو مشروب کی خنکی پسند ہوتی ہے ان کو ایسی شراب مرغوب ہوتی ہے جس میں کافور کی آمیزش ہو اور سرد مزاج والوں کو گرم مشروب مرغوب ہوتا ہے جس میں سونٹھ کی آمیزش ہو۔ ہر شخص کی رغبت خاطر جدا جدا ہے (مظہری) ۴ حضرت ابو العالیہ کہتے ہیں کہ سلسبیل کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ چشمہ انکے راستوں اور گھروں میں جاری ہوگا۔ عرش کے نیچے جنت عدن سے بہہ کر اہل جنت کی جانب جائیگا۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اسے سلسبیل کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اہل جنت جس جانب چاہیں گے یہ چشمہ اس جانب بہے گا۔ حضرت علی ﷛ فرماتے ہیں کہ اس چشمہ کا نام سلسبیل ملائکہ' ابرار اور اہل جنت کے نزدیک ہوگا۔ (القرطبی) ۵ اب اس آیت میں یہ بیان ہو رہا ہے کہ اہل جنت کے گرد اس قدر عمدہ برتن لیکر کون پھرے گا یعنی ایسے لڑکے جن کی نوخیزی ہمیشہ باقی رہے گی اور وہ سب ایک عمر کے ہونگے۔ (القرطبی) ۶ سدی کہتے ہیں کہ آیت میں ملک کبیر سے مراد یہ ہے کہ ملائکہ بھی ان کے پاس اجازت لیکر آئیں گے' کلبی یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا قاصد ان کے پاس شرافت و بزرگی کے لباس' کھانے اور شراب لیکر آئے گا اور اللہ کے ولی کو تحفہ دیگا اس حال میں کہ اللہ کا ولی اپنی منزل میں ہوگا اسوقت وہ قاصد آنے کی اجازت طلب کریگا۔ (القرطبی) مروی ہے کہ حضرت عمر ﷛ نبی ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائی پر سو رہے تھے اور آپ کے پہلو پر چٹائی کے نشان پڑے ہوئے تھے یہ دیکھ کر حضرت عمر ﷛ رو پڑے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر! تم روتے کیوں ہو؟ انھوں نے کہا کہ ایک طرف تو میں کسریٰ اور اس کے ملک کو ہرمز اور اسکے ملک کو اور حبشہ کے والی اور اس کے ملک کو دیکھتا ہوں اور ادھر آپ ہیں کہ اللہ کے رسول ہیں اور کھجوروں کی چٹائی پر سو رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ ان کیلئے دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت' اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (لباب النقول فی اسباب النزول)

رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ﴿۲۱﴾ إِنَّ هَٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً

پروردگار ایشاں شرابے پاک ہر آئنہ ایں است بشما پاداش

ان کے رب نے پاک شراب پلائی ۱ بیشک یہ ہے تمہارا بدلا

وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُورًا ﴿۲۲﴾ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ

و ہست سعی شما پسندیدہ ہر آئنہ ما فرستادیم بر تو

اور تمہاری کوشش پسندیدہ تھی ۲ بیشک ہم نے تم پر قرآن

الْقُرْآنَ تَنْزِيلًا ﴿۲۳﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ آثِمًا

قرآنرا فرستادن پس صبر کن مر حکم پروردگار تو و فرمان مبر از ایشاں

تھوڑا تھوڑا اتارا ۳ پس اپنے رب کے حکم کیلئے صبر کیجئے اور کہا نہ مانیئے ان میں سے

أَوْ كَفُورًا ﴿۲۴﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا ﴿۲۵﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ

گنہگاری یا ناسپاس و یاد کن نام پروردگار خود بامداد و شبانگاہ و از

کسی گناہگار یا ناشکرا کی ۴ اور صبح و شام اپنے رب کا نام یاد کیجئے ۵ اور

فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا ﴿۲۶﴾ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ

شب پس سجدہ کن او را و نماز گذار برائے او شب دراز ہر آئنہ ایں گروہ

رات کے کچھ حصہ میں اسکو سجدہ کیجئے اور رات کے زیادہ حصہ میں اس کیلئے نماز پڑھیئے ۶ بیشک یہ گروہ

يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ﴿۲۷﴾

دوست میدارد تعجیل را و بگذاشتند از پس خود روزے گراں

تعجیل کو دوست رکھتے ہیں اور چھوڑ بیٹھے ہیں اپنے پیچھے ایک بھاری دن کو ۷

نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ وَإِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَا

ما آفریدیم ایشانرا و محکم کردیم آفرینش ایشاں و چوں خواہیم بدل کنیم

ہم نے انھیں پیدا کیا اور اسکی پیدائش کو ہم نے مضبوط کیا اور جب ہم چاہیں بدل دیں

تفسیر اظہار العرفان

۱ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! جنتیوں کے کپڑوں سے متعلق ارشاد فرمایئے۔ کیا وہ کوئی پیدا کردہ چیز ہے جسکی تخلیق کی جائیگی، یا بُننے والی چیز ہے جسکو بُنا جائیگا۔ فرمایا: نہیں وہ ایسی چیز پر جو جنت سے پھوٹ کر نکلے گی وہ جنت کا ایک پھل ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول مروی ہے کہ جنت میں ایک درخت سے سندس پیدا ہوگا جس سے اہل جنت کے کپڑے تیار ہونگے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس [مرد] نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ جس نے دنیا میں شراب پی وہ آخرت میں نہیں پیئے گا اور جس نے سونے چاندی کے برتنوں میں دنیا میں کچھ کھایا پیا وہ آخرت میں سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے محروم رہے گا۔ وَحُلُّوٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ: یعنی اہل جنت کو چاندی کے کنگنوں سے آراستہ کیا جائیگا۔ دوسری آیت میں اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ آیا ہے یعنی سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ ان دونوں آیات میں تعارض نہیں ہے ہوسکتا ہے کہ دو قسم کے پہنائے جائیں یا ایک کے بعد دوسرے پہنائے جائیں یا کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی پہنائے جائیں۔ کعب احبار کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ اہل جنت کیلئے زیور ابتدائے آفرینش سے بنارہا ہے اور قیامت بپا ہونے تک بناتا رہیگا اور اہل جنت کا کوئی ایک زیور بھی نمودار ہو جائے تو سورج کی روشنی جاتی رہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مؤمن کے [ہاتھ کے] زیور وہاں تک پہنچیں گے جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم جنت کا زیور اور ریشمی لباس پسند کرتے ہو تو دنیا میں اسکو نہ پہنو۔ وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا: یعنی تمام گندگیوں اور ہاتھوں کے چھونے سے پاک۔ ابوقلابہ اور ابراہیم کا قول ہے کہ جنت کی شراب اہل جنت کے بدن میں ناپاک پیشاب نہیں بنے گی بلکہ پسینہ بن جائیگی جسکی خوشبو مشک کی طرح ہوگی۔ اسکی صورت یہ ہوگی کہ پہلے کھانا دیا جائیگا پھر شراب طہور دی جائیگی شراب پینے سے انکے پیٹ پاک ہوجائیں گے اور جو کچھ کھایا ہوا ہوگا وہ پسینہ بن کر بدن سے خارج ہوجائیگا جسکی خوشبو مشک جیسی ہوگی۔ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ جنت کے دروازہ پر پانی کے ایک چشمے کا نام طہور ہے جو شخص اسکا پانی پیئے گا اسکے دل سے ہر طرح کا کینہ اور حسد نکال دیگا۔ (مظہری) ۲ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ قول گویا کہ انکے حسن اعمال کا شکریہ ہوگا کیونکہ وہ یتیموں اور مسکینوں سے شکریہ کے طالب نہیں تھے۔ (مظہری) ۳ یعنی اس قرآن کو ہم نے اتارا ہے آپ نے اپنی طرف سے افترا نہیں کیا جیسا کہ مشرکین الزام لگارہے ہیں۔ (القرطبی) ۴ پس آپ اپنے رب کے فیصلے پر صبر کیجئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ آپ مشرکین کی اذیت پر صبر کیجئے۔ آیت قتال سے یہ آیت منسوخ ہے۔ مروی ہے کہ ایک دفعہ ابوجہل نے کہا کہ اگر میں محمد ﷺ کو نماز پڑھتا دیکھ لونگا تو [معاذ اللہ] میں انکی گردن روند ڈالونگا اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا نازل فرمائی (القرطبی) ۵ یعنی دن کے اول اور آخر حصے میں اپنے رب کیلئے نماز پڑھیئے۔ اول سے صبح کی نماز اور آخر سے ظہر اور عصر کی نمازیں مراد ہیں۔ (القرطبی) ۶ اس سے مغرب اور عشاء کی نماز مراد ہیں۔ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا سے رات کی نفل نماز مراد ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ قرآن میں جہاں جہاں تسبیح کا لفظ آیا ہے اس سے نماز مراد ہے۔ (القرطبی) ۷ آیت میں عَاجِلَةَ سے مراد دنیا ہے اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کو ڈرایا ہے، بعض نے کہا کہ یہ آیت یہود کے بارے میں نازل ہوئی۔ (القرطبی)

أَمْثَالَهُمْ تَبْدِيلًا ﴿٢٨﴾ إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿٢٩﴾

مانند ایشاں بدلے ہر آئنہ این پندیست پس ہر کہ خواہد فرا گیرد

ان جیسے ۱ بیشک یہ ایک نصیحت ہے پس جو چاہے اپنے رب کی طرف راہ بنائے ۲

وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٣٠﴾

بسوے پروردگار خود راہی و نخواہید شما مگر آنکہ خواہد خدای ہر آئنہ خدا ہست دانا بینا با حکمت

اور تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ اللہ چاہے بیشک اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ۳

يُدْخِلُ مَن يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ۚ وَالظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٣١﴾

در آرد در رحمت خود و ستمگاران آمادہ کردہ است ایشانرا عذابے سخت

اپنی رحمت میں داخل فرماتا ہے جسے چاہے اور ظالموں کیلئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے ۴

سُورَةُ الْمُرْسَلَٰتِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسُونَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ

سورہ مرسلت مکی ہے اس میں ۵۰ آیات اور ۲ رکوع ہیں ۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا ﴿١﴾ فَالْعَاصِفَاتِ عَصْفًا ﴿٢﴾ وَالنَّاشِرَاتِ

سوگند بفرشتگان فرستادہ شدہ پس سوگند بملائکہ سخت روندہ سوگند بفرشتگان

بھیجے ہوئے فرشتوں کی قسم ۶ پس قسم ہے ان ملائکہ کی جو زور سے جانے والے ہیں ۷ قسم ہے پھیلنے والے

نَشْرًا ﴿٣﴾ فَالْفَارِقَاتِ فَرْقًا ﴿٤﴾ فَالْمُلْقِيَاتِ ذِكْرًا ﴿٥﴾ عُذْرًا أَوْ نُذْرًا ﴿٦﴾

نشر کنندہ پس ملائکہ جدا کنندہ و جدا جکردنے پس افگندگان وحی را براے عذر یا جہت بیم کردن

فرشتوں کی ۸ پس خوب جدا کرنے والے ملائکہ ۹ پس وحی القا کرنے والے ۱۰ حجت تمام کرنے یا ڈرانے کیلئے ۱۱

۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اگر ہم چاہیں تو انہیں ہلاک کردیں اور ایسی قوم لے آئیں جو بہت زیادہ ہماری اطاعت کریگی (القرطبی)

۲ یعنی یہ سورہ ایک نصیحت ہے جو کوئی چاہے اسے طلبِ رضا اور طاعت کا راستہ بنالے۔ بعض نے کہا کہ آیت میں سبیل سے مراد وسیلہ ہے۔ (القرطبی)

۳ یعنی اے لوگو! یا اے کافرو! تمہاری مشیت راہِ خدا پر چلنے کے متعلق ہو یا کسی اور چیز کے متعلق کسی وقت بھی اسکا وجود نہیں ہوسکتا مگر اسی وقت تمہاری مشیت کا وجود ہوگا جب اللہ تعالیٰ کی مشیت بھی وہی ہوگی۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام بنی آدم کے دل ایک دل کی طرح رحمٰن کی چنگی میں ہیں جس طرح چاہتا ہے اسکو پھیر دیتا ہے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اے دلوں کو پھیرنیوالے میرے دل کو اپنی طاعت پر پھیر دے۔ کیونکہ مؤمنوں کو ہدایت یاب کرنے کی اللہ تعالیٰ کی مشیت تھی اسکی مشیت کے موافق اہل ایمان نے اسکی راہ اختیار کی اور کافروں کو ہدایت یاب کرنے کی اسکی مرضی نہ تھی اس لئے اس نے کافروں کو راہ حق پر چلانا نہ چاہا۔ (مظہری)

۴ یعنی اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنی جنت میں داخل کرتا ہے یہاں رحمت سے مراد جنت ہے کیونکہ آخرت میں جنت ہی محل رحمت ہے۔ رحمت میں داخل کرنے کی مشیت اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ دل میں ایمان اور یقین ڈال دیتا ہے اور سر میں اپنی محبت پیدا کردیتا ہے اور طاعت کی توفیق دیدیتا ہے اور اطاعت پر قائم رکھتا ہے اور کفر و معصیت سے نفرت پیدا کردیتا ہے (مظہری)

۵ اس میں ۸۱۶ حروف اور ۱۸۱ کلمات ہیں (غرائب القرآن) دیگر مکی سورتوں کی طرح اس سورت میں بھی امور عقیدہ کا علاج ہے' اس میں آخرت' قدرت و وحدانیت کے دلائل اور تمام امور غیبیہ کا بیان ہے' اسکی ابتدا میں ملائکہ کے انواع کی قسم ہے کہ قیامت حق ہے اور عذاب و ہلاکت کافروں پر ہوکر رہیگی' اسکے بعد اسوقت کا بیان ہے' جس میں مجرموں سے عذاب کا وعدہ کیا گیا ہے' اسکے بعد یہ سورت اللہ تعالیٰ کی قدرت باہرہ پر مشتمل ہے کہ اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد دوبارہ انسان کو پیدا فرمائیگا اور اسکے فنا ہونے کے بعد زندہ فرمائیگا' مجرموں کی سزا کے بیان کے بعد مؤمنین متقین کے انعام و اکرام کا بیان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے تیار کیا ہوا ہے' اس سورت کے اختتام پر یہ بیان ہے کہ کافرین اللہ تعالیٰ کی عبادت سے روگردانی کرتے ہیں (صفوۃ التفاسیر) ۶ جاننا چاہیئے کہ ان کلمات خمسہ میں جنس واحد مراد ہے یا مختلف اجناس مراد ہیں [حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمہ نے ان کلمات خمسہ میں جنس واحد مراد لی ہے یعنی ملائکہ] پس مرسلات سے وہ ملائکہ مراد ہونگے جنہیں اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کی جانب نعمت پہنچانے کیلئے بھیجا ہو یا عذاب پہنچانے کیلئے بھیجا ہو۔ آیت میں عُرْفًا سے مراد ہے پے در پے۔ (تفسیر کبیر) ۷ یہ ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جن کے پرندوں کی طرح پَر ہوتے ہیں اور یہ ہوا میں پرندوں کی طرح پرواز کرتے ہیں' یا اس سے وہ ملائکہ مراد ہیں جو کافروں کی ارواح لیکر تیزی سے جاتے ہیں (تفسیر کبیر) ۸ یعنی وہ ملائکہ جب زمین کی جانب پہنچ جاتے ہیں تو اپنے پَر پھیلا دیتے ہیں' یا زمین میں شرائع پھیلا دیتے ہیں' یا زمین میں اللہ تعالیٰ کی رحمت یا عذاب پھیلا دیتے ہیں یا اس سے وہ ملائکہ مراد ہوں جو قیامت کے روز کتاب کھولیں گے۔ (تفسیر کبیر) ۹ حق اور باطل کو خوب جدا کرنے والے (تفسیر کبیر) ۱۰ یعنی جو انبیاء کی جانب ذکر القا کرنیوالے ہیں۔ دوسرے قول کے مطابق کلماتِ خمسہ سے ہوا مراد ہے (تفسیر کبیر) ۱۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مؤمنین کو عذر یعنی توبہ کرنے کی توفیق دیتا ہے اور اپنے دشمنوں کو ڈراتا ہے۔ (القرطبی)

إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٌ ۝٧ فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ ۝٨ وَإِذَا

جز ایں نیست کہ آنچہ وعدہ دادہ شدید واقع شدند پس آنوقت ستارگان محو کردہ شوند و چوں

اسکے سوا کچھ نہیں کہ جو وعدہ تمہیں دیا جاتا ہے واقع ہونا ہے ۱ پس جب ستارے محو کر دیئے جائیں ۲ اور جب آسمان

السَّمَاءُ فُرِجَتْ ۝٩ وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۝١٠ وَإِذَا الرُّسُلُ

آسمان شگافتہ گردد و چوں کوہہا پراگندہ شوند و چوں پیغمبران

شگاف پڑ جائیں ۳ اور جب پہاڑ اڑا دیئے جائیں ۴ اور جب رسول

أُقِّتَتْ ۝١١ لِأَيِّ يَوْمٍ أُجِّلَتْ ۝١٢ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ۝١٣ وَمَا أَدْرَاكَ

جمع کردہ شوند برائے کدام روز واپس داشتہ بود برائے روز فصل و چوں دانی تو

جمع کر دیئے جائیں ۵ کس دن کیلئے روکے گئے تھے ۶ فیصلہ کے دن کیلئے ۷ اور تجھے کیا معلوم کہ

مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۝١٤ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝١٥ أَلَمْ

چیست روز فصل ویل آنروز مر تکذیب کنندگانرا آیا

فیصلہ کا دن کیا ہے ۸ اس روز جھٹلانے والوں کیلئے ویل ہے ۹ کیا

نُهْلِكِ الْأَوَّلِينَ ۝١٦ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْآخِرِينَ ۝١٧ كَذَٰلِكَ

ہلاک نکردیم پیشینان پس از پے ایشاں در آریم پیشینانرا اینچنیں میکنیم

ہم نے اگلوں کو ہلاک نہ کیا ۱۰ پھر ان کے پیچھے لائیں گے پچھلوں کو ۱۱ ہم ایسا ہی کرتے ہیں

نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ۝١٨ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝١٩ أَلَمْ نَخْلُقْكُمْ مِنْ

بہمہ گنہگاران ویل آنروز مر تکذیب کنندگانرا آیا نیافریدیم شما را از

تمام گنہگاروں کے ساتھ ۱۲ اس روز جھٹلانے والوں کیلئے ویل ہے ۱۳ کیا ہم نے تمہیں پیدا نہیں کیا

مَاءٍ مَهِينٍ ۝٢٠ فَجَعَلْنَاهُ فِي قَرَارٍ مَكِينٍ ۝٢١ إِلَىٰ قَدَرٍ

آبے خوار پس نگاہداشتیم آنرا در قرار گاہ استوار تا مقداری

ایک خوار پانی سے ۱۴ پھر اسے ایک مضبوط جگہ میں محفوظ رکھا ۱۵ ایک مقدار

تفسیر اظہار العرفان

۱ یعنی قیامت کے بارے میں جو وعدہ تمہیں دیا جاتا ہے وہ ضرور ہو کر رہیگا اور وہ وعدہ تم پر نازل ہو کر رہیگا (القرطبی)

۲ اب اس قیامت کے آنے کا وقت بیان ہو رہا ہے یعنی جب ستاروں کی روشنی چلی جائے اور انکا نور محو کر دیا جائے۔(القرطبی)

۳ یعنی جب آسمان کھول دیئے جائیں اور شق کر دیئے جائیں(القرطبی)

۴ جب پہاڑوں کو ذرات بنا کر اڑا دیا جائے۔(صفوۃ التفاسیر)

۵ یعنی اس وقت جب رسولوں اور انکی امتوں کے درمیان فیصلے کیلئے کر دیئے جائیں۔(صفوۃ التفاسیر)

۶ اسکی شدت اور ہولنا کیوں کی وجہ سے تعجب واقع ہوتا ہے۔(صفوۃ التفاسیر)

۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اسکا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ یہ وہ دن ہے جس میں رحمٰن مخلوقات کے درمیان فیصلہ فرمائیگا (تفسیر کبیر)

۸ یعنی تجھے اسکی شدت اور ہولنا کیوں کے بارے میں کیا خبر ہے(تفسیر کبیر)

۹ ویل کا معنی ہے تباہی اور خرابی پیدا ہو جانا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ویل جہنم میں ایک وادی ہے کافر اسکے اندر چالیس برس تک تہہ تک پہنچے بغیر لڑھکتا چلا جائیگا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ویل جہنم کے اندر ایک وادی ہے جس میں دوزخیوں کا کچ لہو بہتا ہوگا اللہ تعالیٰ نے مکذبین کیلئے اسکو مقرر فرمایا ہے' عطا بن یسار کہتے ہیں کہ ویل جہنم کے کچ لہو سے بھری ہوئی ایک وادی ہے اگر پہاڑ بھی اس میں چھوڑ دیئے جائیں تو اسکی گرمی سے پگھل جائیں۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ویل دوزخ میں ایک پہاڑ ہے' حضرت سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دوزخ میں ایک پتھر ہے جسکو ویل کہا جاتا ہے اس پر اہل عرافت [کاہن وغیرہ] چڑھیں گے اتریں گے (مظہری) حضرت نعمان بن بشیر فرماتے ہیں کہ ویل جہنم میں ایک ایسی وادی ہے جس میں عذاب کی مختلف اقسام ہونگی' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جہنم جب بجھنے پر آئیگی تو اس وادی ویل میں سے صرف ایک چنگاری نکال کر ڈال دی جائیگی جس سے جہنم اس قدر بھڑک جائیگی کہ ایک دوسرے کو کھانے لگے گی۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے سامنے جہنم پیش کی گئی پس میں نے اس میں ویل سے زیادہ بڑی وادی نہیں دیکھی۔ بعض روایتوں میں یہ بھی مروی ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں اہل جہنم کے پیپ اور قیح جمع ہونگے (القرطبی) ۱۰ جاننا چاہیئے کہ اس سورت کے نزول کا اصل مقصد کافروں کو ڈرانا ہے تاکہ وہ اپنے کفر سے باز آجائیں۔ تخویف کی پہلی صورت یہ تھی کہ اس دن سے ڈرو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس میں مزید خوف پیدا کرنے کیلئے فرمایا: اس دن جھٹلانے والوں کیلئے خرابی ہے۔ اب اس آیت میں تخویف کی دوسری صورت بیان ہو رہی ہے کہ ہم نے تم سے اگلوں کو انکے کفر کے سبب ہلاک کیا پس اگر وہی کفر بعد والوں میں بھی پایا گیا تو ان کیلئے بھی ہلاکت ضروری ہے۔ آیت میں اولین سے مراد قوم نوح' عاد اور ثمود ہیں (تفسیر کبیر) ۱۱ آیت میں آخرین سے مراد قوم شعیب' لوط اور موسیٰ مراد ہیں لیکن یہ قول ضعیف ہے اس لئے کہ مضارع کا صیغہ ہے جو کہ حال اور استقبال پر مشتمل ہے نہ کہ ماضی پر۔ اس لئے اس جگہ کفار مراد ہیں (تفسیر کبیر) ۱۲ یعنی جس طرح ہم نے اولین و آخرین کو ہلاک کیا اسی طرح ہم مجرموں کو بھی ہلاک کرینگے (تفسیر کبیر) ۱۳ یہ جملہ انکے خوف کو مزید بڑھانے کیلئے ارشاد ہوا (تفسیر کبیر) ۱۴ یہاں سے تخویف کی تیسری صورت بیان ہو رہی ہے کہ جس اللہ نے ایک حقیر پانی سے انہیں پیدا کیا وہ ان سب کو دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے لہذا مجرمین ایسی زبردست قدرت والے بادشاہ کی سلطنت سے بھاگ کر کہاں جائیں گے (تفسیر کبیر) ۱۵ فطرت کے مطابق پیدائش کیلئے رحم میں ٹھہرنا ضروری ہے (تفسیر کبیر)

مَّعْلُوْمٍ ﴿٢٢﴾ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٢٤﴾

معلوم شدہ پس توانا بودیم پس نیکو توانائیم ویل آنروز

معلوم تک ۱ پس ہم قادر ہیں اور ہم کیا ہی اچھے قادر ہیں ۲ اس روز

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿٢٥﴾ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿٢٦﴾ وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ

مر تکذیب کنندگانرا آیا نگردانیدیم زمین را جمع کنندہ زندگان و

جھٹلانے والوں کیلئے ویل ہے ۳ کیا ہم نے زمین کو جمع کرنے والی نہ کیا ۴ زندوں اور

شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ﴿٢٧﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٢٨﴾

مردگان و بیافریدیم دراں کوہہا بلند و بیاشانیدیم شما را

مردوں کو ۵ اور ہم نے اس میں بلند پہاڑ بنائے اور ہم نے تمہیں پلایا

اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢٩﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿٣٠﴾

آبے شیریں ویل آنروز مر تکذیب کنندگانرا بروید

میٹھا پانی ۶ اس روز جھٹلانے والوں کیلئے ویل ہے ۷ چلو

لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿٣١﴾ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿٣٢﴾

بسوے آنچہ بودید بداں تکذیب میکردید بروید بسوے سایہ خداوند

ان چیزوں کی جانب جسے تم جھٹلاتے تھے ۸ چلو ان سایہ کی طرف جس کی

كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿٣٣﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٣٤﴾ هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿٣٥﴾

سہ شعب نہ سایہ خنک و نہ دفع کند از حرارت زبانہ آتش ہر آئنہ

تین شاخیں ہیں ۹ نہ ٹھنڈا سایہ اور نہ آگ سے پیدا ہونے والی حرارت دور کرے ۱۰ بیشک

وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٣٧﴾

دوزخ افگند شرارہا را مانند کوشک بزرگ گویا کہ آں شرر شتران زردند وائے

دوزخ اونچے محل کی طرح چنگاریاں اڑاتی ہیں ۱۱ گویا کہ وہ چنگاریاں زرد اونٹ ہیں ۱۲

۱ یعنی ہم نے اسے رحم میں رکھا اتنے وقت تک جسکی مقدار عرفاً [عام لوگوں کو] معلوم ہے کم سے کم چھ ماہ اور زیادہ سے زیادہ دو سال۔ یا معلوم سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کو معلوم ہونا یعنی اسوقت تک اسکو رحم میں رکھا جسکی مقدار اللہ کو معلوم ہے (مظہری)

۲ یعنی ہم نے ماں کے پیٹ میں رہنے کا وقت، پیدائش کا وقت، پیدا ہونے کے بعد اعمالِ زندگی، مدتِ زندگی، رزق، آخرت میں نیک بخت اور بدنصیب ہونے کا ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کا تخلیقی قوام ماں کے پیٹ کے اندر چالیس روز تک بصورت نطفہ رہتا ہے پھر اتنی ہی مدت میں بستہ خون ہو جاتا ہے پھر اتنی ہی مدت میں گوشت کا لوتھڑا ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اسکے پاس فرشتہ کو چار باتوں کیلئے بھیجتا ہے۔ فرشتہ اسکا آئندہ عمل اور مدت زندگی اور رزق اور شقی یا سعید ہونا لکھتا ہے پھر اس میں جان پھونکتا ہے پس قسم ہے اللہ کی جسکے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں کہ تم میں سے بعض جنت والے کام کرتے ہیں یہاں تک کہ انکے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے مگر لکھا ہوا غائب ہو جاتا ہے اور وہ دوزخیوں کے عمل کرتے ہیں اور دوزخ میں چلے جاتے ہیں۔ (مظہری)

۳ یعنی ہماری قدرت کی تکذیب کرنیوالوں کیلئے ویل ہے۔ (مظہری)

۴ اب یہاں سے تخویف کی چوتھی صورت بیان ہو رہی ہے۔ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس جگہ تین امور بیان فرمائے ہیں (۱) زمین: اسے دو پر مقدم اس لئے کیا کہ زمین ہمارے لئے اقرب الاشیاء ہے۔ (تفسیر کبیر)

۵ یعنی زمین اپنے اوپر زندوں کو جمع کرتی ہے اور اپنے اندر مُردوں کو جمع کرتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ زندے زمین کے اوپر اپنے گھر بناتے ہیں اور مُردے قبروں میں دفن ہوتے ہیں۔ اسی بناء پر زمین کو ام یعنی ماں کہا جاتا ہے۔ (تفسیر کبیر) ۶ یعنی ہم نے زمین پر بلند اور مضبوط پہاڑ بنائے اور زمین پر چشمے اور نہریں جاری کیں تاکہ تم پیو اور اپنے چوپائے کو پلاؤ اور اپنی کھیتی اور درختوں میں ڈالو۔ (صفوۃ التفاسیر) ۷ یعنی ان نعمتوں کی تکذیب کرنیوالوں کیلئے اس روز ویل ہے۔ (مظہری) ۸ یہاں سے تخویف کی پانچویں صورت بیان ہو رہی ہے اور یہ آخرت میں انکے عذاب کی کیفیت ہے۔ (تفسیر کبیر) ۹ اہل تفسیر کہتے ہیں کہ یہاں ظل سے مراد ہے جہنم کا دھواں۔ علامہ بیضاوی وغیرہ نے کہا کہ بڑا دھواں جو اونچا اٹھتا ہے اور مختلف تین شاخوں میں بکھر جاتا ہے۔ دخان جہنم کی تین شاخیں قرار دینے کی کچھ وجوہ بیضاوی وغیرہ نے لکھی ہیں جو ہم کو پسند نہیں ہمارے نزدیک تین شاخیں بنانے کی پسندیدہ وجہ یہ ہے کہ جہنم میں صرف تین قسم کے آدمی ہونگے (۱) وہ کافر جنہوں نے صریحی الفاظ کیساتھ پیغمبروں کی تکذیب کی جیسے کفار نے کہا تھا اَفْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا (۲) وہ بدعتی جن کے اقوال ظاہر نصوص قطعیہ کے خلاف ہیں اور وہ اجماع کے خلاف نصوص کی غلط تاویلیں کرتے ہیں انکے خلاف سے آیات کا انکار اور پیغمبروں کی تکذیب اقتضاءً ثابت ہوتی ہے جیسے مجسمہ، قدریہ، رافضی، خارجی اور مُرجئہ کے فرقے (۳) نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والے [مسلمان] جو صغیرہ کبیرہ گناہ کرتے اور فرائض کو ترک کرتے ہیں۔ یہی تینوں امور دخان جہنم کے تثلیث کے اسباب بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ بعض علماء کا قول ہے کہ دوزخ سے ایک گردن برآمد ہوگی جو تین شاخوں پر مشتمل ہو جائیگی (۱) نور ہوگا جو مؤمنوں کے سروں پر آ کر ٹھہر جائیگا (۲) دخان ہوگا جو منافقوں کے سروں پر آ کر ٹھہر جائیگا (۳) بھڑکتے شعلے ہونگے جو کافروں کے سروں پر آ کر ٹھہر جائیں گے۔ (مظہری) ۱۰ یعنی یہ ان سایوں کی طرح نہیں ہوگا جن سے انسان اپنے آپکو سورج کی تپش سے بچاتا ہے۔ (القرطبی) ۱۱ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اونٹ کی گردنوں کی طرح اسکے شعلے ہونگے۔ (القرطبی) ۱۲ قیامت کے روز جہنم کو جب موقف کی جگہ لایا جائیگا تو اسوقت جہنم یہ شعلے نکال رہی ہوگی۔ (القرطبی)

هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿٣٨﴾ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿٣٩﴾

آنروز مر تکذیب کنندگانرا ایں روزیست سخن نگویند و دستوری ندہد ایشانرا پس عذر کنند

اس روز جھٹلانے والوں کیلئے خرابی ہے[1] یہ ایک دن ہے کہ بات نہ کرینگے[2] اور نہ انھیں اجازت دی جائیگی کہ عذر پیش کریں

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٠﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿٤١﴾

وای آنروز مر تکذیب کنندگانرا ایں جدا کردنست جمع کردیم شما را و پیشینان پس اگر ہست

[3] اس روز جھٹلانے والوں کی خرابی ہے[4] یہ جدا کرنے کا دن ہے، ہم نے تمہیں جمع کیا اور اگلوں کو[5] پس اگر

وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٤٢﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًۢا بِمَا كُنْتُمْ

شما را کیدے پس پیش آرید مرا ویل آنروز مر تکذیب کنندگانرا ہر آئنہ پرہیزگاران در سایہا

تمہارے پاس کوئی مکر ہو تو میرے پاس لاؤ[6] اس روز جھٹلانے والوں کیلئے ویل ہے[7] بیشک پرہیزگار سایوں

تَعْمَلُوْنَ ﴿٤٣﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

و چشمہا و میوہا از آنچہ آرزو و برند بخورید و بیاشامید کوار

اور چشموں میں ہونگے[8] اور ان میوؤں میں جسے وہ چاہیں[9] کھاؤ اور پیو بے روک ٹوک

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٥﴾ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿٤٦﴾

بسبب بدانچہ بودند میکردید ہر آئنہ ما اینچنیں جزا دہیم نیکوکاران ویل آنروز مر تکذیب

اس سبب جو تم کرتے تھے[10] بیشک ہم نیکوکار کو اسی طرح بدلا دیتے ہیں[11] اس روز جھٹلانے والوں کیلئے ویل ہے[12] کھاؤ

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٧﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿٤٨﴾

کنندگانرا بخورید و بر خورید اندکے کہ شما مجرمانیدے وای آنروز مر تکذیب کنندگانرا و چوں

اور کچھ برت لو کہ تم مجرم ہو[13] اس روز جھٹلانے والوں کیلئے خرابی ہے[14] اور جب ان سے کہا جائے رکوع کرو تو رکوع

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٩﴾ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٠﴾

گفتہ شود ایشانرا رکوع کنند رکوع نکنند ویل آنروز مر تکذیب کنندگانرا پس بکدام سخن بعد از قرآن میگروند

نہیں کرتے[15] اس روز جھٹلانے والوں کیلئے ویل ہے[16] پس قرآن کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے[17]

[1] یہ جملہ ہولناکیوں میں مزید اضافہ کیلئے لایا گیا ہے۔ (تفسیر کبیر)

[2] یہاں سے اللہ تعالیٰ تخویف کی چھٹی صورت بیان فرمارہا ہے کہ اس روز عذاب ہٹانے کی طاقت و قدرت انہیں حاصل نہ ہوگی۔ (تفسیر کبیر)

[3] ایک وہم ہو رہا تھا کہ ان کیلئے عذر ہونگے جسکی وجہ سے یہ اس روز کچھ نہ کہہ سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس وہم کو دور فرما رہا ہے کہ یہ لوگ اس حکیم مطلق کے سامنے کچھ عذر پیش نہ کرسکیں گے اور نہ ہی ان کے اعذار اس روز قبول کئے جائیں گے۔ (تفسیر کبیر)

[4] یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کے انعامات اور احسانات کے منکر ہیں اور اپنے منعم و محسن سے روگرداں ہیں ان کیلئے اس روز ویل ہے۔ (مظہری)

[5] یہاں سے اللہ تعالیٰ تخویف کی ساتویں قسم بیان فرمارہا ہے۔ (تفسیر کبیر) ان کافروں سے کہا جائیگا کہ یہ ہے وہ دن جس میں مخلوقات کے درمیان فیصلہ کیا جائیگا اہل حق اہل باطل سے خوب ظاہر ہو جائیں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس روز ان لوگوں کو جمع فرمائیگا جنہوں نے حضرت محمد ﷺ کی اور آپ سے پہلے جتنے پیغمبر گذر چکے ہوں ان سب کی تکذیب کی ہوگی۔ (القرطبی)

[6] پس اگر تمہارے پاس ہلاکت سے نکلنے کیلئے کوئی حیلہ ہو تو لاؤ۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اگر تم جنگ کی طاقت رکھتے ہو تو مجھ سے جنگ کرو۔ (القرطبی)

[7] عذاب کی تکذیب کرنے والوں کیلئے اس روز ویل ہے کیونکہ عذاب سے اپنے آپکو بچانے کی کوئی تدبیر ان کو نصیب نہیں ہوگی۔ (مظہری) [8] یہاں سے کفار کو ڈرانے کیلئے آٹھویں صورت بیان ہو رہی ہے اور وہ اس طرح کہ دنیا میں کفار مؤمنین کیساتھ سخت جھگڑے کرتے تھے اور ان جھگڑوں کا مقصد حصول دولت وحشمت تھا آج جب دیکھیں گے کہ جس دولت وحشمت کیلئے ہم مؤمنین سے دنیا میں جھگڑتے تھے وہی دولت وحشمت اہل ایمان کو حاصل ہے تو انکی حسرت میں مزید اضافہ ہوگا۔ (تفسیر کبیر) اس آیت میں سائے سے مراد درختوں اور محلوں کے سائے ہیں۔ (القرطبی) [9] یعنی میوے کی بہت سارے اقسام ہوں گی جن سے اہل جنت لذت حاصل کرینگے۔ (صفوۃ التفاسیر) [10] عزت وتکریم کے طور پر ان سے کہا جائیگا کہ بے روک ٹوک کھاؤ اور پیئو اس سبب جو تم نے دنیا میں نیک اعمال آگے بھیجے۔ (صفوۃ التفاسیر) [11] ہم خلوص نیت رکھنے والے اپنے رب سے ڈرنے والے اور نیک عمل کرنے والے کو ایسا ہی صلہ دیتے ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر) [12] جنت کی تکذیب کرنے والوں کیلئے اس روز ویل ہے کیونکہ جنت کی نعمتوں سے محروم رہینگے۔ (مظہری) [13] یہاں سے اللہ تعالیٰ تخویف کی نویں قسم بیان فرمارہا ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ فرمائیگا اے کافرو! تمہارا حال دنیا میں یہ تھا کہ تم نے ان آفات کی جانب اپنے آپکو دنیا میں پیش کیا جنکی میں نے مذمت کی۔ (تفسیر کبیر) [14] یعنی تم بلا شبہ مجرم ہو کہ تھوڑے سے مزہ کیلئے عذاب الیم برداشت کرنے کو تیار ہوگئے۔ (مظہری) [15] یہاں سے اللہ تعالیٰ تخویف کی دسویں قسم بیان فرمارہا ہے کہ دنیا میں ان سے کہا جاتا تھا کہ اپنے پیدا کرنے والے کی بارگاہ میں جھک جاؤ اور تواضع وانکساری کرو تو انکار کرتے تھے۔ (تفسیر کبیر) یعنی جب ان مشرکین سے کہا جاتا ہے کہ نماز پڑھو تو نماز نہیں پڑھتے ہیں۔ حضرت مقاتل فرماتے ہیں کہ یہ آیت ثقیف کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ ان لوگوں نے اپنے آپکو نماز سے روکا۔ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسلام لاؤ اور انہیں نماز پڑھنے کا حکم دیا تو قبیلہ کے لوگوں نے کہا کہ ہم نماز نہیں پڑھیں گے [کیونکہ نماز میں رکوع اور سجدہ کی حالت میں جھکنا پڑتا ہے اور یہ جھکنا] ہمارے لئے گالی ہے یہ سنکر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس دین میں کوئی خیر نہیں ہے جس میں رکوع اور سجود نہ ہو۔ (القرطبی) [16] یعنی اوامر ونواہی کی تکذیب کرنے والوں کیلئے ویل ہے۔ (مظہری) [17] یعنی اگر اس قرآن کی تصدیق نہ کروگے تو کس بات کی تصدیق کروگے کیونکہ یہ قرآن معجزہ اور رسول کی رسالت کی صداقت پر دلالت کرنے والا ہے۔ (القرطبی)

سُورَةُ النَّبَإِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ نبا مکی ہے، اس میں ۴۰ آیات اور ۲ رکوع ہیں ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ① عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ②

از کدام چیز پرتش میکنند از خبر امر بزرگ آنکہ ایشاں دراں

کس چیز کے بارے میں پوچھ رہے ہیں ٢ بڑے امر کی خبر ٣ وہ جس میں وہ سب

الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ③ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ④ ثُمَّ كَلَّا

اختلاف کنند زود باشد کہ دانند پس حقا زود باشد بدانند آیا

اختلاف کرتے ہیں ٤ بہت جلد وہ سب جان لیں گے ٥ پھر سچ ہے بہت جلد جان لیں گے ٦ کیا

سَيَعْلَمُوْنَ ⑤ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ⑥ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ⑦ وَّ

نساختیم زمین را فرشی گسترده و کوه ها میخہا را و بیافریدیم شما را

ہم نے زمین کو بچھایا ہوا فرش نہیں بنایا ٧ اور پہاڑوں کو میخیں ٨ اور ہم نے تمہیں پیدا کیے

خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ⑧ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ⑨ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ

دو صنفہا و گردانیدیم خواب شما راحتی و گردانیدیم شب را پوششی

جوڑے ٩ اور ہم نے تمہاری نیند کو راحت بنائی ١٠ اور ہم نے رات کو لباس بنایا ١١

لِبَاسًا ⑩ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ⑪ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا

و گردانیدیم روز را معیشت و بنا کردیم بالاے شما ہفت آسمان

اور ہم نے دن کو معیشت کیلئے بنایا ١٢ اور تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے ١٣

١ اس میں ٧٧٠ حروف اور ١٧٣ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) اس سورت میں چونکہ قیامت کی ہولناکیوں کی خبر اور بعث ونشور کا بیان ہے اس نسبت سے اسے سورہ نبا کہتے ہیں، اس میں زیادہ تر مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا بیان ہے جسکا انکار مشرکین کیا کرتے تھے، اس کی ابتدا قیامت کے بیان سے ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلائل و براہین قائم کئے گئے ہیں، پھر اس جہنم کا بیان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کافروں کیلئے تیار کیا ہوا ہے، پھر اس جہنم کے مختلف عذاب کو بیان کیا گیا ہے، اسکے بعد مؤمنین متقین کیلئے اللہ تعالیٰ کے پاس جو انعام واکرام ہیں انکا بیان ہے اس سورت کا اختتام قیامت کی ہولناکیوں کے بیان پر ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

٢ یعنی یہ منکرین ایک دوسرے سے کس چیز کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر)

٣ جاننا چاہیئے کہ نبأ عظیم کے بارے میں مفسرین کرام کے تین اقوال ہیں (١) اس سے قیامت مراد ہے اور یہ قول اقرب ہے کیونکہ آگے سَيَعْلَمُوْنَ آرہا ہے (٢) اس سے قرآن مراد ہے کیونکہ مشرکین اس کے کلام اللہ ہونے میں اختلاف کرتے تھے۔ بعض کہتے تھے کہ یہ جادو ہے، بعض کہتے تھے کہ شعر ہے اور بعض کہتے تھے کہ اگلوں کی کہانیاں ہیں (٣) اس سے نبوتِ محمد ﷺ مراد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو مبعوث فرمایا تو اہل مکہ آپس میں آپ کی نبوت سے متعلق سوال کیا کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (تفسیر کبیر)

٤ یعنی وہ جس کے وقوع کے بارے میں شک کرتے تھے اور اس کے منکر تھے۔ (صفوۃ التفاسیر)

٥ یعنی ان سب کی سچائی ضرور وہ لوگ جان لینگے جسے حضرت محمد ﷺ قرآن پاک کی شکل میں لیکر آئے اور موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا جو وعدہ دیا۔ حضرت ضحاک یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ کافرین اپنے جھٹلانے کا انجام عنقریب دیکھ لینگے۔ (القرطبی) ٦ یعنی مؤمنین اپنی تصدیق کا بدلہ عنقریب دیکھ لینگے، حضرت حسن کہتے ہیں کہ یہ وعید کے بعد وعید ہے۔ (القرطبی) ٧ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جب کفار کے بعث وحشر کو بیان فرمایا تو اب صحت حشر پر دلیل قائم فرمانے کا ارادہ کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے یہ بیان فرما رہا ہے کہ وہ جمیع ممکنات پر قادر ہے اور جمیع معلومات کا عالم ہے۔ عجائباتِ مخلوقات میں سے چند امور اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں بیان کئے، ان میں سے پہلا امر اس آیت میں بیان کیا گیا ہے یعنی ہم نے زمین کو بچھونا بنایا۔ سورہ بقرہ میں ایک جگہ ارشاد ہے جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا یعنی زمین کو تمہارے لئے فرش بنایا۔ (تفسیر کبیر) ٨ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عجائبات مخلوقات میں دوسرے امر کو بیان کیا کہ ہم نے زمین کو ٹھہرانے کیلئے اس پر پہاڑ کا لنگر ڈالا گویا کہ اس کے ذریعے زمین کا بچھونا ہونا ممکن ہوا۔ (تفسیر کبیر) ٩ عجائبات میں سے یہ تیسرا امر ہے۔ یہاں جوڑے سے کیا مراد ہے اس کے بارے میں دو اقوال ہیں (١) مرد اور عورت مراد ہیں (٢) ہر ایک کی ضد مراد ہے یعنی قبیح وحسن، طویل وقصیر وغیرہ۔ (تفسیر کبیر) ١٠ یہ چوتھا امر ہے۔ زجاج کہتے ہیں کہ آیت میں سبات سے مراد موت ہے، لیث کہتے ہیں کہ سبات اس نیند کو کہتے ہیں جو غشی سے مشابہ ہو، ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ سبات سے مراد راحت ہے۔ (تفسیر کبیر) ١١ قفال کہتے ہیں کہ لباس کی اصل یہ ہے کہ انسان اسے پہن کر اپنے جسم کو ڈھانپ لیتا ہے۔ رات کی تاریکی جب چھا جاتی ہے تو انسان کا جسم بھی اسکی تاریکی سے ایسا ہی چھپ جاتا ہے جیسے لباس سے چھپ جاتا ہے۔ اسی بناء پر رات کو لباس سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اس آیت میں عجائبات میں سے پانچویں امر کا بیان ہے (تفسیر کبیر) ١٢ چھٹے امر کا بیان ہے کہ ہم نے دن کو روزگار کیلئے بنایا۔ (تفسیر کبیر) ١٣ یہ ساتوے امر کا بیان ہے یعنی ہم نے سات مضبوط آسمان بنائے کہ زمانے گذرنے کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔ (تفسیر کبیر)

شِدَادًا ﴿۱۲﴾ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ﴿۱۳﴾ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ

سخت و گردانیدیم چراغی تاباں و فرستادیم از

اور ایک روشن چراغ بنایا ۱ اور ہم نے اتارا

الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ﴿۱۴﴾ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ﴿۱۵﴾ وَّجَنّٰتٍ

ابر افشارندہ آبے ریزان تا بیروں آریم بآں دانہ و رستی و بوستانہا

چھڑکنے والے بادل سے تیز پانی ۲ تا کہ اس سے دانہ اور سبزہ نکالیں ۳ اور باغات

اَلْفَافًا ﴿۱۶﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ﴿۱۷﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي

درہم پیچیدہ ہر آئنہ روز فیصل کردن ہست وقتی مقرر روزیکہ دمید شود در

ایک دوسرے سے ملے ہوئے ۴ بیشک فیصلہ کرنے کا دن مقرر وقت ہے ۵ جس روز پھونکا جائیگا

الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ﴿۱۸﴾ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ

صور پس بیائید گروہ گروہ و شگافتہ شود آسمان پس باشد

صور میں تو تم سب گروہ در گروہ آؤ گے ۶ اور آسمان کھولا جائیگا تو

اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾ اِنَّ جَهَنَّمَ

درہا وارندہ شوند کوہ ہا پس باشند مثل سراب ہر آئنہ دوزخ

دروازے ہو جائیں گے ۷ اور پہاڑ چلائے جائیں گے تو سراب کی مثل ہو جائیں گے ۸ بیشک دوزخ

كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾ لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾

باشد گذرگاہ برائے کافران باز گشت درنگ کنندگان دراں زمانہا

گذرنے کی جگہ ہو جائیگا ۹ کافروں کیلئے ٹھکانا ۱۰ اس میں طویل زمانے رہنے والے ہونگے ۱۱

لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾

نمی چشند دراں خنکی و نہ شراب مگر حمیم و ریم

اس میں ٹھنڈک اور شراب نہیں چکھیں گے ۱۲ مگر گرم پانی اور پیپ ۱۳

۱ اس آیت میں عجائبات میں سے آٹھویں امر کا بیان ہے۔ جاننا چاہیئے کہ آیت میں موجود وھاج کی تفسیر میں اہل لغت مضطرب ہیں (۱) بعض نے کہا کہ مجمع نور اور حرارت کو کہتے ہیں (۲) کلبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نور میں مبالغہ کو وھاج کہتے ہیں (۳) خلیل کہتے ہیں کہ آگ اور سورج کی گرمی کو وھاج کہتے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

۲ یہ نویں امر کا بیان ہے۔ معصرات کے بارے میں دو اقوال ہیں (۱) یہ وہ ہوا ہے جو بادلوں کو چلاتی ہے (۲) یہ اس بادل کو کہتے ہیں جس سے بارش اترتی ہے۔ (تفسیر کبیر)

۳ یعنی اس پانی سے غلہ، گھاس اور باغ پیدا کر دیں۔ آدمیوں کیلئے غلہ جیسے گندم اور جَو، جانوروں کے کھانے کیلئے گھاس۔ (مظہری)

۴ الفاف گھنے درخت باہم لپٹے ہوئے۔ جب ثابت ہو گیا جو ان چیزوں کو ابتداء عدم سے وجود میں لا سکتا ہے وہ دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے اور اس عظیم الشان سنسار کی ہستی بغیر اسکے کہ اسکا خالق حکیم ہو ممکن نہیں اور کائنات میں سے کسی چیز کا وجود بیکار اور منافی حکمت نہیں ہے۔ (مظہری)

۵ یعنی مخلوقات کے درمیان فیصلے کا دن ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۶ یعنی صور پھونکتے ہی تم قبروں سے نکل کر جماعت در جماعت ہو کر حساب کے مقام پر آؤ گے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم سے سچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حشر کے موقع پر لوگوں کے تین گروہ ہونگے ایک گروہ ان لوگوں کا ہوگا جو کھانے سے سیر، لباس پوش اور سواریوں پر ہونگے۔ دوسرا گروہ پیادہ دوڑتا ہوگا، تیسرے گروہ کو منہ کے بل گھسیٹ کر لایا جائیگا۔ (مظہری)

۷ یعنی ملائکہ کے اترنے کیلئے دروازے بن جائینگے (القرطبی) ۸ یعنی پہاڑ بالکل ختم ہو جائیں گے۔ (القرطبی) ۹ مطلب یہ ہے کہ جہنم کے پل پر عذاب اور رحمت کے فرشتے گذرنے والوں کی تاک میں لگے رہینگے۔ عذاب کے فرشتے تو کافروں کی تاک میں رہینگے کہ ان کو پکڑ کر دوزخ میں پھینک دیں اور عذاب دیں اور رحمت کے فرشتے ایمان والوں کی تاک میں پل صراط سے گذرتے وقت مؤمنوں کو جہنم کی لپٹ اور پل پر دو طرفہ آنکڑوں سے محفوظ رکھیں۔ اس تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ جہنم سب لوگوں کی گذرگاہ ہوگی۔ تمام آدمی اس پر سے گذریں گے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے کہ صراط تلوار کی دھار کی طرح بہت تیز [اور باریک] ہوگی اور ملائکہ ایماندار مردوں اور عورتوں کی حفاظت کرتے ہونگے۔ جبرئیل میری کمر پکڑے ہونگے اور میں کہتا ہونگا! الٰہی بچا الٰہی بچا، اور پھسل کر گرنے والے اور گرنے والیاں بہت ہونگے۔ (مظہری) ۱۰ طاغین سے وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے اپنے دین میں کفر کے ذریعے سرکشی کی ہوگی، یا دنیا میں لوگوں کیساتھ ظلم کیا ہوگا۔ (القرطبی) ۱۱ یعنی جہنم میں اس وقت تک رہیں گے جب مدت احقاب موجود ہو۔ اور احقاب اس مدت کو کہتے ہیں جو کبھی ختم نہ ہو۔ اب آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ ایسی سرکشی کرنے والے جہنم میں آخرت کے احقاب کی مقدار ٹھہریں گے جسکی کوئی انتہاء ہی نہیں ہے۔ جاننا چاہیئے کہ آیت میں احقاب کا لفظ تائید کیلئے ہے یعنی ہمیشہ جہنم میں رہیں گے بعض نے کہا کہ آیت میں احقاب ذکر کیا گیا ایام نہیں، اس لئے کہ احقاب دلوں میں زیادہ حصول پیدا کرتا ہے اور خلود پر زیادہ دلالت کرتا ہے۔ (القرطبی) ۱۲ ابوعبیدہ کے قول کیمطابق آیت میں بَرْدًا سے مراد نیند ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ٹھنڈا پانی ہے، زجاج یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ جہنم میں انھیں نہ ٹھیک ہوا ملے گی، نہ سایہ ملیگا اور نہ نیند میسر آئیگی (القرطبی) ۱۳ ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ حمیم سخت گرم پانی کو کہتے ہیں، ابن زید کہتے ہیں کہ حمیم انکی آنکھوں کے آنسو ہیں، ان آنسوؤں کو ایک حوض میں جمع کیا جائیگا پھر اسی آنسو سے انہیں پلایا جائیگا۔ (القرطبی)

جَزَآءً وِّفَاقًا ۝٢٦ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ۝٢٧ وَّكَذَّبُوْا

پاداش داده شود موافق کرد از ایشاں بودند امید ندارند از حساب و تکذیب کردند

ان کے کردار کے موافق بدلہ دیا جائیگا ۱ وہ سب حساب کی امید نہیں رکھتے تھے ۲ اور انھوں نے

بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ۝٢٨ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ۝٢٩ فَذُوْقُوْا فَلَنْ

بآیات ما تکذیب کردنی و ہر چیزے شمردیم آنرا نوشتنی پس بچشید عذاب پس

ہماری آیتوں کو خوب جھٹلایا ۳ اور ہم نے ہر چیز لکھ کر شمار کر رکھی ہے ۴ پس عذاب چکھو اور

نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ۝٣٠ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ۝٣١ حَدَآئِقَ

نمی افزائیم شما را مگر عذابے بدرستیکہ پرہیزگارانراست رستگاری باغہا

ہم تمہیں نہیں بڑھائیں گے مگر عذاب ۵ بیشک پرہیزگاروں کیلئے کامیابی ہے ۶ باغات

وَاَعْنَابًا ۝٣٢ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ۝٣٣ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ۝٣٤ لَا يَسْمَعُوْنَ

و درختان انگور و دختران نار ہمعصر بایکدیگر و جامہاے پے در پے نشنوند

اور انگور کے درخت ۷ اور ابھری پستان والی لڑکیاں ایک عمر کی ۸ اور پے در پے جام ۹ نہ سنیں گے

فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ۝٣٥ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ۝٣٦

دراں بیہودہ و نہ دروغ پاداش از پروردگار تو عطا کرد ایشانرا حسابی

اس میں بیہودہ اور جھوٹ ۱۰ تمہارے رب کی طرف سے بدلہ ہے گمان سے بہت زیادہ ۱۱

رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ

پروردگار آسمانہا و زمین و آنچہ میان ایشانست خدای مالک نباشد

آسمان اور زمین اور جو کچھ اس کے درمیان ہے کا رب ہے، رحمٰن کہ مالک نہ ہونگے

مِنْهُ خِطَابًا ۝٣٧ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۖ لَّا

ازاں سخن گفتن روزیکہ برپا شود روح و فرشتگان صف زدہ

اس سے بات کرنے کا ۱۲ جس روز جبرائیل کھڑا ہوگا اور فرشتے صف لگائے

۱ آیت کے دو مطلب ہوسکتے ہیں (۱) اللہ تعالیٰ نے سخت عذاب انکی معصیت کے سبب مسلط کیا (۲) استحقاق سے زیادہ سزا انھیں نہیں دی جائیگی اور نہ کم کی جائیگی (تفسیر کبیر)

۲ لَا یَرْجُوْنَ: اس میں چند احتمالات ہیں (۱) حضرت مقاتل اور کثیر مفسرین فرماتے ہیں کہ لَا یَرْجُوْنَ بمعنی لَا یَخَافُوْنَ ہے یعنی وہ سب حساب سے ڈرتے نہیں تھے (۲) ایک مؤمن کیلئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر امید رکھے اس لئے کہ اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ گناہ کی نسبت نیکیوں کو بڑھا کر دیگا۔ اس اعتبار سے آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ اہل ایمان تو حساب کی امید رکھتے ہیں لیکن کفار حساب کی امید نہیں رکھتے ہیں گویا کہ آیت میں یہ اشارہ ہے کہ وہ سب مؤمن نہیں تھے (۳) اس آیت میں یہ تنبیہ ہے کہ انسان کو چاہیئے کہ حساب کے معاملے میں امید کو خوف پر غالب رکھے لیکن کافر ایسا نہیں کرتے ہیں (تفسیر کبیر)

۳ جاننا چاہیئے کہ مسلمان اہل کبائر کی قیام جہنم کی انتہائی مدت میعاد دنیا کے برابر ہوگی یعنی سات ہزار برس اور انکو حمیم نہیں پلایا جائیگا نہ اس طرح کا دوسرا عذاب ہوگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام امتوں کے مؤمن اہل کبائر اگر بغیر توبہ کے مرگئے تو ان میں سے جو لوگ جہنم میں داخل ہونگے انکی آنکھیں نیلی نہ ہونگی چہرے کالے نہ ہونگے شیطانوں کیساتھ انکو زنجیروں سے نہ باندھا جائیگا نہ انکے گلے میں زنجیروں کے طوق ڈالے جائینگے نہ انکو حمیم پلایا جائیگا نہ انکو قطران کا لباس پہنایا جائیگا۔ اللہ نے انکے اجسام کیلئے دوام جہنم کو حرام کردیا ہے اور سجدہ کی وجہ سے انکے چہروں کو آگ پر حرام کردیا ان میں سے بعض لوگوں کو آگ صرف قدموں تک ہی پکڑے گی بعض کو صرف ایڑیوں تک، بعض کو کمر تک، بعض کو گلے تک گناہوں اور عملوں کی مقدار آگ گرفت کریگی، بعض اس میں سال بھر رہ کر نکل آئینگے سب سے لمبی مدت قیام جہنم کی ان کیلئے دنیا کی عمر کے برابر ہوگی۔ (مظہری) ۴ مطلب یہ ہے کہ ہم انکو اس لئے سزا دینگے کہ وہ حساب کا انکار اور تکذیب کرتے تھے اور یہ سزا انکے اعمال کے موافق ہوگی کیونکہ انکے اعمال اور بیہودگیاں ہم نے لکھی ہیں کوئی چیز بغیر لکھے نہیں رہی اسی کیمطابق انکو سزا ملے گی۔ (مظہری) ۵ یعنی چونکہ ہم نے انکے اعمال کا احاطہ کرلیا ہے اس لئے ان سے کہیں گے کہ عذاب کا مزہ چکھو۔ دوزخیوں کے حق میں یہ آیت تمام آیت سے زیادہ سخت ہے۔ (مظہری) ۶ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جب کفار کی وعید کو بیان فرمالیا تو اب اسکے بعد اخیار کے وعدہ کو بیان فرمارہا ہے اور یہ چند امور ہیں (۱) اس آیت میں پہلا امر بیان ہورہا ہے کہ متقین اپنے مطلوب میں کامیاب ہونگے (تفسیر کبیر) ۷ اس آیت میں دوسرے امر کا بیان ہے یعنی ان کیلئے ایسے باغات ہونگے جن کے چاروں اطراف دیواریں ہونگیں (تفسیر کبیر) ۸ اس آیت میں تیسرا امر بیان ہورہا ہے۔ (تفسیر کبیر) ۹ دھاق کے بارے میں چند اقوال ہیں (۱) اکثر اہل لغت کہتے ہیں کہ اسکا معنی ہے بھرا ہوا۔ (۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن جبیر اور حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ اسکا معنی ہے پے در پے (۳) حضرت عکرمہ اسکا معنی بیان کرتے ہیں صاف وشفاف۔ جاننا چاہیئے کہ آیت میں کَاْس سے مراد شراب ہے۔ حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں جہاں جہاں کَاْس کا لفظ آیا ہے اس سے مراد شراب ہے۔ اس آیت میں متقین کے چوتھے امر کا بیان ہے (تفسیر کبیر) ۱۰ اس آیت میں پانچویں امر کا بیان ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ سعداء اپنے اعداء کے ایسے کلام کو نہیں سنیں گے جو ان کے ذہن کو باطل کاموں کی طرف لے جائے۔ (تفسیر کبیر) ۱۱ قتیبی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ متقین کو اس قدر بدلہ عطا فرمائیگا کہ متقین کہیں گے کہ بس مولا کافی ہے (القرطبی) ۱۲ یعنی اس روز کسی کو سوال کرنے کی طاقت نہیں ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ شفاعت کا حق اسے ہی حاصل ہوگا جسے اللہ کی طرف سے اذن ہوگا۔ (القرطبی)

عمّ ۳۰ ۱۳۸۴ النّٰزعٰت ۷۹

يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾

سخن نہ گویند مگر کسیکہ دستوری دہد او را خدای و گفتہ باشد کلمۂ توحید

بات نہ کر سکیں گے مگر وہ جسے اللہ اجازت دے اور کلمۂ توحید کہے گا ۱

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾

این روزیست راست پر ہر کہ خواہد فرا گیرد بسوئے پروردگار خود باز گشت

یہ دن حق ہے پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف ٹھکانا بنائے ۲

اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۖ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ

ہر آئنہ ما بیم کردیم شما را عذابے نزدیک روزیکہ بنگرد آدمی آنچہ پیش فرستادہ است

بیشک ہم نے تمہیں نزدیک کے عذاب سے ڈرایا جس روز آدمی دیکھے گا جو آگے بھیجا ہے

يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾

دو دست او و بگویند کافران کاشکے من بودمے خاک

اسکے دو ہاتھوں نے، اور کافر کہیں گے کاشکے میں مٹی ہو جاتا ۳

سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ نازعات مکی ہے، اس میں ۴۶ آیات اور ۲ رکوع ہیں ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ

سوگند بجماعات کشندگان و بملایکہ بیروں برندہ ارواح و بملایکہ شناکنندہ

قسم ہے (جان) کھینچنے والی جماعت کی ۵ اور روحوں کو نکال کرلے جانیوالے ملائکہ کی ۶ اور تیرنے والے ملائکہ کی ۷

منزل ۷

۱ آیت میں روح سے کیا مراد ہے اسکے بارے میں یہ آٹھ اقوال ہیں (۱) روح ملائکہ میں سے کوئی فرشتہ ہے (۲) اس سے حضرت جبرائیل علیہ السلام مراد ہیں (۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اس آیت میں روح سے مراد اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے کوئی لشکر ہے ملائکہ نہیں ہیں، انکے سر ہیں ہاتھ اور پاؤں ہیں وہ سب کھانا کھاتے ہیں پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی (۴) یہ اشرافِ ملائکہ ہیں (۵) یہ ملائکہ پر محافظین ہیں (۶) یہ سب بنی آدم ہی میں سے ہیں (۷) بنی آدم کی ارواح صف لگائے کھڑی ہونگیں (۸) اس سے قرآن مراد ہے۔ (القرطبی)

۲ یعنی اگر نیک عمل کیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسکا بدلہ عطا فرمائیگا اور اگر برا عمل کیا ہوگا تو اسکی سزا دیگا۔ (القرطبی)

۳ اس آیت میں خطاب اہل قریش اور مشرکین عرب سے ہے اس لئے کہ یہ لوگ کہتے تھے کہ ہمیں دوبارہ نہیں اٹھایا جائیگا، اور آیت میں عذاب سے مراد آخرت کا عذاب ہے اس لئے عذاب کو قریب اس لئے کہا گیا کہ ہر آنے والا قریب ہوتا ہے۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ آیت میں عذاب سے دنیا کی عقوبت مراد ہے، حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ بدر میں قریش کا قتل کیا جانا مراد ہے۔ اظہر یہ ہے کہ اس سے آخرت کا عذاب مراد ہے۔ يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ الخ: یعنی اس روز ان چیزوں کو اپنے سامنے پائیں گے جو انھوں نے آگے بھیجا۔ وَيَقُوْلُ الْكَافِرُ: بعض نے کہا کہ آیت میں کافر سے مراد ابی بن خلف، عقبہ بن ابی معیط اور ابو جہل ہیں، بعض نے کہا کہ یہ عام ہے اور ہر انسان کو شامل ہے۔ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ: ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی کے بارے میں اور وَيَقُوْلُ الْكَافِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرَابًا اس کے بھائی اسود بن عبدالاسد کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابوالقاسم بن حبیب کہتے ہیں کہ آیت میں کافر سے مراد ابلیس ہے (القرطبی) ۴ اس میں ۷۳۰ حروف اور ۱۷۰ کلمات ہیں (غرائب القرآن) اس سورت میں اصول عقائد کا بیان ہے یعنی وحدانیت، رسالت، بعث و جزا، اس سورت کا محور قیامت اور اسکی ہولناکیاں ہیں، اسکی ابتدا ملائکہ ابرار کی قسم سے ہے جو مؤمنین کی روحوں کو نرمی اور آسانی سے نکالتے ہیں اور مجرمین کی روحوں کو سختی سے نکالتے ہیں اور وہ ملائکہ جو اللہ تعالیٰ کے اذن سے خلائق کی تدبیر کرتے ہیں پھر اس سورت میں مشرکین اور دوبارہ اٹھائے جانے کے منکرین کا بیان ہے، اسکے بعد فرعون کی سرکشی کا بیان ہے، اس سورت کا اختتام اس پر ہے کہ اہل مکہ قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں (صفوة التفاسیر) ۵ اس سے وہ ملائکہ مراد ہیں جو کافروں کی جانیں پوری قوت اور شدت سے نکالتے ہیں (مظہری) ۶ اس سے وہ ملائکہ مراد ہیں جو اہل ایمان کی جانیں آہستگی سے نکالتے ہیں۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مؤمن دنیا سے انقطاع اور آخرت کی طرف توجہ کی حالت میں ہوتا ہے تو آفتاب جیسے گورے چہرے والے ملائکہ جنتی کفن اور بہشتی خوشبو لیکر آتے ہیں اور حدِ نظر تک فاصلے پر بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت آکر اسکے سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے اے نفس مطمئنہ اللہ کی مغفرت اور خوشنودی کی طرف نکل کر چل۔ فوراً جان اس طرح بہہ کر باہر آجاتی ہے جیسے مشکیزہ سے پانی کا قطرہ، ملک الموت اسکو لے لیتا ہے مگر وہ ملائکہ لحہ بھر روح کو ملک الموت کے پاس نہیں چھوڑتے اور خود اپنے قبضہ میں لیکر جنتی کفن اور بہشتی خوشبو میں رکھ دیتے ہیں اور اس سے پاکیزہ ترین مشک کی خوشبو نکلتی ہے (مظہری) ۷ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ وہ ملائکہ ہیں جو مؤمنین کی روحوں کو لیکر تیرتے ہیں، کلبی کہتے ہیں کہ یہ وہ ملائکہ ہیں جو مؤمنین کی روحیں قبض کرتے ہیں (القرطبی)

سَبۡحًا ۝۳ فَالسّٰبِقٰتِ سَبۡقًا ۝۴ فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا ۝۵ يَوۡمَ تَرۡجُفُ

شنا کردنی پس پیشی گرندہ گرفتنی پس بملایکہ تدبیر کنندہ کار را روز جنبید

پس خوب آگے بڑھنے والے ۱ اور کام کی تدبیر کرنے والے ملائکہ کی ۲ جس روز ہلے گی

الرَّاجِفَةُ ۝۶ تَتۡبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝۷ قُلُوۡبٌ يَّوۡمَئِذٍ

جنبیدہ از پے در آمد او را از پے در آیندہ دلہا آنروز

ہلنے والی ۳ اس کے پیچھے آئے گی پیچھے آنے والی ۴ دل اس روز

وَّاجِفَةٌ ۝۸ اَبۡصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝۹ يَقُوۡلُوۡنَ ءَاِنَّا لَمَرۡدُوۡدُوۡنَ

لرزاں دیدہا فرو خوابیدہ باشند میگویند آیا باز کردیم

لرزیں گے ۵ آنکھیں جھکی ہوئی ہونگی ۶ کہیں گے کیا ہم پھر لوٹیں گے

فِی الۡحَافِرَةِ ۝۱۰ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۝۱۱ قَالُوۡا تِلۡكَ اِذًا

بحالہ اولیٰ آیا چوں بودیم استخوانہای کہنہ گویند آں آنگاہ

پہلے حال میں ۷ کیا جب ہم گلی ہڈیاں ہو جائیں گے ۸ کہیں گے اسوقت

كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝۱۲ فَاِنَّمَا هِیَ زَجۡرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝۱۳ فَاِذَا هُمۡ

باز گشتی بزیان پس جز ایں نیست آں یک فریادیست پس چوں ایشاں

پلٹنا نقصان ہے ۹ پس اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ وہ ایک جھڑک ہے ۱۰ پس جب وہ

بِالسَّاهِرَةِ ۝۱۴ هَلۡ اَتٰىكَ حَدِيۡثُ مُوۡسٰى ۝۱۵ اِذۡ نَادٰىهُ

بزروی زمین آمدہ باشند آیا نیامد بتو حدیث موسیٰ چوں آواز داد او را

چٹیل زمین ہونگے ۱۱ کیا تمہارے پاس موسیٰ کی خبر نہ آئی ۱۲ جب انھیں پکارا

رَبُّهٗ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًى ۝۱۶ اِذۡهَبۡ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ

پروردگار او بوادی پاکیزہ نام طوست برو بسوے فرعون

ان کے رب نے پاکیزہ وادی میں (جس کا) نام طوٰی ہے ۱۳ جاؤ فرعون کی طرف

۱ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ وہ ملائکہ ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی کیساتھ جانیوالے ہیں' ابو روق لکھتے ہیں کہ یہ وہ ملائکہ ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام پر خیر اور عمل صالح کیساتھ سبقت لے جانے والے ہیں' حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ یہ وہ ملائکہ ہیں جو مؤمنین کی روحوں کو لیکر جنت کی طرف سبقت کرتے ہیں۔(القرطبی)

۲ قشیری کہتے ہیں کہ اس پر اجماع ہے کہ آیت میں ملائکہ مراد ہیں۔ ماوردی کہتے ہیں کہ اس میں دو اقوال ہیں (۱) ملائکہ مراد ہیں اور یہ جمہور کا قول ہے (۲) اس سے سات ستارے مراد ہیں۔ عبد الرحمٰن بن ساباط کہتے ہیں کہ دنیا کے امر کی تدبیر چار ملائکہ کے سپرد ہے' حضرت جبرائیل' حضرت میکائیل' حضرت عزرائیل اور حضرت اسرافیل علیہم السلام۔ پس حضرت جبرائیل علیہ السلام ہوا اور جنود پر مؤکل ہیں' حضرت میکائیل علیہ السلام بارش اور سبزہ پر مؤکل ہیں' حضرت عزرائیل علیہ السلام قبضِ روح پر مؤکل ہیں اور حضرت اسرافیل علیہ السلام ان پر اللہ تعالیٰ کا حکم لیکر آنے والے' پس ملائکہ میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں انکے اور عرش کے درمیان صرف پانچ سو سال کی مسافت ہے۔(القرطبی)

۳ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ راجفۃ سے زلزلہ مراد ہے۔ (القرطبی)

۴ آیت میں رادفة سے سخت تیز آواز مراد ہے' حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ رادفة اس وقت ہے کہ آسمان شق کر دیئے جائیں' زمین اٹھا لئے جائیں اور پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دیا جائیگا تو اسکے بعد زلزلہ ہے۔ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چوتھائی رات گذر چکی تو آپ نے قیام فرمایا اسکے بعد ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ کو یاد کرو' راجفہ یعنی زلزلہ آنیوالا ہے اسکے بعد رادفہ یعنی ایک سخت تیز آواز آنیوالی ہے جو بھی اس روئے زمین میں ہے ان سب کو موت آجائیگی۔(القرطبی) ۵ یعنی کافروں کے قلوب اس روز خوف زدہ ہونگے۔(صفوۃ التفاسیر) ۶ یعنی قیامت کی ہولناکیوں کو دیکھ کر اس روز ان کی آنکھیں ذلیل وحقیر ہونگیں۔(صفوۃ التفاسیر) ۷ کیونکہ وہ دنیا میں حشر آخرت کے منکر تھے اور کہتے تھے کہ کیا ہم کو پہلی زندگی میں واپس کیا جائیگا یعنی مرنے کے بعد پھر زندہ کیا جائیگا۔(مظہری) ۸ یعنی کیا ہم کو اٹھایا جائیگا یا کیا ہم کو زندگی کی طرف لوٹایا جائیگا جبکہ ہم بوسیدہ ہڈیاں بن چکے ہونگے۔(مظہری) ۹ محمد بن کعب کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ءَ اِنَّا لَمَرۡدُوۡدُوۡنَ فِی الۡحَافِرَةِ نازل فرمائی تو کفار قریش کہنے لگے کہ مرنے کے بعد اگر ہم پھر سے زندہ ہوگئے تو ضرور ہم گھاٹے میں رہیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔(لباب النقول فی اسباب النزول) ۱۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے پہلا صور مراد ہے۔(القرطبی) ۱۱ یعنی تمام مخلوق قبروں سے نکل کر زمین کے اوپر آجائیگی۔ اہل عرب چٹیل میدان اور زمین کے اوپر کے حصہ کو ساھرہ کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے ارضِ بیضاء مراد ہے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ زمین چاندی کی ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی مخلوق نے کبھی نہ کی ہو گی' بعض نے کہا کہ اس سے یہی زمین مراد ہے مگر اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے بدل دیگا' بعض نے کہا کہ ساھرہ ساتویں زمین کا نام ہے جسے اللہ تعالیٰ اس روز خلائق کے حساب کیلئے اوپر لائیگا' حضرت ثوری کہتے ہیں کہ اس سے شام کی زمین مراد ہے' وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ ساھرہ بیت المقدس کے پہاڑ کا نام ہے۔(القرطبی) ۱۲ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کیلئے ہے اس طرح کہ فرعون اس زمانے کے کفار سے زیادہ طاقتور تھا اسکے باوجود ہم نے اسکو پکڑا۔(القرطبی) ۱۳ یعنی تمہارے پاس موسیٰ علیہ السلام سے تعلق رکھنے والی اسوقت کی بات تو آ ہی چکی ہے جب اللہ تعالیٰ نے ان کو وادی مقدس یعنی طوٰی میں ندا دی تھی۔ طوٰی ایک وادی کا نام ہے۔(مظہری)

اِنَّهٗ طَغٰی ﴿۱۷﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰۤی اَنْ تَزَكّٰی ﴿۱۸﴾ وَاَهْدِيَكَ

ہر آئنہ او از حد گذشتہ است پس بگو آیا ترا ہست بسوے آنکہ پاک شوی و راہ نمایم ترا

بیشک وہ حد سے گذرا ہوا ہے ۱ پس کہو کیا تجھے اسکی چاہت ہے کہ تو ستھرا ہو ۲ اور تجھے راہ دکھاؤں

اِلٰی رَبِّكَ فَتَخْشٰی ﴿۱۹﴾ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰی ﴿۲۰﴾ فَكَذَّبَ وَ

بسوے پروردگار تو پس بترسی ازو پس نمود او را معجزہ بزرگتر پس تکذیب کرد و

تیرے رب کی طرف کہ تو ڈرے اس سے ۳ پس آپ نے اسکے لئے بڑا معجزہ ظاہر کیا ۴ سو اس نے جھٹلایا اور

عَصٰی ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰی ﴿۲۲﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰی ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ

عاصی شد پس پشت بر موسیٰ کرد تدبیر کنان پس گرد کرد قوم خود را پس آواز داد پس گفت

نافرمانی کی ۵ پھر موسیٰ کی جانب پیٹھ کی تدبیر کرتے ہوئے ۶ پس اپنی قوم کو جمع کیا اور آواز دی ۷ اور کہا

الْاَعْلٰی ﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰی ﴿۲۵﴾ اِنَّ

من پروردگار شما ام بر تر پس بگرفت او را خدای بعقوبت آخرت و دنیا ہر آئنہ

میں تم سب کا بڑا رب ہوں ۸ پس اللہ نے اسے دنیا اور آخرت کے عذاب سے پکڑا ۹ بیشک

فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰی ﴿۲۶﴾ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ

دریں عبرتی ست مر ہر کرا بترسد آیا شما سخت ترید از روئے آفرینش یا آسمان

اس میں عبرت ہے اس کیلئے جو ڈرتا ہو ۱۰ کیا از روئے پیدائش تم سخت تر ہو یا آسمان

بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ

بنا کردیم آنرا بر داشت سقف آں پس راست کرد آنرا و تاریک گردانید شب آنرا و بیروں آورد

جسے اللہ نے بنایا ۱۱ اونچی کی اسکی چھت اور اسے ٹھیک کیا ۱۲ اور اسکی رات کو تاریکی کی اور

ضُحٰىهَا ﴿۲۹﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿۳۰﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا

روزانرا و زمین بعد ازیں مبسوط گردانید بیروں آورد ازاں

اس کے دن میں روشنی لائی ۱۳ اور اس کے بعد زمین پھیلائی ۱۴ اس میں سے

۱ اس طرح کہ اس نے کفر کیا اور مخلوق خدا کیساتھ تکبر کیا جاننا چاہیئے کہ کمالِ عبودیت بغیر صدق کے ممکن نہیں ہے اسی طرح کمالِ طغیان یہ ہے کہ مخلوق خدا کے ساتھ برا معاملہ کیا جائے۔(روح البیان)

۲ تمام عیوب سے پاکی کو زکی کہتے ہیں۔ایک جگہ ارشاد ہے اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً یعنی کیا تو نے ایک ستھری جان کو قتل کیا۔دوسری جگہ ارشاد ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا یعنی کامیاب ہوا جس نے اپنے نفس کو ستھرا کیا۔جاننا چاہیئے کہ یہ کلمہ ہر قسم کی طہارت کیلئے جامع ہے۔(تفسیر کبیر)

۳ یہ آیت دلالت کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اسکی اطاعت پر مقدم ہے۔اس لئے پہلے ہدایت کا ذکر ہوا اسکے بعد خشیت کا ذکر ہوا' اس کی نظیر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں موجود ہے اَنْ اَنْذِرُوْا اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاتَّقُوْنِ یعنی یہ کہ انہیں ڈراؤ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس مجھ ہی سے ڈریں۔ یہ بات بھی یہاں واضح رہے کہ خشیت بغیر معرفت کے حاصل نہیں ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا [اللہ کے بندوں میں سے اللہ سے ڈرنے والے علماء ہی ہیں] اس آیت کی دلالت اس پر بھی ہے کہ خشیت ہر بھلائی کی اصل ہے اس لئے کہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا وہ ہر طرح کی بھلائی بجا لائیگا اور جو نہیں ڈرے گا وہ ہر طرح کے شر میں مبتلا ہوگا۔ (تفسیر کبیر)

۴ آیت کبریٰ کے بارے میں تین اقوال ہیں (۱) حضرت مقاتل اور حضرت کلبی کہتے ہیں کہ اس سے ید بیضا مراد ہے یعنی جب آپ اپنے سیدھے ہاتھ کو گریبان میں ڈال کر نکالتے تو اس سے بہت خوبصورت روشنی آتی تھی (۲) حضرت عطاء کہتے ہیں کہ اس سے عصا مراد ہے اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں ہوتا تو ایک رنگ سے دوسرے رنگ میں تبدیل ہو جاتا تھا (۳) حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ اس سے ید بیضا اور عصا دونوں مراد ہیں۔(تفسیر کبیر) ۵ اب یہاں سے اللہ تعالیٰ فرعون کا معاملہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا' بیان فرما رہا ہے۔ان میں سے پہلا معاملہ تو یہ تھا کہ فرعون نے معجزہ کی صداقت جان لینے کے باجود اسے جھٹلایا (تفسیر کبیر) ۶ اس آیت میں دوسرا معاملہ بیان ہو رہا ہے کہ فرعون نے جب عصا کو اژدھا بنتا دیکھا تو مرعوب ہو کر بھاگ نکلا۔دوسری صورت یہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب فرعون کو تبلیغ کرتے تو فرعون پیٹھ دیکر آپ سے مکر کرنے کیلئے نکل جاتا۔(تفسیر کبیر) ۷ اس آیت میں فرعون کا تیسرا معاملہ بیان ہو رہا ہے۔(تفسیر کبیر) ۸ یعنی فرعون نے ندا میں یہ کہا کہ میں تمہارا سب سے بڑا پروردگار ہوں مجھ سے اوپر تمہارا کوئی رب نہیں ہے' یا یہ مطلب کہ جو لوگ تمہارے کام کے کرتے دھرتے ہیں میں ان سب سے بڑا ہوں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کلام سے فرعون کی مراد یہ تھی کہ میں بڑا دیوتا ہوں اور میں بتوں کا بھی دیوتا ہوں اور تمہارا بھی۔(مظہری) یعنی اللہ تعالیٰ نے اسکو پکڑا اور اسکو سخت عبرت بنا دیا۔(مظہری) ۱۰ یعنی فرعون اور اسکی سرکشی کا قصہ اس کیلئے عبرت ہے جو ڈرتا ہو۔(صفوۃ التفاسیر) ۱۱ یعنی تخلیق کے اعتبار سے تم زیادہ سخت ہو یا آسمان زیادہ سخت ہے۔مطلب یہ ہے کہ آسمان اور اسکی موجودات کی تخلیق زیادہ سخت ہے' تم کائنات میں ساوی کا جز ہو اور جز کی تخلیق کل کی تخلیق سے بداھتا آسان ہوتی ہے پھر دوبارہ تخلیق تو خلق اول سے سہل ہے۔(مظہری) ۱۲ یعنی اسکے اجزا اور اسکی چھت کو تم پر بلند کیا۔ابن کثیر کہتے ہیں کہ آسمان کو عالیۃ البناء اور بعیدۃ الفنا بنایا اور اسکے اندھیرے کو ستاروں کے ذریعے دور کیا۔(صفوۃ التفاسیر) ۱۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی رات کو اندھیرا اور اسکے دن کو اجالا بنایا۔(صفوۃ التفاسیر) ۱۴ یعنی آسمان کی پیدائش کے بعد زمین کو بچھایا تا کہ اس پر رہنے والے بآسانی رہ سکیں۔(صفوۃ التفاسیر)

مَآءَهَا وَمَرْعٰهَا ۝۳۱ وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا ۝۳۲ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ

آب ہا و گیاہا را و کوہ ہاے بلند بر خور داریست شما را و

پانی اور چارہ نکالا ۱ اور بلند پہاڑ ۲ تمہارے فائدہ اٹھانے کیلئے اور

لِاَنْعَامِكُمْ ۝۳۳ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ۝۳۴ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ

مر چہار پایانرا چوں بیاید بلاے بزرگ تر روزیکہ پند گیرد

تمہارے چوپائے کے لئے ۳ پس جب سب سے بڑی مصیبت آئے ۴ اس روز یاد کریگا

الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ۝۳۵ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ۝۳۶ فَاَمَّا

آدمی آنچہ سعی کرد و ظاہر کردہ شود دوزخ مر کسیرا کہ بیند پس اما

آدمی جو اس نے کیا ۵ اور جہنم ظاہر کی جائے گی ہر دیکھنے والے کیلئے ۶ پس

مَنْ طَغٰى ۝۳۷ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝۳۸ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝۳۹

ہر کہ بیروں باشد و بر گزید زندگانہ دنیا پس ہر آئنہ دوزخ آں جای اوست

جو کوئی حد سے آگے ہوا ۷ اور دنیا کی زندگی کو پسند کیا ۸ تو بیشک دوزخ اسکا ٹھکانا ہے ۹

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝۴۰

و اما ہر کہ بترسد از ایستادن پروردگار خود و نہی کرد نفس را از آرزو

اور جو کوئی اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اور نفس کو آرزو سے روکا ۱۰

فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝۴۱ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ

پس ہر آئنہ بہشت آں آرام جاے اوست می پرسند ترا از قیامت

تو بیشک اس کا ٹھکانا جنت ہے ۱۱ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کس روز قائم ہوگی ۱۲ اسکے بیان سے

اَيَّانَ مُرْسٰهَا ۝۴۲ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا ۝۴۳ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا ۝۴۴ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ

اقامت آنروز و زچہ چیز از یاد کردن آں بسوے پروردگار تو گشت منتہاء

تمہیں کیا حاصل ۱۳ تمہارے رب کی طرف اسکی انتہاء ہے ۱۴ اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ

۱ یعنی زمین سے پانی کے چشمے نکالے اور سبزہ۔ (القرطبی)

۲ یعنی پہاڑوں کوزمین پر قائم کیا تا کہ اس کیلئے لنگر کا کام دے۔(صفوۃ التفاسیر)

۳ ان تمام اشیاءکوتمہارے نفع کیلئے بنایا۔(تفسیر کبیر)

۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے بڑی تباہی مراد ہے' حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ اس سے قیامت مراد ہے' مبرد کہتے ہیں کہ طامۃ ایسی تباہی کو کہتے ہیں جس کوروکنا انسان کے بس میں نہ ہو۔(القرطبی)

۵ یعنی خیر اور شر جوعمل بھی انسان نے کیا ہوگا اسے یاد کریگا۔(القرطبی)

۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں انسان جہنم کو چنگاریاں پھینکتے ہوئے دیکھے گا' بعض نے کہا کہ جہنم صرف کافروں کیلئے ظاہر کی جائیگی تا کہ وہ عذاب کی مختلف اقسام دیکھیں۔ بعض نے کہا کہ جہنم مؤمن کیلئے ظاہر ہوگی تا کہ اہل ایمان اسے دیکھ کر نعمت کی قدر پہچانیں۔ (القرطبی)

۷ کہا گیا ہے کہ یہ آیت نضر اور اسکے بیٹے حارث کے بارے میں نازل ہوئی لیکن یہ حکم کے اعتبار سے عام ہے کہ تمام کفار کو شامل ہے۔(القرطبی)

۸ ہر کافر آخرت پر دنیاوی زندگی کو ترجیح دیتا ہے۔ (القرطبی)

۹ یعنی جہنم کے سوا اور کوئی ٹھکانا ان کیلئے نہیں ہے۔(صفوۃ التفاسیر)

۱۰ یعنی جو اپنے رب کی عظمت اور جلال سے ڈرے اور قیامت کے روز اسکے حضور کھڑے ہوکر حساب دینے سے ڈرے۔(صفوۃ التفاسیر) وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى: جاننا چاہیئے کہ ھوی تمام ممنوعات کا سرچشمہ اور حرام چیزوں کی بنیاد ہے۔ ابوبکر وراق کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی مخلوق ھویٰ سے زیادہ گندی پیدا نہیں کی۔ ھویٰ از روئے عقل بھی بری ہے اور از روئے شرع بھی۔ از روئے عقل تو یہ ہے کہ اشیاء کی حقیقتیں واقع میں موجود ہیں خصوصاً مبدا اور معاد کی حقیقت اور اخلاق واعمال وغیرہ کے نتائج جو بجائے خود اپنے حسن وقبح کے خواستگار ہیں مگر انکی اچھائی برائی عموماً عقل سے دریافت نہیں کی جاسکتی اگر بعض امور کا اچھا برا ہونا صرف عقل سے معلوم بھی ہوتا ہے تو وہ نا قابل اعتماد ہوتا ہے تاوقتیکہ علام الغیوب پیغمبروں کی معرفت اسکی اطلاع نہ دیدے کیونکہ اشیاء کے حسن وقبح کو جاننے کیلئے عقل کافی ہوتو پیغمبروں کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے۔ ھویٰ میں شرعی قباحت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۔جن وانس کو میں نے صرف اپنی عبادت کیلئے ہی پیدا کیا ہے۔ عبادت دو طرح کی ہوتی ہے (۱) تکوینی اضطراری جیسا کہ اس آیت میں ہے وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا؛ جوکوئی آسمان وزمین میں ہے سب چاروناچار اللہ کا فرمانبردار ہے (۲) اختیاری: یہی جن وانس سے مطلوب ہے پس جس طرح تکوینی طور پر ہر چیز اللہ کی فرمانبردار ہے اللہ کی مشیت وارادہ کے خلاف تکوینی نظم کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا اس طرح اختیاری عبادت بھی ہونی چاہیئے۔ ھویٰ کو اس میں قطعاً دخل نہ ہونا چاہیئے۔(مظہری) ۱۱ یعنی جنت الماوی ان کی منزل ہے۔(القرطبی) ۱۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگ حضور ﷺ سے قیامت کے بارے میں پوچھا کرتے تھے حتی کہ جب آپ پر آیات يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ سے اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا نازل ہوئیں تو لوگوں نے سوال کرنا چھوڑ دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ مشرکین مکہ نے نبی ﷺ سے استہزاءً پوچھا کہ قیامت کب ہوگی؟ اس پر آیات يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ تا آخر سورت نازل ہوئیں۔(لباب النقول فی اسباب النزول) ۱۳ رسول اللہ ﷺ قیامت کا ذکر بکثرت فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔(لباب النقول فی اسباب النزول) ۱۴ نبی کریم ﷺ اس دنیا سے نہیں گئے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو جمیع دنیا وآخرت کے مغیبات کا علم عطا فرما دیا لیکن اسے چھپانے کا حکم دیا گیا' اس آیت میں جونفی ہے وہ اس علم کے دیئے جانے سے قبل کی ہے۔(صاوی)

مَنْ يَّخْشٰهَا ﴿٤٥﴾ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا ﴿٤٦﴾

جز این نیست کہ تو بیم کنندہ ہر کہ بترسد گویا ایشاں روزیکہ بہ بینند آنرا درنگ نکردند مگر شبانگاہ یا چاشت

آپ اسے ڈرانے والے ہیں جو اس سے ڈرتا ہو گویا جس روز اسے دیکھیں گے (تو کہیں گے) دنیا میں نہ رہے تھے مگر ایک شام یا ایک صبح ۲

سُوْرَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ وَّكَذَا الخ

سورہ عبس مکی ہے، اس میں ۴۲ آیات اور ایک رکوع ہیں ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ﴿١﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ﴿٢﴾ وَمَا يُدْرِيْكَ

ترش کرد روی و روگردانید آنکہ آمد پیش او بینا و چہ دانی تو چیست

چہرے پر ناراضگی ظاہر کی اور منہ پھیرا ۴ یہ کہ انکے پاس نابینا آیا ۵ اور تمہیں کیا معلوم

لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ﴿٣﴾ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ﴿٤﴾ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ﴿٥﴾

شاید کہ او پاک شود یا پند گیرد پس سود دہد او را پند دادن اما کسیکہ تونگر دارد

شاید کہ وہ پاک ہے ۶ یا نصیحت پکڑے تو اسے نصیحت کرنا فائدہ دے وہ جو دولت رکھتا ہے ۸

فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ﴿٦﴾ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ﴿٧﴾ وَاَمَّا

پس تو مر او را روے می آری و نیست بر تو وبال آنکہ پاک نشود و اما

پس تم اسکی جانب چہرہ لاتے ہو ۹ اور تم پر وبال نہیں ہے کہ وہ پاک نہ ہو ۱۰ اور

مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ﴿٨﴾ وَهُوَ يَخْشٰى ﴿٩﴾ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ﴿١٠﴾

ہر کہ بیاید بتو بشتاب و او بترسد پس تو ازو مشغول میشوی

جو تمہارے پاس جلدی کرتا ہوا آئے ۱۱ اور وہ ڈرتا ہے ۱۲ پس تم اسے چھوڑ کر مشغول ہوتے ہو ۱۳

۱ یعنی اے محمد ﷺ! آپ پر صرف قیامت سے ڈرانا واجب ہے اس کے آنے کا وقت بتانا ضروری نہیں ہے۔ آیت میں ڈرانے کو اس کیلئے خاص کیا کہ جو اپنے اندر خوف رکھتے ہیں آپ جب قیامت سے ڈراتے ہیں تو ایسے لوگ ہی آپ کے انذار سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر)

۲ یہ کفار جب قیامت اور اسکی ہولناکیوں کو دیکھیں گے تو انہیں ایسا محسوس ہوگا کہ انھوں نے دنیا میں قیام نہیں کیا مگر ایک ساعت۔ (صفوۃ التفاسیر)

۳ اس میں ۵۳۳ حروف اور ۱۳۳ کلمات ہیں (غرائب القرآن) اس سورت میں رسالت کے امر پر بحث کی گئی ہے، اسکی ابتدا حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا صحابی کے قصہ سے ہے جو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں کچھ سیکھنے کیلئے آئے اور آپ اس وقت کبراءِ قریش میں سے ایک جماعت کیساتھ اسلام کی تبلیغ میں مشغول تھے، پھر انسان کے جحود اور اسکے کفر فاحش کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو طرح طرح کی نعمتیں عطا کیں اسکے باوجود وہ کفر کرتا ہے، اسکے بعد اللہ تعالیٰ کی قدرت کے دلائل بیان کئے گئے ہیں، اس سورت کا اختتام قیامت کی ہولناکیوں کے بیان پر ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۴ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ یہ آیت ابن ام مکتوم نابینا صحابی کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے ہدایت فرمائیں۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس مشرکین میں سے چند بڑے آدمی بیٹھے تھے اس لئے آپ نے انکی طرف التفات نہیں فرمایا بلکہ مشرکین کی طرف متوجہ رہے اور ان سے فرماتے رہے کہ کیا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس میں تم کوئی خرابی پاتے ہو؟ اور وہ کہتے کہ نہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) ۵ آیت میں اعمٰی سے مراد حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے دوسرے مؤذن ہیں۔ آپ مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے دو یا تین مرتبہ آپ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب اسوقت مقرر فرمالیا جب آپ جہاد کیلئے مدینہ سے باہر تشریف لے گئے۔ آپ کا انتقال مدینہ منورہ ہی میں ہوا، بعض نے کہا آپ قادسیہ میں شہید ہوئے۔ آپ کے نام کے بارے میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ آپ کا نام عبداللہ بن شریح بن مالک بن ربیعہ فہری ہے اور آپکا تعلق قبیلہ عامر بن لوی سے ہے، بعض نے کہا کہ آپکا نام عمرو بن قیس بن زائدہ ہے۔ ام مکتوم آپ کی دادی کا نام ہے۔ آپکی والدہ کا نام عاتکہ بنت عامر بن مخزوم ہے۔ (روح البیان) ۶ یعنی شاید وہ کامل طور پر پاک ہو جاتا شرک ظاہری اور خفی سے، عیوب نفسانی سے، ھوا و ہوس سے۔ (مظہری) ۷ آیت کا یہ مطلب نہیں کہ تزکیہ اور تذکرہ دونوں کا مجموعہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ اس تردید کا مطلب یہ ہے کہ دونوں اوصاف میں سے کوئی تو ضرور اسکو حاصل ہو جاتا۔ (مظہری) ۸ حضرت عطاء آیت کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ وہ جو ایمان سے بے پرواہ ہے، حضرت کلبی کہتے ہیں کہ وہ جو اللہ سے بے پرواہ ہے۔ (تفسیر کبیر) ۹ یعنی آپ اس کے درپے ہیں اسکی طرف متوجہ ہیں تا کہ تزکیہ اور طہارت اسکے ہاتھ سے جاتی نہ رہے۔ (مظہری) ۱۰ یعنی آپ کی دعوت کے بعد بھی اگر یہ لوگ نہیں مانتے ہیں تو آپ پر کچھ نہیں اس لئے کہ آپکا کام صرف میرا پیغام پہنچا دینا ہے۔ (تفسیر کبیر) ۱۱ یعنی وہ جو خیر کی طلب میں تمہاری جانب تیزی سے آتے ہیں۔ (تفسیر کبیر) ۱۲ اس میں تین احتمال ہیں (۱) اس حال میں کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہو (۲) کفار سے ڈرتا ہے کہ کہیں اسے اذیت نہ پہنچائے (۳) نابینا ہونے کی وجہ سے انھیں خوف رہتا ہے کہ کہیں گر نہ جائے۔ (تفسیر کبیر) ۱۳ یعنی آپ اپنا چہرہ اسکی طرف سے موڑ کر دوسرے کی جانب مشغول ہو جاتے ہیں۔ (القرطبی)

كَلَّآ إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ﴿١١﴾ فَمَن شَآءَ ذَكَرَهُۥ ﴿١٢﴾ فِى صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿١٣﴾

حقا کہ قرآن پندیست پس ہر کہ خواہد پند گیرد در اور نامہاے گرامی کردہ شدہ

درست ہے کہ قرآن ایک نصیحت ہے ۱ پس جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے ۲ عزت والے صحیفوں میں ۳

مَّرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍۭ ﴿١٤﴾ بِأَيْدِى سَفَرَةٍ ﴿١٥﴾ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ﴿١٦﴾ قُتِلَ

بر داشتہ پاکیزہ در دست نویسندگان بزرگان نیکاں کشتہ شود

بلند پاکیزہ ۴ ہاتھ سے لکھنے والے ۵ بزرگ نیکو ۶ مارا جائے

ٱلْإِنسَـٰنُ مَآ أَكْفَرَهُۥ ﴿١٧﴾ مِنْ أَىِّ شَىْءٍ خَلَقَهُۥ ﴿١٨﴾ مِن

کافر چہ کافر است از چہ چیز بیافرید او را از

کافر کیا ہی نا شکرا ہے ۷ کس چیز سے اسے بنایا ۸

نُّطْفَةٍ خَلَقَهُۥ فَقَدَّرَهُۥ ﴿١٩﴾ ثُمَّ ٱلسَّبِيلَ يَسَّرَهُۥ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ أَمَاتَهُۥ

آب منی بیافرید او و پس اندازہ کرد او را پس راہ آسانی کرد او را پس بمیرانید او را

منی کے پانی سے اسے بنایا اور اسکا انداز مقرر کیا ۹ پس راستہ اس کیلئے آسان کیا ۱۰ پھر اسے موت دی

فَأَقْبَرَهُۥ ﴿٢١﴾ ثُمَّ إِذَا شَآءَ أَنشَرَهُۥ ﴿٢٢﴾ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ أَمَرَهُۥ ﴿٢٣﴾

پس در گور کرد او را پس چوں خواہد زندہ گرداند حقا کہ نگذارد آنچہ فرمود او را

اور اسے قبر میں کیا ۱۱ پھر جب چاہے گا زندہ کریگا ۱۲ یقیناً نہ پورا کیا جو اسے حکم ہوا ۱۳

فَلْيَنظُرِ ٱلْإِنسَـٰنُ إِلَىٰ طَعَامِهِۦٓ ﴿٢٤﴾ أَنَّا صَبَبْنَا ٱلْمَآءَ صَبًّا ﴿٢٥﴾

پس بنگرد آدمی بسوے خوردنی خود ہر آئنہ ما ریختیم آب ریختنی

پس آدمی کو چاہئے کہ اپنے کھانے کی جانب دیکھے ۱۴ بیشک ہم نے خوب پانی اتارا ۱۵

ثُمَّ شَقَقْنَا ٱلْأَرْضَ شَقًّا ﴿٢٦﴾ فَأَنۢبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ﴿٢٧﴾ وَعِنَبًا وَ

پس بشگافتیم زمین شگافتنی پس برویانیدیم دراں دانہ انگور و

پھر زمین کو خوب شگاف کیا ۱۶ پس ہم نے اس میں دانہ اُگایا ۱۷ اور انگور اور

۱ حضرت مقاتل یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ قرآن کی آیتیں نصیحت ہیں، حضرت کلبی کہتے ہیں کہ یہ سورت ایک نصیحت ہے۔(تفسیر کبیر)

۲ جو نصیحت پذیر ہونا اور اللہ تعالیٰ کی یاد کرنا چاہے اسکو یاد رکھے۔ حفظِ قرآن کی مشیتِ انسانی سے وابستہ کرنا صیغہ کے لحاظ سے تو تفویض اختیاری ہے لیکن معنوی حیثیت سے حفظِ قرآن نہ کرنے والوں کیلئے زجر اور ذکر قرآن میں مشغول رہنے والوں کی ثناء ہے۔(مظہری)

۳ صحفِ انبیاء میں قرآن کا صرف یہ مطلب ہے کہ قرآن کی بنیادی تعلیمات مثلاً توحید الوہیت و ربوبیت اور اللہ تعالیٰ کی صفات کمالیہ اور وجود ملائکہ اور خیر وشر کا مقدر من اللہ ہونا اور مبدا و معاد کے متعلق بیان اور وحی و رسالت اور اصول حسنات کا امر وغیرہ ہر آسمانی کتب میں موجود ہیں۔ خصوصیات شریعت اور وہ ضوابط و آئین جن میں قرآن منفرد ہے جو گذشتہ صحف انبیاء میں موجود نہ تھے، بعض علماء نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ نبی آخر الزماں ﷺ اور آپ پر نازل ہونیوالی کتاب کا ذکر تمام صحف انبیاء میں تھا۔(حاشیہ مظہری)

۴ یعنی جو شیطان کے ہاتھ سے محفوظ ہے اور ہر قسم کے نقص وعیب سے پاک ہے۔(صفوۃ التفاسیر)

۵ ملائکہ اسے لکھنے والے ہیں۔(صفوۃ التفاسیر)

۶ حضرت حسن کہتے ہیں کہ وہ معاصی سے بچتے ہیں اور اپنے آپکو بلند کرتے ہیں۔(القرطبی)

۷ جاننا چاہئے کہ لفظ قتل انسان کیلئے بدترین بددعا ہے یہ لفظ مختصر ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے انتہائی غضب اور پوری پوری مذمت پر دلالت کررہا ہے۔ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم اور انکی بہن کا نکاح ابولہب کے دونوں بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے کر دیا تھا' جب سورہ لہب نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ اگر تم محمد (ﷺ) کی بیٹیوں کو طلاق نہ دو تو تم عاق ہو دونوں نے طلاق دیدی۔ یہ واقعہ رخصتی سے پہلے کا ہے۔ حضرت ام کلثوم کو عتبہ نے جب طلاق دیدی تو پھر حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا میں نے آپکے دین کا انکار کردیا اور آپکی بیٹی کو چھوڑ دیا اور آپ پر حملہ بھی کیا اور قمیض مبارک پھاڑ ڈالی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے کتوں میں سے کسی کتے کو تجھ پر مسلط فرمادے۔ ایک بار عتبہ قریش کے لوگوں کیساتھ بغرض تجارت شام کو جارہا تھا جنگل میں ایک مقام پر جس کا نام زوراء تھا پڑاؤ کیا۔ رات کو ایک شیر آیا اور ان لوگوں کے آس پاس اس نے چکر لگایا۔ عتبہ کہنے لگا وائے مصیبت مجھے محمد (ﷺ) کی بددعا سے اندیشہ ہے لوگوں نے اپنے تمام پلان اور سامان لاکر ایک اونچا ڈھیر کردیا۔ عتبہ کو اسکے اوپر کردیا اور خود اسکے گرداگرد سوگئے شیر جاچکا تھا جب لوگ سوگئے اور عتبہ سب کے وسط میں تھا کہ شیر آگیا ہر شخص کے اوپر چھلانگ لگاتا اور ہر شخص کو سونگھتا عتبہ تک پہنچا اور اسکو پھاڑ ڈالا۔ (مظہری) ۸ یعنی اس متکبر کافر کو اللہ تعالیٰ نے کس چیز سے پیدا فرمایا۔(القرطبی) ۹ اتنی حقیر شے سے پیدا ہونیوالا تکبر کیونکر کرسکتا ہے۔(القرطبی) ۱۰ حضرت مقاتل یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ ماں کے پیٹ سے نکلنا اس کیلئے آسان کیا' حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ خیر وشر کے راستے کو اس کیلئے آسان کیا۔(القرطبی) ۱۱ یعنی اس کیلئے قبر بنائی تاکہ مرنے کے بعد اکرامًا اسے چھپادیا جائے۔(القرطبی) ۱۲ آیت میں اَنْشَرَهٗ سے مراد ہے زندہ کرنا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب چاہے گا تمہیں دوبارہ زندہ فرمائیگا۔(تفسیر کبیر) ۱۳ یعنی تکبر کی بناء پر انسان نے اللہ کا حکم پورا نہ کیا۔(تفسیر کبیر) ۱۴ جس غذا کو کھا کر انسان زندہ رہتا ہے۔(تفسیر کبیر) ۱۵ آیت میں صَبًّا سے مراد ہے بارش یعنی بارش کے قطروں پر غور کرو۔(تفسیر کبیر) ۱۶ یعنی زمین سے سبزہ اگایا۔(تفسیر کبیر) ۱۷ یعنی جَو' گندم وغیرہ۔(القرطبی)

قَضۡبًا ﴿۲۸﴾ وَّزَيۡتُوۡنًا وَّنَخۡلًا ﴿۲۹﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلۡبًا ﴿۳۰﴾ وَّفَاكِهَةً وَّ

درخت سیب و زیتون و درخت خرما و باغہا دیواریست و میوہا و

سیب کا درخت ۱ اور زیتون اور کھجور کا درخت ۲ اور گھرے ہوئے باغات ۳ اور میوے اور

اَبًّا ﴿۳۱﴾ مَّتَاعًا لَّكُمۡ وَلِاَنۡعَامِكُمۡ ﴿۳۲﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾

تر بر خورداریست برائے شما و مر چہار پایان شما پس چوں بیاید آواز کر کنندہ

چارہ ۴ تمہارے فائدے کیلئے اور تمہارے چوپایوں کیلئے ۵ پس جب سخت (بہرہ کرنے والی) آواز آئے ۶

يَوۡمَ يَفِرُّ الۡمَرۡءُ مِنۡ اَخِيۡهِ ﴿۳۴﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِيۡهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهٖ

روزیکہ بگریزد آدمی از برادر خود و از مادر خود و از پدر خود و از زن خود

جس روز آدمی بھاگے گا اپنے بھائی سے ۷ اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے ۸ اور اپنی بیوی سے

وَبَنِيۡهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امۡرِئٍ مِّنۡهُمۡ يَوۡمَئِذٍ شَاۡنٌ يُّغۡنِيۡهِ ﴿۳۷﴾

و از پسر خود برائے ہر مردے از ایشاں آنروز کار کسب مشغول دارد او را

اور بیٹوں سے ۹ ان میں سے ہر شخص کیلئے اس روز ایک کام ہو گا جس میں وہ مشغول ہوگا ۱۰

وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ مُّسۡفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسۡتَبۡشِرَةٌ ﴿۳۹﴾ وَوُجُوۡهٌ

رویہا آنروز تاباں باشد خنداں باشد شادان و رویہا آنروز بر آں

کچھ چہرے اس روز روشن ہونگے ۱۱ خوش ہو کر مسکرا رہے ہونگے ۱۲ اور کچھ چہرے اس روز اس پر

يَّوۡمَئِذٍ عَلَيۡهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾ تَرۡهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡكَفَرَةُ الۡفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾

غباری باشد فرا گیرد آنرا ترکی آنگروہ ایشانند نا گرویدگان دروغگو

غبار پڑے ہونگے ۱۳ ان پر سیاہی چڑھ رہی ہوگی ۱۴ وہی گروہ ایمان نہ لانیوالے جھوٹ کہنے والے ہونگے ۱۵

سُوۡرَةُ التَّكۡوِيۡرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسۡعٌ وَّعِشۡرُوۡنَ اٰيَةً

سورہ تکویر مکی ہے، اس میں ۲۹ آیات اور ایک رکوع ہیں ۱۶

۱ قاموس میں ہے کہ قضب وہ درخت ہے جسکی شاخیں لمبی اور پھیلی ہوئی ہوں خواہ کوئی درخت ہو۔(مظہری)

۲ یعنی زیتون اور کھجور کے درخت پس تم ان دونوں کے منافع پر غور نہیں کرتے ہو۔(تفسیر کبیر)

۳ غُلۡبًا گھنے درخت کو کہتے ہیں۔مطلب یہ ہے کہ سخت گھنے والے باغات [یہ سب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے] (تفسیر کبیر)

۴ یعنی وہ پھل جن کو مزہ کیلئے کھایا جاتا ہے۔(مظہری)

۵ یعنی یہ ساری اشیاء تمہارے نفع کیلئے پیدا کئے گئے۔(القرطبی)

۶ صاخہ اس آواز کو کہتے ہیں جو قیامت کے روز سنی جائیگی۔(القرطبی)

۷ اب یہاں سے قیامت کی ہولناکیوں کو بیان کیا جارہا ہے۔کہا جاتا ہے کہ قیامت کے روز سب سے پہلے ھابیل اپنے بھائی سے بھاگے گا۔(تفسیر کبیر)

۸ یعنی اسکی ہولناکیوں کے سبب اسکے ماں اور باپ بھی بھاگ رہے ہونگے۔(صفوۃ التفاسیر)

۹ جاننا چاہیئے کہ ایک دوسرے سے بھاگنے کی یا تو ایک وجہ یہ ہوگی کہ اسکو خود ہی اپنی پڑی ہوگی اور اسکو معلوم ہوگا کہ ان اقرباء میں سے کوئی میرے کام آنے والا نہیں' یا اقرباء کے کفر اور انکی بدحالی کی وجہ سے ہر شخص کو اپنے اقرباء سے نفرت اور عداوت ہو جائیگی۔حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دو بچوں کی کیفیت رسول اللہ ﷺ سے دریافت کی جنکا انتقال اسلام سے پہلے ہو گیا تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا وہ دونوں دوزخ میں ہونگے [حضرت خدیجہ کو یہ سن کر کچھ ناگواری ہوئی] نبی کریم ﷺ نے ان کے چہرے پر ناگواری کا اثر دیکھکر فرمایا اگر تم انکے مقام کو دیکھ لو تو تم کو بھی ان سے نفرت ہو جائیگی (مظہری) ۱۰ لوگوں میں سے ہر شخص کا حال اس روز ایسا ہوگا کہ دوسرے کے حال سے اسکو لاپرواہ بنا دیگا۔ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ لوگوں کو برہنہ' ننگے بدن بے ختنہ اٹھائیگا لوگوں کے منہ پر پسینہ کی لگام ہوگی اور کانوں کی لو تک پسینہ پہنچا ہوگا یعنی قدم سے لیکر منہ اور کانوں کی جڑوں تک آدمی پسینہ میں غرق ہوگا۔حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ پردے کے اعضا ایک دوسرے کے دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ لوگوں کو اسکا ہوش ہی نہ ہوگا ہر شخص کا حال اس روز ایسا ہوگا کہ اسکو دوسروں سے لاپرواہ کر دیگا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں اتنا زائد ہے کہ اس روز لوگوں کا معاملہ اس سے زیادہ سخت ہوگا لیکن کوئی کسی کو دیکھے [اسکی فرصت کسی کو کہاں ہوگی] (مظہری) ۱۱ یعنی کچھ چہرے تو ایسے ہونگے کہ اپنی کامیابی اور نعمتِ الٰہی کے سبب روشن ہونگے اور یہ مؤمنین کے چہرے ہونگے۔(القرطبی) ۱۲ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو کچھ عطا کیا ہوگا اس پر خوش ہونگے۔عطاء خراسانی کہتے ہیں کہ وہ چہرے سفید ہونگے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں گردآلود ہوئے ہونگے' حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ اس روز اعضائے وضو چمک رہے ہونگے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رات میں قیام کرنیوالوں کے چہرے چمک رہے ہونگے۔(القرطبی) ۱۳ یعنی گرد اور دھواں ہونگے۔(القرطبی) ۱۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ان پر ذلت و رسوائی چڑھ رہی ہوگی (القرطبی) ۱۵ یہ وہ چہرے ہونگے جو دنیا میں کفر کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے تھے۔(القرطبی) ۱۶ اس میں ۵۳۳ حروف اور ۱۰۴ کلمات ہیں۔(غرائب القرآن) اس سورت میں دو حقیقتوں کا علاج ہے یعنی حقیقت قیامت اور حقیقت وحی و رسالت' اور یہ دونوں لوازم ایمان میں سے ہیں' اسکی ابتدا قیامت کے بیان سے ہے' اس کے بعد حقیقتِ وحی کے بارے میں ذکر ہے' اسکا اختتام ان لوگوں کے زعم کے بطلان پر ہے جو اللہ تعالیٰ کیساتھ شرک کرتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے انکو وعظ و نصیحت فرمائی۔(صفوۃ التفاسیر)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ ۝١ وَاِذَا النُّجُوۡمُ انۡكَدَرَتۡ ۝٢ وَاِذَا الۡجِبَالُ

چوں آفتاب درہم پیچیدہ شود و چوں ستارگان تیرہ شوند و چوں کوہ ہا

جب آفتاب لپیٹا جائے ١ اور جب تارے تاریک کر دیئے جائیں ٢ اور جب پہاڑ

سُيِّرَتۡ ۝٣ وَاِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ ۝٤ وَاِذَا الۡوُحُوۡشُ

از جای دور شوند و چوں ناقہ فرو گذاردہ شود و چوں جانور وحشی

اپنی جگہ سے چلائے جائیں ٣ اور جب اونٹنی چھوڑ دی جائے گی (کوئی نگرانی نہ ہوگی) ٤ اور جب وحشی جانور

حُشِرَتۡ ۝٥ وَاِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ ۝٦ وَاِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ ۝٧

جمع کردہ شود و چوں دریاہا آمیختہ شوند و چوں نفسہا جفت گردانیدہ شوند

جمع کئے جائیں ٥ اور جب دریا ملا دیئے جائیں ٦ اور جب نفسوں کے جوڑے کر دیئے جائیں ٧

وَاِذَا الۡمَوۡءٗدَةُ سُئِلَتۡ ۝٨ بِاَىِّ ذَنۡۢبٍ قُتِلَتۡ ۝٩ وَاِذَا الصُّحُفُ

و چوں دختران زندہ در گور کردہ شوند پرسیدہ شود بکدام گناہ کشتہ شدند و چوں نامہا

اور جب زندہ درگور کی جانے والی لڑکیوں سے پوچھا جائے ٨ کس گناہ کے سبب قتل کی گئی ٩ اور جب نامہ اعمال

نُشِرَتۡ ۝١٠ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتۡ ۝١١ وَاِذَا الۡجَحِيۡمُ سُعِّرَتۡ ۝١٢ وَ

کشادہ شوند و چوں آسمان پراگندہ شود و چوں دوزخ افروختہ گردد و

کھول دیئے جائیں ١٠ اور جب آسمان پراگندہ کر دیئے جائیں ١١ اور جب دوزخ بھڑکا دیا جائے ١٢ اور

اِذَا الۡجَنَّةُ اُزۡلِفَتۡ ۝١٣ عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّاۤ اَحۡضَرَتۡ ۝١٤ فَلَاۤ اُقۡسِمُ

چوں بہشت نزدیک شود بداند نفسی آنچہ حاضر ساختہ شود پس سوگند گویم

جب جنت قریب لائی جائے ١٣ تو ہر جان جان لیگی جو اُسنے حاضر کی ١٤ پس مجھے قسم ہے

١ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے بارہ چیزوں کا ذکر فرمایا کہ جب یہ چیزیں واقع ہو جائیں تو اسوقت ہر نفس کو معلوم ہو جائیگا جو اس نے حاضر کیا ان میں سے پہلی چیز یہ ہے کہ جب سورج لپیٹ دیئے جائیں۔ تکویر کے بارے میں دو احتمال ہیں (١) جس طرح عمامہ بندہ اپنے سر کے اوپر لپیٹتا ہے سورج کی روشنی بھی اسی طرح لپیٹ دی جائیگی' حضرت حسن کہتے ہیں کہ سورج کی روشنی محو کر دی جائیگی (٢) سورج کو نکال کر جہنم میں یا سمندر میں پھینک دیا جائے (تفسیر کبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سورج' چاند یا ستاروں کو بے نور کر کے سمندر میں ڈال دیگا اور ایک مغربی ہوا بھیجے گا جو سمندر میں لگے گی اور سمندر آگ ہو جائیگا' بعض لوگوں کا قول ہے کہ جب سورج کو سمندر میں پھینکا جائیگا تو سمندر گرم ہو کر آگ بن جائیگا۔ (مظہری)

٢ کلبی کہتے ہیں کہ اس روز آسمان سے ستاروں کی بارش ہوگی یہاں تک کہ آسمان سے سارے ستارے زمین پر آ گریں گے۔ (تفسیر کبیر)

٣ یعنی پہاڑوں کو گرد و غبار بنا کر اڑا دیا جائیگا (تفسیر کبیر)

٤ یعنی قیامت کی ہولناکیوں کے سبب حاملہ اونٹنی اپنا حمل گرا دیگی۔ (القرطبی)

٥ جن اور انس کے علاوہ ہر شے کا حشر ان کی موت ہوگی' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہر شے کو جمع کیا جائیگا یہاں تک کہ مکھی بھی۔ (القرطبی)

٦ یعنی اس روز میٹھے اور نمکین دریا کو آپس میں ملا دیا جائیگا۔ (القرطبی)

٧ حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص کو اسکی قوم سے ملا دیا جائیگا جو اپنی قوم کی طرح عمل کرتا تھا' حضرت عمر بن خطاب ؓ فرماتے ہیں کہ فاجر کو فاجر کیساتھ ملا دیا جائیگا اور صالح کو صالح کیساتھ ملا دیا جائیگا' حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ روحوں کو جسموں کیساتھ ملا دیا جائیگا یعنی روح جسم میں ڈال دی جائیگی۔ حضرت حسن کہتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ ہر شخص کو اسکے گروہ سے ملا دیا جائیگا' یہود کو یہود سے' نصاریٰ کو نصاریٰ سے' مجوسی کو مجوسی سے' ہر ایک جس نے اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کی ہوگی ان کے بعض کو بعض سے' منافقین کو منافقین سے اور مؤمنین کو مؤمنین سے۔ (القرطبی) ٨ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ جاہلیت میں لوگ اپنی لڑکیوں کو قتل کرتے تھے اور گوشت کتے کو کھلا دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان پر عتاب کیا۔ حضرت عمر ؓ اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ قیس بن عاصم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! زمانہ جاہلیت میں میں نے اپنی آٹھ بیٹیوں کو زندہ درگور کیا۔ آپ نے فرمایا: ان میں سے ہر ایک کی طرف سے ایک غلام آزاد کرو۔ عرض گذار ہوئے یارسول اللہ ﷺ! میں اونٹوں کا مالک ہوں۔ آپ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو ان میں سے ہر ایک کی طرف سے اونٹ صدقہ کر۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عورت جسکی بچی کو قتل کیا گیا ہوگا قیامت کے روز اس حال میں آئیگی کہ وہ بچی اپنی ماں کی چھاتی سے چمٹی ہوئی ہوگی اور خون میں لت پت ہوگی' کہے گی اے میرے رب! یہ میری ماں اور اس نے مجھے قتل کیا' ایک روایت میں ماں کی بجائے باپ کا ذکر ہے اور اسی روایت کو جمہور نے ترجیح دی ہے۔ (القرطبی) ٩ یعنی کس جرم کی سزا میں۔ (تفسیر کبیر) ١٠ اس سے اعمال کی وہ کتاب مراد ہے جسے ملائکہ لکھتے رہتے ہیں۔ ہر انسان کا عمل اس میں لکھا ہوا ہوگا خیر ہو یا شر۔ (تفسیر کبیر) ١١ یعنی آسمان کو اسکی جگہ سے کھینچ لیا جائے۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ آسمان کو لپیٹ دیا جائے۔ (القرطبی) ١٢ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار سال تک جہنم کو روشن کیا یہاں تک کہ سرخ ہوگئی پھر ایک ہزار سال تک روشن کیا یہاں تک کہ سفید ہوگئی پھر ایک ہزار سال تک روشن کیا یہاں تک کہ سیاہ ہوگئی پس وہ اب تک سیاہ ہے۔ (القرطبی) ١٣ جنت متقین سے قریب لائی جائے۔ (صفوۃ التفاسیر) ١٤ ہر ایک کو اپنے خیر اور شر عمل کا پتا چل جائیگا۔ (صفوۃ التفاسیر)

بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ﴿۱۷﴾ وَالصُّبْحِ

بستارگان باز گروندہ سیر نمایندہ پنہاں شوندہ و بشب چوں تاریک کرد

ان ستاروں کی جو پیچھے ہٹنے والے ہیں ۱ سیر کرنیوالے چھپنے والے ۲ اور رات کی قسم جب تاریکی پھیلائے ۳

إِذَا تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿۱۹﴾ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ

و سوگند بصبح چوں دم زند ہر آئنہ او گفتار فرستادہ بزرگست خداوند قوت نزدیک

اور صبح کی قسم جب دم مارے ۴ بیشک یہ عزت والے رسول کا قول ہے ۵ قوت والا ہے

ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ﴿۲۰﴾ مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ﴿۲۱﴾ وَمَا صَاحِبُكُمْ

خداوند عرش با جاہ فرمانبردار با امانت و نیست صاحب شما

عرش کے مالک کے قریب جاہ والا ۶ اسکی اطاعت کی جاتی ہے امانت والا ۷ اور تمہارے صاحب

بِمَجْنُونٍ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ﴿۲۳﴾ وَمَا هُوَ عَلَى

دیوانہ و ہر آئنہ دید او را بکنارہ روشن و نیست او

دیوانہ نہیں ہیں ۸ اور بیشک روشن کنارہ پر اسے دیکھا ۹ اور نہیں ہے وہ

الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ﴿۲۴﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ ﴿۲۵﴾

پوشیدہ بخیل و نیست او بسخن دیو راندہ شدہ

غیب پر بخیل ۱۰ اور نہیں ہے یہ کسی شیطان مردود کا قول ۱۱

فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ ﴿۲۶﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ﴿۲۷﴾ لِمَنْ شَاءَ

پس کجا میروید نیست او مگر پندی مر عالمیانرا مر ہر کرا خواہد

پس کہاں جاتے ہو ۱۲ نہیں ہے وہ مگر عالمین کیلئے ایک نصیحت ۱۳ اس کیلئے جو چاہے

مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَقِيمَ ﴿۲۸﴾ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿۲۹﴾

از شما آنکہ مستقیم شود و نمی خواہید مگر آنکہ خواہد پروردگار عالمیانست

تم میں سے کہ سیدھا ہو ۱۴ اور تم نہیں چاہتے ہو مگر یہ کہ اللہ چاہے (جو) سارے جہاں کا رب ہے ۱۵

۱ الخنس سے اس جگہ وہ پانچ ستارے مراد ہیں جنکو متحیرہ کہا جاتا ہے یعنی عطارد، زہرہ، مشتری، مریخ، زحل۔ انکو متحیرہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ انکی رفتار کچھ اس طرح دکھائی دیتی ہے کہ مشرق سے مغرب کی طرف جاتے لوٹ پڑتے ہیں کبھی یہ ٹھہرے ہوئے بھی نظر آتے ہیں۔ (مظہری)

۲ یعنی وہ خمسہ متحیرہ جو دائرے میں چلتے اور غروب یا محاق کے وقت چھپ جاتے ہیں۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب سورج ڈوب گیا تو فرمایا: کیا تو جانتا ہے کہ یہ کہاں جاتا ہے، میں نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسول ہی خوب واقف ہے۔ فرمایا وہ عرش کے نیچے سجدہ کرنے جاتا ہے۔ (مظہری)

۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ رات جب اپنی تاریکی کیساتھ پیٹھ دے۔ (القرطبی)

۴ یعنی صبح پھیلے یہاں تک کہ دن کا اجالا آ جائے۔ (القرطبی)

۵ آیت میں رسول سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں یا رسول اللہ ﷺ مراد ہیں۔ (مظہری)

۶ مطلب یہ ہے کہ رسول کی حیثیت سے اسکا قول ہے خود بنا کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کر دیا ہے۔ اگر رسول سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہوں تو انکی یہ قوت تھی کہ قوم لوط کی بستیوں کو اکھاڑ کر بحر اسود کے کنارے سے اپنے بازو پر اٹھا کر بلندیوں پر لے جا کر الٹ دیا۔ قوم ثمود پر ایسی دھاڑ ماری کہ سب بیٹھے بیٹھے مُردہ ہو گئے، آن کی آن میں آسمان سے زمین پر آتے اور پلک جھپکنے میں زمین سے آسمان پر چڑھ جاتے تھے۔ اگر رسول سے مراد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہو تو آپکی طاقت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو برس تک اپنی قوم میں رہے اور تھوڑے لوگوں کو مؤمن بنا سکے مگر رسول اللہ ﷺ نے ۲۳ برس میں [لاکھوں کو] اللہ تعالیٰ کی طرف کھینچ لیا۔ (مظہری) ۷ جاننا چاہئے کہ شب معراج میں رسول اللہ ﷺ کیلئے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اطاعت میں ملائکہ نے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے تھے اور جنت کے دربانوں نے جنت کے دروازے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بعینہ اطاعت محمد ﷺ بھی تھی۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اطاعت سے مراد یہ ہو کہ اللہ کے احکام پہلے جبرائیل علیہ السلام پر اترتے ہیں پھر انکے ذریعے سے دوسرے فرشتوں کو پہنچتے ہیں۔ (مظہری) ۸ یعنی حضرت محمد ﷺ دیوانہ نہیں ہیں۔ (القرطبی) ۹ یعنی جبرائیل علیہ السلام کو انکی اصلی صورت میں دیکھا کہ انکے چھ سو پر تھے۔ (القرطبی) ۱۰ یعنی محمد ﷺ غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں۔ اس جگہ غیب سے قرآن اور جو اخبار وقصص اس میں ہیں مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ آپ پر نازل فرماتا ہے آپ اسکے بتانے میں بخیل نہیں ہیں۔ (تفسیر کبیر) ۱۱ اہل مکہ آپ پر یہ الزام عائد کرتے تھے کہ یہ قرآن [معاذ اللہ] شیطان کا قول ہے اور شیطان اسے آپکی زبان پر جاری کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کے اس نظریئے کا اس آیت سے ابطال فرمایا۔ (تفسیر کبیر) ۱۲ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ یہ مطلب ہے کہ تم لوگ اس قول کو چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو اور کس کی اطاعت کرو گے؟ زجاج یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ جس طریقے کو میں نے خوب ظاہر کر کے بیان کیا ہے تم اسے چھوڑ کر کس راستے پر چلو گے؟ (القرطبی) ۱۳ یعنی یہ قرآن عالمین کیلئے نصیحت ہے۔ (القرطبی) ۱۴ یعنی جو لوگ حق کا اتباع کرتے اور حق کی چال چلتے ہیں قرآن ان کیلئے خصوصیت کیساتھ یاد داشت ہے۔ اتباع حق کرنے والوں کی یہ خصوصیت اس وجہ سے ہے کہ حقیقت میں یہی قرآن سے فائدہ اندوز ہوتے ہیں۔ لفظ استقامت تمام احکام کو جامع ہے۔ (مظہری) ۱۵ مروی ہے کہ جب لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَقِيمَ نازل ہوئی تو ابوجہل کہنے لگا کہ ہم کو اختیار دیدیا گیا ہے اگر ہم چاہیں استقامت رکھیں نہ چاہیں نہ رکھیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ رَبُّ الْعَالَمِينَ: وہ سارے جہان کا مالک ہے ہر چیز کو ترقی دیکر کمال تک پہنچانے والا ہے سب کا خالق وہی ہے یہاں تک کہ تمہاری مشیت بھی وہی پیدا فرماتا ہے۔ (مظہری)

سُورَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورہ انفطار مکی ہے، اس میں ۱۹ آیات اور ایک رکوع ہیں ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝۱ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝۲ وَاِذَا

آنگاہ کہ آسمان شگافتہ شود و آنگاہ کہ کواکب فرو ریزند و چوں

جب آسمان پھٹ جائے ۲ اور جب ستارے جھڑ جائیں ۳ اور جب

الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝۳ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝۴ عَلِمَتْ نَفْسٌ

دریا ہا رواں شوند و چوں گورہا زیر و زبر کردہ شود بداند ہرتنے

دریا بہا دیئے جائیں ۴ اور جب قبریں الٹ پلٹ کر دیئے جائیں ۵ تو جان لے گی ہر جان

مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۝۵ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ

آنچہ پیش فرستاد و آنچہ پس داشت اے آدمی چہ چیز فریفت ترا

جو آگے بھیجا اور جو پیچھے رکھا ۶ اے انسان کس چیز نے تجھے دھوکا دیا

بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝۶ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝۷

بخداوند تو بزرگست آنکہ بیافرید ترا پس راست کرد ترا پس گردانید ترا

تیرے کرم والے رب کے بارے میں ۷ وہ جس نے تجھے پیدا کیا پھر تجھے ٹھیک کیا اور تجھے ہموار کیا ۸

فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝۸ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ

در صورتیکہ خواست ترکیب کرد ترا نچنانست بلکہ تکذیب کردند ترا

جس صورت میں چاہا تجھے مرکب کیا ۹ ایسا نہیں ہے بلکہ تم جھٹلاتے ہو

۱ اس میں ۳۲۷ حروف اور ۸۰ کلمات ہیں۔(غرائب القرآن) اس سورت میں قیامت کے بارے میں بیان ہے' اسکی ابتدا انقلاب کائنات سے ہے کہ جب آسمان پھٹ جائے' ستارے بکھر جائیں' سمندر ابل پڑے اور مُردے اپنی اپنی قبروں سے نکل پڑیں' اسکے بعد انسان کے کفر اور جحود کا بیان ہے' اس میں آخرت کے اعتبار سے انسان کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے یعنی ابرار اور فجار۔ اس سورت کا اختتام قیامت کی ہولنا کیوں کے بیان پر ہے۔(صفوۃ التفاسیر)

۲ جاننا چاہیئے کہ جب یہ تمام امور واقع ہوں تو اسوقت قیامت واقع ہوگی۔ اس سورت میں قیامت کی نشانیوں میں سے چار نشانیاں بیان کی گئی ہیں ان میں سے دو کا تعلق علویات سے ہے اور دو کا تعلق سفلیات سے ہے۔(تفسیر کبیر)

۳ جب کثرت سے ستارے گریں۔(القرطبی)

۴ تمام سمندر کو ملا کر ایک کر دیا جائے۔(القرطبی)

۵ زمین کے اندر جو کچھ اسے نکال دے(القرطبی)

۶ اسوقت ہر نفس کو معلوم ہو جائیگا جو اس نے آگے بھیجا ہے۔(القرطبی)

۷ بغوی کا کہنا ہے کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی' عکرمہ کا کہنا ہے کہ نزول آیت کا مورد ابی بن خلف تھا' کلبی نے اُسید بن کلدہ کے متعلق آیت کا نزول قرار دیا ہے۔ اُسید نے رسول اللہ ﷺ کو مارا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسکو فوری سزا نہیں دی تھی اور یہ آیت نازل فرمائی یعنی رب کریم کے متعلق تجھے کس چیز نے فریب خوردہ بنایا اور کس نے اسکی خلاف ورزی پر تجھے جرأت دلائی۔ کیا اسکی درگذر نے یا اس بات نے کہ اس نے تجھے فوری سزا نہیں دی۔ رب کی صفت کریم اس موقع پر ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ کریمی ہی کی وجہ سے اس نے فریب کھایا تھا اور شیطان یہ کہہ کر دھوکا دیتا ہے کہ تیرا رب کریم ہے کسی کو فوری سزا نہیں دیتا۔ بعض اہل بشارت کا قول ہے کہ دوسرے اسماء وصفات کو چھوڑ کر بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ کہنے سے گناہگار کو یہ جواب دینے کا موقع مل گیا کہ جب اس سے گناہ کی باز پرس ہو تو وہ کہہ دے مجھے کریم کے کرم نے دھوکا دیا۔ یحییٰ بن معاذ نے کہا کہ اگر مجھے سامنے کھڑا کر کے پوچھا جائے کہ یحییٰ تجھے میرے متعلق کس نے فریب خوردہ کیا اور مجھ پر کس نے جرأت دلائی تو کہہ دونگا کہ تیرے گذشتہ اور حالیہ کرم نے مجھے دھوکا دیا۔ ابوبکر وراق کہتے ہیں کہ اگر مجھ سے فرمایا مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ تو کہہ دونگا کہ کریم کے کرم نے مجھے دھوکا دیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی ایک ایسا نہیں کہ قیامت کے روز اللہ اس سے باز پرس نہ کرے۔ وہ ضرور کہے گا کہ اے ابن آدم! تجھے مجھ پر کس چیز نے جری بنا دیا۔ اے ابن آدم! تو نے اپنے علم کے موافق کیا عمل کیا۔ اے ابن آدم! تو نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنا رخ اسکی طرف کر لیتا ہے پھر جب آدمی رخ پھیر لیتا ہے تو اللہ فرماتا ہے اے ابن آدم! کس کی طرف تو رخ پھیرتا ہے۔ مجھ سے بہتر کون ہے؟ میری طرف رخ کر جب آدمی دوبارہ رخ گردانی کرتا ہے تو اللہ وہی پہلی بات فرماتا ہے جب تیسری بار منہ پھیرتا ہے تو اللہ بھی اسکی طرف سے رخ پھیر لیتا ہے۔(مظہری) ۸ یعنی اللہ تعالیٰ نے تجھے ماں کے پیٹ سے نطفہ سے پیدا کیا پھر تیرے لئے دو ہاتھ دو پاؤں اور سارے اعضاء اعتدال کیساتھ بنائے۔(القرطبی) ۹ مجاہد' کلبی اور مقاتل کہتے ہیں کہ باپ' ماں' ماموں' یا چچا ان میں سے جسکی شکل چاہی دیدی۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب نطفہ رحم میں ٹھہرتا ہے تو اس سے لیکر آدم تک سب [صورتوں] کو سامنے لایا جاتا ہے پھر نبی کریم ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ جاننا چاہیئے کہ اَلَّذِیْ سے رَکَّبَکَ تک پورا کلام بِرَبِّکَ کی دوسری صفت ہے جس سے رب کی ربوبیت کا ثبوت اور کریم کے کرم کی وضاحت ہو رہی ہے۔(مظہری)

بِالدِّيْنِ ﴿٩﴾ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ﴿١٠﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ﴿١١﴾

بروز جزا و ہر آئینہ بر شما البتہ نگاہبانست بزرگان نویسندگان

جزا کے دن کو ۱ اور بیشک تم پر ضرور نگاہبان ہیں ۲ عزت والے لکھنے والے ۳

يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿١٢﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿١٣﴾ وَاِنَّ

میدانند آنچہ میکنند ہر آئینہ نیکاں در بہشت اند و ہر آئینہ

جانتے ہیں جو تم کرتے ہو ۴ بیشک نیکوکار بہشت میں ہیں ۵ اور بیشک

الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ﴿١٤﴾ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿١٥﴾ وَمَا هُمْ عَنْهَا

دروغگویان در دوزخند درآیند در دوزخ روز جزا و نیستند ایشاں

جھوٹ کہنے والے دوزخ میں ہیں ۶ جزا کے دن دوزخ میں داخل ہونگے ۷ اور نہیں ہیں وہ سب

بِغَآئِبِيْنَ ﴿١٦﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿١٧﴾ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ

ازاں گم شدگان و چہ دانی تو چیست روز جزا پس چہ دانی چیست روز جزا

اس سے غائب ہونے والے ۸ اور تمہیں کیا معلوم روز جزا کیا ہے ۹ پھر تجھے کیا معلوم روز جزا

الدِّيْنِ ﴿١٨﴾ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ۭ وَالْاَمْرُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ﴿١٩﴾

روزیکہ مالک نشود نفسی مر نفسی را چیزے و حکم آنروز مر خدا راست

کیا ہے ۱۰ جس روز مالک نہ ہوگا کوئی نفس دوسرے نفس کیلئے کچھ بھی' اور اس روز حکم اللہ ہی کیلئے ہے ۱۱

سُوْرَةُ التَّطْفِيْفِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

سورہ مطففین مدنی ہے' اس میں ۳۶ آیات اور ایک رکوع ہیں ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

۱ آیت میں الدین میں دو احتمالات ہیں (۱) اس سے مراد دین اسلام ہے اسوقت آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ تم لوگ جزا کیساتھ دینِ اسلام کو بھی جھٹلاتے ہو (۲) اس سے مراد حساب کا دن ہے اسوقت آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ تم لوگ حساب کے دن کو جھٹلاتے ہو۔ (تفسیر کبیر)

۲ مطلب یہ ہے کہ تم پر تعجب ہے کہ قیامت کے دن کو جھٹلا رہے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ملائکہ کو مسلط کر رکھا ہے جو تمہارے اعمال لکھتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمہارے ایک ایک عمل کا محاسبہ کریگا۔ (تفسیر کبیر)

۳ اس سے مراد وہ ملائکہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بندوں کے اعمال لکھنے پر مامور فرمایا۔ (تفسیر کبیر)

۴ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ملائکہ کو چند اوصاف سے متصف فرمایا ہے (۱) حافظین (۲) کراماً (۳) کاتبین (۴) يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ. اس میں دو وجوہ ہیں ایک تو یہ کہ ان افعال کو ملائکہ جانتے ہیں تا کہ اچھی طرح لکھ سکیں' یہ اس جانب تنبیہ ہے کہ شہادت یعنی گواہی بغیر علم کے جائز نہیں ہے' دوم یہ کہ وہ سب جو کچھ لکھتے ہیں یہاں تک کہ اسکے عالم بھی ہوتے ہیں تا کہ بوقتِ شہادت اسے ادا کریں۔ (تفسیر کبیر)

۵ بیشک وہ مؤمنین جو دنیا میں اپنے رب سے ڈرتے رہے ایسے نعمت والے باغات میں ہونگے کہ جسے کسی آنکھ نے دیکھا نہ ہوگا' کسی کان نے سنا نہ ہوگا اور کسی بشر کے دل پر اسکا خیال گذرا نہ ہوگا یہ لوگ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۶ یعنی وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہمیشہ جلتے رہنے والی آگ میں ہونگے اور اس عذاب میں وہ سب دائمی طور پر رہینگے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۷ یعنی جزاء وسزا کے روز انہیں سخت گرمی پہنچے گی۔ (القرطبی) ۸ جحیم سے غائب نہ ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہینگے' یا یہ معنی ہے کہ وہ پہلے ہی اس سے غائب نہ تھے' یا یہ مطلب ہے کہ قبروں میں بھی دوزخ کی گرم ہوا انکو پہنچتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی مرجاتا ہے تو صبح وشام اسکی جگہ اسکے سامنے لائی جاتی ہے اگر وہ جنتی ہے تو جنت والوں کی جگہ' اگر دوزخی ہے تو دوزخ والوں کی جگہ پیش ہوتی ہے اور اس سے کہا جاتا ہے یہ تیری جگہ ہے یہاں تک کہ اللہ تجھے اٹھا کر قیامت کے دن وہاں لے جائیگا۔ حضرت براء بن عازب ﷺ کی روایت ہے کہ حسب فرمان رسول اللہ ﷺ قبر میں کافر کے حال کے ذکر میں آیا ہے کہ اس سے اسکے دین کے متعلق پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے ھا ھا لا اَدْرِیْ مجھے نہیں معلوم۔ اس پر آسمان کی طرف سے ایک ندا آتی ہے اس نے جھوٹ کہا اس کیلئے آگ کا فرش کردو اور آگ کے کپڑے اسکو پہنا دو اور آگ کی طرف اس کیلئے دروازہ کھول دو۔ (مظہری) ۹ یہ جملہ قیامت کی ہولنا کیوں کے پیش نظر کہا گیا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۰ اس روز کی ہولنا کیوں سے مزید ڈرانے کیلئے یہ جملہ دوبارہ کہا گیا۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۱ یعنی اس روز حکم محض اللہ واحد کا ہوگا وہ دنیا کی طرح اس روز کسی کو کسی چیز کا مالک نہیں بنائیگا۔ مؤمنوں کیلئے شفاعت کی اجازت ضرور ہوگی مگر اذن شفاعت تملیک نہیں' یا یہ مطلب ہے کہ درحقیقت دنیا میں بھی اہل بصیرت کی نظر میں ہر امر اللہ ہی کا ہے مگر اس روز ہر شخص کے سامنے اور ہر شخص کے گمان میں بھی اللہ ہی کا حکم ہوگا۔ (مظہری) ۱۲ اس میں ۷۳۳ حروف اور ۱۹۹ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ پہلی سورت ہے جو مدینہ میں نازل ہوئی' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ آخر کی آٹھ آیات کے سوا یہ سورت مدنی ہے' کلبی اور جابر بن زید کہتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان نازل ہوئی۔ (القرطبی) اس سورت میں امور عقیدہ کا علاج ہے' اسکی ابتدا ان لوگوں سے اعلان حرب کیساتھ ہے جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں اسکے بعد اشقیاء وفجار کے احوال بیان کئے گئے پھر متقین کے احوال بیان کئے گئے ہیں اسکا اختتام اہل شقاوت کے موافق کے بیان پر ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ① الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ

واے مرگاہندگان کیل آنانکہ چوں میستانند بر مردمان

ویل ہے کم تولنے والوں کیلئے ۱ وہ لوگ جو لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں

يَسْتَوْفُوْنَ ② وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ③ اَلَا

تمام میستانند و چوں بہ پیمایند ایشاں یا بسنجند ایشانرا میکاہند آیا

تو پورا لیتے ہیں ۲ اور جب انہیں ناپ کر دیتے ہیں یا تول کر انھیں دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں ۳ کیا

يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ④ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ⑤ يَّوْمَ

نمیدانند آنگروہ آنکہ ایشاں بر انگیختگانند برائے روز بزرگ روزیکہ

اس گروہ کو نہیں معلوم کہ انہیں اٹھایا جائیگا ۴ بڑے دن کیلئے ۵ جس روز

يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ⑥ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ

بایستند مردمان مر پروردگار عالمیان نی نی ہر کتاب نوشتہ کافران

عالمین کے رب کیلئے لوگ کھڑے ہونگے ۶ نہیں نہیں کافروں کی ہر کتاب

لَفِيْ سِجِّيْنٍ ⑦ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ⑧ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ⑨

در سجین بود و چہ دانی تو چیست سجین نوشتہ است کتابی

سجین میں ہو گی ۷ اور تمہیں کیا معلوم سجین کیا ہے ۸ وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے ۹

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ⑩ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ

ویل آنروز مر تکذیب کنندگانرا آنانکہ تکذیب کنند بروز

ویل ہے اس روز جھٹلانے والوں کیلئے ۱۰ وہ لوگ جو جھٹلاتے ہیں جزا کے

الدِّيْنِ ⑪ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ⑫ اِذَا تُتْلٰى

جزا و تکذیب نکند آنرا مگر ہر ستمگار بزکار چوں خواندہ شود

دن کو ۱۱ اور اسے نہیں جھٹلاتے مگر ہر ظالم گناہگار ۱۲ جب پڑھی جائیں

۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگوں میں یہ بڑی برائی تھی کہ ناپ تول میں کمی کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور انھیں حکم دیا کہ ناپ تول پورے کریں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ آیت ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی جو ابو جہینہ کے لقب سے مشہور تھا اور اسکا نام عمرو تھا۔ اسکے پاس دو قسم کے پیمانے تھے ایک سے سامان لیتا تھا [جو وزن سے بھی زیادہ تھا] دوسرے پیمانے سے لوگوں کو دیتا تھا [جو وزن سے بھی کم تھا] (القرطبی)

۲ اس آیت میں اشارہ ہے کہ حقیر چیز کی کمی بھی ویل و عذاب کی موجب ہے زیادہ چیز کی کمی تو بطریق اولیٰ موجب عذاب ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ چیزیں پانچ چیزوں سے آتی ہیں۔ جس قوم نے بھی عہد کو توڑا اللہ نے انکے دشمن کو اس پر مسلط کردیا' جس قوم نے بھی اللہ کے نازل کردہ حکم کے خلاف فیصلہ کیا ان میں افلاس ضرور پھیل گیا' جس قوم میں بدکاری کھلم کھلا ہوئی ان میں موت ضرور پھیلی' جس قوم نے بھی ناپ میں کمی بیشی کی اس سے زمین کی روئیدگی ضرور روک دی گئی اور قحط میں مبتلا کیا گیا اور جس قوم نے زکوۃ روکی اس سے بارش روک دی گئی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بائع کی طرف سے گذرتے تو فرماتے اللہ سے ڈرتا رہ' ناپ تول پورا کیا کر قیامت کے روز ناپ تول میں کمی کرنے والوں کو اتنا کھڑا کیا جائیگا کہ پسینہ کی لگام انکے دہانے پر ہو جائیگی اور آدھے کانوں تک پسینہ پہنچے گا۔ (مظہری)

۳ یعنی جب لوگوں سے لیتے تو زیادہ لیتے اور لوگوں کو دیتے تو ناپ میں کم کر کے دیتے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۴ یعنی انکے حال پر بڑا تعجب ہے کہ وہ اس قسم کی جرأت کرتے ہیں۔ (القرطبی) ۵ یعنی قیامت کے روز۔ (القرطبی) ۶ حضرت کعب فرماتے ہیں کہ لوگ بمقدار تین سو برس کھڑے رہینگے' حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود سنا رسول اللہ ﷺ فرمارہے تھے کہ قیامت کے دن سورج مخلوق سے قریب آجائیگا یہاں تک کہ ایک میل فاصلہ کے بقدر ہوگا' حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ قیامت کے روز سورج لوگوں کے سروں کے قریب دو کمانوں کے فصل کے برابر یا دو کمانوں کے برابر آجائیگا اور دس سال کی گرمی دیگا اس روز کسی کے بدن پر کوئی پردہ نہ ہوگا۔ جاننا چاہیئے کہ مؤمن اور مؤمنہ کا ستر دکھائی نہ دیگا اور نہ سورج کی گرمی مؤمن اور مؤمنہ کو محسوس ہوگی ہاں کافروں کو وہ گرمی خوب پکائے گی کہ انکے اندر سے عق عق کی آواز سنائی دیگی۔ (مظہری) ۷ احادیث اور آثار سے ظاہر ہے کہ سجین اس مقام کا نام ہے جہاں کفار کا رجسٹر ہے۔ سجین میں کفار کا رجسٹر ہونا بایں معنی ہے کہ انکے اعمال نامے وہاں رکھے جاتے ہیں' یا یہ معنی ہے کہ کافر جن وانس کے اعمالناموں کی ایک کتاب ہے جس میں سب اعمالنامے جمع کئے جاتے ہیں۔ سجین کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ کافروں کی روحیں وہاں بند کردی جاتی ہیں۔ سجین کا معنی ہے بند کرنا۔ یہ ساتویں زمین یا ساتویں زمین کے نیچے ہے۔ (مظہری) ۸ ہولناکیوں کو مزید بڑھانے کیلئے یہ جملہ کہا گیا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۹ یعنی جانتے ہو کہ سجین کیا ہے وہ تو ایک لکھی ہوئی کتاب ہے جیسے کپڑے پر لکھتے ہیں نہ اسے بھلایا جاسکتا ہے اور نہ مٹایا جاسکتا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۰ یعنی ہلاکت اور بربادی ہے جھٹلانے والوں کیلئے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۱ یعنی کتاب میں لکھ دیا گیا ہے کہ سزا اور جزا کے دن جھٹلانے والوں کیلئے ویل ہوگی۔ (مظہری) ۱۲ یعنی ایسے یقینی دن کو وہی شخص جھٹلا سکتا ہے جو مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ہو۔ جاننا چاہیئے کہ معتد وہ شخص ہے جو جہالت اور جاہل آباء واجداد کی پیروی میں حد سے بڑھ گیا ہو یہاں تک کہ دوبارہ پیدا کرنے پر اللہ کو بھی قادر نہ سمجھتا ہو۔ اور اثیم وہ گناہگار جو خواہشات نفس میں منہمک ہو کر مخالف نفسانیت چیزوں کا انکار کردے۔ (مظہری)

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ① الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ

وائے مرگاہندگان کیل آنانکہ چوں میستانند بر مردمان

ویل ہے کم تولنے والوں کیلئے ۱ وہ لوگ جو لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں

يَسْتَوْفُونَ ② وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ③ أَلَا

تمام میستانند و چوں بہ پیمایند ایشاں یا بسنجند ایشانرا میگاہند آیا

تو پورا لیتے ہیں ۲ اور جب انہیں ناپ کر دیتے ہیں یا تول کر انھیں دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں ۳ کیا

يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ④ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ⑤ يَوْمَ

نمیدانند آنگروہ آنکہ ایشاں بر انگیختگانند برائے روز بزرگ روزیکہ

اس گروہ کو نہیں معلوم کہ انہیں اٹھایا جائیگا ۴ بڑے دن کیلئے ۵ جس روز

يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ⑥ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ

بایستند مردمان مر پروردگار عالمیان نی نی ہر کتاب نوشتہ کافران

عالمین کے رب کیلئے لوگ کھڑے ہونگے ۶ نہیں نہیں کافروں کی ہر کتاب

لَفِي سِجِّينٍ ⑦ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ ⑧ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ⑨

در سجین بود و چہ دانی تو چیست سجین نوشتہ است کتابی

سجین میں ہو گی ۷ اور تمہیں کیا معلوم سجین کیا ہے ۸ وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے ۹

وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ⑩ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَوْمِ

ویل آنروز مر تکذیب کنندگانرا آنانکہ تکذیب کنند بروز

ویل ہے اس روز جھٹلانے والوں کیلئے ۱۰ وہ لوگ جو جھٹلاتے ہیں جزا کے

الدِّينِ ⑪ وَمَا يُكَذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ⑫ إِذَا تُتْلَىٰ

جزا و تکذیب نکند آنرا مگر ہر ستمگار بزکار چوں خواندہ شود

دن کو ۱۱ اور اسے نہیں جھٹلاتے مگر ہر ظالم گناہگار ۱۲ جب پڑھی جائیں

۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگوں میں یہ بڑی برائی تھی کہ ناپ تول میں کمی کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور انھیں حکم دیا کہ ناپ تول پورے کریں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ آیت ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی جو ابوجہینہ کے لقب سے مشہور تھا اور اسکا نام عمرو تھا۔ اسکے پاس دو قسم کے پیمانے تھے ایک سے سامان لیتا تھا [جو وزن سے بھی زیادہ تھا] دوسرے پیمانے سے لوگوں کو دیتا تھا [جو وزن سے بھی کم تھا] (القرطبی)

۲ اس آیت میں اشارہ ہے کہ حقیر چیز کی کمی بھی ویل و عذاب کی موجب ہے زیادہ چیز کی کمی تو بطریق اولیٰ موجب عذاب ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ چیزیں پانچ چیزوں سے آتی ہیں۔ جس قوم نے بھی عہد کو توڑا اللہ نے انکے دشمن کو اس پر مسلط کر دیا' جس قوم نے بھی اللہ کے نازل کردہ حکم کے خلاف فیصلہ کیا ان میں افلاس ضرور پھیل گیا' جس قوم میں بدکاری کھلم کھلا ہوئی ان میں موت ضرور پھیلی' جس قوم نے بھی ناپ میں کمی بیشی کی اس سے زمین کی روئیدگی ضرور روک دی گئی اور قحط میں مبتلا کیا گیا اور جس قوم نے زکوۃ روکی اس سے بارش روک دی گئی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بائع کی طرف سے گذرتے تو فرماتے اللہ سے ڈرتا رہ' ناپ تول پورا کیا کر قیامت کے روز ناپ تول میں کمی کرنے والوں کو اتنا کھڑا کیا جائیگا کہ پسینہ کی لگام انکے دہانے پر ہو جائیگی اور آدھے کانوں تک پسینہ پہنچے گا۔ (مظہری)

۳ یعنی جب لوگوں سے لیتے تو زیادہ لیتے اور لوگوں کو دیتے تو ناپ میں کم کر کے دیتے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۴ یعنی انکے حال پر بڑا تعجب ہے کہ وہ اس قسم کی جرأت کرتے ہیں۔ (القرطبی) ۵ یعنی قیامت کے روز۔ (القرطبی) ۶ حضرت کعب فرماتے ہیں کہ لوگ بمقدار تین سو برس کھڑے رہینگے' حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود سنا رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے کہ قیامت کے دن سورج مخلوق سے قریب آ جائیگا یہاں تک کہ ایک میل فاصلہ کے بقدر ہوگا' حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ قیامت کے روز سورج لوگوں کے سروں کے قریب دو کمانوں کے فصل کے برابر یا دو کمانوں کے برابر آ جائیگا اور دس سال کی گرمی دیگا اس روز کسی کے بدن پر کوئی پردہ نہ ہوگا۔ جاننا چاہیئے کہ مؤمن اور مؤمنہ کا ستر دکھائی نہ دیگا اور نہ سورج کی گرمی مؤمن اور مؤمنہ کو محسوس ہوگی ہاں کافروں کو وہ گرمی خوب پکائے گی کہ انکے اندر سے عق عق کی آواز سنائی دیگی۔ (مظہری) ۷ احادیث اور آثار سے ظاہر ہے کہ سجین اس مقام کا نام ہے جہاں کفار کا رجسٹر ہے۔ سجین میں کفار کا رجسٹر ہونا بایں معنی ہے کہ انکے اعمال نامے وہاں رکھے جاتے ہیں' یا یہ معنی ہے کہ کافر جن وانس کے اعمالناموں کی ایک کتاب ہے جس میں سب اعمالنامے جمع کئے جاتے ہیں۔ سجین کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ کافروں کی روحیں وہاں بند کر دی جاتی ہیں۔ سجین کا معنی ہے بند کرنا۔ یہ ساتویں زمین یا ساتویں زمین کے نیچے ہے۔ (مظہری) ۸ ہولناکیوں کو مزید بڑھانے کیلئے یہ جملہ کہا گیا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۹ یعنی جانتے ہو کہ سجین کیا ہے وہ تو ایک لکھی ہوئی کتاب ہے جیسے کپڑے پر لکھتے ہیں نہ اسے بھلایا جا سکتا ہے اور نہ مٹایا جا سکتا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۰ یعنی ہلاکت اور بربادی ہے جھٹلانے والوں کیلئے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۱ یعنی کتاب میں لکھ دیا گیا ہے کہ سزا اور جزا کے دن جھٹلانے والوں کیلئے ویل ہوگی۔ (مظہری) ۱۲ یعنی ایسے یقینی دن کو وہی شخص جھٹلا سکتا ہے جو مُعْتَدٍ اَثِيمٍ ہو۔ جاننا چاہیئے کہ معتد وہ شخص ہے جو جہالت اور جاہل آباء واجداد کی پیروی میں حد سے بڑھ گیا ہو یہاں تک کہ دوبارہ پیدا کرنے پر اللہ کو بھی قادر نہ سمجھتا ہو۔ اور اثیم وہ گناہگار جو خواہشات نفس میں منہمک ہو کر مخالف نفسانیت چیزوں کا انکار کر دے۔ (مظہری)

عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۳ كَلَّا بَلْ سكتہ رَانَ

برو آیات ما گفتند افسانہائے پیشینان نچنانست بلکہ غشاوہ غفلت

ان پر ہماری آیتیں تو کہتے ہیں کہ یہ اگلوں کے افسانے ہیں ۱ ایسا نہیں ہے بلکہ غفلت کا پردہ

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۱۴ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ

بر دلہاے ایشاں آنچہ بودند کسب میکردند حقا کہ ایشاں از پروردگار خود

ان کے دلوں پر ہے اس سبب جو وہ کماتے تھے ۲ درست ہے کہ وہ سب اپنے رب سے

يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝۱۵ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۝۱۶ ثُمَّ يُقَالُ

آنروز در پردہ اند پس ہر آئنہ ایشاں در آیندگانند بدوزخ پس گفتہ شود

اس روز پردے میں ہیں ۳ پھر وہ سب دوزخ میں داخل ہونگے ۴ پھر کہا جائیگا

هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝۱۷ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ

ایں آنست کہ بودید بداں تکذیب میکردید بچنیں است کتاب نیکاں

یہ ہے وہ جسے تم جھٹلاتے تھے ۵ ایسا ہے کہ نیکوکار کی کتاب

لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ۝۱۸ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۝۱۹ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝۲۰

در علیین باشد و چہ دانی تو چیست علیون کتابیست نوشتہ شدہ

علیین میں ہو گی ۶ اور تمہیں کیا معلوم علیین کیا ہے ۷ ایک کتاب لکھی ہوئی ہے ۸

يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝۲۱ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝۲۲ عَلَى الْاَرَآئِكِ

حاضر شوند آنرا ملایکہ مقرب ہر آئنہ نیکا در بہشت اند بر تختہا

حاضر کرینگے اسے ملائکہ مقرب ۹ بیشک نیکوکار جنت میں ہونگے ۱۰ تختوں پر

يَنْظُرُوْنَ ۝۲۳ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ۝۲۴ يُسْقَوْنَ

می نگرند بشناسی در رویہاے ایشاں شادی با نعمت آشامند

(بیٹھے) دیکھتے ہیں ۱۱ تو پہچانے گا ان کے چہرے میں نعمت کی خوشی ۱۲ پلائے جائیں گے

۱ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو نبوت کے منکر ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب ان پر قرآن پڑھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اگلوں کی کہانیاں ہیں۔ اس جگہ تکذیب میں دو احتمالات ہیں (۱) یہ اولین کے اکاذیب ہیں (۲) یہ اولین کے اخبار ہیں۔ (تفسیر کبیر)

۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اسکے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے پس جب وہ اسے چھوڑ دے اور اللہ سے مغفرت طلب کرے اور توبہ کرے تو اسکا دل صاف کر دیا جاتا ہے اور اگر گناہ کا اعادہ کرتا ہے تو اس سیاہ نکتے کو بڑھا دیا جاتا ہے یہاں تک کہ مسلسل گناہوں کے سبب وہ اسکے پورے دل پر چھا جاتا ہے اور یہ وہی ران ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا۔ مفسرین کرام کہتے ہیں کہ ران گناہ پر گناہ ہے یہاں تک کہ اسکا دل سیاہ ہو جائے۔ (القرطبی)

۳ یہ جھٹلانے والے اللہ تعالیٰ کی رؤیت سے محروم رہیں گے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۴ یعنی اللہ تعالیٰ کی رؤیت سے محروم رہ کر جہنم میں داخل ہونگے اور دائمی طور پر اسکا مزہ چکھیں گے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۵ جہنم کا داروغہ ان سے یہ کہے گا۔ (صفوۃ التفاسیر)

۶ یعنی معاملہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ وہ لوگ کہتے ہیں اور گمان رکھتے ہیں بلکہ ان جھٹلانے والوں کی کتاب سجین میں ہے اور مؤمنین کی کتاب علیین میں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ مطلب بیان فرماتے ہیں کہ اہل ایمان کی کتاب جنت میں ہے، انہی سے یہ بھی مروی ہے کہ انکے اعمال اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے اور وہ آسمان میں ہے، حضرت ضحاک، حضرت مجاہد اور حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اس سے ساتواں آسمان مراد ہے جہاں مؤمنین کی روحیں ہوتی ہیں، حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ یہ سدرۃ المنتھیٰ ہے جہاں سے کوئی چیز آگے نہیں بڑھ سکتی ہے۔ ملائکہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! یہ تیرا فلاں بندہ ہے اور اللہ ان ملائکہ سے زیادہ اس بندہ کو جانتا ہے اسکے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف ایک مُہر لگی کتاب آتی ہے جس میں اس بندہ کیلئے عذاب سے امان لکھا ہوتا ہے اس آیت کا یہی مطلب ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علیون ساتویں آسمان میں عرش کے نیچے ہے۔ (القرطبی) ۷ مقام علیین کو مزید بلند کرنے کیلئے یہ جملہ کہا گیا۔ (القرطبی) ۸ نیکوکار کی کتاب لکھی ہوئی ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۹ مُقَرَّبُوْنَ سے مراد ہیں قرب رکھنے والے ملائکہ۔ میں کہتا ہوں کہ شہیدوں، صدیقوں اور پیغمبروں کی روحیں بھی مقربین میں شامل ہیں کیونکہ یہ سب ارواح وہاں ہونگیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شہیدوں کی روحیں اللہ کے یہاں سبز پرندوں کی پوٹوں میں ہوتی ہیں اور جنت کے دریاؤں میں جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی پھرتی ہیں اور لوٹ کر ان قندیلوں میں آجاتی ہیں جو عرش کے نیچے ہیں۔ (مظہری) ۱۰ جب اللہ تعالیٰ نے نیکوکار کے نامۂ اعمال کا تذکرہ فرمالیا تو اب انکے مقام کو بیان فرما رہا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ابرار کیلئے جو جنت نعیم ہے اسے تین امور سے متصف فرمایا ہے (تفسیر کبیر) ۱۱ ان تین امور میں سے پہلے امر کو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ تخت پر بیٹھے دیکھ رہے ہونگے اس میں تین احتمالات ہیں (۱) جنت کی مختلف نعمتوں کو دیکھ رہے ہونگے مثلاً حور العین، ولدان اور مختلف قسم کے کھانے پینے کی اشیاء کو۔ (۲) حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ اہل جنت اپنے دشمن کو اسوقت دیکھ رہے ہونگے جب انھیں عذاب دیا جائیگا (۳) جب کسی چیز کی خواہش کرینگے اور اسکی جانب دیکھیں گے تو وہ شے اسی وقت انکے سامنے حاضر ہوگی۔ ان تین کے علاوہ اسکی چوتھی تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ وہ سب اپنے رب کو دیکھ رہے ہونگے۔ (تفسیر کبیر) ۱۲ اس آیت میں دوسرے امور کو بیان کیا گیا ہے۔ مقربین کی نظر اللہ تعالیٰ کے دیدار سے روشن ہو رہی ہوگی۔ حضرت عطاء یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ انکے چہرے میں نور، حسن اور سفیدی مزید بڑھے گی گویا کہ یہ اہل جنت کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام واکرام ہے۔ (تفسیر کبیر)

مِنۡ رَّحِيۡقٍ مَّخۡتُوۡمٍ ﴿۲۵﴾ خِتٰمُهٗ مِسۡكٌ ؕ وَفِىۡ ذٰلِكَ فَلۡيَتَنَافَسِ

از شراب خالص مہر کردہ مہر او مسک است و دریں پس باید کہ رغبت کشد

مہر کردہ خالص شراب سے ۱ اسکی مہر مشک ہے اور چاہیئے کہ رغبت کریں

الۡمُتَنٰفِسُوۡنَ ﴿۲۶﴾ وَمِزَاجُهٗ مِنۡ تَسۡنِيۡمٍ ﴿۲۷﴾ عَيۡنًا يَّشۡرَبُ بِهَا

رغبت کنندگان و آمیزش او از تسنیم است چشمہ ایست کہ می آشامید آنرا

رغبت کرنے والے ۲ اور اس کی ملونی تسنیم سے ہے ۳ ایک چشمہ ہے کہ اس سے پیتے ہیں

الۡمُقَرَّبُوۡنَ ﴿۲۸﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ اَجۡرَمُوۡا كَانُوۡا مِنَ الَّذِيۡنَ

نزدیکان ہر آئینہ آنانکہ شرک آوردند و بودند از آنانکہ

مقربان بارگاہ ۴ بیشک وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا اور ان لوگوں سے

اٰمَنُوۡا يَضۡحَكُوۡنَ ﴿۲۹﴾ وَاِذَا مَرُّوۡا بِهِمۡ يَتَغَامَزُوۡنَ ﴿۳۰﴾ وَاِذَا

گرویدند می خندید و چوں بگذرند مومنان غمزدہ میکنند و چوں

جو ایمان لائے ہنسا کرتے تھے ۵ اور جب مؤمنوں کے پاس سے گذرتے تو اشارہ کرتے ۶ اور جب

انۡقَلَبُوۡۤا اِلٰٓى اَهۡلِهِمُ انۡقَلَبُوۡا فَكِهِيۡنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا رَاَوۡهُمۡ

باز گردند بکسان خود باز گردند شادان و چوں بینی ایشانرا

اپنے اہل کی جانب پلٹتے تو خوشیاں کرتے پلٹتے ۷ اور جب انھیں دیکھتے

قَالُوۡۤا اِنَّ هٰٓؤُلَاۤءِ لَضَآلُّوۡنَ ﴿۳۲﴾ وَمَاۤ اُرۡسِلُوۡا عَلَيۡهِمۡ

گفتند ہرآئینہ ایں گروہ گمراہانند و نہ فرستادند بر ایشاں

تو کہتے بیشک یہ گمراہوں کا گروہ ہے ۸ اور نہ بھیجے گئے ان پر

حٰفِظِيۡنَ ﴿۳۳﴾ فَالۡيَوۡمَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنَ الۡكُفَّارِ

نگہبانان پس امروز آنانکہ گرویدند از کافران

نگہبان ۹ پس آج وہ لوگ جو ایمان لائے کافروں پر

۱ اس آیت میں تیسرے امر کو بیان کیا جارہا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ اور زجاج رحیق کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ یہ وہ شراب ہے جسکے پینے سے نہ غشی ہوگی اور نہ بہکی بات کریں گے۔ مَخۡتُوۡم: اس میں چند احتمال ہیں (۱) قفال کہتے ہیں کہ یہ وہ شراب ہوگی جسکے پینے سے وہ کیفیت نہ ہو گی جو عام طور پر دنیا میں پینے سے ہوتی ہے (۲) ابوعبیدہ وغیرہ کہتے ہیں کہ یہ وہ شراب ہے جو مُہر شدہ ہوگی (۳) اس سے مراد یہ ہے کہ اس میں کسی دوسری چیز کی ملونی ہوگی (۴) حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ یہ مطلب ہے کہ مٹی کے ذریعے مُہر شدہ ہوگی کہ سوائے ابرار کے کوئی اور اس کو ہاتھ نہیں لگائے گا (تفسیر کبیر)

۲ یعنی جس پر مُہر لگی ہوگی وہ [مٹی یا موم نہ ہوگی] مشک ہوگی۔ خِتَامٌ: بروزن کتاب وہ مٹی جس پر مہر لگائی جاتی ہے یعنی بجائے مٹی کے [موم وغیرہ کے] اس شراب کی برتنوں پر مشکی مہر لگی ہوگی۔ ابن زید نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے۔ حضرت ابن مسعود ﷛ نے فرمایا کہ [اس جگہ ختام کا معنی آخری مزہ] اسکا آخری مزہ مشک سے ملا ہوا ہوگا۔ وَفِیۡ ذَالِکَ فَلۡیَتَنَافَسِ مُتَنَافِسُوۡنَ: تنافس کا معنی ہے کسی نفیس چیز کو اپنے لئے اس طرح انتخاب کر لینا کہ دوسروں کو وہ چیز دینے سے بخل کیا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ دنیوی سامان بے مقدار، حقیر اور زوال پذیر ہے اس لئے اسکی طلب اور شدت رغبت اخروی نعمتوں کے مقابلہ میں نہ ہونی چاہیئے۔ سوال: تنافس یعنی شدت حرص تو بری خصلت ہے پھر اسکا مرغوب ہونا شرعاً کس طرح ممکن ہے؟ جواب: تنافس اس وقت برا ہے جب اسکا تعلق دنیوی امور سے ہے اس سے دوسروں کو نقصان پہنچنا ضروری ہے کیونکہ کوئی چیز اپنے لئے مخصوص کر لینے کا معنی ہی یہ ہے کہ دوسروں کو نہ ملیگی اور اللہ تعالیٰ کو بھی دنیوی امور پسند نہیں کیونکہ دنیوی چیزیں بے مقدار اور زوال پذیر ہیں۔ آخرت کی نعمتوں کی حالت اسکے خلاف ہے وہ اللہ تعالیٰ کو بھی پسند ہیں اور ختم ہونے والی بھی نہیں ہے انکو اپنے لئے پسند کرنے سے دوسروں کو ضرر نہیں پہنچ سکتا ہے۔ (مظہری) ۳ جنت کی شراب میں تسنیم کی ملونی ہوگی۔ مزاج وہ چیز جو شراب میں ملائی جاتی ہے۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ تسنیم کی وضعی ساخت بلندی کے مفہوم کی حامل ہے کیونکہ سنام کے معنی ہے اونچی چیز۔ بغوی نے حضرت قتادہ کے قول کی روشنی میں لکھا ہے کہ تسنیم وہ شراب ہوگی جو ابرار کے کمروں اور گھروں میں اوپر سے برسے گی۔ میں کہتا ہوں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عرش کے اوپر سے برسے گی کیونکہ جنت کے اوپر عرش چھت کی طرح ہوگا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اوپر ہوا میں شراب رواں ہوگی اور اہل جنت کے برتنوں میں انکو بھرنے کے بقدر گرے گی جب برتن بھر جائیں گے تو شراب کی بارش رک جائیگی۔ حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ تسنیم ایک شراب کا نام ہے جنت کی اعلیٰ شرابوں میں اسکا شمار ہے۔ حضرت ابن مسعود ﷛ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تسنیم اہل قرب کیلئے مخصوص ہے اہل قرب اسکو کسی چیز کی آمیزش کے بغیر پئیں گے اور باقی اہل جنت کیلئے اس میں آمیزش ہوگی۔ (مظہری) ۴ جنت میں عدن کے رہنے والے اس میں سے پئیں گے اور یہ افاضل اہل جنت ہونگے۔ (القرطبی) ۵ جاننا چاہیئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آخرت میں ابرار کے نعمتوں کو بیان فرمالیا تو اب کفار کے معاملہ کو بیان فرمارہا ہے جو دنیا میں اہل ایمان کیساتھ ہوا کرتا تھا۔ (تفسیر کبیر) ۶ یعنی بطور استہزاء وہ لوگ ایک دوسرے کی جانب اشارہ کرتے تھے۔ (القرطبی) ۷ یعنی جب اہل اور اپنے ساتھیوں کی جانب پلٹتے ہیں تو خوشیاں مناتے ہیں۔ (القرطبی) ۸ یعنی اصحاب محمد ﷺ کو کفار دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ لوگ گمراہ ہیں۔ (القرطبی) ۹ یعنی ان کے احوال اور اعمال کیلئے۔ (القرطبی)

يَضْحَكُونَ ﴿٣٤﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ﴿٣٥﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾

می خندید بر تختہا می نگرند آیا جزا دادہ شوند کافران آنچہ بودند میکردند

ہنستے ہیں ا تختوں پر (بیٹھے) دیکھتے ہیں ۲ کیا کافروں کو بدلا دیا جائیگا جو وہ سب کرتے تھے ۳

سُورَةُ الْانْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ اٰيَةً

سورہ انشقت مکی ہے اس میں ۲۵ آیات اور ایک رکوع ہیں ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ ﴿١﴾ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿٢﴾ وَإِذَا

چوں آسمان شگافتہ شود و فرمانبرد مر پروردگار خود را و سزاوار است و چوں

جب آسمان پھٹ جائے ۵ اور اپنے رب کی فرمانبرداری کرے اور (یہی) سزاوار ہے ٦ اور جب

الْأَرْضُ مُدَّتْ ﴿٣﴾ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ﴿٤﴾ وَأَذِنَتْ

زمین کشیدہ میشود و بیروں افگند آنچہ درون ویست و خالی شود و فرمانبرد

زمین پھیلائی جائے ۷ اور باہر ڈال دے جو اسکے اندر ہے اور خالی ہو جائے ۸ اور فرمانبرداری کرے

لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿٥﴾ يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ

مر پروردگار خود را و سزاوار است اے آدمی ہر آئنہ تو کار کنندہ بسوے

اپنے رب کی اور (یہی) سزاوار ہے ۹ اے آدمی بیشک تو ضرور لوٹنے والا ہے

رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ ﴿٦﴾ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ﴿٧﴾

پروردگار خود کار کردنی پس ملاقات کنند آنرا پس اما ہر کرا دادہ شود کتاب او بدست راست او

اپنے رب کی طرف اور اس سے ملنے والا ہے ۱۰ پس وہ جسکی کتاب اسکے سیدھے ہاتھ میں دی جائے ۱۱

ا یعنی جس طرح دنیا میں کفار اہل ایمان کو دیکھ کر ہنسا کرتے تھے آج اہل ایمان انھیں دیکھ کر ہنسیں گے۔ حضرت قتادہ نے کعب کا قول ذکر کیا کہ جنت اور جہنم کے درمیان ایک کھڑکی ہوگی۔ اہل ایمان جب بھی اپنے دشمن کو دیکھنے کا ارادہ کرینگے تو اس کھڑکی میں سے دیکھیں گے' حضرت ابو صالح کہتے ہیں کہ اہل نار سے کہا جائیگا کہ جہنم سے باہر آؤ اور ان کیلئے جہنم کے دروازے کھول دیئے جائیں گے جب اہل نار جہنم سے نکلنے کیلئے دروازے تک پہنچیں گے تو دروازے بند کردیئے جائیں گے' اسوقت اہل ایمان تخت پر بیٹھے یہ منظر دیکھ رہے ہونگے۔ (القرطبی)

۲ یعنی اہل ایمان موتیوں اور یاقوت کے تخت پر بیٹھے کفار کی ذلت و رسوائی کو ملاحظہ کر رہے ہونگے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۳ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤمنین سے فرمائیگا کہ ہم نے کفار کو انکے عمل کا بدلہ دیدیا یعنی دنیا میں وہ تمہارا مذاق بناتے تھے آج تم نے انکا مذاق اڑایا۔ (تفسیر کبیر)

۴ اس میں ۴۴۰ حروف اور ۱۰۷ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) اس سورت میں قیامت کی ہولناکیوں کو بیان کیا گیا ہے اور عقائدِ اسلامیہ کے اصول بیان کئے گئے ہیں اسکی ابتدا آخرت کے بعض مشاہدہ سے ہے' اسکے بعد انسان کی تخلیق کا بیان ہے' اس سورت کا اختتام ان لوگوں کی توبیخ پر ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لائے ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر)

۵ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آسمان دروازہ سے شق ہوگا۔ (القرطبی)

٦ یعنی آسمان اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کریگا۔ (القرطبی)

۷ یعنی جب زمین کی وسعت بڑھا دی جائیگی۔ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ زمین کو ایسا ہموار کردیا جائیگا جیسا چمڑے کو پھیلا دیا جاتا ہے نہ اس پر کوئی پہاڑ رہیگا نہ کوئی عمارت۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن زمین کو اس طرح پھیلایا جائیگا جیسے چمڑے کو پھیلایا جاتا ہے پھر آدمی کو زمین میں صرف قدم رکھنے کی جگہ ملیگی پھر سب سے پہلے مجھے بلایا جائیگا میں سجدہ میں گر جاؤنگا تو مجھے [کچھ عرض کرنے کی] اجازت دی جائیگی اسوقت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے دائیں طرف ہونگے۔ واللہ اس سے پہلے جبرائیل نے اللہ کو کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ میں عرض کرونگا اے میرے رب! اے میرے رب! مجھے اس جبرائیل نے خبر دی تھی کہ تو نے اسکو میرے پاس بھیجا تھا' جبرائیل خاموش ہونگے کوئی بات نہیں کرینگے یہاں تک کہ اللہ فرمائیگا اس نے سچ کہا پھر اللہ مجھے شفاعت کی اجازت دیگا میں عرض کرونگا اے میرے رب! اے میرے رب! تیرے بندے زمین پر [پھیلے ہوئے ہیں] مقام محمود یعنی شفاعت کا مقام یہی ہوگا۔ (مظہری) ۸ یعنی موتی' خزانے اور معادن وغیرہ جو کچھ اس میں ہونگے زمین وہ سب ڈال دیگی۔ (صفوۃ التفاسیر) ۹ یعنی خزانوں اور مُردوں کو اندر سے باہر پھینکنے کے حکم کو سن کر اطاعت کریگی اور اسکو یہ اطاعت حق ہوگی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آیات اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ الخ کی تشریح میں فرمایا: میں ہی ہونگا سب سے اول وہ شخص جو زمین شق ہونے کے بعد باہر نکلے گا میں اٹھکر اپنی قبر میں بیٹھ جاؤنگا میرے سر کے مقابل آسمان تک ایک دروازہ کھل جائیگا کہ عرش تک مجھے دکھائی دیگا پھر میرے نیچے سے ایک دروازہ کھول دیا جائیگا کہ ساتویں زمین تک میں دیکھ لوں گا اور ثریٰ تک میں دیکھ لونگا پھر دائیں طرف ایک دروازہ کھولا جائیگا میں جنت تک دیکھ لونگا اور اپنے ساتھیوں کے مکان بھی دیکھ لوں گا اور زمین مع میرے جنبش میں آجائیگی تو میں کہونگا زمین تجھے کیا ہوگیا' زمین کہے گی میرے مالک نے مجھے حکم دیا ہے کہ میرے اندر جو کچھ ہے اسکو باہر پھینک دوں اور خالی ہوجاؤں لہذا جیسی میں تھی ویسی ہوجاؤنگی اسکے متعلق اللہ کا فرمان ہے وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۔ (مظہری) ۱۰ اس سے تمام انسان مراد ہیں۔ (القرطبی) ۱۱ یعنی اہل ایمان۔ (القرطبی)

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ﴿٨﴾ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى

پس زود بود حساب کرده شود حسابی آسان و باز گردد بسوے

پس بہت جلد آسان حساب لیا جائیگا ۱ اور لوٹے گا

اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴿٩﴾ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ﴿١٠﴾

کسان خود شادمان و اما ہر کرا داده شود کتاب او از پس پشت او

اپنے اہل کی جانب خوش ہوتا ہوا ۲ اور جسے اسکی کتاب اسکی پیٹھ کے پیچھے سے دی جائے ۳

فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ﴿١١﴾ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ﴿١٢﴾ اِنَّهٗ كَانَ

پس زود بخواند ہلاکت را و در آورده شود بآتش ہر آئنہ اوہست

پس وہ بہت جلد ہلاکت کو بلائے گا ۴ اور جہنم میں داخل کیا جائیگا ۵ بیشک وہ

فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴿١٣﴾ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ﴿١٤﴾ بَلٰٓى ۚ اِنَّ

در کسان خود شادمان ہر آئنہ او گمانبرد آنکہ در نگرد البتہ ہر آئنہ

اپنے اہل میں خوش تھا ۶ بیشک اس نے گمان کیا کہ پھرنا نہیں ہے ۷ کیوں نہیں بیشک

رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ﴿١٥﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴿١٦﴾ وَالَّيْلِ وَمَا

پروردگار او ہست بآں بینا پس سوگند خورم بشفق و بشب و آنچہ

اسکا رب اسے دیکھنے والا ہے ۸ پس مجھے شفق کی قسم ۹ اور رات اور اسکی جو

وَسَقَ ﴿١٧﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ﴿١٨﴾ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿١٩﴾

بپوشد و بماه چوں کامل گردد ہر آئنہ برسد شما خوانی بعد از خوانی

اس میں چھپتی ہے ۱۰ اور چاند کی جب کامل ہو ۱۱ بیشک تم چڑھو گے منزل کے بعد منزل ۱۲

فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ﴿٢١﴾ السجدة

پس کیست ایشانرا نمیگرویدند و چوں خوانده میشود بر ایشاں قرآن سجده نکنند

پس کیا ہوا انھیں کہ ایمان نہیں لاتے ۱۳ اور جب ان پر قرآن پڑھا جائے تو سجده نہیں کرتے ۱۴

تفسیر اظہار العرفان

۱ مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اگر کوئی ایسی بات سنتی تھیں جسکا مطلب انکی سمجھ میں نہیں آتا تو سمجھ لینے کیلئے اس بات کو [رسول اللہ ﷺ سے] دریافت کر لیتی تھیں چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس سے حساب لیا گیا پس اسکو عذاب دیا گیا' تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۔فرمایا یہ [حساب جسکا ذکر آیت میں ہے] صرف ایک پیشی ہوگی مگر جسکی پوچھ گچھ کیساتھ حساب فہمی ہوگی وہ ہلاک ہو جائیگا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! حساب یسیر کیا ہوگا؟ فرمایا یعنی صرف اسکا کتابچہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ در گذر فرمائے گا البتہ جسکی حساب فہمی پوچھ گچھ کیساتھ کی جائیگی وہ ہلاک ہو جائیگا۔ (مظہری)

۲ کہا گیا ہے کہ یہ آیت ابو سلمہ بن عبد الاسد کے بارے میں نازل ہوئی آپ ہی وہ اول ہیں کہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ گئے۔ بعض نے کہا کہ اِلٰٓى اَهْلِهٖ سے مراد ہے کہ دنیا میں جو انکے اہل وعیال ہیں انکی جانب بہت جلد خوشی کیساتھ پلٹیں گے۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ آیت میں اہل سے مراد وہ اہل ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے جنت میں اس کیلئے تیار کی ہے۔ (القرطبی)

۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت اسود بن عبد الاسد جو کہ ابو سلمہ کا بھائی تھا کے بارے میں نازل ہوئی۔ پھر یہ دونوں آیات ہر مؤمن اور کافر کے حق میں عام ہو گئیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ اپنے سیدھے ہاتھ کو نامہ اعمال لینے کیلئے پھیلائے گا لیکن فرشتہ اسے جھڑک دیگا پھر الٹے ہاتھ میں پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائیگا۔ (القرطبی) ۴ آیت میں ثبوراً سے ہلاکت مراد ہے مطلب یہ ہے کہ جب نامہ اعمال الٹے ہاتھ میں دیئے جائیں گے تو خود سمجھ لیگا کہ وہ اہل نار میں سے ہے (تفسیر کبیر) ۵ مطلب یہ ہے کہ جب نامۂ اعمال الٹے ہاتھ میں پیچھے کی جانب سے دیا جائیگا تو اولاً ہلاکت کو بلائیگا پھر جہنم میں داخل کر دیا جائیگا (تفسیر کبیر) ۶ قفال اس میں دو وجہ بیان کرتے ہیں (۱) وہ سب دنیا میں ادائے فرائض وغیرہ کو چھوڑ کر خوش ہوتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے نہیں تھے اور نہ اسکی امید رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ انکی اس خوشی کو کبھی غم میں تبدیل کریگا (۲) وہ لوگ اپنے اہل میں اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرتے تھے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے تھے انکا مذاق اڑاتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا مؤمن کیلئے قید ہے اور کافر کیلئے جنت۔ (تفسیر کبیر) ۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم تھا کہ یحور کا کیا معنی ہے یہاں تک کہ میں نے ایک اعرابی سے سنا کہ وہ اپنی بیٹی سے کہہ رہا تھا حُوْرِيْ اَيْ اِرْجِعِيْ یعنی لوٹ آ۔ (تفسیر کبیر) ۸ کلبی یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انسان کی پیدائش سے اسکے بعث تک کے معاملات کو دیکھ رہا ہے (تفسیر کبیر) ۹ یعنی غروب آفتاب کے بعد آسمان کے کنارے جو سرخی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس سرخی کی قسم فرما رہا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۰ مفسرین کرام کہتے ہیں کہ رات میں ہر مخلوق آرام کرتی ہے اور دن میں دیگر ضروریات کے پیش نظر جو منتشر ہو جاتے ہیں رات ان سب کو جمع کر لیتی ہے (صفوۃ التفاسیر) ۱۱ یعنی چاند اپنی روشنی اور نور کے اعتبار سے مکمل ہو جائے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۲ حضرت شعبی اور حضرت مجاہد آیت کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اے محمد ﷺ! تم ضرور ایک آسمان پر چڑھ جاؤ گے پس اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کیلئے معراج کی بشارت ہے' یہ بھی ہوسکتا ہے کہ قرب خداوندی اور علوم مرتبہ میں درجہ بدرجہ ترقی دینا مراد ہو۔ حضرت ابن مسعود ؓ کا قول ہے کہ آسمان کے رنگ مختلف ہونگے' وردی گلابی اور آسمان کمزور ہو جائیگا اور پھٹ جائیگا اس طرح ایک کیفیت کے بعد دوسری کیفیت ہوگی۔ (مظہری) ۱۳ جاننا چاہیئے کہ تبدیل احوال سے تبدیل کرنیوالی ہستی کا پتہ چلتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ اسکو نہیں مانتے۔ (مظہری) ۱۴ مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے اس سورت کی تلاوت فرمائی تو سجدہ کیا اور جب سجدہ سے لوٹے تو فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی سجدہ فرمایا۔ (القرطبی)

بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُكَذِّبُونَ ﴿٢٢﴾ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُوعُونَ ﴿٢٣﴾ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ

بلکه آنانکه نگرویدند تکذیب میکردند و خدای دانا ست بآنچه وعده دهند

بلکہ جو لوگ ایمان نہیں لائے جھٹلاتے ہیں ۱ اور اللہ جانتا ہے جو وہ سب وعدہ دیتے ہیں ۲

أَلِيمٍ ﴿٢٤﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿٢٥﴾

پس مژده ده ایشانرا بعذاب سخت مگر آنانکه گرویدند و کردند نیکیها ایشانراست مزد منت نانهاده

پس بشارت دو انھیں سخت عذاب کی ۳ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کیلئے ختم نہ ہونے والا اجر ہے ۴

سُورَةُ الْبُرُوجِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُونَ آيَةً

سورہ بروج مکی ہے اس میں ۲۲ آیات اور ایک رکوع ہیں ۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

بنام خدای بخشنده مهربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ ﴿١﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ ﴿٢﴾ وَشَاهِدٍ

سوگند بآسمان خداوند برجها و بروز وعده داده شده و بگواهی

برج والے آسمان کی قسم ۶ اور وعدہ کئے گئے دن کی ۷ اور گواہ

وَمَشْهُودٍ ﴿٣﴾ قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ ﴿٤﴾ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُودِ ﴿٥﴾

حاضر شده کشته شدند یاران شگافها آتش خداوند باهیمه

اور حاضر کئے ہوئے کی ۸ کھائی والے قتل کئے گئے ۹ بھڑکتی آگ والے ۱۰

إِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُودٌ ﴿٦﴾ وَهُمْ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ

چوں ایشاں براں نشتگانند و ایشاں بر آنچه میکنند بمؤمنان

جب وہ سب اس پر بیٹھتے تھے ۱۱ اور وہ سب جو اہل ایمان کیساتھ ہو رہا تھا

۱ یعنی حضرت محمد ﷺ اور جو کچھ آپ لے کر آئے اسے جھٹلاتے ہیں۔ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ یہ آیت بنی عمرو بن عمیر کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ لوگ چار تھے ان میں سے دو ایمان لائے۔ بعض نے کہا کہ یہ آیت تمام کفار کے بارے میں نازل ہوئی۔ (القرطبی)

۲ یعنی جو تکذیب یہ لوگ اپنے دل میں رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے۔ حضرت مجاہد یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ جو افعال یہ لوگ چھپاتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے۔ حضرت ابن زید کہتے ہیں کہ وہ سب اعمال صالحہ اور سیئہ دونوں کرتے تھے یعنی دونوں کو جمع کرتے تھے۔ (القرطبی)

۳ جہنم میں سخت تکلیف کی بشارت انھیں دے دیجئے۔ (القرطبی)

۴ سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد ﷺ کی رسالت کی گواہی دی اور اسکے بعد نیک عمل کرتے رہے یعنی جو فرائض ان پر عائد کئے گئے تھے انکو ادا کرتے رہے۔ ایسے لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ کے پاس وہ اجر ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔ (القرطبی)

۵ اس میں ۴۵۸ حروف ہیں (غرائب القرآن) اس سورت میں بھی دیگر مکی سورتوں کی طرح عقائد اسلامیہ کے حقائق بیان کئے گئے ہیں، اس میں اصحابِ اخدود کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے، اسکی ابتدا ستاروں کی قسم سے ہے، اسکے بعد قیامت کا تذکرہ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے فسق و فجور میں مبتلا رہنے والوں کو ڈرایا ہے اس سورت کا اختتام فرعون کی سرکشی کے بیان پر ہے اور ان قوموں کی ہلاکت پر جسے اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا۔ (صفوۃ التفاسیر)

۶ جاننا چاہیئے کہ بروج کے بارے میں چار اقوال ہیں (۱) حضرت حسن، حضرت قتادہ، حضرت مجاہد اور حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ اس سے ستارے مراد ہیں (۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عکرمہ اور حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ اس سے قصور مراد ہے، حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ بروج آسمان کے قصور کا نام ہے (۳) منہال بن عمرو کہتے ہیں کہ اس سے خلق اور حسن مراد ہے (۴) ابوعبیدہ اور یحیٰ بن سلام کہتے ہیں کہ اس سے منازل مراد ہیں اور یہ بارہ برج ہیں اور یہ کواکب، چاند اور سورج کی منازل ہیں۔ (القرطبی) ۷ اس سے قیامت کا دن مراد ہے اور مشہود سے عرفہ کا دن مراد ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اَلْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ قیامت کا دن ہے اور اَلْيَوْمِ الْمَشْهُوْدِ عرفہ کا دن ہے اور اَلشَّاهِدِ جمعہ کا دن ہے۔ حضرت سعید بن میسب کہتے ہیں کہ شاہد سے یوم ترویہ یعنی آٹھ ذی الحجہ مراد ہے اور مشہود سے عرفہ کا دن مراد ہے یہ دوسرا قول ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شاہد سے یوم عرفہ اور مشہود سے یوم نحر مراد ہے۔ (القرطبی) ۹ [یہاں ایک طویل واقعہ کی جانب اشارہ کیا گیا ہے جسکا بیان کرنا ممکن نہیں اس لئے اس واقعہ کا خلاصہ پیش خدمت ہے] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نجران یعنی علاقہ یمن میں حمیری بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا جسکا نام یوسف ذونواس بن شرجیل تھا یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت سے ۷۰ سال پہلے کا ہے اس زمانے میں کوئی نبی نہ تھے اور اس لڑکے کا نام عبداللہ بن تامر تھا۔ وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ ذونواس نے بارہ ہزار آدمی جلا دیئے پھر ارباط حبشی نے یمن فتح کر لیا اور ذونواس بھاگ کر مع گھوڑے کے سمندر میں گھس گیا اور ڈوب گیا، کلبی کا بیان ہے کہ ذونواس نے عبداللہ بن تامر کو قتل کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کوئی نہر کھودی گئی تھی تو دیکھا کہ سر کے زخم پر عبداللہ بن تامر ہاتھ رکھے ہوئے ہے جب ہاتھ کے زخم کو ہٹایا جاتا تھا تو خون ابل پڑتا تھا اور جب ہاتھ کو چھوڑ دیا جاتا تھا تو ہاتھ اپنی جگہ پہنچ جاتا تھا۔ (مظہری) ۱۰ یہ آگ کی صفت ہے جو کثرت التہاب کی وجہ سے آگ کی بڑائی کو ظاہر کر رہی ہے۔ (مظہری) ۱۱ یعنی جب خندقوں کے کنارے کے پاس کرسیوں کے پاس وہ بیٹھے ہوئے تھے۔ (مظہری)

شُهُوْدٌ ⑦ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ

حاضران و انکار نکردند از ایشاں مگر آنکه بگروند بخدای غالب

دیکھ رہے تھے ۱ اور ان سے ناپسند نہیں کیا مگر یہ کہ ایمان لائے اللہ پر جو غالب

الْحَمِيْدِ ⑧ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ

ستودہ آنکه اوراست پادشاہی آسمانہا و زمین و خدای

تعریف کیا ہوا ہے ۲ وہ جس کیلئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے، اور اللہ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ⑨ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ

بر ہمہ چیز گواہست ہر آئنہ آنانکه در فتنہ افگندند مردان

تمام چیز پر گواہ ہے ۳ بیشک وہ لوگ جنہوں نے فتنہ میں ڈالا مومن مرد

وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ

و زنان مومنہ باز توبہ نکردند پس ایشانرا ست عذاب دوزخ و ایشانرا

اور مومنہ عورتوں کو پھر توبہ نہ کی پس ان کیلئے دوزخ کا عذاب ہے اور ان کیلئے

عَذَابُ الْحَرِيْقِ ⑩ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

عذاب سوزان ہر آئنہ آنانکه گرویدند و کردند نیکیہا

جلانے والا عذاب ہے ۴ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے

لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ

ایشانراست بوستانہا میرود از زیر آں جوبہا ایں ست رستگاری

ان کیلئے (ایسے) باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہونگیں یہ ہے بڑی

الْكَبِيْرُ ⑪ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ⑫ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ

بزرگست ہر آئنہ گرفتن پروردگار تو سخت است کہ او آفرینش نو میکند

کامیابی ۵ بیشک تمہارے رب کی پکڑ سخت ہے ۶ کہ وہ پہلی پیدائش کرتا ہے

تفسیر اظہار العرفان

۱ یعنی کفار مؤمنین پر کفر پیش کررہے تھے جو انکار کرتا اسے آگ میں ڈال دیتے تھے۔ (القرطبی)

۲ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں استحقاق کا ذکر بھی فرمایا ہے جسکے سبب وہ الہ کا مستحق ہے اور یہ کہ اس پر ایمان لایا جائے اور اسکی عبادت کی جائے (۱) وہ عزیز ہے اور عزیز اسے کہتے ہیں جسکی قدرت پر غیر غالب نہیں آسکتا ہے اور وہ ایسا قاہر ہوتا ہے جسکے قہر کو کوئی ہٹا نہیں سکتا ہے گویا کہ اس سے قدرتِ تامہ کی جانب اشارہ ہے (۲) حمید: مطلب یہ ہے کہ اپنے مؤمنین بندوں کی زبان پر وہی مستحق حمد وثنا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ [اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اسکی حمد کیساتھ تسبیح نہ کرتی ہو] گویا کہ اس میں علم کی جانب اشارہ ہے یعنی جو اشیاء کے عواقب کا عالم نہ ہو وہ افعالِ حمیدہ کا مستحق نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے جو تمام اشیاء کی حقیقتوں سے واقف ہے۔ جاننا چاہیئے کہ العزیز سے اس جانب اشارہ ہے کہ اگر وہ چاہتا تو اصحابِ اخدود کو اس ظالم بادشاہ کے مصنوعی عذاب سے نجات دے سکتا تھا اور وہ اس آگ کو بجھا سکتا تھا جسے اس ظالم بادشاہ نے مؤمنین کو سزا دینے کیلئے روشن کیا ہوا تھا لیکن وہ چاہتا ہے کہ مؤمنین ظلم پر صبر کر کے مجھ سے ثواب حاصل کریں اور کفار ظلم و بربریت کر کے مجھ سے عذاب کے مستحق ہوں، اس لئے اللہ تعالیٰ ان کافروں کو مہلت دے رہا ہے۔ (تفسیر کبیر)

۳ اس آیت میں مستحق الہ کیلئے تیسری صفات بیان ہو رہی ہے یعنی اللہ وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے اور ان دونوں کے نظام کو وہی چلا رہا ہے اگر وہ چاہے تو ان دونوں کو فنا کر دے گویا کہ اس آیت میں ملکِ تام کی جانب اشارہ ہے۔ جاننا چاہیئے کہ ملک تام کی صفت دو کے بعد ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ علم و قدرت کے کمال کے بغیر ملک تام کا حصول ممکن نہیں ہے۔ اس لئے پہلے قدرت اور علم کے کمال کو بیان فرمایا اسکے بعد ملک کے تام کو بیان فرمایا۔ (تفسیر کبیر) ۴ عذاب دینے والوں میں اصحابِ اخدود بھی تھے اور دوسرے لوگ بھی اس میں شامل تھے۔ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ: پھر انھوں نے اس معصیت سے توبہ نہیں کی تو آخرت میں انہی لوگوں کیلئے جہنم ہے یعنی وہ عذابِ آخرت کے مستحق ہیں۔ یہ قول اس بات کے منافی نہیں کہ اگر عذاب دینے والے مؤمن ہوں تب بھی انکی مغفرت نہیں ہوگی۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اَلَّذِيْنَ فَتَنُوْا سے صرف کافر مراد ہوں کیونکہ اس وقت صرف حیثیت ایمان عذاب دینے کی علت ہوگی مطلب یہ ہوگا کہ جن کافروں نے اہل ایمان کو انکے ایماندار ہونے کی وجہ سے عذاب دیا ان کیلئے عذاب جہنم ہے۔ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ: یا دنیا میں جلنے کا عذاب انکو پہنچے گا کیونکہ اکثر یہی ہوتا ہے کہ جو دوسرے کیلئے کنواں کھودتا ہے خود اس میں گر جاتا ہے۔ خندقوں کے کناروں پر بیٹھے ہوئے کافر بھی آگ کے لپیٹ میں آکر جل گئے اور ذونواس سمندر میں ڈوب گیا۔ (مظہری) ۵ یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کیلئے ایسے باغات ہیں جنکے نیچے پانی، دودھ، شہد اور شراب کی نہریں جاری ہونگیں ایسے لوگوں کی کامیابی میں کچھ شک وشبہ نہیں ہے۔ (القرطبی) ۶ جان[illegible] تعالیٰ نے اولاً جب اہل ایمان کو فتنے میں ڈالنے والوں کی وعید کو ذکر فرمایا پھر ثانیاً اہل ایمان کے وعدہ کو ذکر فرمایا تو اب اللہ تعالیٰ اس وعدہ و وعید کو مؤکد فرما رہا ہے۔ بطش کہتے ہیں سختی کیسا[illegible] تعالیٰ نے پکڑ کو سختی کیساتھ موصوف فرمایا تو معلوم ہوا کہ ایسے لوگوں کیلئے کس قدر سخت عذاب ہوگا۔ اسکی مثل ایک اور جگہ ارشاد ہے اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ [بیشک اسکی پکڑ دردناک[illegible] زبردست قدرت والا ان کافروں کو کسی مصلحت کے پیش نظر مہلت دے رہا ہے۔ (تفسیر کبیر)

وَيُعِيْدُ ﴿١٣﴾ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ﴿١٤﴾ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ﴿١٥﴾

و آفرینش دوباره میکند و اوست آمر زنده دوست فرمانبرنده

اور دوبارہ پیدائش کریگا ١ اور وہی ہے بخشنے والا فرمانبرداری کرنے والے کا دوست ٢

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿١٦﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ﴿١٧﴾ فِرْعَوْنَ

خداوند عرش بزرگوار پس کننده است آنچه خواہد آیا آمد بتو سخن لشکر فرعون

عرش والا بزرگی والا ٣ کرنیوالا جو چاہے ۴ کیا تمہارے پاس لشکر کی خبر نہ آئی ٦ فرعون

وَثَمُوْدَ ﴿١٨﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ﴿١٩﴾ وَّاللّٰهُ مِنْ

و ثمود بلکہ آنانکہ نگرویدند در دروغ داشتن و خدای از

اور ثمود (کے لشکری کی) ٦ بلکہ جو ایمان نہیں لائے وہ جھٹلانے میں ہیں ٧ اور اللہ

وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ﴿٢٠﴾ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿٢١﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿٢٢﴾

ورای ایشاں در گیرندہ است بلکہ او قرآن بزرگست در لوحی کہ محفوظ است

انکے پیچھے سے گھیرنے والا ہے ٨ بلکہ وہ قرآن بزرگی والا ہے ٩ لوح میں محفوظ ہے ١٠

سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورہ طارق مکی ہے اور اس میں ١٧ آیات اور ایک رکوع ہیں ١١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ﴿١﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ﴿٢﴾ النَّجْمُ

سوگند بآسمان و کوکب و چہ دانی تو چیست طارق ستارہ

قسم ہے آسمان اور ستارہ کی ١٢ اور تمہیں کیا معلوم طارق کیا ہے ١٣ روشن

ع ١ ٢٢ ١٠

وہی مخلوق کو پیدا فرماتا ہے وہی موت دیگا اور وہی
زندہ کر کے اٹھائیگا تا کہ قیامت کے روز ان سب کو
ئے کا بدلہ مل جائے۔ حضرت ابن عباس یہ مطلب
تے ہیں کہ اہل جہنم کو جہنم کی آگ کھالیگی یہاں تک
کر مثل کوئلہ ہو جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ انہیں دوبارہ
یگا۔ (تفسیر کبیر)
اللہ تعالیٰ یہاں سے وعدہ کی تاکید فرما رہا ہے پس
لی نے اپنی کبریائی اور جلال کے پانچ صفات ذکر
) اَلْغَفُوْرُ: یعنی اللہ تعالیٰ ہر اسکو معاف فرمانے
ے جو اسکی جانب رجوع لائے (٢) اَلْوَدُوْدُ: اسکے
ے میں چند اقوال ہیں ایک یہ کہ الودود بمعنی محب ہے
اکثر مفسرین کا قول ہے، دوم یہ کہ وہ اپنے اولیاء کی
مغفرت اور جزا کیساتھ محبت فرماتا ہے، سوم یہ کہ اللہ
اپنے صالحین بندوں کے دلوں میں محبت ڈالتا ہے کہ
رفت کے بعد اس سے محبت کریں، چہارم یہ کہ ودود
حلیم ہے۔ (تفسیر کبیر)
س آیت میں تیسری اور چوتھی صفت بیان ہو رہی ہے
ذوالعرش اور مجید۔ (تفسیر کبیر)
س آیت میں پانچویں صفت کا بیان ہے۔ (تفسیر کبیر)
جاننا چاہیئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اصحابِ اخدود کا قصہ
ن فرمالیا کہ وہ لوگ اہل ایمان کو کس طرح اذیت دیتے
تو اب یہ بیان ہو رہا ہے کہ ان سے پہلے بھی کچھ لوگ
ے تھے جو اہل ایمان کو اذیت دے چکے ہیں۔ (تفسیر
ر)
مطلب یہ ہے کہ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کے رسولوں کی
یب کے سبب قوم فرعون اور ثمود کیساتھ کیا کیا گیا
قرطبی) ٧ بلکہ تمہاری قوم کے یہ کافر تو نزولِ عذاب
ے گذشتہ اقوام اور سابقہ امتوں کے مقابلہ میں زیادہ مستحق
ں انھوں نے گذشتوں اقوام کی ہلاکت کے قصے سن بھی لئے اور انکی بربادی کے نشانات بھی دیکھ لئے اسکے باوجود یہ قرآن کی تکذیب میں اس قدر منہمک ہیں کہ پچھلے کافر تکذیبِ انبیاء میں انہاک نہیں رکھتے تھے
الانکہ گذشتہ آسمانی کتابیں اعجازی نہیں تھیں جبکہ قرآن کی عبارت بھی معجزہ ہے۔ (مظہری) ٨ یعنی اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے کہ یہ لوگ نہ اسے عاجز کر سکتے ہیں اور نہ اس سے بھاگ سکتے ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر) ٩
ے وہ لوگ جھٹلا رہے ہیں وہ تو ایک عظیم کتاب ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ١٠ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ نے لوح محفوظ کو سفید موتی کا بنایا ہے، اسکے
فحات سرخ یاقوت کے، قلم نور کا اور تحریر نور کی ہے۔ اللہ پیدا کرتا، رزق دیتا، موت اور زندگی عطا کرتا، عزت و ذلت دیتا اور جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے۔ بغوی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ
لوح پر لکھا ہوا ہے اللہ اکیلا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسکا دین اسلام ہے محمد ﷺ اسکے رسول اور بندے ہیں جو اللہ پر ایمان رکھے گا، اللہ کے وعدہ کی تصدیق کریگا اور اسکے پیغمبروں کی اتباع کریگا اللہ اسکو
نت میں داخل کریگا۔ لوح محفوظ سفید موتی کی ہے اسکا طول اتنا ہے جتنا زمین و آسمان تک اور عرض اتنا ہے جیسے مشرق سے مغرب، اسکے دونوں کنارے موتی اور یاقوت کے ہیں اور دونوں پٹھے سرخ یاقوت کے، اسکا
لم نور کا اور تحریر نور کی ہے وہ عرش سے وابستہ ہے اسکی جڑ ایک فرشتہ کی گود میں ہے۔ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ لوح محفوظ عرش کے دائیں طرف ہے۔ لوح کی صفت ہے محفوظ شیطانوں اور کمی بیشی سے محفوظ ہے اس
لئے اسکو لوح محفوظ کہا جاتا ہے۔ (مظہری) ١١ اس میں ٢٩١ حروف اور ٧٢ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) اس سورت میں بھی دیگر مکی سورتوں کی طرح عقائدِ اسلامیہ بیان کئے گئے ہیں، اسکا محور ایمان بالبعث و
نشور ہے، اسکی ابتدا ستاروں کی قسم سے ہے، اسکے بعد اللہ رب العالمین کی قدرت پر دلائل و براہین قائم کئے گئے ہیں اسکا اختتام قرآن عظیم کے معجزہ ہونے کے بیان پر ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ١٢ یعنی آسمان کے
ن ستاروں کی قسم جو صرف رات میں ظاہر ہوتے ہیں اور دن میں چھپ جاتے ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر) ١٣ یعنی تجھے اسکی حقیقت کا کیا علم ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

الثَّاقِبُ ﴿۳﴾ إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ﴿۴﴾ فَلْيَنْظُرِ

درخشاں نیست ہیچ نفسی آں برو نگاہبانست پس بنگرد

ستارہ ۱ نہیں ہے کوئی جان (ایسی) کہ اس پر نگاہبان نہ ہو ۲ پس دیکھے

الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ﴿۵﴾ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ﴿۶﴾ يَّخْرُجُ مِنْ

آدمی از چہ چیز آفریدہ شدہ از آبے ریختہ شدہ بیروں آمد از

آدمی کہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے ۳ گرے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا ۴ جو نکلتا ہے

بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ﴿۷﴾ إِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ﴿۸﴾

میان پشت مرد و از استخوان سینہ زنان کہ او بر باز کردن از توانا ست

مرد کی پیٹھ اور عورتوں کے سینہ کی ہڈی سے ۵ کہ وہ اسے لوٹانے پر قادر ہے ۶

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ﴿۹﴾ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ﴿۱۰﴾ وَالسَّمَآءِ

روزیکہ آشکارا کند نہانیہا پس نیست او را ہیچ قوت و نہ یاری دہندہ و

جس روز چھپی ہوئی چیزیں ظاہر ہونگیں ۷ پس نہیں ہے اس کیلئے قوت اور نہ مددگار ۸ اور

ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿۱۱﴾ وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿۱۲﴾ إِنَّهٗ لَقَوْلٌ

بآسمان خداوند با باران و زمین خداوند باشگاف ہرآئنہ او گفتار

بارش والے آسمان کی قسم ۹ اور شگاف ہونیوالی زمین کی ۱۰ بیشک وہ فیصلہ کرنے والی بات ہے ۱۱

فَصْلٌ ﴿۱۳﴾ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿۱۴﴾ إِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ﴿۱۵﴾ وَّأَكِيْدُ

رسندہ است و نیست قرآن بازی ایشاں مکر کنند مکرے بزرگ و مکر میکنم

اور قرآن نہیں ہے کھیل ۱۲ وہ سب برا مکر کرتے ہیں ۱۳ اور میں (عذاب دینے کیلئے) حیلہ کرتا ہوں ۱۴

كَيْدًا ﴿۱۶﴾ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿۱۷﴾

مکرے پس مہلت دہ کافرانرا فرو گذار ایشانرا اندک زمانی

پس کافروں کو مہلت دیجئے انھیں کچھ زمانے کے لئے چھوڑ دیجئے ۱۵

تفسیر اظہار العرفان

۱ نجم ثاقب کے بارے میں مختلف اقوال ہیں (۱) جماعت نجوم کی جانب اشارہ ہے (۲) اس سے طارق ستارہ ہی مراد ہے (۳) یہ عام ستاروں کا نام ہے (۴) ابن زید کہتے ہیں کہ ثریا سیارہ مراد ہے (۵) فراء کہتے ہیں کہ اس سے زحل مراد ہے (٦) اس سے وہ ستارہ مراد ہے جس سے چنگاری نکال کر شیطان کو مارا جاتا ہے (تفسیر کبیر)

۲ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ وہ نگہبان' تمہاری' تمہارے رزق کی' تمہارے عمل کی اور تمہاری اجل کی حفاظت کرتے ہیں۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر مؤمن کیساتھ ایک سو ساٹھ فرشتے مقرر ہیں الخ۔ بعض نے کہا کہ آیت میں حافظ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے کیونکہ اگر وہ مخلوق کی حفاظت نہ فرمائے تو مخلوق باقی نہیں رہ سکتی۔ بعض نے کہا کہ آیت میں حافظ سے مراد انسان کی اپنی عقل ہے جو انسان کی رہنمائی کرتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ عقل وغیرہ تو حفاظت کے ذرائع ہیں ورنہ حقیقت میں حافظ اللہ تعالیٰ ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا [پس اللہ بہتر حافظ ہے] (القرطبی)

۳ اس امر کا سبب ہے کہ آدمی اپنے حالات پر غور کرے تا کہ اپنے تخلیقِ احوال سے دوبارہ تخلیق کی صحت پر استدلال کر سکے اور اس کیلئے اللہ و رسول کو ماننا' انکے احکام پر چلنا اور ممنوعات سے اجتناب کرنا لازم ہو جائے۔ (مظہری)

۴ یعنی مَنی سے پیدا کیا اور اس سے مراد وہ مخلوط نطفہ ہے جو عورت اور مرد کے پانی سے مل کر بنتا ہے۔ (مظہری)

۵ ترائب سینہ کی ہڈیاں یا وہ ہڈیاں جو دونوں طرف ہنسلی کی ہڈیوں سے ملی ہوئی ہیں یا وہ ہڈیاں جو چھاتیوں اور ہنسلیوں کے درمیان ہیں یا سینہ کے دائیں جانب کی چار چار پسلیوں یا دونوں ہاتھ' دونوں ٹانگیں اور دونوں آنکھیں یا ہار ڈالنے کی جگہ کو ترائب کہتے ہیں۔ بیضاوی میں ہے کہ چوتھے ہضم کے جوہر اعلیٰ سے نطفہ بنتا ہے اور تمام اعضاء سے کشید ہوتا ہے دونوں خصیوں کی رگوں کا جال نطفہ کی قرارگاہ ہے۔ نطفہ کی پیدائش میں سب سے بڑا مددگار دماغ ہوتا ہے اس لئے جماع کی زیادتی سے دماغی ضعف بہت پیدا ہو جاتا ہے۔ تولید نطفہ کیلئے دوسرا بڑا حرام مغز کا حصہ ہے۔ حرام مغز پشت [کے مہروں] کے اندر ہوتا ہے اسکی بکثرت شاخیں سینہ کی ہڈیوں تک پھیلتی ہیں ظروفِ مَنی سے زیادہ قرب صلب اور ترائب کو ہی ہوتا ہے اسی لئے خصوصیت کیساتھ آیت میں انہی دونوں کا ذکر ہے۔ (مظہری) ٦ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پانی کو صلب میں لوٹانے پر قادر ہے' ایک یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بوڑھے کو جوانی اور جوان کو بڑھاپے کی طرف لوٹانے پر قادر ہے۔ ابن زید یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پانی کو صلب میں ہی روکنے پر قادر ہے کہ اس پانی سے کوئی پیدا نہ ہو' عکرمہ نے یہ مطلب بیان کیا کہ انسان کو موت کے بعد لوٹانے پر قادر ہے۔ (القرطبی) ۷ یعنی تمہارے قلوب کا امتحان لیگا اور تمہارے دلوں میں جو اچھا ہے اسے برے سے الگ کر دیگا۔ (صفوۃ التفاسیر) ۸ یعنی اسوقت عذاب ہٹانے کیلئے انسان کے پاس کوئی قوت نہ ہوگی اور نہ کوئی ناصر ہوگا جو اسکی مدد کرے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۹ اس سے وہ بادل مراد ہے جس میں بارش ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ الرجع بمعنی مطر یعنی بارش ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کو ہلاک نہیں کرتا مگر لوگوں کے مویشیوں کو پہلے ہلاک کرتا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۰ یہ دوسری قسم ہے یعنی زمین کی قسم جس میں درخت' سبزہ اور نہریں ہیں گویا کہ ذات صدع سے مراد نبات ہے' بعض نے کہا کہ اس سے ذات حرث مراد ہے۔ (القرطبی) ۱۴ اور میں ان کے مکر کا بدلہ دونگا (القرطبی) ۱۵ یعنی ان کے عذاب کیلئے جلدی نہ کرو' یہ آیت' آیت سیف سے منسوخ ہوگئی ہے۔ (القرطبی)

تفسیر اظہار العرفان

سُوْرَةُ الْاَعْلٰى مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورہ اعلیٰ مکی ہے، اس میں ۱۹ آیات اور ایک رکوع ہیں ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى ۝۱ الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝۲ وَالَّذِيْ

تنزیہہ کن پروردگار خود برتر آنکہ بیافرید پس راست کرد و آنکہ

پاکی بیان کیجئے اپنے رب کی جو برتر ہے ٢ جس نے پیدا کیا پس ٹھیک کیا ٣ اور وہ جس نے

قَدَّرَ فَهَدٰى ۝۳ وَالَّذِيْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۝۴ فَجَعَلَهٗ

تقدیر کرد پس راہ نمود و آنکہ آورد چرا گاہ ہا پس گردانید او را

اندازہ کیا اور راہ دکھائی ٤ اور وہ جس نے چراگاہ نکالے ٥ پس اسے مرجھایا ہوا

غُثَآءً اَحْوٰى ۝۵ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى ۝۶ اِلَّا مَا شَآءَ

پژمردہ کشتہ تیرہ شدہ و زود بخوانیم ترا پس فراموش نکنی مگر آنچہ خواستہ است

سیاہ کر دیا ٦ اور بہت جلد ہم تمہیں پڑھائیں گے پھر نہ بھولو گے ٧ مگر اللہ نے جو چاہا ہے

اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ۝۷ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ۝۸

خدای کہ او میداند آشکارا و آنچہ پنہانست و آسان گردانیم ترا برائے طریقہ آسان

وہ تو ظاہر اور پوشیدہ (دونوں کو) جانتا ہے ٨ اور ہم آسان کرینگے تمہارے لئے آسان طریقہ کیلئے ٩

فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝۹ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝۱۰

پس پند دہ اگر سود کند پند دادن زود پند دہد ہر کہ بترسد

پس نصیحت کیجئے اگر نصیحت کرنا فائدہ دے ١٠ بہت جلد نصیحت دیگا اسے جو ڈرتا ہو ١١

١ اس میں ۲۹۱ حروف اور ۷۲ کلمات ہیں (غرائب القرآن) اس سورت کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی تسبیح سے ہے کہ وہ جس نے پیدا کیا پھر انسان کی بہترین صورت بنائی' اسکے بعد وحی اور قرآن سے متعلق کلام ہے' پھر رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ اس کتاب کو آپکے دل میں اللہ تعالیٰ محفوظ فرمادیگا' اسکے بعد تذکیر بالقرآن کا حکم دیا گیا جس سے اہل ایمان نور حاصل کرتے ہیں اور متقین اس سے نصیحت حاصل کرتے ہیں' اختتام اس پر ہے کہ کامیاب وہ شخص ہوا جس نے اپنے آپکو گناہوں اور بتوں سے بچایا اور اچھے کام کئے (صفوۃ التفاسیر)

٢ یعنی تعظیم واحترام سے اللہ کا نام لو اور اپنی طرف سے اسکا کوئی نام مقرر نہ کرو بلکہ وہی نام لو جو اللہ نے اپنی کتاب میں ذکر کئے ہیں یا اپنے پیغمبر کے ذریعے ظاہر فرمائے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آیت میں ہر تنزیہہ کا حکم ہے زبانی ہو' یا عملی' یا اعتقادی۔ (مظہری)

٣ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اسکا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اس نے جو پیدا کیا وہ اچھا ہے' بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ اس نے جسم کو پیدا کیا اور سمجھ دیکر ٹھیک کیا (القرطبی)

٤ یعنی شقاوت اور سعادت کی مقدار معین کی' بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ قوت' رزق اور معاش کی مقدار معین کی (القرطبی)

٥ یعنی اللہ ہی وہ قادر ہے جو چراگاہوں میں سبزہ اگاتا ہے جن بتوں کی یہ لوگ عبادت کرتے ہیں اس میں یہ طاقت کہاں ہے (تفسیر کبیر)

٦ یعنی سبزہ ہونے کے بعد خشک ہو کر سیاہ ہو جاتے ہیں (تفسیر کبیر) ٧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جب وحی لیکر نبی کریم ﷺ کے پاس آتے تو انکے فارغ ہوتے ہی آپ وحی کے الفاظ دہراتے تھے تا کہ بھول نہ جائیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (لباب النقول فی اسباب النزول) یہ آیت کریمہ دو وجہ سے معجزہ ہے (۱) آپ ﷺ امی تھے ایسا شخص جس نے کسی سے نہ پڑھا ہو نہ لکھنا سیکھا ہو وہ اتنی ضخیم کتاب کو حفظ کرلے یہ ایک خلاف عادت کام ہے (۲) یہ ایک سورت ہے جو مکہ کی اوائل سورتوں میں سے ہے پس اس میں امر عجیب کی خبر دی گئی ہے جو خلاف عادت ہے اور وہ امر عجیب مستقبل میں ہونے والے تھے تو گویا کہ یہ غیب کی خبر آپ کیلئے معجزہ ہے۔ (تفسیر کبیر) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرآن کی نگہداشت کرو' قسم ہے اسکی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' جس طرح اونٹ اپنے زانوں بند سے چھوڑ کر بھاگتا ہے قرآن اس سے بھی زیادہ تیزی سے نکل جانے والا ہے' حضرت سعد بن مسعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص قرآن پڑھ کر بھلا دیتا ہے وہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے کوڑھی ہو کر جائیگا۔ (مظہری) ٨ تفسیر جمہور کے موافق اس سے مراد قرآن کا وہ حصہ ہے جسکی تلاوت بھی منسوخ ہوگئی اور حکم بھی۔ (مظہری) ٩ یعنی ہم تم کو توفیق دینگے' تمہارے لئے اعمال جنت کو آسان کردینگے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یُسْرٰی سے مراد اچھا عمل ہے' بعض علماء آیت کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ ہم تم کو آسان اور صحیح شریعت کی توفیق دینگے۔ (مظہری) ١٠ بعض علماء کا کہنا ہے کہ بار بار نصیحت کرنے کے باوجود بعض لوگوں کے ایمان لانے سے مایوس ہونے کے بعد پھر اس جملہ شرطیہ کو لانے کی غرض یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی جان کو دکھ میں نہ ڈالیں اور ان بے ایمانوں کی حالت پر افسوس نہ کریں جیسا کہ دوسری آیت میں آیا ہے وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ [آپ ایمان لانے پر انکو مجبور کرنیوالے نہیں ہیں] یہ بھی کہا گیا ہے کہ وعظ ونصیحت اور امر ونہی اسوقت واجب ہے جب اسکے اثر آفرینی کا گمان ہو اس لئے اعراض کرنیوالے سے رخ گردانی کا حکم دیا گیا ہے۔ (مظہری) ١١ یہ فائدہ اٹھانے والے کا ذکر ہے یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہی نصیحت اندوز اور منفعت گیر ہوگا کیونکہ وہی نصیحت پر غور کریگا اللہ تعالیٰ کے عذاب کے ڈر سے عمل کریگا۔ (مظہری)

وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ﴿١١﴾ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَىٰ ﴿١٢﴾

و پہلو کند ازاں بد بخت تر آنکہ در آرد بآتش بزرگ تر

اور دور رہے گا اس سے جو سب سے بڑا بد بخت ہے ۱ جو داخل ہو گا سب سے بڑی آگ میں ۲

ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿١٣﴾ قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ﴿١٤﴾ وَذَكَرَ

پس نمیرد دراں و نہ زندہ کند ہر آئنہ رستگاری یافت ہر کہ پرہیزد و یاد کرد

پھر اس میں نہ مرے گا اور نہ زندہ رہیگا ۳ بیشک جو پرہیزگار ہوا اس نے کامیابی پائی ۴ اور جس نے

اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ﴿١٥﴾ بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾ وَالْآخِرَةُ

نام پروردگار خود را پس نماز گذار بلکہ شما بر گزیند زندگانی دنیا و آخرت

اپنے رب کے نام کو یاد کیا پس نماز پڑھی ۵ بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو ۶ اور آخرت

خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿١٧﴾ إِنَّ هَٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ﴿١٨﴾ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ ﴿١٩﴾

بہتر است و پایندہ تر ہر آئنہ ایں در صحفہای پیشینانست صحفہای ابراہیم و موسیٰ

بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے ۷ بیشک یہ اگلے صحیفوں میں ہے ۸ ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں ۹

سُورَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتٌّ وَعِشْرُونَ آيَةً

سورہ غاشیہ مکی ہے، اس میں ۲۶ آیات اور ایک رکوع ہیں ۱۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ ﴿١﴾ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ

آیا بتو آمد خبر پوشیدہ رویہا آنروز

کیا تمہارے پاس غاشیہ کی خبر نہیں آئی ۱۱ کچھ چہرے اس روز

۱ جاننا چاہیئے کہ خلق کی تین قسمیں ہیں (۱) عارفین، متوفین اور معاندین، اول کی دو قسموں کیلئے خوف اور خشیت ضروری ہے اور صاحبِ خشیت کیلئے ضروری ہے کہ دعوت کو سنے اور اس سے نفع حاصل کرے۔ اب اس آیت میں تیسری قسم یعنی معاندین کا ذکر ہورہا ہے۔ معاند وہ ہے جو نہ دعوت کو سنے اور نہ اس سے فائدہ اٹھائے۔ (تفسیر کبیر)

۲ آیت میں نار کیساتھ کبریٰ کا لفظ آیا ہے اسکے بارے میں مختلف اقوال ہیں (۱) حضرت حسن کہتے ہیں کہ جہنم کی آگ کبریٰ ہے اور دنیا کی آگ صغریٰ (۲) آخرت میں مختلف قسم کی آگ ہیں اور اسکے درجات بھی مختلف ہیں جس طرح دنیا میں گناہ کی مختلف اقسام ہیں پس اسی طرح کافروں میں اشقی العصاۃ یعنی سب سے زیادہ نافرمانی کیلئے نار کبریٰ یعنی بڑی آگ ہے (۳) نارِ کبریٰ نارِ سفلیٰ کو کہتے ہیں اور یہ کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔ مروی ہے کہ یہ آیت ولید، عتبہ اور ابی کے بارے میں نازل ہوئی آپ کو یہ معلوم ہے کہ عموم لفظ کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ کہ خصوصِ سبب کا۔ (تفسیر کبیر)

۳ یعنی انھیں عذاب سے راحت ملیگی اور نہ حیات سے نفع حاصل کرسکیں گے۔ (القرطبی)

۴ یعنی جس نے اپنے آپکو شر سے بچایا اور ایمان سے متصف ہوئے۔ ابو العالیہ کہتے ہیں کہ یہ آیت صدقہ فطر کے بارے میں نازل ہوئی۔ بعض نے کہا کہ تزکّی سے اعمال کی زکوۃ مراد ہے نہ کہ اموال کی زکوۃ۔ مطلب یہ ہے کہ اپنے اعمال کو ریا اور تقصیر سے پاک رکھو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے بارے میں ارشاد فرمایا یعنی جس نے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه کہا، شرک سے اپنے آپکو بچایا اور گواہی دی کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ (القرطبی)

۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ پس اس نے اللہ کی بندگی کی اور اس کیلئے نماز پڑھی۔ بعض نے کہا کہ اس سے تکبیر افتتاح مراد ہے، جس کے بغیر نماز منعقد نہیں ہوتی۔ بعض نے کہا کہ اس سے تکبیراتِ عیدین مراد ہیں، بعض نے کہا کہ اس سے دعا مراد ہے جو انسان دنیا و آخرت کے حوائج کے وقت کرتا ہے۔ (القرطبی) ۶ یعنی اے لوگو! تم نے باقی رہنے والی آخرت پر حیات فانی کو ترجیح دی اور دنیاداری میں مشغول ہو کر آخرت کو بھلا بیٹھے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۷ حال یہ ہے کہ آخرت باقی رہنے والی ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۸ یعنی یہ نصیحت جو مذکور ہوئی اگلے صحائف میں بھی تھی (صفوۃ التفاسیر) ۹ جو ابراہیم اور موسیٰ پر نازل ہوئے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۰ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سورت سے محبت کرتے تھے۔ (مظہری) اس میں ۳۸۱ حروف اور ۹۲ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) اس سورت میں دو بنیادی موضوع ہیں (۱) قیامت، اسکے احوال اور اسکی ہولناکیوں کا بیان ہے، کافروں کو جو مصائب اور تکالیف پہنچیں گی اسکا بیان ہے اور اہل ایمان کیلئے اللہ تعالیٰ کے یہاں جو انعام و اکرام تیار ہے اسکا بھی بیان ہے (۲) اللہ رب العالمین کی وحدانیت اور اسکی قدرت پر دلائل و براہین قائم کئے گئے ہیں اسکا اختتام اس یاد کیساتھ ہے کہ ہر انسان کو حساب و جزا کیلئے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۱ قیامت کو غاشیہ کہنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ دن اچانک لوگوں پر نمودار ہوگا، دوسری وجہ یہ ہے کہ اسکی ہولناکیاں اور شدائد لوگوں کو ڈھانپ لیں گے، تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ دن اولین و آخرین تمام کو ڈھانپ لیگا۔ (تفسیر کبیر)

خَاشِعَةٌ ﴿٢﴾ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ﴿٣﴾ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ﴿٤﴾

ترسناک بود عمل کننده رنج کشنده درآیند در آتشی بغایت گرم

ڈرے ہوئے ہونگے ۱ عمل کرنے والی تکلیف اٹھانے والی ۲ انتہائی گرم آگ میں داخل ہونگے ۳

تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ﴿٥﴾ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ﴿٦﴾

بیاشامانند از چشمه بسیار گرم نیست ایشانرا خوردنی مگر از ضریع ینَد

بہت گرم چشمہ سے پلائے جائیں گے ۴ نہیں ہے ان کیلئے کھانا مگر ضریع سے ۵

لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ﴿٧﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ﴿٨﴾

فربه نکند و نه دفع کند هیچ گرسنگی آنروز رویها تازه باشنده

نہ فربہی لائے اور نہ کچھ بھوک دور کرے ۶ اس روز کچھ چہرے تازہ ہونگے ۷

لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿٩﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿١٠﴾ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا

عمل خود را پسند کننده در بهشت بلند باشند نشنوند در بهشت

اپنے عمل پر راضی ہونیوالے ۸ بلند جنت میں ہونگے ۹ نہ سنیں گے جنت میں

لَاغِيَةً ﴿١١﴾ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴿١٢﴾ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ﴿١٣﴾ وَّ

(وقف لازم)

سخنان لغو دراں چشمه ایست رواں دراں تختها برداشته و

بیہودہ باتیں ۱۰ اس میں ایک چشمہ جاری ہے ۱۱ اس میں بلند تخت ہیں ۱۲ اور

اَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ﴿١٤﴾ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ﴿١٥﴾ وَّزَرَابِيُّ

کوزها نهاده و بالشها بر همدیگر نهاده و فرشها

سلیقے سے رکھے ہوئے کوزے ۱۳ اور ایک دوسرے کے ساتھ رکھے ہوئے تکیے ۱۴ اور فرش

مَبْثُوْثَةٌ ﴿١٦﴾ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿١٧﴾ وقفه

گسترده آیا نمی نگرند بسوے شتر چگونه آفریده شده

بچھے ہوئے ۱۵ کیا وہ سب اونٹ کی جانب نہیں دیکھتے کیسا بنایا گیا ۱۶

۱ اس سے مراد کافروں کے چہرے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

۲ حضرت حسن کہتے ہیں کہ انھوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کیلئے کام نہیں کیا تو دوزخ میں اللہ تعالیٰ نے ان سے مشقت لی اور طوق وزنجیر کا بار ڈال کر تھکا دیا' حضرت ابن مسعود ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ دوزخ میں اس طرح دھنس جائیگا جس طرح اونٹ دلدل میں دھنس جاتا ہے' کلبی کہتے ہیں کہ منہ کے بل ان کو دوزخ میں کھینچا جائیگا' ضحاک کہتے ہیں کہ دوزخ میں لوہے کے پہاڑ پر چڑھ جائیگا' بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ سے وہ بت پرست اور کتابی کافروں میں سے تارک الدنیا درویش مراد ہیں جنہوں نے باطل مذہب کے موافق کام کئے اور دکھ اٹھائے اللہ تعالیٰ انکی اس ضلالت آگیں کوشش کو قبول نہیں فرمائیگا اور قیامت کے دن ان کو دوزخ میں جانا ہوگا' سدی اور عکرمہ یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ دنیا میں گناہوں کی مشقت کرنیوالے اور آخرت میں دوزخ کا دکھ اٹھانے والے۔ (مظہری)

۳ یعنی سخت گرم آگ میں۔ (القرطبی)

۴ اٰنِیَۃٌ گرمی کی آخری چوٹی پر پہنچے ہوئے کو کہتے ہیں۔ (القرطبی)

۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ضَرِیْعٌ ایک چیز ہے ایلوے سے زیادہ تلخ' مردار سے زیادہ بدبودار اور آگ سے زیادہ گرم [تکلیف پہنچانے میں] کانٹے [کی تیزی] کی طرح ہوگی جب کسی کو کھلائی جائیگی تو نہ اسکے پیٹ میں اترے گی نہ ہی منھ تک واپس آئیگی [بیچ میں پھنس جائیگی] نہ فربہی پیدا کریگی نہ بھوک کو دفع کریگی اور اس دوران اسکو [کھولتا] پانی پلایا جائیگا۔ حضرت سعید بن جبیر کا قول ہے کہ ضریع زقوم ہے' حضرت ابودرداء ﷺ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دوزخیوں پر ایسی بھوک مسلط کی جائیگی جو اس سارے عذاب کے برابر ہوگی جس میں وہ مبتلا ہونگے' حضرت مجاہد' حضرت قتادہ اور حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ ایک خاردار گھاس ہوتی ہے جسکے ریشے زمین میں نہیں ہوتے قریش اسکو شبراق کہتے ہیں لیکن جب اسکی لکڑی سوکھ جاتی ہے تو اسکو ضریع کہتے ہیں یہ بدترین خوراک ہے۔ کلبی کہتے ہیں کہ جب وہ خشک ہو جاتی ہے تو چوپایہ اسکے قریب بھی نہیں جاتا۔ (مظہری) ۶ نہ وہ فربہی پیدا کریگا نہ بھوک کے کام آئیگا اور کھانے کا مقصد انہی دو چیزوں میں سے کوئی ہوتا ہے۔ آیت میں بعض کافروں کا طعام بیان کیا گیا ہے کہ انکی خوراک صرف ضریع ہوگی لیکن کچھ دوسرے کافروں کا طعام ضریع بھی ہوگا اور زقوم بھی۔ (مظہری) ۷ جب اللہ تعالیٰ نے کفار کے وعید کو بیان فرمالیا تو اب اسکے بعد اہل ایمان کے احوال کو بیان فرمارہا ہے۔ (تفسیر کبیر) ۸ یعنی وہ لوگ ایسے کام کرتے تھے جو قابل تعریف تھے اور مزید عمل کیلئے کوشاں رہتے تھے اسکا دوسرا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ لوگ دنیا میں نیکی کا کام کرکے خوش ہوتے تھے۔ (تفسیر کبیر) ۹ اس میں دو احتمالات ہیں (۱) علوفی المکان یعنی مکان میں بلندی (۲) علوفی الدرجہ یعنی درجہ میں بلندی۔ (تفسیر کبیر) ۱۰ فراء اور اخفش کہتے ہیں کہ جنت میں وہ سب کلمہ لغو نہ سنیں گے۔ اس میں چھ توجیہ ہیں (۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جھوٹ' بہتان اور کفر باللہ نہ سنیں گے (۲) حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ نہ باطل سنیں گے نہ گناہ (۳) حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ گالی نہ سنیں گے (۴) حضرت حسن کہتے ہیں کہ معصیت نہ سنیں گے (۵) فراء کہتے ہیں کہ اس میں جھوٹی قسم نہ سنیں گے (۶) اہل جنت کے کلام میں کلمہ لغو نہ ہوگا بلکہ اہل جنت حکمت و دانائی کی بات کرینگے اور اللہ تعالیٰ نے جو انعام و اکرام انھیں عطا کیا اس پر حمد کرینگے۔ (القرطبی) ۱۱ مختلف مشروبات کہ جنکے ذائقے الگ الگ ہونگے۔ (القرطبی) ۱۲ یعنی بلند تخت' مروی ہے کہ اسکی بلندی آسمان اور زمین کے کے برابر ہوگی (القرطبی) ۱۳ جن میں کوئی عیب نہیں ہونگے۔ (القرطبی) ۱۴ یعنی چھوٹے تکیے لگے ہونگے اور اس پر ٹیک لگائے بیٹھے ہونگے۔ (القرطبی) ۱۵ عکرمہ کہتے ہیں کہ ایک پر ایک رکھے ہونگے۔ (القرطبی) ۱۶ اب قدرت پر دلائل دیئے جارہے ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر)

وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿١٨﴾ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿١٩﴾ وَاِلَى
و بسوے آسمان چگونہ برداشتہ شد و بسوے کوہ ہا چگونہ
اور آسمان کی طرف کیسا بلند کیا گیا ۱ اور پہاڑوں کی طرف کیسا
الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿٢٠﴾ فَذَكِّرْ ۗ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿٢١﴾ لَسْتَ
نہادہ شد و بسوے زمین چگونہ پہن شد پس پندده جز ایں نیست تو
رکھا گیا ۲ اور زمین کی طرف کیسی بچھائی گئی ۳ پس نصیحت کیجئے، اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ آپ
عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿٢٢﴾ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ﴿٢٣﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ
پند دہندہ نیستی تو بر ایشاں مسلط لیکن ہر کہ روگرداند و
نصیحت کرنے والے ہیں ۴ آپ ان پر مسلط نہیں ہیں ۵ لیکن جو روگردانی کرے اور کفر کرے ۶ پس اللہ
الْاَكْبَرَ ﴿٢٤﴾ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿٢٦﴾
کافر دپس عذاب کند او را خدائے بزرگ تر ہر آئنہ بسوے ماست بازگشت ایشاں باز ہر آئنہ بر ماست حساب ایشاں
بزرگ برتر اسے عذاب دیگا ۷ بیشک ہماری ہی طرف ان سب کا لوٹنا ہے ۸ پھر بیشک ہم پر ہی انکا حساب ہے ۹

سُوْرَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

سورہ فجر مکی ہے، اس میں ۳۰ آیات اور ایک رکوع ہیں ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

وَالْفَجْرِ ﴿١﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴿٢﴾ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ﴿٣﴾ وَالَّيْلِ اِذَا
سوگند بصبح و بدہ شبانروز و بجفت و طاق و بشب آنگاہ کہ
صبح کی قسم ۱۱ اور دس راتوں کی ۱۲ اور جفت و طاق کی ۱۳ اور رات کی جب

۱ یعنی آسمان کو زمین سے بلاستون بلند کیا۔(القرطبی) ۲ زمین پر پہاڑوں کو کس طرح نصب کیا کہ زائل نہیں ہوتے۔(القرطبی) ۳ یعنی زمین کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح ہمواری کیساتھ اسکا فرش بچھایا گیا ہے۔یہی حالت جنت کی مسندوں کی ہوگی۔ ممکن ہو کہ آیت کا مطلب اس طرح ہو کہ انواع کائنات کچھ مرکب ہیں [جیسے اونٹ] اور کچھ بسیط [جیسے آسمان اور زمین و پہاڑ] اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کر رہی ہیں اور اس سے ثابت ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت پر قادر ہے پھر یہ لوگ اس کائنات مرکبہ وبسیط پر غور کر کے اللہ تعالیٰ کی قدرت علی البعث پر کیوں استدلال نہیں کرتے اور اس سچے مخبر کی شہادت کو کیوں نہیں مانتے جسکی سچائی معجزات سے ثابت ہے اور کیوں مقصد و مدعا کیلئے آخر تیاری نہیں کرتے۔ رہی یہ بات کہ مرکبات میں صرف اونٹ اور بسائط میں سے تین چیزوں کا ذکر کیا، تو اسکی وجہ یہ ہے کہ استدلال میں انہی ہی چیزوں کو پیش کیا جاتا ہے جو بکثرت سامنے آتی ہوں اور چونکہ خطاب عرب سے ہے اور عرب صحرانشین بدوی تھے جن کے سامنے آسمان، زمین، پہاڑ اور اونٹ تھے اور اونٹ ہی ان کا عزیز ترین مال تھا۔ دوسرے جانوروں کے مقابلہ میں اونٹ کا استعمال بکثرت کیا جاتا تھا۔عربوں کی تمام ضروریات زندگی اونٹ سے وابستہ تھیں۔اسکا گوشت کھاتے، دودھ پیتے، اس پر سامان لادتے اور خود سوار ہوتے تھے اور دوسرے جانوروں کی خصوصیات سے بے بہرہ تھے اس لئے فرمایا کہ اونٹ کی تخلیق پر یہ لوگ غور نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور حسن خلاقیت پر دلالت کر رہی ہے۔اتنا بڑا جانور لادے جانے کیلئے دوزانو بیٹھ جاتا ہے پھر بعدہٗ بوجھ لے کر اٹھ کھڑا ہوتا ہے اپنے قائد کے تابع ہے، لمبی گردن ہونے کی وجہ سے درختوں کے پتے بھی کھاتا ہے اور گھاس بھی چر لیتا ہے بیابانوں کو قطع کرنے میں اگر دس روز پانی نہ ملے تو پیاس کو برداشت کر لیتا ہے۔(مظہری) ۴ یعنی آپ انہیں وعظ ونصیحت فرمائیے انہیں عذاب سے ڈرائیے۔(القرطبی) ۵ یہ آیت، آیتِ سیف سے منسوخ ہے۔(القرطبی) ۶ لیکن جو وعظ ونصیحت سے منہ موڑیگا اس کیلئے سخت عذاب ہے۔(القرطبی) ۷ یعنی دنیا میں جہاد اور آخرت میں عذاب جہنم کی وعید ہے۔(مظہری) ۸ یعنی انکی واپسی ایسے قہار کی طرف ہی ہوگی جو انکو سزا دینے پر قادر ہے۔(مظہری) ۹ یعنی پھر ہمارے ہی ذمہ ان سے حساب لینا اور حسب درجہ کفر انکو عذاب دینا ہے۔(مظہری) ۱۰ اس میں ۵۶۶ حروف اور ۱۳۶ کلمات ہیں۔(غرائب القرآن) اس سورت میں تین امور کا بیان ہے (۱) بعض امتوں کا قصہ جنہوں نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا جیسے قوم عاد، ثمود، قوم فرعون (۲) اللہ تعالیٰ کا وہ طریقہ کہ وہ اس دنیا کی زندگی میں اپنے بندوں کو خیر اور شر میں مبتلا کرتا ہے کسی کو غنی بناتا ہے تو کسی کو فقیر (۳) آخرت کے احوال اور اسکے شدائد بیان کئے گئے ہیں اور قیامت کے روز لوگوں کو دو گروہ میں تقسیم کیا جانا یعنی سعداء اور اشقیاء کا بیان ہے۔(صفوة التفاسیر) ۱۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آیت میں صبح سے صبح کی نماز مراد ہے، حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ اس سے صبح صادق مراد ہے۔(ابن جریر) ۱۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے ذوالحجہ کی دس راتیں مراد ہیں۔آپ ہی کا ایک اور قول ہے کہ اس سے محرم کی دس راتیں مراد ہیں۔(ابن جریر) ۱۳ آیت میں شفع دو اور وتر سے مراد ایک ہے، حضرت عمران بن حصین ﷺ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شفع اور وتر نماز ہے یعنی بعض نماز شفع ہے اور بعض وتر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ شفع نماز صبح ہے اور وتر نماز مغرب ہے، بعض نے کہا کہ شفع اور وتر آدم وحواء ہیں اس لئے کہ حضرت آدم علیہ السلام وتر یعنی تنہا تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو جوڑا بنایا یعنی حواء کے ذریعے شفع کیا۔(القرطبی)

يَسْرِ ﴿٤﴾ هَلْ فِي ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حِجْرٍ ﴿٥﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ

بگذرد آیا ہست دریں سوگندے مر خداوند عقل را آیا ندیدے چگونہ

گذر جائے ۱ کیا عقل مند کیلئے یہ (بڑی) قسم (نہیں) ہے ۲ کیا تم نے نہ دیکھا کیسا

فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿٦﴾ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ﴿٧﴾ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ

کرد پروردگار تو بقوم عاد خداوندان ارم خداوند قدہائے بلند میگفتند آنکہ نیافرید

کیا تمہارے رب نے قوم عاد کے ساتھ ۳ ارم بلند قد والے ۴ کہتے ہیں کہ نہیں پیدا کیا

مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ﴿٨﴾ وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ﴿٩﴾

و مانندان در شہرہا و ثمود آنانکہ بریدند کوہ ہا بوادی

انکی مثل شہروں میں ۵ اور ثمود جنہوں نے وادی میں پہاڑوں کو کاٹے ۶

وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ﴿١٠﴾ الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ﴿١١﴾

و فرعون خداوند ملک قوی آنانکہ از حد گذشتہ در شہرہا

اور فرعون قوی بادشاہت والا ۷ جنہوں نے شہروں میں سرکشی کی ۸

فَاَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ ﴿١٢﴾ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ

پس بسیار بردند دراں تباہی را پس ریخت بر ایشاں پروردگار تو نوعی

اور ان میں بہت تباہی پھیلائی ۹ پس تمہارے رب نے ان پر عذاب کی

عَذَابٍ ﴿١٣﴾ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿١٤﴾ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا

از عذاب ہر آئنہ پروردگار تو بر مرصاد است پس اما انسان چوں

ایک قسم گرائی ۱۰ بیشک تمہارا رب گھات میں ہے ۱۱ پس انسان جب

مَا ابْتَلٰهُ رَبُّهُ فَاَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي اَكْرَمَنِ ﴿١٥﴾

مبتلا کند پروردگار او پس گرامی کرد آنرا و نعمت داد او را پس گوید پروردگار من گرامی داشت مرا

اسکا رب اسے آزمائے اور اسے عزت دے اور نعمت دے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت دی ۱۲

۱ حضرت عکرمہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ اس سے وہ رات مراد ہے جس میں حجاج مزدلفہ میں جمع ہوتے ہیں، بعض نے کہا کہ اس سے شب قدر مراد ہے، بعض نے کہا کہ اس سے عام رات مراد ہے۔ (القرطبی)

۲ اس سے عقل مراد ہے۔ (القرطبی)

۳ یعنی اے محمد ﷺ! کیا قوم عاد کی خبر آپ تک نہیں پہنچی کہ آپ کے رب نے ان کیساتھ کیسا کیا' (صفوۃ التفاسیر)

۴ ارم عاد کے ایک قبیلہ کا نام ہے جسکے ہاتھ میں اقتدار ہوتا تھا عاد بن سام بن نوح کے بیٹے کا نام ارم تھا اسی کے نام پر قبیلے کا نام ارم ہو گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ انکا طول قامت ستون کی طرح تھا' حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ذراع سے بارہ ذراع انکے قدموں کا طول تھا۔ قوم ارم کو ذات العماد کہنے کی بعض نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ ڈیرے خیمے، خیموں کے ستون اور مویشی لیکر موسم بہار میں نکل کھڑے ہوتے تھے جب سبزی ختم ہو جاتی تو پھر گھروں کو لوٹ آتے تھے انکے پاس باغات اور کھیتیاں تھیں وادی قریٰ میں انکی بستیاں تھیں، بعض نے وجہ تسمیہ یہ بیان کی ہے کہ وہ اونچی عمارتیں اور مضبوط مقام بناتے تھے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شداد بن عاد نے ایک ایسی عمارت بنائی تھی کہ ویسی عمارت دنیا میں کسی نے نہیں بنائی اور قوم کو ساتھ لیکر اس عمارت کو دیکھنے گیا ابھی ایک شبانہ روز کی مسافت پر تھا کہ بحکم خدا آسمان کی طرف سے ایک چیخ آئی جس سے شداد اور سب قوم والے ہلاک ہو گئے۔ حضرت سعید بن میسب کہتے ہیں کہ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ایک شہر کا نام ہے جسے دمشق کہا جاتا ہے' قرطبی نے اسکندریہ کا نام بتایا۔ (مظہری)

۵ یعنی شہروں میں قوت اور عظیم الجثہ ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے انکی مثل پیدا نہیں کی' یا یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ شداد کے شہر کی طرح کوئی اور شہر نہیں بنایا (تفسیر کبیر) ۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ لوگ پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے تھے۔ (تفسیر کبیر) ۷ فرعون کو ذی الاوتاد کہنے کی چند وجہیں ہیں (۱) کثرتِ لشکر کی بناء پر فرعون کو ذی الاوتاد کہا جاتا ہے (۲) وہ لوگوں کو اسکے مرنے تک سزا دیتا تھا اور اسکی سزا بھی سخت ہوتی تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرعون نے بطور سزا اپنی بیوی کے جسم میں چار کیلیں لگوائیں اسی بناء پر اسے ذی الاوتاد کہا جاتا ہے (۳) اسکا مطلب ہے سخی بادشاہت والا۔ (تفسیر کبیر) ۸ یعنی ان لوگوں نے سرکشی کی اور اللہ کے نبیوں کو ستایا اور اہل ایمان پر ظلم کیا۔ (تفسیر کبیر) ۹ اب اس آیت میں انکی سرکشی بتائی جا رہی ہے وہ لوگ شہر میں کثرت سے فساد کرتے تھے۔ جاننا چاہیئے کہ یہاں فساد کے مفہوم میں ہر قسم کا گناہ شامل ہے۔ (تفسیر کبیر) ۱۰ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ ہر وہ چیز جس سے اللہ تعالیٰ عذاب دیگا وہ سوط ہے۔ (القرطبی) ۱۱ حضرت حسن اور حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ انسان کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کے حضور ہے اللہ تعالیٰ اسے اسکا بدلہ دیگا' بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ بندہ کسی طریقے پر بھی چلے اللہ تعالیٰ کے حضور سے غائب نہیں ہوسکتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جہنم پر سات منازل ہیں پہلی منزل پر انسان سے ایمان کے بارے میں پوچھا جائیگا' اگر وہ اس میں کامیاب ہو جائیگا تو دوسری منزل تک پہنچے گا اس پر نماز کے بارے میں پوچھا جائیگا اگر وہ اس میں کامیاب ہو جائیگا تو تیسری منزل پر پہنچے گا اس پر زکوۃ کے بارے میں پوچھا جائیگا اگر وہ اس میں کامیاب ہو جائیگا تو چوتھی منزل پر پہنچے گا اس پر رمضان کے روزے کے بارے میں پوچھا جائیگا اگر اس میں کامیاب ہو گیا تو پانچویں منزل پر پہنچے گا اس پر حج و عمرہ کے بارے میں پوچھا جائیگا اگر اس میں کامیاب ہو گیا تو چھٹی منزل پر پہنچے گا اس پر صلہ رحمی کے بارے میں پوچھا جائیگا' ساتویں منزل پر مظالم کے بارے میں پوچھا جائیگا۔ (القرطبی) ۱۲ آیت میں انسان سے مراد کافر ہے۔ (القرطبی)

وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ

و اما چوں بیازماید او را پس تنگ کرد برو روزی او پس گوید پروردگار من

اور جب اسے آزماتا ہے اور اسکی روزی اس پر تنگ کر دے تو کہتا ہے میرے رب نے

اَهَانَنِ ۚ﴿۱۶﴾ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۙ﴿۱۷﴾ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى

خوار کرد مرا نچنانست بلکہ گرامی نمی کنید یتیم را و تحویض نمی کنید بر

مجھے خوار کیا ۱ ایسا نہیں ہے بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے ۲ اور ترغیب نہیں کرتے

طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۙ﴿۱۸﴾ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۙ﴿۱۹﴾ وَّتُحِبُّوْنَ

خوردنی درویش و می خورید مال میراث خوردنی بسیار و دوست دارند

مسکین کے کھانا کھلانے کی ۳ اور تم میراث کے مال کو بہت کھاتے ہو ۴ اور پسند کرتے ہو

الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ؕ﴿۲۰﴾ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۙ﴿۲۱﴾ وَّ

مال را دوستی فراوان حقا کہ چوں بشگافد زمین شکستنی بعد از شکستنی

مال کو بہت زیادہ ۵ درست ہے کہ جب زمین ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے ۶

جَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۚ﴿۲۲﴾ وَجِایْٓءَ يَوْمَئِذٍۢ

و آمد پروردگار تو و فرشتگان صفی بعد از صفی و آمد آنروز

اور تمہارے رب (کا حکم) آئے اور فرشتے صف با صف (ہو جائیں) ۷ اور اس دن

بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ؕ﴿۲۳﴾

جہنم آنروز یاد کند آدمی و باشد او را یاد کردنی

جہنم قریب کردی جائے اس روز آدمی یاد کریگا اور اس کیلئے یاد کرنے کا وقت کہاں ۸ کہے گا اے کاش! اپنی زندگی

يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ۚ﴿۲۴﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ

گویند اے کاشکے پیش فرستادے برائے زندگانی من پس آنروز عذاب نکند

کیلئے پہلے (نیکی) بھیجی ہوتی ۹ پس اس روز (کے) عذاب (کی طرح) نہیں کیا ہوگا کسی ایک نے بھی

۱ کلبی اور مقاتل کہتے ہیں کہ یہ آیت امیہ بن خلف کے حق میں نازل ہوئی۔ (مظہری)

۲ ہرگز نہیں یعنی بات اس طرح نہیں جس طرح وہ کہتا ہے۔ بلکہ دنیوی نعمت و دولت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ڈھیل ہوتی ہے بشرطیکہ مالدار نعمت کا استقبال شکر سے نہ کرے اور شکر کے ہاتھوں سے نہ لے بلکہ نعمت کی شکر گذاری کے بعد بھی فقیر صابر پر غنی شاکر کو برتری حاصل نہیں۔ حضرت مصعب بن سعد ﷺ کی روایت ہے کہ حضرت سعد دوسروں سے اپنے کو بڑھا چڑھا کر خیال کرتے تھے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں کو صرف ضعفاء [اہل افلاس] کے سبب ہی رزق دیا جاتا ہے' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فقراء مہاجرین قیامت کے دن دولت مندوں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے' حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فقراء جنت میں دولت مندوں سے پانچ سو سال پیشتر جائیں گے۔ جاننا چاہیئے کہ فقر و کمزوری کیساتھ صبر و رضا ہو تو ایسا فقر نعمت ہے بے عزتی نہیں' حضرت قتادہ بن نعمان ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ بندوں سے محبت کرتا ہے تو دنیا کو اس سے الگ رکھتا ہے جیسے تم لوگ اپنے بیمار کے پانی سے پرہیز رکھتے ہو۔ (مظہری)

۳ یعنی اپنے گھر والوں کو ترغیب نہیں دیتے کہ مسکینوں کو کھانا کھلائیں۔ (القرطبی)

۴ یعنی یتیموں کی میراث کے مال کو بڑی تیزی سے کھاتے ہیں۔ (القرطبی)

۵ یعنی حلال و حرام کی تمیز کئے بغیر کثیر مال کو پسند کرتے ہو۔ (القرطبی) ۶ یعنی زمین پر زلزلہ آیگا اور اس پر جتنی عمارتیں ہیں سب تباہ ہو جائیں گیں۔ (صفوۃ التفاسیر) ۷ قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے دنیوی آسمان پھٹ جائیگا اور ملائکہ اسکے کناروں پر رہ جائیں گے پھر بحکم رب اتریں گے اور زمین کو اسکی موجودات سمیت گھیر لینگے' پھر دوسرا' پھر تیسرا' پھر چوتھا اور پھر پانچواں' پھر چھٹا پھر ساتواں آسمان پھٹے گا اور ملائکہ ترتیب وار اتر کر صف بستہ ہو جائیں گے پھر سب سے اعلیٰ فرشتہ اتریگا جسکے بائیں طرف جہنم ہوگا جب زمین والے جہنم کو دیکھیں گے تو اِدھر اُدھر بھاگیں گے مگر زمین پر ہر طرف انکو ملائکہ کی سات قطاریں دکھائی دیں گیں مجبوراً جہاں سے چلے ہونگے لوٹ آئیں گے (مظہری) ۸ حضرت ابن مسعود ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس روز جہنم کو اس طرح لایا جائیگا کہ اسکی ستر ہزار لگامیں ہونگی اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے کھینچتے ہونگے۔ حضرت کعب کا قول ہے کہ قیامت کا دن ہوگا اور ملائکہ اتر کر قطار در قطار ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ جبرائیل سے فرمائیگا جہنم کو لاؤ' جبرائیل جہنم کو ستر ہزار لگاموں سے جکڑے ہوئے لائیں گے جب انسان سے جہنم کا فاصلہ سو سال کی مسافر پر رہ جائیگا تو جہنم ایک سانس لیگی جس سے مخلوق کے دل اڑنے لگیں گے پھر دوبارہ سانس لیگی تو کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی بغیر دوزانو بیٹھ جانے کے نہیں رہیگا' پھر تیسرا سانس لیگی تو دل اچھل کر حلق تک آجائیں گے کسی کے حواس درست نہیں رہیں گے ہر شخص گھبرا جائیگا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام عرض کرینگے اپنی خلقت کا واسطہ میں اپنی جان کے بچاؤ کی تجھ سے درخواست کرتا ہوں' حضرت موسیٰ علیہ السلام کہیں گے میں اس مناجات کا واسطہ دیتا ہوں اور صرف اپنے نفس کے بچاؤ کی تجھ سے درخواست کرتا ہوں' حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کرینگے تیرے کرم کا واسطہ میں صرف اپنی ذات کیلئے تجھ سے درخواست کرتا ہوں اپنی ماں مریم کیلئے بھی عرض نہیں کرتا۔ لیکن حضرت محمد ﷺ عرض کرینگے میری امت کو بچا میری امت کو محفوظ رکھ میں اپنی جان کو بچانے کی تجھ سے درخواست نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا تیری امت کے اولیاء کیلئے نہ خوف ہے نہ رنج' الخ۔ (مظہری) ۹ یعنی کاش کہ میں نے اپنی زندگی میں عمل صالح آگے بھیجا ہوتا' یا یہ مطلب کہ میں ایسی زندگی آگے بھیجا ہوتا جس میں موت نہ ہوتی (القرطبی)

عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّلَا یُوۡثِقُ وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾ یٰۤاَیَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾

عذاب او ہیچ یکے را و بند نکند بسلاسل ہیچ کس اے نفس

عذاب ۱ اور نہیں باندھا ہوگا کسی ایک نے بھی اسکے باندھنے (کی طرح) ۲ اے نفس! آرام لینے والا ۳ لوٹ جا اپنے رب کی طرف اس

ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرۡضِیَّةً ﴿۲۸﴾ فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ ﴿۲۹﴾ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ ﴿۳۰﴾

آرام گرفتہ باز کرد بسوے پروردگار خود حالتیکہ پسند کنندہ پسندیدہ پس داخل شود در بندگان من و در آزیشت من

حالت میں کہ راضی کرنیوالا راضی ہونیوالا ہے ۴ پس میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا ۵ اور میری جنت میں داخل ہو جا ۶

سُوۡرَةُ الۡبَلَدِ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ عِشۡرُوۡنَ اٰیَةً

سورہ بلد مکی ہے، اس میں ۲۰ آیات اور ایک رکوع ہیں ۷

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

لَاۤ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ ﴿۱﴾ وَاَنۡتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الۡبَلَدِ ﴿۲﴾

سوگند میخورم بدیں شہر و تو فرو آمدہ بدیں شہر و

مجھے قسم ہے اس شہر کی ۸ اس لئے کہ آپ اس شہر میں تشریف لائے ۹ اور

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ﴿۳﴾ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡ کَبَدٍ ﴿۴﴾

سو گند بپدر و آنچہ زادہ است ہر آئنہ آفریدیم آدمی را در سختی

قسم ہے (تمہارے) باپ کی اور اسکے ولد کی ۱۰ بیشک ہم نے آدمی کو سختی میں پیدا کیا ۱۱

اَیَحۡسَبُ اَنۡ لَّنۡ یَّقۡدِرَ عَلَیۡهِ اَحَدٌ ﴿۵﴾ یَقُوۡلُ اَهۡلَکۡتُ

آیا می پندارد آنکہ قادر نشود برو کسیرا میگوید ہلاک کردم

کیا وہ گمان کرتا ہے کہ اس پر کوئی قابو نہیں پا سکتا ۱۲ کہتا ہے میں نے ہلاک کیا

وقف لازم

۱ یعنی اس روز اللہ تعالیٰ کے عذاب سے زیادہ سخت کسی کا عذاب نہ ہوگا۔ (صفوۃ التفاسیر)

۲ مجرموں کو جس سخت بندھن میں اللہ تعالیٰ باندھے گا اس بندھن سے زیادہ مضبوط بندھن کسی کا نہ ہوگا۔ (صفوۃ التفاسیر)

۳ کہا گیا ہے کہ وہ ملائکہ کا قول ہوگا جو اللہ کے نیک بندوں کو ندا کرینگے۔ نفسِ مطمئنہ سے وہ نفس مراد ہے جو اس پر مطمئن ہوگا کہ اللہ اسکا رب ہے، حضرت ابن عباس اسکا یہ مطلب بیان فرماتے ہیں یہ وہ نفس ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے ثواب پر مطمئن ہوگا، حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ یہ وہ نفس ہے جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے امن میں ہوگا، بعض نے کہا کہ یہ وہ نفس ہے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے مطمئن ہوتا ہے، حضرت حسن بصری کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندۂ مؤمن کی روح قبض کرنا چاہتا ہے تو وہ نفس اللہ تعالیٰ کی طرف مطمئن ہوتا ہے۔ (القرطبی)

۴ حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں اسوقت نازل ہوئی جب آپ نے بئر رومی کو خرید کر وقف فرمایا تھا۔ بعض نے کہا یہ آیت حضرت خُبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اسوقت نازل ہوئی جب اہل مکہ نے آپکو صلیب پر چڑھایا اور آپکے چہرہ کو مدینہ کی جانب کیا اسوقت اللہ تعالیٰ نے آپکا چہرہ قبلہ کی جانب کردیا۔ (القرطبی)

۵ حضرت حسن یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اپنے رب کے ثواب اور اسکی کرامت کی جانب لوٹ جا۔ (القرطبی)

۶ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کی اضافت اپنی ذات کی طرف فرمائی اس اضافت کا تقاضا ہے کہ اس جنت کو دوسری جنتوں سے کوئی خصوصی مقام حاصل ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات طائف میں ہوئی، حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں جنازہ میں موجود تھا اچانک ایک ایسا پرندہ آیا جسکی مثل کوئی پرندہ دیکھنے میں نہیں آیا اور آتے ہی نعش مبارک میں داخل ہوگیا اسکو نعش مبارک سے نکلتا ہوا ہم نے نہیں دیکھا جب نعش دفن کردی گئی تو قبر کے کنارے کسی نے یہ آیت پڑھی یٰاَیَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ الخ: لیکن پڑھنے والا دکھائی نہیں دیا معلوم نہیں کس نے پڑھی۔ (مظہری) ۷ اس میں ۲۳۶ حروف اور ۸۰ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) اس سورت میں دیگر مکی سورتوں کی طرح عقیدہ وایمان کا بیان ہے، اسکی ابتدا بلدِ حرم کی قسم سے ہے، اسکے بعد بعض کفار کے گمان کو بیان کیا گیا کہ وہ لوگ اپنی قوت کے دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں، پھر قیامت کی ہولناکیوں کا بیان ہے اس سورت کا اختتام مؤمنین اور کافرین کے مابین تفریق پر ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۸ اس پر اجماع ہے کہ آیت میں بلد سے مراد مکہ ہے، مطلب یہ ہے کہ اس شہر مکہ کی قسم ہے جس میں آپ تشریف فرما ہیں۔ (القرطبی) ۹ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کی قسم اس قید کیساتھ فرمائی کہ آپ اس شہر میں مقیم ہیں، اسکی وجہ مکہ کی دوسری فضیلت کا اظہار ہے ایک تو مکہ خود ہی فضیلت رکھتا ہے دوسری فضیلت یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں فروکش ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو خطاب کرکے فرمایا تھا تو کیسا پاکیزہ شہر ہے اور اللہ کو کس قدر پیارا ہے اگر میری قوم والے مجھے تیرے اندر سے نہ نکالتے تو میں تیرے علاوہ کہیں نہیں رہتا۔ (مظہری) ۱۰ حضرت مجاہد وغیرہ فرماتے ہیں کہ آیت میں والد سے حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں اور وَمَا وَلَدَ سے انکی نسل مراد ہے۔ (القرطبی) ۱۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ مطلب بیان فرماتے ہیں کہ ہر انسان کو ہم نے دکھ میں پیدا کیا یعنی حالت حمل پھر ولادت پھر شیر خواری کی انتہا پھر حصول معاش پھر مشاغل حیات اور آخر میں مرنے کے دکھ میں رکھا۔ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ یہ آیت ابوالاشد کے متعلق نازل ہوئی اور کبد کا معنی ہے قوت اور طاقت۔ (مظہری) ۱۲ اگر پہلی آیت میں انسان سے ابوالاشد مراد لیں تو آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ کیا اس نے گمان کیا کہ ہم اس پر قدرت نہ رکھ سکیں گے، اور اگر عام انسان مراد ہو مطلب ظاہر ہے، بعض کے نزدیک آیت کا نزول ولید بن مغیرہ کے متعلق ہے۔ (مظہری)

مَالًا لُّبَدًا ۝۶ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗۤ اَحَدٌ ۝۷ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ

مال بسیار آیا می پندارد آنکہ ندید او را یکے را آیا ندادیم او را

بہت سے مال ۱ کیا وہ گمان کرتا ہے کہ اسے کسی ایک نے نہ دیکھا ۲ کیا ہم نے اسے نہ دیں

عَيْنَيْنِ ۝۸ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۝۹ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝۱۰

دو چشم و زبان و دو لب و راہ نمودیم او را راہ دویستان

دو آنکھیں ۳ اور زبان اور دو ہونٹ ۴ اور ہم نے اسے دو ابھرتی ہوئیں (راہیں) دکھائیں ۵

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝۱۱ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝۱۲ فَكُّ

پس نگذشت از عقبہ و چہ دانی تو چیست عقبہ رہا کردن

پس عقبہ سے نہ گذرا ۶ اور تجھے کیا معلوم عقبہ کیا ہے ۷ آزاد کرنا

رَقَبَةٍ ۝۱۳ اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ ۝۱۴ یَّتِیْمًا ذَا

از بندگی یا خورانیدن طعام در روز با گرسنگے بود یتیمی را کہ خداوند

غلامی سے ۸ یا بھوک کے روز کھانا کھلانا ۹ یتیم کو جو

مَقْرَبَةٍ ۝۱۵ اَوْ مِسْكِیْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝۱۶ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِیْنَ

قرابت باشد یا مسکینی را کہ خداوند خاک باشد پس باشد از آنانکہ

رشتہ دار ہو ۱۰ یا مسکین کو جو مٹی والا ہو ۱۱ پھر ان لوگوں سے ہو جو

اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۝۱۷

گرویدند و وصیت کردند بصبر و وصیت کردند بشکیبهای

ایمان لائے اور صبر کی وصیتیں کیں اور مہربانی کی وصیتیں کیں ۱۲

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ۝۱۸ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا

آنگروہ یاران دست راستند و آنانکہ نگرویدند بآیات ما

وہی گروہ سیدھے ہاتھ والے ہیں ۱۳ اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا

۱ حضرت حسن یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ میں نے تو بہت سارے مال خرچ کئے پس کون ہے جو میرا مواخذہ کرے [یہ ابو الاشد کا قول ہے] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا اسے نہیں معلوم میں محاسبہ پر قدرت رکھتا ہوں اور میں انکے کردار کو دیکھ رہا ہو۔ (القرطبی)

۲ کیا اس نے گمان کر رکھا ہے کہ میں کچھ نہیں دیکھ رہا ہوں اور کیا اس نے یہ گمان بھی کر رکھا ہے کہ مجھ سے انکے اعمال پوشیدہ ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر)

۳ جن سے وہ دیکھتا ہے۔ (مظہری)

۴ زبان جس سے وہ بات کرتا ہے اور دو لب جن سے منہ پر پردہ پڑتا ہے اور بولنے کھانے پینے اور پھونکنے میں ان سے بڑی مدد ملتی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم! اگر تیری زبان ناجائز چیزوں کیلئے تجھ سے کشاکش کرے تو میں نے اسکے خلاف تیری مدد کیلئے دو ہونٹ تجھے دیئے ہیں تو ان ہونٹوں کو بند کر دے [اور ناجائز بات زبان سے نہ نکال] اور اگر تیری نگاہ ناجائز چیزوں کیلئے تجھ سے کشاکش کرے تو تیری مدد کیلئے میں نے تجھے دو غلاف دیئے ہیں تو ان غلافوں میں انکو بند رکھ اگر تیری شرمگاہ ناجائز امور کی طرف تجھے کھینچے تو میں نے تیری مدد کیلئے دو پردے دیئے ہیں ان پردوں میں اسکو بند رکھ۔ (مظہری)

۵ یعنی دودھ پینے کیلئے [ماں کی] چھاتیاں۔ اکثر مفسرین کا قول ہے کہ نجدین سے خیر اور شر حق و باطل اور ہدایت و گمراہی کے راستے مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ عقل اور پیغمبروں کو بھیج کر ہم نے اچھائی اور برائی واضح کر دی ہے اب جو شر کا راستہ اختیار کریگا وہ گمراہ ہوگا اسکا کوئی عذر قیامت کے روز قبول نہ ہوگا (مظہری) ۶ یہاں مراد ہے اوامر و نواہی کی پابندی کی مشقت برداشت کرنا، بعض علماء کے نزدیک ادائے واجب سے عہدہ برآ ہو جانا مراد ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عقبہ جہنم کا ایک پہاڑ ہے، حضرت حسن اور حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ عقبہ جہنم کے پل سے ورے ایک گھاٹی ہے جسکا عبور کرنا اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے ہوگا۔ حضرت مجاہد، حضرت ضحاک اور حضرت کلبی کہتے ہیں کہ عقبہ جہنم پر ایک پل ہے تلوار کی دھار کی طرح باریک اور تیز جسکی چڑھائی اور اتار اور میدانِ رفتار کی مسافت تین ہزار برس کی راہ کے برابر ہے اسکے دونوں طرف سعدان کے کانٹوں کی طرح کانٹے اور آنکڑے لگے ہیں کوئی اس پر سے صحیح سالم نکل جائیگا کوئی خراش اور کھرونچ پا کر اور کوئی سرنگوں جہنم میں چلا جائیگا پھر کوئی بجلی کی طرح گذر جائیگا کوئی تیز آندھی کی طرح، کوئی گھوڑے کے سوار کی طرح، کوئی پیادہ کی طرح، کوئی سُرینوں کے بل سرکے گا اور کچھ لوگ پھسل کر گرینگے اور کچھ زخمی ہو کر جہنم میں چلے جائیں گے۔ (مظہری) ۷ ہولنا کیوں کو مزید بڑھانے کیلئے یہ جملہ لایا گیا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۸ اب عقبہ کی تفسیر بیان کی جارہی ہے یعنی یہ اللہ کے راستے میں غلام آزاد کرنا ہے پس جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ایک غلام آزاد کریگا اسے جہنم سے آزاد کیا جائیگا۔ (صفوۃ التفاسیر) ۹ یا فقیر کو اس روز کھانا کھلانا جس روز وہ بھوکا ہو اور اسکے پاس کھانے کیلئے کچھ نہ ہو۔ علامہ صاوی کہتے ہیں کہ اطعام کو بھوک والے دن سے مقید اس لئے کیا گیا کہ اس روز خود نہ کھا کر دوسروں کو کھانا کھلانا نفس پر گراں ہوتا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۰ یعنی اس مسکین کو کھانا کھلائے جسکے درمیان قرابت داری ہو۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۱ مسکین وہ ہے جو تنگی کی بناء پر اپنے جسم کا سَتر مٹی سے کرتا ہو گویا کہ یہ جملہ فقر اور تنگی کی شدت کو خوب اجاگر کر رہا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۲ یعنی عقبہ سے بچنے کیلئے جن چیزوں کا ذکر ہوا ان سب کیساتھ ایمان کا ہونا ضروری ہے۔ وَتَوَاصَوْ بِالصَّبْرِ الخ: یعنی ایک دوسرے کو اللہ تعالیٰ کی طاعت پر صبر کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور مخلوق خدا پر صلہ رحمی کی تلقین کرتے ہیں۔ (القرطبی) ۱۳ یعنی یہی وہ لوگ ہیں جنکے نامہ اعمال انکے سیدھے ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ ابن زید کہتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو آدم علیہ السلام کے داہنی طرف سے لیا گیا ہوگا۔ (القرطبی)

هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿۱۹﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۲۰﴾

ایشاں یاران دست چپ اند بر ایشاں آتشی پوشندہ

وہ بائیں ہاتھ والے ہیں ۱ ان پر ڈھانپ لینے والی آگ ہے ۲

سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورہ شمس مکی ہے، اس میں ۱۵ آیات اور ایک رکوع ہیں ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا ﴿۱﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ﴿۲﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا

سوگند بآفتاب و تابش وی و بماہ چوں از پے رود و بروز چوں

قسم ہے سورج اور اسکی روشنی کی ۴ اور چاند کی جب اسکے پیچھے جائے ۵ اور دن کی جب

جَلّٰىهَا ﴿۳﴾ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ﴿۴﴾ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ﴿۵﴾ وَالْاَرْضِ

روشن شود و بشب چوں بپوشاند و بآسمان و آنچہ بنا کرد آنرا و بزمین

اسے روشن کرے ۶ اور رات کی جب اسے چھپائے ۷ اور آسمان کی اور جس نے اسے بنایا ۸ اور زمین کی

وَمَا طَحٰىهَا ﴿۶﴾ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ﴿۷﴾ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا

و کسیکہ گسترد او را سوگند بنفس آدم و آنچہ تسویہ او فرود پس الہام داد آنرا ناپاکی

اور جس نے اسے بچھایا ۹ قسم ہے آدم کی جان کی اور جس نے اسے ٹھیک فرمایا ۱۰ پس اسے الہام کیا بدکاری

وَتَقْوٰىهَا ﴿۸﴾ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ﴿۹﴾ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ﴿۱۰﴾

و پرہیزگاری کرد ہر آئنہ رستگاری یافت ہر کہ پاک کرد او را و ہر آئنہ بے بہرہ ماند ہر کہ گم کرد

اور پرہیزگاری کی ۱۱ بیشک کامیابی پائی جس نے اسے پاک کیا ۱۲ اور بیشک بدنصیب ہوا جس نے اسے گم کیا ۱۳

۱ ابن زید کہتے ہیں کہ ان لوگوں کو حضرت آدم علیہ السلام کے بائیں طرف سے لیا جائیگا۔ (القرطبی)

۲ یعنی ان پر مسلسل آگ مسلط ہوگی انہیں آرام وراحت میسر نہ ہوگی اور نہ کبھی جہنم سے نکل سکیں گے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۳ اس میں ۲۴۴ حروف ۵۴ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) اس سورت کے دو موضوع ہیں (۱) نفس انسانی' اور اللہ تعالیٰ نے جو اسکی فطرت میں خیر وشر اور ہدایت و گمراہی رکھے اسکا بیان ہے (۲) طغیان اور اس کیلئے قوم ثمود کی مثال دی گئی کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں' اس سورت کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے سات اشیاء کی قسم کیساتھ ہے' اسکے بعد انسان کی فلاح ونجات کا بیان ہے' اسکے بعد قوم ثمود کی سرکشی کا بیان ہے' اس سورت کا اختتام اس پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کی ہلاکت کی کوئی پرواہ نہیں اس لئے کہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ (صفوۃ التفاسیر)

۴ مفسرین کرام نے ضُحٰهَا میں تین اقوال ذکر کئے ہیں (۱) حضرت مجاہد اور حضرت کلبی کہتے ہیں کہ اس سے اسکی روشنی مراد ہے (۲) حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اس سے پورا دن مراد ہے (۳) حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ اس سے سورج کی گرمی مراد ہے۔ (تفسیر کبیر)

۵ تلٰهَا میں چند احتمالات ہیں (۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ سورج جب غروب ہوتا ہے تو چاند اسوقت بھی حالت طلوع میں رہتا ہے گویا کہ سورج کے غروب ہونے کے بعد چاند اسکے پیچھے اپنی روشنی لاتا ہے (۲) حضرت قتادہ اور حضرت کلبی کہتے ہیں کہ سورج جب غروب ہوجاتا ہے تو اسکے پیچھے چاند آتا ہے یعنی سورج کے غروب کے بعد چاندنی رات آتی ہے (۳) فراء یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ سورج جب غروب ہوجاتا ہے تو چاند اسی سورج سے لی ہوئی روشنی پھیلاتا ہے (۴) اس سے مراد ہے کہ جب چاند مکمل ہوجائے۔ (تفسیر کبیر) ۶ اس میں دو احتمال ہیں (۱) زجاج کہتے ہیں کہ جَلّٰهَا کی ضمیر شمس کی طرف راجع ہے اس لئے کہ دن سے مراد سورج کی روشنی ہے (۲) جمہور کا کہنا ہے کہ اسکو تاریکی کی طرف لوٹائیں گے' یا دنیا کی طرف یا زمین کی طرف۔ (تفسیر کبیر) ۷ یعنی رات سورج کو اس طرح ڈھانپ لے کہ اسکی روشنی زائل ہوجائے۔ (تفسیر کبیر) ۸ یعنی جس نے آسمان کو بنایا اور اسے بلند کیا وہ اللہ تعالیٰ ہے (القرطبی) ۹ یعنی جس نے زمین بنائی اور اسکو بچھایا وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ (القرطبی) ۱۰ آیت میں نفس کے بارے میں دو قول ہیں ایک یہ کہ اس سے آدم علیہ السلام مراد ہیں' دوم یہ کہ اس سے عام نفس مراد ہے۔ (القرطبی) ۱۱ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کیلئے بدکاری یا تقویٰ کو لازم کردیا ہے اسکے دل میں وہی میلان پیدا کردیتا ہے جو انسان چاہتا ہے' یا نفس کو تقویٰ کی توفیق دیتا ہے اور دل میں تقوی پیدا کردیتا ہے یا نفس کو بدکاری کیلئے بے مدد چھوڑ دیتا ہے اور دل میں بدکاری کی تخلیق کردیتا ہے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ قبیلہ مزینہ کے دو آدمیوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ تو فرمائیے کہ آج لوگ جو کچھ عمل اور مشقت کرتے ہیں کیا یہ پہلے سے فیصل شدہ امر اور گذشتہ تقدیر کے موافق ہے یا آئندہ ہونے والے اختیاری امور ہیں جو نبی لیکر آتا ہے اور بصورت نافرمانی لوگوں پر حجت قائم ہوجاتی ہے' آپ نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ یہ فیصلہ شدہ امر اور سابقہ تقدیر ہے اور اسکی تصدیق اللہ کی کتاب میں موجود ہے (مظہری) ۱۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے خود سنا کہ رسول اللہ ﷺ آیت قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا کی تشریح فرمارہے تھے وہ نفس کامیاب ہوگیا جسکو اللہ نے پاک کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الٰہی میں تیری پناہ چاہتا ہوں بے بسی سے' سستی سے' بزدلی سے' زیادہ بڑھاپے سے اور عذاب قبر سے الٰہی میرے نفس کو تقوی وطہارت عطا فرما تو سب سے بڑھکر نفس کو پاک کرنیوالا ہے الخ (مظہری) ۱۳ یعنی جسکے اندر اللہ تعالیٰ نے گمراہی پیدا کردی یا خود اس نے گمراہی اختیار کی اور اپنے آپ کو ہلاک کرلیا۔ (مظہری)

کَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ﴿١١﴾ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ﴿١٢﴾ فَقَالَ لَهُمْ

تکذیب نمود قبیلۂ ثمود بسبب طغیان خود وقتیکه برخاست بدبخت تر پس گفت ایشانرا

قبیلۂ ثمود نے اپنی سرکشی کے سبب جھٹلایا۱ جب کھڑا ہوا اسکا سب سے بڑا بدبخت۲ پس ان سے فرمایا اللہ کے رسول

رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ﴿١٣﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۙ فَدَمْدَمَ

فرستادہ خدای دست باز دارید ناقہ خدای و کردنکرد شراب او را پس تکذیب کرد او را پس پے کردند

نے کہ ہاتھ روکے رکھنا اللہ کے ناقہ سے اور اسکے پینے کی باری کو ختم نہ کرنا۳ پس اسے جھٹلایا اور اسکی کوچیں کاٹ دیں

عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ﴿١٤﴾ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴿١٥﴾

پس ہلاکت فرستاد بر ایشاں پروردگار ایشاں بگناہان ایشاں پس یکساں کرد آنرا و نترسد عاقبت او را

توان پرانکے رب نے انکے گناہوں کے سبب ہلاکت بھیجی تو اسے برابر کر دیا۴ اور اسکے انجام سے نہیں ڈرتے ۵

سُوْرَةُ اللَّيْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورہ لیل مکی ہے، اس میں ۲۱ آیات اور ایک رکوع ہیں ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ﴿١﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ﴿٢﴾ وَمَا خَلَقَ

سوگند بشب چوں بپوشد سوگند بروز چوں آشکارا شود و بکسیکہ بیافرید

قسم ہے رات کی جب چھا جائے ۷ قسم ہے دن کی جب روشن ہو جائے ۸ اور اسکی جس نے پیدا کئے

الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ﴿٣﴾ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ﴿٤﴾ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى

نر و مادہ را ہر آئنہ سعی شما پراگندہ است پس اما آنکہ بداد

نر اور مادہ کو ۹ بیشک تمہاری کوشش مختلف ہے ۱۰ پس وہ جس نے (صدقہ) دیا

تفسیر اظہار العرفان

۱ مروی ہے کہ قوم ثمود نے نشان صداقت کے طور پر ایک معین پتھر سے دس ماہ کی گابھن اونٹنی کو برآمد کرنے کی خواہش کی۔ حضرت صالح علیہ السلام کی دعا سے اونٹنی پتھر کے اندر سے برآمد ہوگئی اور فوراً اسکے پیٹ سے اسی جیسا بچہ بھی پیدا ہو گیا اور چونکہ یہ اونٹنی سب جانوروں کا پانی پی جاتی تھی اس لئے حضرت صالح علیہ السلام نے اس کیلئے پانی کا ایک حصہ مقرر کر دیا تھا اور فرمایا تھا ایک دن کا پانی اونٹنی کا حصہ ہے اور دوسرے دن کا پانی تمہارے جانوروں کیلئے ہے کافروں کو یہ تقسیم ناگوار گزری اور انھوں نے اونٹنی کو قتل کر ڈالنے کا ارادہ کر لیا تاکہ پورا پانی انہی کے جانوروں کو مل جائے۔ (مظہری)

۲ ان میں سب سے بڑا بدبخت اونٹنی کی کونچیں کاٹنے کیلئے اٹھ کھڑا ہوا۔ قذار بن سالف تھا اسکا رنگ سرخ، آنکھیں نیلی اور قد چھوٹا تھا اور چونکہ دوسروں نے صرف مشورہ دیا تھا اور یہ قتل کا ذمہ دار بن گیا اس لئے اسکی بدبختی دوسروں سے بڑھ گئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سب سے بڑا بدبخت ناقۂ ثمود کی کونچیں کاٹنے والا اور آدم کا وہ بیٹا تھا جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا اس نے سب سے پہلے قتل کا طریقہ نکالا اس لئے روئے زمین پر جو خون بہایا جائیگا اسکے عذاب کا ایک حصہ اسکو بھی پہنچے گا۔ (مظہری)

۳ آیت میں رسول اللہ سے حضرت صالح علیہ السلام مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ اونٹنی اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت صالح علیہ السلام کی نبوت پر دلیل ہے اس لئے اسکی جانب برائی کے ارادہ سے نہ بڑھو۔ (تفسیر کبیر)

۴ جاننا چاہیئے کہ دمدم میں چند احتمالات ہیں (۱) ان پر عذاب منطبق ہو گیا (۲) جب کسی چیز کو دفن کر دیتے ہیں تو کہتے ہیں دمدمت علیہ یعنی میں نے اس پر مٹی ڈال کر اسکو برابر کر دیا۔ اب آیت کا مطلب اس طرح ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر کے ان پر مٹی ڈال دی (۳) یہ غضب کے معنی میں ہے (۴) یعنی زمین نے ان سب کو ہلا کر رکھ دیا (تفسیر کبیر) ۵ اس میں دو احتمال ہیں (۱) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تباہ و برباد کر دیا اسے کسی کا خوف نہیں (۲) اونٹنی کے کونچیں کاٹتے وقت ان لوگوں کو اسکے بعد کے نتیجے کا کوئی خوف نہیں تھا۔ (القرطبی) ۶ اس میں ۳۱۰ حروف اور ۷۱ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) اس سورت میں انسان کی سعی اور اسکے عمل کا بیان ہے، اسکی ابتدا رات اور دن کی قسم سے ہے، اسکے بعد سعادت اور شقاوت کے راستے کا بیان ہے پھر ابرار و فجار کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں اور اہل جنت اور اہل نار کا بیان بھی ہے، اسکے بعد لوگوں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ مال کی زیادتی انہیں دھوکا میں نہ ڈال دے، اسکے بعد اہل مکہ کو قیامت سے ڈرایا گیا ہے اور ان لوگوں کو بھی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور اسکے رسول کو جھٹلایا ایسے لوگوں کیلئے وہ مقام بتایا گیا ہے جہاں آرام نام کی کوئی شے نہ ہوگی۔ (صفوۃ التفاسیر) ۷ یعنی اس رات کی قسم جو دن کو ڈھانپ لے، بعض نے کہا کہ اس سے زمین مراد ہے، بعض نے کہا کہ اس سے خلائق مراد ہیں، بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ وہ رات جو ہر شے کو اپنی تاریکی سے چھپا لے۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نور اور ظلمت کو پیدا کیا پھر ان دونوں کے درمیان تفریق کی پس ظلمت کو رات میں رکھا تو رات سیاہ تاریک ہوگئی اور نور کو دن میں رکھا تو دن روشن ہو گیا۔ (القرطبی) ۸ یعنی دن جو چھپی ہوئی چیز کو ظاہر کر دے۔ (القرطبی) ۹ ذکر اور انثی سے کیا مراد ہے اسکے بارے میں دو اقوال ہیں (۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت حسن اور حضرت کلبی کہتے ہیں کہ اس سے آدم و حواء مراد ہیں (۲) بنی آدم اور دیگر حیوانات کے تمام ذکور اور اُناث مراد ہیں۔ (القرطبی) ۱۰ حضرت عکرمہ اور تمام مفسرین کرام کہتے ہیں کہ آیت میں سعی سے مراد عمل ہے، مطلب یہ ہے کہ تمہارے عمل مختلف ہیں، بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ تمہارے لئے مختلف جزائیں ہیں، بعض کیلئے ثواب اور بعض کیلئے عذاب۔ (القرطبی)

وَاتَّقٰى ۝۵ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝۶ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝۷

و پرہیز کرد و تصدیق نمود کلمۂ نیکو را پس زود باشد کہ آسانی کنیم او را

اور پرہیزگاری کی ۱ اور اچھے کلمہ کی تصدیق کی ۲ پس عنقریب اس کیلئے آسانی کرینگے ۳

وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝۸ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝۹ فَسَنُيَسِّرُهٗ

و اما آنکہ بخل کرد و بے نیاز دید خود را و تکذیب کرد خصلت نیکو را پس زود باشد کہ گردانیدیم

اور وہ جس نے بخل کیا اور اپنے آپکو بے نیاز دیکھا ۴ اور اچھی عادت کو جھٹلایا ۵ پس عنقریب ہم

لِلْعُسْرٰى ۝۱۰ وَمَا يُغْنِىْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ۝۱۱ اِنَّ

او را برائے و دفع نمیکند از و مال او را چوں بسر در آید ہر آئنہ

اس کیلئے دشواری پیدا کرینگے ۶ اور نہیں ہٹائیگا اس سے اسکا مال جب تکلیف آئے ۷ بیشک

عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝۱۲ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ۝۱۳ فَاَنْذَرْتُكُمْ

بر ما ست ہدایت و ہر آئنہ ما ست آنسرای و ایں سرای پس بیم کنم شما را

ہدایت ہم پر ہے ۸ اور بیشک ہمارے لئے ہی آخرت اور یہ دنیا ہے ۹ پس میں نے تم کو ڈرایا

نَارًا تَلَظّٰى ۝۱۴ لَا يَصْلٰىهَاۤ اِلَّا الْاَشْقَى ۝۱۵ الَّذِىْ كَذَّبَ

بآتشی کہ زیادہ کند نیاید در و مگر بدبخت تر آنکہ تکذیب کرد

آگ سے جو بھڑک رہی ہو گی ۱۰ نہیں داخل ہوگا اس میں مگر سب سے بڑا بدبخت ۱۱ وہ جس نے جھٹلایا

وَتَوَلّٰى ۝۱۶ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝۱۷ الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ

و روگرداند و زود باشد کہ دور کردہ شود پرہیزگار تر آنکہ بدہد مال او

اور منہ پھیرا ۱۲ اور عنقریب اس سے دور کیا جائیگا جو سب سے بڑا متقی ہو ۱۳ وہ جو اپنا مال دیتا ہے

يَتَزَكّٰى ۝۱۸ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى ۝۱۹ اِلَّا

پاک کند و نبود کسیرا کہ نزد او از نعمت جزا دادہ شود مگر

(تاکہ) پاک ہو جائے ۱۴ اور کسی کا اس پر احسان نہیں کہ جسکا بدلا دیا جائے ۱۵ مگر

تفسیر اظہار العرفان

۱ یعنی جس نے اللہ کی راہ میں مال دیا' یا اپنے ہر فرض کو ادا کیا وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ گیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ دوزخ سے بچو اگرچہ چھوارہ کا نصف دیکر ہو۔ (مظہری)

۲ حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی اور حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ الحسنی سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مراد ہے' حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ اس سے جنت مراد ہے' حضرت مقاتل' حضرت قتادہ اور حضرت کلبی کہتے ہیں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ مراد ہے یعنی جس نے تصدیق کی کہ اللہ اپنا وعدہ ضرور پورا کریگا۔ (مظہری)

۳ مطلب یہ ہے کہ ایسے عمل کی توفیق دینگے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور جنت کے حصول کا ذریعہ ہوگا۔ (مظہری)

۴ یعنی جس نے راہ خیر میں خرچ کرنے سے بخل کیا یا امر خدا کی تعمیل میں بخل کیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ بخیل وہ شخص ہے جسکے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر دُرود نہ پڑھے۔ (مظہری)

۵ یعنی جنت اور اسکی نعمتوں کو جھٹلایا۔ (صفوۃ التفاسیر)

۶ یعنی ایسے شخص کو ہم دنیا و آخرت میں بری زندگی عطا کرینگے۔ مفسرین کرام کہتے ہیں کہ خیر کے راستے کو یسریٰ کہا گیا اس لئے کہ اسکا انجام آسان ہے اور وہ جنت میں دخول ہے اور شر کے راستے کو عسریٰ کہا گیا کیونکہ اسکا انجام تنگی ہے اور وہ جہنم میں دخول ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۷ مطلب یہ ہے کہ جب وہ جہنم میں داخل ہوگا تو وہ کونسا مال ہے جو اسے بچا سکے گا کیا اسکا مال اسکو نفع دیگا کیا اسکا مال اسے وبال سے بچا سکے گا؟ (صفوۃ التفاسیر)

۸ یعنی ہمارے ذمہ یہ ہے کہ ہم لوگوں کیلئے ہدایت اور گمراہی کے راستے خوب بیان کردیں اور گمراہی کے راستے سے رُشد کا راستہ واضح کردیں۔ (صفوۃ التفاسیر)

۹ آیت میں آخرت سے مراد جنت اور اولیٰ سے مراد دنیا ہے۔ (القرطبی) ۱۰ یعنی میں نے تمہیں بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرایا۔ (القرطبی) ۱۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت امیہ بن خلف اور اس جیسے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے حضرت محمد ﷺ اور آپ سے پہلے انبیائے کرام علیہم السلام کو جھٹلایا۔ (تفسیر کبیر) ۱۲ یعنی جس نے رسولوں کو جھٹلا کر ان سے منہ پھیرا۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۳ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایسے سات غلاموں کو آزاد کرایا جنہیں فی سبیل اللہ عذاب دیا جاتا تھا اس آیت سے آخر تک آیات انہی کے بارے میں نازل ہوئیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) ۱۴ مروی ہے کہ ایک روز حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی طرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گذر ہوا لوگ بلال کیساتھ یہی حرکت یعنی مار پیٹ کررہے تھے۔ آپ نے امیہ سے فرمایا اس بیچارے کے معاملے میں تم کو ڈر نہیں لگتا۔ امیہ نے کہا تم ہی اسکو لیکر اس مصیبت سے رہائی دلادو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ایسا کرونگا میرے پاس ایک بڑا طاقتور قوی حبشی غلام ہے میں اسکے عوض وہ غلام تم کو دیتا ہوں امیہ نے کہا میں نے تبادلہ کرلیا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا غلام کو دیدیا اور بلال رضی اللہ عنہ کو لیکر آزاد کردیا پھر ہجرت سے پہلے ہی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کیساتھ چھ ایسے ہی غلام اور بھی آزاد کرائے بلال رضی اللہ عنہ ساتویں تھے ان میں سے ایک عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ تھے جو بدر میں شریک تھے اور بیر معونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔ ایک ام عمیس رضی اللہ عنہا تھیں آزادی کے وقت انکی نگاہ جاتی رہی' ایک ام عمیس رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہدز تھیں' اور بنی مومل کے خاندان کی ایک لونڈی تھی۔ (مظہری) ۱۵ جب امیہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نسطاش کے عوض بیچنے کا اظہار کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے غنیمت جانا اور تبادلہ کرلیا اس پر مشرک کہنے لگے کہ بلال کا ابوبکر پر کوئی احسان ہوگا جسکی وجہ سے ابوبکر نے سودا کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (مظہری)

ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿٢٠﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿٢١﴾

برای طلب رضای پروردگار خود برتر ست و زود باشد کہ خوشنود خواہد شد

اپنے رب کی رضا کیلئے جو برتر ہے ۱ اور بہت جلد وہ راضی ہوگا ۲

سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً

سورہ ضحیٰ مکی ہے، اس میں ۱۱ آیات اور ایک رکوع ہیں ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

وَالضُّحٰى ﴿١﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ﴿٢﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا

سوگند بچاشتگاہ سوگند بشب آنگاہ کہ تاریک شود فرو نگذاشت ترا پروردگار خود و

قسم ہے چاشت کے وقت کی ۴ قسم ہے رات کی جب تاریک ہو جائے ۵ تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور

قَلٰى ﴿٣﴾ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ﴿٤﴾ وَلَسَوْفَ

دشمن نگرفت و البتہ سرای آخرت بہتر است ترا از کرامت اولیٰ و زود باشد

نہ متنفر ہوا ۶ اور ضرور آخرت کا گھر تمہارے لئے بہتر ہے پہلی بزرگی سے ۷ اور بہت جلد

يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴿٥﴾ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ﴿٦﴾

کہ عطا دہد ترا پروردگار تو پس خوشنود شدی آیا نیافت ترا یتیم پس جای داد

تمہارا رب تمہیں عطا کریگا کہ تم راضی ہو جاؤ گے ۸ کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا اور جگہ دی ۹

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ﴿٧﴾ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ﴿٨﴾

و یافت ترا راہ گم کردہ پس راہ نمود ترا و یافت ترا درویشی پس توانگر ساخت

اور تمہیں (اپنی) راہ (میں) کھویا ہوا پایا تو تمہاری رہنمائی کی ۱۰ اور تمہیں نادار پایا تو غنی کر دیا ۱۱

۱ یعنی سوائے اللہ تعالیٰ کی رضا کے کوئی مقصد اس میں نہیں تھا۔(صفوۃ التفاسیر)

۲ عنقریب اللہ تعالیٰ آخرت میں انہیں اتنا دیگا کہ وہ راضی ہوجائیں گے۔(صفوۃ التفاسیر)

۳ اس میں ۱۷۲ حروف اور ۴۰ کلمات ہیں۔(غرائب القرآن) اس سورت کی ابتدا قدر رسول ﷺ کی جلالت پر قسم سے ہے، اسکے بعد آخرت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو انعام واکرام آپ کیلئے ہے اسکا بیان ہے، اس سورت کا اختتام تین وصیتوں پر ہے جو تین نعمتوں کے مقابلے میں ہیں۔(صفوۃ التفاسیر)

۴ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے تو ایک یا دو راتیں [تہجد کیلئے] کھڑے نہ ہوئے اس پر آپ کے پاس ایک عورت آئی اور کہا کہ میں سمجھتی ہوں کہ تیرے شیطان نے تجھے چھوڑ دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے آیات ایک تا تین نازل فرمائیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس چندروز جبرائیل علیہ السلام نہ آئے اس پر مشرکین نے کہا کہ محمد ﷺ کو اسکے رب نے چھوڑ دیا اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ چندروز جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ پر وحی نہ لائے اس پر ابولہب کی بیوی ام جمیل نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ ضرور تمہارے صاحب نے تمہیں چھوڑ دیا ہے اور تم سے ناراض ہوگیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) ضُحیٰ میں دو احتمال ہیں (۱) اس سے چاشت کا وقت مراد ہے (۲) اس سے پورا دن ہی مراد ہے۔ (تفسیر کبیر) چاشت کے وقت کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا، اسی وقت جادوگر سجدہ میں گر پڑے۔(روح البیان) ۵ حضرت حسن نے سَجیٰ کا ترجمہ کیا ہے کہ جب تاریکی کو لیکر آئے یعنی تاریکی کیساتھ آتی رات کی قسم، وابہی نے اسکا ترجمہ ذَھَبَ کیا یعنی جاتی رات کی قسم، حضرت عطاء اور حضرت ضحاک نے کہا: رات کی قسم جب ہر چیز کو وہ اپنی تاریکی سے ڈھانپ لے۔ حضرت مجاہد نے کہا کہ جب بالکل ٹھیک ہوجائے۔(مظہری) ۶ اس آیت میں مشرکین کے اس قول کا رد ہے کہ محمد ﷺ کے رب نے انکو چھوڑ دیا ہے۔(صفوۃ التفاسیر) ۷ اس لئے کہ آخرت باقی رہنے والی ہے اور دنیا فنا ہونیوالی ہے۔(صفوۃ التفاسیر) ۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ امت کی آئندہ فتوحات رسول اللہ ﷺ کے سامنے [کشف کی حالت میں] لائی گئیں۔ آپکو ان سے خوشی حاصل ہوئی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکو بکثرت عنایات سے نوازے گا دشمنوں پر فتح، اقتدار، مومنوں کی کثرت۔ تمام عالم میں دین کی اشاعت، آخرت میں شفاعت، کثرت ثواب اور ایسی ایسی نعمتیں کہ انکی حقیقت سے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی واقف نہیں۔ درجات قرب میں سب سے اونچا درجہ اور سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ کمال نبوت کے درجہ کے مطابق اپنے دیدار سے نوازیگا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میری امت میں سے ایک بھی اگر دوزخ میں رہ گیا تو میں راضی نہیں ہونگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اپنی امت کی شفاعت کرونگا یہاں تک کہ میرا رب ندا دیگا اے محمد ﷺ کیا تو راضی ہوگیا؟ میں عرض کرونگا ہاں میرے رب میں راضی ہوگیا۔(مظہری) ۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اللہ سے ایک درخواست کی تھی لیکن اگر نہ کی ہوتی تو میرے نزدیک بہتر ہوتا میں نے عرض کیا تھا اے میرے رب! سلیمان بن داؤد کو تو نے بڑی حکومت عطا فرمائی اور فلاں کو فلاں چیز دی۔ اللہ نے فرمایا کیا میں نے تم کو یتیمی کی حالت میں نہیں پایا اور پھر کیا تجھے ٹھکانا نہیں دیا۔ میں نے عرض کیا بیشک اے میرے رب۔(مظہری) ۱۰ بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ کیا ہم نے تم کو ہدایت کا محبّ پایا تو رہنمائی نہ فرمائی؟ ایسی صورت میں ضلال اس جگہ بمعنی محبت ہے۔(القرطبی) ۱۱ کیا ہم نے خدیجہ کے ذریعے تمہیں غنی نہیں کر دیا؟ بعض نے کہا کہ فتوح کے ذریعے آپکو غنی نہیں کر دیا؟(القرطبی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ① وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ ② وَھٰذَا الْبَلَدِ

سوگند بانجیر و بزیتون سو گند بطور سینا و بایں شہر

قسم ہے انجیر اور زیتون کی ۱ قسم ہے طور سینا کی ۲ اور اس شہر

الْاَمِیْنِ ③ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ④

با امانت ہر آئنہ آفریدیم آدمی را در نیکو نگاشتنی

امن والے کی ۳ بیشک ہم نے آدمی کو اچھی صورت میں پیدا کیا ۴

ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ⑤ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

پس گردانیدیم او را بزیر ترین ہمہ افرو تران مگر آنانکہ گرویدند

پس ہم نے اسے پست سے پست (حالت کی طرف) پھیر دیا ۵ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَھُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ⑥ فَمَا یُکَذِّبُکَ

و کردند نیکیہا پس ایشانرا ست مزد نا نہادہ منت پس چیست تکذیب کند ترا

اور نیک کام کئے پس ان کیلئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے ۶ پس وہ کیا چیز ہے جو تمہیں جھٹلانے (پر ابھارتی ہے)

بَعْدُ بِالدِّیْنِ ⑦ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحٰکِمِیْنَ ⑧

بعد از ظہور دلایل آیا نیست خدای حکم کنندہ ترین حاکمان

دلائل کے ظاہر ہونے کے بعد ۷ کیا نہیں ہے اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم ۸

سُوْرَۃُ الْعَلَقِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ تِسْعَ عَشْرَۃَ اٰیَۃً

سورہ علق مکی ہے، اس میں ١٩ آیات اور ایک رکوع ہیں ۹

۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تین یہی ہے جسے تم کھاتے ہو اور زیتون یہی ہے جسے تم نچوڑتے ہو یعنی تیل۔ حضرت ابوذر ؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی بارگاہ میں تین بطور تحفہ آیا آپ نے فرمایا: کھاؤ اور اس میں سے کھلاؤ۔ پھر آپ نے فرمایا اگر تم کہو کہ جنت سے میوہ اترا ہے تو میں کہونگا یہی تین ہے اس لئے کہ جنت کے میوہ میں بیج نہیں ہے پس اسے کھاؤ اس سے بواسیر کا مرض ختم ہوتا ہے اور نقرس کیلئے مفید ہے۔ حضرت معاذ ؓ اسکی لکڑی کی مسواک استعمال کرتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تین سے مسجدِ نوح علیہ السلام مراد ہے جو کہ جودی پہاڑ پر بنائی گئی ہے اور زیتون سے مسجد بیت المقدس مراد ہے، حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ تین سے مسجد حرام اور زیتون سے مسجد اقصیٰ مراد ہیں، حضرت ابن زید کہتے ہیں کہ تین سے مسجد دمشق اور زیتون سے مسجد اقصیٰ مراد ہیں، حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ تین سے وہ پہاڑ مراد ہے جس پر دمشق ہے اور زیتون سے وہ پہاڑ مراد ہے جس پر بیت اللہ ہے، حضرت محمد بن کعب کہتے ہیں کہ تین سے مسجد اصحاب کہف مراد ہے اور زیتون سے مسجد ایلیاء مراد ہے۔ ان تمام اقوال میں سے پہلا قول اصح ہے [تین یہی ہے جسے ہم کھاتے ہیں اور زیتون اسکا تیل ہے] (القرطبی)

۲ طور کا معنی ہے پہاڑ اور سینین کا معنی ہے مبارک (القرطبی)

۳ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جبل دمشق کی قسم فرمائی اس لئے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی رہنے کی جگہ ہے، جبل بیت المقدس کی قسم فرمائی اس لئے کہ یہ انبیاء علیہم السلام کا مقام ہے اور مکہ کی قسم فرمائی اس لئے کہ وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نشانات ہیں اور حضرت محمد ﷺ کا گھر ہے (القرطبی) ۴ یعنی انسان کو اچھی صورت میں پیدا کیا (صفوۃ التفاسیر) ۵

حضرت ابوہریرہ ؓ کی روایت ہے کہ ہر بچہ کی پیدائش فطرت اسلام پر ہوتی ہے پھر اسکے ماں باپ اسکو یہودی بنادیتے ہیں یا عیسائی بنادیتے ہیں یا مجوسی بنادیتے ہیں۔ فرق آیت وحدیث میں اتنا ہے کہ آیت میں انسان کو اسفل بنادینے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کی ہے مگر یہ نسبت کسبی ہے کیونکہ انسان اپنے اعمال کا کاسب ہے۔ سَافِلِیْنَ سے مراد شاید وہ درندے، چرندے اور شیاطین ہیں جن کی سرکشی استعداد ہی اللہ تعالیٰ نے پست بنائی ہے کہ نہ ان کیلئے کسی انسانی کمال کو حاصل کرنا ممکن ہے نہ مراتب قرب اور انوار رحمانیہ تک چڑھنا۔ (مظہری) ۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں انکو ناکارہ بدترین عمر تک نہیں پہنچایا جاتا۔ جلال الدین محلی نے لکھا ہے کہ مؤمن اگر اتنی عمر کو پہنچ جائے کہ عمل سے عاجز ہوجائے تب بھی اس کیلئے عمل کا اجر لکھا جاتا ہے۔ حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مسلمان جسمانی مصیبت میں مبتلا ہوجاتا ہے تو اللہ فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ اس کیلئے [اب بھی] وہی نیک عمل لکھ جو وہ [صحت کی حالت میں] کرتا تھا (مظہری) ۷ کہا گیا ہے کہ یہ خطا کافر سے ہے مطلب یہ ہے کہ اے انسان! تجھے اللہ تعالیٰ نے اچھی صورت میں پیدا کیا پھر تجھے ارذل عمر کی جانب لوٹایا ایک حال سے دوسرے حال کی طرف لے گیا پس کس نے تجھے تکذیب پر ابھارا۔ (القرطبی) ۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت علی ؓ جب یہ آیت تلاوت فرماتے تو کہتے بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ۔ (القرطبی) ۹ اس میں ٢٨٠ حروف اور ٧٢ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) اس سورت میں تین موضوع ہیں (١) حضرت محمد ﷺ پر نزولِ وحی کی ابتدا (٢) انسان کی سرکشی اور نافرمانی (٣) قصہ شقی یعنی ابوجہل کا قصہ کہ اس نے کس قدر رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی۔ (صفوۃ التفاسیر)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِىۡ خَلَقَ ① خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ

بخواں قرآن بنام پروردگار خود آنکہ بیافرید آدمی را از

قرآن پڑھو اپنے رب کے نام سے ۱ جس نے آدمی کو پیدا کیا

عَلَقٍ ② اِقۡرَاۡ وَرَبُّكَ الۡاَكۡرَمُ ③ الَّذِىۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ④ عَلَّمَ

خون بستہ بخواں پروردگار تو بزرگست آنکہ بیاموخت بقلم بیاموخت

جمے ہوئے خون سے ۲ پڑھو تمہارا رب ہی بزرگ ہے ۳ وہ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا ۴

الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ يَعۡلَمۡ ⑤ كَلَّاۤ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَيَطۡغٰٓى ⑥

آدمی را آنچہ نمی دانست نچنیں است ہر آئنہ آدمی از حد میگذرد

آدمی کو سکھایا جو اسے معلوم نہیں تھا ۵ ایسا ہے کہ بیشک آدمی حد سے گذرتا ہے ۶

اَنۡ رَّاٰهُ اسۡتَغۡنٰى ⑦ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجۡعٰى ⑧ اَرَءَيۡتَ

آنکہ می بیند خود را توانگر شدہ ہر آئنہ بسوے پروردگار تو باز گشت آیا می بینی

یہ کہ دیکھتا ہے اپنے آپکو غنی ۷ بیشک تمہارے رب کی طرف لوٹنا ہے ۸ کیا تم دیکھتے ہو

الَّذِىۡ يَنۡهٰى ⑨ عَبۡدًا اِذَا صَلّٰى ⑩ اَرَءَيۡتَ اِنۡ كَانَ

آنکہ نہی کند بندہ را چوں نماز گذارد آیا می بینی اگر باشد

جو منع کرتا ہے ۹ بندہ کو جب نماز پڑھے ۱۰ کیا تم دیکھتے ہو اگر

عَلَى الۡهُدٰٓى ⑪ اَوۡ اَمَرَ بِالتَّقۡوٰى ⑫ اَرَءَيۡتَ اِنۡ كَذَّبَ

بر ہدایت یا فرماید پرہیزگاری آیا می بینی اگر تکذیب کند

وہ ہدایت پر ہوتا ۱۱ یا تقوی کا حکم دیتا ۱۲ کیا تم دیکھتے ہو اگر جھٹلائے

۱ مفسرین کرام کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ غارِ حراء میں تشریف فرما تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس سورت کی اول پانچ آیتیں لیکر آئے۔ اِقْرَءْ کا مطلب ہے کہ اپنے رب کے نام سے قرآن پڑھیئے۔ (تفسیر کبیر)

۲ سابق جملہ سے سوال پیدا ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کیا چیز پیدا کی اس سوال کا جواب اس جملہ سے دیدیا کہ انسان کو پیدا کیا۔ انسان کا خصوصیت کیساتھ ذکر کیوں کیا گیا اسکی وجوہ متعدد ہیں (۱) انسان ساری کائنات کا مجموعہ ہے جو کچھ اس بڑے سنسار میں موجود ہے وہ سب انسان میں موجود ہے اسی لئے انسان کو عالم صغیر کہا جاتا ہے پس انسان کو پیدا کرنے کے یہ معنی ہوئے کہ سارے جہان کی ہر چیز کو پیدا کر دیا (۲) انسان اشرف المخلوقات ہے انوار ذات وصفات کی تجلیات اخذ کرنے کی قابلیت رکھتا ہے، معرفت کا مستحق ہے اور معرفت خداوندی ہی تخلیق کائنات کی غرض ہے (۳) انسان ہی تکالیف شرعیہ کا مکلّف اور ضوابط الٰہیہ کا مامور اول ہے وہی دوسروں کے حال میں فرق سمجھتا ہے پس اپنے حال کے تغیر کو دیکھ کر صانع کی ہستی پر استدلال اس کیلئے معرفت الٰہیہ کے حصول کا قریب ترین ذریعہ ہے۔ (مظہری)

۳ کلبی کہتے ہیں کہ پڑھو اس رب کے نام سے جو اپنے بندوں کی جہالت پر بھی حلیم ہے سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا۔ (القرطبی)

۴ یعنی وہ جس نے انسان کو قلم سے لکھنا سکھایا۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ قلم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے اگر قلم نہ ہوتا تو دین میں مشکل پیش آتی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں ان باتوں کو لکھ لیا کروں جسے میں آپ سے سنتا ہوں آپ نے فرمایا ہاں اسے لکھ لیا کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ ابوعمرو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کو خاص اپنے دست قدرت سے بنایا پھر سارے حیوان سے فرمایا ہو جا پس ہو گئے۔ قلم، عرش، جنت عدن اور حضرت آدم علیہ السلام۔ قلم سے لکھنا سب سے پہلے کس کو سکھایا اسکے بارے میں تین اقوال ہیں (۱) حضرت آدم علیہ السلام کو (۲) حضرت ادریس علیہ السلام کو (۳) اس میں ہر ایک شامل ہے جو قلم سے لکھتا ہو یعنی بغیر اولیت کے (القرطبی)

۵ اس جگہ انسان سے حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔ بعض نے کہا کہ اس جگہ انسان سے حضرت محمد ﷺ مراد ہیں۔ اسکی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ [اور آپکو جس کا علم نہ تھا اسے سکھا دیا] بعض نے کہا کہ انسان سے عام انسان مراد ہے۔ (القرطبی) ۶ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوجہل نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا تمہارے سامنے محمد (ﷺ) زمین پر چہرہ ٹکاتا ہے؟ کہا گیا کہ ہاں! اس پر ابوجہل نے کہا قسم ہے لات وعزی کی اگر میں نے انہیں ایسا کرتا دیکھ لیا تو انکی گردن روند ڈالونگا اور انکا چہرہ خاک پر رگڑ دونگا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) ۷ یعنی ایسی بات اس لئے کرتا ہے کہ اپنے آپکو غنی دیکھتا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۸ اس آیت میں سرکشی کرنے والے انسان کیلئے تہدید ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ ابوجہل آ گیا اور آپکو نماز پڑھنے سے روکا اس پر اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی تا کَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ نازل ہوئیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) ۱۰ نماز سے روکنے والا یہ انسان کیا اس نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سزا سے اپنے آپکو بچا لیگا (القرطبی) ۱۱ یعنی یہ بندہ جو اللہ کی بارگاہ میں نماز پڑھ رہا ہے ہدایت پر ہو۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۲ یا اخلاص کیساتھ توحید کا حکم دیتا ہو یعنی ہدایت اور رشد کی جانب بلاتا ہو تو اے نماز سے روکنے والے! اور انہیں زجر کرنے والے! تم یہ کام کیسے کر رہے ہو؟ پھر تمہیں رشد وہدایت سے متصف کون کریگا تمہیں اتنی عقل نہیں۔ (صفوۃ التفاسیر)

وَتَوَلّٰى ﴿١٣﴾ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ﴿١٤﴾ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ

و روگرداند آیا ندانسته است بآنکه خدای می بیند حقا که اگر باز نایستد

اور منھ پھیرے ا کیا نہیں معلوم کہ اللہ دیکھ رہا ہے ۲ درست ہے کہ اگر باز نہ آیا

لَنَسْفَعًاۢ بِالنَّاصِيَةِ ﴿١٥﴾ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿١٦﴾ فَلْيَدْعُ

بگیریم او را بموے پیشانی پیشانی دروغگوی خطا کار پس بخواں

تو ہم اسکو پکڑیں گے پیشانی کے بال سے ۳ پیشانی جھوٹی خطا کار ۴ پس اپنی مجلس کو پکارے ۵

نَادِيَهٗ ﴿١٧﴾ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ﴿١٨﴾ كَلَّا ۭ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿١٩﴾ السجدة

اہل مجلس خود را زود ما بخوانیم زبانیہ دوزخ نہ آنست فرمان مبر او را و سجدہ کن و نزدیک شو

عنقریب ہم دوزخ کے دربان کو بلائیں گے ۶ نہ یہ کہ اسکا کہا مانو اور سجدہ کرو اور قریب ہو جاؤ ۷

سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

سورہ قدر مکی ہے اس میں ۵ آیات اور ایک رکوع ہیں ۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴿١﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ﴿٢﴾ لَيْلَةُ

ہر آئنہ ما فرستادیم او را در شب قدر و چہ دانی تو چیست شب

بیشک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا ۹ اور تمہیں کیا معلوم شب

الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ﴿٣﴾ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا

قدر شب قدر بہتر است از ہزار ماہ فرود آیند

قدر کیا ہے ۱۰ شب قدر ہزار ماہ سے بہتر ہے ۱۱ اترتے ہیں

۱ یعنی ابوجہل نے کتاب اللہ کی تکذیب کی اور ایمان سے منہ پھیرا۔ (القرطبی)

۲ کیا ابوجہل کو نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ (القرطبی)

۳ اس میں تین احتمالات ہیں (۱) ہم اسے پیشانی سے پکڑ کر جہنم میں ڈال دینگے (۲) ہم اسکے چہرے پر ماریں گے (۳) ہم اسکے چہرہ کو سیاہ کر دینگے۔ (تفسیر کبیر)

۴ کذب کیساتھ خاطی کا لفظ مجازاً استعمال ہوا ہے۔ (صفوة التفاسیر)

۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ ابوجہل آ گیا اور کہا کہ کیا میں نے تمہیں اس کام سے نہیں روکا؟ اس پر نبی ﷺ نے اسے جھڑک دیا۔ ابوجہل نے کہا کیا تم جانتے نہیں ہو کہ میرے پاس افرادی قوت ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول)

۶ مروی ہے کہ زبانیہ وہ فرشتہ ہے کہ جسکا سر آسمان میں ہے اور اسکی ٹانگیں زمین میں ہے۔ یہ ایک دو نہیں بلکہ کئی ہیں یہ سب کفار کو جہنم میں ڈالتے ہیں۔ (القرطبی)

۷ یعنی اللہ تعالیٰ کا تقرب اطاعت اور عبادت کے ذریعے حاصل کرو۔ حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندہ سجدہ کی حالت میں اپنے رب سے زیادہ قریب ہوتا ہے اور اسے سب سے زیادہ محبوب ہوتا ہے کہ بندہ اپنی پیشانی زمین پر رکھ کر اللہ تعالیٰ کیلئے سجدہ کرتا ہے۔ (القرطبی)

۸ اس میں ۱۲۰ حروف اور ۳۰ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) اس سورت میں نزولِ قرآن کی ابتدا بتائی گئی ہے اور لیلۃ القدر کی فضیلت۔ (صفوة التفاسیر) ۹ حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا جس نے فی سبیل اللہ لڑنے کیلئے ایک ہزار بار ہتھیار باندھا اس پر مسلمانوں کو تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آیت ایک تا تین نازل فرمائیں (لباب النقول فی اسباب النزول) شعبی یہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے قرآن کے نزول کی ابتدا لیلۃ القدر میں کی، بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس مقدس رات میں پورے قرآن کو لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا کی جانب اتارا، اسکے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نجماً نجماً اتارتے رہے۔ (القرطبی) ۱۰ مزید شان کو اجاگر کرنے کیلئے یہ جملہ ارشاد فرمایا۔ (صفوة التفاسیر) ۱۱ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ شب قدر کی فضیلت بیان فرما رہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس رات میں خیر کثیر تقسیم کیا جاتا ہے جسکی مثل ہزار مہینے میں بھی حاصل نہیں ہوگی۔ اکثر مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اس ایک رات میں عمل ہزار مہینوں کے عمل سے بہتر ہے۔ (القرطبی) شب قدر کے تعین کے بارے میں اٹھ اقوال ہیں (۱) ابن رزین کہتے ہیں کہ یہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے (۲) حضرت حسن بصری کہتے ہیں کہ ۱۷ ویں رات ہے (۳) حضرت انس ﷺ سے منقول ہے کہ ۱۹ ویں رات ہے (۴) حضرت محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ ۲۱ ویں شب ہے (۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ۲۳ ویں شب ہے (۶) حضرت ابن مسعود ﷺ فرماتے ہیں کہ ۲۴ ویں رات ہے (۷) حضرت ابوذر غفاری ﷺ فرماتے ہیں کہ ۲۵ ویں رات ہے (۸) حضرت اُبی بن کعب ﷺ اور صحابہ کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ ۲۷ ویں شب ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ۲۹ ویں شب [یہ سارے اقوال رمضان المبارک سے متعلق ہیں] ۲۷ ویں شب پر یہ قرائن موجود ہیں (۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سورت میں ۳۰ کلمات ہیں ان میں سے ۲۷ واں کلمہ هِيَ ہے اور اس سے مراد شب قدر ہے گویا کہ شب قدر ۲۷ ویں شب میں ہونے پر اشارہ ہے (۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے مروی ہے کہ لیلۃ القدر میں ۹ حروف ہیں اور یہ تین دفعہ ہے ۹ کو تین سے ضرب دیں گے تو حاصل ۲۷ ہوگا (۳) حضرت عثمان بن عاص سے انکے ایک غلام نے کہا کہ اے میرے آقا دریا کا پانی ایک رات کیلئے میٹھا ہو جاتا ہے جب آپ نے آنے والے سال میں اس رات کو ملاحظہ فرمایا تو وہ ۲۷ ویں رات تھی۔ (تفسیر کبیر)

بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝٤ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝٥

فرشتگان و جبریل دراں بامر پروردگار خود از ہر کار بزرگ سلام بشنوند تا دمیدن صبح

فرشتے اور جبرائیل اس میں اپنے رب کے حکم سے ہر بڑے کام کیلئے ۱ سلامتی ہو صبح روشن ہونے تک ۲

معانقۃ ۱۸ عند المتاخرین ۱۷

سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانِ اٰيٰتٍ

سورہ بینہ مدنی ہے، اس میں آٹھ آیات اور ایک رکوع ہیں ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ

نبودند آنانکہ نگرویدند از اہل کتاب و مشرکان

نہ تھے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اہل کتاب اور مشرکوں میں سے

مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝١ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا

باز ایستادگان یا بیامد بدیشاں معجزہا فرستادہ از خدای بخواند

باز آنے والے یہاں تک کہ انکے پاس معجزے آئے ۴ اللہ کی طرف سے رسول تلاوت کرتے ہیں

صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝٢ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝٣ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ

صحیفہائے پاکیزہ دراں نوشتہ راست و بتفرق نشدند آنانکہ

پاک صحیفے ۵ ان میں درست لکھا ہے ۶ اور ٹکڑا ٹکڑا نہ ہوئے وہ لوگ جنہیں

اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝٤ وَمَآ

دادہ شدند کتاب مگر از پس آمد بدیشاں معجزہا و

کتاب دی گئی مگر اسکے بعد کہ ان کے پاس معجزے آئے ۷ اور

تفسیر اظہار العرفان

۱ یعنی ملائکہ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام اترتے ہیں اور لوگوں کی دعا پر آمین کہتے ہیں یہ سلسلہ طلوع فجر تک رہتا ہے۔ قشیری کہتے ہیں کہ روح ملائکہ کی ایک قسم ہے جو ملائکہ کی حفاظت پر مامور ہیں اور ملائکہ بھی انہیں نہیں دیکھ سکتے ہیں جس طرح ہم اپنے حفاظت پر مامور ملائکہ کو نہیں دیکھ سکتے ہیں، حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ روح اشرف الملائکہ ہیں اور ملائکہ میں بھی سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہیں، بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جو ملائکہ کے علاوہ ہے، ماوردی کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ایک قسم ہے جو کھانا بھی کھاتے ہیں اور انکے ہاتھ پاؤں بھی ہیں اور یہ ملائکہ میں سے نہیں ہیں، بعض نے کہا کہ روح سے مراد رحمت ہے، مطلب یہ ہے کہ ملائکہ اور جبرائیل اللہ تعالیٰ کی رحمت لیکر اترتے ہیں۔ (القرطبی)

۲ حضرت ضحاک یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ صرف خیر کا فیصلہ فرماتا ہے جبکہ دیگر راتوں میں خیر اور شر دونوں کا فیصلہ فرماتا ہے۔ (القرطبی)

۳ اس میں ۳۶ حروف اور ۹۴ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) اس سورت کے تین موضوع ہیں (۱) حضرت محمد ﷺ کی رسالت کے بارے میں اہل کتاب کا موقف (۲) اللہ تعالیٰ کی عبادت خالص اسی کی ہو کر کرنی چاہیئے (۳) آخرت میں سعداء اور اشقیاء کا ٹھکانا، اس کی ابتدا یہود و نصاریٰ کے باتوں سے ہے جو انہوں نے رسالتِ محمد ﷺ کے بارے میں کیں، اسکے بعد ایمان کے عنصر یعنی اخلاص و عبادت کا بیان ہے اور اسکا اختتام سعداء کے انعام و اکرام کے بیان پر ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے جو [سورہ] لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ میں ہے تو ضرور اہل و مال کو چھوڑ کر اسکے سیکھنے میں لگ جائیں گے۔ خزاعہ میں سے ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ اس میں کیا اجر ہے؟ آپ نے فرمایا: منافق اسے کبھی نہیں پڑھے گا، نہ وہ بندہ اسے پڑھے گا جسکے دل میں اللہ کے بارے میں شک ہو، اللہ کی قسم ملائکہ مقربین اس سورت کو اسوقت سے پڑھ رہے ہیں جب آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہوئی اسکی قرأت میں کوئی فتور نہیں آتا، کوئی بندہ نہیں جو اس سورت کو پڑھے مگر اللہ تعالیٰ اس کیلئے ملائکہ بھیجتا ہے جو اسکے دین و دنیا کی حفاظت کرتے ہیں اور اس کیلئے مغفرت و رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ (القرطبی)

۴ اس آیت میں اَلْبَيِّنَةُ سے کیا مراد ہے اس میں تین اقوال ہیں (۱) اس سے رسول مراد ہیں (۲) مطلق رسل مراد ہیں (۳) حضرت قتادہ اور ابن زید کہتے ہیں کہ اس سے قرآن مراد ہے۔ (تفسیر کبیر)

۵ اس میں چند احتمالات ہیں (۱) یعنی رسول جو تلاوت فرماتے ہیں وہ ہر باطل سے مطہر یعنی پاک ہے (۲) ذکر قبیح سے پاک ہے اس لئے قرآن سب سے اچھا ذکر ہے (۳) ممکن ہے کہ اس سے مراد ہو کہ اس کتاب کو بغیر طہارت کے کوئی نہ چھوئے۔ (تفسیر کبیر) ۶ كُتُبٌ میں دو اقوال ہیں (۱) اس سے وہ آیات مراد ہیں جو صحف میں لکھی ہوئیں تھیں (۲) صاحب نظم نے کہا کہ اس جگہ کتب بمعنی حکم ہے۔ قَيِّمَةٌ میں بھی دو اقوال ہیں (۱) زجاج یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اس کتاب میں کوئی ٹیڑھا پن نہیں ہے اور اس میں حق کو خوب واضح کر کے بیان کیا گیا ہے (۲) قائمہ کے معنی میں ہے، مطلب یہ ہے کہ اس کتاب میں دلائل و براہین قائم کئے گئے ہیں۔ (تفسیر کبیر) ۷ یعنی رسول اللہ ﷺ کے آنے کے بعد ہی رسول پر ایمان لانے کے متعلق اہل کتاب کے اندر اختلاف پیدا ہوا، ورنہ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے تو آنے والے رسول کی تصدیق پر سب کا اتفاق تھا اور سب بعثت نبی کریم ﷺ کے منتظر تھے۔ کافروں کے خلاف نبی منتظر کے وسیلے سے دعا کرتے تھے لیکن جب وہ جانا پہچانا نبی آ گیا تو محض حسد اور عناد کی وجہ سے انکی تصدیق نہیں کی۔ (مظہری)

أُمِرُوٓا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۙ حُنَفَآءَ

امر کردہ نشدند مگر آنکہ پرستند خدایرا پاک کنندہ برائے او دین حنیفہ است

حکم نہیں کیا گیا مگر یہ کہ اللہ ہی کی عبادت کریں اسکے دین کیلئے پاک ہوکر، ہر باطل سے جدا ہوکر

وَيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ﴿٥﴾

و بر پادارند نماز را و بدہند زکوۃ را و اینست دین راست

اور نماز قائم رکھیں اور زکوۃ ادا کریں اور یہ سیدھا دین ہے ۱

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي

ہر آئنہ آنانکہ نگرویدند از اہل کتاب و مشرکان در

بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اہل کتاب اور مشرکوں میں سے

نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِينَ فِيهَآ ۚ أُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ﴿٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ

آتش دوزخ ہمیشہ باشند دراں آنگروہ ایشانند بد ترین جنبدگان ہر آئنہ آنانکہ

دوزخ کی آگ میں ہونگے، اس میں ہمیشہ رہیں گے، وہی گروہ بدترین مخلوق ہے ۲ بیشک وہ لوگ جو

اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ أُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ﴿٧﴾ جَزَآؤُهُمْ

گرویدند و کردند نیکہا آنگروہ ایشانند بہترین جنبدگان پاداش ایشاں

ایمان لائے اور نیک کام کئے وہی گروہ بہترین مخلوق ہے ۳ ان کا بدلا

عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ

نزد پروردگار ایشاں بوستانہا میرود از زیر آں جوبہا ہمیشہ باشند دراں جاوید

انکے رب کے پاس (ایسے) باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہونگیں اس میں ہمیشہ رہینگے اللہ ان سے راضی ہوا

فِيهَآ أَبَدًا ۖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ﴿٨﴾

خوشنود گشت خدای از ایشاں و خوشنود شدند از و ایں ہر کرا ست بترسد پروردگار خود

اور وہ سب اس سے راضی ہوئے یہ ہر اس شخص کیلئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے ۴

۱ یعنی حال یہ ہے کہ توراۃ اور انجیل میں انہیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ اللہ وحدہ لاشریک کے علاوہ کسی اور کی عبادت ہرگز مت کرنا لیکن ان لوگوں نے ان کلمات کو بدل ڈالا۔ حُنَفَاءُ: یعنی ہر باطل مذہب سے مڑ کر دین اسلام کی جانب ہوجانا۔ (صفوۃ التفاسیر)

۲ کہا گیا ہے کہ شر البریہ سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس کو پایا لیکن اسکے باوجود آپ پر ایمان نہ لائے۔ (القرطبی)

۳ خیر البریہ وہ لوگ ہیں جو نبی کریم ﷺ پر ایمان لائے۔ (القرطبی)

۴ حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ جنت والوں سے فرمائیگا اے ساکنانِ جنت! اہل جنت جواب دینگے لَبَّیْکَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ کُلُّهُ فِیْ یَدَیْکَ۔ اللہ فرمائیگا کیا تم راضی ہو؟ اہل جنت عرض کرینگے پروردگار ہمارے ناخوش رہنے کی کیا وجہ ہے تو نے تو ہم کو وہ چیزیں عطا فرمادیں جو تیری مخلوق میں کسی اور کو نہیں دی گئیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا کیا ان سے بھی عمدہ چیز میں تم کو نہ دوں۔ اہل جنت عرض کرینگے پروردگار! ان سے اعلیٰ چیز کیا ہوگی، اللہ تعالیٰ فرمائیگا میں تم پر اپنی رضامندی نازل کرتا ہوں آئندہ کبھی تم سے ناراض نہیں ہونگا۔ میں کہتا ہوں کہ اہل جنت جو یہ کہیں گے کہ تیری مخلوق میں کسی اور کو نہیں دی گئیں شاید اسکی مراد یہ ہے کہ فرشتوں کو نہیں دی گئیں ورنہ اہل جنت کے علاوہ دوسرے انسان سوائے دوزخیوں کے اور نہیں ہونگے اور دوزخیوں کے مقابلہ میں اپنی فضیلت کا اظہار موقع کلام کے لحاظ سے درست نہیں۔ وَرَضُوْا عَنْهُ: بغوی نے لکھا ہے کہ بندوں کی رضا اللہ تعالیٰ سے دو طرح ہے ایک رضا کے بعد باء آتی ہے رَضِیَ بِهٖ۔ دوسری رضا کے بعد عن آتا ہے رَضِیَ عَنْهُ۔ اول کا معنی ہے اللہ کے رب اور مدبر کائنات ہونے پر بندہ راضی ہے۔ دوسرے کا معنی ہے کہ اللہ کی قضاء وقدر سے بندہ خوش ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مؤخر الذکر رضا کی بھی دو قسمیں ہیں، قضائے الٰہی پر اعتراض نہ کرے اور اس بات کا یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے واقع میں وہ اچھا ہی ہوتا ہے اگرچہ ہم کو اسکی خوبی معلوم نہ ہو۔ اس قسم کی رضا تمام بندوں کیلئے اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلہ پر لازم ہے خواہ انکی طبیعت کو پسند ہو یا ناپسند۔ لیکن اگر کسی بندہ سے کوئی گناہ صادر ہوجائے یا کسی دوسرے سے گناہ یا کفر کا صدور ہوجائے تو انسان سے صدور کفر ومعصیت اگرچہ اللہ کے ارادہ اور تخلیق سے بھی ہوتا ہے مگر انسانی کسب اور فعل کو اس میں دخل ہوتا ہے اس لئے بحیثیت کسب وعمل بندہ کو بھی اس پر راضی نہ ہونا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو بندہ کا کفر وعصیان پسند نہیں۔ رضا کا دوسرا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر مشیت بندہ کو محبوب ومرغوب ہوجائے خواہ اسکی خواہش کے خلاف ہی ہو اسکا سرچشمہ اللہ کی محبت اور اسکا عشق ہے۔ محبوب کا فعل اور مقصود عاشق کیلئے اپنی ذاتی مراد سے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ رضا کی تیسری قسم یہ ہے کہ بندہ اپنی انتہائی آرزو اور آخری تمنا کو پہنچ جائے۔ آیت میں یہی رضا مراد ہے۔ آیت وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو ایسی حالت میں میں اسوقت تک راضی نہ ہونگا جب تک میری امت کا ایک شخص بھی دوزخ میں رہے۔ حضرت انس ؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی ؓ سے فرمایا: اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تیرے سامنے قرآن پڑھوں۔ ایک روایت میں قرآن کی جگہ لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا پڑھنا آیا ہے۔ حضرت اُبی ؓ نے عرض کیا: کیا اللہ نے میرا نام آپ سے لیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! حضرت اُبی نے عرض کیا میرا ذکر اللہ رب العالمین کے پاس ہوا ہے فرمایا: ہاں یہ سنکر حضرت اُبی بن کعب ؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ (مظہری)

سُوْرَةُ الزَّلْزَالِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانِي اٰيَاتٍ

سورہ زلزلہ مدنی ہے اس میں آٹھ آیات اور ایک رکوع ہیں ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝۱ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝۲

چوں جنبیدہ شود زمین جنبانیدن و بیروں آرد زمین

جب زمین کو خوب ہلائی جائے ۲ اور زمین باہر لائے

وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝۳ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝۴ بِاَنَّ

گنجہا را و گوید آدمی چہ حالتست زمین را آنروز تقریر کند خبرہاے خود را

اپنے خزانے ۳ اور آدمی کہے زمین کی کیا حالت ہے ۴ اس روز اپنی خبر بتائے گی ۵

رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝۵ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا

بآنکہ پروردگار تو حکم فرستادہ است آنروز باز گروند مردمان

اس لئے کہ تمہارے رب نے حکم بھیجا ہے ۶ اس روز لوگ لوٹیں گے

اَعْمَالَهُمْ ۝۶ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝۷ وَمَنْ

بر احوال مختلف تا نمودہ شود کردارہائے ایشاں پس ہر کہ بکند برابر ذرہ نیکی بیند او را

مختلف احوال پر تا کہ ان کے کردار دکھائیں جائیں ۷ پس جو کوئی ذرہ برابر نیکی کرے اسے دیکھے گا ۸

يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝۸

و ہر کہ بکند برابر ذرہ بدی بہ بیند آنرا

اور جو کوئی ذرہ برابر بدی کرے (وہ بھی) اسے دیکھے گا ۹

۱ اس میں ۱۴۹ حروف اور ۳۵ کلمات ہیں (غرائب القرآن) اس سورت میں قیامت کے شدائد بیان کئے گئے ہیں اسکے بعد یہ بیان ہوا کہ ہر انسان کا عمل اسکے سامنے آجائیگا۔ (صفوۃ التفاسیر)

۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ زمین اپنے اسفل حصہ سے ہلے گی یعنی ہلنا شروع ہوگی اس زلزلہ کا وقت مختلف فیہ ہے۔ کیا دوسرے نفخہ کے بعد جبکہ لوگ قبروں سے اٹھ چکے ہونگے' یہ زلزلہ آئیگا یا پہلے نفخہ سے پہلے آئیگا اور یہ قیامت کی علامتوں میں سے ہوگا۔ (مظہری)

۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ زمین مُردوں کو قبروں سے باہر نکال دیگی' ابن عطیہ کہتے ہیں کہ زمین اپنے اندر کے خزانے باہر نکال دیگی۔ حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زمین اپنے جگر پاروں کو سونے چاندی کے ستونوں کی طرح [باہر نکال کر] پھینک دیگی۔ قاتل آئیگا اور [زمین کے اوپر سونے چاندی کے ڈھیر دیکھ کر] کہے گا اسکی وجہ سے میں نے قتل کیا تھا۔ رشتہ داری قطع کرنے والا آئیگا اور کہے گا اسی کیلئے میں نے رشتہ داری قطع کی تھی۔ چور آئیگا اور کہے گا اسی سلسلے میں میرا ہاتھ کاٹا گیا تھا پھر سب لوگ اسکو چھوڑ جائیں گے اور کوئی کچھ بھی اس سے نہیں لیگا۔ (مظہری)

۴ یعنی زمین کو کیا ہوگیا کہ وہ اپنے سارے خزانوں کو نکال کر پھینک رہی ہے۔ (القرطبی)

۵ حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی اسکے بعد ارشاد فرمایا: جانتے ہو اسکے اخبار کیا ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اسکا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسکے اخبار یہ ہیں کہ اس روز زمین گواہی دیگی کہ کس نے اس پر کیا عمل کیا۔ ماوردی کہتے ہیں کہ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا میں تین اقوال ہیں (۱) بندوں کے وہ اعمال بتائیگی جو اس پر بندوں نے کئے ہونگے۔ یہ حضرت ابو ہریرہ ﷺ کی حدیث سے ثابت ہے (۲) یحییٰ بن سلام یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ زمین پر جو بوجھ ہوگا زمین اسے نکال کر پھینک دیگی یہی مطلب ہے اسکے اخبار کا (۳) انسان جب پوچھے گا کہ زمین کو کیا ہوگا اسوقت زمین قیامت کے آنے کی خبر دیگی۔ یہ حضرت ابن مسعود ﷺ کا قول ہے۔ (القرطبی) ۶ یعنی یہ خبر زمین اس لئے بتائیگی کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو گویائی عطا فرمائی ہوگی۔ (صفوۃ التفاسیر) ۷ اس روز مخلوق حساب کی جگہ کی جانب لوٹیں گے پس سیدھے ہاتھ والے جنت کی طرف جائیں گے اور الٹے ہاتھ والے جہنم کی طرف جائیں گے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۸ یعنی جو شخص چھوٹی چیونٹی کے وزن کے برابر یا اس سے بھی کم نیکی کریگا تو اسکے سامنے آئیگی۔ حضرت ابوذر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تھوڑی بھلائی کو بھی حقیر نہ سمجھو خواہ اتنا ہی کہ اپنے بھائی سے شگفتہ روئی سے پیش آؤ۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص پاک کمائی سے آدھے چھوارے کے برابر کوئی چیز خیرات کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ پاک [کمائی] ہی کو قبول فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے دائیں ہاتھ سے اسکو لیتا ہے پھر خیرات کرنے والے کیلئے اسکی [اس حقیر] خیرات کو بڑھاتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہوجاتی ہے جیسے تم میں سے بعض لوگ بچھڑے کی پرورش کرتے ہیں۔ (مظہری) ۹ یعنی اگر گناہوں کی معافی نہ ہوتی تو جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی اسکو اس بدی کی سزا دیکھنی پڑیگی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عائشہ حقیر گناہوں سے پرہیز رکھ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انکی باز پرس کرنیوالا بھی ہوگا۔ حضرت انس ﷺ نے فرمایا تھا تم کچھ عمل ایسے کرتے ہو جو تمہاری نظر میں بال سے بھی زیادہ باریک یعنی حقیر ہوتے ہیں مگر رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہم انکو ہلاکت آفرین گناہوں میں شمار کرتے تھے۔ حضرت ابن مسعود ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سب سے زیادہ فیصلہ کن آیت فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ الخ ہے۔ (مظہری)

سُورَةُ الْعٰدِيٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً

سورہ عادیات مدنی ہے، اس میں گیارہ آیات اور ایک رکوع ہیں ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝١ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝٢ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝٣

سوگند بسپان تیز روندہ کہ از دم پر شوند پس بیروں آرندگان آتش از سمہا پس بغارت کنندگان

قسم ہے تیز دوڑنے والے گھوڑے کی کہ سانس پُر ہو جائے ٢ پس سُم مار کر (پتھروں سے) آگ نکالیں ٣ پھر غارت

فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝٤ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝٥ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ

وقت صبح پس بر انگیختند باں اسپان غباری پس بمیان در آمدند باں ہمہ البتہ آدمی

کرنیوالے صبح کے وقت ٤ پھر وہ گھوڑے غبار اڑاتے ہیں ٥ پھر ان تمام کے درمیان گھس جاتے ہیں ٦ بیشک آدمی

لَكَنُوْدٌ ۝٦ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝٧ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝٨

مر پروردگار خود را نا سپاس است و ہر آئنہ او بریں گواہ ست و ہر آئنہ او دوست دارد

اپنے رب کا نا شکرا ہے ٧ اور بیشک وہ اس پر خود گواہ ہے ٨ اور بیشک وہ دوست رکھتا ہے

اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِى الْقُبُوْرِ ۝٩ وَحُصِّلَ مَا فِى الصُّدُوْرِ ۝١٠

مال را سخت است آیا نمیداند چوں بر می آرند آنچہ در گورہاست

مال کو بہت زیادہ ٩ کیا نہیں جانتا جب اٹھائے جائیں گے جو قبروں میں ہے ١٠

اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ۝١١

و حاضر شود آنچہ در سینہا ست ہر آئنہ پروردگار باپشاں آنروز دانا ست

اور حاضر کی جائیگی جو سینوں میں ہے ١١ بیشک انکے رب کو اس روز انکی خبر ہے ١٢

ع ١ ١١ ٢٥

١ اس میں ۱۶۳ حروف اور ۴۰ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) اس میں اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والوں کے گھوڑے سے متعلق کلام ہے، اسکے بعد انسان کی طبیعت کا بیان ہے کہ انسان طبعی طور پر مال سے محبت رکھتا ہے اس سورت کا خاتمہ اس پر ہے کہ تمام مخلوق کو حساب و کتاب کیلئے اللہ ہی کی جانب لوٹنا ہے۔ (صفوة التفاسیر)

٢ عادیات کے بارے میں دو اقوال ہیں (۱) حضرت علی ﷛ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس سے اونٹ مراد ہیں۔ ایسی صورت میں آیت کا مطلب ہوگا کہ اس اونٹ کی قسم جو عرفہ سے مزدلفہ کی جانب جائیں اور مزدلفہ سے منیٰ کی جانب جائیں یعنی حجاج کرام (۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت مجاہد، حضرت قتادہ، حضرت ضحاک، حضرت عطاء اور اکثر مفسرین کا قول ہے کہ اس سے گھوڑے مراد ہیں۔ (تفسیر کبیر)

٣ اس آیت کی چند تفاسیر بیان کی گئی ہیں (۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ گھوڑے پہاڑ پر چڑھتے ہوئے جب اپنے سُم مارتے ہیں تو اس سے چنگاری نکلتی ہے، آیت میں وہی چنگاری مراد ہے (۲) ایک قوم کا کہنا ہے کہ یہ آیت گھوڑوں کے بارے میں نازل ہوئی لیکن اس چنگاری سے جنگ کی چنگاری مراد ہے (۳) جو لوگ دین میں جہاد کرتے ہیں وہ رات میں اپنی حاجتوں اور کھانے کیلئے آگ روشن کرتے ہیں آیت میں یہی مراد ہے (۴) اس سے عداوت کی آگ مراد ہے (۵) اس سے مکروفریب کی آگ مراد ہے۔ (تفسیر کبیر)

٤ یعنی ان گھوڑوں کی جو صبح کے وقت دشمنوں پر حملہ آور ہوں۔ (تفسیر کبیر)

٥ یعنی وہ گھوڑے جو صبح کے وقت حملہ کرتے ہیں اور بوقت حملہ ان سے غبار اڑتے ہیں۔ (تفسیر کبیر) ٦ پھر اس غبار میں یا چھاپہ مارنے کے مقام پر دشمنوں کی فوج کے اندر وہ داخل ہو جاتے ہیں۔ (مظہری) ٧ یعنی انسان کی طبیعت میں کفران نعمت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لَكَنُوْدٌ انکار کے معنی میں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جھٹلاتا ہے۔ حضرت حسن کہتے ہیں کہ انسان مصیبتوں میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے اور راحت میں اسے بھول جاتا ہے، ابوبکر واسطی یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ کنود کا مطلب یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں خرچ کرتا ہے۔ امام ترمذی یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ وہ جو نعمت کو دیکھے لیکن نعمت کے دینے والے کو نہ دیکھے۔ حضرت ذوالنون مصری یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ کنود وہ ہے جو مصیبت کے وقت جزع فزع کرے اور مال ملے تو اسے دبا کر بیٹھ جائے۔ ان تمام اقوال کو اگر غور سے دیکھا جائے تو ان سب کا ایک ہی مفہوم نکلتا ہے یعنی کفرانِ نعمت۔ (القرطبی) ٨ یعنی اکثر انسان اپنے رب کی نعمتوں کے بارے میں ناشکرے ہیں اور تھوڑے سے غور کرنے کے بعد وہ اپنی ناشکری یا نافرمانی یا کنجوسی پر شہادت بھی دیتے ہیں اور اس ناشکری پر شہادت دینے کی نشانیاں نمایاں ہو جاتی ہیں یا آخرت میں اپنے نفس کی شہادت دینگے اور اپنے گناہ کا اقرار کرینگے اور کہیں گے ہم نمازیوں میں سے نہیں تھے اور مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔ (مظہری) ٩ یعنی انسان مال کی محبت میں بڑا شدید ہے محسن کی راہ میں خرچ نہیں کرتا۔ (مظہری) ١٠ مطلب یہ ہے کہ تعجب ہے انسان کیوں نہیں دیکھتا اور ابھی اس بات کو کیوں نہیں جان لیتا جو کل کو جان لیگا کہ اسکا رب اس سے باخبر ہے اسکے کرتوت کا اس روز بدلہ دیگا جبکہ مُردوں کو قبروں سے اٹھایا جائیگا اور سینوں کے اندر کی باتیں کھول دی جائیں گی۔ (مظہری) ١١ اور انکے سینوں میں جو کچھ ہے اسے ظاہر کر دیا جائیگا۔ (صفوة التفاسیر) ١٢ یعنی انکا رب انکے ہر عمل سے باخبر ہے اور انہیں ایک ایک عمل کا بدلہ دیگا۔ (صفوة التفاسیر)

سُوۡرَةُ الۡقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اِحۡدٰى عَشۡرَةَ اٰيَةً

سورہ قارعہ مکی ہے‘ اس میں گیارہ آیات اور ایک رکوع ہیں ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

اَلۡقَارِعَةُ ۙ﴿۱﴾ مَا الۡقَارِعَةُ ۚ﴿۲﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا الۡقَارِعَةُ ؕ﴿۳﴾

روز گوینده چیست گوینده و چه دانی تو چیست گوینده

کھٹکھٹانے والا دن ۲ کیا کھٹکھٹانے والا ۳ اور تمہیں کیا معلوم کیا ہے کھٹکھٹانے والا ۴

يَوۡمَ يَكُوۡنُ النَّاسُ كَالۡفَرَاشِ الۡمَبۡثُوۡثِ ۙ﴿۴﴾ وَتَكُوۡنُ الۡجِبَالُ

روزیکہ باشند مردمان مانند پروانہاے پراگندہ و باشند کوہ ہا

جس روز آدمی بکھرے ہوئے پتنگے کی طرح ہونگے ۵ اور پہاڑ ہونگے

كَالۡعِهۡنِ الۡمَنۡفُوۡشِ ؕ﴿۵﴾ فَاَمَّا مَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِيۡنُهٗ ۙ﴿۶﴾ فَهُوَ

مانند پشم رنگین اما ہر کرا گران شد ترازوے او پس او

جیسے رنگ برنگ اُون ۶ تو جس کی ترازو بھاری ہوئیں ۷ پس وہ

فِىۡ عِيۡشَةٍ رَّاضِيَةٍ ؕ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِيۡنُهٗ ۙ﴿۸﴾ فَاُمُّهٗ

در زندگانی پسندیدہ و اما ہر کرا سبک شود ترازوے او

پسندیدہ زندگی میں ہوگا ۸ اور جس کی ترازو ہلکی ہوئیں ۹

هَاوِيَةٌ ؕ﴿۹﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا هِيَهۡ ؕ﴿۱۰﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿۱۱﴾

پس جاے آں ہاویہ است و چہ دانی تو چیست ہاویہ است آتشی است بر شوارے

تو اسکا ٹھکانا ہاویہ ہے ۱۰ اور تمہیں کیا معلوم ہاویہ کیا ہے ۱۱ شعلے مارتی ایک آگ ہے ۱۲

ع ۱ / ۲۶

۱ اس میں ۱۵۲ حروف اور ۳۶ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) اس سورت میں قیامت اور اسکی ہولنا کیوں کا بیان ہے‘ آخرت کے شدائد کا بیان ہے‘ لوگ اپنی اپنی قبروں سے نکلیں گے اسکا بیان ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۲ یعنی قیامت۔ (صفوۃ التفاسیر)

۳ قیامت کیا چیز ہے؟ اسکی ہولنا کیوں کے بارے میں کوئی انسان سوچ بھی نہیں سکتا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۴ اس جملہ سے اس کی ہولنا کیوں کو مزید بتایا گیا۔ ابوسعود کہتے ہیں کہ قیامت کو قارعہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ انسان کے دلوں کو ہلا کر رکھ دیگی۔ (صفوۃ التفاسیر)

۵ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ فراش سے وہ پتنگے مراد ہیں جو آگ اور چراغ میں گرتے ہیں۔ (القرطبی)

۶ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خبر دی ہے کہ پہاڑ مختلف رنگ کے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میزان کی ایک زبان اور دو ہتھیلیاں ہیں اس پر صرف اعمال تولے جائیں گے یعنی نیکوکاروں کے اعمال اچھی صورت میں لائے جائیں گے جب نیکی کا پلہ بھاری ہوگا تو جنت ان کیلئے ہوگی اور کافروں کے اعمال کو بہت بری شکل میں لایا جائیگا پس گناہوں کا پلہ بھاری ہوگا اور ان کیلئے جہنم ہو گی۔ (تفسیر کبیر)

۸ زجاج یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ ایسی جگہ رہیں گے جہاں وہ خوش ہونگے۔ (تفسیر کبیر)

۹ قرطبی نے کہا کہ ہمارے علماء کا قول ہے کہ آخرت میں لوگوں کے تین فرقے ہونگے‘ ایک فرقہ متقیوں کا ہوگا جن کے کبیرہ گناہ نہ ہونگے انکی نیکیاں روشن پلڑے میں رکھی جائیں گے اور وہ پلڑہ نہیں اٹھے گا البتہ دوسرا تاریک پلڑہ بالکل خالی پلڑہ کی طرح اوپر اٹھ جائیگا۔ دوسرا فرقہ کافروں کا ہوگا انکے کفر اور گناہوں کا بار تاریک پلڑہ میں رکھا جائیگا اور اگر کوئی اچھا عمل ہوگا جیسے کنبہ پروری وغیرہ تو اسکو دوسرے پلڑہ میں رکھا جائیگا مگر یہ پلڑہ پہلے پلڑہ کے برابر نہ ہوسکے گا اور خالی پلڑہ کی طرح اوپر اٹھ جائیگا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن بعض موٹے لمبے چوڑے آدمی آئیں گے مگر اللہ کے نزدیک ان کا وزن مچھر کے برابر بھی نہ ہوگا‘ پھر آپ نے آیت فَلَا نُقِيۡمُ لَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وَزۡنًا پڑھی۔ تیسرا فرقہ مؤمن بدکار کا ہوگا انکی نیکیاں روشن پلڑے میں اور برائیاں تاریک پلڑے میں رکھی جائیں گی اگر نیکیوں کا پلڑہ بھاری ہوگا تو جنت میں داخل ہو جائیگا اور بدیوں کا پلڑہ بھاری ہوگا تو اسکا معاملہ مشیتِ الٰہی پر موقوف ہوگا یعنی اگر اللہ چاہے گا تو دوزخ میں داخل کر دیگا اور چاہے گا تو گناہ بخش دیگا اور جنت میں بھیج دیگا اور اگر دونوں پلڑے برابر ہوئے تو اعراف والوں میں سے ہوگا یہ حالت اسوقت ہوگی جب کبیرہ گناہ اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے ہوں لیکن اگر بندوں کے حقوق ہونگے تو انہی حقوق کے موافق اس شخص کی نیکیاں صاحب حق کو دیدی جائیں گی۔ اس طرح اگر حقوق پورے ہو گئے تو خیر ورنہ حقوق والوں کے گناہ اس شخص پر بڑھا دیئے جائیں گے اور سب گناہوں کا عذاب اس پر ہوگا۔ (مظہری) ۱۰ جہنم کے ناموں میں سے ایک نام ہے ھاویہ۔ ایسا غار ہے جسکی گہرائی سے سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی واقف نہیں۔ (مظہری) ۱۱ یہ جملہ اسکی ہولنا کیوں کے سبب ارشاد ہوا۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۲ یعنی سخت بھڑکتی آگ۔ حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری یہ آگ جسے ابن آدم روشن کرتا ہے۔ جہنم کی آگ کی تپش کا ۷۰ واں حصہ ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم یہ کافی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ۶۹ درجے زیادہ ہونگے۔ (القرطبی) یہ وہ آگ ہے جو شدتِ حرارت میں حد سے تجاوز کر جائیگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور کرم سے ہمیں اس آگ سے بچائے [اور ہم مسلمانوں کو اس سے بچنے والے عمل کی توفیق عطا فرمائے] (صفوۃ التفاسیر)

سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانِيْ اٰيَاتٍ

سورہ تکاثر مکی ہے، اس میں آٹھ آیات اور ایک رکوع ہیں ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝۱ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝۲ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۳

مشغول گرداند شما را فخر کردن تا حدیکہ آمدید بگورستانہا چنیں است زود بدانید

تمہیں مشغول کیا بڑائی مارنے (کے عمل) نے ۲ یہاں تک کہ تم قبروں میں آپہنچے ۳ ہاں بہت جلد تم جان لوگے ۴

ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۴ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝۵ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝۶

پس چنیں است زود بدانید حقا کہ اگر میدانید دانستن درست

پھر ہاں تم بہت جلد جان لو گے ۵ درست ہے کہ اگر تم علم الیقین جانتے ۶

ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝۷ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝۸

خواہید دید دوزخ را پس خواہید دید آنرا بچشم بینک پس پرسیدہ شوید آنروز از نعمتہا

جہنم کو دیکھو گے ۷ پس اسے یقین کی آنکھ سے دیکھو گے ۸ پھر اس روز نعمتوں سے متعلق پوچھے جاؤ گے ۹

سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ

سورہ عصر مکی ہے، اس میں تین آیات اور ایک رکوع ہیں ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

۱ اس میں ۱۵۲ حروف اور ۳۶ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) اس سورت میں اس پر کلام ہے کہ انسان اس دنیوی زندگی میں کسب مال کے چکر میں آ کر آخرت کو بھول بیٹھا ہے یہاں تک کہ موت آ پہنچی' اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو زجر کیا۔ (صفوۃ التفاسیر)

۲ یعنی اے لوگو! تمہیں مشغول کیا مال اور اولاد کے تفاخر نے اور تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے دور رہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۳ یہاں تک کہ موت آ گئی اور قبروں میں دفن ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم کو تکاثر نے طاعت سے باز رکھا یہاں تک کہ تم کو موت آ گئی۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ یہودی اپنی کثرت پر فخر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم فلاں قبیلہ سے زیادہ ہیں اس شیخی بازی نے ان کو مرتے وقت تک غافل رکھا۔ انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن الشخیر ؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا اس وقت آپ آیت اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھ رہے تھے پھر فرمایا آدمی کہتا ہے میرا مال ہے میرا مال ہے تیرا مال تو صرف وہی ہے جو تو نے کھا کر ختم کر دیا' یا پہن کر پرانا کر دیا' یا خیرات کر دی اور جاری کر دیا۔ حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میت کے پیچھے تین چیزیں آتی ہیں' دو واپس چلی جاتی ہیں ایک میت کے ساتھ رہ جاتی ہے۔ مردہ کے گھر والے' مردہ کا مال اور مُردہ کے اعمال یہ تین چیزیں پیچھے رہتی ہیں مال اور گھر والے تو لوٹ جاتے ہیں اور اعمال اس کے ساتھ رہتے ہیں۔ حضرت عیاض بن حمار مجاشعی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ نے میرے پاس وحی بھیجی کہ تم لوگ تواضع کرو' نہ کوئی کسی پر فخر کرے نہ کوئی کسی پر زیادتی۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو اپنے مُردہ باپ دادوں پر فخر کرنے سے باز رہنا چاہئے' وہ جہنم کا کوئلہ ہیں اگر ایسا نہیں کریں گے تو اللہ کے نزدیک گوبر کے اس کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہو جائیں گے جو گندگی کو اپنی سونڈ سے لڑھکاتا ہے اللہ نے تم سے جاہلیت کی حمیت اور باپ دادا پر جاہلیت کے زمانہ کی شیخی زائل کر دی ہے آدمی یا پرہیزگار مؤمن ہے یا بد بخت فاجر' سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی تخلیق مٹی سے تھی۔ حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے یہ نسب کسی پر برتری دینے والے نہیں۔ تم سب آدم کی اولاد ہو جیسے ایک صاع کی اونچائی دوسرے صاع کی طرح ہوتی ہے۔ بغیر دین اور تقویٰ کے کسی کو کسی پر فضیلت نہیں۔ آدمی [کی برائی] کیلئے اتنا ہی بس ہے کہ وہ بدزبان فحش گو بخیل ہو۔ (مظہری) جاننا چاہئے کہ سخت دل والوں کیلئے قبروں کی زیارت دواؤں میں سب سے بڑی دوا ہے اس لئے کہ یہ موت اور آخرت کو یاد دلاتی ہے اور انسان کو دنیا سے دور رکھتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا پس تم سب قبروں کی زیارت کیا کرو' اس لئے کہ یہ دنیا سے دور رکھتی ہے اور آخرت کو یاد دلاتی ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ موت یاد دلاتی ہے۔ (القرطبی) ۴ یعنی بہت جلد تم لوگ اس تفاخر کا انجام دیکھ لوگے۔ (القرطبی) ۵ یہ وعید کے بعد وعید ہے۔ (القرطبی) ۶ اس آیت میں زجر اور تنبیہ ہے۔ کہا گیا ہے کہ اس جگہ یقین سے مراد موت ہے' اس لئے کہ موت آ کر ان لوگوں کے شک کو دور کر دیگی۔ (القرطبی) ۷ یہ ایک الگ وعید ہے یعنی آخرت میں جہیم کو ضرور دیکھو گے۔ (القرطبی) ۸ یعنی موت کے وقت تم اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھو گے۔ (القرطبی) ۹ پھر آخرت میں تم سے دنیا کی نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائیگا۔ (صفوۃ التفاسیر) ۱۰ معدل اور قتادہ کہتے ہیں کہ یہ مدنی سورت ہے' اس میں ۶۸ حروف اور ۱۴ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) اس سورت میں انسان کی سعادت اور شقاوت کا بیان ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

وَالْعَصْرِ ① اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ② اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ

سوگند بنماز عصر ہر آئنہ آدمی در زیانست مگر آنانکہ گرویدند و کردند

قسم ہے نمازِ عصر کی ۱ بیشک آدمی نقصان میں ہے ۲ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ③

نیکیہا و وصیت کردند براستی و وصیت کردند بشکیبای

کئے اور حق کی وصیت کی اور صبر کی وصیت کی ۳

ع ۱ / ۳ / ۲۸

سُوْرَۃُ الْھُمَزَۃِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ تِسْعُ اٰیَاتٍ

سورہ ہمزہ مکی ہے، اس میں ۹ آیات اور ایک رکوع ہیں ۴

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِ ① الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَہٗ ②

وائے مر ہر عیب کنندہ و غیبت گوئندہ آنکسکہ جمع کرد مالی را و شمردہ او را می پندارد

ہر عیب لگانے والے اور غیبت کرنے والے کیلئے خرابی ہے ۵ وہ جس نے مال کو جمع کیا اور اسے گنا ۶ گمان کرتا ہے

یَحْسَبُ اَنَّ مَالَہٗۤ اَخْلَدَہٗ ③ کَلَّا لَیُنْۢبَذَنَّ فِی الْحُطَمَۃِ ④ وَمَاۤ

آنکہ مال او زندگی جاوید دہدش نچنانست انداختہ شود در حطمہ و چہ دانی تو

کہ اسکا مال اسے ہمیشہ کی زندگی دیگا ۷ ایسا نہیں ہے حطمہ میں ڈالے جائیں گے ۸ اور تمہیں کیا معلوم

اَدْرٰىکَ مَا الْحُطَمَۃُ ⑤ نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ ⑥ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی

چیست حطمہ آتش خدای افروختہ شدہ آں آتشی کہ بر آمد بر

حطمہ کیا ہے ۹ اللہ کی آگ جو روشن ہے ۱۰ وہ آگ جو چڑھ آئے

تفسیر اظہار العرفان

۱ عصر کے بارے میں چند اقوال ہیں (۱) اس سے زمانہ مراد ہے (۲) اس سے دن کا آخری حصہ مراد ہے (۳) حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ اس سے نماز عصر مراد ہے (۴) اس سے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ مراد ہے۔ (تفسیر کبیر)

۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہاں انسان سے مشرکین کی جماعت مراد ہے جیسے ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن عبد المطلب۔ حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ یہ آیت ابولہب کے بارے میں نازل ہوئی۔ مروی ہے کہ ابو جہل اور دیگر مشرکین کہتے تھے کہ محمد (ﷺ) خسارے میں ہیں پس اللہ تعالیٰ نے قسم فرمائی کہ معاملہ اسکے الٹ ہے یعنی ابو جہل اور دیگر مشرکین خسارے میں ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ انسان سے جنس انسان مراد ہے۔ (تفسیر کبیر)

۳ حضرت قتادہ اور حضرت حسن کہتے ہیں کہ حق سے مراد قرآن ہے، حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ حق سے مراد ایمان و توحید ہے۔ آیت میں صبر سے مراد مطلق صبر ہے خواہ اطاعت اور مصائب پر صبر ہو یا بری باتوں کے ترک پر۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ خواص کی بداعمالی کا عذاب عوام پر نہیں ڈالتا لیکن جب عوام کوئی برا کام اپنے سامنے ہوتا دیکھتے ہیں اور اسکے روکنے کی طاقت بھی رکھتے ہوں اسکے باوجود برائی سے نہ روکے تو اسوقت اللہ عوام خواص سب کو عمومی عذاب دیتا ہے۔ ابوداؤد نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ جس قوم کے درمیان گناہ کئے جاتے ہوں اور وہ بدلنے کی طاقت بھی رکھتے ہوں مگر نہ بدلیں تو خوب سن لو عنقریب ان پر عمومی وبال آئیگا۔ (مظہری)

۴ اس میں ۱۳۳ حروف اور ۴۹ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) اس سورت میں ان لوگوں سے متعلق کلام ہے جو لوگوں پر عیب لگاتے ہیں اسکے اختتام پر ایسے لوگوں کے انجام کا ذکر ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۵ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم سنا کرتے تھے کہ یہ سورت ابی بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی۔ سدی کی روایت میں ہے کہ یہ سورت اخنس بن شریق کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابن جریر نے اہل رقہ میں سے کسی شخص سے روایت کی ہے کہ یہ سورت جمیل بن عامر جمحی کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ جب امیہ بن خلف رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا تو آپ پر طعن و تشنیع کرتا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو چغلخوری کرتے ہیں اور دوستوں کے درمیان فساد کراتے ہیں۔ حضرت ابوالعالیہ وغیرہ کہتے ہیں کہ ھمزہ سے وہ شخص مراد ہے جو سامنے طعن والزام لگائے اور لمزہ وہ شخص ہے جو پیٹھ پیچھے غیبت کرے۔ حضرت مجاہد اور حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ ھمزہ وہ شخص ہے جو لوگوں میں بہت زیادہ طعن کرتا ہو اور لمزہ وہ شخص ہے جو لوگوں کے نسب میں طعن کرتا ہو۔ (القرطبی) ۶ یعنی مال جمع کر کے اس لئے رکھتا ہے کہ حوادثاتِ زمانہ میں کام آئے۔ سدی یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ مال گن گن کر رکھتا ہے، ضحاک کہتے ہیں کہ اپنی اولاد کیلئے مال جمع کر کے رکھتا ہے، بعض نے کہا کہ فخریہ مال جمع کرتا ہے۔ (القرطبی) ۷ سدی آیت کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ مال جمع کر کے گمان کرتا ہے کہ اسکا مال اسے زندہ رکھے گا مرنے نہیں دیگا۔ (القرطبی) ۸ حطمہ جہنم کے طبقوں میں سے چھٹا طبقہ ہے، قشیری کہتے ہیں کہ یہ جہنم کا دوسرا طبقہ ہے، ضحاک کہتے ہیں کہ چوتھا طبقہ ہے، ابن زید کہتے ہیں کہ حطمہ جہنم کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ (القرطبی) ۹ اس معاملہ کو مزید ہولناک بنانے کیلئے یہ جملہ ارشاد ہوا۔ (القرطبی) ۱۰ یعنی وہ آگ جسے اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار برس روشن کیا، پھر ہزار برس روشن کیا پھر ہزار برس روشن کیا۔ اسے اللہ تعالیٰ نے نافرمانوں کیلئے تیار کیا ہے۔ (القرطبی)

الْاَفْـِٕدَةِ ۝۷ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝۸ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝۹

دلہا ہر آئنہ آں آتش بر کافران افروبستہ شدہ است در ستونہا در از

دلوں پر [۱] بیشک وہ آگ کافروں پر بند کر دی گئی ہے [۲] لمبے ستونوں میں [۳]

سُوْرَةُ الْفِيْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

سورہ فیل مکی ہے اس میں ۵ آیات اور ایک رکوع ہیں [۴]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝۱ اَلَمْ يَجْعَلْ

آیا ندیدے چگونہ کرد پروردگار تو بخداوند فیل آیا نساخت

کیا آپ نے نہ دیکھا آپ کے رب نے ہاتھی والوں کیساتھ کیسا کیا [۵] کیا نہیں کیا

كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝۲ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝۳

مکر ایشانرا در تباہی و فرستاد بر ایشاں مرغان گروہ گروہ

ان کے مکر کو تباہی میں [۶] اور ان پر گروہ در گروہ پرندوں کو بھیجا [۷]

تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝۴ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝۵

افگندند آں لشکر را بسنگے گِل پس ساخت خدا ایشاں چوں برگ گاہ خوردہ

مارتے اس لشکر کو مٹی کے پتھر سے [۸] پس اللہ نے اسے (ایسا) کر دیا جیسے کھائے ہوئے پتے [۹]

سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعُ اٰيَاتٍ

سورہ قریش مکی ہے اس میں چار آیات اور ایک رکوع ہیں [۱۰]

۱ یعنی وہ آگ جسکی تکلیف دلوں تک پہنچ جائے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۲ یعنی جہنم ان پر بند ہوگی کہ انکے پاس کہیں سے بھی آرام وراحت نہیں آئیگی۔ (صفوۃ التفاسیر)

۳ یعنی وہ سب بڑے بڑے ستونوں کے ساتھ بندھے ہوئے ہونگے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۴ اس میں ۹۳ حروف اور ۲۳ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) اس میں اصحاب فیل یعنی ہاتھی والوں کا مشہور قصہ بیان ہوا جو کہ ۵۷۰ میلادیہ میں پیش آیا۔ (صفوۃ التفاسیر)

۵ مروی ہے کہ نجاشی شاہ حبش نے ارباط سپہ سالار کو یمن پر فوج کشی کیلئے بھیجا ارباط نے جا کر یمن پر تسلط قائم کر لیا ابرہہ بن الصباح حبشی ایک فوجی سردار تھا اسکو ارباط کی سیادت پر حسد ہوا اور اس نے بغاوت کر دی اس طرح حبشیوں میں پھوٹ پڑ گئی ایک گروہ ارباط کے ساتھ اور دوسرا ابرہہ کیساتھ ہو گیا دونوں کا ٹکراؤ ہوا ابرہہ نے ارباط کو قتل کر دیا۔ حبشیوں نے ابرہہ کو سردار بنالیا اور ابرہہ کا یمن پر تسلط ہو گیا پھر ابرہہ نے دیکھا کہ حج کے زمانہ میں لوگ مکہ کو جانے کی تیاری کر رہے ہیں اس حسد میں اس نے صنعاء میں ایک جگہ گرجا بنایا اور نجاشی کو لکھا کہ میں نے صنعاء میں ایک کنیسہ بنایا ہے جسکی مثل کسی بادشاہ کیلئے نہیں بنائی گئی آپ اس گرجا میں تشریف لے آئیں تا کہ میں مکہ کے حج سے لوگوں کا رخ موڑ دوں۔ یہ بات بنی کنانہ کے ایک شخص نے سن لی اور رات کو نکل کر گرجا میں قضائے حاجت کی اور موقع پا کر گرجا کے اصل قبلہ کو گندگی سے آلود کر دیا۔ ابرہہ کو اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے قسم کھا کر کہا کہ میں جا کر کعبہ کو ڈھادونگا اور نجاشی کو اس واقعہ کی اطلاع بھیج دی اور درخواست کی کہ مجھے کچھ ہاتھی بھیج دیئے جائیں نجاشی نے اسکو ہاتھی بھیج دیئے جن میں ایک بہت بڑا طاقتور ہاتھی بھی تھا جسکا نام محمود تھا ابرہہ مکہ کی طرف چل پڑا۔ عرب نے یہ خبر سنی تو ان پر شاق گذری انھوں نے ابرہہ سے مقابلہ کرنا ضروری سمجھا چنانچہ یمن کے راجاؤں میں سے ایک راجا تھا جسکا نام ذونفر تھا وہ لڑنے کیلئے نکلا مگر ابرہہ نے اسکو شکست دیدی اور آگے بڑھا قبائل خشعم کی آبادی کے قریب پہنچا تو نفیل بن خشعمی بنی خشعم کو لیکر مقابلہ کیلئے نکلا دوسرے قبائل یمن بھی اس سے آکر مل گئے اور لڑائی ہوئی نفیل کو گرفتار کر لیا گیا۔ نفیل نے ابرہہ سے کہا۔ اے بادشاہ میں زمین عرب سے خوب واقف ہوں' ابرہہ نے رہنمائی کیلئے اسکو ساتھ لے لیا۔ اللہ نے سمندر کی طرف سے ابابیلوں جیسے کچھ پرندے بھیجے ہر پرندہ کے پاس تین پتھر تھے دو دونوں پنجوں میں اور ایک چونچ میں' پتھر چنے اور مسور کے دالوں کے برابر تھے جب پرندے ان لوگوں پر پہنچ کر چھا گئے تو انھوں نے پتھریاں چھوڑ دیں جس شخص کو پتھری لگی وہ ہلاک ہو گیا لیکن سب قوم ہلاک نہیں ہوئی فوج والے نکل کر اندھا دھند بھاگے اور راستہ نہ ملنے کی وجہ سے نفیل کو تلاش کرنے لگے تا کہ وہ یمن کے راستے پر لگا دے۔ نفیل کسی پہاڑی پر سے ان کو دیکھتا رہا غرض لوگ اضطرابی حرکت کیساتھ ہر راستہ پر گر پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے ابرہہ کو ایک جسمانی روگ میں مبتلا کر دیا اسکے انگلیوں کے پُورے گرنے لگے اور جو پورا گرتا تھا اس سے کچھ لہو اور خون بہتا تھا آخر پرندہ کے چوزہ کی طرح ہو کر وہ صنعاء پہنچا آخر میں جب اسکا سینہ شق ہو گیا تو مر گیا۔ (مظہری) ۶ یعنی اللہ تعالیٰ نے انکے مکر وفریب کو تباہ و برباد کر دیا کیونکہ انھوں نے قریش کو قتل کرنے اور بیت اللہ کو ویران کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ (القرطبی) ۷ آسمان کی طرف سے ایسا پرندہ آیا جسے اس سے پہلے نہیں دیکھا گیا اور نہ اسکے بعد دیکھا گیا۔ (القرطبی)
۸ ہر پتھری پر مرنے والے کا نام لکھا ہوا تھا۔ (القرطبی) ۹ یعنی کھائی ہوئی کھیتی کی طرح۔ (القرطبی) ۱۰ اس میں ۷۳ حروف اور ۱۷ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) اس سورت میں ان نعمتوں کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل مکہ کو حاصل تھیں۔ (صفوۃ التفاسیر)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۙ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۚ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ

برای پوستن قریش پوستن ایشاں در سفر رہستان و تاپستان

قریش کا ملانے کیلئے ا (یعنی) ان کا ملانا سردی اور گرمی کے سفر میں ۲

هٰذَا الْبَيْتِ ۙ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۴

پس باید کہ پرستند پروردگار آں خانہ معظمہ آنکہ طعام داد ایشانرا از گرسنگی و ایمن گردانید از ترس

پس چاہیئے عبادت کریں اس معظم گھر کے رب کی ۳ جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور خوف میں امن عطا کیا ۴

سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعُ اٰيَاتٍ

سورہ ماعون مکی ہے اس میں سات آیات اور ایک رکوع ہیں ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۱ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۲

آیا ندیدے آنکہ تکذیب کند بروز جزا پس او آنکس است

کیا تم نے نہ دیکھا جو جزا کے دن کو جھٹلاتے ہیں ۶ پس (یہ) وہ شخص ہے

وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۳ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۴ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ

دفع کند یتیم را و ترغیب نماید بر طعام دادن درویش پس ویل

جو یتیم کو دھکے دیتا ہے ۷ اور مسکین کو کھانا دینے پر ترغیب نہیں دیتا ۸ پس ویل ہے

ا حضرت معاویہ ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وجہ تسمیہ پوچھی تو آپ نے فرمایا: قریش ایک بہت بڑا دریائی جانور ہوتا ہے جس طرف اسکا گذر ہوتا ہے اور کوئی موٹا دبلا جانور سامنے پڑ جاتا ہے تو وہ اسکو کھالیتا ہے مگر اسکو کوئی کھا نہیں سکتا وہ سب پر غالب ہے کوئی اس پر غالب نہیں۔ قاموس میں ہے قَرَشَہٗ اسکو کاٹا اور اِدھر اُدھر سے جمع کیا اور ایک دوسرے کیساتھ ضم کر دیا۔ قریش بھی سب حرم میں جمع تھے یہ بھی وجہ تسمیہ ہو سکتی ہے کہ قریش تجارتی سامان جمع کرتے اور خریدتے تھے' یا یہ وجہ ہے کہ نضر بن کنانہ اپنے ایک کپڑے میں لپٹا ہوا بیٹھا تھا تو لوگوں نے کہا تقرش۔ حضرت واثلہ بن اسقع ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اولاد اسماعیل میں سے اللہ نے کنانہ کو چن لیا اور بنی کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھے منتخب فرما لیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ نے قریش کو خصوصیت کی وجہ سے فضیلت عطا فرمائی ہے نہ ان سے پہلے یہ خصوصیات کسی کو عطا فرمائیں نہ آئندہ کسی کو عطا فرمائیگا۔ اللہ نے قریش کو یہ فضیلت عطا فرمائی کہ میں ان میں پیدا ہوا' نبوت ان میں ہوئی' کعبہ کی دربانی ان کیلئے مخصوص ہوئی' حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت انکو دی گئی' اصحابِ فیل پر انکو کامیابی عطا فرمائی' دس برس تک سوائے قریش کے کسی نے اللہ کی عبادت نہیں کی [نبوت کے ابتدائی دس سالوں میں اور کوئی مسلمان نہیں ہوا] اور قریش کے متعلق قرآن کی ایک سورت اتاری جس میں انکے علاوہ کسی اور کا ذکر نہیں کیا اور وہ سورت لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ہے۔ (مظہری)

۲ قریش پر یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت تھی کیونکہ حرم کی وادی بے آب وگیاہ وادی تھی نہ وہاں کھیتی ہوتی تھی نہ مویشیوں کی پیداوار' اگر گرمی سردی میں انکے تجارتی سفر نہ ہوتے تو نہ وادی میں رہنا ممکن تھا نہ معاش کا حصول پھر اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرم محترم بنا دیا تھا۔ حرم سے باہر اِدھر اُدھر لوٹ مار ہوتی مگر قریش کو ایذا رسانی سے لوگ اعراض کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ حرم خدا کے باشندے ہیں اللہ کے گھر کے مجاور ہیں انکو ایذا نہ پہنچانی چاہیئے اگر ایسا نہ ہوتا تو قریش کیلئے گرمی سردی میں تجارتی سفر ناممکن تھا۔ یمن میں سردی زیادہ نہیں ہوتی تھی اس لئے سردی کے موسم میں قریش تجارت کرنے کیلئے یمن کو جاتے تھے اور شام کا ملک ٹھنڈا تھا اس لئے گرمی میں شام کو جاتے تھے اور دونوں ملکوں میں تجارت کر کے نفع حاصل کرتے اور معاش پیدا کرتے تھے۔ (مظہری) ۳ اللہ تعالیٰ اپنی توحید اور اپنی عبادت کا حکم انہیں دے رہا ہے۔ (القرطبی) ۴ ابن زید کہتے ہیں کہ عرب آپس میں ایک دوسرے سے لڑائی کرتے تھے اور ایک دوسرے کو قیدی بناتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قریش کو اس طرح امن عطا فرمایا کہ مکہ کو حرم بنا دیا۔ (القرطبی) ۵ بعض نے کہا کہ یہ مدنی سورت ہے' اس میں ۱۱۵ حروف اور ۲۵ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے مختصر طور پر ہر دو گروہ کا تذکرہ فرمایا ہے (۱) وہ کافر جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کرتا ہے اور جزاء وسزا کے دن کو جھٹلاتا ہے (۲) وہ منافق جو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے عمل نہیں کرتا بلکہ لوگوں کو دکھلانے کیلئے نماز اور دیگر عمل کرتا ہے (صفوۃ التفاسیر) ۶ یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی اس میں اختلاف ہے (۱) عاص بن وائل کے بارے میں (۲) دو منافق شخص کے بارے میں (۳) ولید بن مغیرہ کے بارے میں (۴) ابو جہل کے بارے میں (۵) عمرو بن عائد کے بارے میں (۶) ابو سفیان کے بارے میں۔ (القرطبی) ۷ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ وہ لوگ یتیموں کے حق غصب کر لیتے تھے اور ان پر ظلم کرتے تھے۔ یہ لوگ عورتوں اور بچوں کو میراث سے محروم کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کا مال کھانا جائز ہے۔ (القرطبی) ۸ یعنی وہ لوگ بخل کرتے ہیں۔ (القرطبی)

صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝٥ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝٦ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝٧

برائے نماز گذاران آنانکه ایشاں از نماز خود بے خبراند آنانکه ایشاں ریا میکنند و رعایت نمی دہند ماعونرا

ان نماز پڑھنے والوں کیلئے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں ۲ وہ لوگ جو ریا کرتے ہیں ۳ اور برتنے کی چیزوں کو مانگے نہیں دیتے ۴

سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ

سورہ کوثر مکی ہے اس میں تین آیات اور ایک رکوع ہیں ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ

ہر آئنہ ما عطا کردہ ایم شما را کوثر پس نماز گذار برائے پروردگار خود و قربان کن

بیشک ہم نے آپ کو کوثر عطا کئے ۶ پس نماز پڑھیئے اپنے رب کیلئے اور قربانی کیجئے ۷

وَانْحَرْ ۝٢ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝٣

ہر آئنہ دشمن تو ہمانست دم بریدہ

بیشک آپ کا دشمن ہی دم بریدہ ہے ۸

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّ اٰيَاتٍ

سورہ کافرون مکی ہے اس میں چھ آیات اور ایک رکوع ہیں ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے قول فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ کے بارے میں روایت ہے کہ یہ آیت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی۔ مؤمنوں کے سامنے وہ دکھاوے کی نماز پڑھ لیتے تھے لیکن علیحدگی میں وہ نماز نہ پڑھتے تھے اور ضرورت کی چیزیں دینے سے بھی انکار کرتے تھے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول)

۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ وہ نمازی ہے جو نماز پڑھتا ہے تو ثواب کی امید نہیں رکھتا ہے اور نماز نہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا نہیں ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۳ تاکہ لوگ انہیں نیک و متقی کہیں۔ (صفوۃ التفاسیر)

۴ طبری کہتے ہے کہ وہ لوگ منافع کی چیزیں اپنے پاس دبا کر رکھتے تھے بوقت ضرورت مانگنے سے نہیں دیتے تھے گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بخالت کرنے والوں کی مذمت فرمائی۔ (صفوۃ التفاسیر)

۵ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ یہ سورت مدنی ہے اس میں ۴۲ حروف اور ۱۰ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اس فضل کا ذکر فرمایا ہے جو اس نے اپنے نبی مکرم ﷺ پر کیا۔ (صفوۃ التفاسیر)

۶ کوثر سے کیا مراد ہے مفسرین کرام کے اس سلسلے میں مختلف اقوال ہیں (۱) جنت کی ایک نہر کا نام کوثر ہے (۲) وہ حوض جس سے قیامت کے روز نبی کریم ﷺ پانی پلائیں گے اسکا نام کوثر ہے (۳) کوثر سے آپکی اولاد مراد ہے (۴) کوثر سے اس امت کے علماء مراد ہیں (۵) اس سے نبوت مراد ہے (۶) اس سے قرآن مراد ہے (۷) کوثر سے اسلام مراد ہے (۸) اس سے کثرتِ متبعین مراد ہیں (۹) آپکے فضائل کثیرہ مراد ہیں (۱۰) رفعتِ ذکر مراد ہے (۱۱) خلق حسن مراد ہیں (۱۲) علم رسول ﷺ مراد ہے (۱۳) مقام محمود مراد ہے (۱۴) کوثر سے یہی سوت مراد ہے (۱۵) اس سے وہ تمام نعمتیں مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اَعْطَيْنَا فرمایا نہ کہ سَنُعْطِيكَ کلام بتا رہا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو کوثر اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیا ہے جبھی ماضی کا صیغہ ارشاد ہوا۔ (تفسیر کبیر) ۷ جاننا چاہیئے کہ شکر نام ہے عظمت بیان کرنے کا اور اسکے تین ارکان ہیں (۱) دل یعنی یہ خیال رکھے کہ نعمت اسی کی جانب سے ہے اسکے غیر کی طرف سے نہیں ہے (۲) زبان یعنی زبان سے نعمت دینے والے کی تعریف کرے (۳) اور اعضاء سے اس کیلئے تواضع وانکساری بجالائے۔ صلاۃ ان تینوں ارکان پر مشتمل ہے اسی وجہ سے فَصَلِّ ارشاد ہوا نہ کہ فَاشْكُرْ۔ انحر کے بارے میں دو اقوال ہیں (۱) عام مفسرین کرام کا قول ہے کہ اس سے اونٹ کی قربانی مراد ہے (۲) فراء کہتے ہیں کہ اس سے استقبالِ قبلہ مراد ہے۔ حضرت عطاء کہتے ہیں کہ اس سے دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا مراد ہے۔ (تفسیر کبیر) ۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کعب بن اشرف مکے آیا تو قریش نے اس سے کہا کہ تم ان کے یعنی یہودیوں کے سردار ہو کیا تم اپنی قوم سے کٹے ہوئے اس بے یار و مددگار شخص کو دیکھتے ہو جو اپنے آپکو ہم سے اچھا سمجھتا ہے حالانکہ ہم اہل حج ہیں اہل سقایہ ہیں اور اہل سدانہ ہیں کعب نے کہا کہ تم ان سے اچھے ہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم ﷺ پر وحی نازل فرمائی تو قریش نے کہا کہ محمد (ﷺ) ہم سے کٹ گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ سدی کہتے ہیں کہ جب کسی کی اولاد نرینہ مرجاتی تو قریش کہتے تھے کہ فلاں شخص ابتر ہو گیا چنانچہ نبی کریم ﷺ کے فرزند نے وفات پائی تو عاص بن وائل نے کہا کہ محمد (ﷺ) ابتر ہو گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) ۹ اس میں ۹۴ حروف اور ۲۶ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) اس سورت میں اللہ کی توحید کا بیان ہے اور شرک و گمراہی سے بیزاری کا بیان ہے اور اہل ایمان اور اہل اوثان کا بیان ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝۱ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝۲ وَلَآ اَنْتُمْ

بگو ایک کافران پرستش نمی کنم آنچه شما می پرستید و

آپ فرما دیجئے اے کافرو! ۱ میں (اسکی) عبادت نہیں کرتا جسے تم پوجتے ہو ۲ اور

عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝۳ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝۴ وَلَآ اَنْتُمْ

نہ شما پرستش میکنید آنچہ من می پرسم و نہ من پرستش خواہم کرد آنچہ شما می پرستید

نہ تم (اسے) پوجتے ہو جسکی میں عبادت کرتا ہوں ۳ اور نہ میں (اسکی) عبادت کرونگا جسے تم پوجتے ہو ۴

عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝۵ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝۶

و نہ شما پرستش کنید آنچہ می پرسم مر شما را ست دین شما و مرا ست دین من

اور نہ تم (اسے) پوجو گے جسکی میں عبادت کرتا ہوں ۵ تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین ۶

سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ

سورہ نصر مدنی ہے، اس میں تین آیات اور ایک رکوع ہیں ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝۱ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ

وقتیکہ بیاید نصرت خدای و بیاید فتح و بہ بنی مردمان در آیند در دین خدای گروہ گروہ

جب اللہ کی نصرت اور فتح آئے ۸ اور تم لوگوں کو دیکھو کہ اللہ کے دین میں گروہ در گروہ داخل ہوتے ہیں ۹

اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝۲ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝۳

پس تنزیہہ کن بحمد پروردگار خود و آمرزش کن طلب ہر آئنہ اوست توبہ پذیرندہ

پس اپنے رب کی حمد کیساتھ پاکی بیان کرو اور اس سے بخشش طلب کرو بیشک وہ توبہ قبول کرنیوالا ہے ۱۰

۱ یعنی آپ ان کافروں سے کہہ دیجئے جو آپکو بتوں اور پتھروں کی عبادت کی جانب بلاتے ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ کو یہ پیش کش کی کہ ہم آپکو اتنا مال دیدیتے ہیں کہ آپ مکے کے امیر ترین آدمی بن جائیں گے اور جو عورت آپ پسند کریں اس کیساتھ ہم آپکی شادی کر دیتے ہیں اے محمد (ﷺ) بس آپ صرف ہمارے معبودوں کو گالیاں دینا اور برائی کیساتھ انکا ذکر کرنا چھوڑ دیں اور یہ سب کچھ آپ کیلئے ہے اور اگر آپ ایسا نہ کریں تو صرف ایک سال کیلئے آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کرلیں۔ آپ نے فرمایا: میں اپنے رب کے حکم کا انتظار کرونگا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت اور قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْنِّيْ الخ نازل فرمائیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول)

۲ یعنی میں ان بتوں سے بیزار ہوں جسکی تم سب عبادت کرتے ہو اس لئے کہ تمہارے یہ معبود نہ نفع دینے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ نقصان پہنچانے کی۔ (صفوۃ التفاسیر)

۳ یعنی میں تو معبود برحق کی عبادت کرتا ہوں جسکے سوا کوئی معبود نہیں لیکن تمہاری بدبختی اس حد تک ہے کہ تم اس معبود برحق کی عبادت نہیں کروگے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۴ اس سے پہلے جو بتوں سے بیزاری سے متعلق گذرا یہ جملہ اسی کی تاکید کررہا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۵ اور نہ تم آنے والے دنوں میں اس معبود برحق کی عبادت کروگے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۶ یعنی تمہارے لئے تمہارا شرک اور ہمارے لئے ہماری توحید۔ یہ جملہ انتہائی بیزاری کو بتا رہا ہے۔ مفسرین کرام کہتے ہیں کہ اول کے دو جملے معبود کے بارے میں اختلاف تام اور آخر کے دو جملے عبادت کے بارے میں اختلاف تام ہیں گویا کہ مطلب یہ ہوگا کہ ہمارا معبود نہیں مگر ایک اور ہماری عبادت نہیں مگر ایک خدا کیلئے۔ (صفوۃ التفاسیر) حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سورہ کافرون [ثواب میں] چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ (القرطبی) ۷ اس میں ۹۹ حروف اور ۲۹ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) اس سورت میں ان اعزاز کا بیان ہے جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عطا کئے اور اسلام کے پھیلنے کی بشارت ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۸ مروی ہے کہ یہ سورت ایام تشریق میں حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں نازل ہوئی، اس سورت کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ ۸۰ دنوں تک ظاہری حیات سے رہے [اس اعتبار سے دیکھا جائے تو رسول اللہ ﷺ کی وفات ۲ ربیع الاول کو ہوئی۔ محققین کے نزدیک بھی آپکے وصال کی یہی تاریخ ہے] (روح البیان) آیت میں نصر سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قریش پر آپکی مدد فرمائی، بعض نے کہا کہ اس سے وہ مدد مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار پر آپکی مدد فرمائی۔ آیت میں فتح سے مراد فتح مکہ ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اَفْوَاجًا سے اُمۃ اُمۃ مراد ہے اور ایک گروہ چالیس افراد پر مشتمل ہوتا ہے، حضرت عکرمہ اور حضرت مقاتل کہتے ہیں کہ اس سے یمن کے لوگ مراد ہیں۔ (القرطبی) ۱۰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس سورت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کوئی نماز نہیں پڑھی مگر آپ یہ کہتے سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ. حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ اس سورت کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ اس قدر نماز پڑھتے کہ آپ کے دونوں پاؤں مبارک متورم ہوجاتے، آپکا جسم مبارک کمزور ہوگیا، آپ بہت کم تبسم فرماتے اور بہت زیادہ روتے تھے۔ حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ اس سورت کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ امورِ آخرت کی جانب بہت زیادہ متوجہ رہتے تھے۔ بعض نے کہا کہ یہ سورت منیٰ کے میدان میں حجۃ الوداع کے موقع پر ایامِ تشریق میں نازل ہوئی۔ (القرطبی)

سُوْرَةُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

سورہ لہب مکی ہے، اس میں ۵ آیات ہیں اور ایک رکوع ہیں ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ① مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ② سَيَصْلٰى نَارًا

بریدہ باد ہر دو دست ابی لہب و ہیچ دفع نکرد از و مال او و آنچہ کسب کرد زود بود در آیند

ابولہب کے دونوں ہاتھ کٹ جائیں ۲ اور اسکے مال نے کچھ نہ ہٹایا اس سے اور نہ جو اسنے کمایا ۳ بہت جلد داخل ہوگا

ذَاتَ لَهَبٍ ③ وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ④ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ⑤

در آتش صاحب لہب و زن او بردارندہ ہیزم در گردن او ریسان از لیف خرما

شعلہ مارتی آگ میں ۴ اور اسکی بیوی لکڑی اٹھانے والی ۵ اسکی گردن میں کھجور کی چھال کی رسیاں ۶

سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اَرْبَعُ اٰيَاتٍ

سورہ اخلاص مکی ہے، اس میں چار آیات اور ایک رکوع ہیں ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ① اَللّٰهُ الصَّمَدُ ② لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ

بگو اوست خدای یگانہ خدای بے نیاز است نزاد از کسے و

آپ فرما دیجئے وہی ہے خدائے یکتا ۸ اللہ بے نیاز ہے ۹ اس کی کوئی اولاد نہیں اور

۱ اس میں ۸۱ حروف اور ۲۳ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کوہ صفا پر چڑھ گئے اور ندا فرمائی کہ وَاصَبَاحَاہُ [ہائے صبح کا خطرہ] اس پر قریش جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ اے لوگو! اگر میں تم سے کہوں کہ صبح یا شام تم پر دشمن حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری بات کو سچ مانو گے؟ انھوں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ ایک سخت عذاب آنے والا ہے اس پر ابو لہب نے کہا: تَبًّا لَکَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا [ستیاناس ہو تیرا، کیا تو نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا] اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ مروی ہے کہ ابولہب کی بیوی آپکے راستے پر کانٹے بچھا دیتی تھی اس پر تَبَّتْ یَدَا تا حَمَّالَةَ الْحَطَبِ نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) اس سورت کو سورہ تبت بھی کہتے ہیں اس میں ابو لہب کی ہلاکت کی خبر ہے اور اس کیساتھ اسکی بیوی کی بھی ہلاکت کی خبر دی گئی ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۲ حضرت قتادہ یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ نقصان زدہ ہوئے، ابن جبیر تبت کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اسکے دونوں ہاتھ ہلاک ہوئے۔ (القرطبی)

۳ یعنی ابولہب اپنے تمام مال اور جاہ کو جمع کر لے تب بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب کو اپنے سے نہیں ہٹا سکتا ہے۔ (القرطبی)

۴ یعنی بہت جلد بھڑکتی آگ میں داخل ہوگا۔ (صفوۃ التفاسیر)

۵ ابولہب کی بیوی کا نام اُمِ جمیل تھا اور یہ بہت بری عورت تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اسے چغلی کی عادت تھی اور یہ اکثر کسی نہ کسی کی چغلی کرتی رہتی تھی۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اسکی بیوی رسول اللہ ﷺ پر فقر کا عیب لگاتی تھی لیکن خود اسکا حال یہ تھا کہ لکڑی کا بوجھ خود اٹھا کر لاتی تھی؛ انتہا درجے کی بخیل تھی۔ (القرطبی) ۶ مسد سے مراد ہے لوہے کے تاروں سے مضبوط بٹی ہوئی وہ زنجیر جو ستر ہاتھ لمبی ہوگی اور منہ میں ڈال کر سرینوں سے کھینچی جائیگی اور جو حصہ باقی رہ جائیگا وہ اسکی گردن میں لپیٹ دیا جائیگا۔ (مظہری) ۷ اس میں ۴۷ حروف اور ۱۵ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) اس سورت میں اللہ تعالیٰ کے صفات بیان کئے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ہر طرح کے شرک سے پاک ماننے کا حکم ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) جاننا چاہیئے کہ اس سورت کے مختلف نام ہیں (۱) سورۃ التفرید (۲) سورۃ التجرید (۳) سورۃ التوحید (۴) سورۃ الاخلاص (۵) سورۃ النجاۃ (۶) سورۃ الولایۃ (۷) سورۃ النسبۃ (۸) سورۃ المعرفۃ (۹) سورۃ الجمال [علامہ رازی نے اسکے ۲۰ اسماء بتائے ہیں] (تفسیر کبیر) حضرت اُبی بن کعب ؓ سے روایت ہے کہ مشرکین نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ہمیں اپنے رب کا نسب نامہ بتایئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ خیبر کے یہودی نبی ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ اے ابوالقاسم! اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو نور حجاب سے، آدم کو مٹی کے سڑے ہوئے گارے سے، ابلیس کو آگ کے شعلے سے، آسمان کو دھویں سے اور زمین کو پانی کی جھاگ سے پیدا کیا بتایئے کہ آپکا رب کس چیز سے بنا ہے؟ آپ نے اسکا کوئی جواب نہ دیا اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ سورت لیکر آئے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) ۸ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنے آپکو صفت احد سے متصف فرمایا اسکے تین معانی ہیں جو سب کے سب اللہ تعالیٰ کے حق میں درست ہیں (۱) وہ ایک ہے اسکا کوئی ثانی نہیں پس یہ عدد کیلئے نفی ہے (۲) وہ ایسا ایک ہے کہ اسکا کوئی شریک نہیں اور نہ اسکی نظیر ہے (۳) وہ ایسا ایک ہے جسے تقسیم نہیں کیا جاسکتا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۹ صمد کا ایک مطلب یہ ہے کہ ہر ایک اسکی جانب حاجتوں کو پیش کرتا ہے لیکن اسکو کسی کی حاجت نہیں، دوسرے لوگوں کا کہنا ہے کہ اسکا معنی ہے کہ ہمیشہ باقی رہنے والا جس پر عدم کبھی نہ تھا اور نہ کبھی ہوگا۔ (القرطبی)

يُولَدْ ۝٣ وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدٌۢ ۝٤

نہ زادہ شد از کسے و نباشد او را کسے ہمسر

نہ وہ کسی کا بیٹا ہے ۱؎ اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے ۲؎

سُورَةُ الْفَلَقِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

سورہ فلق مکی ہے، اس میں پانچ آیات اور ایک رکوع ہیں ۳؎

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝١ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝٢

بگو پناہ گیرم پروردگار صبح از شر ہر چہ آفریدہ است

آپ فرما دیجئے میں صبح کے رب کی پناہ لیتا ہوں ۴؎ جو پیدا ہوا ہے ان سب کے شر سے ۵؎

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝٣ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ

و از شر شب تاریک چوں تاریکی او منتشر شود و از شر زنان سحر کنندہ

اور تاریک رات کے شر سے جب اس کی تاریکی منتشر ہو جائے ۶؎ اور جادو کرنے والی عورت کے شر سے

فِي الْعُقَدِ ۝٤ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝٥

در گرہ ہا و از شر حاسدان چوں حسد کرد

گرہوں میں ۷؎ اور حاسدوں کے شر سے جب وہ حسد کرے ۸؎

سُورَةُ النَّاسِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّ اٰيَاتٍ

سورہ ناس مکی ہے، اس میں چھ آیات اور ایک رکوع ہیں ۹؎

تفسیر اظہار العرفان

۱؎ مفسرین کرام کہتے ہیں کہ اس آیت میں ہر اس فرقے کا رد ہے جس نے اللہ تعالیٰ کیلئے ولد مانا۔ (صفوۃ التفاسیر)

۲؎ یعنی اسکی ذات وصفات میں کوئی شریک نہیں ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۳؎ اس میں ۹۹ حروف اور دس کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) اس میں بندوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اپنے رب ہی کی طرف ٹھکانا پکڑیں۔ (صفوۃ التفاسیر) حضرت حسن، عکرمہ، حضرت عطاء اور حضرت جابر کے نزدیک یہ مکی سورت ہے جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے دو قول میں سے ایک قول کیمطابق اور حضرت قتادہ کے قول کے مطابق یہ مدنی سورت ہے۔ (القرطبی) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سخت بیمار ہو گئے آپ سو رہے تھے کہ آپ کے پاس دو فرشتے انسانی شکل میں آئے ان میں سے ایک آپکے سرہانے کھڑا ہو گیا اور دوسرا پائنتی کی طرف۔ پائنتی والے فرشتے نے سرہانے والے فرشتے سے پوچھا کہ تمہارا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا کہ آپ مطبوب ہیں، اس نے پوچھا کہ طب کیا شے ہوتی ہے؟ اس نے کہا کہ طب جادو ہوتا ہے، پوچھا جادو کس نے کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبیب بن عاصم یہودی نے، پوچھا کہ وہ [جادو کا نقش یا گنڈا] کہاں ہے؟ جواب دیا کہ آل فلاں کے کنویں میں ایک [نر کھجور کے خوشے] غلاف میں پتھر کے نیچے دبایا ہوا ہے۔ اور اب اسکی تجویز یہ ہے کہ کنویں پر جا کر اسکا پانی نکال دیا جائے اور پتھر کے نیچے سے خوشے کا غلاف برآمد کر کے اسے جلا ڈالا جائے، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے عمار بن یاسر کو چند آدمیوں کیساتھ بھیجا وہ کنویں پر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ کنویں کا پانی حنا رنگ کا ہے انھوں نے کنویں سے پانی نکال دیا اور پتھر کو اٹھا کر خوشے کا غلاف برآمد کر لیا۔ جب انھوں نے اسے جلایا تو اس میں ایک تانت تھی جس میں گیارہ گرہیں تھیں اس پر یہ دونوں سورتیں نازل ہوئیں آپ ایک ایک آیت پڑھتے جاتے اور معاً ایک ایک گرہ کھلتی جاتی تھی [حتیٰ کہ معوذین کی گیارہ آیات کی تلاوت مکمل ہونے پر تانت کی گیارہ گرہیں کھل گئیں] (لباب النقول فی اسباب النزول) ۴؎ یعنی اے محمد ﷺ! آپ فرما دیجئے کہ میں اس رب کی پناہ میں آتا ہوں جو اندھیرے کو دور کر کے روشنی لاتا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر) ۵؎ مَا خَلَقَ سے تمام مخلوقات مراد ہیں، جن، انس، چوپائے اور دیگر موذی جانور۔ (صفوۃ التفاسیر) ۶؎ یعنی رات کے شر سے جب وہ اپنی تاریکی پھیلائے۔ اس لئے کہ جب رات کی تاریکی چھا جاتی ہے تو اہل شر اپنا شر پھیلاتے ہیں۔ علامہ رازی کہتے ہیں کہ رات کی تاریکی کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم اس لئے دیا گیا کہ رات کی تاریکی میں تکلیف پہنچانے والے جانور نکلتے ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر) ۷؎ یعنی سحر کرنیوالی شخصیتیں یا عورتیں جو افسوں پڑھنے اور رسول اللہ ﷺ پر جادو کرنے کے وقت دھاگے کی گرہوں پر دم کرتی تھیں۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لبید کی بیٹیاں لبید کے حکم سے ایسا کرتی تھیں۔ (مظہری) ۸؎ یعنی حاسد کے اسوقت کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جبکہ وہ حسد کا مظاہرہ کر رہا ہو اور اذیت رسانی میں مشغول ہو۔ یہ قید اس لئے لگائی گئی کہ مظاہرۂ حسد اور اذیت رساں عمل میں مشغول ہونے سے پہلے حسد کا دکھ حاسد کو ہی پہنچتا ہے دوسرے کی خوشی سے اسی کو رنج ہوتا ہے۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں سورہ ہود اور سورہ یوسف پڑھتا ہوں، فرمایا: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ سے زیادہ بارگاہِ خداوندی میں رسائی رکھنے والی [کوئی سورت] تم نہیں پڑھو گے (مظہری) ۹؎ اس میں ۹۹ حروف اور ۲۰ کلمات ہیں۔ (غرائب القرآن) جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کا اختتام معوذتین سے کیا اور ابتدا فاتحہ سے تا کہ ابتدا اور خاتمہ دونوں حسن میں جمع ہو جائیں۔ (صفوۃ التفاسیر)

عم ٣٠ ١٤٣٣ الناس ١١٤

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدای بخشندہ مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ① مَلِكِ النَّاسِ ② اِلٰهِ النَّاسِ ③

بگو پناہ گیرم پروردگار مردمان پادشاہ مردمان معبود

آپ فرما دیجئے میں لوگوں کے رب کی پناہ لیتا ہوں ۱ لوگوں کے بادشاہ ۲ لوگوں کے

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ④ الَّذِىْ يُوَسْوِسُ فِىْ

مردمان از شر وسوسہ باز پس روندہ آنکہ وسوسہ اندازد

معبود ۳ وسوسہ کے شر سے جو چپکے سے پیچھے ہٹنے والا ہے ۴ وہ جو وسوسہ ڈالتا ہے

صُدُوْرِ النَّاسِ ⑤ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ⑥

در سینہای مردمان از دیوان و آدمیان

لوگوں کے سینوں میں جنوں اور آدمیوں میں سے ۵

دعاء ختم القرآن

اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِىْ فِىْ قَبْرِىْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِىْ

بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَاجْعَلْهُ لِىْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًى

وَّرَحْمَةً اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِىْ مِنْهُ مَا نَسِيْتُ وَعَلِّمْنِىْ مِنْهُ

مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِىْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ

وَاجْعَلْهُ لِىْ حُجَّةً يَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ اٰمِيْن

منزل ٧

۱ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ جمیع محدثات کا رب ہے لیکن یہاں رب الناس فرمایا اسکی دو وجہ ہیں (۱) اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف الخلوقات بنایا ہے اس لئے رب کی اضافت خصوصیت کیساتھ اسکی جانب کی گئی ہے (۲) یہاں مامور بالاستعاذہ انسان ہی ہے اس لئے انسان کی طرف اسکی اضافت کی گئی ہے۔ (تفسیر کبیر)

۲ یعنی وہ تمام مخلوقات کا تنہا مالک ہے پس وہ جسے چاہتا ہے غنی کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے فقیر بنا دیتا ہے، جسے چاہتا ہے عزت بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۳ یعنی لوگوں کا معبود اسکے سوا کوئی نہیں ہے اس لئے انسان کو اسکی پناہ میں رہنا چاہیئے۔ (صفوۃ التفاسیر)

۴ یہاں وسواس سے مراد شیطان ہے۔ حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر آدمی کے دل میں دو خانے ہوتے ہیں ایک فرشتے کا دوسرا شیطان کا۔ جب آدمی اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان پیچھے کو ہٹ جاتا ہے اور جب اللہ کی یاد نہیں کرتا تو شیطان اپنی چونچ آدمی کے دل میں چبھو دیتا ہے اور اسکو بہکا دیتا ہے۔ (مظہری)

۵ یعنی وسوسہ پیدا کرنا جنات کا فعل بھی ہے اور انسانوں کا بھی۔ سوال: ایک انسان دوسرے انسان کے دل میں وسوسہ نہیں ڈالتا یہ کام تو جن کا ہے پھر انسان کو وسوسہ انداز کیوں قرار دیا؟ جواب: آدمی بھی وسوسہ ڈالتے ہیں لیکن انکی وسوسہ اندازی کا طریقہ انہی کے مناسب ہے، آدمی آدمی سے ایسی بات کہتا ہے جو اسکے دل میں جم جاتی ہے اس سے وسوسہ پیدا ہوتا ہے۔ (مظہری) جاننا چاہیئے کہ تعویذ کے بارے میں علماء کے دو گروہ ہیں ایک اسکے جواز کا قائل ہے جبکہ دوسرا گروہ اسکا قائل نہیں ہے جو اسکے جواز کا قائل ہے، انکے دلائل یہ ہیں (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپکو یہ پڑھکر دم کیا۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ يُّؤْذِيْكَ وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ۔ (۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرح کی تکالیف اور بخار کیلئے یہ دعا سکھاتے تھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَّعَّارٍ، وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ۔ (۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے مریض کے پاس آتے جسکے پاس موت نہ آئی ہو تو یہ دعا پڑھتے۔ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ، رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ۔ آپ یہ دعا سات مرتبہ پڑھتے تو مریض شفایاب ہو جاتا (۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حسن اور حسین کو ان کلمات کیساتھ دم کیا کرتے تھے۔ اُعِيْذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّ مِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ [اس طرح کی بہت ساری دعائیں احادیث کثیرہ میں منقول ہیں] جو گروہ اسکے عدم جواز کا قائل ہے اسکا جواب یہ ہے کہ جن احادیث سے یہ گروہ عدم جواز کے قائل ہیں ان احادیث میں ان تعویذات کی ممانعت ہے جو مجہول ہوں [جنکی عبارت قرآن وحدیث سے، یا انکے موافق ہے انکی ممانعت نہیں ہے] گلے میں تعویذ لٹکانے کے بارے میں بھی دو گروہ ہیں، حضرت امام باقر نے اسکی اجازت مرحمت فرمائی [اسکے علاوہ ابوداؤد شریف میں صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا عمل موجود ہے کہ آپ چند کلمات لکھ کر اپنے بچوں کے گلے میں لٹکاتے تھے] (تفسیر کبیر) الحمد للہ علی احسانہ: آج مورخہ ۱۹، صفر المظفر ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ مارچ ۲۰۰۵ء بروز بدھ ترجمہ وتفسیر اظہار العرفان کا کام مکمل ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اس تفسیر کو مقبولیت عامہ وتامہ عطا فرمائے اور بندہ ناچیز کیلئے ذریعۂ نجات بنائے۔ امین۔ جب تفسیر کا کام مکمل ہوا تو اسوقت درگاہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھا شریف بھارت کے سجادہ نشین سیدی وسندی حضرت قبلہ سید اظہار اشرف جیلانی دامت برکاتہم العالیہ اور ولی عہد حضرت قبلہ محمود اشرف جیلانی مدظلہ العالی ہیں۔

رُموزِ اوقافِ قرآن کریم

ہر زبان کے اہل زبان جب گفتگو کرتے ہیں تو کہیں ٹھہر جاتے ہیں کہیں نہیں ٹھہرتے۔ کہیں کم ٹھہرتے ہیں کہیں زیادہ۔ اور اس انداز تکلم کو بات کے صحیح بیان کرنے اور اس کا صحیح مطلب سمجھنے میں بہت دخل ہے۔ چونکہ قرآن پاک کی عبارت بھی گفتگو کے انداز میں واقع ہوئی ہے اسلئے اہل علم نے اسکے ٹھہرنے نہ ٹھہرنے کی بھی علامتیں مقرر کر دی ہیں جن کو رموزِ اوقاف قرآن کریم کہتے ہیں۔ لازم ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے اِن رموز کو ملحوظ رکھیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

○ جہاں بات پوری ہو جاتی ہے وہاں چھوٹا سا دائرہ لگا دیتے ہیں۔ یہ حقیقت میں گول ۃ ہے جو بصورت ۃ لکھی جاتی ہے اور یہ وقف تام کی علامت ہے۔ یعنی اس پر ٹھہرنا چاہیئے۔ اب ۃ تو نہیں لکھی جاتی۔ چھوٹا سا حلقہ ڈال دیا جاتا ہے۔ اسکو آیت کہتے ہیں۔

م یہ علامت وقفِ لازم کی ہے۔ اس پر ضرور ٹھہرنا چاہیئے۔ اگر نہ ٹھہرا جائے تو احتمال ہے کہ مطلب کچھ کا کچھ ہو جائے۔ اسکی مثال اردو میں یوں سمجھنی چاہیئے کہ مثلاً کسی کو یہ کہنا ہو کہ اٹھو۔ مت بیٹھو۔ جس میں اٹھنے کا امر اور بیٹھنے کی نہی ہے۔ تو اٹھو پر ٹھہرنا لازم ہے۔ اگر ٹھہرا نہ جائے تو اٹھو مت بیٹھو ہو جائیگا۔ جس میں اٹھنے کی نہی اور بیٹھنے کے امر کا احتمال ہے اور یہ قائل کے مطلب کے خلاف ہو جائے گا۔

ط وقف مطلق کی علامت ہے۔ اس پر ٹھہرنا چاہیئے۔ مگر یہ علامت وہاں ہوتی ہے جہاں مطلب تمام نہیں ہوتا اور بات کہنے والا ابھی کچھ اور کہنا چاہتا ہے۔

ج وقف جائز کی علامت ہے۔ یہاں ٹھہرنا بہتر اور نہ ٹھہرنا جائز ہے۔

ص علامت وقفِ مرخص کی ہے۔ یہاں ملا کر پڑھنا چاہیئے۔ لیکن اگر کوئی تھک کر ٹھہر جائے تو رخصت ہے۔ معلوم رہے کہ ص پر ملا کر پڑھنا ز کی نسبت زیادہ ترجیح رکھتا ہے۔

ز علامت وقفِ مجوز کی ہے۔ یہاں نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔

صلے الوصل اولیٰ کا اختصار ہے۔ یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

ق قیل علیہ الوقف کا خلاصہ ہے۔ یہاں ٹھہرنا نہیں چاہیئے۔

قف یہ لفظ قِف ہے جس کے معنی ہیں ٹھہر جاؤ۔ اور یہ علامت وہاں استعمال کیجاتی ہے جہاں پڑھنے والے کے ملا کر پڑھنے کا احتمال ہو۔

صل قد یُوصَل کی علامت ہے۔ یعنی یہاں کبھی ٹھہرا بھی جاتا ہے کبھی نہیں مگر ٹھہرنا بہتر ہے۔

س یا سکتة سکتہ کی علامت ہے۔ یہاں کسی قدر ٹھہر جانا چاہیئے۔ مگر سانس نہ ٹوٹنے پائے۔

لا لا کے معنے نہیں کے ہیں۔ یہ علامت کہیں آیت کے اوپر استعمال کی جاتی ہے اور کہیں عبارت کے اندر۔ عبارت کے اندر ہو تو ہرگز نہیں ٹھہرنا چاہیئے۔ آیت کے اوپر ہو تو اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک ٹھہرنا چاہیئے اور بعض کے نزدیک نہ ٹھہرنا چاہیئے۔ لیکن ٹھہرا جائے یا نہ ٹھہرا جائے، اس سے مطلب میں خلل واقع نہیں ہوتا۔ وقف اسی جگہ نہیں چاہیئے جہاں عبارت کے اندر لکھا ہو۔

وقفة لمبے سکتہ کی علامت ہے۔ یہاں سکتہ کی نسبت زیادہ ٹھہرنا چاہیئے۔ لیکن سانس نہ توڑے۔ سکتہ اور وقفہ میں یہ فرق ہے کہ سکتہ میں کم ٹھہرنا ہوتا ہے وقفہ میں زیادہ۔

ك كذالك کی علامت ہے۔ یعنی جو رمز پہلے ہے وہی یہاں سمجھی جائے۔

قرآن مجید کی سورتوں کی فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محکمہ اوقاف حکومت سندھ

ترتیب نمبر

رجسٹریشن نمبر RERA/2001-

تاریخ اجرائ حیدرآباد/کراچی ۲۰ مارچ ۲۰۰۱

رجسٹریشن سرٹیفکیٹ

تصدیق کی جاتی ہے کہ فرد/کمپنی/پریس دار العلوم اشرفیہ رضویہ

سیکٹر 17 گلشن بہار اورنگی ٹاؤن شپ کراچی

کو اشاعت قرآن پاک (طباعتی اغلاط سے مبرا) ایکٹ ایل' آئی' وی ۱۹۷۳ء کے تحت بطور ,,ناشر قرآن،، رجسٹرڈ کرلیا گیا ہے

Research & Registration Officer Auqaf Sind Karachi

دستخط افسر اعلیٰ محکمہ اوقاف سندھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اجازت نامہ

میں مخدوم پاک حضرت سید محمد اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ترجمہ قرآن اشرف البیان (فارسی) کو اردو ترجمہ کے ساتھ مکتبہ رضویہ کے مطبوعہ معری قرآن پاک کے متن کی علامہ سید محمد ممتاز اشرفی کو چھاپنے کی اجازت دیتا ہوں۔

17-6-2005

قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی خطیب

نیو میمن مسجد بولٹن مارکیٹ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْقُرْآنُ وَ تَرْجَمَتُہٗ

(قرآن اور ترجمۂ قرآن)

از رشحاتِ قلم

حضرت علامہ مفتی محمد الیاس رضوی اشرفی دامت برکاتہم العالیہ
مہتمم جامعہ نضرۃ العلوم گارڈن ویسٹ کراچی

سب آسمانی کتابیں اور صحیفے حق ہیں اور سب کلام اللہ ہیں ان میں جو کچھ ارشاد ہوا سب پر ایمان ضروری ہے مگر یہ بات البتہ ہوئی کہ اگلی کتابوں کی حفاظت اللہ نے امت کے سپرد کی تھی ان سے اس کا حفظ نہ ہو سکا۔ کلامِ الٰہی جیسا اترا تھا انکے ہاتھوں میں ویسا ہی باقی نہ رہا بلکہ انکے شریروں نے تو یہ کیا کہ ان میں تحریفیں کر دیں یعنی اپنی خواہش کے مطابق گھٹا بڑھا دیا لہذا جب کوئی بات ان کتابوں کی ہمارے سامنے پیش ہو تو اگر وہ ہماری کتاب کے مطابق ہے، ہم اسکی تصدیق کرینگے اور اگر مخالف ہے تو یقین جانیں گے کہ یہ انکی تحریفات سے ہے اور اگر موافقت، مخالفت کچھ معلوم نہیں تو حکم ہے کہ ہم اس بات کی نہ تصدیق کریں نہ تکذیب بلکہ یوں کہیں کہ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَ مَلٰئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ "اللہ اور اسکے فرشتوں اور اسکی کتابوں اور اسکے رسولوں پر ہمارا ایمان ہے"۔ چونکہ یہ دین ہمیشہ رہنے والا ہے لہذا قرآن عظیم کی حفاظت اللہ عزوجل نے اپنے ذمہ رکھی، فرماتا ہے، اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ. (۹:۱۵)"بے شک ہم نے قرآن اتارا اور بیشک ہم اسکے ضرور نگہبان ہیں۔(ترجمہ: اشرف البیان)

قرآن مجید جیسا نازل ہوا تھا ئی زمانا ویسا ہی محفوظ ہے اور رہے گا، گمراہ فرقے اپنے اپنے عقائد باطلہ کے اثبات کیلئے آیاتِ قرآنیہ میں تحریف معنوی تو کرتے رہے لیکن قرآن مجید اگلی کتب آسمانیہ کی طرح تحریفِ لفظی سے محفوظ ہے، نیز ہر دور میں تحریفاتِ معنویہ کا پردہ چاک کرنے کیلئے اہل حق موجود رہے جنہوں نے عقائدِ باطلہ اور استدلالاتِ فاسدہ کے تار و پود بکھیر دیئے اور آج بھی اس محاذ کے مجاہد علمائے اہل حق اہلسنت و جماعت موجود ہیں۔

حفاظت کئی طرح پر ہے ایک یہ کہ قرآن کریم کو معجزہ بنایا کہ بشر کا کلام اس میں مل ہی نہ سکے ایک یہ کہ اسکو معارضہ اور مقابلہ سے محفوظ کیا کہ کوئی اسکی مثل کلام بنانے پر قادر نہ ہو، ایک یہ کہ ساری خلق کو اسکے نیست و نابود اور معدوم کرنے سے عاجز کر دیا کہ کفار باوجود کمال عداوت کے اس کتاب مقدس کو معدوم کرنے سے عاجز ہیں۔(خزائن العرفان) گذشتہ کتابیں اور گذشتہ دین بدل جانے اور قرآن و اسلام نہ بدلنے کی چار وجہیں ہیں۔ ایک یہ کہ کسی دین میں انکے نبی کی حدیثیں جمع نہ کی گئی تھیں، اسلام میں قرآن کیساتھ احادیثِ رسول بھی محفوظ ہوئیں۔ حدیثِ رسول ﷺ قرآن کی شرح ہیں، جنکے بغیر قرآن کا بقا، ناممکن ہے اگر حدیث نہ ہو تو صلوۃ و زکوۃ اور قیامِ احکام کی تفصیل کون کرے۔ دوسرے یہ کہ کسی دین میں انکے نبیوں کا میلاد نہ منایا گیا، اسلام میں اول سے ہی میلاد شریف کا رواج رہا، اس میلاد شریف کی وجہ سے کوئی مسلمان حضور ﷺ کو نہ خدا کہہ سکا، نہ خدا کا بیٹا، کیونکہ جو پیدا ہو، دودھ پئے، جو ماں کی گود میں پرورش پائے وہ عبداللہ ہے، اللہ نہیں ہے۔ میلاد میں ان ہی باتوں کا ذکر ہوتا ہے وہ لوگ اپنے نبی کو یا خدا کہہ بیٹھے یا خدا کا بیٹا، اسی لئے قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ و موسیٰ علیہما السلام کی ولادت، شیر خوارگی، رکوعوں میں بیان فرمائی۔ تیسرے یہ کہ ان قوموں میں کتاب اللہ کی تلاوت کا قرآن کی طرح رواج نہ تھا ہمارے ہاں روزانہ اور پنجگانہ نمازوں میں اور ختم وغیرہ میں تلاوتِ قرآن کا ایسا رواج ہے کہ کوئی قرآن میں تبدیلی نہ کر سکا۔ چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بقاءِ الفاظِ قرآن کیلئے حافظ، طریقۂ ادا کیلئے قاری، بقاءِ مسائل کیلئے علماء، بقاءِ اسرارِ قرآنیہ کیلئے صوفیاء پیدا کئے، یہ جماعتیں ان لوگوں میں موجود نہ تھیں ان وجوہ سے قرآن و اسلام محفوظ رہا۔(تفسیر نعیمی ج نمبر ۲، ص نمبر ۳۹۲-۳۹۳)

قرآن مجید کے متعدد اسماءِ مبارکہ ہیں جن سے قرآن کی مختلف شانیں اور فضیلتیں اجاگر ہوتی ہیں جیسا کہ اللہ جل جلالہ کے اسماءِ حُسنٰی کی کثرت اسکی مختلف شانوں پر دلالت کرتی ہے یا جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کے بکثرت اسماءِ مبارکہ سے آپکی مختلف فضیلتیں اور شانیں آشکارا ہوتی ہیں، مشہور قاعدہ ہے کہ "کثرۃ الاسماء تدل علی شرف المسمیٰ" ناموں کی کثرت مسمّی کے شرف پر دلالت کرتی ہے۔ علماءِ اسلام نے جسطرح اسماءِ الٰہیہ اور اسماءِ نبویہ پر مستقل تصانیف یا ابواب قائم فرمائے اسی طرح انہوں نے قرآن مجید کے اسماءِ مبارکہ پر بھی مستقل تصانیف اور ابواب قائم فرمائے ہیں، اس سلسلے میں امام رازی، امام زرکشی، علامہ مجد الدین فیروز

آبادی، امام سیوطی، علامہ حرالی، علامہ ابن قیم الجوزیہ حنبلی اور علامہ صالح بلیہی کے اسماء قابل ذکر ہیں۔ (انوار العرفان فی اسماء القرآن، ص نمبر ۳، ۴)

قرآن مجید کے متعدد اسماءِ مبارکہ میں سے ایک اسم مبارک "قـــرآن" ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّـهٗ لَقُـرْاٰنٌ كَـرِيْمٌ (سورۃ الواقعۃ، ۷۷) ''بیشک وہ ایک کرم کرنے والا قرآن ہے''۔ (ترجمہ: اشرف البیان)

نیز ارشاد فرمایا: بَـلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ. (سورۃ البروج، ۲۱) ''بلکہ وہ قرآن بزرگی والا ہے''۔ (ترجمہ: اشرف البیان)

مقدمہ تبیان القرآن میں ہے: قرآن مجید میں اٹھاون مرتبہ "القرآن" کا ذکر ہے (یعنی الف لام کیساتھ جیسا کہ خط کشیدہ لفظ "القـرآن" سے واضح ہے حالانکہ قرآن مجید میں پچاس مقامات پر "الـــقـــرآن" آیا ہے چونکہ **المعجم المفهرس لالفاظ القرآن الكريم لمحمد فؤاد عبد** الباقی میں "القرآن" (۵۸) مذکور ہے چنانچہ شیخ القرآن والحدیث مدظلہ العالی نے بغیر تحقیق کے ایسا ہی لکھ دیا حالانکہ کتاب مذکور میں جو تفصیل لکھی ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں "الـــقـــرآن" الف لام کیساتھ پچاس مقامات پر آیا ہے اور پانچ مقامات پر بغیر الف لام کے صفت کیساتھ آیا ہے (۱) قرآن مبین (سورۃ الحجر آیت ۱) (۲) قرآن مبین (سورہ یٰسین آیت ۶۹) (۳) لقرآن کریم (سورۃ الواقعۃ آیت ۷۷) (۴) قرآن مجید (سورۃ البروج آیت ۲۱) (۵) بقرآن غیر ھذا (سورۃ یونس آیت ۱۵) اور دو مقامات پر معرف باللام کی طرف مضاف ہے (۱) قرآن الفجر (سورۃ الاسراء آیت ۷۸) (۲) قرآن الفجر (سورۃ الاسراء آیت ۷۸) اور ایک مقام پر نہ صفت کیساتھ ہے نہ معرف باللام کی طرف مضاف ہی ہے (۱) من قرآن (سورۃ یونس آیت ۶۱) بہر حال ذکر کردہ ان آٹھ مقامات میں جو بھی تاویل کی جائے مگر یہ طے ہے کہ ان آٹھ مقامات پر ''القرآن'' نہیں آیا ہے۔ رضوی) دس مرتبہ قرآن کا ذکر آیا ہے (یعنی منصوب منون لہذا ''قرءٰنا'' لکھنا انسب واحوط ہے۔ رضوی) اور دو مرتبہ قرآنہٗ کا بہ طور مصدر ذکر ہے۔ (مقدمہ تبیان القرآن ج نمبر ۱، ص نمبر ۴۹)

کتاب مبین کا اسم خاص ''القرآن'' دیگر تمام اسماء کی خوبیوں کا جامع ہے چنانچہ خاتمۃ المحققین علامہ آلوسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مکمل غور و خوض کے بعد میرے نزدیک تمام کے تمام اسماء قرآن معنوی اعتبار سے ''القرآن'' اور ''الفرقان'' کی طرف لوٹتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء مقدسہ اسکی صفت جمال وجلال کی طرف لوٹتے ہیں پس "القـرآن" اور "الـفـرقان" تمام اسماءِ قرآنیہ کی اصل ہیں۔ (روح المعانی ج نمبر ۱، ص نمبر ۹۔ انوار العرفان فی اسماء القرآن ص نمبر ۱۳)

امام رازی حضرت سفیان بن عیینہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں: قرآن کریم کا نام قرآن اس لئے رکھا گیا کہ حروف جمع کئے گئے تو کلمات بنے اور کلمات جمع کئے گئے تو آیات بنیں اور آیات جمع کی گئیں تو سورتیں بنیں اور سورتیں جمع کی گئیں تو قرآن بنا، پھر اس میں تمام اولین اور آخرین کے (جملہ) علوم جمع کر دیئے گئے۔ (التفسیر الکبیر ج نمبر ۲، ص نمبر ۱۴، انوار العرفان ص نمبر ۹۹)

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تمام آسمانی کتب میں اس کتاب کا نام قرآن اس لئے ہے کہ اس میں تمام کتابوں کے علوم جمع ہیں بلکہ یہ جمیع علوم کے ثمرات کی بھی جامع ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ارشاد فرمایا: وَ تَـفْـصِيْـلَ كُلِّ شَـيْءٍ. اور بیان کرنے والا ہر چیز کا۔ (ترجمہ: اشرف البیان) تِبْيَـانًـا لِّكُلِّ شَـيْءٍ. ہر چیز کا واضح بیان ہے (ایضا) (المفردات ج نمبر ۲، ص نمبر ۵۲۰، انوار العرفان ص نمبر ۹۹)

امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قرآن کو قرآن اس لئے کہتے ہیں کہ یہ تمام سابقہ نازل کردہ کتب کے علوم کی جامع کتاب ہے اور یہ بھی کہا گیا، اس لئے کہ اس نے علوم کی کل اقسام کو متعدد وجوہ سے اپنے اندر جمع کر لیا ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے: مَا فَـرَّطْـنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ. ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ (ترجمہ: اشرف البیان) (البرہان ج نمبر ۱، ص نمبر ۳۷۳، انوار العرفان ص نمبر ۹۹)

لفظ قرآن مشتق ہے یا غیر مشتق؟

جمہور مفسرین، علماء لغت اور قراء حضرات کے نزدیک لفظ قرآن مشتق ہے لیکن امام شافعی، امام بیہقی اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں مشتق نہیں بلکہ یہ کتاب اللہ کا علم (اسم خاص) ہے جیسا کہ کتب سابقہ کیلئے تورات، انجیل اور زبور اسماء خاص ہیں اور یہ مشتق نہیں۔

لفظ قرآن مہموز ہے یا غیر مہموز؟

اس مسئلہ میں بھی علماء کا اختلاف ہے، جمہور کا نظریہ یہ ہے کہ لفظِ قرآن مہموز ہے لیکن امام شافعی، امام بیہقی اور قراء میں سے ابن کثیر کا موقف یہ ہے غیر

مہموز ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے وہ قول پسند ہے جو امام شافعی نے اختیار فرمایا۔ (الاتقان ج نمبر ۱، ص نمبر ۱۱۳، معترک الاقران للسیوطی ج نمبر ۲، ص ۳۲۹، انوار العرفان ص نمبر ۱۳)

لفظ قرآن کو جامد اور غیر مہموز قرار دینے میں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا قول لائق التفات نہیں جانا گیا کیونکہ یہ قول جمہور کے موقف کے خلاف ہے چنانچہ امام آلوسی فرماتے ہیں: امام سیوطی نے اس مسئلہ میں محض اپنے مذہب کے امام کی تقلید اختیار فرمائی ہے کیونکہ انہوں نے لفظ قرآن کے غیر مشتق یا غیر مہموز پر کوئی ثبوت اور دلیل بیان نہیں فرمائی۔ (روح المعانی، ج: ۱، ص: ۹: انوار العرفان ص: ۱۳)

لفظ قرآن کا مادہ اشتقاق

جمہور علماء مفسرین، ائمہ لغت اور قراء کے نزدیک لفظ قرآن ''قرأتٌ'' کا مصدر ہے اور ''قَرْءٌ'' بمعنی ''جَمْعٌ'' سے مشتق ہے بعض کے نزدیک یہ ''قَرْنٌ'' سے بھی مشتق ہے اسی طرح جمہور کے نزدیک لفظ قرآن مہموز ہے یعنی جمہور اسے ''قُرْاٰنٌ'' بروزن ''فُعْلَانٌ'' پڑھتے ہیں جبکہ قراء میں سے ابن کثیر اور ائمہ فقہاء میں سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسے بلا ہمزہ ''قُرَانٌ'' بروزن ''فُعَالٌ'' پڑھتے ہیں۔

جمہور کے نزدیک لفظ قرآن کو غیر مہموز قرار دینا درست نہیں ہے البتہ انکے نزدیک یہ جائز ہے کہ ہمزہ کی حرکت ''ر'' کی طرف منتقل کر کے تخفیفاً ''قُرْاٰنٌ'' کی بجائے ''قُرَانٌ'' پڑھا جاسکتا ہے جیسا کہ ''قَـدْ اَفْلَحَ'' سے قَدَ افْلَحَ''۔

علامہ سمین حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''القران'' پر الف لام عہدی ہے، الف لام تعریف نہیں ہے اور قرآن ہر چند کہ مصدر اور ''قَـرْءٌ'' یا ''قَـرْنٌ'' سے مشتق ہے تاہم یہ اللہ تعالیٰ کے آخری کلام مقدس کا علم خاص (مخصوص نام بھی) ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ لفظ قرآن ''قَـرأتٌ'' (قِراءۃ) کا مصدر ہے۔ ''قَراٌ'' اور قَرْنٌ'' سے مشتق ہے۔

لفظ قرآن کے مادہ اشتقاق میں ''قَـرْیٌ'' کا ذکر بھی آتا ہے لیکن یہ شاذ قول ہے۔ (انوار العرفان فی اسماء القرآن، ص: ۱۴)

ارشاد باری تعالیٰ ہے وَلَـقَـدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ.

اور بیشک ہم نے قرآن کو یاد کرنے کیلئے آسان کیا تو کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا۔ (ترجمہ: اشرف البیان) (القمر ۱۷، ۲۲، ۳۲، ۴۰)

اس آیت کریمہ کی راجح تفسیر یہ ہے کہ قرآن مجید یاد کرنے کیلئے آسان ہے اور جب قرآن کریم کسی شخص کو سمجھ آجائے تو پھر اس کیلئے حصول نصیحت بھی آسان ہو جاتا ہے۔

يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ الخ سے مغالطہ آفرینی کی کوشش

عصر حاضر تراجم قرآن کا دور ہے، تقریباً دنیا کی ہر قابل ذکر زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ ہماری قومی زبان اردو میں متعدد تراجم موجود ہیں۔ ان تراجم کو پڑھ کر غیر عربی داں لوگ بغلیں بجاتے ہیں کہ قرآن تو بالکل آسان کتاب ہے اور اپنے اس دعوی کی دلیل میں یہی آیت پیش کرتے ہیں۔ ایسے لوگ اس آیت کے ظاہری ترجمہ سے دھوکا کھا بیٹھے ہیں۔ انہوں نے گمان کر لیا ہے کہ ہر شخص کیلئے قرآن مجید کا سمجھنا آسان ہے، حالانکہ یہاں ''تیسیر للفھم'' کی نہیں بلکہ ''تیسیر للذکر'' کی بات ہو رہی ہے۔ اس آیت میں لفظ ''ذکر'' کی مفسرین کرام نے دو تفسیریں فرمائی ہیں۔ ایک یہ کہ قرآن مجید نصیحت حاصل کرنے کیلئے آسان ہے۔ دوسری یہ کہ قرآن کریم حفظ کرنے کیلئے آسان ہے۔ یہ دونوں تفسیریں درست ہیں لیکن ان میں راجح تفسیر یہ ہے کہ ''قرآن مجید حفظ کرنے کیلئے آسان ہے'' بعض مترجمین نے چونکہ اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے: ''اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا''۔

اس لئے اس قسم کے تراجم سے دھوکا کھاتے ہوئے لغت عرب سے نابلد لوگوں نے ہر کہ و مہ (چھوٹے، بڑے) کیلئے قرآن کریم کو آسان بتلا کر انہیں جری اور بیباک بنا دیا اور کچھ لوگوں نے تو یہاں تک جسارت کی کہ اس ترجمہ ''اور بیشک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کیلئے تو ہے کوئی یاد کرنے والا؟'' کو قرآن کی معنوی تحریف قرار دے دیا ''معاذ اللہ''۔

تراجم قرآن کے اس دور میں قرآن کریم کو ہر ایک شخص کیلئے آسان گمان کرنا گمراہی کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے اور چونکہ قرآن مجید کو آسان کہہ کر لوگوں کو اسکی مَن مانی تاویلات کرنے پر جری اور بیباک بنایا جا رہا ہے اس لئے ہم اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کی بکثرت عبارات پیش کر رہے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ یہاں تیسیر قرآن کا کونسا پہلو بیان فرمایا گیا ہے۔

حفظ قرآن کے آسان ہونے پر مفسرین کی عبارات

۱۔ امام زجاج رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ" کا معنی یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو سہل کر دیا اور کہا گیا ہے کہ اہل ادیان اپنی کتابوں تورات وانجیل وغیرہ کو صرف ناظرہ پڑھتے تھے اور انہیں یہ قدرت حاصل نہ تھی کہ وہ اپنی کتابوں کو از اول تا آخر یاد کر سکتے جیسا کہ قرآن کریم کو یاد کیا جاتا ہے۔ (معانی القرآن، ج: ۵، ص: ۸۸، انوار العرفان، ص: ۲۲)

امام ابو اللیث سمر قندی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس طرح لکھا ہے۔ (بحر العلوم، ج: ۳، ص: ۳۰۱، انوار العرفان: ۲۲)

۲۔ امام واحدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ" کا معنی ہے ہم نے حفظ اور قرأت کیلئے قرآن کو آسان کر دیا۔ حضرت سعید بن جبیر ﷺ نے فرمایا: "ليس من كتب الله كتاب يقرأ كله ظاهرا الا القرآن" اللہ کی کتابوں میں سے کوئی کتاب بھی پوری کی پوری زبانی نہیں پڑھی جاتی سوائے قرآن مجید کے۔ (الوسیط، ج: ۴، ص: ۲۰۹، الوجیز، ج: ۲، ص: ۱۰۴۷، انوار العرفان: ۲۲)

امام بغوی اور امام ابن عادل حنبلی نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ (معالم التنزیل، ج: ۴، ص: ۲۶۱، اللباب لابن عادل حنبلی، ج: ۱۸، ص: ۲۵۳، انوار العرفان: ۲۲)

۳۔ جار اللہ زمخشری لکھتا ہے: "یعنی ہم نے قرآن کو نصیحت کے حصول کیلئے آسان کر رکھا ہے اور کہا گیا ہے کہ ہم نے اسکو حفظ کیلئے آسان کر رکھا ہے اور کوئی شخص اسکو حفظ کرنا چاہے اسکی اعانت اپنے ذمے لے رکھی ہے پس ہے کوئی حفظ کرنے والا کہ اسکی مدد کی جائے، اور روایت کی گئی ہے کہ پہلے ادیان کے لوگ اپنی کتابوں کو صرف ناظرہ پڑھ سکتے تھے قرآن کی طرح حفظ نہیں کر سکتے تھے"۔ (کشاف ج نمبر ۴، ص نمبر ۴۳۶ ملخصاً، انوار العرفان ص نمبر ۲۲) امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ (مدارک التنزیل، ج: ۳، ص: ۱۷۲۶، انوار العرفان ص: ۲۲)

۴۔ امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس آیت میں تین وجوہ ہیں: ایک معنی یہ ہے کہ اسکی تلاوت کو تمام اہل زبان پر آسان کر دیا اور یہ قرآن کا ایک معجزہ ہے۔ کیونکہ عجمی بھی اسکو عربی کی طرح پڑھتا ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ ہم نے اس سے معانی کا استنباط اور اسکے اندر جو علم ہے اسے سہل بنا دیا، یہ مقاتل کا قول ہے۔ تیسرا معنی یہ ہے کہ ہم نے قرآن کا حفظ کرنا آسان کر دیا، پس سب سے بڑھ کر حفظ کی جانے والی آسان کتاب قرآن مجید ہے، یہ امام فراء کا قول ہے"۔ (النکت والعیون ج: ۵، ص: ۴۱۳، انوار العرفان ص: ۲۳)

امام عز الدین بن عبد السلام نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ (تفسیر القرآن لعز الدین ص: ۵۶۲، انوار العرفان ص: ۲۳)

۵۔ امام ابن عطیہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یسرنا القران" کا معنی ہے کہ ہم نے قرآن کو سہل اور قریب کر دیا۔ "للذکر" کا معنی ہے دل کی تختی پر حفظ کرنا۔ ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی کتابوں سے کوئی کتاب زبانی یاد نہیں کی گئی، سوائے قرآن کے، اور "فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ" میں قرآن کو یاد کرنے اور اسے حفظ کرنے کی دعوت دی گئی اور اس پر ابھارا گیا تا کہ قرآن کی تنبیہات، علوم اور اسکی ہدایات ہر لحہ ذہن میں حاضر ہوں اور مطرف نے "فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ" کی تفسیر میں فرمایا: تو کیا ہے کوئی طالب علم کہ اسکی قرآن حفظ کرنے میں اعانت کی جائے۔ (المحر رالوجیز ج: ۵، ص: ۲۱۵، انوار العرفان ص: ۲۳)

امام ثعالبی اور ابن جوزی نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ (الجواہر الحسان للثعالبی ج: ۵، ص: ۳۳۹، زاد المسیر ج: ۷، ص: ۲۹۵، انوار العرفان ۲۳)

۶۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ہم نے قرآن کو ذکر کیلئے آسان کر رکھا ہے۔ اس میں کئی وجوہ ہیں، اول یہ کہ "للذکر" کا معنی ہے حفظ کیلئے۔ پس اسکا حفظ کرنا ممکن اور سہل ہے اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں میں کوئی کتاب ایسی نہیں جو زبانی یاد کی جاتی ہو، سوائے قرآن کے، اور فرمانِ الٰہی "فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ" کا مطلب یہ ہے کہ ہے کوئی جو اسے حفظ کرے اور اسکی تلاوت کرے؟ (التفسیر الکبیر ج: ۲۹، ص: ۳۸، انوار العرفان ص: ۲۳)

۷۔ امام مقاتل بن سلیمان اور حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: "یعنی ہم نے اسکے لفظوں کو سہل بنا دیا اور اسکے معنی کو اس شخص کیلئے آسان کر دیا جو لوگوں کو نصیحت کرنا چاہے۔ مجاہد نے کہا: ہم نے اسکا پڑھنا آسان کر دیا اور سدی نے کہا: ہم نے تلاوت زبانوں پر آسان کر دی اور ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ لولا ان الله يسره على لسان الادمين ما

استطاع احد من الخلق ان يتكلم بكلام الله (اگر اللہ تعالیٰ اسکو آدمیوں کی زبان پر آسان نہ فرماتا تو مخلوق میں سے کوئی اس سے گویا نہ ہو سکتا) (تفسیر ابن کثیر ج:۴، ص:۲۸۳، تفسیر مقاتل بن سلیمان ج:۳، ص:۲۹۸، انوار العرفان ص:۲۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ذکر کیا ہے اور یہی معنی امام سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیان کیا ہے۔ (کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ج:۱، ص:۳۹۹، تفسیر التستری ص:۱۵۸، انوار العرفان ص:۲۴)

امام فراء اور امام ابوبکر سجستانی فرماتے ہیں: اگر اللہ تعالیٰ قرآن کریم کو آسان نہ فرماتا تو نہ قرآن کا تلفظ آسان ہوتا اور نہ اسکا سننا آسان ہوتا۔ (معانی القرآن ج:۳، ص:۱۰۸، نزہۃ القلوب ص:۵۰۳، انوار العرفان ص:۲۴)

۸۔ امام شہاب الدین سمین الحلبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی ہم نے قرآن مجید کو آسان کر دیا اور اگر ایسا نہ ہوتا تو کسی شخص کو یہ طاقت نہ ہوتی کہ وہ اسے اپنے سینے میں محفوظ کرے، چنانچہ پہلی کتابیں سینوں میں محفوظ نہیں کی جا سکتی تھیں۔ پس بلا شبہ اللہ تعالیٰ کا کلام اگر آسان نہ کیا گیا ہوتا تو اسکی شان اس سے بہت بلند ہے کہ وہ سینوں میں محفوظ ہو''۔ (عمدۃ الحفاظ ج:۴، ص:۸۰۴، انوار العرفان ص:۲۴)

امام قرطبی، امام ابوحیان اندلسی، قاضی شوکانی، علامہ وھبہ زحیلی اور شیخ صابونی نے بھی تقریباً گذشتہ تفاسیر کے مطابق لکھا ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن ج:۱۷، ص:۸۷، ۸۸، البحر المحیط ج:۱۰، ص:۴۰، ۴۱، فتح القدیر ج:۵، ص:۱۴۹، التفسیر المنیر ج:۲۷، ص:۱۵۸، صفوۃ التفاسیر ج:۳، ص:۲۰۳، انوار العرفان ص:۲۴)

۹۔ امام خازن رحمۃ اللہ علیہ نے الفاظ آیت کی تفسیر اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: اس آیت کریمہ میں قرآن کریم کے سیکھنے اور اس کیساتھ مشغول ہونے کی رغبت دی گئی ہے۔ اس لئے کہ اللہ نے اسے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہا آسان اور سہل کر دیا، ایسا آسان کہ اسے بچے، بوڑھے، عربی اور عجمی وغیرہ سب حفظ کر لیتے ہیں۔ (تفسیر الخازن ج:۴، ص:۲۱۹، انوار العرفان ص:۲۴)

۱۰۔ امام ابن جزی کلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''یسرنا القران'' کا معنی یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو حفظ کرنے کیلئے آسان کر دیا ہے اور یہ چیز مشاہدہ سے معلوم ہے کہ قرآن مجید کو نہایت کم عمر بچے اور دیگر لوگ مکمل حفظ کر لیتے ہیں، بخلاف دیگر کتب کے۔ مروی ہے کہ دیگر کتب الٰہیہ میں سے کوئی چیز بھی حفظ نہیں کی جا سکتی تھی، یہ اعجاز صرف قرآن کو حاصل ہے۔ (التسہیل لعلوم التنزیل ج:۲، ص:۳۸۹، انوار العرفان ۲۴)

۱۱۔ امام قشیری اور شیخ شربینی رحمہما اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: ''ہم نے کسی جماعت کی زبان پر قرآن کی تلاوت آسان کر دی، اور کسی قوم کے دلوں پر اسکا علم آسان فرمایا، اور کسی قوم کے دلوں پر اسکی فہم آسان فرمائی، اور کسی قوم کے دلوں پر اسکا حفظ کرنا آسان کر دیا۔ یہ سب اہل قرآن ہیں اور سب کے سب اہل اللہ اور خاص لوگ ہیں''۔ (لطائف الاشارات ج:۳، ص:۲۵۸، السراج المنیر للشربینی ج:۷، ص:۲۲۲، انوار العرفان ص:۲۵)

امام برھان الدین بقاعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ (نظم الدرر فی تناسب الایات والسور، ج:۷، ص:۳۵۲، انوار العرفان ص:۲۵)

سابقہ آسمانی کتب کسی امتی کو یاد نہیں ہوتی تھیں

گذشتہ آسمانی کتابیں انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ کسی اور شخص کو زبانی یاد نہیں ہوتی تھیں۔ چنانچہ عارف باللہ شیخ احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''ہم نے اسکو حفظ کیلئے آسان کر دیا یعنی جو شخص اسے حفظ کرنے کا ارادہ کرے، ہم اسکی مدد کرتے ہیں، تو کیا ہے کوئی اسکو حفظ کرنے کا طالب کہ ہم اسکی مدد کریں؟ اور قرآن مجید کے سوا کوئی کتاب زبانی نہیں پڑھی گئی۔ بنی اسرائیل کیلئے یہ سہولت نہیں تھی، وہ تورات شریف کو دیکھے بغیر نہیں پڑھتے تھے، ماسوا حضرات موسیٰ، ہارون، یوشع بن نون اور عزیر صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کے، یہی وجہ ہے کہ وہ عزیر علیہ السلام کے بارے میں فتنہ میں پڑ گئے چونکہ جب تورات جل گئی تھی تو اسے آپ نے زبانی لکھوا دیا تھا، اور امت مسلمہ کی صفت میں حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان آیا ہے ''وجعلت من امتک اقواما قلوبهم انا جيلهم'' (اور اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپکی امت کے سینوں کو قرآن کے خزینے بنا دیا) (حاشیۃ الصاوی علی تفسیر الجلالین ج:۶، ص:۲۰۶۴، انوار العرفان ص:۲۵)

امام قرطبی اور علامہ جمل نے بھی تقریباً اسی طرح لکھا ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن، ج:۱۷، ص:۸۷، ۸۸، الفتوحات الالٰہیہ ج:۷، ص:۳۴۶، انوار العرفان ص:۲۵) شیخ محمد علی صابونی لکھتے ہیں کہ مفسرین کرام نے فرمایا:

"یہ چیز قرآن کریم کے خصائص سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دو طریقوں سے تغیر اور تبدل سے محفوظ رکھا (۱) سطور میں کتابت کے ذریعے (۲) اور سینوں میں حفظ کے ذریعے۔ بخلاف دیگر کتب کے، پس وہ انکے سامنے لکھی ہوئی تو موجود تھیں لیکن سینوں میں محفوظ نہیں تھیں، اسی لئے ان میں تحریف داخل ہوگئی، اور بیشک اس امت کی صفت میں آیا ہے کہ انکی کتاب انکے سینوں میں محفوظ ہوگی اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس امت کو مخصوص قوت حافظہ عطا فرمائی گئی اور اس امت سے پہلی امتیں اپنی اپنی کتابوں کو صرف ناظرہ پڑھ سکتی تھیں۔ وہ جب کتاب کو بند کرتے تو انہیں یاد نہ رہتا کہ اس میں کیا ہے؟ ماسوا انبیاء کرام علیہم السلام کے"۔ (صفوۃ التفاسیر ج:۲، ص:۳۱۷، انوار العرفان ص:۲۸)

شیخ صابونی کے علاوہ امام صاوی، شیخ جمل، علامہ آلوسی اور ڈاکٹر الزحیلی نے بھی تقریباً اسی طرح لکھا ہے۔ (حاشیۃ الصاوی علی الجلالین ج:۴، ص: ۱۵۶۷، الفتوحات الٰہیہ ج:۷، ص:۳۴۶، روح المعانی ج:۱۴، ص:۸۳، التفسیر المنیر ج:۲۷، ص:۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، انوار العرفان ص:۲۸)

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ خصائص مصطفیٰ ﷺ کے بیان میں لکھتے ہیں: "والقرآن میسر حفظه للغلمان فی اقرب مدة" (حضور ﷺ کی امت کیلئے) قرآن کا حفظ کرنا آسان کردیا گیا حتیٰ کہ کم سن بچے نہایت قلیل مدت میں اسے حفظ کرلیتے ہیں۔ (المواہب الدنیہ ج:۲، ص:۲۷۶، انوار العرفان ص:۲۸)

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ بیشک قرآن مجید کو صرف علماء ہی سمجھ سکتے ہیں۔ عوام الناس کا قرآن کو سمجھنا تو کجا وہ قرآن کریم کی محض تلاوت بھی نہیں کرسکتے۔ ان پر اگر قرآن مجید کی تلاوت آسان ہے تو یہ صرف علماء کرام ہی کی مساعی جمیلہ (بہترین کوششوں) کی بدولت ہے۔ علماء کرام اگر قرآن کریم پر نقطے اور اعراب (زبر، زیر، پیش) اور شد، مد وغیرہ نہ لگاتے تو عام لوگ کیونکر اسکی تلاوت کرسکتے؟ جس شخص کے پاس اتنی صلاحیت بھی نہ ہو کہ وہ قرآن کریم کا صرف ایک رکوع یا ایک صفحہ نقطوں، زبر، زیر، پیش اور مدوں کے بغیر پڑھ سکے، کیا اسے قرآن فہمی کا دعویٰ کرتے ہوئے حیا نہیں آتی؟ خود سوچیئے کہ جو شخص کسی تحریر کو محض پڑھنے کی اہلیت بھی نہ رکھتا ہو وہ کس منہ سے اس تحریر کو سمجھنے کا دعویٰ کرسکتا ہے؟ کیا پڑھے بغیر بھی کوئی کلام سمجھ میں آتا ہے؟ بغیر علم قرآن فہمی کے مدعیوں سے سوال ہے کہ اگر تمہارے نزدیک عالم اور غیر عالم قرآن سمجھنے میں برابر ہیں تو کیا تم کسی زبان میں کوئی ایسا ترجمۂ قرآن پیش کرسکتے ہو جو بنیادی طور پر کسی غیر عالم شخص نے کیا ہو۔ "بنیادی طور پر" کا مطلب یہ ہے کہ ڈائرکٹ عربی سے کسی اور زبان میں منتقل کیا ہو؟ پوری کائنات میں ایسی ایک مثال بھی پیش نہیں کی جاسکتی، لہٰذا عالم اور غیر عالم کو برابر قرار دینے کی جہالت سے باز آجائیے۔ اگر آج کا جاہل شخص عالم اور غیر عالم کو برابر قرار دینے میں مصر ہو تو یہ اسکی گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کے نزدیک عالم اور غیر عالم برابر نہیں ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے: قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ. آپ فرمادیجئے کیا برابر ہے وہ جو جانتا ہے اور وہ جو نہیں جانتا ہے (ترجمہ: اشرف البیان) (الزمر:۹) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سوال کیا لیکن از خود جواب نہیں دیا، کیوں؟ اس لئے کہ اہل عقل کے نزدیک عالم اور غیر عالم میں فرق نہایت واضح ہے۔ کوئی غبی انسان ہی عالم اور غیر عالم شخص کو برابر گردان سکتا ہے۔ عالم اور غیر عالم کو یکساں سمجھنے والے لوگ خدا جانے کہاں زندگی گزارتے ہیں؟ ان سے کوئی پوچھے کہ کیا تمہارے نزدیک ایک مستند طبیب اور ایک عطائی حکیم برابر ہیں؟ خدا کے بندو! اللہ تعالیٰ نے تو "کلبِ معلم" (سکھائے اور سدھائے ہوئے کتے) اور عام کتے میں فرق رکھا ہے، دیکھیئے! (المائدہ:۴) عام کتا اگر کسی پاک چیز میں منہ لگادے تو حکم ہے کہ پہلے اس چیز کو مٹی سے مانجھو پھر سات مرتبہ پانی کیساتھ دھوؤ۔ (بخاری رقم الحدیث ۱۷۲، مسلم رقم الحدیث ۶۵۱) جبکہ کلب معلم شکار کرکے لائے تو اسکا کھانا شریعت میں حلال ہے۔ (بخاری رقم الحدیث ۵۱۷۵، انوار العرفان ص:۴۰۷)

تعجب ہے کہ یہ لوگ ایک طرف تو علماء کرام کو علماء (یعنی جاننے والے) تسلیم کرتے ہیں دوسری طرف غیر علماء (نہ جاننے والے) لوگوں کو انکے برابر قرار دیتے ہیں، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں حدیث پاک میں آیا ہے: اذا لم تستحی فاصنع ما شئت (جب تیری حیا نہیں رہی تو پھر جو چاہے کر) (مسند احمد ج:۴، ص:۱۲۱، ۲۲۱، رقم الحدیث ۱۷۲۱۸، ۱۷۲۲۶، بخاری رقم الحدیث ۳۴۸۳، ۳۴۸۴، ۶۱۲۰، سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۴۷۹۷، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۴۱۸۳، مسند ابی داؤد الطیالسی رقم الحدیث ۶۲۱، الادب المفرد رقم الحدیث ۵۹۷، انوار العرفان ص:۴۰۷)

اس حدیث کے معنی میں یہ فارسی بیت ہے۔ ع

بے حیاباش ہرچہ خواہی کن!

ترجمۂ قرآن

قرآن مجید سے متعلق اعتبارات مختلفہ سے ابحاث مختصرہ قلم بند کرنے کے بعد اب ترجمۂ قرآن سے متعلق عرض ہے کہ علماء اسلام نے مختلف زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا اور کرتے رہیں گے بہر حال یہاں اولاً لفظ ترجمہ و ترجمان ثانیاً ترجمہ کی اہمیت و جواز سے متعلق بحث قلم بند کی گئی ہے ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: ایک زبان کے بیان کو کسی دوسری زبان میں منتقل کرنا۔

ترجمان: مترجم، ترجمہ کر کے بتانے والا۔ (فیروز اللغات فارسی۔ اردو ص: ۲۱۴)

فیروز اللغات عربی، اردو میں ہے: ترجم من و عن..... الی۔ ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنا،،،،،، ۂ عادات و حالات بیان کرنا۔ (ص: ۵۸)

جیسے: (۱) شیخ الحدیث ترجم من الفارسیۃ الی الاردیۃ۔ شیخ الحدیث نے فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا۔

(۲) شیخ الطریقۃ ترجمہ ای مخدوم المشائخ اشرف السمنانی علیہ رحمۃ الباری۔ شیخ طریقت نے ان یعنی مخدوم المشائخ اشرف سمنانی علیہ رحمۃ الباری کے حالات بیان کئے۔ المنجد عربی، اردو میں ہے۔: کہتے ہیں ترجمہ بالترکیۃ اس نے اسکا ترکی زبان میں ترجمہ کیا۔ (ص: ۱۱۳)

قائد اللغات میں ہے کہ لفظ ''ترجمہ'' مذکر ہے بمعنی ایک زبان سے دوسری زبان میں بیان کیا ہوا، اور لفظ ''ترجمان'' مذکر ہے اور ترزبان کا معرب ہے بمعنی مفسر، شارح، مترجم۔ ایک زبان سے دوسری زبان میں ادا کرنے والا۔ (ص: ۳۵۰)

لغات کشوری میں ہے: ترجمان، وہ شخص جو ایک زبان کو دوسری زبان میں بتلاوے اور بمعنی فصیح اور تیز زبان اور خوش تقریر کے بھی آتا ہے۔

ترجمہ: ایک زبان کے مطلب کو دوسری زبان میں بدلنا اور معنی اسکے بیان کرنا۔ (ص: ۹۷)

بشیر القاری بشرح صحیح البخاری میں ہے (ترجمان) اسکو چار طرح پڑھنا درست ہے (۱) تا اور جیم کا زبر (تَرجَمان) (۲) دونوں کا پیش (تُرجُمان) (۳) اول کا زبر دوم کا پیش (تَرجُمان) (۴) اول کا پیش اور دوم کا زبر (تُرجَمان) بمعنی فصیح و تیز زبان و خوش تقریر اور بمعنی تاوان بھی آتا ہے اور اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو دو زبانیں جانتا ہو اور ایک زبان کی تفسیر دوسری زبان میں کرے۔ یہ لفظ عربی ہے یا معرب۔ بریں تقدیر (معرب ہونے کی صورت میں) اس کو ''ترجمان'' تیز زبان سے بنایا گیا ہے (خط کشیدہ لفظ ترزبان ہے جیسا کہ قائد اللغات کے حوالہ سے مذکور ہوا۔ شاید یہ کاتب کا سہو ہے چنانچہ غیاث اللغات ص: ۱۶۵ پر ہے: ایں معرب ترزبان ست وضم جیم از انست کہ زبان بضم اول ست وبفتح نیز آمدہ۔ یعنی ترجمان، ترزبان فارسی لفظ سے عربی لفظ بنایا گیا ہے اور جیم کا ضمہ اس وجہ سے ہے کہ لفظ زبان پہلے حرف کے ضمہ سے ہے اور لفظ زبان میں فتح بھی آیا ہے۔ نیز فیروز اللغات فارسی، اردو میں ہے ''ترزبان'' بے تکلف بولنے والا، روانی کیساتھ باتیں کرتے جانا، زبان آور، خوش کلام، جسکی باتوں میں وضاحت ہو، واضح)

تعریب کے بعد اس سے مصدر بنا کر افعال و اسماء مشتق کئے گئے چنانچہ رباعی مجرد کے باب فعللۃ سے مصدر ترجمۃ آتا ہے اور ترجمان کی جمع تراجمہ و تراجم آتی ہے ترجم الکلام بمعنی فسرہ بلسان آخر اس نے کلام ''فارسی'' کو دوسری زبان ''اردو زبان'' میں واضح کیا) اور ترجم الکلام بصیغہ مجہول بمعنی التبس (یعنی کلام مشتبہ ہوگیا) اور ترجم الرجل بمعنی ذکر سیرتہ (یعنی اس نے مخصوص مرد کی سوانح عمری ذکر کی) اور ترجم عنہ بمعنی اوضح امرہ (یعنی اس نے اسکا معاملہ واضح کیا) اور ترجمہ کسی شخص کی سیرت اور اسکے اخلاق ونسب کے ذکر کو بھی کہتے ہیں جیسے ترجمۃ المؤلف بایں معنی اسکی جمع تراجم آتی ہے اور ترجمۃ الکتاب بمعنی فاتحۃ الکتاب (کتاب کا دیباچہ) آتا ہے اور ترجمۃ الباب اس عبارت کو کہتے ہیں جو لفظ باب کے بعد مذکور ہوتی ہے۔ (ص: ۱۸۳، ۱۸۴) نوٹ: قوسین کی جملہ عبارات مسطور راقم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ۔ (سورۃ ابراہیم: ۴) اور ہم نے نہ بھیجا کسی رسول کو مگر انکی قوم کی زبان میں تا کہ بیان کریں ان کیلئے۔ (ترجمہ: اشرف البیان)

خزائن العرفان میں ہے: جب اسکی قوم اچھی طرح سمجھ لے تو دوسری قوموں کو ترجموں کے ذریعے سے وہ احکام پہنچا دیئے جائیں اور انکے معنی سمجھا

دیئے جائیں۔ بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی فرمایا ہے کہ "قومہ" کی ضمیر سید عالم ﷺ کی طرف راجع اور معنی یہ ہیں کہ ہم نے ہر رسول کو سید انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبان یعنی عربی میں وحی فرمائی اور یہ معنی ایک روایت میں بھی آئے ہیں کہ وحی ہمیشہ عربی ہی میں نازل ہوئی، پھر انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں کیلئے انکی زبانوں میں ترجمہ فرمادیا۔ (اتقان، حسینی، خزائن العرفان)

تفسیر مظہری مترجم میں ہے: یعنی وہ رسول اس قوم کا ایک فرد ہوتا ہے جسے انکی طرف مبعوث کیا جاتا ہے۔ عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر نے قتادہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں: "بلسان قومہ" کا مطلب یہ کہ اگر اس قوم کی زبان عربی ہو تو وہ عربی بولتا ہے اگر سریانی ہو تو وہ سریانی بولتا ہے اگر عجمی ہو تو عجمی بولتا ہے تا کہ کھول کر بیان کرے وہ احکام جن کا انہیں حکم دیا گیا ہے تا کہ وہ انہیں سہولت اور آسانی کیساتھ اس رسول سے سمجھ سکیں۔ (الدر المنثور، ج: ۴، ص: ۱۳۱) اور وہ رسول اسکوانکے خلاف حجت بنائے۔ نبی کریم ﷺ سے پہلے تمام رسول اپنی قوم کی طرف مبعوث کیے گئے انھوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام بیان کئے لیکن نبی کریم ﷺ کو تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا تھا لیکن سب سے پہلے اس دعوت کا آغاز اپنی قوم سے کرنے کا حکم دیا گیا۔ ارشاد ہوا: وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ. اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے۔ (ترجمہ: اشرف البیان) پھر تبلیغ کے دائرہ کو اپنے شہر کے اردگرد کے علاقہ میں وسیع کرنے کا ارشاد ہوا: لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا. تا کہ آپ ڈرائیں اہل قری کو اور جو اسکے اردگرد ہیں (ترجمہ: اشرف البیان) پھر ارشاد ہوا: لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اُنْذِرَ اٰبَاءُ هُمْ. تا کہ آپ ڈرائیں ایسی قوم کو جنکے باپ دادا نہ ڈرائے گئے۔ (ترجمہ: اشرف البیان)

آپ ﷺ کو اہل حجاز کے عربی ہونے کی وجہ سے عربی زبان کیساتھ مبعوث کیا گیا اور باقی تمام لوگ اہل عرب کے تابع ہیں کیونکہ انھوں نے خود رسول اللہ ﷺ سے تعلیم حاصل کی پھر انھوں نے احکام کو نقل کیا اور انکا ترجمہ کیا (ج:۵، ص: ۳۰۶، ۳۰۷)

التراتیب الاداریۃ مترجم میں ہے: حضرت زید بن ثابت انصاری ؓ بادشاہوں کو حضور ﷺ کی طرف سے خطوط لکھتے تھے اور جو خطوط عجمیوں کے پاس سے آتے تھے انکا ترجمہ بھی کرتے تھے اور جواب بھی لکھتے تھے، آپ فارسی، رومی، قبطی اور حبشی کے ترجمان بھی تھے، ان زبانوں کو آپ نے مدینہ منورہ میں انکے اہل زبان سے سیکھی تھی۔ فارسی، کسریٰ کے قاصد سے، رومی زبان، حضور ﷺ کے ایک دربان اور حبشی زبان، ایک خادم سے اور قبطی زبان، ایک خادمہ سے سیکھی تھی۔

حضرت خارجہ بن زید بن ثابت کو حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ یہود کی کتابت سیکھیں، اسی طرح حضور ﷺ نے حضرت زید بن ثابت ؓ کو حکم فرمایا کہ وہ سریانی زبان سیکھیں۔ آپ نے اسکو تقریباً دس دن میں سیکھ لیا۔ ایک روایت میں سترہ دن ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ نے زید ؓ سے فرمایا کہ یہودیوں کی بھی کتابت سیکھ لو۔ مجھے کسی یہودی کی کتابت پر اطمینان نہیں ہے چنانچہ حضرت زید ؓ نے اسے بھی صرف پندرہ دن میں سیکھ لیا اس طرح وہ عبرانی اور سریانی ان دو زبانوں کے بھی واقف ہو گئے حتی کہ آپ انکی تحریف اور تبدل کو بھی جانتے تھے، جس میں دینی نفع ہو اس زبان کو سیکھنا مکروہ نہیں۔ سورۃ یوسف کی آیت: اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَائِنِ الْاَرْضِ. (یوسف: ۵۵) کی تفسیر سے واضح ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام تمام پردیسی لوگوں کی زبان سے بھی واقف تھے۔ (ص: ۱۰۷، ۱۰۸)

حضرت یوسف علیہ السلام کے "حفیظ" اور "علیم" ہونے کے محامل میں سے ایک یہ ہے کہ وہ زبانوں کو بہت جاننے والے تھے چنانچہ تبیان القرآن میں ہے: اشجع نے سفیان سے روایت کیا کہ وہ حساب کی بہت حفاظت کرنے والے اور زبانوں کے بہت جاننے والے تھے۔ (ج: ۵، ص: ۷۹۸)

حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کے پاس ایک سو غلام تھے اور ہر غلام اپنی اپنی لغت میں بات کرتے تھے اور عبداللہ بن زبیر ؓ ہر ایک کیساتھ بات کر لیتے تھے۔ (التراتیب الاداریۃ مترجم، ص: ۱۰۸)

علامہ خفاجی کی شرح شفاء میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ جل شانہ نے تمام لغات سکھائیں۔ قولہ تعالیٰ: وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ (ابراہیم: ۴) (ایضاً، ص: ۱۰۹)

تقدیم معارف القرآن میں ہے: سب سے پہلے حضرت سلمان فارسی ؓ (م: ۳۳ھ: ۶۵۳ء) نے فارسی زبان میں سورۂ فاتحہ کا ترجمہ کر کے حضور انور ﷺ کے خدمت میں ملاحظے کیلئے پیش کیا، پھر وہ ترجمہ فارسی دان قوم میں بھیج دیا گیا۔ رفتہ رفتہ ترجمے کا رواج عام ہونے لگا اور ۱۰۰۷ء سے

۹۰۰ء کے درمیان بہت سی کتابوں کے ترجمے بھی ہوئے۔(تامس آرنلڈ والفرڈ گیام: میراث اسلام (ترجمہ اردو عبدالمجید سالک لاہور، ۱۹۶۰ء (مقالہ میکس میئر ہاف، ص: ۴۳۸، ۴۴۸) عہد نبوی ﷺ میں صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم سندھ (پاکستان) میں آئے (مخدوم محمد ہاشم نقوی: بیاض ہاشمی (قلمی) ج: ۴، ص: ۲ بحوالہ جامع الجوامع مع للسیوطی) باہمی افہام وتفہیم کیلئے ترجمے کی ضرورت محسوس ہوئی ہوگی، تیسری صدی ہجری میں سندھ کے ایک عالم نے کشمیر کے راجہ کے فرمائش پر زبانِ ہندیہ میں پورے قرآن کریم کا ترجمہ کیا۔(بزرگ بن شہر بار: عجائب الہند (عربی ماخوذ از ہندوستان عربوں کی نظر میں، اعظم گڑھ ص: ۴، ۱۹۳) غالبًا برصغیر میں قرآن کریم کا یہ پہلا ترجمہ تھا جو زبان ہندیہ میں کیا گیا یہ زبان اس زمانے میں اردو کی طرح رابطے کی زبان رہی ہوگی ورنہ سندھ کا ایک عرب عالم اس سے واقف نہ ہوتا۔(ص: ۴)

قرآن کریم دوسری کتابوں کی طرح نہیں ہے، یہ زندہ۔۔۔۔۔پیش منظر ہے جب تک یہ سامنے نہ ہو لغت کچھ نہیں کرسکتی۔ الفاظ کے معنی کے انتخاب کیلئے دانائی و حکمت کے ساتھ ساتھ وسعتِ قلب ونظر کی ضرورت ہے۔ عقل سے زیادہ دل کی ضرورت ہے، دل نہیں تو کچھ نہیں۔ اسی سے پیکر خاکی علم وحکمت کا گنجینہ اور عشق و محبت کا خزینہ بنتا ہے اسی میں وہ رہتا ہے جو سارے جہاں میں نہیں سماتا۔ قرآن حکیم ایک معجزہ ہے اسکے بکثرت بواطن ہیں، دل نہ ہو تو بواطن کی سیر ممکن ہی نہیں کہ ع ''دانش برہانی حیرت کی فراوانی'' (ص: ۵)

ترجمہ کے کچھ فوائد ہیں اور کچھ نقصانات۔ سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ انسان اپنے مالک ومولیٰ کی باتیں سن لیتا ہے اور سمجھ لیتا ہے اور مالک ومملوک کا رشتہ اور مستحکم ہو جاتا ہے۔ ترجمے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ محققین اور سائنسدانوں کو غیب کے راز معلوم ہو جاتے ہیں۔ تحقیق کی راہیں ہموار ہو جاتی ہیں اور وہ قرآن کریم کے جلوے دیکھ دیکھ کر حیران ہوئے جاتے ہیں۔ چنانچہ فرانس کے ایک فاضل مارس بکائے نے جب قرآن کریم کا مطالعہ کیا تو آنکھیں کھل گئیں۔ (مارس بکائے: بائبل، قرآن اور سائنس، کراچی ۱۹۹۳ء) ان پوشیدہ حقائق کو نہ جاننے کی وجہ سے بہت سے مترجمین بہک گئے۔ سرسید احمد خان ان میں سے ایک ہیں۔ ترجمے سے اسوقت نقصان ہوتا ہے جب مترجم کے دل میں کجی ہو، وہ قرآن کریم کے منشا کو نظر انداز کر کے قاری پر اپنی منشا مسلط کرنے پر تُلا ہوا ہو، چنانچہ ایک مترجم آیت کریمہ: قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ (المائدہ: ۱۵) میں ''نـــور'' کا ترجمہ ''روشن چیز'' کر کے فارغ ہو گئے، کسی کو محسوس بھی نہ ہوا کہ وہ کیا کر گئے۔(ص: ٦) نیز اسی میں ہے: اور ترجمہ دیکھ کر کوئی شخص قرآن وحدیث نہیں سمجھ سکتا۔(ج: ۲۹، ص: ٦۳۲)

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قرآن مجید کا کوئی بھی ترجمہ خواہ کیسی ہی دقت نظر سے انجام پایا ہو ان عظیم معانی کو کما حقہ ادا کرنے سے بہر حال قاصر رہے گا، جو ایک معجزانہ متن میں پنہاں ہیں نیز یہ کہ ترجمہ میں جن مطالب کو پیش کیا جاتا ہے وہ دراصل مترجم کی قرآن فہمی کا ماحصل ہوا کرتے ہیں، چنانچہ ہر انسانی کوشش کی طرح ترجمۂ قرآن میں بھی غلطی، کوتاہی اور نقص کا امکان باقی رہتا ہے۔

حرفِ آخر از راقم یہ ہے کہ اشرف البیان قرآن مبین کا اردو زبان میں ترجمہ ہے جیسا کہ سرورق سے ظاہر وباہر ہے جبکہ فی الاصل یہ ترجمۂ قرآن نہیں بلکہ ترجمۂ ترجمۃ القرآن ہے کما لا یخفی علی من له ادنی فهم.

مذکورہ اثبات ونفی میں تضاد مفقود اور تطبیق موجود جیسا کہ شیخ طریقت سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی سجادہ نشیں آستانہ عالیہ حسنیہ درگاہ شریف کچھوچھہ (انڈیا) کے بیان سے عیاں ہے چنانچہ لکھتے ہیں: ''جب میں نے عزیز القدر مولانا سید شاہ محمد ممتاز اشرفی کا تحریر کردہ اردو ترجمہ کے صفحات کو دیکھا تو میری خوشیاں دوبالا ہو گئیں کیونکہ مخدوم اشرف کے فارسی ترجمہ کا سلیس اور آسان اردو میں اس طرح ترجمہ کیا گیا کہ اردو ترجمہ بھی فارسی ترجمہ کی طرح بلا واسطہ قرآن کریم کا ترجمہ ہی معلوم ہوتا ہے''۔

بہر کیف! قرآن کریم کا ترجمہ اولیٰ فارسی میں قدوۃ الکبراء غوث العالم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ رحمۃ الباری کا اور ترجمہ ثانیہ اردو میں ممتاز ملت شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ حافظ قاری سید محمد ممتاز اشرفی مدظلہ العالی کا تحریر کردہ ہے ترجمۂ اولیٰ کی خوبی، حسن اور خصوصیات کو قبلہ شیخ طریقت اور مترجم ثانی ممتاز ملت نے بھی بالتفصیل بیان کیا ہے اور ترجمۂ ثانیہ کے بارے میں حضور سندی سیدی شاہ محمد اظہار اشرفی جیلانی لکھتے ہیں: گویا کہ اردو ترجمہ کو فارسی ترجمہ کے مزاج، انداز بیان اور تعبیر سے پوری طرح ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی گئی ہے اگر یہ کہا جائے کہ انھوں (ممتاز ملت) نے مخدوم صاحب کے فارسی ترجمۂ قرآن کو اردو کا جامہ پہنا دیا ہے تو اس میں مبالغہ نہ ہوگا''۔ عبارت مذکورہ کا حاصل یہ ہے کہ ''اشرف البیان'' مرج البحرین ہے اور مجلل ومکرم مترجم ثانی کیلئے باعث سعادت دارین ہے۔

امت مسلمہ کیلئے یہ علمی روشنی اور روحانی فیضان اس کلی کا نتیجہ ہے جو قبلہ شیخ ملت کے دل میں نمودار ہوئی اور حضرت ممتاز ملت کے قلم سے کھلی ''اشرف البیان'' کیساتھ تفسیر ''اظہار العرفان'' نور علی نور ہے۔ خدا کرے قبلہ شیخ ملت کے قلب میں ایسی کلیاں جنم لیتی رہیں اور ممتاز ملت کے علمی وتحقیقی قلم سے وہ کھلتی اور مہکتی رہیں۔

مرتبہ: حضرت حکیم الامت ——— **فہرست القرآن المجید** ——— مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

حضور ﷺ آخری نبی ہیں

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ	۲۲	الاحزاب	۴۰
اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ	۶	المائدہ	۳
مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ	۱	البقرہ	۸۹
اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ	۲۲	الاحزاب	۴۵

حضور ﷺ ساری خدائی کے نبی ہیں

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ	۲۲	السبا	۲۸
لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا	۱۸	الفرقان	۱
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ	۱۷	الانبیا	۱۰۷
اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا	۹	الاعراف	۱۵۸
اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ	۳۰	الکوثر	۱

حضور ﷺ نور ہیں

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ	۶	المائدہ	۱۵
مَثَلُ نُوْرِهٖ کَمِشْکٰوةٍ الخ	۱۸	النور	۳۵
اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ ... وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا	۲۲	الاحزاب	۴۵
یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ	۱۰	التوبة	۲۹
یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ الخ	۲۸	الصف	۸

حضور ﷺ اللہ کا ذکر ہیں

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْکُمْ ذِكْرًا رَّسُوْلًا	۲۸	الطلاق	۱۰
اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ	۱۳	الرعد	۲۸
اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ	۳۰	الغاشیہ	۲۱
وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ	۳۰	القلم	۵۲

حضور ﷺ اللہ کی دلیل ہیں

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ	۶	النساء	۱۷۵

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ	۲۶	الفتح	۲۸

حضور ﷺ حاضر و ناظر ہیں

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا	۲۶	الفتح	۸
وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا	۲	البقرہ	۱۴۳
وَجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیْدًا	۵	النساء	۴۱
لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ	۱۱	التوبة	۱۲۸
وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ	۵	النساء	۶۴
اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ الخ	۲۱	الاحزاب	۶
وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ الخ	۹	الانفال	۳۳
اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْکُمْ	۲۹	المزمل	۱۵
وَفِیْکُمْ رَسُوْلُهٗ	۴	آل عمران	۱۰۱
وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا	۴	آل عمران	۱۰۳

حضور ﷺ کو علم غیب دیا گیا ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ الخ	۲۹	الجن	۲۶
وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَی الْغَیْبِ	۴	آل عمران	۱۷۹
وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ الخ	۵	النساء	۱۱۳
مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ	۷	الانعام	۳۸
وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ	۱۴	النحل	۸۹
تَفْصِیْلَ الْكِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ الخ	۱۱	یونس	۳۷
اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ	۲۷	الرحمٰن	۲۱

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وَمَا هُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ	۳۰	التکویر	۲۴
وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ	۷	الانعام	۵۹

حضور ﷺ کا ادب رکن ایمان ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ	۲۶	الفتح	۹
یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ	۲۶	الحجرات	۲
لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ	۲۶	الحجرات	۱
لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ الخ	۲۲	الاحزاب	۵۳
لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ	۱۸	النور	۶۳
حَتّٰی یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ الخ	۵	النساء	۶۵
اِذَا قَضَی اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ	۲۲	الاحزاب	۳۶
وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوْا	۹	الاعراف	۱۵۷
وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ	۶	المائدہ	۱۲
اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ الخ	۹	الانفال	۲۴

حضور ﷺ کی گستاخی کفر ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا	۱	البقرہ	۱۰۴
اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ	حٰمٓ ۲۶	الحجرات	۲
لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ الخ	۱۱	التوبة	۶۶
یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ	۱۰	التوبة	۶۱
اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ	۲۲	الاحزاب	۵۷
اُخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ	۲۳	صٓ	۷۷

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر

نبی سیف زبان ہوتے ہیں

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ أَنْ تَقُولَ لَا مِسَاسَ الخ	۱۶	طٰہٰ	۹۷
قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِيَانِ	۱۲	یوسف	۴۱
رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ الخ	۱۱	یونس	۸۸
رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا	۱	البقرۃ	۱۲۶
رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ الخ	۱	البقرۃ	۱۲۹
رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي	۱۳	ابراھیم	۳۷
رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ الخ	۲۹	نوح	۲۶

جس کو حضور ﷺ سے نسبت ہو جائے وہ عظمت والا ہے۔

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ	۱۴	الحجر	۷۲
لَا أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ	۳۰	البلد	۱
وَهٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ	۳۰	التین	۳
وَالضُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ	۳۰	والضحیٰ	۱،۲
كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ	۴	آل عمران	۱۱۰
وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا	۲	البقرۃ	۱۴۳
يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ	۲۲	الاحزاب	۳۲

ربّ تعالیٰ حضور ﷺ کی رضا چاہتا ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا	۲	البقرۃ	۱۴۴
وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ	۳۰	والضحیٰ	۵

فضائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ	۱	البقرۃ	۱۳۷
وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ	۱	البقرۃ	۱۳
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا	۲	البقرۃ	۲۱۸
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ	۲۶	الحجرات	۷
وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ	۵	النساء	۱۱۳
إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا	۶	المائدہ	۷
رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ	۱	البقرۃ	۱۲۹

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ	۱	البقرۃ	۱۲۹
وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ	۲۸	الجمعہ	۳
هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنفِقُوا عَلَىٰ مَنْ الخ	۲۸	المنافقون	۷
لَقَد تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ	۱۱	التوبۃ	۱۱۷
وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ	۴	آل عمران	۱۵۵
وَلَقَدْ عَفَا عَنكُمْ	۴	آل عمران	۱۵۲
وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنَىٰ	۲۷	الحدید	۱۰
وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ الخ	۲۶	الفتح	۲۹
كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ	۲۶	الفتح	۲۹
لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الخ	۲۸	الحشر	۸
وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ الخ	۲۸	الحشر	۹
أُولٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا	۹	الانفال	۴
لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ	۲۲	السبا	۴
أُولٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ	۲۶	الحجرات	۳
وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ	۲۶	الفتح	۲
ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ	۱	البقرۃ	۲
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ	۳۰	البینہ	۸
وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ	۱۱	التوبۃ	۱۰۰

فضائل اہل بیت النبی ﷺ

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ	۲۲	الاحزاب	۳۳
فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا	۳	آل عمران	۶۱
قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا	۲۵	الشوریٰ	۲۳
إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ الخ	۲۲	الاحزاب	۵۶
وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ	۱۶	طٰہٰ	۸۲
وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا الخ	۴	آل عمران	۱۰۳
يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ الخ	۵	النساء	۵۴

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ الخ	۹	الانفال	۳۳
وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ	۳۰	والضحیٰ	۵
أُولٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ	۳۰	البینہ	۷
وَقِفُوهُمْ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ	۲۳	الصٰفٰت	۲۴

ازواج پاک بھی اہل بیت ہیں

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ	۲۲	الاحزاب	۳۳
وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ	۴	آل عمران	۱۲۱
فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ	۲۰	القصص	۸
وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ	۲۰	″	۲۹
فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ الخ	۱۶	طٰہٰ	۱۰
فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ الخ	۱۷	الانبیاء	۷۶
رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ	۱۲	ھود	۷۳
ذٰلِكَ لِمَن لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	۲	البقرہ	۱۹۶

فضائل ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ	۲۴	الزمر	۳۳
ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ	۱۰	التوبۃ	۴۰
فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ	۲۸	التحریم	۴
هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ الخ	۲۲	الاحزاب	۴۳
وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا الخ	۲۶	الاحقاف	15
وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ الخ	۸	الاعراف	۴۳
وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ الخ	۱۸	النور	۲۲

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ الخ	۳۰	واللیل	۱۷
وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ الخ	۲۷	الرحمٰن	۴۶
وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ	۴	آل عمران	۱۵۹
وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ (پوری سورۃ)	۳۰	واللیل	۱
الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ	۳	البقرہ	۲۷۴
وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ	۲۶	الفتح	۲۹
الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ الخ	۲۳	الزمر	۱۸
وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ	۲۰	القصص	۶۰
إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ	۲۶	الحجرات	۳
لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ	۲۷	الحدید	۱۰
فضائل عمر فاروق رضی اللہ عنہ			
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ	۱۰	الانفال	
أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ الخ	۲	البقرہ	
عَسَىٰ رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ الخ	۲۸	التحریم	
وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى الخ	۱	البقرہ	
وَفَتْحٌ قَرِيبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ	۲۸	الصف	
هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ الخ	۱۰	الانفال	
فضائل عثمان غنی رضی اللہ عنہ			
مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ	۳	البقرہ	
فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ	۲۱	الاحزاب	
أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ	۲۳	الزمر	

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَأَنْفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ	۲۷	الحدید	۷
سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَخْشَىٰ	۳۰	الاعلیٰ	۱۰
فضائل علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ			
يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا (پندرہ آیات)	۲۹	الدھر	۷
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ	۲۸	المجادلہ	۱۲
فضائل عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا			
يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ (۱۲ آیات)	۲۱	الاحزاب	۳۱
فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا	۵	النساء	۴۳
إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ (تا)	۱۸	النور	۱۱
أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ (۱۹ آیات)	۱۸	النور	۲۶
خلافۃ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ			
مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ	۶	المائدہ	۵۴
فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ	۶	المائدہ	۵۴
سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ	۲۶	الفتح	۱۶
وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ	۱۸	النور	۵۵
لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ (تا) أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ	۲۸	الحشر	۸
امتِ مصطفوی ﷺ بہترین امت ہے			
وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا	۲	البقرہ	۱۴۳
وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ	۵	النساء	۱۱۵

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
نُوَلِّهِ الخ	۵	النساء	۱۱۵
وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا الخ	۴	آل عمران	۱۰۳
فضائل اولیاء اللہ			
أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ الخ	۱۱	یونس	۶۲
إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ	۹	الانفال	۳۴
کراماتِ اولیاء اللہ برحق ہیں			
كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا الخ	۳	آل عمران	۳۷
هُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ	۱۶	مریم	۲۵
قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ الخ	۱۹	النمل	۴۰
تَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ الخ	۱۵	کہف	۱۸
فَانْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ الخ	۱۵	کہف	۷۱
إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ	۱۶	کہف	۸۴
بزرگوں کے تبرکات دافع بلاء ہیں			
ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هَٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ	۲۳	ص	۴۲
اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَٰذَا فَأَلْقُوهُ الخ	۱۳	یوسف	۹۳
فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا الخ	۱۶	مریم	۲۶
إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ الخ	۲	البقرہ	۲۴۸
فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِنْ أَثَرِ الرَّسُولِ الخ	۱۶	طٰہٰ	۹۶
مومنوں کے مددگار بہت ہیں			
وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا	۵	النساء	۷۵

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ	۲۸	التحریم	۴
مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰهِ	۳	آل عمران	۵۲
اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	۶	المائدہ	۵۵
يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ	۱۰	الانفال	۶۴
وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى	۶	المائدہ	۲
اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ الخ	۱۹	الشعراء	۸۹
فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ	۱۹	الشعراء	۱۰۰ ۱۰۱
وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا	۱۵	بنی اسرائیل	۸۰
وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ	۱	البقرہ	۸۷
اَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ الخ	۱۶	الکھف	۹۵

بے ایمانوں کا کوئی مددگار نہیں

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ الخ	۲۵	الشوریٰ	۴۴
وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا	۱۵	الکھف	۱۷
وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	۲۵	الشوریٰ	۴۶
وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ	۲۱	العنکبوت	۲۲ ۲۵
فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ	۲۱	الروم	۲۹
وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ	۳	آل عمران	۹۱
وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ	۳	البقرہ	۲۷۰
وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا	۵	النساء	۵۲
وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ	۱۷	الحج	۷۱
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا	۲۲	الاحزاب	۶۵
وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ الخ	۲۴	المؤمن	۱۸

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ	۲۴	المؤمن	۲۱
وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا	۶	النساء	۱۷۴
وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا	۵	〃	۱۴۵
وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ	۱۰	التوبہ	۷۴
وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ	۱۵	بنی اسرائیل	۹۷
وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ	۱۲	ھود	۲۰
وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ	۱۲	ھود	۱۱۳
وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا	۲۱	الاحزاب	۱۷
وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ	۲۵	الشوریٰ	۸
وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ	۳	آل عمران	۹۱
وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا	۵	النساء	۱۲۳
وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ	۱۷	الحج	۷۱
لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ الخ	۷	الانعام	۵۱
وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ	۱	البقرہ	۱۰۷
لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ الخ	۷	الانعام	۷۰
وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ	۱	البقرہ	۱۰۷
لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ الخ	۷	الانعام	۷۰
وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ	۲۴	حٰمٓ السجدہ	۱۶
مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ الخ	۱	البقرہ	۱۲۰
وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ	۱۰	التوبہ	۷۴

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ	۲۱	السجدۃ	۴
مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ	۱۳	الرعد	۳۷
وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ	۳	آل عمران	۹۱
وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ الخ	۱۲	ھود	۲۰

مُردے سنتے ہیں

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا الخ	۲۵	الزخرف	۴۵
فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ (صالح علیہ السلام)	۸	الاعراف	۷۹
فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ (شعیب علیہ السلام)	۹	الاعراف	۹۳

محبوبین بعد وفات مدد کرتے ہیں

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ	۳	آل عمران	۸۱
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ	۱۷	الانبیاء	۱۰۷
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا	۲۲	السبا	۲۸
وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	۱	البقرہ	۸۹

محبوبانِ خدا دور سے سنتے دیکھتے اور مدد کرتے ہیں

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا	۱۹	النمل	۱۹
اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ	۱۳	یوسف	۹۴
اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ	۱۹	النمل	۴۰
وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ	۳	آل عمران	۴۹
اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ	۸	الاعراف	۲۷

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ	۲۱	السجدۃ	۱۱
وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ	۱۷	الحج	۲۷
وَكَذٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ	۷	الانعام	۷۶
وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَأٰى بُرْهَانَ رَبِّهِ	۱۲	یوسف	۲۴
اولیاء اللہ مشکلکشا صاحب عطا ہیں			
فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ	۱۳	یوسف	۹۶
وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَأٰى بُرْهَانَ رَبِّهِ	۱۳	یوسف	۲۴
وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ	۳	آل عمران	۴۹
فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ	۱	البقرہ	۶۰
لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا	۱۶	مریم	۱۹
لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا الخ	۲۶	الفتح	۲۵
فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ	۲۷	الذّٰریٰت	۳۵
وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ الخ	۹	الانفال	۳۳
فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا	۲	البقرہ	۲۳۹
بزرگوں کے قرب میں دعا مقبول ہوتی ہے!			
هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ	۳	آل عمران	۳۸
وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ الخ	۱	البقرہ	۵۸
جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ الخ	۵	النساء	۶۴
بزرگ مقامات کا ادب کرو			
وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا	۱	البقرہ	۵۸
فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى	۱۶	طٰہٰ	۱۲
لَا أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ	۳۰	البلد	۲،۱

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
حِلٌّ بِهٰذَا	۳۰	البلد	۲
وَهٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ	۳۰	والتین	۳
وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى	۱	البقرہ	۱۲۵
إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ الخ	۲	البقرہ	۱۵۸
یادگاریں قائم کرنا			
فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا	۱۱	یونس	۵۸
وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللّٰهِ	۱۳	ابراہیم	۵
تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا الخ	۷	المائدہ	۱۱۴
وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ	۶	المائدہ	۷
إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ	۳۰	القدر	۱
شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ	۲	البقرہ	۱۵۸
عذاب قبر برحق ہے!			
أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَارًا	۲۹	نوح	۲۵
النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا الخ	۲۴	المؤمن	۴۶
وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ	۱۰	الانفال	۵۰
مِنْ وَرَائِهِمْ جَهَنَّمُ	۲۵	جاثیہ	۱۰
وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذٰلِكَ	۲۷	طور	۴۷
تقلید ائمہ ضروری ہے			
فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ الخ	۱۷	الانبیاء	۷
لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ	۵	النساء	۸۳
وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا	۱۱	التوبۃ	۱۲۲
وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ	۱۱	التوبۃ	۱۱۹
صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ	۱	الفاتحہ	۶
وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ	۲۱	لقمان	۱۵
وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ	۱۷	الحج	۷۸
وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ	۵	النساء	۱۱۵

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
تقیہ حرام ہے			
فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ	۳	آل عمران	۶۴
يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ الخ	۶	المائدہ	۶۷
وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا	۱	البقرہ	۱۴
اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً	۲۸	المنافقون	۲
أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً	۵	النساء	۹۷
وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ	۸	الاعراف	۲۱
مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ	۱۷	الانبیاء	۵۲
قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْ دِينِي الخ	۱۱	یونس	۱۰۴
متعہ حرام ہے			
غَيْرَ مُسَافِحِينَ	۵	النساء	۲۴
فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاءَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ	۲۹	المعارج	۳۱
وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ	۱۸	النور	۳۳
حضور ﷺ کو معراج جسمانی ہوئی			
وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ	۱۵	بنی اسرائیل	۶۰
ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ	۲۷	النجم	۸، ۹
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا	۲۲	الاحزاب	۴۵
سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرٰى	۱۵	بنی اسرائیل	۱
لواطت حرام ہے			
أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ		الاعراف	۸۰
وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا	۸	الاعراف	۸۴
قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ الخ	۲	البقرہ	۲۲۲
وَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاءَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ	۱۸	المؤمنون	۷

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر

نمازیں پانچ ہیں

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ الخ	۲۱	الروم	۱۷
حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ	۲	البقرہ	۲۳۸
وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی	۲	البقرہ	۲۳۸

ہم سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ الخ	۲۱	الاحزاب	۶
وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ	۲۲	الاحزاب	۶۳

مرتد کی سزا قتل ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ	۱	البقرۃ	۵۴
فَخُذُوْھُمْ وَاقْتُلُوْھُمْ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْھُمْ	۵	النساء	۸۹
تُقَاتِلُوْنَھُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ	۲۶	الفتح	۱۶

نفی کا مدعی بھی دلیل دے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ الخ	۲۰	النمل	۶۴
فَاِنْ شَہِدُوْا فَلَا تَشْہَدْ مَعَھُمْ الخ	۸	الانعام	۱۵۱

حدیث کی بھی ضرورت ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ	۳	ال عمران	۳۲
وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ	۱	البقرہ	۱۲۹
مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ الخ	۵	النساء	۸۰
وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ	۲۸	الحشر	۷
وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ	۹	الاعراف	۱۵۷
فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ	۵	النساء	۶۵
قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ	۶	المائدہ	۱۵

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا	۱	البقرہ	۲۶
اِنَّکَ لَتَھْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ	۲۵	الشوریٰ	۵۲

مُردوں کو پکارنا

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ	۱۷	الحج	۲۷
ثُمَّ ادْعُھُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا الخ	۳	البقرۃ	۲۶۰
وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رُّسُلِنَا	۲۵	الزخرف	۴۵
فَتَوَلّٰی عَنْھُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ	۹	اعراف	۶۹
فَتَوَلّٰی عَنْھُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ	۸	اعراف	۷۹

نزول عیسیٰ علیہ السلام علامت قیامت ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ	۲۵	الزخرف	۶۱

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے گھروں میں جلوہ گر ہیں!

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّۃً مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ الخ	۱۸	النور	۶۱

یغوث اور یعوق وغیرہ گمراہ گر بت تھے نہ کہ اولیاء

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وَلَا یَغُوْثَ وَیَعُوْقَ الخ	۲۹	نوح	۲۳
وَقَدْ اَضَلُّوْا کَثِیْرًا	۲۹	نوح	۲۴

چھاتی ماتھا پیٹنا کوٹنا طریقہ کفار ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
یٰوَیْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا	۲۳	یٰس	۵۲
یٰوَیْلَتٰٓی اَعَجَزْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِثْلَ ھٰذَا الْغُرَابِ	۶	المائدہ	۳۱

اولیاء من دون اللہ شیطان ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓئُھُمُ الطَّاغُوْتُ	۳	البقرہ	۲۵۷
اِنَّا جَعَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ	۸	الاعراف	۲۷

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ الخ	۸	الاعراف	۲۷
اِنَّھُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ	۸	الاعراف	۳۰
فَھُوَ وَلِیُّھُمُ الْیَوْمَ وَلَھُمْ عَذَابٌ	۱۴	النحل	۶۳
اَفَتَتَّخِذُوْنَہٗ وَذُرِّیَّتَہٗٓ اَوْلِیَآءَ الخ	۱۵	کہف	۵۰

نیکوں کے طفیل بروں پر کرم

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وَکَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحًا	۱۶	الکہف	۸۲
وَاتَّبَعَتْھُمْ ذُرِّیَّتُھُمْ بِاِیْمَانٍ	۲۷	الطور	۲۱
اَلْحَقْنَا بِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَمَآ اَلَتْنٰھُمْ الخ	۲۷	الطور	۲۱
فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ الخ	۵	النسآء	۶۹

مومنوں کے لئے شفاعت ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وَصَلِّ عَلَیْھِمْ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ الخ	۱۱	التوبۃ	۱۰۳
مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ	۳	البقرہ	۲۵۵
وَلَا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ الخ	۳۰	النبا	۳۸
لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَہٗ قَوْلًا	۱۶	طٰہٰ	۱۰۹
وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ الخ	۵	النسآء	۶۴

ربّ یعنی مربّی بندہ کو کہا جاتا ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
اِرْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ	۱۲	یوسف	۵۰
وَاذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ	۱۲	یوسف	۴۲
کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا	۱۵	بنی اسرائیل	۲۴
اِنَّہٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ	۱۲	یوسف	۲۳

کفار کیلئے شفاعت نہیں

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
لَا بَیْعٌ فِیْہِ وَلَا خُلَّۃٌ	۳	البقرۃ	۲۵۵

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
ولا شفاعة الخ	۳	البقرہ	۲۵۵
فما تنفعهم شفاعة الشافعين الخ	۲۹	المدثر	۴۸
ام اتخذوا من دون الله شفعاء الخ	۲۴	الزمر	۴۳
وما للظالمين من ولي ولا شفيع الخ	۲۴	المؤمن	۱۸
فما لنا من شافعين	۱۹	الشعرا	۱۰۰
لا يملكون الشفاعة الا من اتخذ الخ	۱۶	المريم	۸۷
سواء عليهم استغفرت لهم ام لم الخ	۲۸	المنافقون	۶

عبد بمعنی خادم

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
من عبادكم وامائكم	۱۸	النور	۳۲
قل يعبادي الذين اسرفوا على	۲۴	الزمر	۵۳

کفار بہرے، گونگے، اندھے، مردے ہیں

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
صم بكم عمي فهم لا يرجعون	۱	البقرہ	۱۸
ومن كان في هذه اعمى فهو في الآخرة	۱۵	بنی اسرائیل	۷۲
اموات غير احياء	۱۴	النحل	۲۱
والذين لا يؤمنون في آذانهم وقر وهو عليهم عمى	۲۴	حم السجدہ	۴۴
اولئك الذين لعنهم الله فاصمهم واعمى ابصارهم	۲۶	محمد	۲۳
انك لا تسمع الموتى ولا تسمع الصم الدعاء	۲۰	النمل	۸۰
اولئك ينادون من مكان بعيد	۲۴	حم السجدہ	۴۴

نبی و قرآن ہدایت دیتے ہیں

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وانك لتهدي الى صراط مستقيم	۲۵	الشوریٰ	۵۲
ان هذا القرآن يهدي للتي هي اقوم	۱۵	بنی اسرائیل	۹
لتخرج الناس من الظلمات الى النور	۱۳	ابراهیم	۱
ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة	۴	آل عمران	۱۶۴
تطهرهم وتزكيهم بها	۱۱	التوبة	۱۰۳

ایصال ثواب حق ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
ويتخذ ما ينفق قربات عند الله وصلوات الرسول	۱۱	التوبة	۹۹
وفي اموالهم حق للسائل والمحروم	۲۶	الذاریات	۱۹ ۲۰
والحقنا بهم ذريتهم ما التناهم من عملهم من شيئ	۲۷	طور	۲۱
اولئك مع الذين انعم الله عليهم	۵	النساء	۲۹

نبی بے عیب اور معصوم ہوتے ہیں

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
ان عبادي ليس لك عليهم سلطان الخ	۱۵	بنی اسرائیل	۲۵
الا عبادك منهم المخلصين	۲۳	ص	۸۳
ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربي الخ	۱۳	یوسف	۵۳
ما ضل صاحبكم وما غوى	۲۷	النجم	۲
ليس بي ضلالة ولكني رسول	۸	الاعراف	۶۱
الله اعلم حيث يجعل رسالته	۸	الانعام	۱۲۵
لو تقول علينا بعض الاقاويل	۲۹	الحاقة	۴۴
لولا ان ثبتناك لقد كدت	۱۵	بنی اسرائیل	۷۴
ما كان لنا ان نشرك بالله من شيئ	۱۲	یوسف	۳۸

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وما اريد ان اخالفكم الى ما انهكم	۱۲	هود	۸۸
لا ينال عهدي الظالمين	۱	البقرہ	۱۲۴
ان الله اصطفى آدم ونوحا وآل ابراهيم الخ	۳	آل عمران	۳۳
لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة	۲۱	الاحزاب	۲۱

بدنی عبادت کوئی کسی کی طرف سے نہیں کر سکتا

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وان ليس للانسان الا ما سعى	۲۷	النجم	۳۹
لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت	۳	البقرۃ	۲۸۶

نبیوں کے درجوں میں فرق ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
نرفع درجات من نشاء	۱۳	یوسف	۷۶
تلك الرسل فضلنا بعضهم	۳	البقرہ	۲۵۳

اصل نبوت میں انبیاء برابر ہیں

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
لا نفرق بين احد من رسله	۳	البقرۃ	۲۸۵
ولم يفرقوا بين احد منهم	۶	النساء	۱۵۲

بتوں کے نام پر چھوڑا ہوا جانور حلال ہے اگر اللہ کے نام پر ذبح ہو جائے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
ما جعل الله من بحيرة ولا	۷	المائدہ	۱۰۳
فكلوا مما غنمتم حلالا طيبا	۱۰	الانفال	۶۹
قل لا اجد في ما اوحي الي محرما على طاعم الخ	۸	الانعام	۱۴۶
ولا تقولوا لما تصف السنتكم الكذب هذا حلال وهذا	۱۴	النحل	۱۱۶

تھان کی بھینٹ غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ حرام ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وما اهل به لغير الله	۲	البقرہ	۱۷۳

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ	۶	المائدہ	۳

ربّ کے بتائے بغیر کسی کو علم غیب نہیں

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ الخ	۲۰	النمل	۶۵
وَمَا اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ الخ	۲۶	الاحقاف	۹
وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ	۹	الاعراف	۱۸۸
اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ	۲۱	لقمان	۳۴
لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ	۷	المائدہ	۱۱۶

بے ارادہ الٰہی کوئی کچھ نہیں کرسکتا

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
قُلْ لَّا اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا الخ	۹	الاعراف	۱۸۸
وَمَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ	۱۳	یوسف	۶۷
وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ	۱	البقرۃ	۱۰۷
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔	۱	الفاتحہ	۴
مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ الخ	۱۳	یوسف	۶۸

ذکر میلاد شریف سنّت الٰہیہ ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الخ	۱۱	التوبۃ	۱۲۸
قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ	۶	المائدہ	۱۵
لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ	۴	آل عمران	۱۶۴
هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى	۱۰	التوبۃ	۳۳
هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا	۲۸	الجمعہ	۲
وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ (پورا رکوع)	۱۶	مریم	۱۶

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ	۲۸	الصف	۶
وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوْسٰى اَنْ اَرْضِعِيْهِ	۲۰	القصص	۷
قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ	۶	النسآء	۱۷۵

علم اللہ کی بڑی نعمت ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا	۱	البقرۃ	۳۱
وَاُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ	۳	آل عمران	۱۸
وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا	۱۶	طٰہٰ	۱۱۴
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ الخ	۲۳	الزمر	۹
فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ	۱۱	التوبۃ	۱۲۲
هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰى اَنْ تُعَلِّمَنِ	۱۵	کہف	۶۶
وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ	۵	النسآء	۱۱۳
اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ	۲۷	الرحمٰن	۱
وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا	۵	الکہف	۶۵
عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ	۱۹	النمل	۱۶
اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا الخ	۲۲	فاطر	۲۸
اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	۱۹	الشوریٰ	۱۹۷
فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ	۱۷	الانبیاء	۷
مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا	۳	البقرۃ	۲۶۹

انبیاء کو (علیہم السلام) بشر کہنا طریقہ کفار ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ	۱۴	الحجر	۳۳
مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ	۱۸	المومنون	۲۴
لَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ	۱۸	〃	۳۴
قَالُوْا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا	۲۲	یٰس	۱۵
اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا	۲۸	التغابن	۶

ربّ تعالےٰ جھوٹ سے پاک ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا	۵	النسآء	۸۷
وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا	۵	〃	۱۲۲

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ	۳	آل عمران	۹
اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ	۴	آل عمران	۱۹۴
لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ	۳	آل عمران	۶۱
فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ	۳	آل عمران	۶۱

اچھوں کے صدقے بروں پر عذاب نہیں آتا

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ الخ	۹	الانفال	۳۳
لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	۲۶	الفتح	۲۵
فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ	۲۷	الذٰریٰت	۳۵
وَلَا يَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا	۲۹	نوح	۲۷
اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ	۱۷	الحج	۳۸

وسیلہ اولیاء ضروری ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ الخ	۱۵	بنی اسرائیل	۵۷
وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	۱	البقرۃ	۸۹
فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا	۲	البقرۃ	۱۴۴
فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ الخ	۱	البقرۃ	۳۷
لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ الخ	۹	الاعراف	۱۳۴
وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	۹	الاعراف	۱۳۴
تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا الخ	۱۱	التوبۃ	۱۰۳
وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا الخ	۶	المائدہ	۳۵
هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ	۳	آل عمران	۳۸
فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ	۱	البقرۃ	۶۱
لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا	۱۵	الکہف	۲۱

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ	۴	ال عمران	۱۶۴

اصل اشیاء میں اباحت ھے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
خلق لکم ما فی الارض جمیعا	۱	البقرۃ	۲۹
قل لا اجد فی ما اوحی الی محرما	۸	الانعام	۱۴۵
لم تحرم ما احل اللہ لک	۲۸	التحریم	۱
لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم	۷	المائدۃ	۱۰۱
وقد فصل لکم ما حرم علیکم	۸	الانعام	۱۱۹
وحرموا ما رزقھم اللہ افتراء	۸	الانعام	۱۴۰
کلوا مما رزقکم اللہ	۸	الانعام	۱۴۲
قل ءآلذکرین حرم ام الانثیین	۸	الانعام	۱۴۳
قل ھلم شھداءکم الذین یشھدون ان اللہ حرم ھذا	۸	الانعام	۱۵۰
قل من حرم زینۃ اللہ التی	۸	الاعراف	۳۲
لا تحرموا طیبت ما احل اللہ لکم	۷	المائدہ	۸۷

موت بمعنی روح کا نکلنا سب کو ھے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
انک میت وانھم میتون	۲۳	الزمر	۳۰
افائن مات او قتل	۴	ال عمران	۱۴۴
کل نفس ذائقۃ الموت	۴	ال عمران	۱۸۵
کل من علیھا فان	۲۷	الرحمن	۲۶
افائن مت فھم الخلدون	۱۷	الانبیاء	۳۴

قرآن سے بعض گمراھی لیتے ھیں

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
یضل بہ کثیرا	۱	البقرۃ	۲۶
ولیزیدن کثیرا منھم ما انزل الیک من ربک طغیانا وکفرا	۶	المائدۃ	۶۴

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
نھدی بہ من نشاء من عبادنا	۲۵	الشوری	۵۲
کذالک یضل اللہ من یشاء	۲۹	المدثر	۳۱

حضور ﷺ ھدایت ھی دیتے ھیں!

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وانک لتدعوھم الی صراط مستقیم	۱۸	المومنون	۷۳
وانک لتھدی الی صراط مستقیم	۲۵	الزخرف	۵۲
وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا	۲۲	الاحزاب	۴۶
ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ	۴	ال عمران	۱۶۴
لتخرج الناس من الظلمت الی النور	۱۳	ابراھیم	۱

موت بمعنی روح کا جسم کی پرورش چھوڑ دینا خاص اولیاء اللہ کو نہیں وہ زندہ ہیں

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء	۲	البقرۃ	۱۵۴
ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا	۴	ال عمران	۱۶۹
ما دلھم علی موتہ الا دابۃ الارض	۲۲	السبا	۱۴
ولا ان تنکحوا ازواجہ	۲۲	الاحزاب	۵۳
واسئل من ارسلنا من قبلک	۲۵	الزخرف	۴۵
ویستبشرون بالذین لم یلحقوا	۴	ال عمران	۱۷۰
فلا تکن فی مریۃ من لقائہ	۲۱	السجدۃ	۲۳

بزرگوں کی دعا سے بانجھ اور بوڑھی کو بھی بیٹا ملنا

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
قال رب انی یکون لی غلم وقد بلغنی الکبر وامراتی عاقر	۳	ال عمران	۴۰
قال ابشرتمونی علی ان مسنی الکبر فبم تبشرون	۱۴	الحجر	۵۴
رب ھب لی من الصالحین فبشرنہ	۲۳	الصفت	۱۰۰
ءالد وانا عجوز وھذا بعلی شیخا	۱۲	ھود	۷۲
وانی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطن الرجیم	۳	ال عمران	۳۶
یزکریا انا نبشرک بغلم اسمہ یحیی	۱۶	مریم	۷

حضرات انبیاء کرام شرعی احکام کے مالک و بنائے گئے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم	۳	ال عمران	۵۰
ویحرم علیھم الخبئث	۹	الاعراف	۱۵۷
ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ	۱۰	التوبۃ	۲۹
ویضع عنھم اصرھم والاغلل التی کانت علیھم	۹	الاعراف	۱۵۷

اللہ رسول کو ملانا ایمان ھے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول	۵	النساء	۵۹
ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز	۲۲	الاحزاب	۷۱
واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ	۱۰	التوبۃ	۶۲
ان اغنھم اللہ ورسولہ من فضلہ	۱۰	التوبۃ	۷۴
کفروا باللہ ورسولہ	۱۰	التوبۃ	۸۰ ۸۴
ومن یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ ورسولہ	۵	النساء	۱۰۰
فسیری اللہ عملکم ورسولہ	۱۱	التوبۃ	۱۰۵
لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ	۲۶	الحجرات	۱
ولو انھم رضوا ما اتھم اللہ ورسولہ	۱۰	التوبۃ	۵۹
وان کنتن تردن اللہ ورسولہ	۲۱	الاحزاب	۲۹

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
سیؤتینا اللہ من فضلہ و رسولہ	۱۰	التوبۃ	۵۹
انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ	۲۲	الاحزاب	۳۷
اذا قضی اللہ ورسولہ امرا	۲۳	الاحزاب	۳۶

اللہ رسول کو الگ کرنا کفر ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
و یریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ	۶	النساء	۱۵۰

مدہوش و مجذوب پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکٰری	۵	النساء	۴۳
والقی الالواح واخذ برأس اخیہ یجرہ الیہ	۹	الاعراف	۱۵۰
وخر موسیٰ صعقا	۹	الاعراف	۱۴۳
وقطعن ایدیھن	۱۲	یوسف	۳۱

بیعت ہونا ضروری ہے
قیامت میں پیشوا کے ساتھ حشر ہوگا

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
یقدم قومہ یوم القیٰمۃ	۱۲	ھود	۹۸
یوم ندعوا کل اناس بامامھم	۱۵	بنی اسرائیل	۷۱
ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ	۲۶	الفتح	۱۰
لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک	۲۶	الفتح	۱۸
اذا جاءک المؤمنٰت یبایعنک	۲۸	الممتحنۃ	۱۲

علیہ السلام صرف رسولوں کے لئے ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وسلٰم علی المرسلین	۲۳	صٰفّٰت	۱۸۱
سلٰم علی نوح فی العٰلمین	۲۳	صٰفّٰت	۷۹
فسلٰم لک من اصحٰب الیمین	۲۷	واقعہ	۹۱
سلٰم علی ابراھیم	۲۳	صٰفّٰت	۱۰۹

السلام علیکم عام مسلمانوں کیلئے ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
سلٰم علیکم بما صبرتم	۱۳	الرعد	۲۴
فنعم عقبی الدار	۱۳	الرعد	۲۴
سلٰم علیکم طبتم فادخلوھا خٰلدین	۲۴	الزمر	۷۳

تکوینی احکام بعض بندوں کے سپرد ہیں

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
فالمدبرٰت امرا	۳۰	والنّٰزعٰت	۵
فسخرنا لہ الریح تجری بامرہ	۲۳	صٓ	۳۶
قال فاذھب فان لک فی الحیٰوۃ ان تقول لا مساس	۱۶	طٰہٰ	۹۷
وھزی الیک بجذع النخلۃ	۱۶	مریم	۲۵
واحی الموتٰی باذن اللہ	۳	اٰل عمران	۴۹

شیعہ کس قوم کو کہتے ہیں

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
ان فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعا	۲۰	القصص	۴
ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا	۸	الانعام	۱۵۹
او یلبسکم شیعا	۷	الانعام	۶۵
ولا تکونوا من المشرکین من الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا	۲۱	الروم	۳۱ ۳۲
کما فعل باشیاعھم من قبل انھم کانوا فی شک مریب	۲۲	السبا	۵۴
ولقد اھلکنا اشیاعکم	۲۷	القمر	۵۱
وان من شیعتہ لابراھیم	۲۳	الصٰفٰت	۸۳
ثم لننزعن من کل شیعۃ ایھم اشد	۱۶	مریم	۶۹

محبوبانِ خدا اللہ کے ملک کے مالک و متصرف ہیں

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
قل اللھم مٰلک الملک تؤتی الملک من تشاء	۳	اٰل عمران	۲۶
فسخرنا لہ الریح تجری بامرہ رخاء حیث اصاب والشیٰطین کل بناء وغواص	۲۳	صٓ	۳۶
انا اعطینٰک الکوثر	۳۰	الکوثر	۱
ولسلیمٰن الریح عاصفۃ			
تجری بامرہ الی الارض التی بٰرکنا فیھا	۱۷	الانبیاء	۸۱
انا مکنا لہ فی الارض واٰتینٰہ من کل شیء	۱۶	الکہف	۸۴
رب قد اٰتیتنی من الملک	۱۳	یوسف	۱۰۱
واٰتینٰھم ملکا عظیما	۵	النساء	۵۴
واحی الموتٰی باذن اللہ	۳	اٰل عمران	۴۹
انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر	۳	اٰل عمران	۴۹
یعملون لہ ما یشاء من محاریب وتماثیل	۲۲	السباء	۱۳

عورتوں پر پردہ ضروری ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا	۱۸	نور	۲۷
قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم	۱۸	نور	۳۰
ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن	۱۸	نور	۳۱
واذا بلغ الاطفال منکم الحلم فلیستاذنوا	۱۸	نور	۵۹ ۵۹
یدنین علیھن من جلابیبھن	۲۲	الاحزاب	
فلا تخضعن بالقول	۲۲	الاحزاب	۳۲
فیھن قٰصرٰت الطرف	۲۷	رحمٰن	۵۶
حور مقصورٰت فی الخیام	۲۷	رحمٰن	۷۲
وقرن فی بیوتکن	۲۲	الاحزاب	۳۳
واذا سالتموھن متاعا	۲۲	الاحزاب	۵۳
قل للمؤمنٰت یغضضن	۱۸	النور	۳۱
ان یستعففن خیر لھن	۱۸	النور	۶۰
لا تخرجوھن من بیوتھن	۲۸	الطلاق	۱
فامسکوھن فی البیوت	۴	النساء	۱۵

بزرگوں کی دعا سے مردے زندہ ہوتے ہیں

مضمون	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
فقال لھم اللہ موتوا ثم	۲	البقرۃ	۲۴۳
فاماتہ اللہ مائۃ عام	۳	البقرۃ	۲۵۹
ثم ادعھن یاتینک سعیا	۳	البقرۃ	۲۶۰
واحی الموتٰی باذن اللہ	۳	اٰل عمران	۴۹
ثم بعثنٰکم من بعد موتکم	۱	البقرۃ	۵۶